سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2006

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2006

(ہفتہ 4، منگل 7، بدھ 8، جمعرات 9، جمعۃ المبارک، 10-مارچ 2006)

(یوم السبت 3، یوم الثلاثہ 6، یوم الاربعاء 7، یوم الخمیس 8، یوم الجمع، 9-صفر المظفر 1427ھ)

چودھویں اسمبلی: چوبیسواں اجلاس

جلد 24 (حصہ اول): شمارہ جات 1 تا 5

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

چوبیسواں اجلاس

ہفتہ، 4-مارچ2006

جلد 24: شمارہ 1

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1-	جناب ڈپٹی سپیکر کا بطور جناب قائم مقام سپیکر اعلامیہ	------------	1
2-	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ	------------	3
3-	ایجنڈا	------------	5
4-	ایوان کے عہدیدار	------------	7
5-	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	------------	13
6-	چیئرمینوں کا پینل	------------	14
7-	نومنتخب اراکین اسمبلی کا حلف	------------	14

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
	تعزیت		
8-	سابق ایم پی اے جناب ریاض اصغر چودھری کے بیٹے اور چودھری مشتاق احمد کی والدہ کے لئے دعائے مغفرت	------------	15
9-	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	------------	15
	قرارداد		
10-	مغربی ممالک کے اخبارات میں توہین آمیز خاکوں کی اشاعت پر مذمت	------------	20
	منگل، 7-مارچ2006		
	جلد24: شمارہ2		
11-	ڈپٹی سپیکر کا بطور قائم مقام سپیکر کی منسوخی کا اعلامیہ	------------	33
12-	ایجنڈا	------------	35
13-	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	------------	37
	پوائنٹ آف آرڈر		
14-	پتنگ بازی سے بچوں کی ہلاکت میں اضافہ	------------	38
	سوالات (محکمہ جات ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)		
15-	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	------------	43
16-	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	------------	74
17-	غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب	------------	101
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)		
18-	مسودہ قانون ایمرجنسی سروس پنجاب مصدرہ 2005 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا	------------	102

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
19-	مسودہ قانون (تنسیخ) تقریبات شادی (امتناع بے جا نمود و نمائش اور مسرفانہ اخراجات) پنجاب مصدرہ 2005 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	103
20-	مسودہ قانون استعداد، نظم و ضبط اور احتساب سرکاری ملازمین پنجاب مصدرہ 2005 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایس اینڈ جی اے ڈی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	103
21-	مسودہ قانون (ترمیم) کوآپریٹو سوسائٹیز مصدرہ 2005 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امداد باہمی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	103
22-	مجلس قائمہ برائے استحقاقات کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	104
	پوائنٹ آف آرڈر	
23-	پتنگ بازی سے بچوں کی ہلاکت میں اضافہ (---- جاری) ------------	106
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں) (--- جاری)	
24-	مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2005 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	109
	تحاریک استحقاق	
25-	ای ڈی او ایجوکیشن ساہیوال کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ملاقات سے انکار ------------	113
26-	اڈیالہ جیل راولپنڈی کے سپرنٹنڈنٹ اور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ملاقات سے انکار ------------	114

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
27-	ڈی پی او ملتان کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ملاقات سے انکار ------------	115
28-	ڈائریکٹر (M-2(Maint نیشنل ہائی وے کی جانب سے جاری کردہ مراسلہ میں معزز رکن اسمبلی پر الزام تراشی ------------	117
29-	ادارہ محتسب پنجاب کی سالانہ رپورٹ بابت 2004 کا پیش نہ کیا جانا ------------	119
	تحاریک التوائے کار	
30-	پولیس تھانہ برکی (لاہور) کا قاتلوں کو گرفتار کرنے کی بجائے مقتول کے بیٹے اور بیوی کے خلاف جھوٹے مقدمے کا اندراج ------------	121
31-	سبزہ زار سب ڈویژن واسا (لاہور) کے فیلڈ سٹاف کی طرف سے سینکڑوں جعلی کنکشن دینے سے واسا کو لاکھوں روپے کا نقصان ------------	123
32-	کنٹریکٹ پر بھرتی کئے گئے ڈاکٹرز کو وعدے کے باوجود مستقل نہ کرنا ------------	124
33-	لاہور میں ایل پی جی سیل پوائنٹ پر پولیس اور سول ڈیفنس کے غیر قانونی چھاپے اور بھتہ کی وصولی ------------	125
	غیر سرکاری ارکان کی کارروائی	
	مسودات قانون (جو متعارف ہوئے)	
34-	مسودہ قانون (ترمیم) جنگلات مصدرہ 2005 ------------	126
35-	مسودہ قانون (ترمیم) آبادکاری سرکاری اراضی مصدرہ 2005 ------------	132
36-	مسودہ قانون (ترمیم) کینال اینڈ ڈرینج مصدرہ 2005 ------------	136
	پوائنٹ آف آرڈر	
37-	آئین پاکستان کے آرٹیکل 166 اور 127 کے تحت ایم پی ایز کو بھی ایم این ایز اور سینیٹرز کے برابر مراعات کا مطالبہ ------------	149

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)(۔۔۔جاری)	
38۔	مسودہ قانون (ترمیم) سول ملازمین پنجاب مصدرہ 2005 ------------	156
	قرار دادیں (مفاد عامہ سے متعلق)	
39۔	مقبرہ جہانگیر اور نور جہاں کو حکومت پنجاب کی تحویل میں دینا ------------	160
	بدھ، 8۔مارچ 2006	
	جلد 24: شمارہ 3	
40۔	ایجنڈا ------------	163
41۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	165
	سوالات (محکمہ جات مال و کالونیز)	
42۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	166
43۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	200
	تحاریک استحقاق	
44۔	ادارہ محتسب پنجاب کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2004 کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا ------------	221
	پوائنٹ آف آرڈر	
45۔	پتنگ بازی پر پابندی کا مطالبہ ------------	223
46۔	کسانوں کو ڈیزل اور ٹیوب ویل پر سبسڈی دینے کا مطالبہ ------------	228
	تحاریک التوائے کار	
47۔	کنٹریکٹ پر بھرتی کئے گئے ڈاکٹروں کو وعدے کے باوجود مستقل نہ کرنا (۔۔۔جاری) ------------	236

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
48-	مری میں محکمہ جنگلات کی اراضی پر ناجائز قبضہ ------------	240
49-	مون مارکیٹ گلشن راوی اور اقبال ٹاؤن لاہور میں ایل ڈی اے کی ملی بھگت سے پارکنگ فیس کی ناجائز وصولی ------------	242
50-	نارنگ منڈی کے گاؤں سیہول میں خاتون کا زیادتی کے بعد قتل ------------	243
	ہنگامی قانون (جو ایوان میں پیش ہوا)	
51-	ہنگامی قانون (ترمیم) انجمن ہائے کی رجسٹریشن مجریہ 2006 ------------	244
52-	کورم کی نشاندہی ------------	245
	جمعرات 9-مارچ 2006	
	جلد 24: شمارہ 4	
53-	ڈپٹی سپیکر کا بطور قائم مقام سپیکر اعلامیہ ------------	247
54-	ڈپٹی سپیکر کا بطور قائم مقام سپیکر اعلامیہ کی منسوخی ------------	249
55-	ایجنڈا ------------	251
56-	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	253
	سوالات (محکمہ جات خوراک و بیت المال)	
57-	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	254
58-	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	289
	پوائنٹ آف آرڈر	
59-	فہرست سوالات میں ایک سے زیادہ محکمہ جات کے سوالات کو باری باری take up کرنا ------------	314
60-	لاہور میں تشدد کے واقعات میں گرفتار کئے گئے بے گناہ افراد کی رہائی کا مطالبہ ------------	315

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
	توجہ دلاؤ نوٹس	
333 ------------	ڈیفنس لاہور میں پولیس ناکے پر بنک آفیسر کا قتل	61۔
335 ------------	لاہور میں پتنگ کی ڈور سے کم سن بچے کی ہلاکت	62۔
	تحاریک استحقاق	
344 ------------	ڈی پی او ملتان کا معزز رکن اسمبلی سے ملاقات سے انکار (۔۔۔جاری) ------------	63۔
346 ------------	ایس ایچ او تھانہ لالیاں کا معزز رکن اسمبلی کا فون سننے سے انکار اور بے بنیاد ایف آئی آر کا اندراج	64۔
	تحاریک التوائے کار	
348 ------------	نئے سپورٹس رولز کی تشکیل سے ٹیکنیکل سٹاف کی ترقی میں رکاوٹ کا خدشہ (۔۔۔جاری)	65۔
358 ------------	تھانہ گجرپورہ لاہور کی پولیس کے تشدد سے اقلیتی کونسلر کی بیوی کی ہلاکت	66۔
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
360 ------------	مسودہ قانون کریمینل پراسیکیوشن سروس (تشکیل، فرائض اور اختیارات) پنجاب مصدرہ 2005 کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ کا پیش کیا جانا	67۔
	رپورٹ (توسیع)	
360 ------------	قرارداد نمبر 203 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے خزانہ کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	68۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سرکاری کارروائی	
	ہنگامی قانون (جو ایوان میں پیش ہوا)	
69-	ہنگامی قانون (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب، مجریہ 2006 ------------	361
	جمعۃ المبارک، 10- مارچ 2006	
	جلد 24: شمارہ 5	
70-	ایجنڈا ------------	363
71-	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	365
	پوائنٹ آف آرڈر	
72-	حکومت پنجاب کی طرف سے پتنگ بازی پر غیر معینہ مدت تک پابندی کا فیصلہ ------------	366
	سوالات (محکمہ تعلیم)	
73-	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	367
74-	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	397
75-	غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	424
	رپورٹیں (توسیع)	
76-	مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	427
77-	مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب بل نمبر 27، 28 مصدرہ 2004 اور بل نمبر 3 مصدرہ 2005 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	428

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
430	مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن مصدرہ 2004 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	78۔
	پوائنٹ آف آرڈر	
431	ایڈوائزرز اور سپیشل اسسٹینٹس کا اپنی گاڑیوں پر پاکستانی پرچم اور بلیو لائٹس لگانا (---جاری) ------------	79۔
	رپورٹیں (توسیع) (---جاری)	
434	مسودہ قانون امتناع گھریلو تشدد پنجاب مصدرہ 2003 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	80۔
	پوائنٹ آف آرڈر	
435	ایڈوائزرز اور سپیشل اسسٹینٹس کا اپنی گاڑیوں پر پاکستانی پرچم اور بلیو لائٹس لگانا (---جاری) ------------	81۔
437	ایم پی ایز اور ایم این ایز کو Justice of peace بنانے کا مطالبہ ------------	82۔
438	قانون استحقاق کے تحت ایم پی ایز کی مراعات میں اضافے کا مطالبہ ------------	83۔
	تحاریک استحقاق	
442	ڈی ایس پی انویسٹی گیشن صدر اوکاڑہ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ (---جاری) ------------	84۔
443	ضلعی ناظم اور پولیس انتظامیہ کی غفلت اور نااہلی کی وجہ سے شرپسندوں کا اسمبلی بلڈنگ کو نشانہ بنانا ------------	85۔
444	تھانہ نواں لاہور (ٹوبہ ٹیک سنگھ) کے ایس۔ایچ۔او کا معزز رکن اسمبلی کا فون سننے اور ملاقات سے انکار ------------	86۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
87-	تھانہ خیرپور ٹامیوالی (بہاولپور) کے سب انسپکٹر کا معزز رکن اسمبلی سے نامناسب رویہ ------------	446
88-	(E.D.O.(R ساہیوال کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ ------------	450
	پوائنٹ آف آرڈر	
89-	رکن اسمبلی کی طرف سے تحریک التوائے کار کی تائید کرنے پر سیکرٹری سپورٹس کا اپنے ماتحت افسر کا تبادلہ کرنا ------------	456
	تحاریک التوائے کار (---جاری)	
90-	پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر جعلی ادویات اور غیر رجسٹرڈ میڈیکل کالجوں کے کمرشل اشتہارات کا چلنا ------------	457
91-	موضع اگوکی (سیالکوٹ) کی رہائشی لڑکی پر علاج کے بہانے جعلی پیر کا تشدد ------------	462
	سرکاری کارروائی	
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
92-	محتسب پنجاب کی سالانہ رپورٹ بابت سال 2004 کا پیش کیا جانا ------------	468
93-	انڈکس	

1

جناب ڈپٹی سپیکر کا بطور جناب قائم مقام سپیکر اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(5)/2002/792. Dated 25th February 2006. Pursuant to the provisions of clause (3) of Article 53 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan 1973, Sardar Shaukat Hussain Mazari, Deputy Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, shall act as Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, with immediate effect, during the absence abroad of Ch. Muhammad Afzal Sahi, Speaker, Provincial Assembly of the Punjab.

SAEED AHMAD
Secretary

3

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(107)/2006/794.Dated 28th February 2006. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

> "In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan and in partial modification of earlier summoning order dated 24-02-2006, I, **Lt. Gen. (Retd) Khalid Maqbool,** Governor of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on 4th March 2006 at 3:00 P.M. in the Assembly Chambers, Lahore."

Dated Lahore
the 27-02-2006

LT. GEN. (RETD) KHALID MAQBOOL
GOVERNOR OF THE PUNJAB

5

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،4-مارچ2006

1- تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2- قرارداد

3- ہنگامی قانون (ترمیم) امتناع پتنگ بازی پنجاب مجریہ 2006

7

صوبائی اسمبلی پنجاب

1- ایوان کے عہدیدار

1-	جناب قائم مقام سپیکر	:	سردار شوکت حسین مزاری
2-	وزیر اعلیٰ	:	چودھری پرویز الٰہی
3-	قائد حزب اختلاف	:	جناب قاسم ضیاء

2- چیئر مینوں کا پینل

1-	رائے اعجاز احمد	:	پی پی-71
2-	ملک نذر فرید کھوکھر	:	پی پی-192
3-	محترمہ مصباح کوکب	:	ڈبلیو-306
4-	رانا آفتاب احمد خان	:	پی پی-63

8

3- کابینہ

(1)	گروپ کیپٹن (ر) مشتاق احمد کیانی	:	وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ اور ہاؤسنگ و شہری ترقی*
(2)	کرنل (ر) شجاع خانزادہ	:	وزیر سی۔ایم۔آئی۔ٹی امپلی مینٹیشن اینڈ کوآرڈینیشن
(3)	کرنل (ر) ملک محمد انور	:	وزیر کوآپریٹو
(4)	جناب مناظر حسین رانجھا	:	وزیر کالونیز
(5)	چودھری عامر سلطان چیمہ	:	وزیر آبپاشی
(6)	جناب گل حمید خان روکھڑی	:	وزیر ریونیو، ریلیف اینڈ کنسالیڈیشن
(7)	جناب محمد سبطین خان	:	وزیر کانکنی و معدنیات
(8)	جناب سعید اکبر خان	:	وزیر جیل خانہ جات
(9)	سردار نعیم اللہ خان شاہانی	:	وزیر سپورٹس
(10)	ڈاکٹر محمد شفیق چودھری	:	وزیر آبکاری و محصولات
(11)	چودھری ظہیر الدین خان	:	وزیر مواصلات و تعمیرات / انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ*
(12)	ڈاکٹر اشفاق الرحمٰن	:	وزیر جنگلات
(13)	محترمہ آشفہ ریاض فتیانہ	:	وزیر ترقی خواتین و انسانی حقوق / سوشل ویلفیئر*
(14)	چودھری محمد اقبال	:	وزیر خوراک / سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن اور تجارت و سرمایہ کاری*
(15)	رانا شمشاد احمد خان	:	وزیر ٹرانسپورٹ
(16)	چودھری شوکت علی بھٹی	:	وزیر ثقافت و امور نوجوانان

* بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-3/2002 مورخہ 3-مارچ2006 اور 11-مارچ2006 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کے برائے اجلاس (4-مارچ تا 20-مارچ 2006) تفویض کئے گئے۔

9

(17)	جناب محمد بشارت راجہ	:	وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی اضافی چارج قانون و پارلیمانی امور، داخلہ، جنگلی حیات اور پبلک پراسیکیوشن سروس*
(18)	میاں عمران مسعود	:	وزیر تعلیم
(19)	جناب محمد اجمل چیمہ	:	وزیر صنعت
(20)	سید اختر حسین رضوی	:	وزیر محنت و افرادی قوت
(21)	جناب ارمغان سبحانی	:	وزیر قوت برقی
(22)	سید سعید الحسن	:	وزیر اوقاف و مذہبی امور
(23)	ڈاکٹر طاہر علی جاوید	:	وزیر صحت
(24)	جناب عبدالعلیم خان	:	وزیر انفارمیشن ٹیکنالوجی
(25)	میاں محمد اسلم اقبال	:	وزیر سیاحت
(26)	سردار حسن اختر موکل	:	وزیر مینجمنٹ و پیشہ ورانہ ترقی
(27)	سید رضا علی گیلانی	:	وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی
(28)	رانا محمد قاسم نون	:	وزیر ایگریکلچرل مارکیٹنگ
(29)	جناب حسین جہانیاں گردیزی	:	وزیر لٹریسی اینڈ غیر رسمی بنیادی تعلیم اور کھیلیں*
(30)	جناب محمد ارشد خان لودھی	:	وزیر زراعت / منصوبہ بندی و ترقیات*
(31)	جناب غلام محی الدین چشتی	:	وزیر / چیف وھپ
(32)	سردار حسنین بہادر دریشک	:	وزیر خزانہ
(33)	سید ہارون احمد سلطان بخاری	:	وزیر لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ

* بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-3/2002 مورخہ 3-مارچ 2006 اور 11-مارچ 2006 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کے برائے اجلاس (4-مارچ تا 20-مارچ 2006) تفویض کئے گئے۔

10

(34)	میاں خادم حسین وٹو المعروف محمد اختر خادم	:	وزیر زکوٰۃ و عشر
(35)	جام محمد ہاشم گلیجہ	:	وزیر ماہی پروری
(36)	جناب محمد اعجاز شفیع	:	وزیر بیت المال
(37)	مخدوم اشفاق احمد	:	وزیر تحفظ ماحولیات
(38)	محترمہ نسیم لودھی	:	وزیر بہبود آبادی
(39)	محترمہ قدسیہ لودھی	:	وزیر خصوصی تعلیم
(40)	مسز جوئس روفین جولیس	:	وزیر اقلیتی امور

4۔ پارلیمانی سیکرٹریز

(1)	چودھری محمد کامران علی خان	:	مال
(2)	راجہ راشد حفیظ	:	مقامی حکومت و دیہی ترقی
(3)	جناب اعجاز حسین فرحت	:	ہاؤسنگ، شہری ترقی
(4)	سید محمد تقلید رضا*		
(5)	چودھری نذر حسین گوندل	:	تعلیم
(6)	ملک شعیب اعوان	:	اطلاعات
(7)	ملک محمد آصف بھا	:	بیت المال
(8)	جناب محمد وارث کلو	:	کالونیز
(9)	ملک رضا شاہد وسیر	:	انفارمیشن ٹیکنالوجی
(10)	چودھری خالد محمود (ایڈووکیٹ)	:	لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ

* بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-3/2002 مورخہ 3۔مارچ 2006 اور 11۔مارچ 2006 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کے برائے اجلاس (4۔مارچ تا 20۔مارچ 2006) تفویض کئے گئے۔

* بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر Legis: 4-62/2003/2722 مورخہ 7۔اگست 2003 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

11

(11)	جناب محمد قمر حیات کاٹھیا	:	
(12)	بریگیڈئر (ر) جاوید اکرم (ستارہ امتیاز)	:	صوبائی پیشہ ورانہ انتظامی ترقی
(13)	حاجی مدثر قیوم نہرا	:	ماہی پروری
(14)	چودھری خالد اصغر گھرال	:	سپورٹس
(15)	چودھری عبداللہ یوسف وڑائچ	:	قانون
(16)	مس حمیدہ وحید الدین	:	خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم
(17)	جناب محمد عارف گوندل چھوآنہ	:	ایس اینڈ جی اے ڈی
(18)	لیفٹیننٹ کرنل (ر) محمد عباس	:	مواصلات و تعمیرات
(19)	بیگم ریحانہ جمیل*		
(20)	جناب محمد شعیب صدیقی*		
(21)	جناب اعجاز احمد سیہول	:	آبکاری و محصولات
(22)	جناب جاوید منظور گل	:	کانکنی و معدنیات
(23)	آغا علی حیدر	:	ثقافت و امور نوجوانان
(24)	ملک احمد سعید خان (ایڈووکیٹ)	:	اشتمال
(25)	ملک محمد احمد خان (ایڈووکیٹ)	:	پارلیمانی امور
(26)	دیوان اخلاق احمد	:	آبپاشی
(27)	جناب محمد عامر اقبال شاہ	:	محنت و افرادی قوت
(28)	جناب طاہر حسین خان ملیزئی	:	خصوصی تعلیم
(29)	ملک محمد اجمل جوئیہ	:	پنجاب ایمپلائز سوشل سکیورٹی انسٹیٹیوشن
(30)	جناب ظہور احمد خان ڈاہا	:	خزانہ
(31)	جناب ولایت شاہ کھگہ	:	زراعت

* بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر Legis: 4-62/2003/2722 مورخہ 7۔اگست 2003 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

12

(32)	جناب آفتاب احمد خان	:	ایگریکلچرل مارکیٹنگ
(33)	چودھری وحید اصغر ڈوگر	:	پبلک ہیلتھ انجینئرنگ
(34)	جناب جاوید اقبال خان کھچی	:	جنگلات
(35)	سردار میر بادشاہ خان قیصرانی	:	صنعتیں، تجارت و سرمایہ کاری
(36)	جناب طارق احمد گورمانی	:	جنگلی حیات
(37)	میاں امتیاز علیم قریشی	:	زکوٰۃ و عشر
(38)	ملک احمد کریم قسور لنگڑیال	:	سی۔ایم۔آئی۔ٹی، آئی اینڈ سی
(39)	جناب اللہ وسایا عرف چنو خان لغاری	:	سیاحت و قیام
(40)	سید محمد قائم علی شاہ	:	مذہبی امور و اوقاف
(41)	ملک اللہ بخش سمیتہ	:	ٹرانسپورٹ
(42)	مہر فضل حسین سُمرا	:	جیل خانہ جات
(43)	جناب احمد نواز	:	ریلیف
(44)	سید نذر محمود شاہ*	:	
(45)	جناب محمود احمد	:	خوراک
(46)	سردار محمد دریا خان فیاض	:	امداد باہمی
(47)	بیگم زینت خان	:	ترقی خواتین
(48)	ڈاکٹر فرزانہ نذیر	:	صحت
(49)	محترمہ لبنیٰ طارق	:	سیاحت
(50)	سیدہ بشریٰ نواز گردیزی	:	امور داخلہ
(51)	محترمہ شہلا راٹھور	:	سماجی بہبود
(52)	محترمہ سعدیہ ہمایوں	:	تحفظ ماحولیات

* بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر Legis: 4-62/2003/2722 مورخہ 7-اگست 2003 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

(53)	محترمہ روبینہ نذر سلہری(ایڈووکیٹ)	:	ٹیوٹا (TEVTA)
(54)	محترمہ ظل ہما عثمان	:	منصوبہ بندی وترقیات
(55)	محترمہ زاہدہ سرفراز	:	بہبود آبادی
(56)	مس نگہت سلیم خان	:	ہائرایجوکیشن
(57)	مس شگفتہ انور	:	انٹی کرپشن
(58)	مسز نیئر مرتضیٰ لون	:	قوت برقی
(59)	جناب پیٹرک جیکب گل	:	اقلیتی امور

5- ایڈووکیٹ جنرل

جناب محمد آفتاب اقبال چودھری

6- ایوان کے افسران

(1)	سیکرٹری	:	جناب سعید احمد
(2)	ڈائریکٹر(ریسرچ اینڈ پبلیکیشن)	:	جناب عنایت اللہ لک
(3)	ایڈیشنل سیکرٹری(قانون سازی)	:	جناب مقصود احمد ملک

* بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر Legis: 4-62/2003/2722 مورخہ 7-اگست 2003 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

13

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا چوبیسواں اجلاس

ہفتہ، 4۔مارچ 2006

(یوم السبت،3۔صفر المظفر 1427ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 48 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شوکت حسین مزاری منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱذۡكُرُواْ ٱللَّهَ ذِكۡرًا كَثِيرًاo وَسَبِّحُوهُ بُكۡرَةً وَأَصِيلًاo هُوَ ٱلَّذِى
يُصَلِّى عَلَيۡكُمۡ وَمَلَـٰٓئِكَتُهُۥ لِيُخۡرِجَكُم مِّنَ ٱلظُّلُمَـٰتِ إِلَى ٱلنُّورِ ۚ وَكَانَ بِٱلۡمُؤۡمِنِينَ
رَحِيمًاo تَحِيَّتُهُمۡ يَوۡمَ يَلۡقَوۡنَهُۥ سَلَـٰمٌ ۚ وَأَعَدَّ لَهُمۡ أَجۡرًا كَرِيمًاo يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِىُّ إِنَّآ
أَرۡسَلۡنَـٰكَ شَـٰهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًاo وَدَاعِيًا إِلَى ٱللَّهِ بِإِذۡنِهِۦ وَسِرَاجًا مُّنِيرًاo وَبَشِّرِ
ٱلۡمُؤۡمِنِينَ بِأَنَّ لَهُم مِّنَ ٱللَّهِ فَضۡلًا كَبِيرًاo وَلَا تُطِعِ ٱلۡكَـٰفِرِينَ وَٱلۡمُنَـٰفِقِينَ وَدَعۡ أَذَٮٰهُمۡ
وَتَوَكَّلۡ عَلَى ٱللَّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ وَكِيلًاo

سُوۡرَةُ الأحزَاب 41 تا 48

اے اہل ایمان! خدا کا بہت ذکر کیا کروo اور صبح اور شام اس کی پاکی بیان کرتے رہوo وہی تو ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی۔ تاکہ تم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائے۔ اور خدا مومنوں پر مہربان ہےo جس روز وہ اس سے ملیں گے ان کا تحفہ (خدا کی طرف سے) سلام ہوگا اور اس نے ان کے لئے بڑا ثواب تیار کر رکھا ہےo اے پیغمبر ہم نے تم کو گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہےo اور خدا کی طرف بلانے والا اور چراغ روشنo اور مومنوں کو خوشخبری سنادو کہ ان کے لئے خدا کی طرف سے بڑا فضل ہوگاo اور کافروں اور منافقوں کا کہا نہ ماننا اور نہ ان کے تکلیف دینے پر نظر کرنا اور خدا پر بھروسہ رکھنا۔ اور خدا ہی کارساز کافی ہےo

وما علینا الا البلاغo

چیئرمینوں کا پینل

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں۔

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اس اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز اراکین پر مشتمل پینل آف چیئرمین نامزد فرمایا ہے۔

1۔ رائے اعجاز احمد : پی پی۔71

2۔ ملک نذر فرید کھوکھر : پی پی۔192

3۔ محترمہ مصباح کوکب : ڈبلیو 306

4۔ رانا آفتاب احمد خان : پی پی۔63

شکریہ

نو منتخب اراکین اسمبلی کا حلف

جناب قائم مقام سپیکر: مجھے بتایا گیا ہے کہ منتخب رکن جناب محمد افضال مرزا (ایڈووکیٹ) پی پی۔33 اور محترمہ بسمہ ریاض چودھری پی پی۔117 حلف اٹھانے کے لئے چیمبر میں موجود ہیں ان سے استدعا ہے کہ حلف اٹھانے کے لئے اپنی نشست پر کھڑے ہو جائیں اور حلف لے لیں اور اس کے بعد حلف کے رجسٹر پر اپنے دستخط ثبت فرمائیں۔

(اس مرحلہ پر جناب محمد افضال مرزا (ایڈووکیٹ) اور محترمہ بسمہ ریاض چودھری نے حلف لیا اور حلف لینے کے بعد حلف کے رجسٹر پر دستخط ثبت کئے)

تعزیت

سابق ایم پی اے جناب ریاض اصغر چودھری کے بیٹے
اور چودھری مشتاق احمد کی والدہ کے لئے دعائے مغفرت

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ہمارے ساتھی ریاض اصغر چودھری کے بیٹے کی وفات ہوئی تھی۔ انھوں نے ہمارے ساتھ وقت گزارا ہے میں درخواست کرتا ہوں کہ ان کے بیٹے کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! چودھری مشتاق احمد کی والدہ ماجدہ کے لئے بھی دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جتنے بھی مسلمان وفات پا گئے ہیں تمام کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move that the requirements of sub-rule (2) of Rule 115 of the Rules of procedure of Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be suspended under Rule 234 ibid, for moving the following Resolution.

قائد حزب اختلاف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں کہنا چاہتا ہوں کہ چار مہینے بعد جو آج اجلاس ہو رہا ہے اور اتنے واقعات اور issues آئے لیکن یہ اجلاس نہیں بلایا گیا بہر حال آج آپ کا ممنون ہوں کہ چار مہینے بعد آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ میں کہنا یہ چاہوں گا کہ rules suspend کر کے جو قرار داد لاء منسٹر صاحب لانا چاہتے ہیں وہ انہی rules کو جو آپ suspend کر رہے ہیں تو ہم بھی اسی قرار داد میں ایک ترمیم دینا چاہتے ہیں جس کا notice میں نے دے دیا ہے تو اس کو بھی ساتھ ہی take up کر لیا جائے تاکہ ہم اس قرار داد کو متفقہ طور پر پاس کرا لیں۔ It is the same thing

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ جو قرار داد پیش کرنے کے لئے میں نے rules کو suspend کرنے کی درخواست کی ہے وہ میں نے اس لئے کی ہے کہ آج اس معزز ایوان کی تمام کارروائی سے پہلے ہم اس کو take up کرنا چاہ رہے ہیں اور قرار داد move کرنے کے لئے اس معزز ایوان کی اجازت درکار ہوتی ہے لیکن لیڈر آف دی اپوزیشن جس بات پر rules کو suspend کروانے کی بات کر رہے ہیں کہ ہمیں بھی اس کے ساتھ شامل کر لیا جائے وہ ہماری قرار داد میں ترمیم چاہ رہے ہیں۔ ان کو علیحدہ دو دن کا نوٹس دینا چاہئے تھا اور اگر یہ rule 121 ملاحظہ فرمائیں گے تو اس کے تحت یہ take up نہیں ہو سکتی۔ ہم قرار داد اپنی ذات کے حوالے سے پیش نہیں کر رہے بلکہ ہمارے تمام مسلمان بھائی بیٹھے ہوئے ہیں یہ اس صوبے کے دل کی آواز ہے اور اس میں اگر ہم سیاست کو شامل کرنا چاہتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی افسوسناک بات ہے۔ چونکہ amendment قواعد کے مطابق داخل نہیں کی گئی یہ ریکارڈ اس بات کا شاہد ہے اس لئے میری آپ سے استدعا ہو گی کہ براہ مہربانی! اپوزیشن کا جو ایک روایتی کھیل ہے اس کو ختم کریں۔ خدا کے لئے میں ان سے اپیل کرنا چاہتا ہوں کہ اس کو ختم کریں۔ اس میں سیاست کو مت لائیں۔ اگر ہم توہین رسالت کے حوالے سے قرار داد لا رہے ہیں تو وہ آپ کے دلوں کی بھی آواز ہے اور ہمارے دلوں کی آواز بھی ہے اور یہ اس پورے صوبے کے عوام کے دلوں کی آواز ہے۔ خدا کے لئے میں ان سے درخواست کروں گا کہ کم از کم مذہب سے سیاست کو علیحدہ کریں۔ میری آپ سے استدعا ہو گی کہ آپ اجازت فرمائیں تاکہ قرار داد پیش کی جا سکے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اس ہاؤس کی روایات ہیں اور تین سال سے یہ روایات یہاں پر ہوتی بھی رہی ہیں اور لاء منسٹر صاحب بڑے اچھے طریقے سے جانتے ہیں۔ ایک تو ان کی مصیبت یہ ہے کہ یہ ایک منٹ میں جذباتی ہو جاتے ہیں۔ یہ قرارداد ہم مشترکہ سمجھتے ہیں جس طرح یہ ان کی قرارداد ہے ہماری بھی قرارداد ہے۔ ہوتا یہ رہا ہے کہ جو متفقہ قرارداد حکومت یا ہم پیش کرتے ہیں اس میں اپوزیشن کو بھی اعتماد میں لیا جاتا ہے۔ ان کی قرارداد سے ہمیں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں بھی اس میں شامل کر لیا جائے، ہمارے بھی جذبات ہیں ہم بھی اس میں مل کر ایک متفقہ قرارداد تیار کر لیتے ہیں اس میں تھوڑی بہت amendment کر کے اس ہاؤس میں لے آتے ہیں اور ہم سب کو اس سے اتفاق ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے ناموس کے لئے ہمارا تن بدن ہم سب کا خون ان کے لئے حاضر ہے، یہاں اقلیت کے بھی دوست بیٹھے ہیں ان کے جذبات بھی ہمارے ساتھ ہیں اور سارے پاکستان کے لوگوں کے بھی یہی جذبات ہیں۔ قائد ایوان آج یہاں پر موجود ہیں جس طرح سندھ اسمبلی نے وہاں پر اظہار یکجہتی اور ناموس رسالت کے لئے جلوس نکالا تھا میں آج چودھری پرویز الہیٰ صاحب سے کہوں گا کہ ہم آپ کی قیادت میں ناموس رسالت کے لئے جلوس نکالنے کے لئے تیار ہیں اور پھر آ کر اس قرارداد کو متفقہ طور پر پیش کر دیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں محترم ارشد محمود بگو صاحب کا احترام کرتا ہوں اور جو کچھ انہوں نے فرمایا ہے میں اس سے اتفاق کرتا ہوں کہ ہمیں اس کے لئے ایک develop consensus کر کے یہ قرارداد لانی چاہئے لیکن میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ ہم نے تقریباً پون گھنٹہ اپنے دوستوں کا انتظار کیا، تین دفعہ ان کے پاس آدمی بھجوائے کہ براہ مہربانی! کم از کم اس قرارداد کے حوالے سے ہی آ جائیں اور مل بیٹھ کر ہم یہ فیصلہ کر لیں کہ ہم یہ قرارداد پیش کرنا چاہتے ہیں۔ آپ اس بات کے شاہد ہیں کہ آپ کے سٹاف کو یہ کہا گیا کہ ہم آپ کے پاس آ کر بیٹھنے کے لئے تیار نہیں ہیں تو جب کوئی شخص ہمارے ساتھ بات نہ کرنا چاہتا ہو اور اسمبلی کے معاملات سپیکر کے چیمبر میں بیٹھ کر بھی حل نہ کرنا چاہتا ہو تو ہم کہیں سڑکوں پر بیٹھ کر تو ان سے بات نہیں کر سکتے اس لئے میں آپ سے گزارش یہ کرنا چاہتا

ہوں کہ آپ اس حقیقت کو بہتر جانتے ہیں کہ کیا ہم نے آپ کے چیمبر میں بیٹھ کر اس خواہش کا اظہار نہیں کیا کہ ہمارے بھائی بھی آئیں، ہمارے ساتھ بیٹھیں اور مل کر ہم اس کو پیش کر دیں لیکن اگر آپ تشریف نہ لائیں تو اس میں ہمارا قصور نہیں ہے اس لئے آپ خود فرما دیں کہ کیا آپ کا سٹاف خود ان کو بلانے کے لئے نہیں گیا اور انہوں نے اس بات سے انکار نہیں کیا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جہاں تک اس بات کا تعلق ہے میں نے خود ملک مقصود صاحب کو آپ کے پاس بھیجا ہے اور آپ کا جواب یہ تھا کہ جب تک ہمیں پارلیمانی پارٹی کا لیڈر تسلیم نہیں کیا جاتا ہم آپ کے پاس نہیں آئیں گے اور میں نے اس کا یہ جواب دیا کہ وہ مسئلہ سپیکر صاحب کے پاس pending ہے وہ کل آ رہے ہیں تو یہ مسئلہ کل ہی take up کیا جا سکتا ہے۔ میں آج قائم مقام سپیکر ہوں لیکن آج یہ ایک اہم مسئلہ ہے۔ پہلے میں نے peon کو بھیجا اور اس کا یقین نہ کرتے ہوئے پھر میں نے دوبارہ ملک مقصود صاحب کو بھیجا اور یہی جواب بار بار آیا ہے تو مجھے اس چیز کا بہت افسوس ہوا حالانکہ میں نے پہل کی تھی۔ لاء منسٹر صاحب وہاں موجود تھے، لودھی صاحب بھی تھے اور ہم سب نے کوشش کی ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ بات کریں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! بہت مہربانی۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ ایوان کے اندر آج قائد ایوان بھی موجود ہیں، میں ایوان کو اس بات پر مبارکباد دیتا ہوں۔ بہت اہم issue ہے اور اس پر قائد ایوان موجود ہیں یہ بھی بڑی اچھی بات ہے۔ یہ قرارداد لا رہے ہیں، میرا ایمان ہے بلکہ ہم سب کا ایمان ہے کہ ہم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے آپ سے، اپنی اولاد اور اپنے ماں باپ سے بڑھ کر اللہ کے نبی سے محبت نہ کرے لیکن مجھے اس بات پر افسوس ہے کہ جو قرارداد حکومت کی طرف سے آ رہی ہے قائد ایوان یہاں موجود ہیں وہ پڑھ کر بتائیں کہ کسی ملک کے خلاف مذمت کا کوئی لفظ اس قرارداد میں موجود ہے۔ قرارداد کے اندر انہوں نے کسی شخص اور کسی ملک کے خلاف مذمت کا کوئی لفظ نہیں لکھا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ بحث کے وقت آ جائے گا۔

چودھری اصغر علی گجر: ہم ان کے ساتھ ہیں، یہ آگے ہوں ہم ان کے پیچھے ہیں۔ یہ قرارداد لکھیں ہم دستخط کریں گے، یہ جلوس نکالیں ہم ان کے پیچھے نعرے لگائیں گے۔ توہین رسالت کے معاملے میں جس حد تک

بھی ممکن ہو سکا ہم ان کے ساتھ ہیں لیکن ایسی قرارداد جس میں مذمت کا لفظ نہیں ہے بہت افسوس کی بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: گجر صاحب! میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔ یہ چونکہ ایک اہم مسئلہ ہے۔ یہ سرکار دو عالم محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان کا مسئلہ ہے اور اس میں کسی کی انا کا مسئلہ نہیں ہے۔

اگر وہ آپ پیش کر دیتے تو حکومت کو اعتراض نہ ہوتا لیکن چونکہ ایجنڈے پر حکومت نے قرارداد پیش کی ہے تو میرا خیال ہے کہ اگر آپ اس کی تائید کریں گے تو اس میں آپ کی بڑائی ہے، بُرائی نہیں ہے کیونکہ اس میں سارے مسلمان اور سارے فرقے سب متفق ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے کو انا کا مسئلہ نہ بنایا جائے اور اس قرارداد کو پڑھنے دیں اور پیش ہونے دیں۔ اس کے بعد میں بحث کرنے کا موقع دوں گا، جو آپ کے views ہیں وہ بھی اس میں شامل کر لئے جائیں گے، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میری گزارش سن لیں۔ میں ابھی موقع دیتا ہوں۔ میں تمام ہاؤس سے گزارش کروں گا کہ بغیر کسی اور وجہ کے بحیثیت مسلمان کے، لاالہ اللہ محمد الرسول اللہ کے میں توقع رکھتا ہوں کہ اس وقت خدا کے واسطے اللہ، رسول ﷺ کے واسطے متفق ہو کر ہاؤس اس قرارداد کی اجازت دے۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب سے کہوں گا کہ وہ اس کو پڑھیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر اعلیٰ: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں اپوزیشن کے بھائیوں کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ میری قرارداد پیش کرنے کے بعد، میری بات کرنے کے بعد آپ ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں، آپ جو کہیں ہم شامل کرنے کو تیار ہیں اور ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ یہ قرارداد منظور ہونے کے بعد میں تمام ہاؤس کو یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ یہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ جس میں تمام مسلمانوں کے دل زخمی ہیں، دل آزاری ہوئی ہے۔ نہ صرف پاکستان کے مسلمان بلکہ دنیا کے مسلمان سراپا احتجاج ہیں۔ خدا کے لئے اس میں اظہار یکجہتی ہونا چاہئے، اس میں کیا اختلاف ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے خلاف نازیبا حرکت کی گئی ہے اور ہم اس پوائنٹ پر بھی اکٹھے ہو کر متفقہ احتجاج نہیں کر سکتے۔ میں پورے ہاؤس کو دعوت دیتا ہوں کہ قرارداد منظور ہونے کے بعد میں آپ کے ساتھ lead کروں گا اور اسمبلی کے باہر ہم اکٹھے نکلیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس وقت ہاؤس "غلام ہیں غلام ہیں رسول ﷺ کے غلام ہیں" کے نعروں سے گونج اٹھا)

جناب قائم مقام سپیکر: نعرہ تکبیر

معزز اراکین: اللہ اکبر

جناب قائم مقام سپیکر: نعرہ تکبیر

معزز اراکین: اللہ اکبر

جناب قائم مقام سپیکر: نعرہ رسالت

معزز اراکین: یا رسول اللہ ﷺ

جناب قائم مقام سپیکر: نعرہ رسالت

معزز اراکین: یا رسول اللہ ﷺ

وزیر اعلیٰ: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہم سبھی رسول ﷺ کے غلام ہیں اور میں خاص طور پر پریس کو بھی گزارش کروں گا کہ جب ہم باہر آئیں تو وہ بھی ہمارا ساتھ دیں۔ اب میں قرارداد پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا ہاؤس اس کی اجازت دیتا ہے؟

معزز اراکین: جی ہاں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہاؤس متفقہ طور پر اس کی اجازت دیتا ہے۔

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: اب قائد ایوان قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

مغربی ممالک کے اخبارات میں توہین آمیز خاکوں کی اشاعت پر مذمت

وزیر اعلیٰ: میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان ڈنمارک اور مغربی ممالک کے بعض اخبارات میں آزادی صحافت کی آڑ میں توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کی پُرزور مذمت کرتا ہے اور انہیں تہذیب کے مسلمہ اصولوں اور اخلاقی اقدار کی مجرمانہ خلاف ورزی قرار دیتا ہے۔ اسمبلی کا یہ ایوان سمجھتا ہے کہ ان اخبارات نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت دنیا بھر میں بسنے والے مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا ہے اور اس طرح یہ اخبارات انسانیت کے

خلاف ایک گھناؤنے جرم کے مرتکب ہوئے ہیں۔

اس ایوان کی متفقہ رائے ہے کہ پاکستان کے مختلف حصوں میں بسنے والے مسلمانوں نے ان خاکوں کے خلاف احتجاج کر کے اپنا دینی اور ملی فریضہ ادا کیا ہے۔ یہ ایوان اس سنگین واقعہ پر پوری مسلم امہ سے مکمل یکجہتی کا اظہار کرتا ہے۔ پاکستان کے سب سے بڑے صوبے کا یہ نمائندہ ایوان توہین آمیز خاکے شائع کرنے والے اخبارات اور متعلقہ ممالک کی حکومتوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس سنگین جرم پر دنیا بھر کے مسلمانوں سے معافی مانگیں اور ذمہ داروں کے خلاف تادیبی کارروائی کریں۔

یہ ایوان ان خاکوں کی اشاعت پر سفارتی اور بین الاقوامی سطح پر پاکستانی عوام کے جذبات کی ترجمانی کے لئے کی جانے والی کوششوں کو مزید مؤثر انداز میں جاری رکھنے کا عزم کرتا ہے اور عہد کرتا ہے کہ ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے ہر سطح پر اور ہر طرح کی پر امن جدوجہد کی بھرپور حمایت کی جائے گی۔

پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان توہین آمیز خاکوں پر احتجاج کی آڑ میں توڑ پھوڑ اور تشدد کے واقعات کی بھی مذمت کرتا ہے۔" (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ آج یہ معزز ایوان یہ جو واقعات ہوئے ہیں جس میں بعض مغربی ممالک کے اخبارات میں شائع ہونے والے خاکوں کی وجہ سے ہر مسلمان کا دل زخمی ہے، تمام دنیا کے مسلمان سراپا احتجاج ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس پر جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ کوئی مسلمان چاہے کسی بھی مسلک سے ہو، اس کے ذاتی اعمال کیسے بھی ہوں، رسول اکرم ﷺ کے نام نامی اور ذات گرامی کو اپنی قیمتی سے قیمتی چیز حتیٰ کہ اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز سمجھتا ہے۔ ہم مسلمان یہ یقین رکھتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کی ذات اور زندگی مبارک صرف اس دنیا میں ہی ہمارے لئے مینارہ نور نہیں بلکہ ہماری آئندہ زندگی میں بھی انہی کے نگاہ کرم کی منتظر اور مرہون منت ہے۔ ہمارا یہ ایمان ہے کہ حضور اکرم ﷺ قیامت کے روز بھی اپنے امتیوں کی بخشش کا سامان مہیا کریں گے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان خاکوں کی وجہ سے جو یہ ناپاک حرکت کی گئی ہے اس میں متفقہ لائحہ عمل اور متفقہ آواز جب اٹھے گی تو وہ اثر رکھے گی اور یہاں میں یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ ہمیں اس کے تاریخی پس منظر کو بھی سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔ آپ کو علم ہونا چاہئے کہ یہ خاکے 30۔ ستمبر 2005 کو ڈنمارک کے ملک نے پہلی دفعہ شائع

کئے اور اسی وقت پاکستان کے سفیر سمیت چھ مسلمان ممالک کے سفیروں نے لکھ کر وزیر اعظم ڈنمارک سے احتجاج بھی کیا اور پھر 10-نومبر 2005 کو جنیوا جو کہ ہمارا common representative ہے، او آئی سی کے انسانی حقوق کمیشن کا چیئرمین بھی ہے کی طرف سے اقوام متحدہ کو خط لکھا گیا۔ پھر اس کے بعد اقوام متحدہ میں اس مذموم کارروائی پر ڈنمارک پر دباؤ ڈالا گیا اور 10-نومبر کو ہی وزارت خارجہ نے ڈنمارک کے سفیر کو طلب کیا اور ساتھ ہی ساتھ جب 6-دسمبر 2005 کو مکہ کانفرنس ہوئی جس میں تمام اسلامی ممالک کے سربراہان نے شرکت کی۔ وہاں پر سب سے پہلے پاکستان نے یہ مطالبہ پیش کیا۔ یہ اعزاز بھی پاکستان کو حاصل ہے کہ سب سے پہلے اس مسئلہ پر اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں قرارداد پیش کی۔ 16-دسمبر کو منظور ہونے والی اس قرارداد میں عالمی برادری میں کہا گیا ہے کہ اسلام سمیت کسی بھی مذہب کی توہین کی کوششوں کا سدباب کیا جائے اور اس کے بعد پاکستان کی حکومت نے تمام یورپی یونین کے سفیروں کو بلایا اور پاکستان کے عوام اور مسلمانوں کے جذبات کا اظہار کیا گیا۔ اس کے علاوہ او آئی سی کے جنرل سیکرٹری کو پاکستان بلایا گیا اور انہیں درخواست کی گئی کہ فوری طور پر وزرائے خارجہ کا اجلاس بلایا جائے جس میں متفقہ طور پر تمام دنیا کے مسلمان ممالک اکٹھے ہوں اور ایک آواز کے ذریعے وہ اپنا مطالبہ پیش کریں کہ ایسے اخبارات پر سختی سے پابندی لگائی جائے اور ایک ایسا قانون بنایا جائے کہ جس میں تمام انبیاء کے خلاف آئندہ کسی کو جسارت نہ ہو کہ وہ ایسی مذموم حرکت کر سکے۔

جناب سپیکر! یہاں پر میں خاص طور پر یہ ذکر کرنا چاہوں گا کہ صدر پرویز مشرف نے ذاتی طور پر تمام ممالک کے سربراہان سے فون پر بات کر کے یہ باور کرایا کہ پاکستان میں سب کے جذبات تمام مسلمانوں کے ساتھ ہیں۔ اسی طرح یہاں پر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ایک طرف ہم یہ کوشش کر رہے ہیں، سفارتی سطح پر وفاقی حکومت یہ کوشش کر رہی ہے اور ہر انٹرنیشنل فورم پر ہمارے جذبات کو پہنچایا جا رہا ہے اور میں معذرت کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جب ہم اپنے اصل مقصد جس کی وجہ سے آج ہم سب مسلمان سراپا احتجاج ہیں، اس کو ایک طرف رکھ کر ہم توڑ پھوڑ اور تشدد کے واقعات میں ملوث ہونا شروع ہو جاتے ہیں تو ہمارا اصل مقصد پیچھے رہ جاتا ہے اور اس طرح کے واقعات تمام واقعات پر حاوی ہو جاتے ہیں اور پھر لوگ ہم پر ہنستے ہیں کہ یہ ایسی قوم ہے کہ جسے احتجاج کرنا بھی نہیں آتا۔ کبھی کسی نے احتجاج کے حوالے سے اپنا گھر جلایا ہے، کبھی کسی نے احتجاج کے بہانے اپنے ہی لوگوں کی پراپرٹی جلائی ہے؟ میں یہ بتانا چاہوں گا کہ پچھلے دنوں جن غریب لوگوں کی پراپرٹی جلی ہے، جن غریب لوگوں کی پونجی جلی ہے جس میں موٹر سائیکل جو کہ ایک غریب کی سواری ہے اور

80 کے قریب موٹر سائیکلیں جلائی گئیں اور انہیں حکومت پنجاب نے نئی موٹر سائیکلیں مہیا کی ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)
جب انہیں یہ پراپرٹی دی جارہی تھی جس پر ان کا حق تھا اور وہ جلا دی گئی تو اس وقت ان کے جذبات کو سننے کی ضرورت تھی۔ان کی آنکھوں میں آنسو تھے اور فرط جذبات سے ان سے بات نہیں ہو پارہی تھی کیونکہ وہ کہہ رہے تھے کہ ہمارے پاس تو اور کچھ بھی نہیں تھا اور یہ بھی ہم نے قسطوں پر لی تھی اور ان میں ساٹھ لوگوں کی آمدن کو ہم نے چیک کروایا کسی کی بھی آمدن 7/8ہزار سے زیادہ نہیں تھی اور موٹر سائیکلیں انہوں نے قسطوں پر لی تھیں۔اب ایک طرف یہ غریب لوگ ہیں جن کی
پراپرٹی ہمارے ہی لوگوں نے، ہم نے جلا دی تو ہم نے اس طرح سے کیاmessage دیا؟اس لئے اس ایوان کی وساطت سے میری یہ گزارش ہے کہ جہاں تک پُرامن احتجاج کا مسئلہ ہے اور جہاں تک ہمارے جذبات مجروح ہوئے ہیں، ہر مسلمان کے جذبات مجروح ہوئے ہیں، حکومت ہی کیا کوئی مسلمان سوچ بھی نہیں سکتا کہ وہ متفقہ طور پر آپ کے ساتھ نہ چلنے کو تیار ہو اور ہم بھی اسی طرح سراپا احتجاج ہیں، چاہے کوئی حکومت میں ہے، اپوزیشن میں ہے یا کسی پارٹی میں ہے، ہمیں متفقہ احتجاج اور پرامن احتجاج زیب دیتا ہے لیکن جب ہم اپنے ہی لوگوں کی پراپرٹی جلاتے ہیں اور اپنے ہی لوگوں کے گھر جلاتے ہیں تو پھر ہم کوئی خدمت نہیں کر رہے۔ اس طرح ہم دین کی خدمت کر رہے ہیں، اسلام کی خدمت کر رہے ہیں اور نہ ہی اس قوم کی خدمت کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر!میں یہ کہنا چاہوں گا کہ خاص طور پر یہاں اقلیتوں کا کردار بڑا اچھا رہا ہے اس لئے میں انہیں بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اظہار یکجہتی کے لئے جلوس نکالے، ہمارا ساتھ دیا اور اس ہاؤس کی وساطت سے میری صرف یہ گزارش ہے کہ میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ حکومت اس مسئلے پر آپ کے ساتھ ہے اور پورے ہاؤس کے ساتھ ہے اور پورے عوام کے ساتھ ہے اور ہر سطح پر یہ کوشش کی جارہی ہے۔ سفارتی سطح پر کوشش کی جارہی ہے اور مسلمانوں کے مشترکہ ادارے او آئی سی کی سطح پر کوشش کی جارہی ہے۔ جنرل اسمبلی میں بھی کوشش کی جارہی ہے کہ کوئی کسر نہیں رکھی جائے گی، انشاء اللہ اس احتجاج کو ہر جگہ پر پہنچایا جارہا ہے اور پہنچ بھی رہا ہے۔انشاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ ایک متفقہ اور پُرامن احتجاج کا اپنا ایک اثر ہوگا اس لئے میں آپ کی وساطت سے سب کو یہ کہنا چاہوں گا کہ خدا کے لئے اس احتجاج کو پُرامن رہنے دیا جائے، پرامن رہنے دیا جائے اور جب ہم اس میں تشدد شامل کریں گے اور جب ہم اپنے سیاسی

مقاصد حاصل کرنے کے لئے اس احتجاج میں اپنی سیاست کو شامل کریں گے تو پھر ہم یہ اپنے مذہب سے غداری کر رہے ہوں گے، اپنے دین سے غداری کر رہے ہوں گے،اپنے اسلام سے غداری کر رہے ہوں گے۔میں اس مسئلے کو زیادہ اس لئے نہیں کھول کر بیان کرنا چاہتا کیونکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ ایک اچھیcauseکے لئے اور اچھے مقصد کے لئے،اپنے دین کے لئے،اپنے مذہب کے لئے ایک متفقہ لائحہ عمل ہونا چاہئے اس لئے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اور ان کی کوئی ترامیم ہیں تو انہیں بیٹھ کر انشاء اللہ تعالیٰ دیکھ لیتے ہیں اور اس کو متفقہ پیش کرنے کے لئے ہم تیار ہیں اور اس کے بعد باہر بھی ہم اکٹھے چلنے کے لئے تیار ہیں۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: جی،قاسم ضیاء صاحب!

قائد حزب اختلاف: شکریہ۔جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے سب سے پہلے قائد ایوان سے یہ کہنا چاہوں گا کہ جو قرارداد انہوں نے پیش کی ہے تو انہوں نے صحیح کہا کہ کوئی مسلمان اس بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا کہ اس قرارداد کے حق میں نہیں ہوگا لیکن ہم اس میں جو بات addکرنا چاہتے تھے،ہم نے ترمیم کوئی چیز بدلنے کے لئے نہیں بلکہ addکرنے کے لئے دی تھی اور ہم اس کی تمام باتوں سے متفق ہیں جو قرارداد اس ایوان میں وزیر اعلیٰ صاحب نے پیش کی ہے اور ہم اس میں صرف یہ addکرنا چاہتے ہیں کہ جیسے وزیر اعلیٰ صاحب نے کہا کہ اس آڑ میں کوئی اور مقصد نہ نکالے تو میں چند گزارشات پیش کرنا چاہوں گا اور اس سے پہلے میں پڑھنا چاہتا ہوں جو ترمیم ہم نے آپ کی ٹیبل پر رکھی ہے۔ہم ان تمام چیزوں کو مانتے ہوئے جو حکومت کی طرف سے قرارداد آئی ہے تو اس میںaddکرنے کی بات کی ہے کہ "ان واقعات کی آڑ میں سیاسی انتقام،بے گناہ عوام، سیاسی کارکنوں پر تشدد، گرفتاریاں، نظربندیوں اور جھوٹے مقدمات کے اندراج کی مذمت کرتا ہے اور ناموس رسالت کے حق میں ریلیز پر پابندی لگانے کی بھی مذمت کرتا ہے اور اس واقعہ پر اقلیتوں کے مثبت کردار کو

خراج تحسین پیش کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر!ہم نے تو کہا ہے کہ اس کو ہر چیز سے بالاتر کرو، اس کو سیاسی مخالفین کے لئے مت استعمال کرو لیکن میں آپ کی وساطت سے آج اپنے وزیر اعلیٰ صاحب سے چند سوالات پوچھنا چاہوں گا کہ

یہ مقدس ہاؤس جس سے یہ اپنی power derive کرتے ہیں جس نے ان کو وزیر اعلیٰ پنجاب۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اس کو دوسری طرف لے کر جا رہے ہیں۔۔۔

قائد حزب اختلاف: نہیں جناب سپیکر! میں اس کو۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: قاسم ضیاء صاحب! آپ اس کو محدود رکھیں، جو قرارداد توہین رسالت پر ہے اسے اس تک ہی محدود رکھیں تاکہ اس میں اگر آپ نے کوئی چیز add کرنی ہے تو اس میں add کریں اور باقی ہاؤس مہینہ چلے گا اور اس میں آپ یہ باتیں کر سکتے ہیں۔ آج کے دن میں آپ سے یہی توقع رکھوں گا۔

قائد حزب اختلاف: ٹھیک ہے۔ آپ اس میں یہ add کروادیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں یہی توقع رکھوں گا کہ اس کو صرف توہین رسالت تک محدود رکھیں۔ اس کے علاوہ نہ ہو۔ جی، رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہی عرض کرنا چاہوں گا کہ محترم قائد ایوان نے اس قرارداد کے حوالے سے اور رسول پاک ﷺ کی شان کے حوالے سے جن خیالات کا اظہار کیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف یہ ایوان بلکہ پورا پاکستان اور پورا عالم اسلام ان خیالات سے متفق ہے اور میں آج ان کی یہاں پر موجودگی کو اس حوالے سے بھی یہ سمجھتا ہوں کہ اس ذات بابرکت کی وجہ سے ان کا یہاں پر آنا اس طرح سے بہتر ہوا ہے کہ شاید جتنے اختیار یا فراخدلی سے انہوں نے تسلیم کر لیا ہے کہ اپوزیشن جو ترامیم دینا چاہتی ہے اس کو ہم تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ بعض اوقات ہمارے ہاں یہ معاملہ ہوتا ہے کہ ایک معاملے میں کچھ اپنے اختیارات سے تجاوز کرنے کی فکر ہوتی ہے اور اس میں خواہ مخواہ ایک ضد آڑے آ جاتی ہے۔ اسی طرح سے ایک اور معاملہ پر پہلے حکومتی بنچوں کی طرف سے پُرزور مخالفت ہو رہی تھی لیکن ان کی موجودگی میں وہ حل ہو گیا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس سے پنجاب کے لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں غریب لوگوں، جن کے چھوٹے چھوٹے گھر تھے، کو فائدہ پہنچا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جن خیالات کا اظہار انہوں نے کیا ہے اور جس جذبے کے ساتھ کیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم سارے اس کے ساتھ متفق ہیں لیکن جس طرح سے انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ توہین رسالت کے معاملے کو ہمیں کسی طور پر بھی سیاسی انداز میں نہیں لینا چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے connected معاملات ہیں، جن کی وجہ سے اس معاملے میں تھوڑی سی تلخی آئی ہے اور دوسرے تین صوبوں کے مقابلے میں نسبتاً پنجاب میں ماحول تھوڑا سا violence کی طرف گیا ہے تو اس سلسلے میں بھی

میں ان کی موجودگی میں آپ کی وساطت سے یہ گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ کوئی مسلمان بھی توہین رسالت کے معاملے کو اپنے سیاسی مقاصد کے لئے استعمال نہیں کرنا چاہتا اور یقیناً جیسے آپ نے یہ فرمایا کہ جو فرد اس معاملے کو اپنے سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کرے گا وہ اپنے دین سے اور اپنے مذہب سے غداری کرے گا لیکن بات یہ ہے کہ اس دن جب یہ معاملات ہوئے ہیں اور لاہور میں violence ہوئی ہے۔۔۔

(اذان عصر)

جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جس دن یہ violence کے واقعات لاہور میں ہوئے ہیں اس دن ہماری اسمبلی بلڈنگ کے بھی ایک حصے کو آگ لگائی گئی اور اس کے بعد انٹیلی جنس کے اداروں نے جو رپورٹس پیش کیں جہاں تک مجھے معلوم ہے اور اس بارے میں یہ مصدقہ اطلاعات ہیں کہ چیف منسٹر صاحب کو یہ کہا گیا کہ اپوزیشن چیمبر کو آگ اندر سے لگائی گئی ہے اور اس کا قصوروار مجھے ٹھیرایا گیا اور اس میں میرا نام لیا گیا اور کچھ دوسرے اپوزیشن کے ممبران جو اس وقت موجود تھے ان کا نام لیا گیا۔ اگلے روز یہ بات باقاعدہ اخبارات میں آئی کہ اپوزیشن کے چیمبر کو آگ لگانے میں فلاں فلاں شخص ملوث ہے اس کے بعد میں سپیکر صاحب سے ملا ہوں اور جب یہ بات چیف منسٹر صاحب کے نوٹس میں آئی اور انہوں نے اپنے طور پر verify کیا ہوگا پھر وہ بات اس طرح سے آگے نہیں بڑھ سکی جس طرح سے کسی انٹیلی جنس کے ادارے کے ڈائریکٹ حوالدار نے اس بات کو آگے چلانے کی کوشش کی ہوگی۔ میں یہیں پر یہ عرض کروں گا کہ جن لوگوں کو اس violence کے واقعات میں ملوث کیا گیا ہے ان میں سے خواجہ سعد رفیق جو لاہور سے ایم این اے ہیں انہوں نے قرآن پاک پر سورۃ یٰسین پر on the floor of the House یہ حلف دیا کہ میں ان violence کے معاملات میں ملوث نہیں ہوں بلکہ میں اس بات کا بھی حلف دیتا ہوں کہ میں نے اگر کسی آدمی کو اس بات پر ابھارا ہو یا میں نے کسی کو instigate کیا ہو کہ آپ جا کر کسی کی پراپرٹی کو آگ لگا دیں۔ تمام الیکٹرانک میڈیا، اخبارات کے فوٹو گرافرز اور دوسرے اداروں کے پاس باقاعدہ ویڈیو موجود ہیں جن میں دکھایا گیا ہے، جنہوں نے اسمبلی چیمبر کو آگ لگائی ہے وہ لوگ identify ہو رہے ہیں، وہ تصویر میں پہچانے جا سکتے ہیں کہ وہ کون لوگ ہیں۔ اسی طرح سے دوسری عمارات کو جن لوگوں نے آگ لگائی ہے اور توڑ پھوڑ کی ہے ان کی ویڈیوز موجود ہیں اور اس بارے میں ان کو identify کرنا میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کے لئے کوئی اتنا بڑا اقدام نہیں ہے۔ جہاں وزیراعلیٰ صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ ان توڑ پھوڑ کے واقعات کو یا اس معاملے کو سیاسی

مقاصد کے حصول کے لئے استعمال کرنا مذہب سے غداری ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان تمام واقعات میں کسی ایک آدمی کو بھی بے گناہ سزا دی جائے اور اگر ایک آدمی کو بھی جس نے یہ گناہ نہیں کیا اس کو اس میں ملوث کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی اس غداری سے کم معاملہ نہیں ہو گا اور اسی طرح سے جو دوسرے لوگ ہیں، میرے پاس ایک لسٹ ہے اس میں تقریباً 18 آدمی ہیں جن کو نظر بند کیا گیا ہے۔ اس بات کی وضاحت کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ نظر بند اس آدمی کو کیا جاتا ہے جس کے متعلق حکومت apprehend کرتی ہے کہ یہ کوئی violence کرے گا، وہ کسی مقدمے میں ملوث نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ قائد ایوان کو اس ذات بابرکات کے تقدس کے پیش نظر اور اس مقدس تحریک جو کہ ناموس رسالت سے متعلق ہے جس میں ہم سب شامل ہیں میں سمجھتا ہوں کہ انہیں چاہئے کہ اس معاملے میں جن لوگوں کو صرف apprehension کے طور پر نظر بند کیا گیا ان تمام کو رہا کریں اور جن لوگوں کو مقدمات میں گرفتار کیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ان کو بھی موقع دیا جائے وہ بھی مسلمان ہیں، وہ بھی ہماری طرح کے مسلمان ہیں، وہ بھی غلط حلف اٹھانے والے نہیں ہیں اور ان کو بھی کم از کم اس معاملے میں خواہ مخواہ ملوث کرنا حکومت کے لئے ٹھیک نہیں ہے۔ اسی کے ساتھ میں ان کے اس جذبے کو accept کرتے ہوئے یہ گزارش کروں گا کہ جو ہم نے قرارداد میں ترمیم پیش کی ہے اس میں ہم نے انہی گرفتاریوں، تشدد کے واقعات کی مذمت کی ہے اور اس میں ہم نے کہا ہے کہ جن بے گناہ لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے اس وقت مسلم لیگ (ن) کے تقریباً 20 کے قریب افراد گرفتار ہیں۔ ہم on oath یہ کہتے ہیں کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کا یہ stand ہے کہ اس معاملے کو جو آدمی اپنے سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کرے گا بعینہٖ جس طرح قائد ایوان نے کہا ہے کہ وہ اپنے مذہب سے اور اپنے دین سے غداری کرے گا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ سیاسی معاملات ہیں ان کو بعد میں دیکھا جائے گا۔ جی، وزیراعلیٰ صاحب!

وزیراعلیٰ: جناب سپیکر! اس کو مختصر کرتے ہیں اور میں اس کا جواب دیتا ہوں۔ آپ کی اجازت سے ہم اس کو مختصر اس طرح کرتے ہیں، دیکھیں میں اپنی بات نہیں کر رہا ہوں، اب میں آپ ہی کی بات کر رہا ہوں اور پورے ہاؤس کی بات کر رہا ہوں اگر ہم قرارداد کے اندر اس طرح کی آپس میں deal کریں کہ اس کو قرارداد میں سے نکال دیں اور اس کو رکھ دیں اور جو مقدمے ہیں ان کو چھوڑ دیں یہ چیزیں قرارداد میں نہ لائیں۔ قرارداد

میں جو ہمارا مذہب ہے، جو ہمارا دین ہے اور جو ہمارے آخری نبی حضور اکرم ﷺ کے خلاف خاکوں کے ذریعے سے جو توہین آمیزی کی گئی ہے میرا خیال ہے کہ ہمارا فوکس اس پر ہونا چاہئے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جو بات رانا ثناء اللہ صاحب نے کی ہے یہ اجلاس ہم انشاء اللہ کافی دیر چلائیں گے، آپ ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں راجہ صاحب لاء منسٹر صاحب آپ کے ساتھ بیٹھ جائیں گے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ایک بھی بے گناہ آدمی کو ایک دن سے زیادہ نہیں رکھا جائے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس میں چاہے کوئی ایم۔این۔اے ہے، چاہے کوئی ایم۔پی۔اے ہے، چاہے کوئی عام ورکر ہے اور چاہے کوئی عام شخص ہے ہمارے لئے سب برابر ہیں۔قانون کے سامنے سب لوگ برابر ہیں اور میں یہ بالکل نہیں چاہوں گا کہ ایک دن بھی کسی بے گناہ آدمی کو جیل کے اندر رکھا جائے یا اس کو پابند کیا جائے، بالکل میں یہ on the floor of the House پورے ہاؤس سے commit کر رہا ہوں کہ یہ ہمارے ساتھ بیٹھیں اور ہم انشاء اللہ بے گناہ لوگوں کو فوری طور پر چھوڑ دیں گے لیکن خدارا! message یہ نہ دیں کہ ہم اس پر آپس میں کوئی deal کرکے یہ قرارداد منظور کر رہے ہیں۔ وہ آپ کے لئے، ہمارے لئے، اس ہاؤس کے لئے، مسلمانوں کے لئے اور پوری قوم کے لئے اچھا message نہیں جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس وضاحت کے بعد اب میں قرارداد کی طرف آتا ہوں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! ایک منٹ میں ابھی آپ کی طرف آتا ہوں اور میں اسی طرف آ رہا ہوں---

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ صدر بش نے ناروے کے وزیراعظم کے ساتھ اظہار یکجہتی کیا ہے، توہین کے حوالے سے اس کی بھی مذمت کی جائے اور ہم صدر بش کے پاکستان کے دورے کی مذمت کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں! آپ اس کو controversial نہ بنائیں۔ آپ یہ قرارداد پیش کرنے دیں، تشریف رکھیں۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

> "پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان ڈنمارک اور مغربی ممالک کے بعض اخبارات میں آزادی صحافت کی آڑ میں توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کی پُر زور مذمت کرتا ہے اور انہیں

تہذیب کے مسلمہ اصولوں اور اخلاقی اقدار کی مجرمانہ خلاف ورزی قرار دیتا ہے۔ اسمبلی کا یہ ایوان سمجھتا ہے کہ ان اخبارات نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت دنیا بھر میں بسنے والے مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا ہے اور اس طرح یہ اخبارات انسانیت کے خلاف ایک گھناؤنے جرم کے مرتکب ہوئے ہیں۔

اس ایوان کی متفقہ رائے ہے کہ پاکستان کے مختلف حصوں میں بسنے والے مسلمانوں نے ان خاکوں کے خلاف احتجاج کر کے اپنا دینی اور ملی فریضہ ادا کیا ہے۔ یہ ایوان اس سنگین واقعہ پر پوری مسلم امہ سے مکمل یکجہتی کا اظہار کرتا ہے۔ پاکستان کے سب سے بڑے صوبے کا یہ نمائندہ ایوان توہین آمیز خاکے شائع کرنے والے اخبارات اور متعلقہ ممالک کی حکومتوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس سنگین جرم پر دنیا بھر کے مسلمانوں سے معافی مانگیں اور ذمہ داروں کے خلاف تادیبی کارروائی کریں۔

یہ ایوان ان خاکوں کی اشاعت پر سفارتی اور بین الاقوامی سطح پر پاکستانی عوام کے جذبات کی ترجمانی کے لئے کی جانے والی کوششوں کو مزید موثر انداز میں جاری رکھنے کا عزم کرتا ہے اور عہد کرتا ہے کہ ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے ہر سطح پر اور ہر طرح کی پر امن جدوجہد کی بھرپور حمایت کی جائے گی۔ پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان توہین آمیز خاکوں پر احتجاج کی آڑ میں توڑ پھوڑ اور تشدد کے واقعات کی بھی مذمت کرتا ہے۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان ڈنمارک اور مغربی ممالک کے بعض اخبارات میں آزادی صحافت کی آڑ میں توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کی پُر زور مذمت کرتا ہے اور انہیں تہذیب کے مسلمہ اصولوں اور اخلاقی اقدار کی مجرمانہ خلاف ورزی قرار دیتا ہے۔ اسمبلی کا یہ ایوان سمجھتا ہے کہ ان اخبارات نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت دنیا بھر میں بسنے والے مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا ہے اور اس طرح یہ اخبارات انسانیت کے خلاف ایک گھناؤنے جرم کے مرتکب ہوئے ہیں۔

اس ایوان کی متفقہ رائے ہے کہ پاکستان کے مختلف حصوں میں بسنے والے مسلمانوں نے ان خاکوں کے خلاف احتجاج کر کے اپنا دینی اور ملی فریضہ ادا کیا ہے۔ یہ ایوان اس

سنگین واقعہ پر پوری مسلم امہ سے مکمل یکجہتی کا اظہار کرتا ہے۔ پاکستان کے سب سے بڑے صوبے کا یہ نمائندہ ایوان توہین آمیز خاکے شائع کرنے والے اخبارات اور متعلقہ ممالک کی حکومتوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس سنگین جرم پر دنیا بھر کے مسلمانوں سے معافی مانگیں اور ذمہ داروں کے خلاف تادیبی کارروائی کریں۔

یہ ایوان ان خاکوں کی اشاعت پر سفارتی اور بین الاقوامی سطح پر پاکستانی عوام کے جذبات کی ترجمانی کے لئے کی جانے والی کوششوں کو مزید موثر انداز میں جاری رکھنے کا عزم کرتا ہے اور عہد کرتا ہے کہ ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے ہر سطح پر اور ہر طرح کی پر امن جدوجہد کی بھرپور حمایت کی جائے گی۔ پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان توہین آمیز خاکوں پر احتجاج کی آڑ میں توڑ پھوڑ اور تشدد کے واقعات کی بھی مذمت کرتا ہے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: یہ ایوان ان تمام لوگوں کی بھی مذمت کرتا ہے جنہوں نے حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کی اور جو اس چیز کے مرتکب ہوئے ہیں ان پر لعنت بھیجتا ہے۔ جی، وزیر اعلیٰ پنجاب!

وزیر قائد ایوان: جناب سپیکر! میں اس ہاؤس کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور گزارش کرتا ہوں کہ تمام اراکین اسمبلی اور صحافی لوگ بھی ہمارے ساتھ باہر آئیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نعرہ تکبیر---

معزز اراکین: اللہ اکبر---

جناب قائم مقام سپیکر: نعرہ تکبیر---

معزز اراکین: اللہ اکبر---

جناب قائم مقام سپیکر: نعرہ تکبیر---

معزز اراکین: اللہ اکبر---

جناب قائم مقام سپیکر: نعرہ رسالت---

معزز اراکین: یا رسول اللہ ﷺ----

جناب قائم مقام سپیکر: نعرہ حیدری-----

معزز اراکین: یا علی------

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں اب باہر چلیں۔اب اجلاس مورخہ 7-مارچ 2006 صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

33

ڈپٹی سپیکر کا بطور قائم مقام سپیکر
کی منسوخی کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(5)/2002/795. Dated 5th March 2006. On return of Ch Muhammad Afzal Sahi, Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, from abroad, Sardar Shaukat Hussain Mazari, Deputy Speaker, Provincial Assembly of the Punjab ceases to act as Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, with effect from 5th March 2006 (F.N.)

SAEED AHMAD
Secretary

35

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،7۔مارچ2006

1۔ تلاوت قرآن پاک وترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ جات ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)

(i) نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(ii) غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

3۔ غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

حصہ اول

قاعدہ 75 کے تحت استحقاق کمیٹی کی رپورٹ کا زیر غور لایا جانا

حصہ دوم

(مسودہ قانون جو پیش کیا جا چکا ہے)

مسودہ قانون (ترمیم) بارانی زرعی یونیورسٹی راولپنڈی مصدرہ 2004

حصہ سوم

(مسودہ قانون جو پیش کیا جائے گا)

1۔ مسودہ قانون (ترمیم) جنگلات مصدرہ 2005

2۔ مسودہ قانون (ترمیم) بحالی اراضی پنجاب مصدرہ 2006

3۔ مسودہ قانون (ترمیم) کینال وڈرینج مصدرہ 2005

4۔ مسودہ قانون (ترمیم) ادارہ محتسب پنجاب مصدرہ 2006

5۔ مسودہ قانون (ترمیم) سول ملازمین پنجاب مصدرہ 2005

36

حصہ چہارم

قرار دادیں (مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں)

حصہ پنجم

(عام بحث)

37

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا چوبیسواں اجلاس

منگل 7۔مارچ 2006

(یوم الثلاثہ،6۔صفر المظفر 1427ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 45 منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر سردار شوکت حسین مزاری منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِیْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ
كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ
اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ
وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ
اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ o فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ۭ
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ o وَاِنْ طَاۗىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ
اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَي
الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْۗءَ

إِلَىٰٓ أَمْرِ ٱللَّهِ ۚ فَإِن فَآءَتْ فَأَصْلِحُوا۟ بَيْنَهُمَا
بِٱلْعَدْلِ وَأَقْسِطُوٓا۟ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلْمُقْسِطِينَ o

سُورَۃُ الحُجرات آیات 7تا9

اور جان رکھو کہ تم میں اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اگر بہت سی باتوں میں وہ تمہارا کہا مان لیا کریں تو تم مشکل میں پڑ جاؤ لیکن اللہ نے تم کو ایمان عزیز بنا دیا اور اس کو تمہارے دلوں میں سجا دیا اور کفر اور گناہ اور نافرمانی سے تم کو بیزار کر دیا۔ یہی لوگ راہ ہدایت پر ہیں o (یعنی) اللہ کے فضل اور احسان سے۔ اور اللہ جاننے والا (اور) حکمت والا ہے o اور اگر مومنوں میں سے کوئی دو فریق آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو۔ اور اگر ایک فریق دوسرے پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف رجوع کرے۔ پس جب وہ رجوع کرے تو وہ دونوں فریق میں مساوات کے ساتھ صلح کرا دو اور انصاف سے کام لو۔ کہ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے o

وماعلینا الا البلاغ o

پوائنٹ آف آرڈر

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ارشد محمود بگو صاحب!

پتنگ بازی سے بچوں کی ہلاکت میں اضافہ

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! آج کی اخبارات میں بلکہ پچھلے آٹھ روز سے مسلسل روزانہ ایک قتل ہو رہا ہے۔ معصوم بچوں کا قتل، ان معصوم بچوں کا قتل جو اس دنیا میں اپنے ماں باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سرور بننے کے لئے آئے لیکن ایک سال پہلے اسی اسمبلی میں راجہ بشارت صاحب نے kite flying کا amended bill پیش کیا تھا تو میں نے اس وقت کہا تھا کہ خدا کے خوف سے ڈریں۔ اب یہ چار بچے قتل ہوئے ہیں۔ پرسوں ایک بچے کی گردن اتر کر اس کے باپ کی گود میں گر پڑی اور وہ پورا علاقہ بلکہ پورا پنجاب اور پورا پاکستان اس بچے کی موت پر چیخ اٹھا جس المناک طریقے سے اس بچے کی موت ہوئی اور میں پوچھتا ہوں کہ یہ مقدمہ ہم کس پر درج کریں، سپریم کورٹ پر درج کریں، وفاقی گورنمنٹ پر درج کریں یا اس پنجاب گورنمنٹ پر درج کریں۔ میں کہتا ہوں کہ اب بھی وقت ہے اس سے پہلے کہ لوگ خود باہر سڑکوں پر نکل کر انصاف حاصل کرنے کے لئے ہمیں گردنوں سے پکڑیں، حکمرانوں کو گریبانوں سے پکڑیں اور اس ظلم کا بدلہ لیں۔ میں بڑے دکھ کے ساتھ یہ کہوں گا کہ خدا کے لئے اس قتل کو بند کروائیے، اس پتنگ بازی کو بند کروا دیجئے، اس بدمعاشی کو اس ملک میں بند کروا دیجئے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نیشنل ٹاؤن میں رہائش پذیر ہوں۔ یہ تین سال کا معصوم بچہ جو پرسوں اپنے والد کے ساتھ شادی کی ایک تقریب میں جا رہا تھا، نیشنل ٹاؤن میں دو سڑکیں چھوڑ کر ان کا گھر ہے۔ یہ بچہ باپ کے آگے موٹر سائیکل کی ٹینکی پر بیٹھا تھا، باپ موٹر سائیکل چلا رہا تھا اور پیچھے اس کی ماں بیٹھی تھی اس کے ہاتھ میں بھی ایک ڈیڑھ دو سال کا بچہ تھا تو یکایک باپ کو محسوس ہوا کہ بچے کی گردن ڈھلک گئی ہے۔ اس نے دیکھا تو اس کے سارے کپڑے خون و خون تھے

اور بچہ آخری سانسیں لے رہا تھا۔ انہوں نے موٹر سائیکل ایک طرف پھینکی اور اس بچے کو اٹھا کر ہسپتال کی طرف دوڑے لیکن ہسپتال پہنچنے سے پہلے بچہ اپنی جان، جان آفرین کے سپرد کر چکا تھا۔ کل جب میں تعزیت کے لئے اس کے گھر گیا تو عجیب سماں تھا۔ باپ نیم سکتے کی حالت میں تھا اور اس کی آنکھوں سے مسلسل آنسو گر رہے تھے، اس کی والدہ کی یہ کیفیت تھی کہ وہ ہوش میں نہیں تھی اور بار بار یہ کہتی تھی کہ میرا بچہ باہر پڑا ہے اس کو اٹھا کر لاؤ۔ علاقے کے لوگ سراپا احتجاج تھے اور وہ مشرف اور سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کے مرثیے پڑھ رہے تھے کہ اس ملک کے اندر یہ کیا دہشت گردی ہو رہی ہے اور وہ پنجاب حکومت اور پنجاب حکومت کے وزراء کو یہ بد دعائیں دے رہے تھے کہ اللہ کرے کہ ان کے کسی بچے کی بھی اسی طرح گردن کٹ جائے تو پھر انہیں معلوم ہو۔ گزارش یہ ہے کہ بسنت کے حوالے سے جو ایک ہندووانہ تہوار ہے۔ میں ایوان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ آج سے دو سو سال پہلے ایک ہندو لڑکے کو اسی شہر لاہور کی ایک عدالت نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے کے جرم میں پھانسی کی سزا دی تھی اور اسے پھانسی بھی ہوئی، اس کی یاد کے اندر ہندو یہ بسنت کا تہوار مناتے ہیں اور ہماری آنکھوں اور عقل پر پردے پڑ گئے ہیں کہ ہم اس طرح کے تہوار کو اس ملک کے اندر رواج دینے کے لئے کوشاں ہیں جس کے نتیجے میں معصوم بچوں کا خون آئے روز سڑکوں کے اوپر بہہ رہا ہے اور حکومت نمائشی اقدامات کر رہی ہے کہ تار والی ڈور نہیں چلے گی، فلاں والی نہیں چلے گی اور اس طرح کے حکومتی نمائشی اقدامات اور ان اعلانات کے ذریعے سے کیا وہ معصوم بچہ شان رضوان جو پرسوں قبر کے اندر اتر گیا وہ اپنے والدین کے پاس واپس آ سکتا ہے؟

جناب سپیکر! میں ان حالات میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ جتنے وزراء صاحبان بیٹھے ہیں اس پر باقاعدہ بات کریں اور میں یہ چاہوں گا کہ اس قبیح کھیل کے اوپر فی الفور پابندی لگائی جائے۔ حکومت کی طرف سے یہ مسلسل ہٹ دھرمی ہو رہی ہے۔ اس حوالے سے میں یہ عرض کروں گا کہ ہم مجلس عمل کے ارکان اس وقت اس ایوان سے token walkout کریں گے۔

(اس مرحلے پر معزز اراکین اسمبلی ایم ایم اے token walkout
پر معزز ایوان سے باہر چلے گئے)

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: معزز اراکین walkout کر گئے ہیں لیکن میں اس حوالے سے بتانے والا تھا کہ ابھی ابھی اس سلسلے میں چیف منسٹر صاحب نے لاء منسٹر صاحب کو اپنے پاس بلایا ہے اور اس پر غور و خوض ہو رہا ہے تو اس سے جیسے آپ لوگوں کو دکھ ہوا ہے اسی طرح سب کو دکھ ہوا ہے۔ایسی کوئی بات نہیں، کوئی اس چیز کے حق میں نہیں ہے کہ بچوں کا نقصان ہو یا خدانخواستہ اس قسم کے واقعات ہوں۔لاء منسٹر صاحب اس وقت موجود نہیں ہیں وہ خود آ کر اس کا جواب دیں گے۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! فاضل اراکین اپوزیشن نے جن جذبات کا اظہار کیا ہے۔اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے اور انہوں نے خود ہی وضاحت کر دی ہے کہ سپریم کورٹ نے کوئی دو ہفتوں کے لئے اس کی اجازت دی تھی تو اگر انہوں نے آج کے اخبارات دیکھے ہوں تو وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس میں بڑا مضبوط بیان دیا ہے کہ جو بھی شخص اس قسم کے جرائم میں ملوث ہو گا باقاعدہ پرچہ دے کر اس کو اندر کیا جائے گا۔بچے سب کے قیمتی ہوتے ہیں، وہ غریب کا ہو یا وزیر کا ہو، بچے برابر ہوتے ہیں اور قوم کا سرمایہ ہیں لہذا ہم سب ان جذبات میں شامل ہیں لیکن میں ایک استدعا کروں گا کہ ان کے اور ہمارے بچوں میں فرق نہیں، یہ وزیروں کے بچوں کو بد دعائیں نہ دیں وہ بھی قوم کے بچے ہیں لیکن ہم ان لوگوں کے دکھ میں برابر کے شریک ہیں جن لوگوں کے ساتھ یہ زیادتی ہوئی ہے اور اگر آج انہوں نے اخبار پڑھا ہوتا تو میرا خیال ہے شاید مطمئن ہو جاتے۔اخبار میں وزیر اعلیٰ کا بڑا کھل کر بیان آیا ہے تو ابھی لاء منسٹر بھی آ کر اس بارے میں ساری تفصیل بتا دیں گے۔میرا خیال ہے کہ اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے اور نہ ہی یہ کوئی بحث طلب معاملہ ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ سپریم کورٹ کا فیصلہ ہے۔ سپریم کورٹ کا فیصلہ کوئی آسمانی فیصلہ نہیں ہے۔وہ بھی انسان ہیں اگر انہوں نے غلط فیصلہ کیا ہے تو کیا are we bound to accept that? آپ دیکھیں کہ لوگوں کی جانیں جا رہی ہیں۔لوگ کہہ رہے ہیں کہ بسنت میں صرف یہ نہیں ہو گا۔یہاں پر شراب، کباب کی محفلیں ہوں گی، لوگ تماش بینی کریں گے۔آپ کہتے ہیں کہ یہ تہوار ہے۔آپ اپنا سر زمین پر جھکائیں اور اللہ سے معافی مانگیں کہ ابھی آزاد کشمیر کے ساتھ کیا ہوا۔آپ کے ملک میں بے روزگاری ہے، مہنگائی ہے، لاقانونیت ہے، فرقہ واریت ہے، دہشت گردی ہے، آپ اس سے لڑیں، آپ جشن بہاراں کے اندر ان تماش بینیوں کی اجازت دے رہے ہیں۔ایم ایم اے والوں نے ٹھیک کہا ہے کہ سات بچوں کی اموات ہو چکی ہیں۔آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ سپریم کورٹ نے اجازت دی ہے۔ہمارے

بھی Constitution میں rights ہیں، ہمارے بھی fundamental rights ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ جس فیصلے سے لوگوں کے جان و مال کو تحفظ نہیں ہے وہ فیصلہ غلط ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ تو نہیں دیا کہ کسی کی گردن کاٹی جائے۔ سپریم کورٹ نے اس حد تک اجازت دی ہے کہ چونکہ پتنگ بازی سے ہزاروں لوگوں کا روزگار وابستہ ہے تو وہ اس سلسلے میں احتیاط کریں۔ اگر کوئی بے احتیاطی کر رہا ہے اور اس کے نتیجے میں ایک چیز ہو رہی ہے تو یہ قابل مذمت ہے، اس کی گرفت ہونی چاہئے اور رات کو آپ نے ٹی۔وی پر بھی دیکھا ہو گا کہ کئی ایکشن ہوئے ہیں کہ لوگوں کو گھروں کے اوپر سے پکڑا جا رہا ہے۔ آپ نے جو اظہار کیا ہے میرا خیال ہے کہ حکومت بھی اس کا نوٹس لے رہی ہے اور آپ کی اور حکومت کی رائے اس سلسلے میں متفق ہو گی۔ ایسی کوئی بات نہیں ہو گی کہ کسی کی دلآزاری ہو یا کسی کی اولاد کا نقصان ہو اور جہاں تک اولاد کی بات ہے تو میری تو یہ دعا ہے کہ دشمن کی اولاد بھی پھلے پھولے اور ان کے طفیل ہماری اولاد بھی پھلے پھولے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ واقعہ جو آپ ایوان کے نوٹس میں لائے ہیں جب لاء منسٹر صاحب آ جائیں گے تو آپ دوبارہ اسے raise کریں۔ آپ کی طرف سے یہ اچھی بات ہے، غلط بات نہیں ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ہماری ایک تجویز ہے کہ ہم rules suspend کر کے ایک resolution لاتے ہیں۔ resolution یہ ہو گا کہ اس پر مکمل پابندی لگائیں۔ حکومت پنجاب اگر دفعہ 144 لگا سکتی ہے تو اس پر پابندی کیوں نہیں لگ سکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہ نہیں کہہ رہا کہ آپ بحث نہ کریں۔ لاء منسٹر صاحب تشریف لے آئیں گے تو میں آپ کو پھر موقع دوں گا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ماشاء اللہ پندرہ بیس وزیر بیٹھے ہیں ان میں سے کوئی بھی جواب دے سکتا ہے۔ یہ اکیلے لاء منسٹر کا معاملہ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس سلسلے میں لاء منسٹر صاحب کو بلایا گیا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ہر چیز کا جواب انہوں نے دینا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جیسے وہ آئیں گے اس سلسلے میں وہ آپ سے بات کریں گے۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! اپوزیشن کا record point ہو گیا ہے۔ یہ مسئلہ کیبنٹ میٹنگ میں بھی discuss ہوا تھا کہ kite flying کو کس طرح کنٹرول کرنا ہے، سپریم کورٹ کا آرڈر بھی ہے تو اب سپریم کورٹ کے آرڈر کی روشنی میں ہم نے کیا فیصلہ کرنا ہے، اس پر بحث ہو رہی ہے۔ چودھری اقبال صاحب نے صحیح کہا ہے ابھی اس وقت چیف منسٹر اور لاء منسٹر میٹنگ میں ہیں اس سلسلے میں جو بھی فیصلہ ہو گا وہ کسی قانون وقاعدے کے تحت ہی ہونا ہے۔ گورنمنٹ آف پنجاب نے اگر کوئی step اٹھانا ہے تو پھر ہم نے اس کی implementation بھی ensure کرنی ہے تو میں اپنے دوستوں سے گزارش کرتا ہوں کہ جو رائے ان کی ہے اس طرف کی بھی رائے یہی ہے کہ ہم ایک issue کو deal کرنا چاہ رہے ہیں تو hopefully within a proper time اس کا کوئی نہ کوئی حل نکل آئے گا۔ شکریہ

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! جس طرح یہاں پر بحث ہوئی ہے اور منسٹر صاحبان نے بھی فرمایا ہے۔ ایک بحث یہ ہے کہ بسنت ہونی چاہئے یا نہیں ہونی چاہئے، یہ issue الگ ہے اور ایک یہ ہے کہ سپریم کورٹ کے آرڈرز ہیں اور ان پر عملدرآمد ہونا چاہئے یا نہیں ہونا چاہئے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: سپریم کورٹ نے صرف 15 روز کی اجازت دی ہے۔ ان لوگوں کی درخواست پر دی جن لوگوں کی روزی اس سے منسلک تھی۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! اگر سپریم کورٹ نے اجازت دی ہے تو میں یہاں پر یہ سوال رکھنا چاہتا ہوں کہ اگر حکومت ناموس رسالت کے اوپر لاکھوں لوگوں کو کنٹرول کر سکتی ہے اور ایک چڑی بھی پورے پنجاب کے اندر پر نہیں مار سکتی۔

جناب سپیکر! اگر سیاسی سرگرمیوں پر حکومت قانون پر عملدرآمد کرنے پر آئے تو وہ سب کچھ کر سکتی ہے۔ لاہور شہر میں جو ڈور کا شور ہے کہ یہ کیمیکل ڈور ہے، یہ تندی ڈور ہے تو جن اڈوں پر ڈور لگائی جاتی ہے وہ پورے لاہور میں اندازاً 30/40 کے درمیان ہوں گے اور اگر ضلعی حکومت اور پنجاب حکومت ان 30/40 اڈوں پر کنٹرول نہیں کر سکتی تو میں سمجھتا ہوں کہ سپریم کورٹ پر ڈالنا اور دوسروں پر ڈالنا غلط ہے۔ جب ان کی اپنی سیٹ اور سیاست کی بقاء کی لڑائی ہو تو اس وقت تو

پورا پنجاب حرکت میں آ جاتا ہے، رینجرز بھی حرکت میں آ جاتی ہیں لیکن یہ جو ڈور لگانے والے 30/40 اڈے ہیں، اس بارے میں حیرت کی بات ہے کہ وہ ان کی دسترس سے باہر ہیں۔ پنجاب حکومت اور ضلعی حکومت سپریم کورٹ یا کسی اور ادارے کے اوپر مت ڈالیں کہ وہاں سے اجازت ملی ہوئی ہے۔ یہ سراسر ضلعی حکومت لاہور اور پنجاب حکومت کی نااہلی ہے جو یہ معصوم بچوں کا قتل عام ہو رہا ہے۔ اس کی ایف آئی آر ضلعی ناظم اور وزیر اعلیٰ پنجاب پر کٹنی چاہئے جو اپنی سیاست کے لئے پورے پنجاب کو جام کر دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ تجویز بھی دے رہے ہیں اور پھر فیصلہ بھی دے رہے ہیں۔ آپ تجویز دیں اور ہاؤس پر چھوڑیں۔

سوالات

(محکمہ جات ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: سوال نمبر 866

ٹاؤن شپ لاہور میں واقع کوارٹرز کے الاٹیوں کو مالکانہ حقوق دینے کا مطالبہ

*866 سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹاؤن شپ سیکٹر B-1 بلاک نمبر 6 کے کوارٹرز مختلف الاٹیز جو وہاں اس وقت رہائش پذیر ہیں کو بیس سال سے بھی زیادہ عرصہ قبل الاٹ کئے گئے تھے لیکن ان کوارٹرز کے مالکانہ حقوق ابھی تک الاٹیز کو نہیں دیئے گئے؟

(ب) کیا حکومت ان الاٹیز یا علاقے کے منتخب نمائندوں کے ساتھ ان کوارٹرز کی قیمت طے کرنے کو تیار ہے تاکہ باہمی مذاکرات سے قیمت طے کر کے ان کوارٹرز کے الاٹیز کو مالکانہ حقوق دے دیئے جائیں اور اس 20 سالہ پرانے مسئلہ کا فیصلہ ہو سکے؟

(ج) کیا محکمہ سیکٹر B-1 اور B-II کے (NIL) بلاک کے قابضین جو وہاں پر 15 سال سے زائد عرصہ قبل آباد ہوئے تھے، انہیں بھی دیگر کچی آبادیوں کے مکینوں کی طرح مالکانہ حقوق دینے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے، کیا اس مسئلہ کے مستقل حل کے لئے بھی حکومت کوئی کمیٹی بنانے کو تیار ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ غلط ہے کہ سیکٹر بی۔ون بلاک نمبر 6 کے قابضین کو بیس سال قبل پلاٹ الاٹ کئے گئے اور مالکانہ حقوق دیئے گئے۔ سیکٹر بی۔ون بلاک نمبر 6 کے متعلق محکمہ ہاؤسنگ نے ناجائز قابضین کی لسٹ مرتب کی جو الاٹیوں کے زمرہ میں نہ آتے ہیں اس لئے کہ انہیں پلاٹ الاٹ نہیں کئے گئے تھے بلکہ ان افراد نے ان پلاٹوں پر از خود ناجائز قبضہ کر رکھا تھا جس کی وجہ سے محکمہ ہاؤسنگ نے ان 152 افراد کی لسٹ علیحدہ بنائی۔ جہاں تک ان قابضین کو مالکانہ حقوق دیئے جانے کا تعلق ہے، ان قابضین کو مالکانہ حقوق دینے کے لئے 1996 میں مجاز اتھارٹی کے فیصلہ کی روشنی میں مبلغ 30,000 روپے فی مرلہ قیمت مقرر کی گئی تھی اور regularization کی چٹھیاں جاری کی گئی تھیں اور اتنی مدت گزرنے کے بعد یعنی 28-12-2001 کو اتھارٹی ایل ڈی اے نے مشترکہ اجلاس میں عوامی نمائندگان اور محکمانہ سربراہان کی موجودگی میں تمام پہلوؤں پر غور و خوض کر کے پرانی قیمت کو بحال رکھنے کا فیصلہ کیا۔ اس طرح 1996 کی سابقہ قیمت میں کوئی اضافہ نہ کیا اور اس قیمت پر مبنی دوبارہ regularization کی چٹھیاں فہرست کے مطابق جاری کر دی گئیں۔ علاقہ کے منتخب ناظمین (جو اتھارٹی کے فاضل ممبران ہیں) کا ایماء اس فیصلہ میں شامل ہے۔

(ب) جس طرح کہ اوپر وضاحت کی گئی ہے۔ ایل ڈی اے اتھارٹی نے 28-12-2001 کو جو فیصلہ کیا۔ اس میں عوامی نمائندگان نے لوگوں سے رابطوں کی روشنی میں اتھارٹی کے فیصلہ میں اپنی رائے / مشورہ بھی شامل کیا۔ لہذا دوبارہ عوامی نمائندگان سے رابطوں کی ضرورت نہ ہے۔

(ج) سیکٹر بی۔ون، بی۔ٹو، بلاک نل (Nil) پر جو مکانات تعمیر ہو چکے ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

1- 277 تعمیر شدہ رہائشی مکانات: یہ رہائشی مکانات غیر قانونی ناجائز قابضین نے بنا رکھے ہیں، جو واساڈرین کی پٹی پر آباد ہیں۔ واساڈرین کی صفائی کے لئے یہ پٹی واسا کو خالی حالت میں مطلوب ہوتی ہے۔ لہذا اس پٹی کے مالکانہ حقوق ناجائز قابضین کو نہ دیئے جاسکتے ہیں۔

II- 10 رہائشی مکانات: یہ رہائشی مکانات غیر قانونی ناجائز قابضین نے قائداعظم ٹاؤن سکیم کے سیکٹر بی۔ٹو کے ساڑھے چار مرلہ کے تقریباً دس ریگولر پلاٹوں پر قبضہ کر کے گھر بنائے ہوئے ہیں، یہ دس رہائشی مکانات بھی اوپر بیان کی گئی ناجائز تعمیرات سے ملحق ہیں۔ جہاں تک بلاک Nil سیکٹر B-II ایل ڈی اے کے ان دس ریگولر پلاٹوں کا تعلق ہے۔ Disposal of Land by Development Authority Regulation Act 1989 کے قانون کے تحت ان پلاٹوں کو خالی کروا کر بذریعہ نیلام فروخت کیا جاسکتا ہے۔

مذکورہ بالا دونوں اقسام کے قابضین نے بی۔ون، بی۔ٹو بلاک Nil میں موقع پر ناجائز اور غیر قانونی قبضہ کر رکھا ہے۔ ان کو موقع سے اٹھانے کی کارروائی کی گئی تو ان غیر قانونی ناجائز قابضین نے مسٹر محمد یعقوب سول جج لاہور کی عدالت سے حکم امتناعی حاصل کر لیا۔ مقدمہ تاحال اسی عدالت میں زیر التواء ہے۔ نل بلاک سیکٹر بی۔ون، بی۔ٹو کے قابضین سے مقبوضہ جگہ موجودہ حکم امتناعی کے خارج ہونے کے بعد خالی کرائی جاسکتی ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (الف) کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ بلاک نمبر 6 کے ناجائز قابضین کو 2001 میں پرانی قیمت پر 30,000 روپے مرلہ کے حساب سے جگہ الاٹ کر دی گئی جبکہ اس کے قریب ہی اسی سیکٹر کے دوسرے بلاک جس کا نام Nil B-II ہے۔ اس کے متعلق یہ فرمایا جارہا ہے کہ وہاں کے ناجائز قابضین سے پلاٹ خالی کرا کے نیلام کر دیئے جائیں گے۔ یہ پالیسی مختلف کیوں ہے؟ اگر وہاں کے ناجائز قابضین کو پلاٹ 30,000 روپے مرلہ پر الاٹ کر دیئے گئے تو Nil B-II میں اگر کوئی پلاٹوں کے ناجائز قابضین ہیں تو ان کو یہ پلاٹ ریگولرائز کیوں نہیں کرنا چاہتے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! اس سوال کا تفصیلی جواب 2003 میں ہم دے چکے ہیں لیکن اب پھر ان کی تسلی کے لئے بتا رہے ہیں کہ اس وقت کے وزیر اعلیٰ پنجاب نے بلاک نمبر 6 سیکٹر B-I قائد اعظم ٹاؤن لاہور کے 152 افراد جو کہ ناجائز قابضین تھے۔ ان کو مالکانہ حقوق دینے کا فیصلہ کیا اور ایل ڈے اے کی پرائس کمیٹی نے مورخہ 03-04-1996 کو مبلغ 30,000 روپے فی مرلہ کے حساب سے قیمت وصول کرنے کا تعین کیا اور ایل ڈی اے نے ناجائز قابضین کے بارے میں 29-12-2001 کو فیصلہ کرتے ہوئے پرانی قیمت مبلغ 30,000 روپے فی مرلہ کو بحال رکھا۔ مزید برآں ایل ڈی اے نے مورخہ 12-11-2003 کو ان ناجائز قابضین کو سہولت مہیا کرتے ہوئے آٹھ مساوی اقساط مقرر کیں۔

سید احسان اللہ وقاص: یہ جواب پڑھ رہے ہیں جبکہ میرا سوال مختلف ہے۔ میں نے پوچھا ہے کہ اگر سیکٹر B-I بلاک نمبر 6 میں لوگوں کو پلاٹ 30,000 روپے فی مرلہ ریگولرائز کئے جا سکتے ہیں تو اسی کے دوسرے بلاک B-II میں Nil ریگولرائز کیوں نہیں کئے جا سکتے دو بلاکوں کے درمیان صرف ایک سڑک ہے۔ ایک طرف والوں کو تو پلاٹ الاٹ کر رہے ہیں اور دوسری طرف والوں کو کہہ رہے ہیں کہ ہم خالی کروائیں گے اس کے بعد نیلام کریں گے۔ پالیسی میں یہ تضاد کیوں ہے؟ یہ پرانی بات نہیں ہے۔ یہ کسی چیف منسٹر کے دور میں نہیں بلکہ 2001 میں اسی حکومت کے دور میں ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، 2001 میں چیف منسٹر موجود نہیں تھے۔ الیکشن 2002 میں ہوئے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: اس میں صرف اتنی گزارش ہے کہ یہ جو ناجائز قابضین ہیں انہوں نے ستوکتلہ ڈرین پر ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: آپ نے خود لکھا ہوا ہے کہ اتنے ڈرین پر ہیں اور اتنے پلاٹ ریگولر بلاک کے اندر ہیں۔ جز (ج) میں ان کا جواب موجود ہے کہ 10 رہائشی پلاٹوں پر انہوں نے قبضہ کیا ہوا ہے۔ دوسرا یہ جو ڈرین کا بتا رہے ہیں۔ یہ انھوں نے بالکل غلط جواب دیا ہے۔ ایل ڈی اے نے خود آج سے کوئی ایک سال پہلے اس ڈرین کے اوپر اسی جگہ سے صرف دس فٹ کے فاصلے پر دکانیں نیلام کر کے لوگوں کو الاٹ کی ہیں۔ یہ ایک طرف کہہ رہے ہیں کہ ڈرین کی صفائی کے لئے پٹی خالی رکھنی

ہے اور دوسری طرف خود ایل ڈی اے نے ڈرین کے اوپر جگہ نیلام کر کے فروخت کی ہے۔ یہ عجیب وغریب پالیسی ہے، جس کی سمجھ نہیں آرہی۔ اس کی میں وضاحت چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! جب ایل ڈی اے نے اس کو ٹیک اپ کیا تھا تو اس سے پہلے یہ ناجائز الاٹی موجود تھے۔ ہماری اس میں گزارش صرف یہ ہے کہ جو ناجائز الاٹی وہاں پر موجود ہیں۔ ڈرین کی صفائی کے لئے مشین ڈالنی ہوتی ہے کہ پانی چلتا رہے۔ اگر وہاں قابضین موجود رہیں تو اس طرح ڈرین کی صفائی صحیح نہیں ہو سکتی۔ اگر بہت زیادہ بارش آئے یا بہت زیادہ پانی آجائے تو بہت مشکل ہوتی ہے۔ یہ جن دس پلاٹوں کے بارے میں کہہ رہے ہیں ان پر بھی لوگ پہلے سے ناجائز قابض تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ جو نیلامی ہوئی ہے۔ وہ کس بنیاد پر ہوئی ہے اگر ناجائز قابضین ہیں تو نیلامی کس بات پر ہوئی ہے؟

سید احسان اللہ وقاص: ناجائز قابضین کو تو یہ دینے کو تیار نہیں ہیں لیکن اسی کے اوپر ایل ڈی اے نے خود نیلامی کر کے الاٹ کئے ہیں۔ کمیٹی بنائیں اور میرے ساتھ چلیں میں خود ان کو دکھاتا ہوں کہ اس کے اوپر کیوں الاٹ کئے گئے ہیں۔ تین سال کے بعد اس سوال کا جواب آیا ہے اور ان کو پتا ہی نہیں ہے۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب ایک بھی بات کا جواب نہیں دے پائے اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے یہ بھی سمجھنا گوارا نہیں کیا کہ پوچھا کیا جا رہا ہے اور جب تک متعلقہ منسٹر نہیں آتے آپ وقفہ سوالات کو pending کر دیں اور ان کی موجودگی میں سوالات کئے جائیں۔ ان سوالات کی وجہ سے ہی وہ آج نہیں آئے۔

وزیر تعلیم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی بھرپور تیاری ہے۔ میری دوستوں سے یہ request ہے کہ وہ ان کو موقع عنایت فرمائیں تاکہ وہ جواب دے سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ان کو موقع تو دے رہا ہوں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ ادھر مت دیکھیں ہاؤس کی طرف دیکھیں اور ادھر بات کریں۔ (قطع کلامیاں)
ان کو جواب تو دینے دیں۔ تین تین آدمی بات کر رہے ہیں۔ ان کی بات سمجھ لیں اور ان کو جواب دینے دیں۔ جی، فرمائیے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! اس میں ایڈیشنل میٹریل ہم دے رہے ہیں۔ یہ سوال کافی پرانا تھا۔ اس میں میری گزارش صرف اتنی ہے کہ میں نے پہلے بھی انہیں یہی سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ یہ ستوکتلہ ڈرین کے ساتھ تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ سے وہ یہ سوال کر رہے ہیں کہ ایک پلاٹ فی مرلہ 30 ہزار کا ہے تو اس کے ساتھ والا پلاٹ 30 ہزار کا کیوں نہیں ہے؟ آپ اس کا جواب دے دیں باقی پڑھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! وہاں صرف اتنی گنجائش ہے کہ جو بالکل ڈرین کے ساتھ ملحقہ ہیں وہاں صفائی کے لئے problem پیش آتی ہے۔ وہاں جو ناجائز قابضین ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تو آپ کی بات صحیح ہے کہ وہ تو ناجائز قابضین ہیں لیکن آپ قیمت کی بات کریں کہ قیمت کے بارے میں آپ کا کیا فیصلہ ہے؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! جواب میں انہوں نے فرمایا ہے کہ جہاں تک بلاک Nil سیکٹر B-II ایل ڈی اے کے ان دس ریگولر پلاٹوں کا تعلق ہے۔ Disposal of Land by Development Authority Regulation Act 1989 کے قانون کے تحت ان پلاٹوں کو خالی کروا کر بذریعہ نیلام فروخت کیا جا سکتا ہے۔ میں پٹی والوں کی تو بات ہی نہیں کر رہا جو ستوکتلہ ڈرین کے اوپر ہیں۔ میں تو ان دس پلاٹوں کی بات کر رہا ہوں جبکہ اس کے ساتھ والے بلاک میں انہوں نے 30 ہزار مرلہ پر پلاٹ فروخت کر دیا ہے یہ جو دس پلاٹ ہیں ان کو وہ کیوں خالی کروا کر نیلام کرنا چاہتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہی جواب تو ان سے پوچھ رہا ہوں اور یہی دہرا رہا ہوں۔

محترمہ فرزانہ راجہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا آپ کا ضمنی سوال ہے؟

محترمہ فرزانہ راجہ: میرا ایک پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ جناب سپیکر! میری request یہ ہے کہ یہاں پر آج آپ ایک آرڈر کر دیں کہ جن منسٹرز کے متعلقہ سوالات ہوں انہیں یہاں پر حاضر ہونا چاہئے اور دوسری طرف جہاں تک پارلیمانی سیکرٹریز کی حالت ہے وہ سب کی یہی ہے جس کے لئے میں پنجابی میں ایک فقرہ کہوں گی کہ "جیہڑا کہیدے ناں لگے او شیحان دے بگے" جو ایم پی اے کسی کام کا نہیں تھا جو بیچارا کہیں فٹ نہیں ہو سکتا تھا اس کو کسی نہ کسی ڈیپارٹمنٹ کے حوالے کر دیا گیا جو کہ اس ڈیپارٹمنٹ پر بھی ظلم ہے اور اس کے ساتھ متعلقہ لوگوں پر بھی ظلم ہے۔ جس طرح سے موصوف جواب دینے کی کوشش کر رہے ہیں وہ کھڑے ہیں، ان کو نہ سوال سمجھ آ رہا ہے نہ جواب دے رہے ہیں۔ وہ کانپ رہے ہیں، کبھی وہ اپنی left side پر دیکھتے ہیں، کبھی right پر دیکھتے ہیں۔ ان کو سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا۔ اس سے اسمبلی کا اور ممبران کا قیمتی وقت ضائع ہو رہا ہے۔ ہم کروڑوں عوام کی یہاں representation کرنے آئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ کی رائے تو ہو سکتی ہے لیکن جو ممبر منتخب ہو کر اپنے علاقے سے آتا ہے وہ equally اتنا قابل احترام ہے خواہ وہ وزیر ہے، خواہ وہ ایم پی اے ہے، خواہ وہ اپوزیشن سے ہے، خواہ وہ حکومت سے ہے He has every right to become a Parliamentary Secretary or a Minister. یہ آپ اپنی توہین کر رہی ہیں اور کچھ نہیں کر رہیں۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! یہ سوال pending کر دیں اور یہاں آرڈر کریں کہ منسٹر صاحب یہاں آئیں اور اس کا جواب دیں۔ یہ House کا مذاق بن گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بیٹھیں۔ I have given the floor. Let me get the answer first.

وزیر خوراک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! اگر محترمہ نے اسمبلی کے رولز آف بزنس پڑھے ہوتے تو شاید یہ اس طرح کی بات نہ کرتیں۔ منسٹر صاحب ملک سے باہر ہیں، جاپان گئے ہوئے ہیں اور پارلیمانی سیکرٹری

جواب دینے کے لئے مکمل اختیار رکھتے ہیں۔ وہ پورا جواب دے سکتے ہیں اور ان کو پوری اتھارٹی ہے۔ محترمہ کو اس طرح کی بات اسمبلی میں نہیں کرنی چاہئے۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! ان کو تو ایک لفظ کا بھی نہیں پتا اور ادھر سے پوچھ رہے ہیں۔ آپ میڈیا کے ذریعے عوام کو کیا message دے رہے ہیں۔ یہ اتنے کروڑ عوام کی کیا representation ہے؟

MR. DEPUTY SPEAKER: Anyhow that is decided.

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: پوائنٹ آف آرڈر۔ یہ کیا جواب دے رہے ہیں؟ انہوں نے ایک بھی سوال کا صحیح جواب نہیں دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: What point of order? ابھی ایک سوال چل رہا ہے۔ I will not allow any point of order. ایک بات ہو رہی ہے پہلے جواب دینے دیں۔ یہ question hour ہے۔ I do not want to waste time آگے اور سوالات بھی لوگوں نے کرنے ہیں۔ جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ وشہری ترقی: جناب سپیکر! ہم اگلی میٹنگ میں اس کو ایجنڈے پر لے آتے ہیں اور جنہیں پلاٹ نہیں دیئے گئے ہم انہیں discuss کرتے ہیں اور الاٹمنٹ کے حوالے سے شامل کر لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اسی قیمت پر الاٹ کریں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ وشہری ترقی: جی، اس قیمت پر کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اسی قیمت پر ہم دیں گے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! اسی ریٹ پر ان کو بھی الاٹ کر دیئے جائیں۔

MR. DEPUTY SPEAKER: This is what he says.

جناب جہانزیب امتیاز گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

جناب جہانزیب امتیاز گل: شکریہ۔ جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے یہ لاء بنا لیا ہے۔ پچھلی دفعہ بھی وہ وقفہ سوالات میں ادھر نہیں تھے اس دفعہ بھی نہیں آئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کا سرکاری وزٹ ہے۔ وہ باہر گئے ہوئے ہیں۔
جناب جہانزیب امتیاز گل: جناب سپیکر! ابھی وہ پاکستان میں ہیں سرکاری وزٹ پر نہیں گئے ہیں۔
جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کل یہاں تھے آج صبح چلے گئے ہیں۔ He is dependant today.
جناب جہانزیب امتیاز گل: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ میرے دو بڑے اہم سوالات ہیں ان کو next time کے لئے pending کر دیں۔
جناب ڈپٹی سپیکر: جب آپ کے سوال کی باری آئے گی تو اس پر کر لیں گے۔
جناب جہانزیب امتیاز گل: باری ہی نہیں آئے گی۔ پچھلی دفعہ بھی نہیں آئی تھی۔
جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی تو صرف پہلا سوال ہے۔
جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔
جناب ڈپٹی سپیکر: اب اور کوئی ضمنی سوال نہیں ہو گا۔ انہوں نے اس کا جواب دے دیا ہے۔ اب اگلا سوال لیتے ہیں۔ اگلا سوال 867 سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔
سید احسان اللہ وقاص: شکریہ۔ جناب سپیکر! ویسے آپ نے مہربانی کی ہے اور ان سے assurance لے دی ہے۔ میں ویسے ایک اصولی بات اس میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس آبادی میں لوگ بیس سال سے رہ رہے ہیں، ان کو سوئی گیس کے کنکشن ملے ہوئے ہیں، بجلی، پانی اور سیوریج کی سہولیات ہیں اور گورنمنٹ خود پیسے لینے کو تیار نہیں ہے۔ وہ پیسے دینے کو تیار ہیں اور یہ لینے کو تیار نہیں ہیں۔ اسی طرح اگر یہ فیصلے کریں گے تو گورنمنٹ کے خزانے میں چار پیسے بھی آ جائیں گے اور ان لوگوں کی الاٹمنٹ بھی ریگولر ہو جائے گی۔ اگلا سوال نمبر 867 بھی میرا ہے۔
جناب ڈپٹی سپیکر! اگلا سوال بھی سید احسان اللہ وقاص کا ہے۔

ٹاؤن شپ لاہور میں قبرستان کے لئے مختص اراضی کی تفصیل

*867۔ سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور میں LDA کے زیر کنٹرول علاقہ قائد اعظم ٹاؤن (ٹاؤن شپ سکیم) میں مسلمانوں کے قبرستان کے لئے کہاں کہاں جگہ مخصوص کی گئی ہے، اس میں کتنی جگہ استعمال ہو چکی ہے اور کتنی خالی ہے؟

(ب) ٹاؤن شپ سکیم پلان کے مطابق سیکٹر D-II میں واقع مسلمانوں کے قبرستان کے لئے آٹھ کنال جگہ میں سے کتنی جگہ خالی ہے، کتنی جگہ پر قبریں بنی ہوئی ہیں اور کتنی جگہ پر ناجائز قبضہ ہے، یہ ناجائز قابضین کون ہیں اور ان سے قبرستان کی جگہ خالی کرانے کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں؟

(ج) اسی طرح ٹاؤن شپ میں واقع N-D-II میں 26 کنال 5 مرلہ جگہ کیا مسلمانوں کے قبرستان کے لئے مخصوص کی گئی تھی، اس میں کتنی جگہ پر قبریں بن چکی ہیں اور کتنی جگہ خالی ہے، کیا یہاں پر بھی کچھ جگہ پر ناجائز قبضہ کیا گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) قائد اعظم ٹاؤن سکیم میں مندرجہ ذیل 4 عدد جگہیں مسلمانوں کے قبرستان کے لئے مخصوص کی گئی ہیں۔ ان جگہوں کا اب تک قبروں کے لئے استعمال ہونے یا موقع پر خالی ہونے کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) قائد اعظم ٹاؤن سیکٹر ڈی ٹو بلاک 4 کے قبرستان میں 8 کنال 6 مرلہ کا رقبہ مخصوص کیا گیا تھا۔ اس قبرستان کی موقع کی پوزیشن حسب ذیل ہے۔

7 کنال 4 مرلہ کے رقبہ پر ناجائز رہائشی مکانات تعمیر ہو چکے ہیں۔ یہ ناجائز تعمیر ایل ڈی اے کو سکیم منتقل ہونے سے پہلے معرض وجود میں آ چکی تھی جو تقریباً 15 سے 20 سال سے قائم ہے چونکہ یہ لوگ ناجائز قابضین ہیں اس لئے ان کی بابت محکمہ ہاؤسنگ نے نہ کوئی کوائف مرتب کئے اور نہ ہی کوئی ریکارڈ وصول ہوا ہے۔ مزید برآں موقع پر مزار کی پختہ عمارت تعمیر شدہ ہے اس کے چاروں طرف برآمدہ ہے جو مجموعی طور پر دس مرلہ رقبہ پر محیط ہے جس کا تمام انتظام خادم حسین کر رہا ہے اور اس مزار کا انتظام و انصرام زیر سرپرستی مارکیٹ کمیٹی گرین ٹاؤن کیا جا رہا ہے۔ سروے کے مطابق اس پورے مزار کے اندر صرف پانچ قبریں بنائی گئی ہیں۔ مزار اور برآمدہ کے اندر باقی جگہ خالی ہے علاوہ ازیں مزار اور گیلری کے باہر تقریباً چار مرلے جگہ خالی پڑی ہے جس پر

قبریں بنائی جاسکتی ہیں اور آٹھ مرلے زمین سولنگ فرش کی حدود میں خالی پڑی ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ این ڈی۔ٹو میں 26 کنال 5 مرلہ مسلمانوں کے قبرستان کے لئے جگہ مخصوص کی گئی تھی۔اس قبرستان میں 5 کنال پر قبریں موجود ہیں۔ 11 k-5M پر ناجائز 15 سال سے تعمیرات قائم ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر 1۔گتہ فیکٹری ایک کنال نمبر (2)۔راستہ نیئر کارپٹ 12 مرلہ نمبر (3)۔38 عدد رہائشی مکان 9 کنال 13 مرلہ عرصہ 15 سال سے اس قبرستان میں 8 کنال 10 مرلہ میدان کی شکل میں خالی پڑا ہے اور 1 کنال 10 مرلے جو خالی ہے میں پانی کا جوہڑ ہے۔

یہ وضاحت کی جاتی ہے کہ قبرستانوں میں ناجائز تعمیرات۔تجاوزات سکیم ایل ڈی اے کو منتقل ہونے سے پہلے ظہور پذیر ہو چکے تھے۔سکیم کی منتقلی کے وقت چونکہ سکیم میں رہائش پذیر مختلف طبقات، تنظیمیں رد عمل ظاہر کر رہی ہیں اس لئے سخت اقدام تادیبی کارروائی کو اس وقت شاید قرین مصلحت نہ سمجھا گیا ہو۔اس کے علاوہ ہاؤسنگ کے محکمہ کا نوٹیفکیشن مورخہ 1999-09-16 کو ہو چکا تھا۔جس کے مطابق قبرستان کا انتظام ناجائز تجاوزات سے تحفظ اور قبرستان کے رقبہ کے غیر قانونی استعمال سے بچاؤ کی ذمہ داری ضلعی انتظامیہ اور لوکل کونسلوں کو منتقل کر دی گئی اور اس کے علاوہ اس نوٹیفکیشن میں یہ بھی درج کیا گیا کہ قبرستانوں کی دیکھ بھال لوکل کونسلوں کے فنڈ سے کی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! آپ اس سوال کا جواب دیکھیں کہ ہمارے ملک میں ایل ڈی اے اور ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ کی جو حالت ہے ان کی کارکردگی آپ کو اس سوال کے جواب سے بڑی واضح طور پر نمایاں ہو گی۔یعنی 8 کنال 6 مرلہ جگہ قبرستان کے لئے ہے۔اس میں سے 7 کنال 4 مرلہ پر ناجائز رہائشی مکانات بنے ہوئے ہیں۔ٹوٹل 26 کنال 5 مرلہ قبرستان کے لئے جگہ ہے اس میں سے صرف 5 کنال جگہ بچی ہوئی ہے باقی 21 کنال پر مختلف ناجائز قبضے ہیں۔مرنے والوں کے لئے جگہ بھی ہم نے نہیں چھوڑی اس سے بڑا المیہ اور کیا ہو سکتا ہے۔لوگوں کے لئے لاہور کے اندر سب سے بڑا مسئلہ جو ہے جس کی تائید لاہور کے نمائندے بھی کریں گے، یہاں کے قبرستانوں میں جگہ موجود نہیں ہے۔اب جو قبرستان آج سے تیس چالیس سال پہلے بنائے گئے تھے

ان محکموں کی وجہ سے یہ حالت ہے کہ 8 کنال 6 مرلہ میں سے 7 کنال 4 مرلہ پر قبضہ ہو چکا ہے اور 26 کنال میں سے صرف 5 کنال جگہ باقی بچی ہوئی ہے اس میں کسی کا نام نہیں لینا چاہتا یہاں پر بڑے پردہ نشینوں کے نام آتے ہیں جن کی وہاں پر فیکٹریاں ہیں۔ اس کا بھی ذکر یہاں پر کیا گیا ہے کہ اس فیکٹری کے لئے راستہ دیا گیا ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس بارے میں مجھے بتایا جائے کہ قبرستان کی جگہوں پر جو ناجائز قبضے کئے گئے ہیں ان کو خالی کروانے کے لئے کیا کریں گے یا یہ بھی الاٹ کر دینی ہیں۔ ہم لوگ اس علاقے کے رہنے والے اپنے مردوں کو کہاں دفن کرنے کا انتظام کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! ان کا سوال قائد اعظم ٹاؤن سکیم کے متعلق ہے۔ اس کے متعلق میری درخواست ہے کہ جب 1994 میں ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ نے یہ سکیم ایل ڈی اے کو منتقل کی تھی۔ اس سکیم میں محکمہ ہاؤسنگ اور فزیکل پلاننگ نے مسلمانوں کے لئے کل چار قبرستان مختص کئے تھے جن کی تفصیل بھی ساتھ ہے۔ جہاں تک قبرستانوں میں ناجائز تجاوزات کا تعلق ہے اس بارے میں یہ وضاحت ہے کہ یہ تجاوزات سکیم کے ایل ڈی اے کو منتقل ہونے سے پہلے کی موجود تھیں۔ محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کے جاری کردہ نوٹیفکیشن نمبر 21096 مورخہ 16-09-1996 کے مطابق تجاوزات کی ذمہ داری ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن پر عائد ہوتی ہے اور ان کی دیکھ بھال بھی انہوں نے کرنی ہوتی ہے اس کے علاوہ میری گزارش یہ ہے کہ جہاں پر یہ سکیم موجود ہے، اس میں انڈسٹریل ایریا بھی موجود تھا وہاں پر 50 کنال اراضی قبرستان کے لئے مختص ہے اور موجود ہے۔ وہ جگہ تھوڑی دور ضرور ہے مگر جس کے متعلق یہ فرما رہے ہیں وہاں پر ایک مزار موجود ہے۔ جب یہ سکیم ایل ڈی اے کو منتقل ہوئی تھی تو یہ تجاوزات پہلے ہی موجود تھیں۔ وہاں پر قبرستان کا مسئلہ اس لئے نہیں ہے کہ پچاس کنال اراضی انڈسٹریل ایریا میں قبرستان ہی کے لئے مختص کی گئی ہے۔ اس لئے لوگوں کو فاصلہ کے علاوہ قبرستان کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرے فاضل پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جو جواب دیا ہے وہ بالکل غیر متعلقہ ہے۔ پہلے یہ سکیم ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ کے زیر اہتمام تھی اور اس کے بعد یہ سکیم ایل ڈی اے کے حوالے کر دی گئی۔ ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ کے زیر اہتمام جب یہ سکیم تھی تو اس وقت یہ قبرستان اس کے لئے مختص کئے گئے تھے اور وہ قبرستان اس وقت بنائے گئے تھے اور ہاؤسنگ

ڈیپارٹمنٹ کے ہی تحت ایل ڈی اے ہے۔ یہ نہیں ہے کہ ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ کوئی انڈیا کا ڈیپارٹمنٹ ہے اور ایل ڈی اے پاکستان کے اندر واقع ہے۔ان دونوں ڈیپارٹمنٹس کی نااہلی کی وجہ سے اتنے بڑے قبرستان پر لوگوں نے ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے۔ فاضل پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ فلاں جگہ پر موجود ہیں، میانی صاحب کا قبرستان موجود ہے وہاں جا کر دفن کر لیا کریں، یہ تو کوئی جواب نہیں ہے۔ میں نے تو سوال یہ کیا ہے کہ یہ دو قبرستان جو تھے اس پر ناجائز قبضہ ہو چکا ہے اس کے متعلق آپ وضاحت فرمائیں۔اب یہ کہنا کہ اس پر تو قبضہ ہو چکا ہے چلیں!اس کو چھوڑیں اور اگر آپ نے اپنے مردے دفن کرانے ہیں تو آپ میانی صاحب دفن کروا دیا کریں یہ تو کوئی جواب نہیں ہے۔ میں نے تو ان سے پوچھا ہے کہ اس جگہ پر قبضہ یہ ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ کے دور میں ہوا ہے اس کے بعد ایل ڈی اے کے حوالے کر دیا تو ایل ڈی اے بھی ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ کا ذیلی ادارہ ہے۔ میری درخواست ہے کہ اس وال کے جواب سے آپ اپنے معاشرے کی حالت کا اور جس سطح تک ہم گر چکے ہیں کہ زندوں کے لئے پلاٹوں پر قبضے تو ایک طرف رہے ہمیں مردوں کے لئے مختص قبرستانوں پر بھی قبضے کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ یہ جو قبضے کروائے گئے ہیں یہ ایک الگ داستان ہے میں اس کی طرف نہیں جانا چاہتا۔ یہ یقین دہانی کرائیں کہ اس پر جو ناجائز قبضے ہوئے ہیں اس کو واگزار کرانے کے لئے محکمہ کوششیں کرے گا؟

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر!ٹاؤن شپ کے قبرستان کی بات آج کی نہیں ہے جب سے یہ اسمبلی بنی ہے میں اس بات کو پوائنٹ آؤٹ کرتی رہی ہوں۔ میں نے سوال بھی put کیا تھا لیکن کوئی تسلی بخش جواب آج تک نہیں دیا گیا۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ عدالت عالیہ نے فیصلہ دے دیا ہے کہ 32 کنال اراضی قبرستان کی ہے اور اس پر قابضین نے جو قبضہ کیا ہوا ہے اسے واگزار کرایا جائے۔ انہوں نے وہاں پر اپنی دکانیں بنائی ہوئی تھیں اور اپنا سامان رکھا ہوا تھا تاکہ اس کے ذریعے وہ اپنا چکر جو ہمیشہ سے چلاتے رہے ہیں چلا سکیں۔ پھر اس کے بعد انہوں نے کہا کہ اس پر implementation کی جائے لیکن آج تک قبرستان کی 32 کنال پٹی کو خالی نہیں کیا گیا۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ قبرستان میں اب یہ حالت ہو گئی ہے کہ ایک ایک قبر میں دس دس مردے دفنا دیئے گئے ہیں۔اب لوگ اپنے مردے کہاں پر لے کر جائیں۔ کیا جو لاہور میں رہتے ہیں وہ پشاور میں لے کر جائیں، سیالکوٹ یا کراچی لے کر جائیں۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ٹاؤن شپ میں جب ان کی اپنی زمین موجود ہے اور عدالت عالیہ نے فیصلہ بھی دے دیا ہے تو

implementationکیوں نہیں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،وزیر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! قبرستان یا دیگر جگہوں پر تجاوزات کو ہٹانے کی ذمہ داری ضلعی حکومت اور تحصیل ایڈ منسٹریشن پر عائد ہوتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو پھر آپ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو ہدایات جاری کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میں ان کی تسلی کے لئے کہتا ہوں کہ ہم انہیں بھی کہیں گے اور اپنی طرف سے ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے بھی ایکشن لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ یقین دہانی کرا رہے ہیں کہ وہ ضلعی حکومت کو بھی کہیں گے اور اپنی طرف سے بھی کوشش کریں گے اور جتنی بھی قبرستان کی زمین ہے اس کو واگزار کرائیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! ہم سے جو کچھ بھی ممکن ہو سکا ہم کریں گے کیونکہ بطور مسلمان ہم پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور ہم یقین دلاتے ہیں کہ ان کی تسلی کے مطابق وہاں پر تجاوزات ختم کرائیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جتنے بھی ناجائز قبضے ہوتے ہیں یہ ڈیپارٹمنٹ کی ملی بھگت سے ہوتے ہیں اور یہ سلسلہ مسلسل رواں دواں ہے۔ میں پارلیمانی سیکرٹری موصوف سے یہ سوال کرتا ہوں کہ یہ جو ناجائز قبضے ہوئے جس میں محکمہ ملوث رہا۔ اب تک کتنے اہلکاروں کے خلاف کیا کیا کارروائی کی گئی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے لئے نیا سوال بنتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1325 راجہ محمد شفقت خان عباسی صاحب کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال نمبر 1853 ہے۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! میں نے 10-مارچ کو سوال جمع کروایا ہے اور انہوں نے 22-مارچ کو سوال جمع کروایا ہے لہذا اصولی طور پر میرا سوال پہلے آنا چاہئے تھا۔ میرا سوال انہوں نے صفحہ 17 پر دیا ہے۔ انہوں نے قانون کی دھجیاں اڑائی ہیں میرا حق بنتا ہے۔ آپ تاریخ کو چیک کریں اور مجھے میری باری دیں۔ یہ صفحہ نمبر 17 اور سوال نمبر 4584 ہے۔ میں نے اس میں تاریخ

لکھی ہوئی ہے جو کہ 10- مارچ ہے۔ میرا سوال پہلے آنا چاہیئے اور فیاض الحسن چوہان کے سوال کی تاریخ 22- مارچ ہے اس کو بعد میں آنا چاہیئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا سوال پہلے لوکل گورنمنٹ کو گیا تھا اور اس کے بعد واپس آگیا اور پھر اس ڈیپارٹمنٹ کو گیا تھا اس لئے بعد میں آیا ہے۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: نہیں۔ جناب سپیکر! میں نے اسی محکمہ ہاؤسنگ سے متعلقہ سوال دیا تھا اور میرا سوال پہلے آنا چاہیئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے آپ اپنا سوال پہلے کر لیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 4584 ہے۔

ایم۔ڈی۔اے کو ترقیاتی فنڈز جاری نہ کرنے کی وجوہات

*4584 ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو گزشتہ 8 سالوں سے حکومت نے ترقیاتی فنڈز سے محروم رکھا ہوا ہے؟

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو M.D.A کو ترقیاتی فنڈز کی مد میں فنڈز جاری نہ کرنے کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست نہ ہے۔ حکومت پنجاب نے گزشتہ 8 سالوں کے دوران ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو سالانہ ترقیاتی پروگرام (ADP) کے تحت جو فنڈز مہیا کئے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

(رقوم ملین روپے میں)

سال	اے ڈی پی کے لئے جو تجاویز	اے ڈی پی میں مختص کردہ رقوم	مہیا کئے گئے فنڈز
1996-97	599.550	59.67041.593	
1997-98	308.490	19.186.20.742	
1998-99	106.905	52.089.77.823	
1999-00	285.000	25.00063.000	
2000-01	114.600	0.9751.000	

66.00066.000	207.755	2001-02
---	168.415	2002-03
---	265.795	2003-04

(ب) ٹی ایم اے ملتان سٹی نے سال 03-2002 سے اب تک ایم ڈی اے کو کوئی ترقیاتی فنڈز فراہم نہ کئے ہیں اور نہ ہی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ملتان نے ایم ڈی اے سے کوئی ڈیپازٹ ورک کروایا ہے۔ فنڈز جاری نہ کرنے کا معاملہ حکومت پنجاب سے متعلقہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، صدیقی صاحب! کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے اس میں جو سوال کیا تھا کہ ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو گزشتہ آٹھ سالوں میں حکومت نے ترقیاتی فنڈز سے محروم رکھا ہوا ہے اور اگر جواب ہاں میں ہے تو ترقیاتی فنڈز نہ جاری کرنے کی وجوہات بیان کی جائیں۔ ایک تو آپ اسمبلی کی کارکردگی کا اندازہ اس بات سے کریں کہ میں نے سوال مارچ 2003 میں کیا تھا اور تین سال گزرنے کے بعد اب اس کی باری آ رہی ہے اور یہ تو ہماری خوش قسمتی ہے ورنہ تو تین سال اسمبلی کی میعاد ہی نہیں ہوتی۔ یعنی اس ٹرم میں یہ باری نہ آتی اس لئے آپ اس کو بہتر کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! یہ اسمبلی انشاء اللہ پانچ سال چلے گی اور تین سال ہو گئے ہیں---

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! اللہ آپ کی زبان مبارک کرے لیکن تین تین سال تک سوال کا جواب نہ آئے تو اس سلسلے میں ہم نمائندے کیا کردار ادا کر سکتے ہیں۔ آپ ذرا جواب بھی ملاحظہ فرمائیں---

جناب ڈپٹی سپیکر: صدیقی صاحب! یہ خوش قسمتی ہے کہ آپ اس اسمبلی کے ممبر بنے ہیں اور یہ اسمبلی انشاء اللہ پانچ سال چلے گی۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب چیئرمین! اب آپ جواب بھی تو ملاحظہ فرمائیں---

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! چیئرمین نہیں بلکہ میں ڈپٹی سپیکر ہوں اور آپ چیئرمین کی بجائے سپیکر مخاطب کریں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! اب آپ جواب ملاحظہ فرمائیں۔ سوال کے جز (ب) کا جواب لکھا ہے کہ فنڈز جاری نہ کرنے کا معاملہ حکومت پنجاب سے متعلقہ ہے یعنی اندازہ

کریں کہ میں نے سوال بھی تو حکومت پنجاب کے ایک وزیر سے کیا ہے۔ اگر تو یہ وفاقی حکومت کا ہوتا تو یہ جواب میں لکھتے کہ جناب یہ وفاقی حکومت کا مسئلہ ہے لہذا یہاں پر discuss نہیں ہو سکتا۔ پہلی بات تو یہ ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ کا سوال کیا ہے؟ آپ سوال کی طرف آئیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ اگر آپ جواب میں دیکھیں تو لکھا ہوا ہے کہ 04-2003 میں ایم ڈی اے کو ڈویلپمنٹ کی مد میں کچھ نہیں دیا گیا، 05-2004 میں بھی کچھ نہیں دیا گیا، 06-2005 میں بھی کچھ نہیں دیا گیا یعنی ان چار سالوں میں ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو، جس کا کام یہ ہے کہ حکومت پنجاب اس کو ڈویلپمنٹ کا فنڈ دے گی اور وہ علاقے، میں شہر میں ڈویلپمنٹ کرے گی تو پچھلے چار سالوں میں اس کو ڈویلپمنٹ کے لئے ایک روپیہ نہیں دیا گیا جبکہ وہاں پر تین سے پانچ کروڑ روپے سالانہ افسران کی تنخواہوں، ٹیلی فون کے بل، بجلی کے بل اور ٹرانسپورٹ میں حکومت پنجاب کا خرچ ہو رہا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کیا حکومتی سرمائے اور قومی آمدنی کا غلط استعمال نہیں ہے کہ کسی ادارے کو تو آپ 15 کروڑ روپے قومی آمدنی کا چار سالوں میں دے دیں اور اس کو ڈویلپمنٹ کے لئے ایک روپیہ بھی نہ دیں۔ اگر ہم ڈویلپمنٹ کے لئے ایک روپیہ بھی نہیں دیں گے تو وہ 15 کروڑ روپے ضائع ہو جائیں پھر ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو قائم رکھنے کا کیا فائدہ ہے؟

جناب سپیکر! دوسرا جزیہ ہے کہ کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ جس طرح ڈیرہ غازی خان ڈویلپمنٹ اتھارٹی اور بہاولپور ڈویلپمنٹ اتھارٹی جو کہ ان پسماندہ علاقوں کی ڈویلپمنٹ کے لئے پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت نے قائم کی تھیں لیکن ماضی میں لاہور سے تعلق رکھنے والے ایک حکمران کو اس علاقے کی ڈویلپمنٹ پسند نہ آئی اور انہوں نے یک جنبش قلم بہاولپور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا ادارہ ہی ختم کر دیا۔ ڈیرہ غازی خان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا ادارہ ہی توڑ دیا۔ کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ اگر لاہور والوں کے پاس اور گجرات والے حکمرانوں کے پاس ملتان کی ڈویلپمنٹ کرانے کے لئے پیسے نہیں ہیں تو جس طرح ڈیرہ غازی خان ڈویلپمنٹ اتھارٹی اور بہاولپور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو ختم کیا ہے تاکہ وہاں پر کوئی ڈویلپمنٹ نہ ہو تو کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ اسی طرح ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو بھی ہمیشہ کے لئے ختم کر کے آپ یہ ثابت کر دیں کہ ہم کوئی ڈویلپمنٹ نہیں کرانا چاہتے۔ میرا ان سے یہ سوال ہے کہ کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو ختم کر کے آپ روایات قائم کریں کہ ہم ختم کرنا چاہتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میں فاضل ممبر کی خدمت میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ پنجاب کی تاریخ میں آج تک کسی بھی وزیر اعلیٰ نے اتنے فنڈز جنوبی پنجاب کو نہیں دیئے تو یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ پنجاب حکومت ان کی ڈویلپمنٹ میں دلچسپی نہیں رکھتی۔ ہم یہ ضرور مانتے ہیں کہ ان figures کے متعلق ایم ڈی اے کو جب 2003-04 میں ٹی ایم اے اور ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے فنڈز نہیں دیئے لیکن اسی معاملے کو ہمارے ڈیپارٹمنٹ نے جب چیف منسٹر صاحب کے سامنے take up کیا تو انشاء اللہ اگلے ADP میں ہم نے ڈویلپمنٹ فنڈز کے لئے سات کروڑ روپے رکھا ہوا ہے اور انشاء اللہ اگلے ADP میں بھی ہم ضرور رکھیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر جاوید احمد صدیقی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا پارلیمانی سیکرٹری اس بات کا on the floor of the House یقین دلاتے ہیں کہ جو ڈیمانڈ ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے بنا کر حکومت پنجاب کو بھیج دی ہے۔ یہ ensure کرتے ہیں کہ وہ فنڈز جو ایم ڈی اے نے ڈویلپمنٹ کے لئے مانگا ہے وہ اس مالی سال میں جاری کرا دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ تاریخی طور پر آج تک پنجاب کے کسی بھی وزیر اعلیٰ نے جنوبی پنجاب کو ڈویلپمنٹ کے حوالے سے یا دوسری ڈویلپمنٹ کے حوالے سے جو بھی فنڈز دیئے ہیں وہ ریکارڈ پر ہیں اور میں انہیں یقین دہانی کروا سکتا ہوں کہ میں نے وزیر اعلیٰ صاحب سے گزارش کی ہوئی ہے اور انہوں نے خود بھی انہیں take up کیا ہوا ہے اور ہم ان کی ڈیمانڈز پر زیادہ سے زیادہ انہیں اکاموڈیٹ کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال 1853 فیاض الحسن چوہان کا ہے، تشریف نہیں رکھتے، disposed of اگلا سوال 2441 مہر اشتیاق صاحب کا ہے جو انہوں نے withdraw کر لیا ہے اور اس سے اگلا 2442 بھی مہر اشتیاق احمد صاحب کا ہے۔ جی، اشتیاق صاحب!

ہیڈ ماسٹر ایل۔ڈی۔اے ماڈل ہائی سکول (بوائز) علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کے کوائف اور سروس ریکارڈ کی تفصیل

*2442 مہر اشتیاق احمد: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ایل۔ڈی۔اے ماڈل ہائی سکول (بوائز) علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کے ہیڈ ماسٹر کا نام، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ولدیت، ڈومی سائل اور بھرتی کی تاریخ بیان فرمائیں؟

(ب) بھرتی سے آج تک موصوف نے کہاں کہاں اور کس کس حیثیت سے فرائض انجام دیئے۔اس سکول میں کب سے تعینات ہیں؟

(ج) بھرتی سے آج تک موصوف نے اثاثہ جات کے جو گوشوارے جمع کروائے، ان کی تفصیل فراہم کی جائے، بھرتی کے وقت موصوف کی جائیداد کیا تھی اور اب کتنی ہے؟

(د) بھرتی سے آج تک موصوف نے کتنی تنخواہ وصول کی، اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) کیا بھرتی کے وقت موصوف کی تعلیمی اسناد کی متعلقہ اداروں سے تصدیق کرائی گئی تھی۔ اگر کروائی گئی تھی تو نقل فراہم کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) ہیڈ ماسٹر ایل ڈی اے ماڈل ہائی سکول (بوائز سیکشن) علامہ اقبال ٹاؤن کا نام حبیب الرحمن ولد غلام محمد جس کی تعلیمی قابلیت ایم ایس سی باٹنی، ایم ایڈ (سائنس) کی بھرتی کی تاریخ 20-10-1993 ڈومیسائل پنجاب ضلع شیخوپورہ اور گریڈ 17 ہے۔

(ب) جناب حبیب الرحمن بطور ہیڈ ماسٹر ایل ڈی اے سکول (بوائز سیکشن) گریڈ 17 میں 20-10-1993 سے 12-08-1995، بطور او ایس ڈی ایڈمن گریڈ 17 میں 13-08-1995 سے 03-12-1995 بطور او ایس ڈی قائداعظم مورخہ 04-12-1995 سے 06-04-1996 اور مورخہ 07-04-1996 سے تاحال بطور ہیڈ ماسٹر ایل ڈی اے سکول (بوائز سیکشن) فرائض انجام دے رہے ہیں۔

(ج) آج تک موصوف کے اثاثہ جات کے فراہم کردہ گوشواروں کے مطابق بھرتی کے وقت ان کے نام دو عدد پلاٹ آٹھ مرلے واقع موضع جاتری گہنہ ضلع شیخوپورہ اور تین مرلہ موضع اچھرہ تھے جن کو فروخت کر کے ایک عدد دکان نمبر 11 صادق آرکیڈ واقع لنک روڈ ماڈل ٹاؤن 2003 میں خریدی جو کہ موصوف کے نام پر ہے۔

(د) بھرتی سے آج تک جناب حبیب الرحمن بطور ہیڈ ماسٹر ایل ڈی اے سکول (بوائز سیکشن) نے تنخواہ کی مد میں مبلغ 14,46,854.00 روپے وصول کئے۔ جن کی تفصیل (تتمہ الف) لف ہے۔

SALARY STATEMENT OF CH. HABIB UR REHMAN HEADMASTER
DATE OF JOINING LDA MODEL HIGH SCHOOL
20-10-1993 UP TO 28-02-2006

SR. NO.	FINANCIAL YEARS	SALARY DRAWN
1.	1993-94	Rs. 46,092/-
2.	1994-95	Rs. 77,874/-
3.	1995-96	Rs. 68,114/-
4.	1996-97	Rs. 78,595/-
5.	1997-98	Rs. 77,976/-
6.	1998-99	Rs. 77,089/-
7.	1999-2000	Rs. 87,752/-
8.	2000-2001	Rs. 95,258/-
9.	2001-2002	Rs. 1,09,290/-
10.	2002-2003	Rs. 1,44,779/-
11.	2003-2004	Rs. 1,79,327/-
12.	2004-2005	Rs. 2,24,444/-
13.	2005-2006	Rs. 1,80,264/-
	TOTAL	Rs. 14,46,854/-

بھرتی کے وقت ہیڈ ماسٹر ایل ڈی اے سکول (بوائز سیکشن) کی تعلیمی اسناد کی تصدیق متعلقہ اداروں سے نہ کروائی گئی کیونکہ ان کے پاس اصلی اسناد موجود تھی جو کہ چیک کر لی گئیں نیز کسی بھی اہلکار یا ملازم کی اسناد کی تصدیق نہیں کروائی جاتی تاوقتیکہ ان اسناد میں کوئی شک وشبہ کا احتمال نہ پایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

مہر اشتیاق احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب جز (ب) کا جواب پڑھ کے سنادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری: جناب سپیکر! جناب حبیب الرحمن بطور ہیڈ ماسٹر ایل ڈی اے سکول (بوائز سیکشن) گریڈ 17 میں 20.10.1993 سے 12.08.1995 بطور اوایس ڈی ایڈمن گریڈ 17 میں مورخہ 13.08.1995 سے 03.12.1995 بطور او ایس ڈی قائداعظم ٹاؤن مورخہ 04.12.1995 سے 06.04.1996 اور مورخہ 07.04.1996 سے تاحال

بطور ہیڈ ماسٹر ایل ڈی اے سکول (بوائز سیکشن) فرائض انجام دے رہے ہیں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میں نے پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو پڑھنے کی تکلیف اس لئے دی کہ ایک شخص کو انہوں نے 1993 میں بھرتی کیا اور صرف آٹھ ماہ وہ او ایس ڈی رہے اور آج تک وہ اس سکول کے ہیڈ ماسٹر ہیں۔ کیا یہ رولز کی خلاف ورزی نہیں ہے یا وہ شخص اتنا طاقتور ہے کہ ان کے ڈیپارٹمنٹ کے لئے اتنا ضروری ہے کہ وہ مسلسل ہیڈ ماسٹر ہے یا اسے بھرتی ہی ہیڈ ماسٹر کیا گیا ہے اس کا جواب دیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میں اپنے فاضل محترم دوست کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جو بھی ہیڈ ماسٹر ٹھیک کام کر رہا ہو، علاقے کے لوگوں کو اور ڈیپارٹمنٹ کو کوئی شکایت نہ ہو تو اس سے زیادہ عرصہ بھی ہیڈ ماسٹر موجود رہتے ہیں یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ یہ ان کے لئے ہی کوئی خاص پالیسی وضع کی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ محکمہ ایجوکیشن کا سوال ہے وہ جواب دے گا۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! وہ ایل ڈی اے کا سکول ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لیکن ٹرانسفر تو وہی کرے گا۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! سکول ایل ڈی اے کا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اگر لوگوں کو شکایت نہ ہو تو میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے رولز کے بارے میں پوچھ رہا ہوں کہ رولز کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! یہ رولز کی خلاف ورزی نہیں ہے اور میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ یہ رولز کی خلاف ورزی نہیں ہے اگر کوئی شکایت ہو۔۔۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! ہر محکمے میں تین سال کے بعد ٹرانسفر ہوتی ہے کیونکہ چیک اینڈ بیلنس رہے تاکہ نئے آنے والے کو پتا چلے کہ کیا صحیح ہو رہا ہے اور کیا غلط ہے؟ آپ نے سکول ایک ہی کے سپرد کر دیا ہے اور وہ جیسا چاہے چلا تا رہے آپ اس کو تبدیل کیوں نہیں کر سکتے وہ چودہ پندرہ سال سے وہیں جمے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی بتانے کی کوشش کی ہے کہ یہ رولز کی خلاف ورزی نہیں ہے جس کے خلاف کوئی شکایت نہ ہو اور وہ سکول صحیح چلا رہا ہو اور اس کی سالانہ کارکردگی اچھی ہو تو اس کو تبدیل کرنے کی ایسی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ ان ڈیپارٹمنٹ میں ہوتا ہے جہاں مختلف administration اور مختلف پبلک سے متعلق کام ہوتے ہیں جہاں شکایات ہوں وہاں پر ہوتا ہے۔ ایجوکیشن میں اگر کوئی ٹیچر رزلٹ بھی صحیح دے رہا ہو اور وہ کام بھی صحیح کر رہا ہو تو اس کو کس جرم کی سزا میں خواہ مخواہ تبدیل کر دیا جائے۔ ہاں اگر میرے فاضل دوست کو کوئی شکایت ہے تو وہ لائیں ہم اس کو ضرور consider کریں گے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! یہ عجیب سی بات ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ جس کے خلاف کوئی شکایت نہ ہو اس کو تبدیل نہیں کیا جاتا یہ میری سمجھ میں تو ان کی بات نہیں آئی وہ اتنے سالوں سے کیوں براجمان ہیں۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی بہت قابل ہو تو اس کو ایک جگہ پر ہی رہنے دیا جائے، میں، یہ عرض کر رہا ہوں کہ کیا یہ ضروری ہے کہ وہ 16 سال سے ایک جگہ پر ہی رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ جب وہ اوایس ڈی رہے تو وہ ہیڈ ماسٹر تو نہیں رہے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! ان کو دس سال ہو گئے ہیں دیکھیں تو سہی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! ہماری اس میں عرض اتنی ہیں کہ ایل ڈی اے کا ایک ہی سکول بوائز ہائی سیکشن اور گرلز کا ہے ہمارے پاس ایل ڈی اے کے اور کوئی سکول ہے ہی نہیں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! اس وقت کیا کوئی ہیڈ ماسٹر نہیں تھے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ 1993 سے 1995 تک او ایس ڈی رہے ہیں پھر 1996 سے تا حال ہیڈ ماسٹر چلے آ رہے ہیں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! پھر ان کو او ایس ڈی کیوں لگایا گیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ ہیڈ ماسٹر تو نہیں تھے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! ذرا جواب پڑھیں ان سے جواب اسی لئے تو پڑھایا گیا تھا۔ اگر ان کے خلاف کوئی شکایت نہیں تھی او ایس ڈی کیوں لگایا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جوان سے پہلے ہیڈ ماسٹر موجود تھے ان کے متعلق کوئی شکایت نہیں تھی وہ چلتے رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کا کہنا یہ ہے کہ ان کو مدت ملازمت میں تین سال سے زیادہ ہو گئے ہیں ان کو ٹرانسفر ہونا چاہئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! کوئی دوسرا اسکول موجود ہی نہیں ہے ایل ڈی اے کا صرف ایک ہی سکول ہے۔

محترمہ نشاط افزاء: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر! جب سے آپ تشریف رکھے ہوئے ہیں میں سوال بھی سن رہی ہوں اور پارلیمانی سیکرٹری کے جواب بھی سن رہی ہوں۔ یہاں یہ ہو رہا ہے کہ سوال گندم جواب چنا۔ میری آپ سے اتنی گزارش ہے کہ براہ مہربانی! ایک تشنہ جو آپ ایک سوال کو چھوڑ دیتے ہیں جیسے وہ مردوں کا سوال حل نہیں ہوا اور ہم آگے چل پڑے ہیں ابھی تک وہ فیصلہ ہی نہیں ہوا کہ وہ مردے سر پر رکھ کر بازاروں اور گلیوں میں پھریں اور آپ نے کہہ دیا کہ یہ نپٹ گیا اب آگے چلیں۔ جناب والا! میری آپ سے گزارش ہے کہ ---

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! انہوں نے یہ نہیں کہا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ یہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا مسئلہ ہے ---

محترمہ نشاط افزاء: جناب والا! میری آگے بھی تھوڑی سی گزارش سن لیں ابھی انہوں نے فرمایا کہ وہ شخص دس سال سے اس لئے ہے کہ وہ کام اچھا کر رہا تھا تو میری پارلیمانی سیکرٹری سے گزارش ہے کہ اگر وہ کام اچھا کر رہا تھا تو پھر اس کو او ایس ڈی کیوں بنایا گیا اس لئے بنایا کہ وہ تسلی بخش کام نہیں کر رہے ہوں گے۔ براہ مہربانی! ان کو کہیں کہ عوام کو بے وقوف بنانے کی کوشش نہ کیا کریں یہاں تو آپ لوگوں نے ادھر ادھر کر کے ڈگریاں لی ہوئی ہیں مگر ہم یہاں اس طرف پڑھے لکھے لوگ بیٹھے ہوئے

ہیں اور ہماری سمجھ میں آپ کی کارکردگی آ رہی ہے کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ ہمیں اس طرح چلانے کی کوشش نہ کریں ہمیں صحیح جواب چاہئے ہر اس سوال کا جو ہم پوچھ رہے ہیں۔

چودھری زاہد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی!

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! سارا ٹائم پوائنٹ آف آرڈر اور ضمنی سوال میں ہی ضائع ہو جاتا ہے ہم نے بھی اپنے شہر کی کوئی بات کرنی ہوتی ہے تو پلیز آپ اس کو چلانے کی کوشش کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: صحیح بات ہے اس لئے تو میں کہہ رہا ہوں کہ پوائنٹ آف آرڈر زیادہ نہ کریں۔ اگلا سوال لالہ شکیل الرحمٰن کا ہے۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2922 ہے جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

G.D.A کی رہائشی سکیموں اور الاٹمنٹس کی تفصیلات

*2922: **لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ):** کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے کتنی رہائشی سکیمیں بنائی ہیں، ان سکیموں میں کتنے پلاٹوں کی الاٹمنٹ مکمل ہو چکی ہے، جن کی الاٹمنٹ رہتی ہے وہ کہاں کہاں ہیں، ان کی مکمل تفصیل سے آگاہ فرمایا جائے؟

(ب) کیا حکومت گوجرانوالہ میں مزید کوئی رہائشی سکیم شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے پیشرو امپروومنٹ ٹرسٹ نے گوجرانوالہ میں 1960 میں ماڈل ٹاؤن ہاؤسنگ سکیم بنائی تھی جس کے تمام رہائشی/کمرشل پلاٹس پالیسی کے مطابق الاٹ ہو چکے ہیں اور کوئی پلاٹ خالی نہ ہے۔

(ب) گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے پرائیویٹ سیکٹر کے تعاون سے ایک عدد ہاؤسنگ سکیم برقبہ 241-ایکڑ واقع سیالکوٹ بائی پاس تجویز کی ہے اور اس سلسلہ میں مجوزہ سکیم اور جملہ شرائط کی منظوری کے لئے سمری افسران بالا کو ارسال کی جا چکی ہے۔ منظوری ہونے کے فوراً بعد سکیم ہذا پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پرائیویٹ سیکٹر کے تعاون سے ایک ہاؤسنگ سکیم بنائی جا رہی ہے اس پرائیویٹ سیکٹر کا نام کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: یہ گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے پیشرو امپرومنٹ ٹرسٹ نے گوجرانوالہ میں 1960 میں ماڈل ٹاؤن ہاؤسنگ سکیم بنائی تھی جس کے تمام رہائشی / کمرشل پلاٹس پالیسی کے مطابق الاٹ ہو چکے ہیں اور کوئی پلاٹ خالی نہ ہے۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا سوال جز (ب) کے متعلق ہے اور یہ جز (الف) پڑھ رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے پرائیویٹ سیکٹر کے تعاون سے ایک عدد ہاؤسنگ سکیم برقبہ 241-ایکڑ واقع سیالکوٹ بائی پاس تجویز کی ہے اور اس سلسلہ میں مجوزہ سکیم اور جملہ شرائط کی منظوری کے لئے سمری افسران بالا کو ارسال کی جا چکی ہے۔ منظوری ہونے کے فوراً بعد سکیم ہذا پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو سمجھ نہیں آ رہی ہے وہ یہ بتا دیں کہ پرائیویٹ سیکٹر کون سا ہے، اس کا نام کیا ہے، کس فرم کے تعاون سے یہ سکیم بنائی جا رہی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ ترقیاتی ادارہ گوجرانوالہ نے ایک مجوزہ ہاؤسنگ سکیم جو کہ پرائیویٹ وانوسٹر کے تعاون سے بنائی گئی تھی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ پرائیویٹ سیکٹر کون سا تھا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جی، جاوید۔۔۔

MR. DEPUTY SPEAKER: What Javed?

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب والا! جاوید اینڈ حامد کے نام سے ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا، construction کمپنی ہے یا کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب والا! ان کے تعاون سے تھی میں اس میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں جو ہے وہ پیش کرتا ہوں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ صرف یہ بتا دیں کہ یہ فرم ہے یا ایسوسی ایشن؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: ایک منٹ صبر کریں اس میں جو detail بتاتا ہوں جب یہ مجوزہ سکیم پرائیویٹ انویسٹر کے تعاون سے شروع ہوئی تو اس کی سمری وزیر اعلیٰ پنجاب کو ارسال کی گئی۔ اس سمری پر وزیر اعلیٰ پنجاب نے اے سی ایس کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی جس نے اس سلسلے میں سفارشات وزیر اعلیٰ کو پیش کرنی تھیں۔ اس کمیٹی میں سیکرٹری ہاؤسنگ، سیکرٹری فنانس، سیکرٹری قانون اور سیکرٹری ریگولیشن شامل تھے۔ اس ہائی لیول کی کمیٹی نے چند میٹنگوں کے بعد فیصلہ کیا کہ پرائیویٹ انویسٹر نے پہلے جتنی زمین G.D.A کو دینی ہے اس کے نام کرے پھر اس کے بعد معاہدہ کیا جائے گا۔ جب یہ شرط انویسٹر کو بتائی گئی تو وہ یہ شرط ماننے کو تیار نہ تھا لہذا یہ منصوبہ drop ہو گیا۔ اس کے بعد گورنمنٹ پنجاب نے ایک پالیسی جاری کی کہ تمام ترقیاتی ادارے ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کی پالیسی کے مطابق زمین کا پچیس فیصد مالکان اراضی کو develop plot کی شکل میں دے کر ہاؤسنگ سکیم بنا سکتے ہیں۔ یہ پالیسی موصول ہونے کے بعد ادارہ ہذا نے اخبار میں اشتہار کے ذریعہ مالکان اراضی کو G.D.A کے ساتھ مروجہ پالیسی کے مطابق اشتراک سے ہاؤسنگ بنانے کی تجویز دی۔ کسی مالکان اراضی نے ادارہ ہذا سے رابطہ قائم نہ کیا۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب تو دیا ہی نہیں گیا۔ انھوں نے ایک آدمی جاوید حامد کا نام لیا ہے تو اس نام کی کوئی فرم نہیں ہے۔ اگر کوئی فرم ہے تو یہ اس کی paid capacity بتا دیں کہ اس کی paid capacity کیا ہے، اس کا capital paid of کتنا ہے، اس معاہدے میں انھوں نے اس کا pay of capital تو دیکھا ہوگا، وہ بتا دیں کہ کتنا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: ہمارا ان سے کوئی معاہدہ ہوا ہی نہیں۔ اگر آپ نے اس پر کوئی fresh question کرنا ہے تو وہ پھر دوبارہ لے آئیں۔ ان کے ساتھ ہمارا کوئی معاہدہ نہیں ہوا، جی۔ڈی۔اے کا کوئی معاہدہ نہیں ہوا۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): اگر کوئی کنٹریکٹ نہیں ہوا تو پھر بغیر کنٹریکٹ کے یہ سمری کس طرح گورنمنٹ آف پنجاب کو بھیجی گئی ہے؟

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری موصوف نے یہ جاوید حامد کمپنی کا نام لیا ہے تو پھر انھوں نے اس کمپنی کا کس زمرے میں نام لیا ہے صرف یہ بتادیں؟ آپ ابھی ریکارڈنگ چلوالیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! جاوید اینڈ حامد ایک فرم تھی۔ یہ پرائیویٹ انویسٹر تھے اور ہمارے پاس facts and figures یہ ہیں کہ انھوں نے خود زمین خریدی یا ان کے تعاون سے یہ بنی تھی۔ یہ ایک تجویز تھی جو ختم ہو گئی ہے اور آگے نہیں چل سکی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی رائے میں یہ سکیم نہیں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو پھر آپ کہیں کہ یہ سکیم نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میں یہی بتا رہا ہوں کہ یہ سکیم نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بار بار یہ بتا رہے ہیں کہ فلاں کمپنی ہے، آپ کہیں کہ یہ سکیم ہی نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: سکیم نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو اس طرح واضح کہیں کہ یہ سکیم نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)
بھئی! وہ کہتے ہیں کہ سکیم نہیں ہے۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ on the floor of the House اس سوال کے متعلق غلط بیانی کی گئی ہے۔ میں اس کے خلاف تحریک استحقاق دوں گا۔ انھوں نے کہا ہے کہ 241 ایکڑ زمین وہاں پر خریدی گئی ہے۔ سیالکوٹ بائی پاس پر 241 چھوڑ کر 41 ایکڑ بھی خالی

نہیں ہے۔ وہاں پر 20 ایکڑ سے زیادہ کوئی ایسا رقبہ نہیں ہے جو خالی ہو اور یہ بالکل غلط بیانی کی گئی ہے۔ میں اس کے خلاف تحریک استحقاق دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کیا کہتے ہیں کہ یہ سکیم وہاں موجود ہے؟

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): ہے ہی نہیں۔ یہ کہتے ہیں ناں کہ 241 ایکڑ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ وہاں پر 41 ایکڑ بھی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ میں آپ سے یہ سوال کر رہا ہوں کہ آپ جو وضاحت مانگنا چاہتے ہیں، آپ کہہ رہے ہیں کہ یہ سکیم کون سی پرائیویٹ کمپنی کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ کمپنی وہاں نہیں ہے اور یہ سکیم نہیں ہے۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): میں بھی یہ کہتا ہوں کہ وہاں پر سکیم نہیں ہے تو پھر یہ جواب غلط کیوں دیا گیا ہے کہ وہاں پر اتنی زمین لی گئی ہے اور اس کے ساتھ اس کی سمری بھیج دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ انھوں نے کہا ہے کہ سمری بھیجی گئی تھی اور وہ سمری approve نہیں ہوئی۔ اس سکیم کی تجویز تھی لیکن approve نہیں ہوئی۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): یہ کہیں بھی نہیں ہے کہ جہاں پر یہ کہا گیا ہو کہ وہ سمری approve نہیں ہوئی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ انھوں نے کہا تھا کہ اس سکیم کی تجویز تھی لیکن جس وقت وہ آئی، اس high level committee نے اس کو دیکھا، اس پر شرائط طے کیں اور اس پر ان کا ایگریمنٹ نہیں ہوا اس لئے وہ drop کر دی گئی۔ آپ کی یہی بات ہے ناں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! بالکل۔ میں نے یہی عرض کیا تھا کہ یہ تجویز تھی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ سکیم نہیں ہے، drop ہو گئی ہے۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! on the floor of the House یہ غلط بیانی کی گئی ہے۔ یہ جو تحریری جواب دیا گیا ہے اس کو بعد میں deny کر دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ جواب میں یہی لکھ دیتے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں یہ لکھا ہے کہ "منظوری ہونے کے فوراً بعد سکیم ہذا پر کام شروع کر دیا جائے گا"۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ سکیم نہیں ہے، منظور نہیں ہوئی ہے، یہ لکھا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منظور ہونے کے بعد۔

جناب سمیع اللہ خان: منظور ہونے کے بعد کام شروع کر دیا جائے گا۔ یہ پڑھیں۔ (شور وغل)

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! آپ سے میری انتہائی مؤدبانہ گزارش ہے کہ being Custodian of the House آپ مہربانی کر کے ان کی وکالت نہ کیا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں وکالت نہیں کر رہا۔ میں تو وہ بات آپ کو سمجھا رہا ہوں کہ وہ یہ کہہ رہے ہیں۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ پھر یہ جواب کیوں دیا گیا ہے، یہ on the floor of the House غلط بیانی کیوں کی گئی ہے؟

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! اصل میں یہ fault ڈیپارٹمنٹ کا ہے، ڈیپارٹمنٹ والے غلط جواب دیتے ہیں۔ غلط تحریر ہوتا ہے اور پوزیشن ہمارے منتخب نمائندے کی خراب کی جاتی ہے، بے چارہ معصوم سا پارلیمانی سیکرٹری ہے اور چودھری ظہیر صاحب سینئر آدمی ہیں، یہ چارج لیں ناں اور ڈیپارٹمنٹ کو کھینچیں جو غلط جواب ان کو بھیجتے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں نہایت ادب سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرے فاضل دوست ایک وقت میں چار چار، پانچ پانچ کھڑے ہو کر ضمنی سوالات ارشاد فرمانا شروع کر دیتے ہیں۔ اگر بیک وقت چھ ضمنی سوالات ہو رہے ہوں تو پارلیمانی سیکرٹری کس طرح ایک وقت میں چھ ضمنی سوالات کا جواب دے سکتا ہے؟ مہربانی کر کے ایک وقت میں ایک ضمنی سوال کریں۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وزیر صاحب نے کہا ہے کہ ایک سوال پر چھ چھ ضمنی سوال ہوتے ہیں۔ ضمنی سوال تو ایک تھا۔ پہلے انھوں نے جواب دیا کہ جاوید اینڈ حامد نامی کمپنی ہے اس کے ساتھ کنٹریکٹ ہوا اور بعد میں یہ کہہ دیا کہ ایسی تو کوئی سکیم ہی نہیں ہے تو اس میں چھ ضمنی سوالات کہاں سے آ گئے؟ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو تو پتا ہی نہیں ہے۔ بعد میں انھوں

نے کہا کہ ایسی کوئی سکیم نہیں ہے اگر ایسی کوئی سکیم نہیں تھی تو پھر یہ جواب کیوں دیا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میں نے کہا تھا کہ ایک پرائیویٹ انویسٹر کے تعاون سے ایک تجویز تھی۔ یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ ہم اس میں یہی کہہ رہے تھے کہ جاوید اینڈ حامد ایک کمپنی تھی، پرائیویٹ انویسٹر تھے، ان کی ایک تجویز تھی۔ جب کمیٹی بنی اور اس کمیٹی نے انہیں شرائط بتائیں تو وہ اسے خود ہی withdraw کر گئے تو پھر وہ سکیم چلی ہی نہیں، بنی ہی نہیں۔ میں نے صرف یہ عرض کیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ پھر آپ کے جواب میں یہی چیز آنی چاہئے تھی جو ابھی آپ کہہ رہے ہیں، جواب میں کچھ اور ہے کہ اس میں جلد کام شروع کر دیا جائے گا۔ اب یہ جواب تو نہیں آ سکتا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! یہ 2003 کا جواب ہے۔ یہ کافی پرانا تھا تو اس وقت یہ بات چل رہی تھی۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! آپ ہمیشہ chair پر بیٹھ کر جب کوئی بات کرتے ہیں، یقینی بات ہے کہ آپ بہت بڑے مسئلے کو اپنے انداز میں حل کر لیتے ہیں۔ اب آپ نے جو آخر میں محسوس کیا ہے، جس کی طرف آپ نے پارلیمانی سیکرٹری کو اشارہ کیا ہے کہ وہ جو وضاحت کر رہے ہیں وہ کچھ اور ہے اور جواب کچھ اور ہے۔ آپ نے آخر میں اس سارے سوال کی درست نشاندہی کی ہے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ جس طرح آپ شفقت کے ساتھ اپوزیشن کو ڈانٹ لیتے ہیں اسی شفقت کے ساتھ اس محکمہ کو بھی ہدایت کریں ایک گھنٹے کے وقفہ سوالات میں محکمہ کے سیکرٹری پارلیمانی سیکرٹری یا پورے ڈیپارٹمنٹ کی جو کارکردگی ہے اس پر میں آپ کے comments چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہی کہہ رہا ہوں کہ آئندہ جو جواب آئیں اس میں وضاحت کی جائے کہ وہ particular subject کیا ہے، آیا اس پر عمل ہو رہا ہے یا نہیں ہو رہا؟ اس میں ذو معنی بات نہیں ہونی چاہئے۔ میں یہ واضح ہدایت کرنا چاہتا ہوں۔ To the department is well, to the Ministery is well, to the House is well. (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ سوال کے مطابق بالکل درست جواب دیا گیا ہے۔ مجھے اپنے فاضل دوستوں کی سمجھ پر حیرانی ہو رہی ہے کہ وہ بالکل

سادہ سے جواب کو کیوں نہیں سمجھ پا رہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے بالکل سادہ الفاظ میں جواب دیا ہے کہ گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی طرف سے 241 ایکڑ پر ایک سکیم تیار کی گئی، ایک تجویز بنائی گئی۔ یہ تجویز پرائیویٹ سیکٹر کے تعاون سے بنائی گئی تھی۔ یہ سکیم محکمہ ہاؤسنگ کو بھجوائی گئی جسے محکمہ نے منظور نہیں کیا لہذا یہ سکیم drop کر دی گئی۔ اس میں انھوں نے کسی قسم کی کوئی concealment نہیں کی، نہ ہی پرائیویٹ سیکٹر کے ساتھ کوئی خفیہ معاہدہ ہوا تھا جسے conceal کیا جا رہا ہے اور نہ ہی اس سکیم کو کسی dubious انداز میں carry out کیا جا رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گردیزی صاحب! یہاں جواب میں لفظ "drop" استعمال نہیں کیا گیا، یہاں drop نہیں لکھا گیا۔ یہ بات تو انھوں نے on the floor of the House کہی ہے کہ drop کیا گیا ہے اور اس کی وضاحت اب کی گئی ہے۔ اب وضاحت کرتے ہوئے انھوں نے کہا ہے کہ سکیم زیر غور تھی اور اب drop کر دی گئی ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! آپ نے ایک رولنگ دی تھی اگر اس رولنگ پر آج اس محکمہ والوں اور میرے فاضل پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے عمل کیا ہوتا تو انھیں اس سبکی کا سامنا نہ کرنا پڑتا جو کہ آج بد قسمتی سے ہوا ہے۔ آپ نے اپنی رولنگ میں دو ٹوک الفاظ میں یہ کہا تھا کہ بعض دفعہ سوالات بہت پرانے ہوتے ہیں۔ جب ان کے جواب دیئے جائیں تو وہ update اور latest صورتحال کے مطابق ہونے چاہئیں۔ اب یہ سوال 2003 کا ہے اور جواب بھی 2003 کا دیا جا رہا ہے۔ اگر فاضل پارلیمانی سیکرٹری اپنے محکمہ کے ساتھ discuss کر کے اس کا latest اور موجودہ صورتحال کے مطابق جواب تیار کر کے دیتے تو انھیں یہ سبکی نہ اٹھانی پڑتی۔ میں جناب سے پھر درخواست کروں گا کہ آپ اپنی رولنگ کے بارے میں انھیں مزید ہدایت فرمائیں کہ سوالات کے update جوابات یہاں پر دیئے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: صحیح بات ہے۔ اب اس معاملے کو close کرتے ہیں۔ وقفہ سوالات ختم کیا جاتا ہے۔ جہانزیب امتیاز گل صاحب کے سوال نمبر 4507 کو pending کیا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جہانزیب امتیاز گل صاحب کے سوال نمبر 4507 کو pending کیا جاتا ہے بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

سالک آباد کالونی بند روڈ لاہور کے سیورج کا مسئلہ

*1325: راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے سالک آباد کالونی بند روڈ لاہور کا سیورج سسٹم اکثر خراب رہتا ہے اور باوجود تحریری شکایات کے کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی جارہی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کالونی کی گلی نمبر 20 کے سیورج کی حالت انتہائی خراب ہے اور اس کے مکین مشکلات میں مبتلا ہونے کے ساتھ ساتھ کئی اقسام کی امراض کا شکار ہو رہے ہیں۔

(ج) کیا حکومت مذکورہ بالا کالونی کے سیورج سسٹم کی اصلاح اور مکینوں کی شکایات دور کرنے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک؟ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی:

(الف) سالک آباد کالونی سوڈیوال کا سیورج سسٹم اکثر ٹھیک رہتا ہے اور جب بھی کوئی شکایت ملے تو فوراً کارروائی کی جاتی ہے۔

(ب) گلی نمبر 20 کا سیورج بالکل ٹھیک حالت میں ہے۔ اس کے مکین سیورج کی وجہ سے کسی مشکل کا شکار نہیں ہیں؟

(ج) سیورج سسٹم پہلے ہی ٹھیک ہے جب بھی کوئی شکایت موصول ہو فوراً کارروائی کی جاتی ہے۔

کھنہ روڈ راولپنڈی پر ٹریفک کھولنے کا مسئلہ

*1853: جناب فیاض الحسن چوہان: کیا وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) راولپنڈی کی بند کھنہ روڈ کے حوالے سے حکومت کی کیا پلاننگ ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ کھنہ روڈ کی بندش کی وجہ سے راولپنڈی کے مسلم ٹاؤن، صادق آباد، خرم کالونی، بہاری کالونی اور سکریال کے لوگوں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے کیونکہ اس سڑک کی بندش کی وجہ سے دو لاکھ سے زائد آبادی کی ٹرانسپورٹ کا رش چراہ چوک پر ہوتا ہے جس کی وجہ سے چوک پر گھنٹوں ٹریفک بلاک رہتی ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس بند کھنہ روڈ کے حوالے سے حکومتی حلقوں کی طرف سے یہ اعلان بھی ہوتا رہا ہے کہ اسے عوام کے لئے کھولا جا رہا ہے۔ حکومت کب تک مذکورہ بند سڑک کو کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) راولپنڈی ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے راولپنڈی شہر کی تمام اہم سڑکوں کی پلاننگ بمطابق ٹریفک و ٹرانسپورٹیشن مینجمنٹ تیار کر رکھی ہے۔ جس میں کھنہ روڈ کو بنیادی و ترجیحی اہمیت حاصل ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ کھنہ روڈ کی بندش کے بعد علاقہ مسلم ٹاؤن، صادق آباد، خرم کالونی اور بہاری کالونی کے رہائشیوں کو آمد و رفت کی مشکلات در پیش رہتی ہیں۔ مذکورہ علاقہ کی ٹریفک کھنہ روڈ بند ہونے کی وجہ سے گری روڈ استعمال کرتی ہے جس کی وجہ سے گری روڈ پر ٹریفک کا دباؤ بڑھ گیا ہے جو کہ اس کی استطاعت سے زیادہ ہے اس لئے مذکورہ علاقہ کی ٹریفک کو اکثر چراہ چوک میں مشکلات کا سامنا رہتا ہے۔

(ج) حکومتی حلقوں کی طرف سے اعلانات کا علم نہ ہے البتہ مذکورہ سڑک کو پلاننگ کے مطابق کھلا کرنے اور از سر نو تعمیر کرنے کے لئے اندازاً 40 کروڑ روپیہ درکار ہے۔

جلال پارک و محمد علی پارک شاہدرہ لاہور کے ترقیاتی کاموں کا مسئلہ

*3028: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جلال پارک محمود روڈ شرقی بالمقابل رستم سہراب فیکٹری شاہدرہ لاہور کے رہائشیوں کی درخواست پر محکمہ واسا لاہور نے 1998 میں جناب محتسب اعلیٰ پنجاب کی عدالت میں یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ جلال پارک و محمد علی پارک کی گلیوں میں پینے کا پانی مہیا کیا جائے گا؟

(ب) 1998 کے بعد اب تک اس یقین دہانی پر کیا عمل کیا گیا۔ نیز 1998 کے بعد جلال پارک و محمد علی پارک شاہدرہ میں پینے کے پانی کی سپلائی کے لئے جو کام ہوا اس کی تفصیل بمع گلیاں و فنڈز مہیا کی جائے جن میں خصوصاً ۔ چٹھی نمبر DO/W/7746(OTM) مورخہ 29-07-2002، II- DMD(O& M)3135-38 مورخہ 04-05-2001 کا ریکارڈ مع گلیاں اور فنڈز کی تفصیل جہاں کام ہوا مہیا کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ واسا نے جناب محتسب اعلیٰ پنجاب کی عدالت میں یقین دہانی کرائی تھی کہ جلال پارک اور محمد علی پارک کی گلیوں میں پینے کا پانی مہیا کیا جائے گا۔

(ب) اس کے بعد محکمہ واسا نے جلال پارک اور محمد علی پارک شاہدرہ میں پینے کے پانی کی سپلائی کے لئے کوئی کام نہیں کرایا لیکن پانی کا پائپ اور ٹیوب ویل لگانے کے لئے تخمینہ بحوالہ نمبر D.M.D(E)/P&D/183-86 مورخہ 23-01-2001 بنا کر سیکرٹری ہاؤسنگ کو بھیج دیا تھا جو ابھی تک approve نہیں ہوا۔ چٹھی نمبر مورخہ 29-07-02 جو ذکر کیا گیا ہے واسا کے ریکارڈ میں نہیں ہے۔ چٹھی نمبر D.M.P(O&M)3135-38 مورخہ 04-05-2001 جو ذکر کیا گیا ہے، اس میں ڈپٹی مینجنگ ڈائریکٹر آپریشن واسا نے 43150 روپے کی منظوری برائے مین ہول مرمت دی تھی اس کے تحت باقاعدہ وہاں مین ہول مرمت کئے گئے تھے۔

ایل۔ڈی۔اے کا دیگر ہاؤسنگ سوسائٹیز کی اراضی پر قبضے اور حکومتی اقدامات کی تفصیل

*3066: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل۔ڈی۔اے نے اپنے رہائشی منصوبے ایونیو ون کے لئے 4۔ جولائی 2003 کو ایک جاری شدہ گزٹ نوٹیفکیشن نمبر 17(4)E-61 کے ذریعے ایسوسی ایشن کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز کی متعدد رکن کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز کے ڈویلپ شدہ پلاٹوں پر اعلیٰ عدالتوں کے حکم امتناعی کی ذرہ برابر پرواہ نہ کرتے ہوئے قبضہ کر لیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ہاؤسنگ سوسائٹیز میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ ہو چکی تھی اور اکثر اراکین اپنے پلاٹوں پر مکانات تعمیر کرنے کی تیاریاں کر رہے تھے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ہاؤسنگ سوسائٹیز کے متاثرہ اراکین اور ان کی نمائندہ ایسوسی ایشن نے حکام بالا سے ملاقاتوں اور خط و کتابت کے ذریعے اس ناجائز قبضہ کو ختم کروانے کی کوشش کی ہے اور رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز لاہور نے اپنے D.O لیٹر نمبر RCS/IND/L-262/438-40 مورخہ 21۔جون 2003 کے ذریعے چیئرمین، ایل۔ڈی۔اے سے اس ناجائز قبضہ کو ختم کرنے کے لئے کہا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ چیف منسٹر پنجاب کو ایک سمری بھیجی گئی ہے۔ جس کے ذریعے مذکورہ سوسائٹیز کی زمین پر ایل۔ڈی۔اے کا قبضہ ختم کرنے کی سفارش کی گئی ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سوسائٹیز کی زمین پر سے ایل۔ڈی۔اے کا ناجائز قبضہ ختم کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) ایل ڈی اے نے سرکاری ملازمین کے لئے رائیونڈ روڈ پر بنائی جانے والی ہاؤسنگ سکیم ایل ڈی اے ایونیو۔I کے لئے کسی بھی ایسی اراضی کا قبضہ حاصل نہیں کیا ہے جس کے بارے میں کسی بھی عدالت نے کوئی حکم امتناعی جاری کر رکھا ہے۔ متذکرہ سکیم کے نوٹیفکیشن سے قبل ایل ڈی اے کی طرف سے ایل ڈی اے ایونیو۔I کی حدود کے اندر جن پرائیویٹ یا کوآپریٹو ہاؤسنگ سکیموں کی منظوری دی جا چکی تھی ان کا رقبہ ایل ڈی اے ایونیو۔I میں شامل نہیں کیا گیا ہے۔ تاہم ایل ڈی اے ایونیو۔I کے نوٹیفکیشن کے بعد چند سکیموں کے مالکان نے ایل ڈی اے سے این او سی یا منظوری حاصل کئے بغیر غیر قانونی طور پر ترقیاتی کام شروع کر دیئے جس کا انہیں کوئی اختیار نہیں تھا۔ ایل ڈی اے کی طرف سے حصول اراضی کی کارروائی شروع ہونے کے بعد ان سکیموں کے مالکان / ذمہ دار افراد نے مختلف عدالتوں میں ایل ڈی اے کے خلاف مقدمہ بازی شروع کر دی اور امتناعی احکامات حاصل کر لئے۔ ایل ڈی اے ان مقدمات کے فیصلے کا انتظار کر رہا ہے اور سر دست کسی ایسی اراضی کا قبضہ حاصل نہیں کیا گیا جو حکم امتناعی کی زد میں آتی ہو۔

(ب) پرائیویٹ یا کوآپریٹو ہاؤسنگ سکیموں میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ اور خرید و فروخت ایل ڈی اے سے متعلقہ نہیں ہے۔ تاہم ان سکیموں کے ارکان کی طرف سے پلاٹوں پر مکانات تعمیر کرنے کی تیاریاں ایک ناممکن عمل ہے کیونکہ یہ تمام سکیمیں ایل ڈی اے کے کنٹرولڈ ایریا میں شامل ہیں جن میں مکانات کی تعمیر کے لئے ایل ڈی اے سے نقشے کی منظوری حاصل کرنا ایک پیشگی قانونی تقاضا ہے۔ ایل ڈی اے کسی غیر قانونی / غیر منظور شدہ سکیم میں مکانات کی تعمیر کے لئے نقشوں کی منظوری نہیں دیتا۔

(ج) یہ بات درست نہیں ہے کہ ایل ڈی اے نے ہاؤسنگ سوسائٹیز کی زمین پر ناجائز قبضہ کر لیا ہے رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز نے ان سوسائٹیوں کی زمین کو ایل ڈی اے ایونیو۔I سے خارج کرنے کے لئے جون 2003 میں چیئرمین ایل ڈی اے کو ایک خط ارسال کیا تھا جس کے جواب میں ایل ڈی اے نے ریکارڈ کے مطابق رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز کو آگاہ کر دیا ہے کہ ان میں سے کوئی بھی سکیم ایل ڈی اے کی منظور شدہ ہے اور نہ ہی ان کے مالکان نے سکیم شروع کرنے سے قبل ایل ڈی اے سے کوئی این او سی حاصل کیا ہے جس کی وجہ سے انہیں سکیم سے خارج کرنا ممکن نہیں۔

(د) ایل ڈی اے کو رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز لاہور کی طرف سے وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھیجی جانے والی ایک سمری موصول ہوئی تھی جس پر ایل ڈی اے نے حقائق اور ریکارڈ کے مطابق 25-07-2003 کو وزیر اعلیٰ پنجاب کو جواب سے آگاہ کر دیا ہے۔

(ہ) اس کا جواب مندرجہ بالا پیروں میں تفصیل سے دے دیا گیا ہے۔

نیو سیٹلائٹ ٹاؤن سکیم سرگودھا پر حکومتی اخراجات و آمدن کی تفصیلات

*3131 جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) نیو سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا کی Low Income ہاؤسنگ سکیم پر حکومت پنجاب کی رقبہ اکوائر کرنے اور ڈویلپمنٹ تک کل کتنی لاگت آئی تھی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ یہ سکیم No-Profit, No-Loss پر بنائی گئی تھی۔ اب تک حکومت پنجاب اس سکیم سے کتنا منافع حاصل کر چکی ہے اور کتنی مالیت کے پلاٹ اب خالی پڑے ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) نیو سیٹلائٹ ٹاؤن سکیم سرگودھا (Low income Housing Scheme-I Sargodha) پر حصول رقبہ، ترقیاتی کاموں و انتظام و نصرام پر 87.41 ملین روپے لاگت آئی۔

(ب) یہ سکیم رہائشی پلاٹوں کی حد تک No Prfit No Loss پر بنائی گئی تھی۔ 30-06-2003 تک حکومت پنجاب اس سے 177.967 ملین روپے وصول کر چکی ہے۔ تقریباً 14.450 ملین روپے مالیت کے پلاٹ ابھی خالی پڑے ہیں۔

سرکلر روڈ لوہاری گیٹ لاہور پر چوبیس گھنٹے کے لئے انڈر پاس کی سہولت کی فراہمی

*3195 جناب نوید عامر: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لوہاری دروازہ اور انار کلی لاہور کے درمیان سرکلر روڈ پر ایک زیر زمین راستہ عوام کی سہولت کے لئے ٹریفک کے رش سے بچنے کے لئے بنایا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ آج کل یہ راستہ صبح 10 بجے تک بند رہتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ انڈر پاس صبح کے وقت بند ہونے کی وجہ سے طلباء / طالبات اور ملازمت پیشہ افراد کو بروقت سکولوں اور دفتروں میں جانے میں دشواری پیش آ رہی ہے جبکہ یہ انڈر پاس بنیادی طور پر عوام کی سہولت کے لئے بنایا گیا تھا؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ انڈر پاس کو 24 گھنٹے کی سہولت کے لئے کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) جی ہاں۔

(ب) جی نہیں۔ موقع پر ایک چوکیدار تعینات شدہ ہے اور راستہ صبح 6 بجے عوام کے لئے کھول دیا جاتا ہے۔

(ج) جی نہیں۔ جیسا کہ جواب (ب) میں بتایا جا چکا ہے کہ یہ راستہ صبح 6 بجے کھول دیا جاتا ہے اور کسی راہ گیر کو کوئی تکلیف نہ ہے۔ یہ عوام الناس کو سہولت بہم پہنچا رہا ہے۔ آج تک کوئی تحریری شکایت دفتر ہذا میں موصول نہ ہوئی ہے۔

(د) جی نہیں کیونکہ انڈر پاس میں میڈیسن کی مارکیٹ بھی ہے اور ان افراد کا کروڑوں کا کاروبار ہے جس میں چوری کا اندیشہ ہے، اس کے علاوہ یہ شکایت بھی ملتی رہی ہے کہ آوارہ اور نشئی لوگ رات کو انڈر پاس کو نشے اور واردات کے لئے استعمال کرتے ہیں اس لئے رات کو انڈر پاس بند کر دیا جاتا ہے۔

لاہور کی کھاڑک اور ملحقہ آبادیوں میں فراہمی آب کے لئے ٹیوب ویل کی تنصیب

*3358 رانا ثناء اللہ خان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کھاڑک ملتان روڈ لاہور کے مکینوں کے لئے کچھ عرصہ قبل ٹیوب ویل نصب کیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کھاڑک میں کالونیوں کی تعمیر سے آبادی میں کئی گنا اضافہ ہوا ہے جس کی وجہ سے کھاڑک کے مکینوں کو رات کو چند گھنٹے پینے کے لئے پانی میسر ہوتا ہے اور بقیہ کالونیاں رات دن پینے کے پانی سے محروم رہتی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے مین گلی (جے پی فاؤنڈیشن سکول) مدینہ کالونی گرڈ سٹیشن روڈ کھاڑک لاہور کے قریب بہنے والے گندے نالہ کے پاس پڑی خالی جگہ پر کھاڑک کے مکینوں کے لئے ٹیوب ویل نصب کرنے کی منظوری دی تھی؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ جگہ پر ٹیوب ویل نصب کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست نہیں ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ کھاڑک کے ملحقہ آبادی میں کئی گنا اضافہ ہوا ہے مگر مکینوں کو مناسب مقدار اور pressure پر پانی ملتا رہتا ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ حکومت نے اس جگہ کوئی ٹیوب ویل لگانے کی منظوری دی تھی۔

(د) فی الحال اس علاقے میں کوئی چھوٹے پیمانے پر کام نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس کے لئے مفصل منصوبہ بندی کی ضرورت ہے اور واسا کے پاس اس وقت نہ تو کوئی ایسی سکیم ہے اور نہ ہی ضرورت کے مطابق فنڈز دستیاب ہیں۔

فیصل آباد میں کم آمدنی والے افراد کے لئے بننے والی رہائشی سکیموں کی تفصیل

*3915: بیگم نورالنساء ملک: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ نے فیصل آباد کے کم آمدنی والے افراد کے لئے کوئی رہائشی سکیمیں تعمیر کرنے کا پروگرام بنایا ہے؟

(ب) مذکورہ رہائشی سکیموں کے لئے کتنی زمین مختص کی گئی ہے اور کہاں کہاں واقع ہے؟

(ج) متذکرہ رہائشی سکیمیں کب تک مکمل ہوں گی۔ الاٹمنٹ کا کیا معیار ہے۔ تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ نے فیصل آباد میں ایک تین مرلہ ہاؤسنگ سکیم ترتیب دی ہے۔

(ب) تین مرلہ ہاؤسنگ سکیم ستیانہ روڈ فیصل آباد 69.66 ایکڑ اراضی پر مشتمل ہے۔

(ج) تین مرلہ ہاؤسنگ سکیم میں سول ورکس مکمل ہو چکے ہیں جبکہ بجلی کا کام 30-06-2005 تک مکمل ہو جائے گا۔ اس سکیم میں تین مرلہ کے 1645 میں سے 1455 پلاٹ بذریعہ قرعہ اندازی الاٹ کئے جا چکے ہیں۔

لاہور میں ارکان اسمبلی کے لئے فیملی لاجز کی تعمیر

*3916: بیگم نورالنساء ملک: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے سرکاری ملازمین کے لئے پنجاب کے بڑے بڑے شہروں میں رہائش گاہیں تعمیر کر رکھی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے ممبران صوبائی اسمبلی کے لئے کوئی ایسی رہائش گاہیں یا کالونی تعمیر نہیں کی جس میں وہ بھی اپنے بچوں کے ساتھ رہ سکیں؟

(ج) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ممبران صوبائی اسمبلی کے لئے بھی لاہور میں رہائش گاہیں تعمیر کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) محکمہ ہاؤسنگ اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ پنجاب کو ایم پی ایز کے لئے ایک علیحدہ رہائشی کالونی تعمیر کرنے پر کوئی اعتراض نہیں۔ بشرطیکہ محکمہ کو کالونی بنانے کے لئے سرکاری یا پرائیویٹ زمین کی نشاندہی۔ حصول اور تعمیراتی کام پر آنے والے اخراجات (فنڈز) مہیا کر دیئے جائیں تو کالونی ہذا تعمیر کی جا سکتی ہے۔

ایف۔ڈی۔اے فیصل آباد، 2002 تا حال بھرتی کی تفصیل

*4303 جناب محمد نواز ملک: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک ایف۔ڈی۔اے، فیصل آباد میں جتنے افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل اور پتاجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ فراہم کی جائے؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اگر یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کر کے کی گئی تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے؟

(ہ) کتنے افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور دیگر تفصیل مع رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) واسا اور یو ڈی ونگ میں مالی دشواریوں اور انتظامی وجوہات کی بنیاد پر عام بھرتی نہ کی گئی ہے۔ بہر حال پنجاب سول سرونٹس (بھرتی) شرائط ملازمت کے قوانین مجریہ 1974 کے رولز A-17 کے تحت جو ملازمین مورخہ 28-08-1993 یا اس کے بعد فوت ہوئے یا طبی بنیادوں پر ریٹائر کئے گئے، کے ایک بے روزگار لڑکے کو گریڈ نمبر 1 میں بھرتی کیا گیا ہے۔ ایسے افراد جن کی تعداد واسا میں 40 اور یو ڈی ونگ میں 2 ہے کی فہرست، تتمہ (اے) اور (بی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) زیر حوالہ رولز A-17 کے تحت مذکورہ بھرتی کے لئے عام بھرتی پالیسی کے لئے طریق کار پر عمل کیا جانا درکار نہ ہے۔ میرٹ کے سلسلہ میں امیدواران کے قانونی استحقاق کو مد نظر رکھا گیا ہے۔

(ج) متذکرہ افراد کو ملازمت میں تفویض اختیارات کے تحت تقرری کے مجاز آفیسر کی منظوری سے رکھا گیا ہے۔

(د) جیسا کہ درج بالا سطور میں واضح کیا گیا ہے رولز A-17 کے تحت ملازمت دیئے جانے کے عام بھرتی کے طریق کار اور اخبارات میں بذریعہ اشتہار درخواستیں وصول کرنا درکار نہ ہے۔

(ہ) کسی فرد کو ملازمت میں رکھتے وقت رولز میں نرمی نہ کی گئی ہے۔

گوجرانوالہ میں فراہمی آب کے ٹیوب ویلوں کی تعداد اور دیگر تفصیل

*4496 لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ واسا کا شہری حدود میں پانی کی سپلائی کے لئے ٹیوب ویل لگانے کا کیا criteria ہے؟

(ب) واسا کے ایک ٹیوب ویل سے عموماً کتنے گھروں کو پانی سپلائی کیا جاتا ہے؟

(ج) واسا گوجرانوالہ نے شہریوں کو پانی کی سپلائی کے لئے کتنے ٹیوب ویل کس کس جگہ لگائے ہوئے ہیں اور ان میں سے کتنے خراب اور کتنے چالو حالت میں ہیں؟

(د) گوجرانوالہ کی موجودہ آبادی کے لحاظ سے کتنے ٹیوب ویل ہونے چاہئیں اور کتنے ٹیوب ویل کم ہیں؟

(ہ) اس شہر کی demand کے مطابق مزید کتنے ٹیوب ویل واسا لگانے کا ارادہ کب تک رکھتا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) پانی کی ضرورت کے مطابق جو کہ 50 گیلن فی کس یومیہ کے حساب سے ٹیوب ویل لگائے جاتے ہیں۔

(ب) شہر میں مختلف گنجائش کے کئی ٹیوب ویل کام کر رہے ہیں تاہم 50 گیلن فی کس یومیہ کے حساب سے پانی سپلائی کیا جاتا ہے۔

(ج) شہر میں 45 ٹیوب ویل نصب ہیں جن میں سے مندرجہ ذیل بور ختم ہو جانے کی وجہ سے بند پڑے ہیں جن کے متعلق اعلیٰ حکام کو آگاہ کر دیا گیا ہے لیکن تاوقت کوئی فنڈز فراہم نہ کئے گئے ہیں۔

1۔	سیٹلائٹ ٹاؤن	1 عدد
2۔	مونجی گراؤنڈ	1 عدد
3۔	دھلے چوک	1 عدد
4۔	پیپلز کالونی	1 عدد
5۔	شیرانوالہ باغ	2 عدد
6۔	جنت بی بی	1 عدد

(د) شہر کی آبادی تقریباً 14 لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔ شہر میں 45 ٹیوب ویل نصب ہیں جو کہ شہر کی تقریباً 30 فیصد آبادی کو بمشکل پورا کر رہے ہیں جبکہ کل ضرورت 150 ٹیوب ویلز کی ہے اس لئے کہ آبادی کا 70 فیصد حصہ پینے کے صاف پانی سے محروم ہے۔

(ہ) شہر کی ضروریات کے مطابق تین سالہ ماسٹر پلان بنایا گیا ہے جونہی فنڈز میسر ہوئے اس پلان پر عملدرآمد کیا جائے گا۔

فیصل آباد، ٹیوب ویلز کی وجہ سے زیرزمین پانی کی سطح پر اثرات

*4507 جناب جہانزیب امتیاز گل: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ Chenab River Well Field Area میں water supply کے لئے ٹیوب ویل لگائے گئے ہیں؟

(ب) ان tubewells کا water table پر کیا effects پڑے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ Chenab River Well Field Area پر water pumping کی وجہ سے Lowering of Water Table ہوئی ہے؟

(د) اگر جز (ج) کا جواب درست ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) درست ہے۔

(ب) دیگر بہت سے عوامل کے ساتھ واسا کے 28 ٹیوب ویلز اور اس کے علاوہ علاقے میں موجود دوسرے سینکڑوں پرائیویٹ ٹیوب ویلز سے واٹر ٹیبل متاثر ہوا ہے۔

(ج،د) واٹر ٹیبل کم ہونے کی بہت سی وجوہات ہیں، ٹیوب ویلز کی تنصیب ان میں سے ایک وجہ ہے، خواہ یہ ٹیوب ویل واسا نے لگائے ہوں یا زمینداروں نے واٹر ٹیبل کم ہونے کی سب سے بڑی وجہ موسمی حالات ہیں گزشتہ چند سالوں سے بارشوں کی کمی اور خشک سالی کی وجہ سے پنجاب بھر میں واٹر ٹیبل کم ہوا ہے۔

فیصل آباد، ٹیوب ویلز کی تنصیب کے لئے محکمہ I&P سے NOC کا اجراء

*4508 جناب جہانزیب امتیاز گل: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ J.I.C.A اور WASA، Jang Branch Canal کے Right of way پر Tubewell install کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

(ب) کیا اس کے لئے Irrigation Deptt سے کوئی این او سی، required ہے۔ اگر ہے تو کب issue کیا گیا ہے۔ این۔ او۔ سی issue کرنے پر کن parameter کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) درست ہے۔

(ب) Irrigation Deptt سے این او سی، required, تھا۔ متعلقہ این او سی مورخہ 20-03-2003 نمبر 2951/W11/2003/108/98 کے تحت issue ہوا۔

detailed study کے بعد Iri Lhr نے رپورٹ دی کہ seepage تقریباً سات کیوسک فی میل ہے اور ٹیوب ویلز کے ذریعے پانچ کیوسک فی میل پانی لیا جائے گا۔

ماڈل ٹاؤن بہاولنگر میں قبرستان کے لئے اراضی مختص کرنے کا مطالبہ

*4576 محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولنگر شہر میں ایک نئی رہائشی کالونی ماڈل ٹاؤن کے نام سے تعمیر کی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ رہائشی کالونی بنانے سے قبل مسجد، سکول، پارک اور قبرستان کے لئے اراضی مختص کرنا لازمی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ کالونی میں قبرستان کے لئے کوئی اراضی مختص نہیں کی گئی۔ اس لئے مکینوں کو فوت ہونے والے افراد کی تدفین کے لئے دور کسی دوسری جگہ پر جانا پڑتا ہے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ کالونی میں قبرستان کے لئے اراضی مختص کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ مذکورہ کالونی قبرستان میں کوئی جگہ مخصوص نہ کی گئی ہے کیونکہ کالونی کے قریب ہی ایک قبرستان واقع ہے۔

(د) جواب جز (ج) میں دے دیا گیا ہے۔

کوٹ ادو میں صحافی کالونی کا قیام

*4599جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب کے مختلف شہروں میں صحافی کالونیاں بنائی جا رہی ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کوٹ ادو میں بھی صحافیوں کے لئے کالونی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) صوبہ پنجاب میں جرنلسٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن معرض وجود میں آچکی ہے۔ صحافیوں کے لئے کالونیاں بنانا اب مذکورہ فاؤنڈیشن کے دائرہ اختیار میں ہے۔

(ب) جواب جز (الف) میں دے دیا گیا ہے۔

کوٹ ادو، مظفر گڑھ میں وکلاء کے لئے رہائشی کالونی کا قیام

*4602جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب کے مختلف شہروں میں وکلاء کے لئے کالونیاں بنائی جا رہی ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ میں بھی وکلاء کے لئے کالونی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) وزیر اعلیٰ پنجاب نے تمام ڈی سی اوز کو ہدایات جاری کی ہیں کہ وہ وکلاء کے لئے رہائشی کالونیوں کے حوالہ سے ضلع ناظمین اور صدور ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن کی میٹنگ بلائیں اور ترجیحی بنیادوں پر اس مسئلہ کو حل کریں۔ چونکہ یہ معاملہ بنیادی طور پر ڈی سی اوز سے متعلقہ ہے لہذا ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ اضلاع سے تجاویز کے انتظار میں

ہے اور اپنے ضلعی افسران کو اس ضمن میں پیشرفت سے آگاہ رکھنے کے لئے ہدایات دے دی ہیں۔

(ب) کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ میں وکلاء کے لئے رہائشی کالونی کا جائزہ ضلع مظفر گڑھ سے تجویز کی روشنی میں لیا جائے گا۔

ماڈل ٹاؤن کالونی بہاولنگر کے تفریحی پارکوں میں سہولیات کی تفصیل

*4608 محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولنگر شہر کی ماڈل ٹاؤن کالونی میں بچوں کی سیر و تفریح کے لئے پارک تعمیر کئے گئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ کالونی کے پارکوں میں پارک سے متعلقہ سہولت نام کی کوئی چیز نہ ہے؟

(ج) متذکرہ کالونی کے قیام سے تاحال مذکورہ پارکوں پر کتنی رقم کہاں کہاں خرچ کی گئی ہے اور پارکوں میں کون کونسی سہولیات فراہم کی گئی ہیں۔ مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) اگر جز(الف)، (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ کالونی کے پارکوں کے لئے رقم مختص کرنے اور مطلوبہ سہولیات فراہم کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) سکیم ہذا میں پارکوں کے لئے جگہ مخصوص کی گئی ہے۔

(ب) محکمہ نے سکیم ہذا 1980 میں بلدیہ بہاولنگر کے حوالے کر دی۔ مخصوص جگہ پر پارک سے متعلقہ سہولیات مہیا کرنا TMA بہاولنگر کی ذمہ داری ہے۔

(ج) جواب جز(ب) میں دے دیا گیا ہے۔

(د) جواب جز(ب) میں دے دیا گیا ہے۔

گوجرانوالہ شہر میں فراہمی آب کے لئے نصب ٹیوب ویلز کی تفصیلات

*4651 چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گوجرانوالہ شہر میں واسا نے شہریوں کو پینے کے پانی کی سپلائی کے لئے کتنے ٹیوب ویل کس کس جگہ نصب کر رکھے ہیں ان ٹیوب ویلوں کے نمبر کیا ہیں؟

(ب) ان میں سے کتنے ٹیوب ویل خراب اور کتنے چالو ہیں؟

(ج) ان ٹیوب ویلوں سے کتنے گیلن پانی روزانہ شہریوں کو فراہم کیا جاتا ہے؟

(د) یہ ٹیوب ویلز اس شہر کی 25 لاکھ آبادی کے لئے کافی ہیں۔ اگر ناکافی ہیں تو ان کی تعداد میں اضافہ کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) گوجرانوالہ شہر میں کل 45 ٹیوب ویل نصب ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

LIST OF MACHINERY OF WATER WORKS
(TUBE-WELL) WASA (GDA) GUJRANWALA

Sr. No.	Name of Location	No. of Machinery sets Remars
1.	Sheikhupura Chowk.	1
2.	Nian Chowk	1
3.	Janat Bibi Park	1
4.	Monji Ground	1
5.	Girjak (Rehman Pura)	1
6.	D.C.Road	1
7.	Hamilton Road	1
8.	Dhulley Chowk	1
9.	Fareed Town	1
10.	Chaman Shah	1
11.	Camp No.4, Camp No.1	1
12.	Chaman Shah Tanki	1
13.	Satellite Town	2
14.	Shahpur Khiali Tanki	1
15.	Model Town A	3
16.	Small Estate	1
17.	Lady Park Model Town	2
18.	Nowshera Road	4
19.	Sheranwala Bagh	5
20.	Haidri Road	1
21.	Race Course Road	1
22.	Abadi Mir Muzzafar	1
23.	Changar Abadies	1
24.	Rehman Pura	1

25.	Kangani Wala	**1**
26.	Rtta Bajwa	**1**
27.	Liaqat Bagh	**3**
28.	Peoples Colony	**4**
29.	Jinnah Road	**1**
Total		**45**

(ب) ان 45 ٹیوب ویلز میں سے سات ٹیوب ویلز بور ختم ہو جانے کی وجہ سے بند پڑے ہیں۔ ان کی نئی بورنگ کے لئے تحصیل، ضلعی اور پنجاب حکومت کو فنڈز کے لئے تحریر کر دیا گیا ہے۔ جونہی فنڈز فراہم کئے جائیں گے اور سات ٹیوب ویلز کے نئے بور کروا کر انہیں پرانی مشینری کے ساتھ ہی چالو کر دیا جائے گا۔

(ج) واسا گوجرانوالہ کے شہریوں کو 29 ملین گیلن پانی روزانہ فراہم کرتا تھا مگر سات ٹیوب ویلز خراب ہونے کی وجہ سے اب صرف 26 ملین گیلن پانی فراہم کر رہا ہے۔

(د) گوجرانوالہ شہر کی آبادی تقریباً 14 لاکھ نفوس پر مشتمل ہے جن میں سے 30 فیصد شہریوں کو پینے کا صاف پانی مہیا ہے جو کہ 350 تا 400 فٹ کی گہرائی سے حاصل کیا جاتا ہے۔ باقی 70 فیصد آبادی اپنے انتظام کے تحت ہینڈ پمپ اور ڈونکی پمپ کے ذریعہ 60 تا 100 فٹ کی گہرائی سے پانی حاصل کرتی ہے جو کہ کسی طرح بھی ضامن صحت نہ ہے۔ شہر کے پانی کی کل ضروریات کے مدنظر کل 110 ٹیوب ویلز درکار ہیں جب کہ اس وقت شہر میں صرف 38 ٹیوب ویلز ہیں۔ شہریوں کی پانی کی ضروریات کے پیش نظر 72 ٹیوب ویلز مزید درکار ہیں۔ تین سالہ ماسٹر پلان تیار کر کے حکومت کو بھیج دیا ہے جونہی فنڈز مہیا کئے گئے کام شروع کر دیا جائے گا۔

شاہدرہ اور ماڈل ٹاؤن بہاولپور میں سیوریج
اور متاثرہ سڑک کی تعمیر کی تفصیل

*4867 ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) بہاولپور کی آبادیوں شاہدرہ اور ماڈل ٹاؤن میں سیوریج کی نئی مین لائن طے شدہ تاریخ تکمیل سے کتنے عرصہ بعد مکمل ہوئی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ لائن کے بچھانے کے دوران جو سڑک توڑی گئی اس کی مرمت کام کے تخمینہ میں شامل نہ تھی؟

(ج) مذکورہ سڑک کب تک مرمت کر دی جائے گی۔ اس تاخیر کا ذمہ دار کون ہے اور اس کے خلاف کیا کارروائی ہوئی ہے؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ:

(الف) بہاولپور شہر کی آبادیوں شاہدرہ اور ماڈل ٹاؤن سی میں سیوریج کی نئی لائنیں ضلعی ترقیاتی پروگرام کے تحت بچھائی گئی ہیں۔ ان پر کام مورخہ 29-05-2002 کو شروع ہوا۔ معاہدہ کے تحت کام چھ ماہ میں مورخہ 28-11-2002 کو مکمل ہونا تھا جبکہ اس کی تکمیل مورخہ 17-08-2003 کو ہوئی۔

(ب) مذکورہ سیوریج لائن کو منظور شدہ تخمینہ کے مطابق میٹل روڈ کے ساتھ ساتھ کچا شولڈر میں بچھانا تھا لیکن جب کام شروع کیا گیا تو کچا شولڈر میں سوئی گیس کی پائپ لائن بچھی ہوئی پائی گئی۔ لہذا سیور لائن بچھانے کے لئے مجبوراً پکی سڑک کو توڑنا پڑا۔ جہاں سیور لائن بچھائی گئی۔ اصل estimate میں سڑک کی مرمت کی رقم شامل نہ تھی۔

(ج) سڑک کی مرمت کے لئے علیحدہ estimate مالیتی -/2,68,600 روپے بذریعہ چٹھی نمبری 1258 مورخہ 13-05-2004 ضلعی حکومت کو منظوری کے لئے بھیجا ہوا ہے اور اس کی رقم بھی ضلعی حکومت نے مہیا کرنی ہے۔ جونہی ضلعی حکومت کی جانب سے اس کام کے لئے ٹی ایم اے بہاولپور کو فنڈ مہیا کر دیئے گئے سڑک کی مرمت کا کام شروع کر دیا جائے گا۔

علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں تجاوزات کی تفصیل

*4910 **شیخ اعجاز احمد:** کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) علامہ اقبال ٹاؤن میں ہماء بلاک، نرگس بلاک، رضا بلاک، کشمیر بلاک، زینب بلاک؟ میں کتنی ناجائز/غیر قانونی تجاوزات ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ علامہ اقبال ٹاؤن میں قانون کے تحت ڈبل سٹوریز تک عمارات بنائی جا سکتی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ علامہ اقبال ٹاؤن میں متعدد عمارات ٹرپل سٹوریز یا غیر قانونی طور پر تعمیر کی گئی ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا غیر قانونی عمل میں متعلقہ انسپکٹر ٹاؤن، اہلکاران و آفیسران پوری طرح ذمہ دار ہیں؟

(ہ) اگر مذکورہ انسپکٹر ٹاؤن اہلکاران میں ملوث نہیں ہیں تو ان تجاوزات کا ذمہ دار کون ہے۔ اس کا نام، عہدہ ایوان کو بتایا جائے؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان ناجائز تجاوزات کے بارے میں درخواستیں ایل۔ڈی۔اے کے دفتر میں جمع کروائی گئیں؟

(ز) کیا ایل۔ڈی۔اے کے انسپکٹر ٹاؤن و دیگر اہلکاران نے ان درخواستوں پر عملدرآمد کروایا، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ح) کیا حکومت اس سارے دھندے میں ملوث اہلکاران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) ان بلاکوں میں جو بھی ناجائز/غیر قانونی تجاوزات ہوں ان کو وقتاً فوقتاً آپریشن کر کے ختم کر دیا جاتا ہے اور ان ناجائز غیر قانونی تجاوزات کرنے والوں کے خلاف دفعہ 34/33 کے تحت ابھی تک 203 چالان ایل ڈی اے مجسٹریٹ کی عدالت میں ارسال کر دیئے گئے ہیں۔

(ب) ایل ڈی اے کی سکیم علامہ اقبال ٹاؤن میں ٹرپل سٹوریز تک عمارات بنائی جا سکتی ہیں۔

(ج) یہ درست ہے کہ علامہ اقبال ٹاؤن میں ٹرپل سٹوری رہائشی عمارت بنانے کی اجازت ہے علامہ اقبال ٹاؤن میں بلڈنگ قوانین مجریہ 1984 کی شق نمبر (2)54 کے مطابق کوئی بھی رہائشی عمارت 38 فٹ کی بلندی تک بنائی جا سکتی ہے۔

(د) اس غیر قانونی عمل میں ایل ڈی اے کا کوئی اہلکار ملوث نہ ہے تمام غیر قانونی تعمیرات کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

(ہ) ایل ڈی اے کے اہلکاران کسی غیر قانونی تعمیر میں ملوث نہ ہیں۔

(و) جب بھی کوئی ایسی درخواست ناجائز تعمیرات کی ایل ڈی اے میں آتی ہے تو اس تجاوزات کے خلاف ایل ڈی اے کے قواعد کے مطابق کارروائی کی جاتی ہے۔

(ز) جب بھی کوئی ایسی درخواست موصول ہوتی ہے تو اس پر کارروائی کی جاتی ہے۔

(ح) محکمہ کے اہلکاران اگر کسی ناجائز تعمیر / تجاوزات میں ملوث پائے جائیں تو ان کے خلاف محکمانہ کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں انسپکٹرز کی عرصہ تعیناتی اور محکمانہ انکم کی تفصیل

*4912 شیخ اعجاز احمد: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) علامہ اقبال ٹاؤن میں اس وقت کتنے انسپکٹرز ٹاؤن کام کر رہے ہیں اور کتنے عرصہ سے ایک ہی جگہ پر تعینات ہیں؟

(ب) علامہ اقبال ٹاؤن میں انسپکٹر ٹاؤن و بلڈنگ کو جو اتھارٹی تعینات کرتی ہے اس کا عہدہ و نام ایوان کو بتایا جائے؟

(ج) علامہ اقبال ٹاؤن میں تعینات انسپکٹرز ٹاؤن کی تعیناتی کے دوران کتنی کتنی انکم محکمہ کے فنڈ میں جمع کروائی گئی۔ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) علامہ اقبال ٹاؤن میں اس وقت دو بلڈنگ انسپکٹرز کام کر رہے ہیں جن کے نام اور تاریخ تعیناتی مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام	تاریخ تعیناتی
1۔	انجم سلیم	19-04-2004
2۔	عبدالجبار	29-04-2004

(ب) بلڈنگ انسپکٹر کی تعیناتی ڈائریکٹر ایڈمنسٹریشن ایل ڈی اے کرتا ہے اس وقت اس عہدہ پر چوہدری عبدالحمید صاحب فائز ہیں۔

(ج) 01-07-2003 سے 29-06-2004 تک علامہ اقبال ٹاؤن سے کمرشلائزیشن فیس کی مد میں کل رقم مبلغ -/54,61,492 روپے جمع ہوئی ہے اور Building Violation کی مد میں کل رقم -/18,75,325 روپے جمع ہوئی ہے۔

محکمہ ہاؤسنگ گوجرانوالہ میں 2002 تاحال بھرتی کی تفصیل

*4936: چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک محکمہ ہاؤسنگ، شہری ترقی پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ضلع گوجرانوالہ میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل اور پتاجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ فراہم کی جائے؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اگر یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کر کے کی گئی تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے؟

(ہ) جن افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور دیگر تفصیل مع رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک محکمہ ہاؤسنگ شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ضلع گوجرانوالہ میں باقاعدہ طور پر کوئی بھرتی نہ ہوئی ہے۔

(ب) سوال (الف) کے جواب کے بعد اس کی ضرورت نہ ہے۔

(ج) ۔ایضاً۔

(د) ۔ایضاً۔

(ہ) واسا (جی۔ڈی۔اے) گوجرانوالہ میں دو عدد خواتین (ایک مارتھا بی بی بیوہ عباس مسیح، دوسری شمیم بی بی بیوہ پطرس مسیح) بطور سینٹری ورکرز بھرتی کی گئیں، کیونکہ ان کے شوہر دوران ڈیوٹی مورخہ 2002-07-16 کو سیوریج سسٹم کو صاف کرتے ہوئے گیس کی وجہ سے وفات پا گئے تھے، گورننگ باڈی میٹنگ جو کہ مورخہ 2002-10-19 کو منعقد ہوئی تھی۔ گورننگ باڈی کے فیصلے کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کو بھرتی کیا گیا۔

سبزہ زار لاہور میں پارک کے لئے صاف پانی کی فراہمی

*5071 **محترمہ کنول نسیم**: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سبزہ زار (ای) اور (ایف) بلاک کے درمیان ڈونگی پارک مسجد والی کو ڈیزل انجن ہونے کے باوجود صاف پانی مہیا نہیں کیا گیا اور اب جبکہ حکومت نے ڈیزل انجن کی بجائے موٹر الیکٹرک والا انجن فراہم کر دیا ہے پھر بھی علاقہ کے پارک میں صاف پانی مہیا نہیں کیا جاتا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پارک کو گٹر کے گندے پانی سے سیراب کیا جاتا ہے۔ جس کے باعث علاقہ میں جلدی و موذی اور اچھوتی امراض پھوٹ پڑی ہیں اور علاقہ میں بدبو اور تعفن پھیل گیا ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پارک کو صاف پانی سے سیراب کرنے اور مذکورہ اہلکار کے خلاف جس نے کوتاہی کی، تادیبی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست نہ ہے کہ سبزہ زار (ای) اور (ایف) بلاک ے درمیان ڈونگی پارک مسجد والی کو ڈیزل انجن ہونے کے باوجود صاف پانی مہیا نہیں کیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ پی۔ایچ۔اے کے اس پارک میں ٹیوب ویل نصب ہے جس کے صاف پانی سے اس کو سیراب کیا جاتا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ پارک کی آبپاشی ٹیوب ویل کے صاف پانی سے ہوتی ہے۔ تاہم اس امر کی وضاحت یہاں ضروری ہوگی کہ پارک مذکورہ میں واسا کی سیوریج لائن گزرتی ہے اور 4 مین ہول بھی پارک میں واقع ہیں۔ چونکہ اس پارک کا نصف حصہ سڑک سے کافی گہرا ہے، سیوریج پانی کے تیز بہاؤ کی وجہ سے مین ہولوں کی دیواروں میں شگاف پڑ گئے ہیں جس کی وجہ سے سیوریج کا پانی پارک میں اکٹھا ہو جاتا ہے۔ واسا نے تین مین ہولوں کی مرمت کر دی ہے اور ایک باقی ہے۔ مقامی لوگوں، ویلفیئر سوسائٹی اور پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی نے واسا حکام سے مین ہولوں کی مرمت کے لئے درخواست کر دی ہے۔ نیز پی۔ایچ۔اے نے واسا کو پارک کی مین ہول اونچا کرنے کی درخواست بھی کر

دی ہے تاکہ گندے پانی کے اخراج کاامکان کم ہو سکے۔

(ج) درج بالا جز ہائے میں وضاحت کر دی گئی ہے کہ پارک کو سیوریج کے گندے پانی سے سیراب نہیں کیا گیااور گندے پانی کے حادثاتی اخراج کے باعث ایسا ہوا جو پی۔ایچ۔اے کے کسی اہلکار کی کوتاہی کی وجہ سے نہ ہے۔

محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئر نگ کی بندش سے ہونے والے نقصانات کی تفصیلات

*5196 **ملک محمد جاوید اقبال اعوان:** کیاوزیر پبلک ہیلتھ انجینئر نگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئر نگ پنجاب کو سال 2001 میں ختم کر دیا گیا۔اربوں روپے کی لاگت سے شروع ہونے والے منصوبے ٹھپ ہو گئے۔ جس سے نہ صرف اربوں روپے کا نقصان ہوابلکہ عوام واٹر سپلائی جیسی سہولت سے محروم ہو گئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ محکمہ بند ہو جانے کی وجہ سے نصب شدہ مشینری خراب ہو رہی ہے۔یہاں تک کہ لوگ اس مشینری کو اکھاڑ کر لے جا رہے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ واٹر سپلائی اور سیوریج جیسی سکیمیں اپنے پسندیدہ افراد کو دی جا رہی ہیں جس سے اجتماعی کام کی بجائے انفرادی طور پر کام ہونا شروع ہو گیا ہے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو حکومت پنجاب مذکورہ محکمہ کی بہتری کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے۔اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔ایوان کو اس سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئر نگ:

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئر نگ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کے تحت تحصیل کی سطح پر devolve کر دیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے زیر تکمیل واٹر سپلائی اور سیوریج منصوبہ جات تحصیل میونسپل انتظامیہ (T.M.As) کو منتقل ہو گئے۔ نئے انتظامی ڈھانچے میں سکیموں کی دیکھ بھال اور مرمت کی ذمہ داری متعلقہ تحصیل میونسپل انتظامیہ کو سونپ دی گئی ہیں، وہ ان تمام منصوبوں کو مکمل کریں اور ان کو چلانے کے لئے انتظامات بھی کریں گی۔ تاہم تحصیل میونسپل انتظامیہ کے پاس مطلوبہ فنی مہارت اور

وسائل نہ ہونے کی وجہ سے بہت سی واٹر سپلائی سکیموں کے بند ہونے کی شکایات موصول ہوتی رہی ہیں۔

(ب) چونکہ واٹر سپلائی اور سیوریج ڈرینج کی سکیمیں تحصیل میونسپل انتظامیہ کے دائرہ اختیار میں ہیں، اس لئے ان سکیموں کی نگرانی کی ذمہ داری بھی ان پر عائد ہوتی ہے اور وہ ہی بہتر جانتے ہیں کہ آیا اس قسم کے نقصانات ہوئے ہیں یا نہیں۔ تاہم حال ہی میں حکومت پنجاب نے بند واٹر سپلائی سکیموں کی بحالی کے لئے 209 ملین روپے مختص کئے ہیں جو کہ تحصیل میونسپل انتظامیہ صرف ان بند سکیموں کی بحالی کے لئے استعمال کرے گی جو اس وقت ان کے زیر انتظام ہیں اور User Committee کو ٹرانسفر نہ کی گئی ہیں۔

(ج) اس قسم کی کوئی شکایت صوبائی حکومت کے نوٹس میں نہ ہے۔

(د) جزہائے بالا کا جواب ہاں میں نہیں ہے۔ بہر طور حکومت پنجاب نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جب تک تحصیل میونسپل انتظامیہ مطلوبہ فنی مہارت حاصل کرنے کے قابل نہیں ہو جاتیں ان کی معاونت اور مدد کے لئے محکمہ تعمیرات و صحت عامہ کی فنی مہارت سے استفادہ حاصل کیا جائے اور جب تک تحصیل حکومتیں مطلوبہ فنی استعداد حاصل نہ کر لیں صوبائی سطح پر قائم کردہ صوبائی فنی مشاورتی شعبہ برائے تعمیرات و صحت عامہ کے متعلقہ اہلکار تحصیل حکومتوں کو فنی رہنمائی فراہم کریں گے اور اس کے علاوہ وزیر اعلیٰ کے ترقیاتی پروگرام میں شامل سکیموں کی تکمیل کروا کر انہیں متعلقہ تحصیل میونسپل انتظامیہ کے حوالے کریں گے۔

محکمہ ہاؤسنگ فیصل آباد کو 04-2002 میں فراہم کردہ فنڈ اور اخراجات کی تفصیل

*5274 **ملک اصغر علی قیصر:** کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ضلع فیصل آباد کو سال 03-2002 اور 04-2003 میں کتنی رقم فراہم کی گئی تھی؟

(ب) کتنی رقم خرچ ہوئی اور کتنی رقم surrender کی گئی؟

(ج) کتنی رقم سرکاری ملازمین/افسران کی تنخواہوں پر ان سالوں کے دوران خرچ ہوئی؟
(د) کتنی رقم سرکاری ملازمین/افسران کے ٹی۔اے/ڈی۔اے کے سلسلہ میں خرچ ہوئی؟
(ہ) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی خرید پر خرچ ہوئی؟
(و) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت/پٹرول وغیرہ پر خرچ ہوئی؟
(ز) کتنی رقم یوٹیلٹی بلز کی ادائیگی پر خرچ ہوئی؟
(ح) کتنی رقم ترقیاتی منصوبوں پر خرچ ہوئی؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) 03-2002 اور 31-مارچ 2004 تک ڈسٹرکٹ آفس (ایچ اینڈ ٹی پی) فیصل آباد ڈسٹرکٹ گورنمنٹ فیصل آباد کے تحت رہا۔ جب کہ یکم اپریل 2004 سے مذکورہ ڈسٹرکٹ آفس ختم کر کے پنجاب ہاؤسنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ایجنسی کے تحت کر دیا گیا۔ فراہم کردہ رقم کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ڈسٹرکٹ آفس (ایچ اینڈ ٹی پی) کو 03-2002 میں مبلغ -/17,33,000 روپے فراہم کئے گئے اور مبلغ -/13,02,200 روپے خرچ ہوئے جبکہ یکم جولائی 2003 سے 31-مارچ 2004 تک مبلغ -/18,69,862 روپے دیئے گئے اور مبلغ -/13,74,199 روپے خرچ ہوئے۔ یکم اپریل 2004 سے 30-جون 2004، P.H.A.T.A سب ریجن فیصل آباد کو مبلغ -/3,89,000 روپے فراہم کئے گئے اور مبلغ -/1,71,022 روپے خرچ ہوئے۔ اس طرح 03-2002 میں مبلغ -/4,30,799 روپے جبکہ 04-2003 میں مبلغ -/17,13,741 روپے surrender ہوئے۔

(ج) 03-2002 میں مبلغ -/10,06,226 روپے جبکہ 04-2003 میں مبلغ -/11,93,449 روپے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں پر خرچ ہوئے۔

(د) 03-2002 میں مبلغ -/1,14,878 روپے جبکہ 04-2003 میں مبلغ -/83,835 روپے ٹی اے/ڈی اے پر خرچ ہوئے۔

(ہ) کوئی نئی گاڑی نہ خریدی گئی۔

(و) 2003-04 میں کوئی گاڑی مرمت نہ کرائی گئی جبکہ 2003-04 میں مبلغ 47,601/- روپے گاڑی کی مرمت پر خرچ ہوئے۔ پٹرول کی مد میں 2002-03 میں مبلغ 11,890/- روپے جبکہ 2003-04 میں مبلغ 64,995/- روپے خرچ ہوئے۔

(ز) 2002-03 میں مبلغ 43,301/- روپے جبکہ 2003-04 میں 55,115/- روپے یوٹیلٹی بلز کی ادائیگی پر خرچ ہوئے۔

(ح) ترقیاتی منصوبوں پر 2002-03 میں مبلغ 253,805/- روپے جبکہ 2003-04 میں کوئی رقم خرچ نہ ہوئی۔

محکمہ ہاؤسنگ، فیصل آباد میں 2002 تا حال، بھرتی کی تفصیل

***5310 ملک اصغر علی قیصر:** کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک محکمہ ہاؤسنگ ضلع فیصل آباد میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل اور پتا جات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ فراہم کی جائے؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اگر یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کر کے کی گئی تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے؟

(ہ) جن افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور دیگر تفصیل مع رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یکم جنوری 2002 سے 30۔ جون 2004 تک محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ فیصل آباد میں کسی فرد کو بھرتی نہیں کیا گیا۔

(ب) ۔ایضاً

(ج) ۔ایضاً

(د) ۔ایضاً

(ہ) ۔ایضاً

لاہور، 04-2003، پارکس میں شجرکاری اور اخراجات کی تفصیل

*5457 حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال 04-2003 کے دوران لاہور کے پارکوں میں کتنے درخت لگائے گئے ہیں اور ان پارکوں کے نام کیا ہیں؟

(ب) ان پارکوں میں کون کون سی اقسام کے درخت لگائے گئے، تفصیل بیان فرمائیں؟

(ج) ان درختوں میں سے کتنے پروان چڑھے اور کتنے فیصد ضائع ہوئے؟

(د) درخت لگانے میں جو خرچہ ہوا، یہ بیان فرمائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تقریباً 90 فیصد پودے کامیاب ہوئے اور 10 فیصد پروان نہ چڑھ سکے۔

(د) درخت پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی کی اپنی نرسری میں تیار ہوتے ہیں، چنانچہ درخت لگانے کی مد میں کوئی سرکاری خرچہ نہیں کیا گیا۔

فیصل آباد، جڑانوالہ، کھرڑیانوالہ اور دیگر دیہات کے لئے پینے کے صاف پانی کے منصوبہ جات کی تفصیل

*5665 ڈاکٹر تسنیم رشید: کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جڑانوالہ اور کھرڑیانوالہ شہر کا زیر زمین پانی کڑوا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تحصیل جڑانوالہ کے 260 چکوک میں سے صرف 26 دیہات کو صاف پانی کی فراہمی کی سکیمیں موجود ہیں۔ جب کہ باقی چکوک اور مذکورہ دونوں بڑے قصبہ جات کے لوگ کڑوا اور مضر صحت پانی پینے پر مجبور ہیں؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ قصبہ جات اور ان کی حدود میں واقع گاؤں کو صاف پانی کی فراہمی کے لئے کوئی جامع پروگرام / منصوبہ تشکیل دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ:

(الف) یہ درست ہے کہ کھرڑیانوالہ شہر کا زیر زمین پانی کڑوا ہے جب کہ جڑانوالہ شہر کا زیر زمین پانی بھی عمومی طور پر کڑوا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ 26 دیہات کے لئے صاف پانی کی سکیمیں موجود ہیں جن میں10 سکیمیں یوزر کمیٹی کی عدم توجہ کی وجہ سے بند پڑی ہیں جبکہ 12 سکیمیں PCWSS-P کی زیر نگرانی تکمیل کے مراحل میں ہیں۔

(ج) جڑانوالہ شہر کے لئے اگلے 20 سال کے لئے پانی کی منصوبہ بندی کی گئی ہے۔ جس کے تحت بڑی لائنیں22.690 ملین روپے کی لاگت سے بچھائی جارہی ہیں۔ مزید ٹیوب ویل اور چھوٹی لائنیں مزید فنڈز کی فراہمی پر محکمہ پبلک ہیلتھ یا ٹی ایم اے جڑانوالہ اپنے وسائل سے بچھائے گا۔ اسی طرح کھرڑیانوالہ شہر کے لئے واٹر سپلائی سکیم کی پلاننگ کی جارہی ہے۔ جڑانوالہ تحصیل کی حدود میں باقی چکوک کو پانی کی فراہمی کے لئے تقریباً900 ملین روپے کی ضرورت ہے۔ فنڈز کی فراہمی پر ان پر کام شروع کر دیا جائیگا۔

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

این بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور کی پانی والی ٹینکی
کی صفائی کے لئے حکومتی اقدامات

410 جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ این بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور کی توسیعی سکیم کے پانی والے ٹینک کی عرصہ بیس سال سے صفائی بالکل نہ ہوئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس وجہ سے گندہ پانی فلیٹس میں مہیا ہو رہا ہے اور ارد گرد کے رہائشی بھی متاثر ہو رہے ہیں، کئی قسم کی بیماریاں بھی پھیل رہی ہیں؟

(ج) کیا حکومت واٹر فلٹر لگانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے، اگر رکھتی ہے تو کب تک، نیز واٹر ٹینک کی صفائی کب تک واسا کرے گا، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست نہ ہے کہ این بلاک ماڈل ٹاؤن کے توسیعی سکیم میں پانی والے ٹینک کی عرصہ بیس سال سے صفائی نہ ہوئی ہے۔ ابھی صرف چھ ماہ پہلے اس ٹینک کی صفائی کی گئی ہے اور جب بھی کوئی پانی کے متعلقہ شکایت آئی ہے تو اس کا فوری ازالہ کر دیا جاتا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ گندہ پانی فلیٹس میں مہیا ہو رہا ہے اور نہ ہی کوئی شکایت واسا کے گندے پانی کی متعلقہ دفتر میں موصول ہوئی ہے۔

(ج) حکومت سٹی گورنمنٹ کے تعاون سے واٹر فلٹر لگانے کے لئے منصوبہ بندی کر رہی ہے امید کی جا سکتی ہے کہ لاہور کے شہری بہت جلد اس سہولت سے فیض یاب ہونا شروع ہو جائیں گے۔

رپورٹیں
(جو پیش ہوئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: رائے اعجاز احمد مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون ایمرجنسی سروس پنجاب مصدرہ 2005 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

رائے اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں The Punjab Emergency Service Bill 2005 (Bill No. 21 of 2005) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔

مسودہ قانون (تنسیخ) تقریبات شادی (امتناع بے جا نمود و نمائش اور مسرفانہ اخراجات) پنجاب مصدرہ 2005 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں The Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses (Repeal) Bill 2005 (Bill No. 22 of 2005) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔

مسودہ قانون استعداد نظم و ضبط اور احتساب سرکاری ملازمین پنجاب مصدرہ 2005 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایس اینڈ جی اے ڈی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب آصف جیلانی شیخ: جناب سپیکر! میں The Punjab Employees Efficiency, Discipline and Accountability (Amendment) Bill 2005 (Bill No. 23 of 2005) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔

مسودہ قانون (ترمیم) کوآپریٹو سوسائٹیز مصدرہ 2005 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امداد باہمی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

محترمہ شاہینہ اسد: جناب سپیکر! میں The Cooperative Societies (Amendment) Bill 2005 (Bill No. 24 of 2005). کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کوآپریٹوز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔

مجلس قائمہ برائے استحقاقات کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب حفیظ اللہ خان: جناب سپیکر! میں

(1) تحریک استحقاق نمبر 32 بابت سال 2004 پیش کردہ لفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد عباس، ایم پی اے/پارلیمانی سیکرٹری برائے سی اینڈ ڈبلیو

(2) تحریک استحقاق نمبر 11 بابت سال 2005 پیش کردہ چودھری محمد ارشد، ایم پی اے

(3) تحریک استحقاق نمبر 14 بابت سال 2005 پیش کردہ رانا ثناء اللہ خان، ایم پی اے

(4) تحریک استحقاق نمبر 27 پیش کردہ میاں نوید جہانیاں، ایم پی اے

(5) تحریک استحقاق نمبر 32 بابت سال 2005 پیش کردہ صاحبزادہ مزمل الرشید عباسی، ایم پی اے

(6) تحریک استحقاق نمبر 39 بابت سال 2005 پیش کردہ لالہ شکیل الرحمن (ایڈووکیٹ) ایم پی اے

(7) تحریک استحقاق نمبر 40 بابت سال 2005ء پیش کردہ جناب جاوید حسن گجر، ایم پی اے

(8) تحریک استحقاق نمبر 61 بابت سال 2005ء پیش کردہ جناب محمد اقبال رئیس، ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹیں پیش ہوئی۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! Commercialization fee کے حوالے سے میرا ایک بڑا ہی اہم سوال تھا۔ میں نے ابھی سیکرٹری صاحب سے discuss کیا ہے انھوں نے کہا ہے کہ commercialization fee سے متعلق سوال ہاؤسنگ سے متعلقہ نہیں ہے بلکہ لوکل باڈیز سے متعلقہ ہے تو میری یہ submission ہے کہ میرا سوال نمبر 4129 محکمہ لوکل باڈیز کو بھجوا دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ ارشد بگو صاحب کے سوال کو محکمہ لوکل باڈیز کو بھجوا دیا جائے۔

جناب ارشد محمود بگو: بہت بہت شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب فرمائیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! ابھی وقفہ سوالات محکمہ ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کا گزرا ہے۔ میں اسی سے related ایک انتہائی اہم معاملہ آپ کی خدمت میں اور آپ کے توسط سے حکومت کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر رائے اعجاز احمد صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں۔ سپیکر صاحب اجازت دے گئے تھے۔ گزارش یہ ہے کہ مختلف محکمہ جات ترقیاتی منصوبہ جات کو ترتیب دیتے ہیں۔ مثلاً شاہدرہ کے اندر ایک سیوریج پائپ لائن بچھائی گئی۔ محکمہ نے اس میں ایک بڑی اچھی بھلی سڑک کو ادھیڑ کر رکھ دیا۔ جب میں نے اس کو point out کیا، اس حوالے سے سوال دیا تو محکمہ نے اس کا جواب یہ دیا کہ جناب جب ہم نے منصوبہ ترتیب دیا تو اس میں ہم نے سڑک کے ساتھ جو فٹ پاتھ ہے اس میں سیوریج کو بچھانا تھا لیکن جب کھدائی کی گئی تو معلوم ہوا کہ نیچے سوئی گیس کے پائپ ہیں۔ اس لئے ہم نے سڑک ادھیڑ دی ہے۔ چونکہ سڑک کی تعمیر کے لئے فنڈز میسر نہیں تھے اس لئے وہ علاقہ اب اللہ کے حوالے ہے، وہاں گرد ہے، مٹی ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ حکومت کو یہ ہدایت کی جائے کہ ترقیاتی سکیموں سے متعلق جتنے بھی محکمہ جات ہیں وہ سال میں کم از کم ایک بار ضلع کی سطح پر بیٹھا کریں اور جو بھی منصوبے بنائے جائیں ان کی coordination کی جائے۔ اب یہ کہتے ہیں کہ سڑک اس لئے توڑی گئی ہے کیونکہ نیچے سے سوئی گیس کی پائپ لائن نکل

آئی ہے۔ حالانکہ یہ سب چیزیں انھیں پہلے دیکھنی چاہیئں۔اس صورتحال کے نتیجے میں عوام کے لئے مشکلات پیدا ہوتی ہیں لہذا حکومت کا فرض ہے کہ وہ اس حوالے سے coordinate کیا کریں۔یہ صرف ایک محکمہ سے متعلق نہیں ہے بلکہ سب محکمہ جات سے متعلقہ ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

پتنگ بازی سے بچوں کی ہلاکت میں اضافہ

(۔۔۔۔جاری)

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! صبح پوائنٹ آف آرڈر پر پتنگ بازی کے حوالے سے بڑی گرما گرم بحث ہوئی ہے۔چونکہ اس وقت وزیر قانون موجود نہیں تھے اس لئے ڈپٹی سپیکر صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ وزیر قانون صاحب کو آنے دیں پھر اس پر بات کر لیتے ہیں۔وہ اس کا proper جواب دے دیں گے۔جو چودھری اقبال صاحب نے فرمایا میں اس میں تھوڑا سا۔۔۔

جناب چیئرمین: ان کے علم میں یہ بات نہیں ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! صبح گورنمنٹ کی طرف سے چودھری اقبال صاحب نے وضاحت کی تھی کہ سپریم کورٹ نے ہمیں آرڈر دیا۔کیا یہ سپریم کورٹ کا آرڈر ہے کہ لوگوں کی گردنیں اتاریں؟ حکومت پنجاب نے درخواست دے کر سپریم کورٹ سے استدعا کی ہے کہ چار دن بڑھا دیئے جائیں۔کیوں؟ اس لئے کہ لیئن بش یہاں پر آیا ہوا تھا وہ چار دن یہاں پر موجود تھا اور صدر صاحب، جتنے بیوروکریٹ اور جتنے بڑے بڑے لوگ تھے وہ فارغ نہیں تھے۔وہ فارغ ہو جائیں تو پھر قتل کا یہ سلسلہ دوبارہ شروع ہو۔یہ کہتے ہیں کہ ہم نے قانون بنایا ہے۔انھوں نے قانون یہ بنایا ہے کہ ہاتھ میں بم پکڑ لیں۔آپ ہاتھ میں گرنیٹ پکڑوا کر کہتے ہیں کہ اسے فلاں فلاں جگہ پر مارنا ہے اور اس جگہ پر نہیں مارنا۔یہ ہے تو گرنیٹ۔ایک ہفتے میں چھ اموات ہو چکی ہیں۔سیالکوٹ میں ایک چھ سال کا بچہ چھت پر کھڑا تھا جسے گولی لگی اور وہ اوپر سے نیچے گرا۔اس کی ماں کی حالت یہ ہے کہ وہ تین دن سے بے ہوش ہے۔میں ہاؤس میں بیٹھے تمام لوگوں سے عرض کرتا ہوں کہ یہ کون سا کھیل ہے، یہ کون سا جشن بہاراں ہے جو ہم منا رہے ہیں؟ یہ کس قوم نے، کس اخلاق نے، کس مذہب نے اس کی اجازت دی ہے کہ گردنیں اتاری جائیں؟ تندی کی پتنگیں ہوں یا کوئی اور ہوا ن کے پاس کوئی بیرومیٹر نہیں ہے کہ یہ اسے روک سکیں۔یہ قانون بنالیں کہ تندی کے ساتھ نہیں ہو گا لیکن میں کہتا

ہوں کہ اس کے باوجود لوگوں کی گردنیں کٹیں گی۔

جناب چیئرمین: بگو صاحب! یہ پتنگ اڑانے والے کون ہیں ہم ہی ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! میں کہتا ہوں کہ اس وقت حکومت کرنے والے کون ہیں؟ ان کو روکیں۔ ان کو by force روکیں، انھیں ڈنڈے کے ساتھ روکیں۔ ان کے بچوں کی گردنیں اتاریں جو کھڑے ہو کر پتنگیں اڑا رہے ہیں۔ میں راجہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ خدا کے لئے اس پر پابندی عائد کریں۔ سپریم کورٹ نے قطعی طور پر یہ نہیں کہا۔ صبح بھی بات ہوئی تھی حکومت اس پر agree ہے کہ اسے بند کیا جائے۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس پر آج ہی بحث کریں اور اس پر مکمل طور پر پابندی لگائیں۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب! آپ اس پر کچھ کہنا چاہیں گے؟ جس وقت چودھری اقبال صاحب نے statement دی اس وقت آپ بھی نہیں تھے اور میں بھی نہیں تھا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! چودھری اقبال صاحب نے کہا تھا کہ لاء منسٹر صاحب باقاعدہ اس پر بات کریں گے اور حکومت کی طرف سے جواب دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! چونکہ یہ بات میری عدم موجودگی میں ہوئی تھی اس لئے مجھے یہ معلوم نہیں کہ چودھری اقبال صاحب نے کیا سٹیٹمنٹ دی اور کیا بات ہوئی تھی اور انھوں نے کس بات کے جواب میں فرمایا تھا۔ بہر حال میں سمجھتا ہوں کہ چودھری اقبال صاحب نے جو کچھ کہا ہو گا وہ گورنمنٹ کا موقف ہے اور وہی کہا ہو گا۔ میں آپ کے توسط سے معزز ایوان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرا یہاں تاخیر سے آنا اسی حوالے سے تھا کہ وزیراعلیٰ صاحب نے اس سلسلے میں ایک میٹنگ بلائی ہوئی تھی۔ میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ نہ صرف میرے بلکہ اس میٹنگ میں شامل تمام اراکین کے جذبات یہی تھے کہ جو قیمتی انسانی جانوں کا ضیاع ہو رہا ہے اسے کسی طرح روکا جا سکے۔ اس کے لئے ہمارے پاس دو تین اور بھی options ہیں۔ پہلی option تو یہی ہے کہ خطرناک ڈور پر پابندی لگائی جائے۔ دوسری option یہ ہے کہ اس پر مکمل طور پر پابندی لگا دی جائے۔ میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ میری ذاتی رائے یہ ہے کہ اگر کسی بھی ڈور سے اجازت دے دیں گے تو اس سے ضرور انسانی جانیں ضائع ہوں گی۔ ہم نے آج صبح بھی اس سلسلے میں بات کی ہے implementation کے لئے

انتظامیہ کو کچھ کہا گیا ہے۔ میں آپ کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ آپ ہمیں تھوڑی سی مہلت دیں انشاء اللہ اس سلسلے میں جناب وزیر اعلیٰ صاحب کی جانب سے ایک مثبت فیصلہ آئے گا۔ شکریہ

چودھری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ تو بڑی اچھی بات ہو گئی ہے کہ حکومت کی طرف سے یہ یقین دہانی آ گئی ہے۔ یہ بات درست ہے کہ پنجاب حکومت کے تمام لوگ یہ چاہتے ہیں کہ پتنگ بازی نہ ہو۔ ہر ایک کو معلوم ہے کہ اس سے جانوں کو نقصان ہوتا ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ اصل میں اس ملک کے صدر کی ایک خواہش ہے کہ یہ پتنگ بازی ہونی چاہئے۔ وہ خود بھی پتنگ باز ہے۔

جناب چیئر مین: چودھری صاحب! یہ پتنگ بازی پہلے بھی ہوتی تھی صدر کی وجہ سے تو شروع نہیں ہوئی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! جب ایک معاملے پر میں نے جواب دے دیا ہے اور معاملہ ختم ہو گیا ہے تو پھر یہ بات کرنے کا فائدہ نہیں ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! میں کوئی ایسی بات نہیں کر رہا۔ میں سچ بات کر رہا ہوں جو میرے دل کے اندر ہے جو میرا ایمان ہے۔ میں اس میں ان کی مخالفت نہیں کر رہا۔ میں اپنے ایمان سے سچی بات کر رہا ہوں کہ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ پتنگ بازی نہ ہو لیکن ان کا [*****] ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ یہ پتنگ بازی رکے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ان سے استدعا کریں کہ پورے پنجاب کی عوام اس چیز کو پسند نہیں کرتی لہذا ہمیں اجازت دی جائے کہ اس پر مکمل پابندی لگائی جائے۔ اب میں آپ کی وساطت سے اپنی ایک ذاتی بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں راجہ صاحب کی موجودگی سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جناب ظہیر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! گجر صاحب نے بات کرتے ہوئے ہمارے بہت ہی معزز اور موقر عہدیدار صدر صاحب کے بارے میں جو بد اخلاق کا لفظ استعمال کیا ہے اسے کارروائی سے حذف کیا جائے۔

---

* بحکم جناب چیئر مین لفظ کارروائی سے حذف کیا گیا۔

جناب چیئر مین: یہ لفظ کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! اگر چودھری ظہیر الدین صاحب چاہتے ہیں کہ وہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں۔۔۔

رپورٹیں

(جو پیش ہوئی)

(۔۔۔جاری)

جناب چیئر مین: تشریف رکھیں۔ چودھری وحید اصغر ڈوگر مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2005 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

چودھری وحید اصغر ڈوگر: جناب چیئر مین! میں The Provincial Motor Vehicle (Amendment) Bill, 2005 (Bill No. 26 of 2005) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئر مین: رپورٹ پیش ہوئی۔

محترمہ نشاط افزاء: پوائنٹ آف آرڈر۔

تحاریک استحقاق

جناب چیئر مین: پلیز! تشریف رکھیں۔ اب ہم تحاریک استحقاق take up کرتے ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! میں صرف ایک منٹ میں اپنی ذاتی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئر مین: جی۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ دو سال سے میرے حلقے میں ڈویلپمنٹ فنڈز نہیں مل رہے۔ ڈویلپمنٹ رُکی ہوئی ہے۔ میں اس سلسلے میں راجہ صاحب سے ملا تھا انھوں نے

ٹیلی فون بھی کیا ان کے ٹیلی فون کے بعد وہ کام شروع ہوا لیکن پھر ٹیلی فون گیا اور کام بند ہو گیا۔ میں تین چار دفعہ محترم راجہ صاحب سے ملا ہوں اور انھوں نے ہمیشہ positive ٹیلی فون کیا لیکن پھر negative ٹیلی فون آتے ہیں اور وہ فنڈز رک جاتے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ وہ ایسا کیوں ہوا ہے؟ 1985 سے لے کر آج تک میرا حلقہ یکسوئی کے ساتھ مجھے ووٹ دے رہا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس پورے پونے چار سو کے ایوان کے اندر including قائد ایوان میرے حلقے کو یہ انفرادیت ہے کہ کسی شخص کے حلقے کی یہ رائے نہیں ہے جو رائے میرے حلقے کی ہے کہ میں نے 1985 سے ایک ہی پارٹی سے ایک ہی پلیٹ فارم سے ایک ہی حلقے سے چھ دفعہ ووٹ لئے ہیں۔ میں پورے پنجاب کے اندر یہ چیلنج کرتا ہوں کہ یہ انفرادیت کسی کے اندر نہیں ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ میری عوام کی رائے کی مستقل مزاجی سمجھتے ہوئے اس کے لئے کوئی ایوارڈ منتخب کیا جاتا، اس کے لئے کوئی انعام کا بندوبست کیا جاتا۔ اس حلقے کے اندر سڑکیں بنائی جاتیں، ہسپتال بنائے جاتے، سکول بنائے جاتے لیکن مجھے افسوس ہے کہ بجائے حوصلہ افزائی کے دو سال سے اس حلقے کے فنڈز بند ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ حکومت اس بات کا جواب دے کہ وہ میرے حلقے کے فنڈز کیوں روک رہی ہے، کیا وہ فنڈز دینا چاہتی ہے یا نہیں؟ دوٹوک انداز میں بتا دے۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں حکومت کو اختیارات ملے ہیں اسے حق حاصل ہے کہ میرے حلقے کے فنڈز روکے یا اس سے بھی جو کچھ زیادہ کرنا چاہتے ہیں کریں چونکہ یہ ان کا اختیار ہے لیکن صحیح اور درست طریقے سے بتا دیں تو میں آپ کا بھی مشکور ہوں گا اور حکومت پنجاب کا بھی مشکور ہوں گا۔

محترمہ نشاط افزاء: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ! فرمائیں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! میری بات کا جواب تو آ لینے دیں۔

محترمہ نشاط افزاء: گجر صاحب! میں آپ ہی کی بات کو آگے بڑھا رہی ہوں۔ ابھی معزز وزیر صاحب نے فرمایا کہ انھوں نے صدر صاحب کی شان میں گستاخی کی ہے لہذا اسے حذف کیا جائے۔ میں پوچھتی ہوں کیوں؟ صدر صاحب کوئی آسمان سے صحیفہ تو نہیں اترے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روک لیتے تھے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ٹوک دیتے تھے یہ کس طرح کا امیر المومنین بنا ہوا ہے۔ یہ تو لوگوں کی جانوں سے کھیلتے ہیں۔ اگر ہمارا حاکم قتل کے خونی کھیل کو جاری رکھنے کا حکم دیتا ہے تو عوام کو یہ حق حاصل ہے کہ اسے روکا جائے اور ٹوکا جائے۔ ابھی وزیر اعظم صاحب کراچی

تشریف لے گئے تھے تو سڑکوں کو بلاک کر دیا گیا۔ میں کہتی ہوں ہر طرف سے سڑکوں کو بلاک کر دیا جاتا ہے وہاں پر 11 اموات ایمبولینسوں میں ہی ہو گئیں۔ کیا یہ ہمارے وزیر اعظم صدر، وزیر اعلیٰ کی یہ کارکردگی ہے کہ یہ سڑکوں کو اس طرح سے بلاک کر دیتے ہیں جیسے عوام کے لئے پھانسی کا پھندہ یا مارشل لاء لگا دیا جاتا ہے۔ ایمبولینسوں میں گیارہ اموات اس وقت ہوئیں جب سڑکوں کو بلاک کر دیا گیا تھا کہ صدر صاحب گزر رہے ہیں۔ اسی طرح وزیر اعظم گزرتے ہیں تو سڑکوں کو بلاک کر دیا جاتا ہے اور گھنٹوں گھنٹوں عوام ٹریفک میں پھنسے رہتے ہیں۔ ایمبولینسوں میں چاہے مریض ہی کیوں نہ پڑے ہوں ان کو کسی کی فکر نہیں ہے۔ اپنی کارکردگی کی تشہیر سارے پاکستان بلکہ دنیا میں کرتے ہیں۔ اخباری بیانات آتے ہیں اگر یہ عوام میں اتنے ہر دلعزیز ہیں تو پھر کھلے دل سے عوام میں آئیں۔ میں یہاں ایک گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ جب پاکستان بنا تھا تو قائداعظم محمد علی جناح ایک بڑے کیمپ میں جو دو لاکھ کا کیمپ تھا، وہاں پر تشریف لے جا رہے تھے تو اس وقت کے وزیر اعظم نے ان سے کہا کہ عوام بڑی مشتعل ہے وہ آپ کے خلاف ہیں کیونکہ پاکستان بنا ہے اور وہ بہت برباد ہو کر آئے ہیں۔ قائداعظم نے فرمایا کہ میرے ارد گرد سے ساری سکیورٹی ہٹا دی جائے۔ میں نہیں چاہتا کہ میرے ارد گرد کوئی سکیورٹی یا سپاہی کھڑے ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ نشاط افزاء: پہلے میری بات کو ختم ہونے دیں۔ ڈاکٹر صاحبہ! آپ کو بیچ میں بولنے کی عادت ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: محترمہ! تشریف رکھیں۔

محترمہ نشاط افزاء: جناب والا! قائداعظم نے وہ سکیورٹی ہٹا دی انہوں نے فرمایا کہ اگر عوام یہ سمجھتے ہیں کہ میں ان کے لئے کوئی غلط کام کر رہا ہوں تو میں عوام کے ہاتھوں مر جانے کو زندگی پر ترجیح دوں گا۔ ہماری حکومت کا یہ حال ہے کہ ہمارے وزیروں کے کتے گزرنے ہوتے ہیں تو ہماری سڑکیں بند کر دی جاتی ہیں۔ ساری سکیورٹی ان کے آگے پیچھے ہوتی ہے اور گاڑیاں پاں پاں کرتی بھاگتی جا رہی ہوتی ہیں اور عوام سڑکوں پر مر رہے ہوتے ہیں۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! وزیر اعلیٰ صاحب نے کل directions جاری کر دی ہیں تعمیل ہو گی۔

چوہدری اصغر علی گجر: دوبارہ بتادیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: وزیر اعلیٰ صاحب نے کل آپ کے بارے میں باقاعدہ ایک directive جاری کیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ تعمیل ہو گی۔

محترمہ صغیرہ اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: ایم ایم اے کے لئے یا ساری اپوزیشن کے لئے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب والا! مجھے بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب چیئرمین: فرمائیں!

محترمہ صغیرہ اسلام: شکریہ۔ جناب چیئرمین! راجہ بشارت صاحب ہمارے بڑے محترم بھائی ہیں اور اسمبلی کی کارروائی انہی کی مرہون منت ہے اور انہی کی وجہ سے چلتی ہے۔ میں ان سے یہ اتنا عرض کرنا چاہوں گی کہ جب سے یہ اسمبلی وجود میں آئی ہے انہوں نے ہمیں پہلی دفعہ فنڈز دیئے۔ ٹینڈر ہو گئے، سڑکیں بننا شروع ہو گئیں اور اوپر سے حکم ہوا کہ ان کا کام روک دو۔

جناب چیئرمین: محترمہ! انہوں نے اب statement دے دی ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب والا! کونسی statement کی بات کرتے ہیں۔ کتنی دفعہ انہوں نے statement دی ہے اور کتنی دفعہ انہوں نے جھوٹ بولا ہے۔

جناب چیئرمین: انہوں نے on the floor of the House statement دی ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: چار سالوں میں انہوں نے کتنی statement دی ہیں؟

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔ تحریک استحقاق رائے عمر فاروق صاحب کی ہے۔ یہ تحریک استحقاق move ہو چکی ہے۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کی جاتی ہے۔ ملک جلال دین ڈھکو صاحب!

ای ڈی او ایجوکیشن ساہیوال کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ملاقات سے انکار

ملک جلال دین ڈھکو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 18۔نومبر 2005کو EDO ایجوکیشن ساہیوال سے ٹیلی فون پر رابطہ کیا تو ان کے ملازم رمضان نے کہا کہ صاحب سے بات نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ دفتر میں مصروف ہیں۔میں نے ان سے کہا کہ آپ میرا ان کو بتادیں میں تھوڑی دیر کے بعد پھر فون کرتا ہوں۔ تھوڑے سے وقفہ کے بعد میں نے دوبارہ ٹیلی فون کیا تو ملازم رمضان نے بتایا کہ وہ مصروف ہیں۔لہذا بات نہیں ہو سکتی۔ دو معزز اراکین پنجاب اسمبلی جناب جوزف حاکم دین اور میاں غلام حیدر باری بھی میرے پاس موجود تھے اور وہ بھی اس ساری کارروائی کو دیکھ رہے تھے۔دوبارہ ٹیلی فون کرنے کے باوجود میری بات نہ ہو سکی۔تھوڑی دیر کے بعد میں نے تیسری بار ٹیلی فون پر موصوف سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تو ان کے ملازم رمضان نے کہا کہ جناب!آپ کا پیغام دے دیا ہے۔انہوں نے کہا ہے کہ میں مصروف ہوں اور بات نہیں کرنا چاہتا۔EDOایجوکیشن ساہیوال کی اس نازیبا حرکت سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب چیئرمین: وزیر تعلیم!تشریف نہیں رکھتے۔

چودھری محمد ارشد: جناب سپیکر!معزز رکن درست فرمارہے ہیں۔EDO کا رویہ کچھ اسی قسم کا ہے۔

جناب چیئرمین: یہ تحریک استحقاق، استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔ تحریک استحقاق نمبر64جناب محمد آجاسم شریف کی طرف سے ہے۔

جناب محمد آجاسم شریف: جناب والا!اسے کل تک کے لئے مؤخر کردیا جائے۔

جناب چیئرمین: اس تحریک کو کل تک کے لئے مؤخر کیا جاتا ہے۔ محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کی طرف سے بھی درخواست کی گئی ہے کہ ان کی تحریک کو بھی کل تک کے لئے pending کر دیا

جائے۔ لہذا اس تحریک کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ جناب محمد وقاص!

اڈیالہ جیل راولپنڈی کے سپرنٹنڈنٹ اور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ملاقات سے انکار

جناب محمد وقاص: بسم اللہ الرحمن الرحیم o میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 7۔ دسمبر 2005 صبح 11 بجے میں اڈیالہ جیل راولپنڈی پہنچا۔ میرے ہمراہ میرے والد محترم ڈاکٹر محمد کمال بھی تھے جو جماعت اسلامی پاکستان کے ڈپٹی جنرل سیکرٹری ہیں دو اور معززین بھی ہمراہ تھے۔ ایک روز قبل یعنی 6۔ دسمبر 2005 کو میں نے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل ملک فیروز کو اپنی آمد کی اطلاع بھی کر دی تھی جبکہ سپرنٹنڈنٹ کے پی اے کو بھی لکھوا دیا تھا۔ جونہی میں جیل کے احاطے میں پہنچا میں نے اپنا تعارفی کارڈ سپرنٹنڈنٹ تک پہنچانے کے لئے دو تین سپاہیوں سے رابطہ کیا لیکن کسی نے توجہ نہ کی۔ بالآخر ایک سپاہی نے میرا کارڈ سپرنٹنڈنٹ تک پہنچایا جبکہ میں باہر سڑک پر معززین کے ہمراہ انتظار کرتا رہا۔ دس منٹ بعد وہ سپاہی واپس آیا اور اس نے کہا کہ سپرنٹنڈنٹ صاحب کہتے ہیں کہ میں مصروف ہوں آپ ڈپٹی سے مل لیں۔ میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کے دفتر کی طرف چل پڑا۔ دروازے پر پہنچا ہی تھا کہ دو تین سپاہی اندر سے برآمد ہوئے مجھے اور میرے والد صاحب کو دھکا دیتے ہوئے راستہ بنایا۔ میں نے بتایا کہ میں ایم پی اے ہوں تو کہا کہ اسمبلی میں باتیں ہوتی رہتی ہیں۔ اتنے میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ایوب باہر برآمد ہوئے لیکن ہماری طرف توجہ کئے بغیر آگے چل پڑے۔ وہ سپاہی ہم چار افراد کو اندر لے گیا اور قیدیوں کے ساتھ لائن میں کھڑا کر دیا اور کہا کہ اپنے ہاتھ پر پہرے دار سے دستخط کروائیں اور مہر لگوائیں۔ میں نے اس پر احتجاج کیا لیکن اس نے کہا کہ اس کے بغیر اندر نہیں جا سکتے۔ اندر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کلیار صاحب غالباً بیٹھے تھے۔ میں نے اپنا تعارف کروایا اور کہا کہ مجھے قیدی سے ملنا ہے۔ اس نے کہا کہ سپرنٹنڈنٹ کی اجازت کے بغیر آپ کی ملاقات نہیں ہو سکتی۔ میں دوبارہ سپرنٹنڈنٹ کے دفتر گیا اور دوبارہ اپنا کارڈ بھجوایا اور مدعا عرض کیا۔ جواب آیا کہ سپرنٹنڈنٹ صاحب مصروف ہیں اور کمرے میں بیٹھنے کی جگہ نہیں ہے آپ باہر انتظار فرمائیں۔ میں باہر سڑک پر ایک گھنٹہ انتظار کرنے کے بعد واپس پلٹ آیا۔ بحیثیت ایم پی اے یہ میرا استحقاق ہے کہ میں اپنے ضلع

کی جیل کو visit کروں لیکن اڈیالہ جیل کے سپرنٹنڈنٹ فیصل نثار ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ حضرات ملک فیروز اور ایوب اور ماتحت عملے نے مجھے نہ صرف اس حق سے محروم رکھا بلکہ میرے اور میرے والد صاحب کے جذبات کو بھی مجروح کیا اور ہم سے بدتمیزی بھی کی۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب چیئرمین: وزیر جیل خانہ جات تشریف نہیں رکھتے۔ راجہ صاحب! اس کو مؤخر کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! اس کا جواب تو میرے پاس موجود ہے لیکن جو جواب اس وقت میرے پاس فائل میں ہے اس میں آخر میں درج ہے کہ ہمارے معزز رکن کا رابطہ صوبائی وزیر جیل خانہ جات سے بھی ہوا ہے اور یہ بات پہلے ہی ان کے نوٹس میں ہے اس لئے مناسب یہ ہوگا کہ جب تک وہ تشریف نہیں لاتے اس کو مؤخر کر دیں کیونکہ یہ بات پہلے ہی ان کے نوٹس میں ہے۔ وہ اس کا جواب دیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! وقاص صاحب نے بڑی تفصیل سے آپ کے سامنے ساری بات رکھی ہے اور جس طرح پہلے آپ نے وزیر موصوف صاحب کے نہ ہونے کی وجہ سے تحریک استحقاق مجلس استحقاقات کے سپرد کر دی ہے تو میری آپ سے التماس ہے کہ آپ یہ بھی مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیں کیونکہ انہوں نے بڑی تفصیل سے یہ بات بیان کی ہے۔

جناب چیئرمین: یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔ ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی!

ڈی پی او ملتان کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ملاقات سے انکار

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ ملتان شہر میں نئے DPO کی آمد کے بعد ڈکیتیوں کی وارداتوں میں خاطر خواہ اضافہ ہو گیا ہے۔ شہریوں میں خوف و ہراس پایا جاتا ہے۔ SHOs بغیر رشوت اور ٹاؤٹ مافیا کے کسی کا کوئی جائز کام کرنے کو تیار نہ ہیں۔ امن عامہ کی اس بگڑتی ہوئی صورتحال کے پیش نظر میں نے ضروری سمجھا کہ DPO ملتان سے مل کر حالات کو بہتر کرنے کی تجاویز دی جائیں۔ اسی سلسلہ میں، میں نے بروز جمعرات 22۔دسمبر 2005 کو DPO ملتان کے موبائل پر فون کر کے

وقت مانگا انہوں نے بروز ہفتہ 24۔دسمبر 2005 کو آنے کا کہا لیکن میری موجودگی میں DPO ساہیوال جاوید شاہ آئے تو ان کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف ہو گئے بعد ازاں DIG کی میٹنگ میں چلے گئے۔ میں ڈیڑھ بجے دوبارہ گیا تو وہ اپنے دفتر میں پبلک ڈیلنگ میں مصروف تھے۔ میں وہاں آدھ گھنٹہ بیٹھا رہا وہ بجائے مجھ سے بات کرنے کے اٹھ کر کمپیوٹر سیکشن میں چلے گئے۔ تقریباً تین بجے واپس آئے تو میں بیٹھا ہوا تھا۔ واپس آکر مجھے کہا کہ آپ ابھی جائیں مجھے ضروری کام ہے۔ آپ سے بعد میں ملاقات ہوگی جس پر میں خاموشی سے چلا گیا۔ DPO کو اپنے شہر کے منتخب نمائندے سے شہری اجتماعی مسائل کا وقت نہ ہے۔ مجھے وقت دے کر، انتظار کروا کر اگر میری بات کو سننے کا وقت نہ ہے تو میں کس طرح شہری مسائل حل کروانے میں اپنا کردار ادا کر سکتا ہوں۔ میرے انتظار کے باوجود میری بات نہ سن کر اور مجھے جانے کا کہہ کر DPO ملتان نے عوامی نمائندے کی توہین کی ہے۔ جس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب چیئر مین: جناب راجہ بشارت! اس کا جواب آیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جی، جواب آیا ہوا ہے۔ جناب چیئر مین! اس میں گزارش یہ ہے کہ جس طرح معزز رکن نے خود فرمایا ہے کہ صرف DPO نے ان کو یہ کہا ہے کہ آپ کل تشریف لے آئیں میری اور آپ کی پھر دوبارہ ملاقات ہوگی اور میں آپ کی بات سنوں گا۔ میں فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں جیسے آپ حکم دیں گے تعمیل ہوگی۔

جناب چیئر مین: آپ انہیں بلا لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں نے پہلے گزارش یہ کی ہے۔ کل تک pending فرما لیں۔

جناب چیئر مین: صدیقی صاحب! آپ بھی ان کے دفتر چلے جائیں، وہ بھی آجائیں گے لہذا اسے کل تک کے لئے pending کر دیتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب چیئر مین! میری گزارش سن لیں۔

جناب چیئرمین: میں کل کے لئے pending کر رہا ہوں۔ اگر آپ مطمئن نہیں ہوں گے تو ہم دوبارہ take up کر لیں گے۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین: پیر رفیع الدین صاحب کی تحریک pending ہے، ان کی application آئی ہے اور دوسری تحریک بھی ان کی ہے۔ مہر اشتیاق احمد۔ 3/2006۔

ڈائریکٹر (M-2(Maint نیشنل ہائی وے کی جانب سے جاری کردہ مراسلہ میں معزز رکن اسمبلی پر الزام تراشی

مہر اشتیاق احمد: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مجھے ڈائریکٹر (M-2(Maint نیشنل ہائی وے کیطرف سے مراسلہ مورخہ 30۔ دسمبر کا جاری کردہ مورخہ 5۔ جنوری 2006 کو موصول ہوا جس میں مجھ پر الزام عائد کیا گیا ہے کہ میں نے بابو صابو انٹر چینج (M-2) کی حدود میں عیدالاضحیٰ کے لئے قربانی کے جانوروں کے لئے ناجائز ٹینٹ لگوائے ہیں اور جانوروں کے مالکان سے فی ٹرک 1500 تا 1800 روپے چارجز وصول کر رہا ہوں۔ خط موصول ہونے کے بعد میں نے مورخہ 6۔ جنوری 2006 کو شوکت حیات خان، ڈائریکٹر (Maintenance) کو فون کیا اور پوچھا کہ میں نے کہاں ٹینٹ لگوائے ہیں اور آپ نے کس طرح باوثوق انکوائری کر کے مجھ پر الزام لگایا ہے۔ اور مزید کہا آپ نے ناجائز ٹینٹ لگانے والوں کے خلاف کارروائی کیوں نہیں کی؟ جس پر اس نے بتایا کہ میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر مجید کو جس نے انکوائری کی ہے، آپ کے پاس بھجواتا ہوں۔ مگر میرے پاس کوئی نہ آیا تو میں نے تین دن کے انتظار کے بعد دوبارہ پھر فون کیا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ ہماری انکوائری درست ہے اور آپ ملوث ہیں۔ جس پر میں نے حلفاً کہا میرا ان ناجائز ٹینٹ لگانے والوں کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہے۔ جس پر اس نے طنزاً مجھے کہا کہ آپ سمجھ رہے ہیں کہ آپ پر کوئی ہاتھ نہیں ڈال سکتا، ہماری انکوائری درست ہے۔ آپ سے جو کچھ ہوتا ہے کر لیں، ہم دیکھ لیں گے کہ آپ کیا کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی تیج کر فون بند کر دیا اور میری مزید بات نہ سنی۔ ڈائریکٹر کے اس الزام اور سخت رویہ کے باعث میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے

اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب چیئر مین: جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئر مین! معزز رکن نے اپنی تحریک استحقاق میں جن حقائق کا ذکر کیا وہ درست ہیں۔ محکمہ نے اس سلسلے میں انکوائری کروائی ہے اور انکوائری میں بھی معزز رکن کا موقف درست ثابت ہوا ہے۔ متعلقہ افسر کو معطل کر دیا گیا ہے۔ وہ فی الحال معطل ہے اس کے خلاف کارروائی کی جا رہی ہے۔ میری استدعا ہوگی کہ اگر اس کو pending فرماتے ہیں تو pending فرمالیں جب تک انکوائری مکمل نہیں ہو جاتی، جو اس کے خلاف ایکشن لیا جائے گا وہ بتا دیا جائے گا بہر حال ان کی تحریک استحقاق کے زمرے میں جو ابتدائی انکوائری کی گئی ہے ان کا مؤقف درست ہے اور متعلقہ افسر کو معطل کر دیا گیا ہے۔ یہ این ایچ اے کی رپورٹ ہے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب چیئر مین! میں محترم راجہ صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میرے موقف کو درست قرار دیا لیکن ایسا غیر ذمہ دار آفیسر جس نے میرے نام پر لیٹر لکھا۔ اس نے میرے نام سے یہ لیٹر issue کیا ہے اور انہوں نے باقاعدہ لکھا کہ میں نے investigation کی۔

جناب چیئر مین: اشتیاق صاحب! اس کو pending کر دیتے ہیں۔ جب جواب آئے گا تو دیکھا جائے گا۔

مہر اشتیاق احمد: جناب چیئر مین! اس کو آپ کمیٹی کے سپرد کریں وہاں دیکھا جائے گا۔

جناب چیئر مین: کمیٹی میں بھی کچھ نہیں ہو گا۔

مہر اشتیاق احمد: جناب چیئر مین! میری بات سن لیں۔ میں آپ کو short statement دے نہیں سکا اس لئے میں کہہ رہا ہوں کہ اس کا سد باب ہونا چاہئے۔ میں نے انہیں 5 دن پہلے کہا، ابھی عید میں 5 دن باقی ہیں تو میں نے کہا کہ میں نے اس لئے آپ کو پہلے فون کیا ہے تاکہ آپ کوئی کارروائی کر سکیں۔ کھائے کوئی اور نام میرا لگایا جائے۔ میں آپ کو ایک اور عرض کروں کہ آج سے دو تین سال پہلے کی بات ہے کہ موٹروے کے دونوں طرف میرا حلقہ آتا ہے تو بارش کی وجہ سے ایک دن دو میاں بیوی موٹروے پر چڑھ گئے تو آفیسر نے آدمی کو مرغا بنا دیا اور اس کی بیوی کو اوپر بٹھا دیا۔ مجھے وہ آفیسر مل نہ سکا، مل جاتا تو میں اس سے اس بارے میں پوچھتا۔ جو آدمی موٹروے پر چڑھ نہیں سکتا تو موٹروے کے ارد گرد ٹینٹ لگ گئے اور وہ مسلسل لگے ہوئے ہیں اور کچھ بھی نہ ہو۔ اس

کو آپ کمیٹی کے حوالے فرمائیں۔

جناب چیئر مین: کمیٹی اس میں کیا کرے گی؟

مہر اشتیاق احمد: جناب والا! پتا تو چلے کہ اس نے کیا کیا ہے۔ اسے ہم بھی سنیں۔ ان "کی اتنی جرأت ہے کہ انہوں نے لیٹر ایم پی اے کے نام لکھا ہے۔ یہ میں آپ کو پڑھ کر" سناتا ہوں۔ آپ بتادیں اس سے زیادہ تذلیل اور ہو ہی نہیں سکتی۔

جناب چیئر مین: جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئر مین! گزارش یہ ہے کہ محترم معزز رکن اپنی تشہیر کروانا چاہتے ہیں جو انہوں نے ان کے خلاف کہا ہے یہ ایک علیحدہ بات ہے۔ میں نے ان کے مؤقف کی تائید کی ہے۔ انہوں نے جو فرمایا اس پر premilinary inquiry ہوئی اور متعلقہ افسر کو معطل کیا جا چکا ہے۔ مزید آگے جو انکوائری ہو گی تو قانون اور ضابطے کے مطابق اس کا موقف سنا جائے گا، موقف سننے کے بعد اگر بات درست ثابت ہوئی تو اس کے خلاف مزید کارروائی کی جائے گی۔ اب یہ اور کیا چاہتے ہیں؟

جناب چیئر مین: اس کو pending کر لیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئر مین! میں یہی عرض کر رہا تھا۔

جناب چیئر مین: یہ تحریک next session تک pending کی جاتی ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 4/2006 سید احسان اللہ وقاص کی ہے۔

ادارہ محتسب پنجاب کی سالانہ رپورٹ بابت 2004 کا پیش نہ کیا جانا

سید احسان اللہ وقاص: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ The Punjab office of the Ombudsman Act 1997 (Act X of 1997) کے سیکشن 28(4) کے مطابق Ombudsman کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2004 اسمبلی میں پیش نہیں کی گئی۔ جس کے باعث ایکٹ ہذا کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔ جس سے نہ صرف میرا بلکہ معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ سیکشن 28(4) میں

درج ہے کہ:

The report and other documents mentioned in this section shall be placed before the Provincial Assembly as early as possible.

لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! ابھی اس کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا اسے pending کیا جائے۔

جناب چیئرمین: اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔ اس لئے اسے pending کیا جاتا ہے۔ تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہوتا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب چیئرمین: اب تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔ سید علیم شاہ، جناب محسن لغاری اور جناب محمد یوسف لغاری صاحب کی تحریک التوائے کار ہے، یہ pending ہوئی ہے اور محرک موجود نہیں ہیں۔ اس لئے یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار شیخ اعجاز احمد صاحب کی ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب چیئرمین! یہ پچھلے اجلاس میں پیش کر دی گئی تھی۔ اس پر متعلقہ محکمے کا جواب آنا تھا۔ آپ پوچھ لیں کہ کیا اس کا جواب موصول ہو گیا ہے کیونکہ بد قسمتی سے ہمارے سپورٹس منسٹر استعفیٰ دے چکے ہیں۔

جناب چیئرمین: یہ سپورٹس سے متعلقہ ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: یہ تحریک سپورٹس سے متعلقہ ہے۔ اس لئے منسٹر سپورٹس کو معلوم ہو گا لیکن میں چیک کر کے جناب کو بتا دوں گا۔ اس کو آپ pending فرمالیں۔

جناب چیئرمین: یہ pending کی جاتی ہے۔ اب راجہ ریاض احمد، سید حسن مرتضیٰ اور محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر 792 ہے۔

پولیس تھانہ برکی (لاہور) کا قاتلوں کو گرفتار کرنے کی بجائے مقتول کے بیٹے اور بیوی کے خلاف جھوٹے مقدمہ کا اندراج

سید حسن مرتضیٰ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ایکسپریس" مورخہ 23۔نومبر 2005 کی خبر کے مطابق تھانہ برکی پولیس نے خوشحال سنگھ گھنڈی میں ریڑھی گلی سے گزرنے کے تنازعے پر قتل ہونے والے ریاض کے ملزمان گرفتار کرنے کی بجائے الٹا مقتول ریاض کے بچوں آمنہ بی بی، شریف علی، ارشد علی اور امجد علی کو مقدمات میں پھنسا دیا ہے۔ ایس ایچ او نے ملزمان سے ساز باز کر کے پہلی ایف آئی آر پھاڑ دی اور ایک نئی ایف آئی آر میں ملزمان کو بے گناہ قرار دے کر الٹا مقتول کے بیٹے شریف کو گرفتار کروا دیا۔ ملزمان کی ایماء پر پولیس نے مدعیوں کے گھر ان کے والد کی رسم چہلم میں آئے ہوئے شرکاء پر نہ صرف حملہ کیا بلکہ ان کو ٹھڈے اور تھپڑ مارے اور مقتول کی بیوی پر تشدد کیا جس سے اس کے پیٹ میں بچہ مر گیا۔ پولیس خواتین کو تھانے لے گئی اور ان کی تذلیل کی گئی بعد ازاں مدعیوں پر چوری کا مقدمہ بنا دیا۔ پولیس کی طرف سے اپنے اختیارات کے ناجائز استعمال کرنے اور بے گناہ افراد کو مختلف مقدمات میں پھنسانے کی خبر سے عوام میں شدید اضطراب پایا جانے لگا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب چیئرمین! اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ مورخہ 23-06-2005 کو محمد شریف ولد محمد ریاض قوم باجوہ نے ایس ایچ او برکی کے پاس اپنا تحریری بیان دیا کہ اس کا والد محمد ریاض گھر سے باہر آیا مسجد کے قریب پہنچا تو ایوب وغیرہ پانچ کس افراد نے اس پر حملہ کر دیا۔ دستی ڈنڈوں اور سوٹوں سے وار کر کے اس کو زمین پر گرا دیا۔ لڑائی کے دوران وہ اور اس کا بھائی محمد مالک اپنے والد کو چھڑانے کی کوشش کرتے رہے جس سے وہ زخمی ہو گئے۔ وہ اپنے بھائی اور چچا کے ہمراہ اپنے والد کو جنرل ہسپتال لے گئے جو زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جاں بحق ہو گیا۔ وجہ عناد یہ ہے کہ چند دن قبل اس کے بھائی محمد مالک کا اعجاز وغیرہ سے جھگڑا ہوا تھا اور اس سلسلے میں مقدمہ نمبر 300 مورخہ 23-06-2005 کو درج ہوا اور اسی مقدمہ کے

سلسہ میں تھانہ برکی نے عمران حیات وغیرہ 9 ملزمان کو گرفتار کیا۔ ابھی یہ سلسلہ جاری تھا کہ دوسرے فریق نے عدالت میں ایک درخواست دی جس پر ایک کراس مقدمہ زیر دفعہ 337A1A3 12/148/149 درج کیا گیا۔ یہ آٹھ ملزمان کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا۔ اس لئے جو ابہام محترم ممبر فرما رہے ہیں۔ وہ اس لئے پیدا ہوا کہ ان کا خیال ہے کہ الٹا ان کے خلاف پرچہ کر دیا گیا ہے بلکہ یہ عدالت کے حکم پر cross version درج ہوئی ہے اور اس سلسلے میں کارروائی کر کے ان ملزمان کو گرفتار کیا گیا ہے۔ اس وقت دو مقدمات عدالت میں زیر سماعت ہیں۔ ایک ایک فریق کی طرف سے ہے اور ایک دوسرے فریق کی طرف سے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کسی کو اس میں بے گناہ ملوث کیا گیا اور نہ ہی کوئی چوری کا مقدمہ درج ہوا ہے۔ یہ ایک اخباری خبر تھی جس کو کلی طور پر درست نہیں مانا جا سکتا لیکن جو مدعی پارٹی کے خلاف پرچہ ہوا ہے وہ عدالت کے حکم پر cross version پرچہ ہوا ہے اور اس میں ابھی مزید تفتیش ہونا باقی ہے۔

جناب چیئرمین: جی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئرمین! راجہ صاحب کے علم میں اتنا ہوگا جو وہ فرما رہے ہیں۔ آپ پولیس کے رویے کو بھی جانتے ہیں اور آپ کے ساتھ بھی یہ مسئلے رہے ہیں۔ پولیس اتنی بے لگام ہے کہ یہ جس کی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ان سے یہ خود ہی درخواستیں بنوا کر آئی جی تک خود دلواتے ہیں اور عدالتوں میں خود ملزمان کو راستہ دکھاتے ہیں کہ آپ اس طرح کریں تو ہم ان کو cross version میں پھنسا کر اور جھوٹے مقدمے بنا کر ڈرا دھمکا کر آپ کا کیس واپس کرائیں گے یا صلح کرائیں گے۔ ایک مقدمہ 302 کا ہے اور اس کی cross version 337 A1 A3 سے ہو رہی ہے۔ یہ 302 کے مقابلے میں چھوٹے جرم ہیں، یہ زیادتی ہوئی ہے۔ اگر گورنمنٹ یہاں پولیس کو ہدایت کر دے اگر یہاں بھی یہی کچھ کہا جائے کہ وہ غلط کہہ رہے ہیں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر اخباری خبر کے علاوہ کوئی حقائق معزز رکن کے پاس موجود ہیں تو وہ مجھے دیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان حقائق کے مطابق مزید ہدایات دی جائیں گی۔ یہ مجھے اخباری خبر کے علاوہ کوئی حقائق بتا دیں ہم اس کے مطابق کارروائی کریں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں تو صرف اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ ایک زیادتی پنجاب میں ہوئی ہے۔ یہ گورنمنٹ کے نوٹس میں آگیا ہے۔ یہ پولیس والوں کو تھوڑی سی ہدایت کر دیں کہ انسان بنیں اور لوگوں سے انسانوں کی طرح برتاؤ کریں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: آپ ہدایت کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 793 رانا آفتاب احمد خان صاحب کی ہے۔

سبزہ زار سب ڈویژن واسا (لاہور) کے فیلڈ سٹاف کی طرف
سے سینکڑوں جعلی کنکشن دینے سے واسا کو لاکھوں روپے کا نقصان

رانا آفتاب احمد خان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جناح" مورخہ 23۔نومبر 2005 کی خبر کے مطابق واسا لاہور کی سبزہ زار سب ڈویژن کے فیلڈ سٹاف نے علاقہ کے سماجی کارکنوں کو مبینہ ملی بھگت سے گزشتہ تین سالوں سے غیر قانونی طور پر کنکشن فراہم کرنے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے اور پانچ سے سات ہزار روپے فی کنکشن فیس وصول کی جا رہی تھی جس کا واسا شعبہ ریونیو کے ایک افسر کو علم ہونے پر جعلی کنکشنوں کا انکشاف ہوا۔ ابتدائی طور پر گیارہ سو غیر قانونی کنکشن پکڑے گئے۔ جن کا واسا کے ریونیو کے شعبے کے پاس نہ کوئی ریکارڈ ہے اور نہ ہی ان کنکشنوں پر بل بھجوائے جا رہے تھے جس سے واسا کو لاکھوں کا نقصان ہو رہا ہے۔ سبزہ زار لاہور میں اتنی بڑی تعداد میں غیر قانونی کنکشنوں کی خبر سے نہ صرف لاہور بلکہ پنجاب بھر کے عوام میں شدید غم و غصہ اور بے چینی پائی جانے لگی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: وزیر ہاؤسنگ موجود نہیں ہیں اسے pending کر دیں؟

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! وزیر موجود نہیں ہیں لیکن ان کا کسی کو تو کام depute ہوا ہو گا۔ اگر وہ پاکستان سے باہر چلے گئے ہیں تو کوئی تو جواب دے گا یا پارلیمانی سیکرٹری صاحب آ جائیں۔

جناب چیئرمین: پارلیمانی سیکرٹری صاحب بھی نہیں ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! You have to give a ruling

جناب چیئرمین: کل پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس کا جواب دے دیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: جی، ٹھیک ہے۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب چیئرمین! میری ایک تحریک التوائے کار نمبر 807 ہے اس کو بھی اسی کے ساتھ لے لیا جائے۔

جناب چیئرمین: 807 اس کے ساتھ attach کر دیں۔ 801 رانا ثناء اللہ خان کی ہے۔ جی۔

کنٹریکٹ پر بھرتی کئے گئے ڈاکٹرز کو وعدے کے باوجود مستقل نہ کرنا

رانا ثناء اللہ خان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ صحت حکومت پنجاب نے گریڈ 17، 18 میں میڈیکل آفیسر، اسسٹنٹ پروفیسرز ایسوسی ایٹ پروفیسرز کو پانچ سال کے کنٹریکٹ پر ملازمت فراہم کی ہوئی ہے جن کی تعداد 250 کے قریب ہے اور زیادہ تر ڈاکٹر صاحبان ایسے اضلاع بالخصوص جنوبی اور پسماندہ اضلاع میں تعینات ہیں۔ ان ڈاکٹر صاحبان کے مطالبہ اور عوامی حلقوں کی طرف سے تائید پر حکومت پنجاب نے گزشتہ سال سے ان ڈاکٹرز کو regularize کرنے کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ جسے بہت جلد پورا کرنے کی تجدید بھی متعدد بار کی گئی ہے۔ لیکن حکومت مسلسل لیت ولعل سے کام لے رہی ہے۔ اس ابہام کی وجہ سے ان ڈاکٹرز کی کارکردگی متاثر ہو رہی ہے۔ اس صورتحال سے صوبہ کے عوام میں اضطراب اور پریشانی پائی جاتی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب چیئرمین! اس کا ابھی جواب موصول نہیں ہوا۔ اسے کل تک اگر pending کر دیا جائے تو میں مفصل جواب دے دوں گا۔

جناب چیئرمین: جی، رانا صاحب! pending کر دیں۔

رانا ثناء اللہ خان: ٹھیک ہے جناب!

جناب چیئرمین: یہ تحریک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک نمبر 804 حاجی محمد اعجاز، ملک اصغر علی قیصر کی ہے۔

لاہور میں ایل پی جی سیل پوائنٹ پر پولیس
اور سول ڈیفنس کے غیر قانونی چھاپے اور بھتہ کی وصولی

ملک اصغر علی قیصر: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 23۔ نومبر 2005 کی ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق لاہور میں اس وقت LPG کے تقریباً 2 ہزار کے قریب سیل پوائنٹس کام کر رہے ہیں جن پر پولیس اور سول ڈیفنس کے حکام غیر قانونی چھاپے مار کر مالکان کو ہراساں کر کے روزانہ ایک لاکھ کے قریب بھتہ وصول کر رہے ہیں۔ اگر LPG کاروبار میں خامیاں ہیں تو مشاورت سے ان کا ازالہ کیا جا سکتا ہے۔ LPG حادثات کا باعث نہیں ہے بلکہ نان برانڈڈ سلنڈروں کی وجہ سے حادثات ہوتے ہیں۔ کارروائی ان فیکٹریوں کے خلاف ہونی چاہئے جہاں ناقص کوالٹی کے سلنڈر بنائے جا رہے ہیں۔ ان LPG کے سیل پوائنٹس پر چھاپوں کی وجہ سے کافی تعداد میں یہ سیل پوائنٹس عارضی طور پر بند کر دیئے گئے ہیں جس کی وجہ سے سینکڑوں کی تعداد میں رکشے بند ہو گئے ہیں اور ہزاروں کی تعداد میں لوگ بے روزگار ہو گئے ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، راجہ بشارت صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! یہ درست ہے کہ غیر قانونی سیل پوائنٹس اور غیر معیاری سلنڈر جو بیچنے والی فیکٹریاں ہیں ان کے خلاف کارروائی کی گئی ہے اور یہ کارروائی ابھی تک جاری ہے۔ یہ ایک مسلسل عمل ہے جس کے تحت یہ کارروائی کی جاتی ہے لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ پولیس بھتہ وصول کرتی ہے تو کوئی specific allegation اس سلسلے میں نہیں لگایا گیا اور اس بات کو خود معزز رکن نے تسلیم کیا ہے کہ یہ ایک ایسا کاروبار ہے کہ جس سے انسانی جانیں ضائع ہوتی ہیں اور انہوں نے خود فرمایا ہے کہ اگر اس میں کوئی نقائص ہیں تو مشاورت کے ساتھ اس مسئلے کو طے کیا جا سکتا ہے۔ میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ آئیں ہمارے ساتھ بیٹھیں،

جن لوگوں کے کوئی مسائل ہیں ان کو دیکھا جا سکتا ہے لیکن اس غیر قانونی کاروبار کی کسی صورت اجازت نہیں دی جا سکتی اس لئے میری جناب سے استدعا ہو گی کہ اس تحریک التوائے کار کو خلاف ضابطہ قرار دیا جائے اور معزز رکن کے ساتھ ہم بیٹھنے کے لئے تیار ہیں جو یہ تجاویز دیں گے انشاء اللہ تعالیٰ اس کے مطابق عمل کیا جائے گا۔ شکریہ

ملک اصغر علی قیصر: جناب چیئرمین! میری یہی گزارش ہے کہ بہت سے لوگ اس کاروبار سے وابستہ ہیں اور پٹرول پمپ کی access ہر جگہ نہیں ہے۔ اب تو لوگوں نے آٹو موٹر سائیکلیں بھی گیس پر کروانی شروع کر دی ہیں اور یہ LPG پر چل رہے ہیں تو اس کا کوئی باضابطہ لائحہ عمل مرتب کر کے اور ان کو قانون کے دائرے میں پابند کر کے کوئی ایسا قانون بنا دیا جائے جس کے تحت لوگوں کو problems بھی نہ ہوں اور یہ لوگ ایک قانونی دائرے کے اندر رہتے ہوئے اپنی روزی کما سکیں اور اپنے کام کو سرانجام دے سکیں۔ شکریہ

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

مسودات قانون

(جو متعارف ہوئے)

جناب چیئرمین: یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ محترمہ ثمینہ نوید کی ایک تحریک Consideration of Report of the Privilege Committee کے متعلقہ ہے ان کی طرف سے درخواست آئی ہے کہ اسے pending کر دیں۔ لہذا یہ pending کی جاتی ہے۔ ایجنڈے کے اگلے آئیٹم پر The University of Arid Agriculture Rawalpindi (Amendment) Bill 2004(Bill No.12 of 2004) ہے۔ کائرہ صاحب کی request پر یہ بھی pending کی جاتی ہے۔ اگلی amendment رانا آفتاب صاحب move کریں گے۔ جی!

مسودہ قانون (ترمیم) جنگلات مصدرہ 2005

RANA AFTAB AHMAD KHAN: Sir, I move:-

> That leave be granted to introduce the Forest (Amendment) Bill 2005.

MR CHAIRMAN: The motion moved is:-

That leave be granted to introduce the Forest (Amendment) Bill 2005.

any member or Minister may oppose.

MINISTER FOR FOREST: I oppose it.

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئر مین! سب سے پہلے مجھے بڑا افسوس ہوا ہے کہ وزیر موصوف نے اس چیز کو oppose کیا ہے اس forest bill میں، میں نے جو amendments move کی ہیں یہ جو ایکٹ تھا اس سے relate کرتی ہیں اس میں آج تک یہ کوئی amendment نہیں لائے ہیں۔ اگر دیکھا جائے تو میں نے اس میں جو amendments move کی ہیں یہ 1927 کا ایکٹ تھا جس کے تحت تھیں۔ اس وقت آپ دیکھیں کہ اگر کسی جرم کی سزا 200 روپے تھی تو ابھی تک وہی چل رہی ہے۔ جس طرح ان کے محکمے سے لکڑی چوری ہوتی ہے اور گھپلے ہوتے ہیں اس کی نشاندہی کی گئی تھی۔ جب سزا زیادہ ہوگی تو یہ گھپلے نہیں ہوں گے۔ اس محکمے کی کارروائی دیکھیں کہ ان کے ڈی ایف اوز کے خلاف انٹی کرپشن کے پرچے درج ہوئے ہیں اور انہوں نے ان کو کنزرویٹر فارسٹ لگایا ہوا ہے۔ میں نے جو amendments move کی ہیں میں اس کے objects پڑھ دیتا ہوں۔

The Forest Act was enacted in 1927 and thereafter some amendments were made in 1937 and after that no amendment was made in the said act to raise the penalities and fines which were proposed in the Act. As the fines and penalties for removing of trees, breach of rules and the punishment of wrongful acts etc. are much minor as compared to present value of the rupees. The penalties and fines are enhanced through the bill.

ہم نے یہ نہیں کہا کہ حکومت میں کوئی کمی ہوئی ہے۔ اگر اس محکمے میں اتنی اہلیت نہیں تھی یا انہوں نے نہیں سوچا کہ آپ ان قوانین کو update کر لیں تو میں نے یہ amendments move کی ہیں کہ جس میں fine and penalties enhance کی جائیں۔ اس وقت کے جو 1927 کے رولز تھے اس وقت پیسے کی value کیا تھی اور اب کیا ہے؟ کیونکہ اب یہ درخت چوری کرواتے ہیں، آرام سے دو سو روپے عدالت میں جرمانہ دیتے ہیں اور فارغ ہو جاتے ہیں۔ جب اس کی penalty، جرمانہ اور اس کی سزا زیادہ ہو گی تو چوری بھی رکے گی۔ میں نے ایک مفاد عامہ کے لئے محکمے کی بہتری کے لئے یہ دس amendments move کی ہیں اگر دیکھا جائے اور لاء منسٹر صاحب اس کو غور کر لیں اور یہ advice کریں کہ He should not oppose it. Let this bill be referred to the Committee اور اس میں اگر آپ بھی کوئی تجویز لانا چاہتے ہیں کیونکہ ہمارے جتنے بھی قانون ہیں ان کو موجودہ حالات کے مطابق update کرنے کی ضرورت ہے بلکہ تمام محکموں کو ضرورت ہے۔ اس لئے ہم نے یہ move کیا ہے۔ میری request ہے کہ یہ اس کو oppose نہ کریں۔ پہلے میں motion move کروں اور اس کے بعد آپ اسے کمیٹی کے پاس refer کر دیں تاکہ اس پر amendments ہو سکیں۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میری اس میں گزارش یہ ہے کہ جو وزیر صاحب نے اس بل کو oppose کیا ہے کہ ان کی طرف سے جو amendments Forest Act 1927 میں ہیں یہ صرف ایک دو معزز رکن نے دی ہیں ان کی بات نہیں ہے۔ محکمے کا بل already under process ہے جس میں سیکشن 26 میں amendments دی گئی ہیں 26(a) میں، 33 میں، 33(a) میں، 42 میں، 51 میں، 62 میں، 67 میں، 71 میں، 77 میں اور 79 میں ترامیم دی گئی ہیں۔ یہ حکومت کا ایک بڑا جامع بل ہے۔ یہ move ہو چکا ہے، ڈیپارٹمنٹ نے اس کو لاء ڈیپارٹمنٹ کے پاس veting کے لئے بھیجا ہوا ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب سے اصولی طور پر اس سے منظوری لی گئی ہے۔ معزز رکن سے میری گزارش ہے کہ یہ مہربانی فرمائیں اور اس کو پریس نہ کریں۔ اسی لئے وزیر متعلقہ نے اس کو oppose کیا ہے کیونکہ حکومت already اس پر ترامیم لا رہی ہے اس لئے پرائیویٹ ممبر کو اس میں ترامیم لانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب یہ کمیٹی کے پاس جائے گا معزز رکن اپنی رائے دیں گے، اسمبلی میں آئے گا اور یہ اس میں چاہیں گے تو

اس وقت اپنی ترامیم دے دیں لیکن اس وقت جبکہ حکومت اس بل کو move کر چکی ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس معزز رکن کے پیش کردہ بل سے زیادہ جامع ہے اس لئے میری درخواست ہے کہ معزز رکن اس کو پریس نہ کریں اور گورنمنٹ کا بل دیکھ لیں اور اگر یہ اس میں کوئی ترمیم دینا چاہیں تو ہم حاضر ہیں۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب! آپ یہ بیان ریکارڈ کرادیں کہ کب تک لے آئیں گے۔ میں اس محکمہ کا وزیر رہا ہوں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ضروری ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! try to apriciate کیونکہ میں نے یہ ترامیم move کی ہیں---

(اذان ظہر)

جناب چیئرمین: رانا صاحب! آپ پہلے میری بات سن لیں۔ آپ کو اس کمیٹی میں باضابطہ ممبر بناتے ہیں۔ اب ہم ان کو move کریں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اس کو دیکھ لیں اس میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے اگر یہ چلا جائے گا تو میں اس میں help کر رہا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ اس میں کوئی سیکشن رہ گیا ہو۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! میری درخواست یہ ہے کہ اگر رانا صاحب یہ پسند فرمائیں اور جناب وزیر صاحب بھی پسند فرمائیں تو ان کا بل بھی کمیٹی میں بھیج دیا جائے۔ یہ مل کر اس کو decide کر لیں گے۔

جناب چیئرمین: کمیٹی کی جب میٹنگ ہو گی تو اس میں یہ دیکھ لیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! وہاں پر بھی گورنمنٹ ہی کی اکثریت ہے اس لئے میری گزارش ہے کہ اس کو کمیٹی میں بھیج دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! جب یہ بل جائے گا اور اگر ہم یہ بل oppose کریں گے تب بھی کابینہ سے ہمیں decision لینا پڑے گا اور اگر ہم اس کے حق میں جائیں گے تب بھی کابینہ سے decision لینا پڑے گا اور کابینہ کے پاس یہ already under consideration ہے۔ 08-09-2005 سے ہم اس پر کام کر رہے ہیں آپ نے تو ابھی ترامیم دی ہیں اس کے باوجود اگر آپ ان کو کمیٹی میں شامل کر لیتے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: جی، رانا صاحب! آپ کو کمیٹی میں شامل کر لیا گیا ہے لہذا یہ ترامیم dispose of کی جاتی ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ اس کو dispose of نہ کریں بلکہ اس کو pending کر لیں کیونکہ اگر آپ نے dispose of کر دی تو مجھے پھر سے یہ سارا process کرنا پڑے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! اس بل کو رانا صاحب withdraw نہیں کریں گے۔ انہوں نے oppose کیا ہے تو آپ اس کو vote out/rule out کروالیں۔ کیونکہ جب سال کے آخر میں محترم وزیر قانون صاحب اپنی کارکردگی پیش کرتے ہیں کہ جناب ہم نے ایک سو دس بل پاس کر لئے ہیں اور اتنی legislation کر لی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی بات کرتے ہیں کہ اپوزیشن کی طرف سے کوئی بل introduce نہیں ہوا۔ اب یہ خود فرما رہے ہیں کہ اس قسم کے بلز کو introduce کرنے کے لئے اور legislation کے لئے کابینہ کی pre-permission چاہئے۔ جب یہ صورتحال ہو اور اس کے بعد ان کا یہ موقف کہاں تک درست ہے کہ اپوزیشن کی طرف سے legislation نہیں آتی۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! اگر یہ اگلے اجلاس میں نہیں لائیں گے تو ان کا بل as it is بغیر قرعہ اندازی کے admit ہو گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! میری عرض ہے کہ انہوں نے ایک بل introduce کیا ہے۔ اس کا ایک طریقہ یہ ہے کہ وہ کمیٹی کے پاس چلا جائے۔ دوسرا اگر لاء منسٹر صاحب نے oppose کیا ہے تو آپ اس کو vote out کروالیں۔

جناب چیئرمین: ان کی قانونی مجبوری ہے کہ وہ کابینہ میں جائے گا اور پھر واپس آئے اور پھر وہ move کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! یہ اپنی کارکردگی پیش کرتے ہیں اور اپوزیشن کو اس بات کا طعنہ دیتے ہیں تو اس وقت بھی یہ مجبوری سامنے رکھا کریں۔

جناب چیئرمین: یہ بات ان کے سامنے آچکی ہے کہ رانا آفتاب صاحب نے یہ بل move کیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں میں اس کو dispose of کر چکا ہوں۔

The Punjab Soil Reclamation (Amendment) Bill 2006.

کائرہ صاحب کی طرف سے تحریر آئی ہے لہذا اس کو pending کیا جاتا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! میں نے ایک بل پر amendment move کی ہے انہوں نے oppose کیا ہے آپ اس کو dispose of نہیں کر سکتے۔ آپ اس کو ہاؤس کے سامنے رکھیں اور اس پر ووٹنگ کروالیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بل already ہمارے under consideration ہے۔ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے لاء ڈیپارٹمنٹ کو ڈرافٹ گیا ہے۔ لاء ڈیپارٹمنٹ vet کر کے اس کو واپس بھیجے گا۔ کابینہ سے اس کی منظوری ہو گی اور ہم اسمبلی میں lay کریں گے۔ ہمارا یہ ایک پروسیجر ہے جس سے یہ بل گزر رہا ہے۔ یہ پروسیجر 08-09-2005 سے جاری ہے۔ یہاں پر اب طریق کار بن گیا ہے کہ ڈیپارٹمنٹ کا بل under process ہوتا ہے اور یہ اسی کو اٹھا کر اپوزیشن اپنا بل لے آتی ہے۔ یہ صرف اس کیس میں نہیں ہوا بلکہ کوآپریٹو میں بھی یہ ہوا اور آج تک ایسا ہوتا آیا ہے یہ میں انتہائی وثوق سے کہتا ہوں۔ 08-09-2005 سے گورنمنٹ کا یہ بل under process ہے اور اس میں 15 کے قریب ترامیم آ رہی ہیں جو کہ میں نے ابھی آپ کی خدمت میں پیش کی ہیں اسے اٹھا کر اگر private member دے دیتا ہے تو میں اس کو کارکردگی ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ اگر آپ ان سے ہٹ کر اپنی ترامیم دیں، apply mind کریں اور اس سے ہٹ کر ترامیم دیں لیکن ہمارے ہی بل کو اٹھا کر اس میں سے ترامیم نکال کر لے آئیں تو یہ مناسب نہیں ہے۔ آپ بے شک اس پر House سے ووٹنگ کروالیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! میں نے under the rules ایک amendment move کی ہے۔ یہ ان کے محکمے کی نااہلی ہے اگر میں نے ایک پرائیویٹ ممبر ڈے پر اپنا حق استعمال کرتے ہوئے ایک ترمیم move کی ہے اور انہوں نے oppose کیا ہے تو آپ اس کو House میں رکھیں اور ایک پروسیجر کو adopt کریں۔

جناب چیئرمین: چلیں ہم اس کو House کے سامنے put کرتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: ٹھیک ہے، جناب والا!

MR. CHAIRMAN: The motion moved and the question is:-

That leave be granted to introduce the Forest (Amendment) Bill 2005.

(The motion was lost.)

جناب چیئرمین: اب نماز کا وقفہ کیا جاتا ہے اور اجلاس آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کے لئے آدھ گھنٹہ تک ایوان کی کارروائی ملتوی کی گئی)

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کے وقفہ کے بعد 1.56 پر جناب چیئرمین رائے اعجاز احمد کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب کا The Punjab Soil Reclamation (Amendment) Bill 2006(Bill No.1 of 2006) ہے لیکن ان کی طرف سے اسے pending کرنے کے لئے درخواست آئی ہے لہذا اسے pending کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد The Colonization of Government Lands(Punjab)(Amendment) Bill 2005(Bill No. 29 of 2005) چودھری اصغر علی گجر صاحب، سید احسان اللہ وقاص اور جناب محمد وقاص صاحب کی طرف سے ہے۔

مسودہ قانون (ترمیم) آبادکاری سرکاری اراضی مصدرہ 2005

SYED IHSAN ULLAH WAQAS: Sir, I move:

That leave be granted to introduce the Colonization of Government Lands (Punjab) (Amendment) Bill 2005

MINISTER FOR IRRIGATION: I oppose it Sir.

جناب چیئرمین: جی، سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئرمین! ہم نے جو بل پیش کیا ہے۔ پورے پنجاب کے اندر حکومت کی ہزاروں ایکڑ زمین ہے جس پر مختلف قبضہ گروپوں نے قبضہ کیا ہوا ہے۔ حکومت کی طرف سے

زمین کا قبضہ واپس لینے کے لئے جو قانون یا جو سزائیں رکھی گئی ہیں وہ نہ ہونے کے برابر ہیں۔ جس کے نتیجے میں جو آدمی زمین پر قبضہ کر لیتا ہے اول تو اس کے خلاف بہت کم move کیا جاتا ہے۔ لہذا ہم نے تو حکومت کے حق میں اور اس کے فائدے کے لئے یہ بل move کیا ہے کہ حکومت کی ہزاروں ایکڑ زمین پر جو لوگ قبضہ کر لیتے ہیں اسے قبضے سے بچایا جائے اور اس بارے میں قانون سخت کیا جائے مگر ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ حکومت کو ان چیزوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے، کوئی قبضہ کرتا ہے تو کرتا پھرے۔ آج وقفہ سوالات کے دوران آپ کے سامنے تھا کہ قبرستان کی ساری زمین پر قبضہ کر لیا گیا ہے اور 20 سال گزر گئے ہیں لیکن کوئی ان کو پوچھنے والا نہیں ہے۔ قبضے کرنے والے حکومت کے اپنے لوگ ہوتے ہیں اور یہ ان سے صرف نظر کرتے ہیں۔ اس کے لئے ہم نے یہ ترمیم پیش کی ہے تاکہ قبضہ مافیا کے خلاف سخت کارروائی ہو سکے۔ اس لئے قانون میں ترمیم ہونی چاہئے ان کے خلاف ایکشن لینا چاہئے۔ اول تو خود حکومت کو چاہئے تھا اور بہت پہلے چاہئے تھا کہ یہ خود اس کو move کرتے اور کہتے کہ ہماری ہزاروں ایکڑ اراضی پر لوگ قبضے کر رہے ہیں۔ اس کو واپس لینے کے لئے اس قانون کو مؤثر بنانا چاہتے ہیں۔ جب یہ خود بھی move کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں اور ایک پرائیویٹ ممبر کی حیثیت سے ہم لوگوں نے محنت کر کے اس قانون کو دیکھا اور اس کو move کیا ہے تو اب حکومت اس کی مخالفت کر رہی ہے۔ مجھے حکومت کی مخالفت کی سمجھ نہیں آ رہی۔ اس لئے میری آپ سے اور اس معزز ایوان سے یہ گزارش ہے کہ پنجاب بھر میں قبضہ مافیا اور لینڈ مافیا کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے ہم نے جو ترمیم move کی ہے اس کو منظور کیا جائے۔ House سے یہ بھی درخواست کرتا ہوں کہ قطع نظر اس بات کے کہ یہ اپوزیشن کے کسی ممبر کی طرف سے move کی گئی ہے یا سرکاری بنچوں کی طرف سے move کی گئی ہے حالانکہ یہ کام گورنمنٹ کے کرنے کا تھا کہ وہ اپنی زمین کے تحفظ کے لئے اس ترمیم کو move کرتے اور اگر ہم نے اسے move کیا ہے تو اسے ایک اچھی بات سمجھتے ہوئے اس معاملے میں ہماری تائید فرمائیں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جناب ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ جو ایکٹ تھا یہ 1911 کو بنا تھا اور اس میں آج تک کوئی ترمیم بھی نہیں کی گئی۔ اس میں جو لوگ زمین پر ناجائز قبضہ کر لیتے ہیں اس ایکٹ میں جو سزا لکھی گئی ہے وہ 2 لاکھ روپے لکھی گئی ہے۔ اس میں جو سزا ہے وہ 6 مہینے کے لئے ہے۔ ہم نے جو ترمیم دی ہے اس میں ہم نے تجویز کیا ہے کہ 10 لاکھ روپے جرمانہ اور 5 سال کم از کم سزا دی جائے۔ اس

لئے کہ سخت سزائیں دے کر ہی ہم قبضہ مافیا کو ختم کر سکتے ہیں جو اس وقت پورے ملک میں اور پنجاب میں خصوصی طور پر چھایا ہوا ہے۔ ان سزاؤں کو بڑھا کر ان کو discourage کیا جائے اس لئے میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ اس کو oppose کرنا کوئی اچھی روایت نہیں ہے بلکہ یہ تو گورنمنٹ کی favour ہے کہ یہ اتنا پرانا ایکٹ تھا جس میں ہم نے کہا ہے کہ اس کو renew کر کے سزاؤں کو بڑھا دیا جائے تاکہ اس کو روکا جا سکے۔ شکریہ

جناب چیئر مین: وزیر کالونیز!

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے وقت عنایت فرمایا۔ میں معزز محرک سے یہ درخواست کرنا چاہوں گا کہ حکومت اس بارے میں تمام پہلوؤں پر غور کر رہی ہے اور خصوصی دلچسپی رکھتی ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے حکومت کی قیمتی اراضی پر قبضہ کیا ہوا ہے وہ قبضہ ان سے واگزار کروانے کے لئے ہم انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ اجلاس میں ایک نیا قانون جو بڑا موثر قانون ہوگا لائیں گے اس لئے میں شاہ صاحب کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے ایک بڑا اچھا اور valid point raise کیا ہے۔ ہم ان کی مشاورت سے نیا قانون لائیں گے اور انشاء اللہ ان کو بھی اس قانون سازی میں شامل کریں گے ان کی جو قیمتی آراء ہے اس کو بھی مدنظر رکھیں گے اور جو نیا قانون لائیں گے ہم کوشش کریں گے کہ وہ ایک موثر قانون ہو۔ صرف سزا کو بڑھا دینے سے اب یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ اس میں اور بہت سارے عوامل بھی ہیں جس کو پیش نظر رکھ کر نیا قانون بنانا پڑے گا۔ اس لئے میری معزز رکن سے یہ درخواست ہوگی کہ آپ مہربانی فرما کر اس کو press نہ کریں۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ وعدہ کرتے ہیں کہ اگلے سیشن میں نیا قانون لائیں گے اور وہ قانون ہوگا جس میں تمام پہلوؤں کا اعادہ کیا جائے گا اور آپ کی مشاورت سے اس قانون کو لائیں گے۔ بہت بہت شکریہ

جناب چیئر مین: وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! حکومت نے یہ طریقہ اپنا لیا ہے کہ ہم جو بھی ترمیم پیش کرتے ہیں یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم بھی لا رہے ہیں۔ اس کے بعد سال سال نہیں لاتے۔

جناب چیئر مین: وہ یقین دہانی کروا رہے ہیں کہ اگلے اجلاس میں کریں گے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! ہماری ہمدردانہ گزارش ہے آپ وہ سن لیں۔

جناب چیئرمین: فرمائیں!

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! میری درخواست یہ ہے کہ ایک سال پہلے میں نے فاریسٹ کے حوالے سے ایک بل پیش کیا تھا۔آج میرے فاضل بھائی رانا آفتاب صاحب نے بھی پیش کیا ہے اور حکومت نے کہہ دیا ہے۔اس وقت بھی مجھے یہ کہا گیا تھا کہ ہم اپنا بل لا رہے ہیں آج پھر ایک سال بعد یہی کہہ دیا ہے کہ ہم اپنا بل لا رہے ہیں۔اب یہ دوسرا بل پیش کیا ہے تو اس میں حکومت نے یہی کہہ دیا ہے کہ ہم اپنا بل لا رہے ہیں۔یہ اگر اس بات کی یقین دہانی کروائیں کہ اسمبلی کے اگلے اجلاس میں یہ بل لے آئیں گے تو میں اس پر stress نہیں کرتا لیکن یہ میرے ساتھ commitment کریں۔

جناب چیئرمین: وزیر کالونیز!

وزیر کالونیز: جناب والا! میں پہلے بھی گزارش کر چکا ہوں۔شاہ صاحب ہمارے بڑے معزز دوست ہیں بزرگ ہیں، میں ان کا ذاتی طور پر بھی احترام کرتا ہوں اور اچھی قانون سازی کے لئے یہ تحرک فرما رہے ہیں۔میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اگلے اجلاس میں اسی کے لئے بڑا موثر قانون لے کر آئیں گے جو کہ تمام پہلوؤں کو cover کرے گا اور قبضہ گروپ کے خلاف مؤثر لائحہ عمل تجویز کریں گے جس سے قبضہ گروپ کا خاتمہ ہو گا اور حکومت کی جو قیمتی زمین ہے اس کو ان سے واگزار کروایا جائے گا۔

جناب چیئرمین: یہ پھر آپ واپس لیتے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: وزیر موصوف کی یقین دہانی پر میں واپس لیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: اسے dispose of کیا جاتا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! ایک انتہائی اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔اس وقت وزیر صحت یہاں پر تشریف فرما ہیں۔اس وقت جو پرائیویٹ میڈیکل کالج ہیں انہوں نے ملک میں اور صوبہ پنجاب میں لوٹ مار مچائی ہوئی ہے اور جو صورتحال create کی ہوئی ہے میری آپ سے درخواست ہے کہ حکومت جو پرائیویٹ میڈیکل کالجز ہیں ان کے متعلق اپنی

پالیسی وضع کرے۔

جناب سپیکر! دوسرا سیالکوٹ میں ایک میڈیکل کالج بنا تھا جس کا افتتاح جناب گورنر پنجاب نے کیا تھا اور اب اس کو افتتاح کئے ہوئے ایک سال ہو گیا ہے۔ ابھی تک دور دور تک اس کے کوئی آثار دکھائی نہیں دیتے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر صحت سے یہ درخواست کروں گا کہ ان دو اہم باتوں کا جواب دیں۔ پہلا سوال تو بہت ہی اہم ہے کیونکہ یہ پنجاب لیول پر ہے اور دوسرا میڈیکل کالج سیالکوٹ سے متعلق ہے اس کی وضاحت فرمادیں۔

جناب چیئرمین: ایجنڈا مکمل ہونے دیں اس کو بعد میں دیکھ لیتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! اس وقت وزیر صحت صاحب موجود ہیں وہ اس پر اگر بیان دے دیں تو بہتر ہو گا کیونکہ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔ کیونکہ وزیر صحت بعض دفعہ ہوتے نہیں ہیں۔ یہ ہمارا پرائیویٹ ممبر ڈے ہے اس میں اگر وضاحت آجائے تو میں آپ کا بڑا ممنون ہوں گا۔

جناب چیئرمین: ایجنڈے کے بعد اس کو take up کر لیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! مجھے اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن یہ یقین دہانی کروا دی جائے کہ ایجنڈے کے بعد اس کو take up کیا جائے گا۔

جناب چیئرمین: وزیر موصوف نہیں جاتے وہ تشریف رکھتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری زاہد پرویز صاحب! Canal and drainage (Amendment) Bill 2005 (Bill No. 30 of 2005)

مسودہ قانون (ترمیم) کینال اینڈ ڈرینج مصدرہ 2005

CH ZAHID PERVEZ: Sir, I move that leave be granted to introduce the Canal and Drainage (Amendment) Bill 2005.

MR CHAIRMAN: The motion moved that leave be granted to introduce the Canal and Drainage (Amendment) Bill 2005. Any Member or Minister may oppose it.

وزیر آبپاشی: جناب والا! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: چودھری زاہد پرویز!

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! یہ ایکٹ 1873 میں بنا تھا۔ اس وقت جو لوگ نہر کو cut لگاتے تھے ان کو صرف 200 روپے جرمانہ ہوتا تھا لیکن اس کو اب تقریباً سوا سو سال ہو گیا ہے اور اس وقت کا دو سو آج کے دو لاکھ سے بھی زیادہ ہے۔ میری وزیر موصوف سے اور معزز House سے یہ گزارش ہے کہ جو لوگ طاقتور ہیں وہ کمزور لوگوں کی زمینوں تک پانی نہیں جانے دیتے۔ یعنی tail تک پانی نہیں پہنچتا اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ دو سو کی بجائے کم از کم پانچ ہزار روپے جرمانہ کیا جانا چاہئے بلکہ آج کے زمانے کے حساب سے تو اس سے بھی زیادہ کیا جانا چاہئے۔ میرا ضلع گوجرانوالہ سے تعلق ہے، گرمی آنے والی ہے اور گوجرانوالہ ضلع سب سے زیادہ دھان کی فصل پیدا کرتا ہے۔ وہاں جو کمزور کاشت کار ہیں ان کو بہت ہی زیادہ suffer کرنا پڑتا ہے کیونکہ ان کی زمین تک پانی نہیں پہنچتا۔ لہذا اس کی سزا کو بڑھانا چاہئے اور جرمانے کی رقم بھی پانچ ہزار تک کرنی چاہئے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! چودھری زاہد پرویز صاحب نے جو بل پیش کیا ہے یہ اس موقع کے حوالے سے بہت ہی valid ہے۔ صورتحال یہ ہے کہ بہت زیادہ زمین اب زیر کاشت آ گئی ہے اور چونکہ پانی کے نئے ذخائر نہیں بنے ہیں اس لئے پانی اسی لیول یا اسی مقدار کے اندر موجود ہے۔ اب جو تگڑے اور بااثر لوگ حکومتی مناصب پر بیٹھے ہیں یا کوئی افسران ہیں یا جرنیل ہیں، بہاولپور کے اندر تو آپ کو پتا ہے کے جرنیل صاحبان کی لوٹ سیل لگی ہوئی ہے۔ جیسے ہی ان کے کندھوں کے اوپر جرنیلی کے بیج آ جاتے ہیں وہ دو دو مربعے لے لیتے ہیں اور اس کے بعد اس موضع کی نمبرداری بھی لے لیتے ہیں۔

جناب والا! لیفٹیننٹ جنرلز کی ایک پوری فہرست ہے جنہوں نے بہاولپور کے اندر زمینیں لی ہوئی ہیں۔ اس میں ہوتا یہ ہے کہ جب کسی جرنیل کو زمین الاٹ ہو جاتی ہے تو پھر محکمے کو ہدایات یہ ہیں کہ ان کا ایک گھنٹے کا پانی لازمی طور پر پورا کیا جائے۔ میرا آدھے گھنٹے کا پانی کاٹ دیں گے، آپ کا آدھے گھنٹے کا کاٹ دیں گے لیکن جرنیل صاحب کو پورا کریں گے۔ اس کے نتیجے میں پانی مزید کم ہو جاتا ہے۔

جناب چیئرمین: ضروری نہیں کہ جرنیل کو ہی دیا جائے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! پھر ہوتا یہ ہے کہ جو لوگ tail پر ہوتے ہیں اور میں خاص طور پر بہاولپور کی بات کروں گا کہ بہاولپور کا سارا علاقہ tail پر واقع ہے اور جو اوپر کی سائیڈ پر زمیندار ہیں۔۔۔

وزیر خوراک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: وزیر خوراک پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر خوراک: جناب چیئرمین! اگر آپ یہ فہرست دیکھیں تو بل کے movers میں موصوف ڈاکٹر وسیم صاحب کا نام نہیں ہے تو Can he speak on this motion? وہ قانون اور رولز کے مطابق اس کے اوپر نہیں بول سکتے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب! بیٹھیں، تشریف رکھیں۔

وزیر خوراک: جناب چیئرمین! House کے اندر جو رولز کے مطابق کام ہو رہا ہو، وہ چلنے دیں باقی کو ٹوکیں۔ اس میں میں تو کوئی زیادتی نہیں کر رہا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا تھا۔ میں اس حوالے سے آخری بات یہ کروں گا کہ بااثر لوگ پانی کاٹ لیتے ہیں، پائپ لگا لیتے ہیں جس کے نتیجے میں غریب غرباء کا حق مارا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب! تشریف رکھیں۔ جی، وزیر آبپاشی صاحب! آپ کے محکمے کا سیکرٹری یا محکمے کا کوئی بندہ آیا ہوا ہے یا آپ خود ہی defend کریں گے۔ کم از کم ان کے علم میں ہونا چاہئے کہ آج پرائیویٹ ڈے پر کوئی بل ہے۔ اس لئے ان کا آنا ضروری ہے۔ وہ کیوں نہیں آئے۔

وزیر آبپاشی: جناب چیئرمین! اس میں میں آیا ہوا ہوں۔

جناب چیئرمین: میں direction دیتا ہوں کہ جن محکموں کے متعلقہ بلز یہاں ہوں گے ان محکموں کے سیکرٹریز یہاں اجلاس attend کریں گے۔

وزیر آبپاشی: جناب چیئرمین! اس میں، میں ذمہ دار ہوں۔ میں ڈیپارٹمنٹ کی ایک ایک چیز کو دیکھ رہا ہوں اس میں میری ذمہ داری ہے۔ میں آیا ہوا ہوں اور میں نے ہی جواب دینا ہے۔ اس میں آپ بیوروکریسی کو کیوں ڈالتے ہیں، اس کا انہوں نے کیا جواب دینا ہے وہ تو یہاں آکر بیٹھ کر چلے جاتے ہیں۔ I am fully responsible and I am giving the answer. اس میں عرض ہے کہ انہوں نے صرف Section. 70 کی amendment کے لئے بات کی ہے اس میں یہ پانی چوری کے حوالے سے 5 ہزار روپیہ جرمانہ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ 1873 بہت پرانا ایکٹ ہے۔ اس پورے ایکٹ میں amendments کے لئے ہمارا ڈیپارٹمنٹ پورے سال سے کام کر رہا تھا۔ اس کے ایک mover محمد یار مونکا صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں ہم نے انہیں بھی دعوت دی، ان کی تجاویز پر بھی پورا غور و خوض کیا۔ اس کے بعد تمام ایکٹ کی ترامیم کو finalize کر کے محکمہ بورڈ آف ریونیو کو بھیج دیا۔ ان کی recommendation کے بعد اس وقت یہ کیس لاء ڈیپارٹمنٹ کے پاس vetting کے لئے پڑا ہوا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اگلے اجلاس میں اس Canal and Drainage Act 1873 میں تمام کی تمام ترامیم لائی جائیں گی۔ ہم اس میں جامع ترامیم چاہتے ہیں اور صرف ایک سیکشن نہیں بلکہ تمام سیکشنز پر غور و خوض کیا جائے۔ یہاں ایک رکن نے پانی چوری کے حوالے سے بات کی کہ صرف چند روپے جرمانہ کر دیا جاتا ہے تو میں آپ کو بتا دوں کہ انہوں نے تو صرف 5 ہزار روپے جرمانہ کہا ہے۔ ہم نے اس سیکشن 70 میں 5 ہزار جرمانہ کے علاوہ قید کی سزا بھی propose کی ہے۔ اگر وہ پہلی دفعہ جرم کرے گا تو اس کو جرمانے کے ساتھ ساتھ تین ماہ قید ہو گی اور وہ اس کو بار بار کرے گا تو جرمانے کے ساتھ ساتھ ہم ایک سال قید کی تجویز لا رہے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ یہ پانی چوری کے حوالے سے ایک موثر قدم ہو گا اور آپ نے بھی دیکھا ہو گا کہ چیف منسٹر پنجاب نے اس سلسلے میں بارہا پبلک میٹنگز میں بھی اور پارلیمانی گروپ کی میٹنگز میں بھی اس چیز پر خود توجہ دی ہے اور کہا ہے کہ ہم پانی چوروں کے خلاف ایکشن لیں اور انہیں سخت سے سخت سزا دی جائے تو اس لئے فاضل رکن سے میری request ہو گی کہ اس کو press نہ کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اگلے اجلاس میں پورے کے پورے Canal and Drainage Act 1873 کے حوالے سے ہم قانون لا رہے ہیں اور اس سے بہتری آئے گی۔ ان کی تجویزوں سے زیادہ بہتر تجویزیں اس میں شامل کی جائیں گی کیونکہ ہم نے ان کی already proposals لے لی ہیں۔ میں نے جیسے بتایا کہ محمد یار مونکا صاحب ذاتی طور پر میرے پاس آئے تھے اور ان کی تجویزیں

اس بل میں شامل کر لی گئی ہیں۔

جناب چیئرمین: وہ یہی بل تھا یا کسی اور بل میں ان کی amendments تھیں؟

وزیر آبپاشی: جناب والا! یہی بل تھا۔ وہ بیٹھے ہوئے ہیں اگر وہ بھی اس پر بات کر لیں تو مناسب ہوگا۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔ جی، مونکا صاحب!

جناب محمد یار مونکا: میں جناب والا کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے صحیح observation دی ہے کہ جب کوئی ایسے پرائیویٹ ممبرز ڈے پر بل لائیں تو محکمے کے سیکرٹریز کو یہاں حاضر ہونا چاہئے۔ Thank you very much, sir. جہاں تک وزیر صاحب نے یہ فرمایا ہے، درست ہے کہ آج سے گیارہ ماہ پہلے میں نے سیکشن 70 میں یہ amendment move کی تھی اور اس کے ساتھ سزا کے حوالے سے بھی ہم نے move کیا تھا تو تب بھی یہی کہا گیا تھا کہ جیسے آج صبح سے ہی میں practice دیکھ رہا ہوں کہ جب بھی ہماری طرف سے کوئی بل آتا ہے، amendment آتی ہے تو Treasury Benches کی طرف سے یہی کہا جاتا ہے کہ ہم جامع amendments لا رہے ہیں۔ آج یہ چوتھی بار ہے کہ یہ بات کہی جا رہی ہے۔ اس وقت جب میں نے یہ amendment move کی تھی تو وعدہ کیا گیا تھا کہ within 90 days یہ amendments گورنمنٹ لائے گی۔ اس کمیٹی میں مجھے شامل کیا گیا۔ میں acknowledge کرتا ہوں کہ ہم نے وہاں اپنی تجاویز دیں لیکن مجھے نہیں امید کہ وہ ابھی آسکے۔ 90 days کے لئے mandatory تھا اور اب میرے خیال میں یہ ہماری amendment pending نہیں ہونی چاہئے۔ اس کے لئے یا تو یہ وعدہ کریں کہ اس سیشن میں بل آرہا ہے تو جب گورنمنٹ یہ 90 دن میں نہیں لا سکی تو اس کے آگے اس سے کیا امید کی جا سکتی ہے؟ شکریہ

جناب چیئرمین: منسٹر اریگیشن!

وزیر آبپاشی: جناب چیئرمین! اس میں، میں نے پہلے بھی assurance دی ہے اور میں نے ان کا اس لئے ذکر کیا کہ میں نے انہیں میٹنگ میں شامل کیا اور یہ بات چھوٹے سے سیکشن کی نہیں ہے---

جناب چیئر مین: آپ کب یہ بل لانے کو تیار ہیں، یہ صرف ہاؤس کو بتادیں۔

وزیر آبپاشی: جناب چیئر مین! یہ ہر صورت میں اگلے سیشن میں آ جائے گا۔ نہیں آئے گا تو یہ پھر دوبارہ move کر سکتے ہیں۔ میں نے آپ کو بتایا کہ اس میں ہم 13/14 amendments لارہے ہیں اور یہ سارا ایکٹ اس میں شامل ہو گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئر مین! آپ as Custodian of the House اس بات کا نوٹس لیں کہ جب ایک سال پہلے ایک معزز ممبر نے کوشش کی، اس نے بل کو draft کیا، اس کے بعد introduce کیا تو انہوں نے اس وقت بھی اس کی مخالفت کی، انہوں نے کہا کہ اس کو move نہ کریں اور اس کو withdraw کر لیں۔ ہم within 90 days comprehensive amendments کا بل لے آئیں گے۔ اب ایک سال کے بعد دوبارہ جب ایک ممبر نے کوشش کی ہے تو اس کے بعد پھر ان کا وہی جواب ہے تو جب ڈیپارٹمنٹ کا یہ حال ہے کہ وہ ایک سال میں comprehensive amendments کا بل introduce نہیں کروا سکا تو پھر یا تو یہ کہہ دیں کہ جناب! اپوزیشن کی طرف سے کوئی پرائیویٹ ممبر بل introduce کروایا ہی نہ جایا کرے اور اگر ایسا نہیں ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ اپوزیشن کے ممبرز کا بھی یہ right ہے کہ وہ legislation میں حصہ لیں، وہ اس House میں legislation introduce کریں تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی اخلاقی ذمہ داری ہے کہ جب یہ on the floor of the House اپنا کیا ہوا وعدہ پورا نہیں کر سکے۔۔۔

جناب چیئر مین: تشریف رکھیں۔ میں اس بل کو اگلے سیشن تک pending کرتا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئر مین! یہ کیا ہوا پھر۔ ان کو چاہئے کہ پھر یہ اس کو oppose نہ کریں۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئر مین: انہوں نے oppose تو کر دیا ہے۔ میں اسے House میں لے آتا ہوں اور Motion پڑھ دیتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

MR. CHAIRMAN: The motion moved and the question is:

> That leave be granted to introduce the Canal and Drainage (Amendment) Bill 2005.

(The motion was lost)

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئر مین! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئر مین! یہاں پر ابھی بات ہوئی ہے کہ ایک فاضل رکن نے یہاں پر ایک بل move کیا تھا اور اس assurance پر اس نے واپس لیا تھا کہ within 90 days یہ بل یہاں پر اسمبلی میں move ہو جائے گا۔ میں یہاں پر آپ کی ruling چاہتا ہوں کہ انہوں نے یہاں پر on the floor of the House statement دی تھی اس کو نہ Honour کرنے پر آپ کی کیا ruling ہے؟

جناب چیئر مین: رانا صاحب! میں نے کہا تھا، pending کرتا ہوں۔ next time وہ نہیں لائیں گے تو آپ دوبارہ move کر دینا۔ (قطع کلامیاں)

آپ تشریف رکھیں۔ تشریف رکھیں۔ میں نے تو آپ کی بات سن کر کہ آپ نے یہ فیصلہ منظور نہیں کیا تو میں نے House میں رکھ دیا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئر مین! یہ بات نہیں ہے۔ ہمارا یہ مؤقف ہے کہ جب بھی کسی پرائیویٹ ممبر کی طرف سے legislation introduce کی جاتی ہے تو گورنمنٹ کی طرف سے اس کو oppose کیا جاتا ہے، اس کو discourage کیا جاتا ہے اور پھر سال کے بعد بات یہ کی جاتی ہے کہ دیکھیں جی! پرائیویٹ ممبرز کی طرف سے، اپوزیشن کی طرف سے legislation introduce ہی نہیں ہوتی بلکہ ان کے اپنے ممبرز نے جو Bill introduce کئے ہیں ان کا حشر یہ ہے کہ وہ تین تین سال سے pending ہیں اور کمیٹی میں انہوں نے انہیں dump کیا ہوا ہے۔ اگر ایک منسٹر on the floor of the House جیسا کہ اس معاملے میں ہے کہ ایک سٹیٹمنٹ دیتا ہے اور اس کے بعد وہ اخلاقی طور پر خود کو ذمہ دار نہیں سمجھتا کہ وہ اس کی پابندی کرے تو اس کے متعلق آپ رولنگ دیں کہ کیا یہ منسٹر کی ذمہ داری بنتی ہے یا نہیں؟ اگر یہ اس ذمہ داری سے بھی دوڑتے ہیں تو ہم اس پرائیویٹ ممبرز ڈے پر جو legislation ہے، جتنے بل ہیں اس سے بائیکاٹ کر دیتے ہیں اور ان کو with draw کر لیتے ہیں۔ اگر یہ چاہتے ہیں کہ پرائیویٹ ممبرز legislation نہ آئے تو پھر ٹھیک ہے۔ یعنی آج سے ایک سال پہلے منسٹر صاحب نے یہاں کہا کہ ہم comprehensive amendment کا بل اگلے سیشن میں لے کر آئیں گے۔ ایک سال بعد

دوسرے ممبر نے بل پیش کیا تو انھوں نے اس کو opposeکرنا شروع کر دیا ہے۔ آپ پچھلے سیشن کا حال دیکھیں کہ کائرہ صاحب نے ایک بل پیش کیا تو انھوں نے اسے صرف اس لئے opposeکیا کہ ہم اسے لانا چاہتے ہیں۔ آپ ہمیں اجازت دیں اور یہ گورنمنٹ کا حق ہے کہ وہ اس بل کو لائے اور ان سے وہ بل واپس کرایا۔ اس سے کچھ دن بعد جب پارلیمانی سال مکمل ہوا تو وزیر قانون صاحب پریس کانفرنس میں فرما رہے تھے کہ سارا سال گزر گیا اور اپوزیشن کی طرف سے کوئی legislation introduceہی نہیں ہوئی۔ اپوزیشن تو صرف احتجاج کرتی ہے جبکہ ان کا اپنا رویہ یہ ہے۔ اگر وزیر on the floor of the Houseاپنی دی ہوئی یقین دہانی کے خلاف actکرے تو اس پر آپ اپنی رولنگ دیں ورنہ ہم rest of the businessکا بائیکاٹ کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب چیئرمین! جب محمد یار مونکا صاحب نے یہ پیش کیا تھا تو اس وقت ان سے یہ طے ہوا تھا کہ آپ اور ہم بیٹھ کر پورے Actکی ترامیم لے آتے ہیں۔ اس سلسلے میں میٹنگز ہوئیں، ہم نے پورے Actمیں ترامیم کرنی تھیں۔ اس کی ایک ایک چیز پر غور و خوض ہوا۔ اس پر صرف ان کے ساتھ ہی نہیں بلکہ مکمل discussionsہوئیں، ہم نے پرنسپل لاء کالج پنجاب یونیورسٹی کو بھی شامل کیا اور غور کیا گیا۔ محکمے نے 29-11-2005 کو یہ فائل بورڈ آف ریونیو کو بھیج دی۔ بورڈ آف ریونیو نے وہ فائل دو مہینے تک اپنے پاس رکھی کیونکہ اس پر ان کو کچھ اعتراضات تھے۔ ان کے اعتراضات کے بعد اب محکمہ قانون میں یہ فائل پہنچ چکی ہے اور اب لاء ڈیپارٹمنٹ نے اسے پیش کرنا ہے۔ میں نے آج ہی ان کے نمائندے سے بات کی ہے تو انھوں نے کہا ہے کہ اگلے اجلاس میں اس کو پیش کر دیا جائے گا۔ ہم نے تو اپوزیشن کی تجویز کو شامل کیا ہے اور ان کے ساتھ بیٹھ کر بات چیت کی ہے۔ گورنمنٹ نے ہمیشہ اپوزیشن کی جو اچھی ترامیم آتی ہیں ان کو لیا ہے جن میں پانچ مرلے کے گھروں پر ٹیکس کی چھوٹ سب سے بڑی مثال ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے ان کی تجویز کو مانا ہے۔ ہم نے ان کی یہ تجویز بھی مانی بلکہ یہاں تک کہ یہ سیکشن 70 میں صرف جرمانے کی بات کرتے ہیں جبکہ ہم اس میں قید کی سزا کی تجویز بھی لا رہے ہیں۔ اگلے اجلاس میں انشاء اللہ تعالیٰ یہ آ جائے گی۔ اس لئے درخواست یہ ہے کہ یہ pressنہ کریں۔ میں نے پہلے اگلے اجلاس کا نہیں کہا تھا۔ آپ ریکارڈنگ سن سکتے ہیں۔ میں نے یہ کہا تھا کہ ہم بیٹھ کر بات کریں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ

اس کو جلد از جلد لانے کی کوشش کریں گے۔ اب میں اگلے اجلاس کی بات کر رہا ہوں اور اگلے اجلاس کی یقین دہانی کرا رہا ہوں۔ آپ نے فیصلہ کر دیا ہے اور ووٹنگ ہو چکی ہے اس لئے مزید بحث کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: رانا آفتاب احمد خان!

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! یہاں پر آپ کو یاد ہو گا کہ آج سے دو سال پہلے میں نے ایک تحریک التوائے کار کے ذریعے پرائیویٹ سکولز مینجمنٹ پر کہا تھا کہ ان سکولوں پر کوئی گورننگ ریگولیٹری باڈی نہیں ہے، Fee structure کا بھی پتا نہیں۔ اس پر یہاں ایک کمیٹی بن گئی اور دو سال میں اس کمیٹی کی آج تک ایک میٹنگ بھی نہیں ہوئی چونکہ میٹنگ کمیٹی کے چیئرمین نے بلانی ہوتی ہے اور ہم تو دو تین اپوزیشن کے ممبر ہیں، ہماری اتنی تعداد نہیں ہے کہ ہم میٹنگ بلوا سکیں۔ آپ دیکھیں کہ اس سلسلے میں آج پھر ایک ممبر نے ایک ترمیم پیش کر دی ہے، اس نے اس لئے پیش کی ہے کہ جس کمیٹی کی دو سال میں میٹنگ ہی نہیں ہوئی۔۔۔

جناب چیئرمین: جب وہ آئے گی تو اس وقت اسے دیکھ لیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! یہ relevant ہے۔ اگر یہ اس کمیٹی کو refer ہو جائے تو انھوں نے جا کر یہی کہنا ہے کہ اس کو add کر لیں گے۔ ہم نے پہلے دن کہا تھا کہ آپ Law update کر لیں۔ اس میں انھوں نے کتنا Law update کر لیا ہے؟ اگر ہم لا رہے ہیں تو آپ کہہ رہے ہیں کہ اس کو dispose of کر دیں۔

جناب چیئرمین: میں نے فیصلہ سنا دیا ہے۔ یہ تو dispose of ہو چکی ہے، اس پر فیصلہ ہو چکا ہے، اس کو re-open کیسے کیا جا سکتا ہے؟ جب وزیر صاحب فرما رہے ہیں کہ اتنا لمبا پروسیجر ہوا ہے کہ پہلے ریونیو ڈیپارٹمنٹ میں گیا اور اب لاء ڈیپارٹمنٹ میں ہے۔ اگر یہ لاء ڈیپارٹمنٹ میں نہیں ہے تو میں سیکرٹری اسمبلی کو کہتا ہوں کہ وہ کل تک چیک کر کے بتائیں۔ اگر ان کا بل لاء ڈیپارٹمنٹ میں ہے تو پھر آپ کو ان کی یقین دہانی پر اعتماد کرنا چاہئے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! جہاں پر ان کی اپنی will ہوتی ہے تو آپ کو بھی پتا ہے کہ آپ کے ڈسٹرکٹ شیخوپورہ میں اور میرے ڈسٹرکٹ فیصل آباد میں پرائیویٹ treaty پر اونے پونے داموں لوگوں کو جو زمینیں دی گئی ہیں۔ وہاں ایک دن میں بورڈ آف ریونیو آ جاتا ہے،

لاء ڈیپارٹمنٹ آجاتا ہے اور وہیں پر سارا کچھ آجاتا ہے اور اسی وقت آرڈرز ہو جاتے ہیں تو یہ will کی بات ہے، ان معاملات کو دیکھنے کے لئے ان کے پاس ٹائم ہی نہیں ہے۔ اب یہ کہتے ہیں کہ پانچ سو کی جگہ پانچ ہزار کرنا ہے، تین ماہ قید کی جگہ چھ ماہ یا ایک سال کرنا ہے۔ اس کے علاوہ یہ کیا ترمیم لا رہے ہیں، اس کے علاوہ اور کوئی ترمیم ہی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: میں as a Chair یہ direction دیتا ہوں کہ دو ماہ کے اندر یہ بل اسمبلی میں آئے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! رانا آفتاب احمد خان صاحب اور احسان اللہ وقاص صاحب نے جس کمیٹی کا حوالہ دیا ہے۔ میرے خیال میں پورے دو سال اس سلسلے میں یہاں مغزماری کرتے رہے ہیں۔ اس کے بعد وہ کمیٹی بنے دو سال ہو گئے ہیں۔ انھوں نے کمیٹی کا چیئرمین ایک ایسے صاحب کو بنادیا ہے جو خود ہی غیر حاضر ہوتے ہیں اور دو سال میں صرف ایک میٹنگ ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ جی، سید احسان اللہ وقاص!

The Punjab Office of the Ombudsman (Amendment) Bill 2006.

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئرمین! میں یہ بل پیش کرنے سے پہلے ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میری رہنمائی فرمائیں کہ آپ پنجاب اسمبلی کو اپنے پنجاب اسمبلی کے rules of procedure کے تحت چلاتے ہیں یا گورنمنٹ آف پنجاب کے رولز کے مطابق چلاتے ہیں؟

جناب چیئرمین: اسمبلی رولز کے مطابق چلاتے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: آپ کی اس رولنگ کی بڑی مہربانی۔ اب اس رولنگ کے مطابق ہر ممبر کو حق حاصل ہے کہ پرائیویٹ ممبر ڈے کے موقع پر وہ اپنا بل پیش کرے۔ یہ بل جو Ombudsman والا ہے۔ یہ آج سے ایک سال پہلے میں نے پیش کیا، ایک سال نہیں بلکہ ڈیڑھ دو سال ہو گئے ہوں گے۔ اس کے بعد میں بار بار پوچھتا رہا، مجھے انھوں نے کہا کہ cabinet سے اجازت آئے گی تو پھر یہ پیش کرنے دیں گے اور لاء ڈیپارٹمنٹ سے پوچھیں کہ اس کے بارے میں کیا رائے دینی ہے۔ لاء منسٹر یا متعلقہ منسٹر یہاں پر کسی پرائیویٹ ممبر کے کسی بل کا جواب دیتا ہے تو وہ cabinet کے نمائندے کی حیثیت سے جواب دیتا ہے۔ ڈیڑھ سال کے بعد آج یہ بل یہاں پر پیش کیا جا رہا ہے اور فاضل رکن عظمیٰ بخاری صاحبہ کا ایک پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے حوالے سے

ایک بل ہے جو کمیٹی کے اندر pending پڑا ہوا ہے کہ cabinet کی منظوری آئے گی۔ ہمارا cabinet کی منظوری کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ ایک پرائیویٹ ممبر کی حیثیت سے ہم بل پیش کرتے ہیں۔ اس پر آپ یہ اعتراض لگا دیتے ہیں کہ cabinet کی منظوری آئے گی تب اس پر بحث ہو سکتی ہے اور تب یہ پیش ہو سکتا ہے۔

جناب والا! اس House کو آپ پنجاب اسمبلی کے rules of procedure کے مطابق چلائیں۔ اس House کو پنجاب گورنمنٹ کے رولز کے تحت آپ پابند نہ کریں۔ ہمارے ساتھ یہ بالکل غلط کیا جا رہا ہے۔ ایک بل ڈیڑھ سال پہلے کا پیش کیا ہوا ہے۔ وہ آپ آج ایجنڈے پر لائے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے اسمبلی چیمبر والوں کو ہم نے چھ reminder بھیجے ہیں کہ اس بل کا کیا کرنا ہے لیکن اس کا وہ جواب تک نہیں دیتے۔ اتنی اہم چیزیں ہم یہاں پر پیش کرتے ہیں۔ پرائیویٹ ممبر کے لئے کسی بل کو بنانا کوئی آسان کام نہیں ہوتا۔ ہمیں اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف سے کوئی عملہ تو نہیں مہیا کیا گیا کہ ہم بیٹھ کر ان سے بل کو ڈرافٹ کروائیں۔ اس کی proper ڈرافٹنگ کرنی ہوتی ہے، محنت کر کے ہم کوئی چیز تیار کرتے ہیں اور اس پر یہ قدغن لگ جاتی ہے کہ cabinet کی منظوری آئے گی تو پھر اس پر بات کریں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر پرائیویٹ ممبر پیش ہی نہیں کر سکتا تو پھر وہ کیا کرے گا؟ آپ نے یہ پرائیوٹ ممبر ڈے کیوں رکھا ہوا ہے؟ اس لئے میں آپ کی یہ رولنگ چاہوں گا کہ آئندہ پرائیویٹ ممبرز کے لئے یہ عائد کرنا کہ یہ کیبنٹ کی طرف بھیجا جائے گا، وہاں سے منظور ہو کر آئے گا پھر اس کو پیش کیا جائے گا۔ یہ پنجاب اسمبلی کے رولز کی خلاف ورزی ہے یا نہیں؟ میں آپ سے رہنمائی چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ بل پیش کرتے ہیں۔ اگر House اس کو favour نہیں کرتا اگر House اس کو disown کر دیتا ہے تو how is it possible کہ بل کمیٹی کے پاس جائے گا۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! یہاں اسمبلی کے اندر تو بل آئے۔ ہمارا زیادہ سے زیادہ مطالبہ یہ ہوتا ہے کہ ہمارا بل کمیٹی کو refer ہو۔ کمیٹی کے اندر بھی اکثریت گورنمنٹ بنچز کی ہے اگر وہ اپنی کسی دلیل یا اکثریت کے بل بوتے پر reject کرنا چاہے تو کر دے۔ آپ دیکھیں کہ چالیس کے قریب کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں، ایسی کمیٹیاں جس کی چار سال میں ایک میٹنگ بھی نہیں ہوئی۔ اپوزیشن آپ کو بزنس مہیا کرتی ہے آپ ان کو بزنس دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ پچھلے دنوں مجھے ایک کمیٹی میں بلایا گیا اس میں اتنی اچھی discussion ہوئی تھی،

حاضر سرکاری ارکان نے بھی اس میں بہت عمدہ discussion کی۔ وہ پراسیکیوشن کا بل تھا اس میں بہت اچھی amendments تجاویز کی گئیں لیکن گورنمنٹ والے اپنے ممبرز پر اعتماد کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ آپ ان کمیٹیوں کے اندر ہمارے بل بھیجیں۔ رانا صاحب نے جو بل دیا ہے ہمارا یہ بل ہے آپ اسے کمیٹی کے پاس بھیجیں۔ وہاں اگر آپ کی گورنمنٹ کی پالیسی یہ ہو کہ آپ اسے اپنی اکثریت کے بل بوتے پر منظور نہیں کرنا چاہتے تو نہ کریں لیکن کمیٹی کو تو کچھ کام کرنے دیں۔ میری یہ درخواست ہو گی کہ ہمارے بل پہلے ہی راستے میں اڑ جاتے ہیں کہ کیبنٹ کی منظوری آئے گی پھر یہاں پر بل پیش کریں گے۔ یہ بالکل پنجاب اسمبلی کے rules of procedure کے خلاف ہے اس طرح نہیں ہونا چاہئے۔ اس کے بعد یہاں پر ہر بل کو بلڈوز کر دینا اور ہاں ناں کر کے اسے ختم کرا دینا ٹھیک نہیں ہے۔ میں حکومتی بنچز سے یہ درخواست کروں گا کہ خدا کے لئے آپ کے پارلیمانی سیکرٹریز جن کو آپ نے گاڑیاں، پٹرول اور ڈرائیورز دیئے ہوئے ہیں آخر وہ کس لئے ہیں۔ چار سال میں ان کی کمیٹی کی ایک بھی میٹنگ نہ ہو، ان کو آپ بزنس دینے کے لئے تیار نہیں ہیں، اگر آپ کو ان پر اعتماد نہیں ہے تو پھر یہ کمیٹیاں کیوں بنائی ہیں؟ یہ بل کمیٹی میں بھیجا کریں اگر آپ کی پالیسی یہ ہو کہ اسے پاس نہیں کرنا تو اسے وہاں پر ختم کر دیں۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! میں rules of procedure کے تحت چلتا ہوں۔ جہاں کمی بیشی ہو گی انشاء اللہ تعالیٰ I will do it

سید احسان اللہ وقاص: بہت شکریہ

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی۔

ملک نذر فرید کھوکھر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: پہلے راجہ شفقت عباسی کی بات سن لیں۔ جی، راجہ صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! عرض یہ ہے کہ آج سے دو سال پہلے 2004 میں torture compensation کا بل پیش کیا تھا اسمبلی کے floor پر یہ یقین دلایا گیا کہ ہم پنجاب سے پولیس ٹارچر کا خاتمہ چاہتے ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ گورنمنٹ نے کہا کہ ہم redraft کریں گے۔ دو سال میں چھ دفعہ اسمبلی سیکرٹریٹ کو reminder دیئے لیکن انہوں

نے redraft نہیں کیا۔ اب 2006 میں، میں نے نیا بل submit کیا۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ اسمبلی سیکرٹریٹ کو ہدایت کریں کہ وہ میرے بل کو اسمبلی میں پیش کریں بے شک reject ہو۔ یہ میرے ساتھ ٹارچر ہے اور میں نے دوبارہ move کر دیا ہے۔

جناب چیئرمین: میں اسمبلی سیکرٹریٹ سے کہتا ہوں کہ عباسی صاحب کا بل pending پڑا ہے اسے بھی پیش کریں۔ پتا چلا ہے کہ اس پر سپیکر صاحب کی رولنگ آ چکی ہے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! اگلے آنے والے منگل کے دن پیش کر دیں۔

جناب چیئرمین: عباسی صاحب! اس پر سپیکر صاحب کی رولنگ آ چکی ہے میں اس پر کوئی فیصلہ نہیں دے سکتا۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئرمین! کل میں نے منسٹر اریگیشن سے request کی تھی کہ میری چنیوٹ برانچ سے کوٹ غنی کی ایک مائنر ہے وہاں پر پچھلے تین ماہ سے ایک ناجائز موگہ سب انجینئر نے لگا کر دیا ہوا ہے اور اب تین مہینے کے بعد جب میں نے چیف صاحب، SE، ایکسیئن اور SDO کو آگاہ کیا کہ ہمارے ساتھ یہ زیادتی ہو رہی ہے کہ ٹیل پر پانی نہیں آتا اور وہ بالکل ناجائز ہے اور خود سب انجینئر نے لگایا ہے تو آپ مہربانی کریں۔ وہ موگہ ابھی بھی موقع پر لگا ہوا ہے لیکن اس کا پانی بند کر دیا ہے۔ اب انہوں نے کوئی درخواست move کروائی ہے جس پر وہ چاہتے ہیں کہ یہ موگہ نیا منظور ہو جائے۔ میں نے کل خود بھی منسٹر صاحب سے درخواست کی تھی تو میں چاہتا ہوں کہ وہ House میں یقین دہانی کروا دیں۔

جناب چیئرمین: اگر ان کا جائز حق ہے تو پانی ملے گا otherwise نہیں ملے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئرمین! گزارش ہے کہ آپ ان سے رپورٹ منگوا لیں اور ensure کروا لیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی: جناب چیئرمین! اگر illegal ہے تو میں examine کر لیتا ہوں اور رپورٹ لے لیتا ہوں۔ اگر ایسا ہے تو بند ہو جائے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب! انہیں کام سے روک دیں۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب! رپورٹ آنے تک اس پر کوئی further کارروائی روک دیں۔

پوائنٹ آف آرڈر
آئین پاکستان کے آرٹیکل 66 اور 127 کے تحت ایم پی اے کو بھی ایم این ایز اور سینیٹرز کے برابر مراعات کا مطالبہ

ملک نذر فرید کھوکھر: پوائنٹ آف آرڈر

جناب چیئرمین: جی، نذر فرید کھوکھر صاحب!

ملک نذر فرید کھوکھر: جناب چیئرمین! میں ایک بہت پرانا مسئلہ جو اس اسمبلی میں اٹھایا گیا اور آئین کے مطابق میں یہ سمجھتا ہوں کہ آرٹیکل 66 میں ممبران اسمبلی جس میں صوبائی اسمبلی، قومی اسمبلی اور سینیٹ بھی شامل ہے اس کے بارے میں آرٹیکل 66 میں کہا گیا ہے کہ ان کی جو amenities، powers اور جو privileges ہیں وہ سب برابر ہیں۔ آرٹیکل 127 اس بابت بڑا clear ہے کہ جو مراعات ایم این اے کو حاصل ہوں گی۔۔۔

جناب چیئرمین: وزیر خزانہ صاحب! یہ باتیں آپ سے متعلقہ ہیں سن لیں۔ اپنی باتیں نہ کریں۔

ملک نذر فرید کھوکھر: جو مراعات سینیٹ کے ممبران کو حاصل ہوں گی وہی مراعات تمام صوبائی اسمبلی کے ممبران کو حاصل ہوں گی۔ ہم کوئی سرکاری ملازم نہیں ہیں۔ ہماری تنخواہ، الاؤنسز اور کرائے کے جو ریٹس ہیں وہ تمام کے تمام ہمارے privileges ہیں اور ہمارے privileges آئین کے مطابق ایم این ایز کے مطابق ہونے چاہئیں جو کہ بہت کم ہیں۔ یہ آج سے بہت عرصہ پہلے جناب وزیر اعلیٰ صاحب کی موجودگی میں یہاں پر میں نے پوائنٹ اٹھایا تو وزیر اعلیٰ صاحب نے بڑی فراخدلی سے اس بات کا وعدہ کیا کہ وہ ہماری تمام مراعات اور تنخواہیں ایم این ایز کے برابر کر دیں گے۔ میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے نہایت مہربانی کرتے ہوئے یہ بات مانی اور انہوں نے assurance دی کہ ایم پی ایز کی تمام مراعات اور تنخواہیں ایم این ایز کے برابر

ہوں گی۔اس کے بعد دوبارہ کئی اجلاس میں یہ بات آئی اور وزیر قانون صاحب نے کہا کہ وہ اس بات کو دیکھ رہے ہیں اور وہ کریں گے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ discrimination ہے اور discrimination عام شہری کے ساتھ بھی نہیں ہونی چاہئے۔چونکہ ہمارا آئین یہ provide کرتا ہے کہ There will be no discrimination between the citizens of Pakistan تو ہم شہریوں کے نمائندے بھی ہیں اور خود شہری بھی ہیں۔کیا یہ گورنمنٹ یا یہ ادارے نہیں چاہتے کہ غریب لوگ بھی اسمبلیوں میں آئیں اگر کوئی غریب آدمی ایم این اے، ایم پی اے بن جاتا ہے تو پھر وہ کیا کرے؟ وہ اس اسمبلی کی requirements کو پورا کیسے کرے؟ یہ غریب آدمی کے خلاف discrimination ہے۔ان کو اگر اسمبلی میں آنے سے آپ لوگ روکنا چاہتے ہیں تو پھر بے شک آپ ایم این ایز، ایم پی ایز کی تنخواہیں نہ بڑھائیں۔اگر آپ صرف نوابوں کو یہاں پر لانا چاہتے ہیں، صرف landlords کو لانا چاہتے ہیں، صرف سرمایہ داروں کو یہاں لانا چاہتے ہیں تو پھر یہ تمام مراعات ختم کر دیں۔وہ afford کرتے ہیں وہ اس کے بغیر بھی اسمبلی میں آکر اسمبلی کا بزنس چلا سکتے ہیں لیکن اگر آپ چاہتے ہیں کہ پاکستان کی majority جو غریب ہے ان کے نمائندے آئیں تو پھر میں House سے اور آپ سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ آج اس بات کا تعین کیا جائے۔آج اس بات کا فیصلہ کیا جائے کہ جو مراعات آئین نے ہمیں دی ہیں، جو مراعات قانون اور آئین کے مطابق ہمارے ایم این ایز کے مطابق ہیں جس کا وعدہ جناب وزیر اعلیٰ صاحب نے کیا ہے تو اس کو آج تک کیوں پورا نہیں کیا گیا؟ میں Chair کی اس پر رولنگ چاہوں گا کہ آیا یہ ہمارے ساتھ discrimination نہیں ؟کیا یہ ہمارے ساتھ وعدہ خلافی نہیں کہ ہماری مراعات کو نہیں بڑھایا جا رہا ہے؟اس کے ساتھ ہی میں ایک اور بات عرض کروں گا کہ جو پارلیمانی سیکرٹریز ہیں، جو وزراء ہیں، جو کمیٹیوں کے چیئرمین ہیں ان کے لئے یہ کہا گیا ہے کہ ان کو ایک ایک کار دی جائے گی یا منسٹر کو دو کاریں دی جائیں گی۔وہاں پر کہیں نہیں لکھا ہوا کہ چیئرمین کو کلٹس کار دی جائے گی، پارلیمانی سیکرٹری کو بلینو دی جائے گی اور وزیر کو ٹیوٹا کرولا گاڑی دی جائے گی۔کار کی بات ہے تو اس میں بھی discrimination نہیں آنی چاہئے۔وہ بھی ایک ہی طرح کی ہونی چاہئے اس میں، میں آپ کی رولنگ چاہوں گا۔میں انکم ٹیکس کے حوالے سے عرض کروں گا کہ ہمارے پارلیمانی سیکرٹریز کو بلا وجہ انکم ٹیکس دینا پڑتا ہے جبکہ وفاقی پارلیمانی سیکرٹریز انکم ٹیکس سے مستثنیٰ ہیں۔میں آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ آیا یہ ہماری جو مراعات ہیں جو کہ ہمیں ملنی چاہئیں، جو کہ آئین کے عین مطابق

ہیں۔آئین کے خلاف یہ کام کیوں ہو رہا ہے اور ہمیں ہماری آئینی مراعات کیوں نہیں دی جا رہیں۔ اس پر میں جناب والا سے رولنگ چاہوں گا۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر خزانہ صاحب!

وزیر خزانہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں جناب کی وساطت سے گزارش کرتا ہوں کہ یقیناً محترم وزیر اعلیٰ پنجاب نے on the floor of the House اس بات کا اعلان فرمایا تھا کہ جس طرح نیشنل اسمبلی میں تنخواہیں اور مراعات بڑھی ہیں اسی طرح صوبائی اسمبلی کے معزز اراکین کی بھی تنخواہوں اور مراعات میں اضافہ کیا جائے گا اس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے لاء ڈیپارٹمنٹ اپنی تجاویز فنانس ڈیپارٹمنٹ کی consultation سے اس معزز ایوان کی خدمت میں پیش کرے گا۔ ابھی اس اجلاس کے بعد میں لاء منسٹر صاحب کے ساتھ ایک میٹنگ طے کر لیتا ہوں کہ وہ جو بھی تجاویز طے کریں گے اس میں فنانس ڈیپارٹمنٹ مکمل طور پر وزیر اعلیٰ کے حکم کی تعمیل کرے گا۔ بہت شکریہ

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! اس سلسلے میں، میں یہ گزارش کروں گا کہ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ پارلیمانی سیکرٹریوں سے کاروں میں discrimination کی جا رہی ہے، ان کو چھوٹی گاڑی دی جا رہی ہے اور وزراء کو بڑی گاڑیاں دی جا رہی ہیں، اسی طرح انہوں نے فرمایا کہ فلاں معاملے میں بھی ممبرز کے ساتھ discrimination ہو رہی ہے یہ ٹھیک ہے۔ میں ان کے اس پوائنٹ پر پوری طرح متفق ہوں کہ ان Houses میں صرف لینڈ لارڈز کو یا سرمایہ دار لوگوں کو ہی نہیں کہ وہ آئیں اور وہ اپنے اخراجات meet کر سکیں۔ ایک ایسا آدمی جو مڈل کلاس سے تعلق رکھتا ہو وہ اگر ان Houses میں آئے تو یہاں سے اتنی مراعات ملنی چاہئیں کہ وہ اپنے اخراجات کو بہتر طریقے سے meet کر سکے لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ آئین کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ اس ملک میں تو ہر قدم پر آئین کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ مگر وہاں پر تو ہر جگہ ہم خاموش رہتے ہیں اور جہاں پر ہماری اپنی ذات کا مسئلہ آتا ہے تو پھر ہمیں آئین بھی نظر آتا ہے اور اس کی خلاف ورزی بھی نظر آتی ہے۔ کیا اس بات کا اس House میں بیٹھے کسی ممبر کے پاس یا اس پورے regime سے، اوپر سے لے کر نیچے تک، جو آدمی سب سے اوپر بیٹھا ہے کہ جو کہ سب کچھ وہ ہی وہ ہے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ وہاں سے لے کر نیچے تک کسی بندے کے پاس اس بات کا جواب ہے تو ٹھیک ہے۔ آپ وزراء صاحبان کو جتنا کرایہ دینا چاہتے ہیں، بیس ہزار سے بڑھا کر 38

ہزار کرنا چاہتے ہیں کر دیں، آپ وزیر کو ایک کی بجائے دو گاڑیاں دینا چاہتے ہیں تو دے دیں لیکن آیا وزراء کی تعداد پر بھی کوئی پابندی ہو سکتی ہے۔ آپ جب چاہتے ہیں جتنے مرضی وزراء رکھ لیتے ہیں۔ جس صوبے کا کام پندرہ یا 18 وزراء سے چلایا جا سکتا ہے وہاں پر آپ 78 منسٹر بنا دیتے ہیں۔ پہلے جہاں پر 21 یا 22 ڈیپارٹمنٹ ہوتے تھے اور اسی کے حساب سے چیئرمین کمیٹیز ہوتے تھے اور اب آپ 44/44 چیئرمین بنا دیتے ہیں۔ اسی طرح سے آپ ایک ایک محکمے کو تین تین، چار چار جگہ پر تقسیم کر کے ان کے پارلیمانی سیکرٹریز بنا دیتے ہیں۔ میں نذر فرید کھوکھر صاحب سے کہوں گا کہ آپ بالکل ٹھیک ہیں۔ انہوں نے اس سے پہلے دو مرتبہ اس بل کو پیش کرنے کی کوشش کی اور ہمارے ساتھ بات کی کہ اگر آپ اس کی مخالفت نہ کریں تو ہم اس کو introduce کرتے ہیں۔ ابھی کچھ دن پہلے استحقاق کمیٹی کی میٹنگ تھی تو اس وقت بھی یہ مجھ سے commitment لے رہے تھے کہ جی، آپ اس کی مخالفت نہ کریں تو ہم اس کو ok کر کے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم اپوزیشن لیڈر کے لئے فلاں فلاں مراعات ہیں ان کو بھی اس میں شامل کر لیتے ہیں۔ میں نے وہاں پر بھی کہا تھا اور اب بھی میں نذر فرید کھوکھر صاحب سے کہوں گا کہ ٹھیک ہے کہ وزراء، پارلیمانی سیکرٹریز اور چیئرمین صاحبان کی ان مراعات میں آپ اضافہ کر لیں۔ یہ تو آپ کے House کے اختیار میں ہے لیکن آپ ان وزراء کی تعداد پر بھی کوئی پابندی لگائیں۔ ان وزراء کا حال یہ ہو گیا ہے کہ اسمبلی کے مین گیٹ پر جو گارڈ کھڑی ہوتی ہے ان کو وزراء کی پہچان نہیں ہے۔ کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ہم گاڑی سے اترتے ہیں تو وہ ہمیں دیکھ کر attention ہو جاتے ہیں اور ہمیں بھی سیلوٹ کر دیتے ہیں حالانکہ ہم منسٹر نہیں ہیں۔ میں نے اس لئے کہا تھا کہ جس طرح تھانوں میں بعض لوگوں کی تصاویر لگی ہوتی ہیں اسی طرح ان وزراء کی گیٹ پر تصاویر لگا دیں تاکہ وہ ان کو پہچان سکیں۔ ہمیں خود شرمندگی ہوتی ہے کہ جب گارڈ ہمیں دیکھ کر attention ہو جاتی ہے اور خوامخواہ پاؤں زمین پر مارتے ہیں۔ ہمارے لئے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس کو اس بات سے لنک کیا جائے کہ اگر انہوں نے وزیروں کی فوج ظفر موج پالنی ہے، اگر انہوں نے ایک ایک ڈیپارٹمنٹ کو تقسیم کر کے پانچ پانچ پارلیمانی سیکرٹری بنانے ہیں اور کمیٹیز کے سلسلے میں جب ان کا دل کرے ان کو 22 سے 28، 28 سے 32 اور 32 سے 44 کرنا ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس صوبے کے عوام پر بوجھ ہے۔ اگر اوپر کسی نے کیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی نامناسب ہے اور اگر یہاں بھی کیا جائے گا تو وہ بھی مناسب نہیں ہو گا۔

ملک جلال دین ڈھکو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! رانا صاحب کی تو عادت ہے کہ وہ بلاوجہ طنز کرتے ہیں۔ یہ مسئلہ جو نذر فرید صاحب نے اٹھایا ہے جو privileges قومی اسمبلی میں ہیں، جو privileges سینیٹ میں ہیں وہی privileges یہاں ملنی چاہئیں۔ اس کے بعد میں ایک اور اہم مسئلہ پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ اس وقت گندم کی فصل پکنے کو ہے۔ ہمارا ملک صرف زرعی ملک ہے اور اس کا زراعت پر انحصار ہے۔

جناب چیئرمین: ڈھکو صاحب! آپ کدھر جا رہے ہیں؟

ملک جلال دین ڈھکو: جناب چیئرمین! ایک منٹ سن تو لیں۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

ملک جلال دین ڈھکو: جناب چیئرمین! اس بار باران رحمت بھی نہیں ہوئی، نہروں میں پانی کی کمی کے باعث گندم کی فصل کو صحیح سیراب نہیں کیا جا رہا۔ لوگ غریب ہیں، کسان غریب ہیں میری یہ خواہش اور گزارش ہے کہ یہاں پر اسمبلی کے 80 فیصد اراکین کاشتکار ہیں۔ بجلی کے بلوں میں سبسڈی دی جائے تاکہ گندم کی فصل صحیح طور پر پک جائے اور یہ ملک زرعی اجناس میں خود کفیل ہو سکے۔ اس وقت بجلی کے بہت زیادہ بل آ رہے ہیں۔ پنجاب کا یہ خطہ بہت زیادہ زرخیز ہے اور انگریز اس کو سونے کی چڑیا کہا گیا تھا۔

جناب چیئرمین! جب ہم گندم import کرتے ہیں تو ہمیں شرم آنی چاہئے ہمیں تو گندم export کرنی چاہئے۔ اس ضمن میں گزارش کروں گا کہ سردست گندم کی فصل پکنے تک بجلی کے بلوں میں سبسڈی دی جائے۔ کم از کم نصف بل لئے جائیں اور ساتھ ہی ڈیزل کی قیمتوں میں کمی کی جائے۔ ہمارے پڑوسی ملک ہندوستان میں بجلی کے بل پانچ سو سے زیادہ نہیں آتے مگر یہاں پر بیس بیس، پچیس پچیس، تیس تیس ہزار آ جاتے ہیں۔ اس لئے میں گزارش کروں گا کہ براہ مہربانی! اس بات کو سنجیدگی سے لیتے ہوئے بقیہ جو دو تین ماہ ہیں اس میں بجلی کے بلوں پر رعائت دی جائے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں یہ گزارش کروں گا کہ ڈھکو صاحب نے جو بات کی ہے اور آپ کو معلوم ہے، پورا House بھی اس بات سے آگاہ ہے کہ میں نے ایک دفعہ یہ قرارداد House میں پیش کی تھی کہ زرعی مقاصد کے لئے بجلی کے بلوں میں 50 فیصد چھوٹ دی جائے۔

جناب چیئر مین: آپ کوئی قرارداد لے آئیں اس کو پاس کر لیتے ہیں، ایسے تو کوئی چیز پاس نہیں ہو گی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب چیئر مین! میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ اس وقت House نے یہ قرار داد متفقہ طور پر پاس کی تھی کہ زرعی مقاصد کے لئے لگائے گئے ٹیوب ویلوں میں بجلی کے بلوں میں 50 فیصد rebate دی جائے گی۔ اس قرار داد کو پاس ہوئے سات آٹھ ماہ گزر گئے ہیں اور جو قاعدے قوانین پنجاب اسمبلی کے ہیں کہ ایک limited time کے اندر اس پر عملدرآمد کی رپورٹ پنجاب اسمبلی کو دی جانی ضروری ہے۔ آج ڈھکو صاحب نے پوائنٹ اٹھایا ہے تو میں اسی حوالے سے آپ کی خدمت میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ آپ حکومت کو ہدایت کریں کہ یہ جو House کی متفقہ قرارداد تھی اس پر عملدرآمد کی رپورٹ دیں۔ اگر عملدرآمد نہیں ہو سکا تو ہمیں بتائیں کہ کب تک اس پر عملدرآمد ہو جائے گا۔ یہ پورے House کے استحقاق کا معاملہ بھی ہے اور پورے پنجاب کے کسانوں کے مفادات کا معاملہ بھی ہے۔ شکریہ

جناب چیئر مین: لودھی صاحب! یہ آپ سے متعلقہ ہے اور آپ اس کا جواب تلاش کر لیں کہ آپ اس حوالے سے کیا کر رہے ہیں اور نہیں کر رہے۔ یہ آپ ہی سے متعلقہ بنتا ہے۔

وزیر زراعت: شکریہ۔ جناب چیئر مین! یہ میرے متعلقہ بھی ضرور ہے لیکن زیادہ تر اریگیشن سے متعلقہ ہے---

جناب چیئر مین: لودھی صاحب! یہ بجلی کا بل تو ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ سے بھی متعلقہ ہے---

وزیر زراعت: جناب چیئر مین! we are ready ہم نے یہ لکھا ہے کہ 30 فیصد سبسڈائز کرنے کو تیار ہیں اگر مرکز 30 فیصد کرے لیکن فی الحال اس پر کوئی پیشرفت نہیں ہوئی۔ جہاں تک ان مراعات کا تعلق ہے تو میں خود اس چیز کا حامی ہوں کہ واحد صوبہ پنجاب جس میں 82 فیصد گندم کی کاشت ہے اور اس کے بعد برداشت ہے۔ ہم غلہ پیدا کر رہے ہیں اور ہمارے کسان پیدا کر رہے ہیں اس لئے ان میں سبسڈائز ہونی چاہئے لیکن اس کے باوجود ہمیں اتنا بھی let down نہیں کرنا چاہئے کہ جب بھی مقابلہ کرتے ہیں تو انڈیا سے کرتے ہیں تو انڈیا باوجود سبسڈی دینے کے ہمارے سائنسدانوں نے اس میں پیشرفت کی ہے اور آپ کو علم ہے کہ میں نے پچھلی دفعہ یہ کہا تھا کہ پورے پاکستان میں گندم کی دو کروڑ دس لاکھ ٹن گندم کی ضرورت ہے جس میں سے پنجاب نے

ایک کروڑ اکہتر لاکھ ٹن گندم پچھلی دفعہ پیدا کی ہے اور میں یقین سے Houseکو کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے کسان ان تکالیف کے باوجود انشاء اللہ بمپر فصل پھر پیدا کریں گے اور انشاء اللہ اچھی فصل آئے گی لیکن جہاں تک ضروریات کا تعلق ہے تو میں خود ان کا حامی ہوں ہم نے لکھا ہے اور ہم کوشش کر رہے ہیں کہ مرکزی حکومت اس میں سبسڈائز کرے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب 30فیصد دینے کو تیار ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، نذر فرید کھوکھر صاحب!

ملک نذر فرید کھوکھر: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی میں نے جو پوائنٹ آف آرڈر raiseکیا تھا تو اس پر جناب راناثناء اللہ اور جناب وزیر خزانہ نے بھی میری بات سے اتفاق کیا ہے تو میں یہ رولنگ چاہوں گا کہ آپ حکومت کو یہ ہدایت کریں کہ جو ممبران صوبائی اسمبلی اور قومی اسمبلی و سینٹ کے مابین تنخواہ، الاؤنسز اور دیگر مراعات کے سلسلے میں discriminationہے اس کو ختم کرنے کے لئے اور جو ہماری اسمبلی کے بعد دوسری اسمبلیاں آ رہی ہیں دو سال یا تین سال بعد یا جو بھی آئیں تو ان میں ان لوگوں کو، عام آدمی کے نمائندوں کو، ایک عام غریب آدمی کو بھی یہاں پر آنے کی جرات ہو سکے تو اس کے لئے آپ رولنگ دیں اور ہدایت کریں کہ اسی سیشن کے دوران یہ discrimination ختم ہو۔

جناب چیئرمین: وزیر خزانہ صاحب! وزیر قانون سے بات کر کے جمعہ کے دن اسمبلی میں اس کا جواب دیں گے کہ بڑھانا چاہتے ہیں یا نہیں کیونکہ یہ آئین کے آرٹیکل نمبر 250 میں ہے within 2 years from commencing the day, provision shall be made by law for determining the salaries. اب دو سال سے زیادہ ہو گئے ہیں اب آپ جمعہ کے دن جواب یہاں دیں گے تو اس کے بعد Chairیہ فیصلہ کرے گی کہ اس کا کیا کرنا ہے۔ یہ بل The Punjab Office of the Ombudsman (Amendment) Bill 2006(Bill No.2 of 2006) احسان اللہ وقاص کا ہے

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئرمین! وزیر صاحب نے درخواست کی ہے کہ اس کو آپ pendingکروالیں۔

جناب چیئرمین: اب The Punjab Civil Servants(Amendment)Bill 2005(BIll No.27 of 2005) سمیع اللہ خان کا ہے۔ جی خان صاحب!

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

(۔۔۔جاری)

مسودہ قانون (ترمیم) سول ملازمین پنجاب مصدرہ 2005

MR. SAMI ULLAH KHAN: Sir, I move:-

That leave be granted to introduce the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill, 2005. (Bill No. 27 of 2005)

جناب چیئرمین: جی، انچارج منسٹر!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب چیئرمین! I oppose it

جناب چیئرمین: جی، سمیع اللہ خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب چیئرمین! یہ بل میں نے جو 2005 میں اسمبلی میں دیا تو اس میں یہ ہے کہ ملازمین کو سیاسی حکومتیں اور خصوصاً اس وقت پنجاب کی حکومت out of turn ترقیاں دیتی ہیں۔ جب یہ قانون بنایا گیا تھا تو اس کے پیچھے مقصد یہ تھا کہ سرکاری ملازمین میں جو ایماندار آفیسر ہیں، جو پوری ذمہ داری کے ساتھ اپنے فرائض سرانجام دیتے ہیں اگر کسی وجہ سے ان کی پروموشن رہ جاتی ہے تو اختیار یہ تھا کہ انہیں out of turn ترقی دی جائے لیکن اس کے بعد اس قانون کا پسند اور ناپسند کے ذریعے سے جو حشر کیا گیا ہے کہ آج یعنی 17 ویں اور 18 ویں گریڈ کا لاہور شہر میں یعنی جو ڈی ایس پی تھا اور جب موجودہ اسمبلی وجود میں آئی تو آج وہ ڈی ایس پی out of turn پروموشن کرتے کرتے وہ ایس ایس پی اور شاید کچھ دنوں میں ہم یہ بھی دیکھیں کہ وہ ڈی آئی جی لاہور لگے تو اس طرح سے اس قانون کی دھجیاں اڑائی گئی ہیں تو میں اس بل کے ذریعے یہ بات کر رہا ہوں کہ out of turn پروموشن کا سلسلہ بند کیا جائے اور بالکل میرٹ پر ترقی دی جائے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: سید حسن مرتضیٰ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔ جناب چیئرمین! 1987 میں یہ ترمیم ہوئی تھی تو اس وقت بھی اس ملک پر ایک ڈکٹیٹر مسلط تھا اور اسے اپنے من پسند کام کروانے کے لئے، ماورائے عدالت قتل کروانے کے لئے اپنے من پسند اور اپنے خوشامدی افسروں کو ترقیاں دلانے کے لئے یہ ترمیم لائی

گئی تھی۔ اگر کوئی آدمی کام اچھا کرتا ہے تو وہ اس کے بدلے میں تنخواہ لیتا ہے اور اگر اسے یہ لالچ دینا ہے کہ تمہیں انعام دیا جائے گا تو اسے یہ دھمکی بھی کافی ہے کہ اچھا نہیں کرو گے تو تمہیں گھر بھیج دیا جائے گا۔

جناب سپیکر! بقول اب اس حکومت کے کہ یہاں پر جمہوریت بحال ہو چکی ہے تو اب یہ اپنی آمرانہ سوچ کو چھوڑیں اور اس میں یہ ترمیم کرنے دیں اور پچھلے بلوں کی طرح اسے بھی یہ نہ کہیں کہ گورنمنٹ اس پر بھی کوئی قانون سازی کرنا چاہتی ہے۔ ہمارا بھی یہ حق ہے اور ہم نے یہ بل پیش کیا ہے اور اس طرح سے نکمے افسران سے ہماری جان چھوٹ جائے گی اور مہربانی کریں یہ جان چھوٹنے دیں۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر انچارج!

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔ جناب چیئرمین! یہ مذکورہ پرائیویٹ بل Section 8-A Punjab Civil Services Act, 1994 جو دسمبر 2005 میں موصول ہوا تھا اور مذکورہ بل میں تجویز ہے کہ A8. جو کہ out of turn پر موشن سے متعلقہ ہے کو حذف کیا جائے کیونکہ اس شق سے اقرباء پروری جس طرح انہوں نے ارشاد فرمایا کہ سیاسی بنیادوں پر استعمال کیا جاتا ہے تو اس بل کے بارے میں پہلے ہی اس شق کو ختم کرنے کے لئے وزیراعلیٰ صاحب کو سمری بھیج دی گئی ہے اور دو تاریخ کو ہماری کابینہ کی میٹنگ میں پیش کرنے کے لئے اس کی ترمیم کے سلسلے میں ایسے ہی سمجھا گیا ہے کہ اس کو ختم کیا جانا چاہئے۔ وزیراعلیٰ صاحب نے اس کی منظوری دے دی ہے یہ 2۔مارچ کو پیش ہوا تھا لہذا اس بل پر پہلے ہی پیشرفت ہو چکی ہے اور یہ بل پیش ہونے کے لئے بالکل آخری مراحل پر ہے ان حالات میں مذکورہ بل کو پیش کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے اس کو take up کر لیا گیا ہے اس لئے ہم اس کو oppose کرتے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جب ہم نے یہ کر لیا تو یہ اسی پر مہربانی کریں ہم وہی کر رہے ہیں جو یہ چاہتے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب چیئرمین! اس کو lay کر دیا ہے اب یہ amendment کے لئے پیش ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین: کابینہ کی منظوری کے بعد یہ پیش ہو گا۔ جی، سمیع اللہ صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب چیئرمین! رولز میں کیا یہ قدغن ہے کہ کوئی پرائیویٹ ممبر اپنا بل move نہیں کر سکتا اگر وہ بل کابینہ میں ہے۔ کیا Rules of Procedure میں ایسی کوئی قدغن ہے؟

جناب چیئرمین: انہوں نے آپ کو حکومت کی version بتائی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! جو ان کی کابینہ میں discussion ہو رہی ہے یا حکومت جو فیصلہ کر رہی ہے that has nothing to do with this bill یہ بل ایک پرائیویٹ ممبر کی طرف سے پیش کیا گیا ہے اگر ہم اس کو withdraw نہیں کرتے اور اس کو vote out کرواتے ہیں تو کل کو یہ پھر کس طرح سے اپنا official Bill لائیں گے اس لئے ان کو چاہئے کہ یہ فراخدلی سے کام لیں۔ اس بل کو سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس جانے دیں جب ان کا بل introduce ہو گا تو وہ بھی سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس چلا جائے گا۔ وہاں پر دونوں پر غور ہو گا کیونکہ legislation تو اسی بل پر ہونی ہے جو سٹینڈنگ کمیٹی سے منظور ہو کر آئے گا اس پر براہ راست تو legislation نہیں ہو گی تو سٹینڈنگ کمیٹی دونوں بلوں کو سامنے رکھ کر اپنی observation دے گی پھر بل House میں آ جائے گا۔

جناب چیئرمین: جی، رانا آفتاب صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ چاہوں گا کہ جو انہوں نے amendment move کی ہے یہ بہت valid ہے آپ دیکھیں کہ جو بھی سرکاری ملازم نوکری شروع کرتا ہے اس کو he is paid for that job---

جناب چیئرمین: اسمبلی کا وقت آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔ جی، آفتاب صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! آپ دیکھیں کہ یہاں تک بات ختم نہیں ہوتی out of turn promotion سے بڑی بددلی پھیلتی تھی یہ تو کہہ رہے ہیں کہ ہم لا رہے ہیں۔ اصل issue یہ ہے کہ جو بھی گورنمنٹ کی formalities ہیں بل vet ہونا ہے، لاء ڈیپارٹمنٹ میں جانا اور کابینہ میں جانا ہے۔ ultimately بل یہاں پر lay ہونا ہے پھر کمیٹی کو refer ہونا ہے۔ ہمارے

پاس تو ایک simple procedure ہے کہ ہم نے ایک amendment پیش کر دی ہے آپ یہ amendment concerned Committee کو refer کر دیں پھر وہاں پر یہ discuss تو ہو سکتا ہے۔

جناب چیئرمین! دوسرا یہ out of turn کا کہہ رہے ہیں، out of turn کا حل ایک اور نکل آیا ہے انہوں نے اس وقت تقریباً پچاس ساٹھ ریٹائرڈ ملازمین DCOs لگا دیئے ہیں۔ افسروں میں کوئی ریٹائرڈ نہیں ہو رہا ہے، ریٹائرڈ ہونے کے بعد پھر اس کو contract پر لگا رہے ہیں۔ out of turn کو ختم کیا جائے ان کے پاس بڑا valid ہتھیار ہے کہ یہ contract پر لگا سکتے ہیں۔ ہماری گزارش ہے کہ آپ اس کو سٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کریں۔

جناب چیئرمین: دیکھیں، تشریف رکھیں۔ وقاص صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔ اس کے یہ دو طریقے ہیں یا تو یہ House میں جائے یا حکومت تسلیم کرے۔

The motion moved and question is:

> "That leave be granted to introduce the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2005."

(The motion was lost)

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! میں یہ گزارش کروں گا کہ جب یہ بل move ہوا اور اس پر جب mover نے discussion کی ہے اس کے بعد منسٹر نے یہاں پر جو سٹیٹمنٹ دی وہ گورنمنٹ کی طرف سے تھی اور اس پر انہوں نے کہا کہ اس ضرورت کو ہم نے realize کیا ہے اور ہم اس بل کو لا رہے ہیں۔ اب یہ بات تو ثابت ہوئی کہ legislation کرنا صرف اور صرف گورنمنٹ نے اپنے ذمے لے لیا ہے۔ اب آج کے بعد کسی پرائیویٹ ممبر کو legislation میں نہ تو دلچسپی لینی چاہئے اور نہ ہی کوئی بل introduce کرنا چاہئے اس لئے ہم گورنمنٹ کے اس رویے کے خلاف احتجاجاً واک آؤٹ کرتے ہیں اور اس legislation میں حصہ نہیں لیں گے۔

(اس موقع پر اپوزیشن کے اراکین واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر چلے گئے)

MR. CHAIRMAN: The Punjab Private Education Institutions (Promotion and Regulations) (Amendment) Bill 2006 (Bill No.3 of 2006) Raja Muhammad Shafqat Khan Abbasi and Syed Hassan Murtaza may move it.

محرک تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ بل dispose of کیا جاتا ہے۔

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب چیئرمین: اب مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں لیتے ہیں پہلی قرارداد محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ) کی ہے وہ اس کو پیش کریں۔ عمران مسعود صاحب! آپ اپوزیشن کو منا کر لے آئیں اور اپنے ساتھ گردیزی صاحب کو بھی لے جائیں۔ جی، محترمہ!

مقبرہ جہانگیر اور نورجہاں کو حکومت پنجاب کی تحویل میں دینا

محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ مقبرہ جہانگیر اور مقبرہ نورجہاں کو پنجاب حکومت کی تحویل میں دیا جائے۔"

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ مقبرہ جہانگیر اور مقبرہ نورجہاں کو پنجاب حکومت کی تحویل میں دیا جائے۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ مقبرہ جہانگیر اور مقبرہ نورجہاں کو پنجاب حکومت کی تحویل میں دیا جائے۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب چیئرمین: دوسری قرارداد محترمہ فائزہ احمد ملک، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، جناب سمیع اللہ خان، ملک اصغر علی قیصر اور ڈاکٹر اسد معظم کی طرف سے ہے۔ اس کو pending کرتے ہیں شاید وہ

آ جائیں۔ عمران مسعود صاحب ان کو لینے گئے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ ایک منٹ تک تشریف لا رہے ہیں۔ تیسری تحریک شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے وہ اس کو پیش کریں۔ چونکہ محرک موجود نہیں ہیں لہذا یہ dispose of کی جاتی ہے۔ چوتھی قرارداد مہر اشتیاق احمد صاحب کی ہے اس کو بھی pending کرتے ہیں شاید وہ تشریف لے آئیں۔ پانچویں قرارداد جناب چودھری اصغر علی گجر، ڈاکٹر سید وسیم اختر، سید احسان اللہ وقاص، جناب محمد وقاص، چودھری محمد شوکت، سید اعجاز حسین بخاری، جناب ارشد محمود بگو، محترمہ طاہرہ منیر، محترمہ زیب النساء قریشی کی طرف سے ہے۔ میرے خیال میں ان کا ایک منٹ اور انتظار کر لیں۔ چونکہ محرک موجود نہیں ہیں لہذا یہ تینوں قراردادیں dispose of کی جاتی ہیں۔

آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے اب اجلاس کل مورخہ 8-مارچ 2006 صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

163

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 8-مارچ 2006

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ جات مال و کالونیز)

(I) نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(II) غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

3۔ ہنگامی قوانین (جو پیش کئے جائیں گے)

1۔ ہنگامی قانون (ترمیم) انجمن ہائے کی رجسٹریشن مجریہ 2006

2۔ ہنگامی قانون (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مجریہ 2006

4۔ مسودہ قانون (جو زیر غور لایا جائے گا)

مسودہ قانون (ترمیم) جامع سنٹرل پنجاب مصدرہ 2005

165

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا چوبیسواں اجلاس

بدھ 8-مارچ 2006

(یوم الاربعاء، 7-صفر المظفر 1427ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بجے زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر سردار شوکت حسین مزاری منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

قُلۡ إِن كُنتُمۡ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِي يُحۡبِبۡكُمُ ٱللَّهُ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوبَكُمۡۚ وَٱللَّهُ غَفُورٞ رَّحِيمٞo قُلۡ أَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَٱلرَّسُولَۖ فَإِن تَوَلَّوۡاْ فَإِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ ٱلۡكَٰفِرِينَo

سُورَۃُ آل عِمرَان آیات 31تا32

اے پیغمبر! لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو خدا بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے o کہہ دو کہ خدا اور اس کے رسول کا حکم مانو اگر نہ مانیں تو خدا بھی کافروں کو دوست نہیں رکھتا o

وما علینا الا البلاغ o

سوالات

(محکمہ جات مال وکالونیز)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سوال نمبر3526 محترمہ ثمینہ نوید(ایڈووکیٹ)!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر On her behalf.

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے آج یہ اصول بنایا ہے جس کی میں House سے بھی اجازت لینا چاہوں گا کہ Anybody may put up a question, if he is not interested, this is not on her or his behalf.(قطع کلامیاں)

That is too.لیکن بہتر یہی ہے کہ جو سوال کرتا ہے اگر اسے اپنے سوال میں دلچسپی ہے تو اسے یہاں حاضر ہونا چاہئے۔Because there are so many other questions.

RANA AFTAB AHMAD KHAN: Mr. Speaker! Questions are the property of this House. You cannot reserve the property of the House, when the question is there. We have a right to ask for that. Whether we can take on her behalf, there is no legal lacuna on it.

MR. DEPUTY SPEAKER: I just want the opinion of the House on this issue.

RANA AFTAB AHMAD KHAN: Mr. Speaker! You can look Rules of Procedure. (Interupptions)

May be sir, but the point is that you are Chairman of the Rules of Procedure Committee. You can amend it over there and bring in the House. But you can’t give ruling on it.

MR. DEPUTY SPEAKER: I am not giving ruling on that. These are my personal views.(Interruptions)

Anyhow, we continue.

رانا آفتاب احمد خان: ٹھیک ہے، جناب سپیکر! اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ہربنس پورہ لاہور میں سرکاری اراضی پر ناجائز قابضین کی تفصیلات

*3526 محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہربنس پورہ لاہور کے علاقہ میں ہزاروں کنال سرکاری اراضی موجود ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ علاقے کے بااثر افراد زمین پر قبضہ کر کے اشٹام کے ذریعے ہزاروں روپے فی مرلہ فروخت کر رہے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ علاقے کے بااثر افراد نے سرکاری زمین پر بڑی کوٹھیاں اور محل تعمیر کئے ہوئے ہیں؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سرکاری زمین کا قبضہ واگزار کروانے اور بااثر افراد کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کو تیار ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟ نیز متذکرہ علاقے میں سرکاری اراضی کی تفصیل ریکارڈ کے مطابق ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر مال:

(الف) یہ درست ہے کہ موضع ہربنس پورہ میں (13742K-4M) سرکاری اراضی موجود ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ متذکرہ علاقے کے بااثر افراد زمین پر قبضہ کر کے اشٹام کے ذریعے فی مرلہ فروخت کر رہے ہیں کیونکہ یہ لوگ اسی رقبے پر قبل از قیام پاکستان قابض ہیں اور گورنمنٹ کو چھ گنا لگان ادا کرتے ہیں اور یہی لوگ اشٹام کے ذریعے رقبہ فروخت کر رہے ہیں جن کے ریکارڈ کا مال میں کوئی اندراج نہ ہے۔

(ج) اس بارے میں یہ وضاحت کی جاتی ہے کہ جن افراد نے موقع پر کوٹھیاں یا محل تعمیر کئے ہوئے ہیں انہوں نے یہ رقبہ ابتدائی الاٹیوں سے بذریعہ رجسٹری ہائے خرید کیا تھا جن کے ریکارڈ مال میں انتقالات بھی ہو گئے تھے اور مابعد بحکم عدالت عظمیٰ و عدالت عالیہ و چیف سیٹلمنٹ کمشنر الاٹمنٹ خارج ہونے پر انتقالات بھی خارج ہو گئے اس طرح اب

محکمہ مال کے ریکارڈ میں مذکورہ رقبہ بحق سنٹرل گورنمنٹ موجود ہے۔

(د) واگزاری کی کارروائی شروع کر رہے ہیں نیز تفصیل ملکیت سرکاری اراضیات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا آفتاب صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ آپ جز(ب) دیکھیں، اس میں لکھا ہے کہ متذکرہ علاقہ کے بااثر افراد کا زمین پر قبضہ ہے۔ ایک تو اس کی تشریح کریں کہ بااثر افراد کون سے ہیں، دوسرا اس میں ہے کہ جس کا ریکارڈ مال میں کوئی اندراج نہ ہے۔ جز(ج) کے جواب میں کہتے ہیں کہ جن کے ریکارڈ مال میں انتقالات بھی ہو گئے تھے۔ ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ مال کے ریکارڈ میں اندراج نہیں ہے، دوسری طرف کہتے ہیں کہ انتقالات بھی ہو گئے ہیں اور تیسرا یہ کہہ رہے ہیں کہ بااثر افراد کے پاس ہے۔ آخر میں انہوں نے سب سے important چیز لکھی ہے کہ واگزاری کی کارروائی شروع کر رہے ہیں۔ یہ 2-مارچ کو جواب آیا ہے۔ یہ سوال 2-نومبر 2003 کو گیا تھا۔ یہ بتا دیں کہ انہوں نے 3 سال میں کیا واگزاری کی ہے اور باقی details بھی بتا دیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر کالونیز!

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! میں آپ کا ممنون ہوں۔ چونکہ یہ سوال محکمہ ریونیو کے متعلقہ ہے آج روکھڑی صاحب تشریف نہیں رکھتے، میں ان کے behalf پر ان سوالوں کے جواب دے رہا ہوں۔ چونکہ یہاں پر Rules of Procedure کی بات ہو رہی ہے میں اس سلسلے میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ mover or on behalf of the mover وہ خود یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس question کا جواب پڑھا ہوا تصور کریں۔ یہ آپ کا حق ہے، آپ اس ہاؤس کی منظوری سے اس پر فیصلہ کر سکتے ہیں کہ اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے یا معزز وزیر اس کا جواب پڑھ کر سنا دے، پہلی بات تو یہ ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے ایک supplementary question کرنا تھا جس کا میں نے جواب دینا تھا انہوں نے اپنی بات میں پانچ، چھ ضمنی سوالات اکٹھے کر دیئے ہیں۔ مجھے وہ بتا دیں کہ اب میں ان کے کس سوال کا جواب دوں۔ وہ ایک ایک question کریں تو میں باری باری ان کا جواب دے دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ انتقالات کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہیں کہ انتقالات کیسے ہوئے؟

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ گزارش کروں گا کہ گورنمنٹ آف پاکستان کی یہ زمین ہے۔ جس طرح کہ سوال کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ تقریباً 13,742 کنال زمین ہے جو کہ قیام پاکستان سے قبل ایک ہندو کی پراپرٹی تھی جس پر لوگوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ گورنمنٹ نے اس کو قیام پاکستان سے قبل کسی سکیم کے تحت allotment کی تھی۔ بعد میں محکمہ ریونیو کے ساتھ مل ملا کر کچھ لوگوں نے ساتھ انتقال وغیرہ بھی کروالئے تھے۔ اب جن کے انتقال ہو چکے ہیں ان کے خلاف ہماری موجودہ حکومت نے اس مسئلہ کو دیکھا ہے۔ اس سے پہلے کسی حکومت نے ایسا نہیں کیا۔ آپ جانتے ہیں کہ میاں محمد نواز شریف صاحب دو بار وزیر اعظم رہے ہیں اور وزیر اعلیٰ بھی رہے ہیں۔ بے نظیر صاحبہ بھی وزیر اعظم رہی ہیں۔ کسی حکومت نے ان لوگوں کو touch نہیں کیا۔ ہماری موجودہ حکومت کو یہ کریڈٹ جاتا ہے کہ ہم نے وہاں پر تقریباً 2162 کنال زمین ان لوگوں سے واگزار کرائی ہے اور وہ قیمتی جگہ حکومت کے قبضہ میں ہے۔ اب اسی زمین پر صحافیوں کے لئے کالونی بن رہی ہے۔ اس زمین کے بارے میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے کابینہ کی ایک کمیٹی بھی تشکیل دے دی ہے اور میرے خیال میں اس کے بارے میں ایک مہینے کے اندر اندر فیصلہ کر دیا جائے گا اور اربوں روپے ان لوگوں سے وصول کر کے گورنمنٹ کے خزانے میں جمع کرائے جائیں گے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! اسی سوال کے جز (ب) میں فرمایا گیا ہے کہ لوگوں کو رقبہ الاٹ کیا گیا۔ اگر یہ رقبہ لوگوں کو الاٹ کیا گیا ہے اور پھر اس کی رجسٹری ہو گئی، انتقال ہو گیا تو جن لوگوں نے یہ رقبہ قواعد و ضوابط سے ہٹ کر الاٹ کیا، غلط طریقے سے الاٹ کیا تو ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی؟ دوسری بات یہ ہے کہ جن لوگوں نے رجسٹریاں کروالی ہیں یا محکمہ مال میں ایک چیز میرے نام ہے اور میں کسی کو فروخت کرتا ہوں اور وہ مجھ سے رجسٹری کروالیتا ہے تو اب اس رجسٹری کروانے والے کا کیا قصور ہے؟ ایک آدمی کو محکمہ مال نے رقبہ الاٹ کر دیا۔ محکمہ مال نے یہ رقبہ اس کے نام ٹرانسفر کر دیا۔ اس نے آگے A، B یا C کو ٹرانسفر کر دیا۔ اب جن کے نام وہ رقبہ ٹرانسفر ہوا ہے، ان کا کیا قصور ہے، جن کا قصور تھا یعنی محکمہ مال کے لوگوں کا جنھوں نے غلط الاٹمنٹ کی تھی ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! یہ محکمہ مال کا رقبہ نہیں تھا۔ یہ سیٹلمنٹ کا رقبہ تھا، یہ آبادکاری کا رقبہ تھا۔ ایک ہندو کی پراپرٹی تھی، اس کے جانے کے بعد لوگوں نے اس پر قبضہ کر لیا تو سیٹلمنٹ نے جو کیا

ہے۔اس سے محکمہ مال کا تعلق نہیں ہے۔جب موجودہ حکومت کے نوٹس میں یہ بات آئی تو ہم نے مختلف عدالتوں سے سیٹلمنٹ کمشنر اور سپریم کورٹ سے دعوے وغیرہ کر کے تقریباً 2162 کنال زرعی اور رہائشی زمین لوگوں سے واگزار کرائی ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ ہم فلاحی مقاصد کے لئے استعمال کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ جنہوں نے غلط الاٹمنٹ کی تھی ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر کالونیز: جنھوں نے غلط اندراج کئے تھے ان کے خلاف ہم ہائر کورٹس میں گئے ہیں وہاں سے ہم نے فیصلہ کو set aside کرایا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے فیصلے set aside کرا دیئے ہیں لیکن جنہوں نے غلط اقدام اٹھائے تھے ان کے خلاف آپ نے کیا کارروائی کی ہے؟

وزیر کالونیز: جن لوگوں نے یہ غلط اقدامات کئے تھے، خلاف قانون کام کئے تھے ان کے خلاف قانونی طور پر محکمانہ کارروائی کی جارہی ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! معزز وزیر نے فرمایا ہے کہ پچھلی حکومتوں کے دور میں یہ نہیں ہوا اور اب ہماری حکومت نے یہ کیا ہے۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ پچھلی حکومت میں بھی یہی وزیر تھے اور اس سے پچھلی حکومت میں بھی یہی وزیر تھے اور اس سے پچھلی حکومت میں بھی یہی وزیر تھے۔ یہ بات نہ کہا کریں۔ یہ اپنی بات کریں۔ آپ کل کے سوالوں کے جواب بھی دیکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آج کے جوابات تو بڑے معقول اور بڑے درست انداز سے آرہے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: میری گزارش ہے کہ آپ خود اس کا جواب پڑھیں۔ میں صرف اعتراض اس لئے کر رہا ہوں کہ یہ پچھلی حکومتوں نے نہیں کیا۔ اس طرح ان کی نااہلی بھی ان کے گلے پڑتی ہے کیونکہ اس وقت بھی تو یہی وزیر تھے۔ ہم تو نہیں تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو انہیں سراہنا چاہئے۔ اس وقت یہ ڈپٹی سپیکر تھے اور آج وزیر کالونیز ہیں۔ یہ فرق ہے۔

وزیر کالونیز: میں اپنے دوست کو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ماضی میں بھی آپ ہمارے ساتھی تھے اور آج بھی کسی نہ کسی انداز سے ساتھی ہیں۔ ہم اس وقت بھی آپ کے شکر گزار تھے اور آج بھی شکر گزار ہیں۔

حاجی محمد اعجاز: جن لوگوں نے رجسٹریاں کروالی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کورٹس نے فیصلہ دے دیا ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! کورٹس نے تو وہ الاٹمنٹس خارج کی ہیں جو بورڈ آف ریونیو نے کی تھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کورٹس نے جو فیصلہ کیا ہوگا اس میں سب کچھ بتایا گیا ہوگا۔ وہ لوگ جنہوں نے اپنے نام کرائی ہوں گی۔ They must have gone for an appeal یا جو بھی کیا ہوگا۔ They have lost the case

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! جن لوگوں نے رجسٹریاں کروالی ہیں۔ جب محکمہ مال میں ان کے نام انتقال تھا، mutation ان کے نام تھی۔ انہوں نے رجسٹریاں کروائیں، ان کا کیا قصور ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: قصور تو نہیں ہے لیکن وہ litigation میں چلے گئے اور اس پر فیصلہ کورٹس نے کر دیا ہے۔

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں ان کی بات کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ میں معزز ممبر کی خدمت میں آپ کی وساطت سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سارے مسائل کو حل کرنے کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب نے کابینہ کی ایک کمیٹی تشکیل دی ہے۔ جن لوگوں نے رجسٹریاں کروائی ہیں، ان کو بھی مالکانہ حقوق دیں گے اور جن کی جائز رجسٹریاں ہیں، انتقال جائز ہیں، صحیح ہیں، قانون اور ضابطے کے مطابق ہیں، ان کو بھی مالکانہ حقوق ملیں گے اور جو لوگ وہاں پر ناجائز قابضین ہیں تو گورنمنٹ کو اس کا پیسہ دے کر اور اس کی رقم market value کے مطابق لے کر ان کو بھی مالکانہ حقوق دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ اب اگلا سوال ملک محمد اقبال چنڑ صاحب کا ہے۔

ملک محمد اقبال چنڑ: سوال نمبر 4194۔

ضلع بہاولپور میں لمبر داروں کی تعداد اور لمبر داری رقبہ جات کی تفصیلات

*4194**ملک محمد اقبال چنڑ**: کیا وزیر کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع بہاولپور میں کتنے لمبر دار ہیں؟

(ب) کتنے موضع جات میں ابھی تک لمبر دار نامزد نہ کئے گئے ہیں؟

(ج) کتنے لمبر داروں کے پاس حکومت کی پالیسی کے مطابق لمبر داری سکیم کے تحت ساڑھے بارہ ایکڑ زمین ہے اور کتنوں کے پاس نہ ہے۔ جن لمبر داروں کے پاس یہ زمین نہیں ہے ان کے نام اور موضع جات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نئے لمبر دار کو اس سکیم کے تحت زمین الاٹ کر رہی ہے۔ مگر پرانے لمبر داروں کو اس سکیم کے تحت ساڑھے بارہ ایکڑ زمین نہیں دی جا رہی ہے؟

(ہ) کیا حکومت پرانے لمبر داروں کو بھی زمین لمبر داری سکیم کے تحت الاٹ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر کالونیز:

(الف) ضلع بہاولپور میں لمبر داروں کی کل تعداد 944 ہے۔

(ب) 318 موضع جات / چکوک میں لمبر دار تاحال نامزد نہ ہوئے ہیں۔

(ج) 325 لمبر داران کے پاس حکومتی پالیسی کے مطابق لمبر داری سکیم کے تحت رقبہ الاٹ شدہ ہے جبکہ 619 لمبر داران کو ابھی تک لمبر داری سکیم کے تحت رقبہ الاٹ نہ ہوا ہے۔ جن لمبر داران کے پاس رقبہ نہ ہے ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے کہ حکومت نئے لمبر داران کو اس سکیم کے تحت زمین الاٹ کر رہی ہے اور نہ ہی پرانے لمبر داران کو۔

(ہ) اس وقت لمبر داران کو سرکاری زمین کی الاٹمنٹ کی کوئی پالیسی حکومت کے زیر غور نہ ہے کیونکہ بنیادی طور پر یہ سروس گرانٹ ہے جب رقبہ زیر سکیم آباد کاری نہ ہے۔ سروس گرانٹ بھی نہ ہے۔ موجودہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس سلسلہ میں ایک کمیٹی تشکیل دے رکھی ہے۔ اس کمیٹی کی حتمی رپورٹ آنے کے بعد اس مسئلہ کا فیصلہ کیا جائے گا۔

ملک محمد اقبال چنڑ: ان کا اپنا جواب جز (ب) میں ہے کہ 318 موضع جات میں لمبر دار تاحال

نامزد نہ ہوئے ہیں، اس کی وجوہات کیا ہیں کہ ان چکوک میں لمبر دار نامزد کیوں نہیں ہوئے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر کالونیز!

وزیر کالونیز: گزارش یہ ہے کہ وہاں پر بعض disputes ہو جاتے ہیں۔ لمبر دار کو تعینات کرنا حکومت پنجاب کی ذمہ داری ضرور ہے۔ جب مقامی لوگ رابطہ کرتے ہیں اور درخواست کرتے ہیں کہ ہمیں اس موضع کا لمبر دار بنایا جائے۔ بعض اوقات موضع چھوٹا ہوتا ہے، وہاں ایک لمبر دار کو دو موضع جات کی لمبر داری سپرد کی جاتی ہے اس لئے وہاں پر موجود انتظامی کنٹرول کے تحت یہ لمبر داری سسٹم چلایا جاتا ہے۔ یہ کوئی منظور شدہ سیٹیں تو نہیں ہوتیں۔ موجودہ حالات کے مطابق یہ سسٹم چل رہا ہے۔

اگر کوئی نیا لمبر دار آپ بنوانا چاہتے ہیں اور لوگ حکومت پنجاب سے رابطہ کریں کہ میں اس موضع کا لمبر دار بننا چاہتا ہوں تو ہم قانون کے مطابق وہاں پر لمبر دار بنا دیں گے۔ اگر کوئی رابطہ ہی نہ کرے اور لمبر دار بننا ہی نہ چاہے تو پھر کیا ہو سکتا ہے؟ اگر وہاں پر ضرورت ہی نہ ہو تو ضرورت کے مطابق، وہاں کے حالات کے مطابق فیصلہ کیا جاتا ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں تھل کے اندر نمبر دار کس سکیم کے تحت بنائے گئے ہیں یعنی خوشاب سے لے کر مظفر گڑھ تک کس سکیم کے تحت بنائے گئے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ نیا سوال بنتا ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: یہ لمبر داروں سے متعلقہ ہے۔

وزیر کالونیز: بہاولپور کے لمبر داروں سے متعلقہ ہے۔

وزیر خواندگی، غیر رسمی بنیادی تعلیم: جناب سپیکر! یہاں پر لفظ لمبر دار لکھا جا رہا ہے جو غلط ہے اور صحیح لفظ لمبر دار ہے۔ اس کی درستی کی جائے۔

چودھری محمد اعجاز سماں: جہاں پر لمبر دار موجود نہیں تو اس کی عدم موجودگی میں وہاں ریونیو اکٹھا کرنے کا کیا طریق کار ہے؟

وزیر کالونیز: جناب والا! جہاں پر لمبر دار نہیں ہوتا وہاں پر متعلقہ تحصیلدار علاقے کے پٹواری کو یہ ذمہ داری سونپ دیتا ہے اور ہمارے بعض علاقوں میں تو کئی لمبر داران نے collection کا کام چھوڑ دیا ہے اور پوری ذمہ داری پٹواری صاحبان کے سپرد ہے اور پٹواری صاحبان ریونیو کی

collection کرتے ہیں۔

چوہدری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ لمبرداران کے فرائض میں یہ شامل ہے کہ انہوں نے ریونیو اکٹھا کرنا ہے۔

کرنل (ریٹائرڈ) سلطان سرخرو اعوان: ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے!

کرنل (ریٹائرڈ) سلطان سرخرو اعوان: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کیا بنیادی طور پر کوئی اصول ہے کیونکہ دیکھا گیا ہے کہ چھوٹے سے گاؤں میں تین تین لمبردار ہیں اور کئی بڑے بڑے گاؤں میں ایک بھی نہیں ہے۔ یہ آبادی یا رقبے کے لحاظ سے کوئی بنیادی اصول ہے، لمبردار بنانے کا کیا طریق کار ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ پہلے یہ سسٹم موروثی چل رہا تھا۔ اگر ایک لمبردار فوت ہو جاتا تو اس کے فوت ہونے کے بعد اس کا بیٹا لمبردار بنتا تھا۔ اب شریعت کورٹ نے اس کو open کر دیا ہے۔ جب ایک لمبردار فوت ہو جاتا ہے تو تب اس گاؤں یا اس علاقے کے تمام لوگ کورٹ کو pursue کرتے ہیں اور کورٹ میرٹ پر فیصلہ کرتی ہے کہ A کو بنانا ہے، B، C یا D کو بنانا ہے، اس کی تعلیمی قابلیت اور علاقے میں اس کی holding کو بھی دیکھا جاتا ہے اس کے مطابق ہی فیصلہ کیا جاتا ہے۔ باقی لمبرداری کے حوالے سے یہ فرما رہے ہیں تو لمبردار ایک honourable post ہے، گورنمنٹ بھی اس میں دیکھتی ہے کہ جتنی گاؤں میں ضرورت ہے اس کے مطابق لمبرداران کی تعیناتی کرتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ کسی جگہ پر تین ہیں اور کسی جگہ پر ایک بھی نہیں ہے۔

وزیر کالونیز: میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جہاں پر نہیں ہیں وہاں پر ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ اگر وہاں کے لوگ چاہتے ہیں کہ یہاں پر الگ لمبردار ہو تو پنجاب گورنمنٹ کو pursue کریں، انشاء اللہ گورنمنٹ وہاں ایک نئی سیٹ create کر دے گی۔

جناب ظہور احمد خان ڈاہا: ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاہا صاحب!

جناب ظہور احمد خان ڈاہا: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ رولز اب انہوں نے تبدیل کر دیئے ہیں کہ موروثی لمبرداری سسٹم ختم کر دیا ہے تو اب criterion کیا ہے؟ اگر وزیر موصوف بتائیں تو وہ میں جاننا چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! جس طرح میں نے پہلے یہ عرض کیا ہے کہ اب شریعت کورٹ کے فیصلے کے بعد پنجاب گورنمنٹ کا اپنا کوئی criterion نہیں ہے۔ پہلے ہمیشہ یہ ہوتا تھا کہ ایک گاؤں کا اگر باپ لمبردار ہے تو اس کے فوت ہو جانے کے بعد اس کا بیٹا لمبردار بنتا تھا۔ اب وہ سلسلہ نہیں رہا اور موروثی لمبرداری نہیں رہی کہ باپ لمبردار تھا تو بعد میں اس کا بیٹا لمبردار ہو گا۔ اب جب لمبردار فوت ہوتا ہے تو اس گاؤں کے تمام لوگ لمبرداری کے لئے درخواست دے دیتے ہیں جس کے لئے تعلیم کو دیکھا جاتا ہے کہ کون تعلیم یافتہ ہے، اس کی گاؤں کے اندر زمین کتنی ہے، holding کتنی ہے، بڑا زمیندار ہے یا چھوٹا زمیندار ہے۔ یہ وہاں کا رہائشی بھی ہے کہ نہیں، اس کا رویہ کیسا ہے، شریف اور ایماندار آدمی ہے، وہ گورنمنٹ کی collection اپنے اکاؤنٹ میں جمع کروائے گا یا گورنمنٹ کے خزانے میں جمع کروائے گا، اس کی رپورٹس حاصل کی جاتی ہیں۔ یہ تین چار چیزیں اب گورنمنٹ نئے لمبردار تقرر کرنے کے لئے consider کرتی ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ لینڈ ریونیو ایکٹ میں لمبردار، اس کی appointment اور اس کے پورے خدوخال بیان کئے گئے ہیں جو وزیر صاحب بیان کرنے سے قاصر رہے ہیں۔ دوسرا یہ یقین دہانی کرا دیں کہ جہاں لمبردار نہیں ہیں وہ کب تک ان کی نامزدگی کرا دیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہتے ہیں کہ جہاں نہیں ہیں وہاں آپ درخواست دیں ہم تقرر کر لیں گے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! پنجاب کا کوئی ایک موضع بتا دیں کہ جہاں لمبردار نہیں ہے اور ریونیو خود بخود جمع ہو رہا ہے، کسی ایک کا نام بتا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہمارے ایریا میں تو لمبردار نہیں ہوتے لیکن وہاں تحصیلدار سے ڈائریکٹ جمع ہو جاتے ہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ آج کل بنک ہیں بلکہ لمبرداری کی بجائے بنک میں جمع کروانا زیادہ بہتر ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! تحصیلدار صرف گرفتاری کے لئے جاتے ہیں، وصولی کے لئے آج تک نہیں گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گرفتاری نہیں، وصولی بھی ہوتی ہے۔ ان تحصیلداروں کے نام چیک جاری کئے جاتے ہیں۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! صرف ADBP میں گرفتاری کی گئی ہے، باقی ریونیو کے معاملات ویسے ہی ہیں۔

ملک محمد اقبال چنڑ: ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اقبال چنڑ صاحب کا سوال ہے۔ He wants to say something جی!

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے یہ بتایا ہے کہ نمبردار وہاں کا رہائشی ہونا چاہئے تو چک نمبر 16/BC میں میجر جنرل (ر) محمد اقبال نمبردار بن چکے ہیں اور ان کی رہائش اسلام آباد میں ہے کیا وہ اس criterion پر پورا اترتا ہے کہ ایک میجر جنرل وہاں پر نمبردار بن جائے۔ اسی طرح چک 17/BC میں بھی ایک میجر جنرل نمبردار ہے اور ان کی رہائش وہاں نہیں ہے تو میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ نمبرداری اب صرف فوج کے لئے رہ گئی ہے یا جو وہاں کے رہائشی ہیں ان کا حق بھی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! اگر کوئی irregularity ہوئی ہے ممکن ہے وہ نمبردار اس موضع کا مالک ضرور ہوگا، وہاں پر اس کی زمین ہوگی اور اس نے اسلام آباد عارضی رہائش رکھی ہوگی۔ اگر ایسی کوئی irregularity ہے، جہاں قواعد و ضوابط کے خلاف کام ہوا ہے تو چنڑ صاحب ہمارے نوٹس میں لائیں انشاء اللہ تعالیٰ ہم قانون اور ضابطے کے مطابق کارروائی عمل میں لائیں گے۔ شکریہ

چودھری اصغر علی گجر: ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے نمبرداری سے متعلقہ قانون واضح کیا ہے میں ان سے اس لئے اختلاف کرتا ہوں کہ پورے پنجاب کے اندر نمبرداری دینے اور نمبردار بنانے کے معاملات ایک جیسے نہیں ہیں۔ مثال کے طور پر جب تھل آباد ہوا ہے تو حکومت پنجاب نے یہ

بات کہی تھی کہ جو شخص چالیس کنبے کے افراد لا کر تھل میں آباد کرے گا اس کو 15 ایکڑ زمین بطور عطیہ دی جائے گی۔ یہ ریکارڈ کی بات ہے کہ تھل کے اندر ایک گروپ لیڈر تھا اس کے گروپ کے جو چالیس ممبر تھے انہوں نے چالیس چالیس کنبوں کو لا کر تھل میں آباد کیا اور اس لیڈر کو 15 ایکڑ زمین بطور عطیہ عطا کر دی گئی کہ وہ چالیس افراد کو یہاں لایا۔ اسی کو مجوزہ نمبرداری میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اب وہ زمین بطور عطیہ تھی اسے حقوق ملکیت ملنے چاہئیں تھے اب یہ تھل کے معاملات میں بھی پورے پنجاب کے ساتھ intact کر کے تھل کے حقوق پر ضرور اثر انداز ہوں گے۔ وزیر موصوف میری یہ بات بھی سن لیں اور میری بات کا جواب بھی دیں کہ میں یہ کہتا ہوں کہ وہ ہمارے تھل کے معاملات کو پورے پنجاب سے intact نہ کریں بلکہ تھل کے نمبرداروں کو جو زمین دی گئی تھی جس عہد اور معاملے کے تحت دی گئی تھی اسی سے deal کر کے ان کو وہ حقوق ملکیت دیں۔ 15,15 ایکڑ بطور عطیہ گروپ لیڈر کو دیئے گئے تھے۔ گجرات، فیصل آباد، لاہور اور جہاں سے بھی بندے گئے وہ چالیس آدمیوں کا کنبہ لے کر گئے، گروپ لے کر گئے اس کے بدلے میں اس کو 15 ایکڑ زمین ملی باقی کسی کو نہیں ملی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں پہلے بھی گزارش کر چکا ہوں کہ جو میرے دوست لینڈ ریونیو ایکٹ کی بات کر رہے تھے وہ بات اپنی جگہ درست ہے لیکن اب نمبرداروں کی تعیناتی ہائر کورٹس کے فیصلے کے مطابق ہو رہی ہے اس کا ریونیو ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے، جو criterion ہے وہ کورٹ کے مطابق open ہے۔ اب ایک نمبردار جب فوت ہوتا ہے تو اس گاؤں کے تمام لوگ eligible ہیں، وہ درخواستیں دیتے ہیں اور کورٹ اپنے جوڈیشل آرڈر کے تحت اس کا فیصلہ کرتی ہے۔ باقی جہاں تک تھل کے علاقے کا کوئی مسئلہ ہے تو یہ kindly نوٹس میں لائیں، ڈیپارٹمنٹ ان کی جو بھی مدد کر سکتا ہے وہ انشاء اللہ ضرور کرے گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال 4195، ملک اقبال چنڑ صاحب کا ہے۔ جی۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اس کے بعد آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ یہ پہلے سوال پڑھ لیں۔ ابھی ایک سوال پوچھا گیا ہے اور آدھ گھنٹہ گزر گیا ہے۔ جی، اقبال چنڑ صاحب!

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! میرا پچھلے سوال سے متعلق ایک بڑا اہم ضمنی سوال ہے۔ میں یہ request کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ اب اگلا سوال put کریں۔ سوال نمبر 4195۔

ملک محمد اقبال چنڑ: سوال نمبر 4195۔

ضلع بہاولپور کے پٹوار سرکلز میں تعینات پٹواریوں کی تفصیلات

*4195۔ **ملک محمد اقبال چنڑ:** کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع بہاولپور میں کتنے پٹوار سرکل ہیں؟ ان میں تعینات پٹواریوں کے نام، گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کتنے پٹواریوں کے پاس ایک موضع کے علاوہ دیگر موضع جات کا اضافی چارج ہے ان کے نام مع اضافی موضع جات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) ان پٹواریوں کو اضافی چارج دینے والے افسران کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) جن پٹواریوں کو اضافی چارج دیا گیا ہے ان میں سے کتنے پٹواریوں کے خلاف انکوائریاں، شکایات محکمہ کے زیر غور ہیں ان کے نام اور دیگر تفصیل الگ الگ دی جائے؟

(ہ) کیا حکومت ایسے پٹواریوں سے اضافی چارج واپس لینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال:

(الف) ضلع بہاولپور میں 228 پٹوار سرکل ہیں۔ نام گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تحصیل وار فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع بہاولپور میں کل گیارہ مواضعات / پٹوار سرکل ہائے کا اضافی چارج دیا گیا ہے۔ ان کی تحصیل وار تفصیل (جھنڈی۔ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اضافی چارج دینے والے افسران کے نام عہدہ و جائے تعیناتی درج ذیل ہے:-

تحصیل بہاولپور میاں عبدالغفور بھٹی، ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) حال

تعینات سیکرٹری کالونی،	بورڈ آف ریونیو، پنجاب
تحصیل احمد پور شرقیہ	۔ایضا۔
تحصیل حاصل پور	شعیب طارق وڑائچ، ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)
تحصیل یزمان	اشفاق احمد چودھری، ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)

تحصیل خیرپور ٹامیوالی کوئی اضافی چارج نہ دیا گیا ہے۔

(د) ضلع ہذا میں جن پٹواریوں کو اضافی چارج دیا گیا ہے ان میں سے صرف ایک پٹواری محمد شہباز کے خلاف محکمانہ انکوائری زیر سماعت ہے جو کہ تحصیل و ضلع بہاولپور میں تعینات ہے۔

(ہ) ضلع ہذا میں پٹواری کو اضافی چارج دینے کی وجہ کمی پٹواریان اور پٹواریوں کی معطلی ہے۔ جونہی پٹواریوں کی کمی پوری ہوئی اور معطل شدہ پٹواریوں کی محکمانہ انکوائری کا فیصلہ ہوا، اضافی چارج واپس لے لیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! انہوں نے اپنے جواب میں یہ بتایا ہے کہ ایک پٹواری کے پاس صرف ایک موضع ہے جبکہ ایک پٹواری کے پاس 9 موضع جات ہیں۔ محکمے کا یہ جواب غلط ہے۔ میں ہاؤس سے یہ استدعا کروں گا اور وزیر صاحب سے بھی یہ request ہے کہ اپنے افسران کو کہیں کہ سوال کا جواب درست دیا کریں۔ میں اس کا جواب پڑھ دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

ملک محمد اقبال چنڑ: انہوں نے جھنڈی (ب) میں جواب دیا ہے کہ غلام سرور کے پاس صرف ایک موضع فتووالی ہے جبکہ اس کے پاس موضع ٹامیوالی، غفور آباد، موضع باٹھی، گوٹھ غنی، سمہ سٹہ، بھنڈہ، ذخیرہ سمہ سٹہ، موضع شاہ غربی اس طرح ایک پٹواری کے پاس دس موضع جات موجود ہیں۔ میں یہ وزیر صاحب سے پوچھوں گا کہ یہ اتنا قابل یا لائق پٹواری ہے یا یہ اتنا رشوت خور ہے کہ تمام افسران اس سے خوش ہیں اور انہوں نے انعام کے طور پر اس کو دس مواضعات دیئے ہوئے ہیں۔ اس بارے میں وزیر صاحب مجھے بتائیں کہ اس پٹواری پر اتنی خصوصی مہربانی کیوں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر کالونیز!

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! پہلی بات تو میں اپنے معزز دوست سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کسی پٹواری کے ساتھ کوئی خصوصی مہربانی نہیں ہے۔ اگر ان کو کسی پٹواری کے بارے میں کوئی شکایت، misconduct یا misbehaviour کے حوالے سے ہے تو آپ آج ہی تشریف لے آئیں، درخواست دیں انشاء اللہ تعالیٰ اس کے خلاف انکوائری ہوگی اور اگر اس کے خلاف الزام ثابت ہوئے تو انشاء اللہ تعالیٰ قواعد وضوابط کے مطابق اس کے خلاف ایکشن ہوگا۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! ان کا اپنا جواب ہے جس میں تحریر ہے کہ غلام سرور کے پاس صرف ایک موضع ہے جس کا نام فتووالی ہے۔

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! آپ نے جز (ب) میں دیا ہے کہ کتنے پٹواریوں کے پاس ایک موضع کے علاوہ دیگر مواضعات کے اضافی چارج ہیں۔ ان کے نام مع اضافی مواضعات کی تفصیل فراہم کی جائے۔ ہم نے اس کا جواب دیا ہے کہ ضلع بہاولپور میں کل گیارہ مواضعات پٹوار سرکل کا اضافی چارج دیا گیا ہے ان کی تفصیل لف ہذا ہے۔ اس میں گزارش یہ ہے کہ یہ اس کا اصل حلقہ ہوگا، جو اس کے پاس اضافی چارج ہے اس کا نام نہیں لکھا گیا ہے۔ اضافی چارج صرف گیارہ پٹواریوں کے پاس ہیں وہ بھی اس لئے کہ وہاں پر پٹواریوں کی کمی ہے، جب نئی بھرتیاں ہوں اور نئے پٹواری بھرتی ہو جائیں گے تو یہ اضافی چارج واپس لے لئے جائیں گے۔ ایک ایک حلقے میں ایک ایک پٹواری ہی ہوگا۔ اس کے علاوہ اگر میرے بھائی کے پاس اس شخص کے حوالے سے کوئی شکایت ہے تو میرے پاس آئیں ہم ان کی خدمت کے لئے تیار ہیں۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (د) میں فرمایا گیا ہے کہ ایک پٹواری محمد شہباز کے خلاف محکمانہ انکوائری زیر سماعت ہے۔ اس سوال کو تقریباً دو سال ہو گئے ہیں اب وزیر موصوف یہ فرما دیں کہ وہ انکوائری کس stage پر ہے؟

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! میں اس سلسلہ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ انکوائری بہت جلد wind up ہو جائے گی اور اگر اس کے خلاف جرم ثابت ہو گیا تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کو قانون کے مطابق سزا ملے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال نمبر 4223 سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

اشٹام فروشی کے لائسنس کے اجراء کے مسائل

*4223 سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اشٹام فروشی کے لائسنس پر صوبہ پنجاب میں پابندی عائد کر دی گئی ہے کس قانون کے تحت اور اس کی کیا وجوہات ہیں؟

(ب) اشٹام فروشی کا لائسنس لینے کے لئے کیا طریق کار اور شرائط ہیں؟ کیا حکومت اشٹام فروشی کے لائسنس کے لئے آسان طریق کار اختیار کرنے کو تیار ہے جس سے حکومت کی آمدنی بھی بڑھے اور عام آدمی کو روزگار کے ذرائع حاصل ہوں؟

وزیر مال:

(الف) صوبہ پنجاب کے اضلاع میں اشٹام فروشی کا لائسنس سٹیمپ ایکٹ1899 کے تحت کلکٹر/ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) جاری کرنے کے مجاز ہیں۔ اشٹام فروشی کے لائسنس جاری کرنے پر حکومت پنجاب نے کوئی پابندی عائد نہ کی ہے۔

(ب) سٹیمپ ایکٹ1899 کے تحت جاری کردہ پنجاب سٹیمپ رولز1934 کے رول25 اور26 کے مطابق اشٹام فروشی کا لائسنس ڈسٹرکٹ کلکٹر جاری کرنے کا مجاز ہے۔ اشٹام فروشی کا لائسنس حاصل کرنے کے لئے اچھے کردار اور سادہ تعلیم یافتہ ہونا ضروری ہے۔ جہاں تک ضلع میں اشٹام فروشوں کی تعداد کے تعین کا معاملہ ہے۔ یہ ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) دیہی علاقہ جات اور ای۔ڈی۔او(آر) ضلع اور تحصیل کی سطح پر آبادی اور کام کے حجم کو مد نظر رکھ کر طے کرنے کے مجاز ہیں۔ پنجاب سٹیمپ رولز 1934 میں اس بات کی صراحت کر دی گئی ہے کہ ضلع میں اشٹام فروشوں کی تعداد مناسب حد تک رکھی جائے تاکہ کام کے حجم سے زیادہ لائسنس جاری ہونے کی صورت میں پہلے سے جاری شدہ لائسنس ہولڈروں کی روزی متاثر نہ ہو۔ کیونکہ بہت زیادہ تعداد ہونے کی صورت میں بدعنوانی کے امکانات کا زیادہ احتمال ہوگا۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرے سوال کے جز(الف) کے جواب میں فرمایا گیا ہے کہ ''پنجاب میں اشٹام فروشی کے لائسنس جاری کرنے پر کوئی پابندی نہیں ہے۔'' اگر پابندی نہیں ہے تو میں ان سے یہ وضاحت چاہوں گا کہ گزشتہ پانچ سال کے دوران کتنے لائسنس لاہور میں جاری کئے گئے اور یہ بھی کہ ایک ضلع میں انہوں نے کیا معیار مقرر کر رکھا ہے یعنی کتنے افراد کو یہ لائسنس

جاری کرتے ہیں، اس کا کیا معیار ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ نیا سوال بنتا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! اس کا جواب گول مول سا دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تو تفصیل پوچھنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے تو نیا سوال بنتا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: چلیں، مجھے تفصیل نہ بتائیں۔ مجھے یہ بتادیں کہ ایک ضلع میں کتنے لائسنس جاری کرتے ہیں اور اس کا کیا فارمولا رکھا ہوا ہے؟ یہ جواب کہ وہ آبادی کے حجم کے مطابق خود دیکھ لیتا ہے، یہ کوئی جواب نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ بھی نیا سوال بنتا ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ب) میں جیسا کہ شاہ صاحب نے کہا کہ بڑا عجیب سا ہے کہ اچھا کردار اور سادہ تعلیم یافتہ ہونا چاہئے۔ ہم نے تو سنا ہے کہ پرائمری، مڈل یا میٹرک ہوتا ہے۔ ان کا محکمہ کیسے پرکھتا ہے کہ یہ سادہ تعلیم یافتہ ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: سادہ تعلیم یافتہ کا مطلب نان ٹیکنیکل ایجوکیشن ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! جواب ظاہر کرتا ہے کہ اشٹام فروشی کا لائسنس یہ اپنی پسند اور ناپسند کو دیتے ہیں۔ انہوں نے اس طرح کی اصطلاح بنائی ہے کہ اس کا کوئی میرٹ نہیں بن سکتا۔ انہوں نے آگے لکھا ہوا ہے کہ ضلع اور تحصیل کی سطح پر آبادی اور کام کے حجم کو مدنظر رکھ کر، اس میں کوئی proportion نہیں ہے کہ اتنی آبادی ہوگی تو اتنے اشٹام فروشوں کا لائسنس ہوگا یعنی واضح کوئی چیز نہیں ہے۔ اس سوال سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اشٹام فروشی کا لائسنس بالکل ذاتی پسند، ناپسند یا رشوت کے ذریعے دیا جاتا ہے۔ بصورت دیگر اس کا واضح طور پر کوئی میرٹ بیان کیا جاتا۔ یہ واضح کیوں نہیں ہے کہ کس معیار پر لائسنس دیا جاتا ہے؟

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! اس سلسلہ میں گزارش یہ ہے کہ پنجاب حکومت نے اس پر کوئی پابندی نہیں لگا رکھی۔ ضلعی حکومتیں اپنے مقامی حالات و واقعات کے مطابق میرٹ پر اس کا فیصلہ کرتی ہیں اور یہ تعین کرنا ان کی ذمہ داری ہے کہ ایک ضلع، تحصیل یا ایک علاقہ میں کتنے اشٹام فروش ہونے

چاہئیں۔ کون سا علاقہ اس سے محروم ہے یا کس علاقہ میں زیادہ ہونے چاہئیں، یہ ضلعی حکومتوں کا کام ہے۔ حکومت پنجاب اس سلسلہ میں مداخلت نہیں کرتی، انہوں نے کوئی ban نہیں لگا رکھا۔ جہاں تک میرٹ کا تعلق ہے اور جس طرح جواب میں بھی موجود ہے کہ پڑھا لکھا سے مراد یہ ہے کہ کئی لوگ دس جماعتیں پڑھے ہوتے ہیں لیکن ان کی writing power بہت کمزور ہوتی ہے جبکہ اس کے مقابلے میں تھوڑے پڑھے لکھے لوگ اچھے انداز سے لکھ پڑھ سکتے ہیں اور وہ کچہری یا قانون کے کاموں کو زیادہ بہتر طریقے سے سمجھ سکتے ہیں۔ اس میں یہ بھی ہے کہ وہ لوگ اس کام کو جانتے ہیں اور اس کو پڑھ لکھ کر اچھے انداز سے کر سکتے ہیں اور اس کی entitlement بھی رکھتے ہیں، ان کو یہ لائسنس دیئے جاتے ہیں۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! میں یہ وضاحت چاہتی ہوں کہ یہاں جواب 04-09-11 کا ہے اور سوال کی تاریخ وصولی 04-01-29 ہے۔ میں آپ کی وساطت سے پوچھوں گی کہ یہاں پر تحصیل بہاولپور میں، تحصیل یزمان میں انہوں نے ای ڈی او ریونیو اور سیکرٹری کالونیز کا لکھا ہوا ہے اور تحصیل یزمان میں اشفاق احمد چودھری کا لکھا ہوا ہے۔ یہ جواب آج دے رہے ہیں جبکہ یہ سوال 2004 کا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! یہ سوال تو گزر گیا ہے۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! آپ ہمیں وقت ہی نہیں دیتے اور ہم بیٹھے رہتے ہیں۔ آپ خواتین کو تو بولنے ہی نہیں دیتے۔ ہمارا بھی کاشتکاروں کا علاقہ ہے اور ہمیں بھی بہت دقت ہوتی ہے۔ یہ جواب آج دے رہے ہیں جبکہ سوال 2004 کا ہے۔ خدا کے لئے انہیں کہا کریں کہ update جوابات یہاں پر دیا کریں۔ یہاں پر کوئی بھی اتنا جاہل نہیں بیٹھا ہوا۔ یہ جواب دیتے رہتے ہیں اور ہم چپ کر کے سنتے رہتے ہیں اور جب ہم بولنا چاہیں تو آپ ہماری بات ہی نہیں سنتے۔

جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے وقت دیا میں ان سے اس بات کی وضاحت چاہوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، وزیر صاحب! اس بات کو نوٹ کر لیں۔ اگلا سوال نمبر 5157 سید احسان اللہ وقاص کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: سوال نمبر5157

تھل کے چکوک میں گزشتہ تین سال میں کی گئی الاٹمنٹس کی تفصیلات

*5157 سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تھل کے کس کس چک کی کتنی اراضی کس کس سکیم کے تحت گزشتہ تین سال میں الاٹ کی گئی، الاٹیز سے کیا قیمت وصول کی گئی، یہ قیمت کیا متعلقہ چک کی اوسط بیع کے مطابق تھی یا اس میں کوئی کمی بیشی کی گئی۔ الاٹمنٹ کے لئے کیا معیار مقرر کیا گیا تھا؟

(ب) تھل میں ابھی کتنا سرکاری رقبہ موجود ہے۔ اس میں بنجر بے آباد کتنا ہے اور آباد نہری رقبہ جو سرکاری تحویل میں ہے وہ کتنا ہے؟

وزیر کالونیز:

(الف)

1۔ خوشاب: گزشتہ تین سالوں میں تھل ضلع خوشاب میں کسی چک میں کوئی رقبہ الاٹ نہ ہوا ہے۔

2۔ بھکر: ضلع بھکر میں گزشتہ تین سالوں میں کسی کالونی / چک میں کسی سکیم کے تحت کوئی رقبہ الاٹ نہ کیا گیا ہے۔

3۔ لیہ: ضلع لیہ میں وزیراعظم سکیم سال1998 کے تحت مورخہ 02-01-16 کو 491ایکڑ10 مرلہ کی اسناد حقوق مالکانہ بدست جناب ملک محمد اسلم صاحب وزیر مال پنجاب تقسیم ہوئیں۔ مذکورہ رقبہ CE کے مطابق اوسط بیع قیمت وصول نہ کی گئی۔ بلکہ مطابق پالیسی الاٹیز سے 5روپے فی پیداواری یونٹ کے حساب سے قیمت وصول کی جارہی ہے۔ جس کی حسب ضابطہ ششماہی اقساط ازاں الاٹیز ادا کی جارہی ہیں۔ بعد تکمیل شرائط بے باقی اقساط 20 مذکوران کی الاٹ شدہ رقبہ کے حقوق مالکانہ حسب ضابطہ عطا کئے جائیں گے۔

4۔ میانوالی: تھل کے چکوک میں گزشتہ تین سالوں میں چشمہ بیراج سکیم کے تحت الاٹمنٹ کی گئی جس کی حد کم سے کم 98 کنال اور زیادہ سے زیادہ 120 کنال ہے، قیمت چک کی اوسط بیع کے مطابق تھی جو بورڈ آف ریونیو پنجاب کی

منظوری سے وصول کی گئی۔ 100 کنال فی الاٹ اٹامک انرجی سکیم کے تحت
دو الاٹمنٹوں کی قیمت (2000+2000=4000) چک کی اوسط بیع کے
مطابق تھی۔ اسی طرح الاٹمنٹس مبلغ -/231340 روپے جو کہ ابھی تک
خزانہ سرکار میں جمع نہ ہوئے ہیں۔

5۔ کوٹ ادو / ضلع مظفر گڑھ: ندارد، کوئی رقبہ الاٹ نہ ہوا ہے۔

(ب)

1۔ خوشاب: علاقہ خوشاب تھل میں اس وقت کل سرکاری رقبہ 1771 ایکڑ موجود ہے۔ جس میں 63 ایکڑ بنجر ہے۔ سرکاری تحویل میں نہری رقبہ نہ ہے۔

2۔ بھکر: ضلع بھکر میں رقبہ تعدادی 35958 ایکڑ مالیتی صوبائی حکومت بقایا از الاٹمنٹ ہے جو کہ بارانی ہے۔ بنجر اور بے آباد ہے جبکہ ناجائز کاشت ہو رہا ہے۔

3۔ لیہ: ضلع لیہ میں رقبہ بقایا سرکار 16566 کنال 14 مرلے جبکہ 10150 ایکڑ 2 کنال 19 مرلے رقبہ برائے تجویز وزیر اعلیٰ سکیم میں ہے اور 6416 ایکڑ 3 کنال 15 مرلے برائے تجویز نیلام عام ہے۔ دوسری طرف ضلع میں غیر آباد رقبہ 35 ایکڑ 6 کنال 1 مرلہ ہے اور نہری آباد رقبہ 16531 ایکڑ 0 کنال 13 مرلے ہے۔

4۔ میانوالی: ضلع میانوالی میں 1354 ایکڑ 14 کنال رقبہ ہے، 637 ایکڑ 5 کنال غیر آباد ہے اور 634 کنال 9 مرلے نہری رقبہ ہے۔ بارانی رقبہ تعدادی 353 ایکڑ 0 کنال ہے۔

5۔ کوٹ ادو / ضلع مظفر گڑھ: 3266 ایکڑ رقبہ بنجر قدیم ہے اور نہری رقبہ نہ ہے۔ یہ رقبہ پہلے سے بلاک صورت میں بورڈ آف ریونیو نے ریزرو کیا ہوا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! جز (الف) کے سیکشن 3 میں جواب دیا گیا ہے کہ 1998 کی وزیر اعظم سکیم کے تحت 2002 میں 491 ایکڑ دس مرلہ کے حقوق مالکانہ کی اسناد بدست ملک محمد اسلم صاحب وزیر مال پنجاب تقسیم کی گئیں۔ جناب! ہمیں بتایا جائے کہ 1998 کی وزیر اعظم سکیم کیا تھی اور 2002 میں ملک اسلم صاحب نے جو زمین تقسیم کی ہے یہ کس فارمولا کے تحت تقسیم کی گئی ہے؟

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! یہ زمین بنجر ہے اور وہاں کے رہائشی شعبہ زراعت سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو nominal chargers پر تقسیم کی گئی تاکہ وہ لوگ وہاں پر آباد ہو کر زمین کو قابل کاشت کر کے اپنے لئے ذریعہ آمدن پیدا کریں اور ان کا روزگار کا کوئی سلسلہ شروع ہو جائے۔ اس کے علاوہ اس میں کوئی اور trems and conditions نہیں تھیں اور مقصد یہ تھا کہ زمین آباد ہو جائے کیونکہ غریب لوگوں کے پاس کوئی روزگار اور ذریعہ معاش نہیں ہے تو اگر ان کو حکومت پاکستان یا حکومت پنجاب کی طرف سے زمینیں مل جائیں اور وہاں بیٹھ کر نہ صرف اپنے لئے بلکہ اپنی آنے والی نسلوں کے لئے ایک روزگار کا ذریعہ پیدا کر لیں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری اصغر علی گجر: شکریہ۔ جناب سپیکر! انہوں نے تھل کے متعلق زمین کا بتایا ہے تو یہ بھی بتائیں کہ ضلع لیہ کے اندر کتنی سرکاری زمین ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر کالونیز!

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! ضلع لیہ میں رقبہ بقایا سرکار 16566 ایکڑ 6 کنال اور 14 مرلے ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! اگر میں چیلنج کروں کہ یہ ریکارڈ غلط ہے تو پھر اس کے لئے کچھ ہونا چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہاں پر لاکھوں ایکڑ سرکار کی زمین موجود ہے تو یہ صرف 16 ہزار ایکڑ بتا رہے ہیں۔

وزیر کالونیز: گجر صاحب! آپ پرانے آدمی ہیں تو ذرا سمجھا کریں کہ مختلف سکیموں کے تحت یہ بات ہوتی ہے وہ ایک نہیں بلکہ مختلف سکیموں کے تحت بقایا سرکار سے مطلب یہ ہے کہ وہ سرکار کے اپنے قبضہ میں زمین ہے۔ جو باقی لوگوں کے پاس زمینیں ہیں یا ایگریکلچر کے استعمال کے لئے دے رکھی ہیں یا بھیڑ پال سکیم کے تحت ہیں تو وہ الگ ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! یہ ٹھیک ہے لیکن سرکار کے اپنے قبضے سے کیا مراد ہے؟ کیا وہاں ڈی سی او کا آفس ہے یا تحصیل دار کا آفس ہے، اس سے کیا مراد ہے کہ سرکار کے اپنے قبضے میں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر کالونیز!

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! ایسی زمین جو کسی اور مقصد کے لئے نہیں دی گئی بلکہ حکومت اس زمین کو sublet کر سکتی ہے، عارضی کاشت کے لئے دے سکتی ہے اور لوگوں کو بھی دے سکتی ہے، بے زمین کاشتکاروں کو تقسیم کر سکتی ہے اس سے مراد وہ زمین ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! میں پھر بھی یہ کہتا ہوں کہ جو زمین سرکار کے قبضے کے اندر ہے، جو بنجر پڑی ہے اور رکھوں کی صورت میں موجود ہے، سرکار کی زمین ہے تو میں کہتا ہوں کہ اس figure سے وہ بہت زیادہ رقبہ ہے۔ یہ figure غلط ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر کالونیز!

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! اس کے لئے یہ fresh question دیں ہم آپ کو ایک ایک مرلے کا بتادیں گے لیکن یہ اور مقصد ہے جو ہم نے یہاں پر بتایا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گجر صاحب! وہ یہ تو نہیں کہہ رہے کہ زمین موجود نہیں ہے بلکہ وہ کہتے ہیں کہ زمین موجود ہے لیکن۔۔۔

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! میں یہ تو نہیں کہتا کہ زمین موجود نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گجر صاحب! زمین مختلف سکیموں میں ہے لیکن زمین اس سے زیادہ ہے جو آپ کہہ رہے ہیں اور آپ کی بات بھی صحیح ہے لیکن وہ کہہ رہے ہیں کہ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن وہ مختلف سکیموں میں ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! اس میں سوال یہ ہے کہ تھل کے اندر کتنا سرکاری رقبہ موجود ہے، اس میں بنجر کتنا ہے اور آباد کتنا ہے؟ یہ باقاعدہ سوال کیا گیا ہے اور انہوں نے اس کا جواب بھی ضلع وار ہی یعنی ہر ضلع کا الگ الگ جواب دیا ہے جس میں خوشاب، میانوالی، بھکر اور لیہ کا الگ الگ ریکارڈ بتایا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گجر صاحب! آپ نے اس وقت وزیر اعظم سکیم کے تحت پوچھا تھا کہ کتنا رقبہ ہے؟

چودھری اصغر علی گجر: نہیں، جناب!

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا ضمنی سوال یہ تھا جس کا جواب ملا ہے۔ اس میں تو انہوں نے صرف وزیراعظم سکیم کے تحت رقبہ بتایا۔ وہاں پر مختلف سکیموں کے تحت زمینیں موجود ہیں، ان کے بارے میں اگر آپ سوال کرنا چاہیں تو پوچھیں۔

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! کسی بھی سکیم کے تحت بے زمین کاشتکاروں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ یہ اس حوالے سے انہوں نے بات کی ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرے سوال کا انہوں نے جواب نہیں دیا جس میں یہ پوچھا گیا تھا کہ تھل میں ابھی کتنا سرکاری رقبہ موجود ہے۔ اس سوال کے جز (ب) میں بتایا گیا ہے کہ ضلع لیہ میں رقبہ بقایا سرکار 16566 کنال اور 14 مرلے ہے۔ میرا خیال ہے کہ کنال غلطی سے لکھا گیا ہے یہاں پر ایکڑ ہی ہونا چاہئے جبکہ 10150 ایکڑ دو کنال اور 19 مرلے رقبہ برائے تجویز وزیراعلیٰ سکیم ہے۔ میں نے تو وزیراعلیٰ سکیم کے بارے میں پوچھا ہی نہیں ہے۔ میں نے تو صرف یہ پوچھا ہے کہ وہاں پر کتنا سرکاری رقبہ موجود ہے۔ بہر حال یہ اس کا proper جواب نہیں ہے تو میں درخواست کروں گا کہ اس کو وزیر موصوف درست کروالیں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! میں اسی لئے کہتا ہوں کہ 16 ہزار ایکڑ مان لیا جائے، کنال کو چھوڑ دو کیونکہ یہ تو تکنیکی fault ہوگا کہ 16 ہزار کل رقبہ ہے اور 6 ہزار سکیم میں دے دیا گیا اور باقی چار ہزار ایکڑ بچا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ figures غلط ہیں اور وہاں پر رقبہ زیادہ ہے۔ میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جو figure دیئے ہیں وہ میرے نزدیک غلط ہیں اور حکومت کا وہاں پر رقبہ زیادہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر کالونیز!

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ لیہ کے اندر ٹوٹل رقبہ کا ذکر نہیں ہے بلکہ یہ وہ رقبہ ہے جو کار سرکار میں استعمال ہو سکے گا اور مختلف سکیموں میں دیا جا سکے گا۔ اس کے لئے اگر آپ یہ پوچھنا چاہیں تو ہم up to date رقبہ بتانے کے لئے تیار ہیں اور باقی اس کے علاوہ نیچے بھی

پڑھیں لکھا ہوا ہے کہ ضلع میں غیر آباد رقبہ 35 ایکڑ 6 کنال ایک مرلہ ہے اور نہری آباد رقبہ 16531 ایکڑ 13 مرلے ہے۔ یہ بھی تو اس جواب میں ہے اور پڑھ لیں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! یہی تو میں عرض کر رہا ہوں کہ یہ figures غلط ہیں اور جو کچھ لکھا ہوا ہے وہ غلط ہے۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جو figures دیئے گئے ہیں وہ میرے نزدیک غلط ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ جو کچھ لکھا ہوا اور جو کچھ پوچھا درست لیکن figures غلط دیئے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر کالونیز!

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! اگر یہ غلط ہوا تو متعلقہ لوگوں کے خلاف کارروائی ہو گی۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! جس طرح انہوں نے پہلے وزیر اعلیٰ کے حکم سے الاٹمنٹ کی ہے جو لوگ اب سرکاری زمینوں پر قابض ہیں اور جنہوں نے سرکاری بنجر زمینوں کو آباد کیا ہے تو کیا حکومت پنجاب انہیں کسی بھی سکیم کے تحت کوئی حقوق دینے کا پروگرام رکھتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر کالونیز!

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! اس مقصد کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد ایک نئی پالیسی بننے والی ہے جس کے تحت تمام facts جن کا چودھری صاحب نے ذکر کیا ہے، کا جائزہ لیا جائے گا اور قانون وضابطے کے مطابق اس پر عمل کیا جائے گا اور زمینوں کو آباد کرنے والے لوگوں کو انشاء اللہ تعالیٰ ترجیح دی جائے گی۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، حاجی صاحب!

حاجی محمد اعجاز: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (الف) کے نمبر 4 میں بتایا گیا ہے کہ میانوالی میں دو لاکھ 31 ہزار 340 روپے جو کہ ابھی تک خزانہ سرکار میں جمع نہ ہوئے ہیں لیکن انہوں نے زمین الاٹ کر دی ہے اور لوگوں کو دے دی ہے وہ پیسے سرکاری خزانے میں جمع کیوں نہیں ہوئے اور وہ پیسے کب تک جمع ہو جائیں گے؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! اسی سے ملتا جلتا میرا بھی ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وقاص صاحب! فرمائیں۔

سید احسان اللہ وقاص: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ جز (الف) کے نمبر 4 جواب میں فرمایا گیا ہے کہ بورڈ آف ریونیو پنجاب کی منظوری سے وہاں مختلف لاٹیں الاٹ کی گئی ہیں اور مختلف سکیموں کا ذکر بھی ہے تو میں اس بارے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان میں سے بورڈ آف ریونیو کی منظوری سے آرمی کے اعلیٰ افسران کو کتنی زمین الاٹ کی گئی ہے؟

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بی بی فرمائیں!

محترمہ نشاط افزاء: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے پہلے بھی اس ایوان میں بہت دفعہ درخواست کر چکی ہوں اور آج پھر انہی سوالات کے متعلق درخواست کرنا چاہ رہی ہوں کہ آپ ان وزراء کو ذرا دیکھ لیجئے کہ سب خوش گپیوں میں مصروف ہیں اور تین تین سال بعد ہمارے لکھے ہوئے سوالوں کے جواب آتے ہیں اور جواب دینے والے سیکرٹری صاحبان غیر متعلقہ جوابات دیتے ہیں یا figures غلط ہوتی ہیں۔ آپ دیکھیں جتنے بھی یہاں پر وزراء تشریف فرما ہیں یہ کبھی بھی تیاری کر کے نہیں آتے اور پھر آئیں بائیں اور شائیں کر کے ہمارا بھی ٹائم ضائع ہوتا ہے اور ہم آپ کا بھی دماغ خراب کرتے ہیں۔ براہ مہربانی! انہیں تنبیہہ کی جائے کہ کم از کم سوال کا صحیح جواب دیا کریں جو ہم چاہتے ہیں۔ یہ اس طرح ٹال مٹول سے کام لے کر آگے کر دیتے ہیں کہ یہ ہو گیا، فلاں ہو گیا۔ آج تک کبھی بھی ان کی طرف سے صحیح جواب آیا ہی نہیں۔ کبھی بھی کسی بھی وزیر نے تیاری کی اور نہ ہی یہ تیاری کر کے آتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لیکن بی بی! میرا خیال ہے کہ آج کے جوابات کافی تیاری کے ساتھ دیئے جا رہے ہیں اور آپ اس کو appreciate کریں یا نہ کریں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہم یہاں کوئی ماتم پر نہیں آئے ہوئے بلکہ ہمیں خوش رہنا چاہئے اور اگر خوش گپیاں مار رہے ہیں تو کیا ہوا، ہم ایک دوسرے کو خوشیاں ہی تو دے سکتے ہیں اور اس کے علاوہ آپ کو کیا دے سکتے ہیں؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بی بی! فرمائیں چونکہ آج خواتین کا عالمی دن ہے اس لئے خواتین کو موقع دینا چاہئے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! آپ پہلے ہمارے سوالوں کا تو جواب لے لینے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، اگر آپ خواتین کو موقع نہیں دینا چاہتے تو آپ کی مرضی۔ جی، وزیر کالونیز!

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! ایک ساتھ اکٹھے چھ ضمنی سوال آئے ہیں۔ یہ ایک سوال کریں جس کا میں جواب بھی دے سکوں۔

حاجی محمد اعجاز: دو لاکھ 31 ہزار 3 سو 40 روپے سرکاری خزانے میں جمع ہونے تھے وہ نہیں ہوئے وہ کب جمع ہوں گے اس الاٹمنٹ کو دو سال ہو گئے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! اس میں یہ تھوڑی تصحیح فرما لیں کیونکہ یہ misprint ہو گیا تھا۔ اصل قیمت 20 ہزار روپے فی لاٹ ہے۔ یہاں پر دو ہزار لکھا ہوا ہے۔ کل رقم 40 ہزار روپے بنتی ہے۔ کچھ کی رقم جمع ہو چکی ہے اور کچھ کی بقایا ہے وہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد جمع ہو جائے گی۔

حاجی محمد اعجاز: کتنی رقم جمع ہو گئی ہے؟

وزیر کالونیز: اس کے لئے fresh question جمع کروا دیں پھر میں بتا دوں گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں نے گزارش یہ کرنی ہے کہ میرا سوال نمبر 7606 ہے اس کو out of turn لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا اس کے بعد میں اس کو دیکھتا ہوں، اس کو لے لیتے ہیں۔ جی، وزیر صاحب!

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! شاہ صاحب پہلے سوال تو کریں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! سوال میں نے پہلے کر دیا تھا اب میں دوبارہ حاضر ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ سوال کر رہے تھے کہ کتنے جنرلز کے نام پر یہ زمین الاٹ کی گئی، یہی سوال تھا؟

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! نہیں۔ وہ چشمہ بیراج کے بارے میں تھا جہاں یہ چشمہ بیراج بنا تھا اور وہ متاثرین جن کی وہاں زمینیں تھیں میرا خیال ہے کہ وہاں پر جنرل کوئی نہیں، عام کاشتکار ہی ہیں جن کو وہاں پر زمینیں ملی ہیں۔ یہ میں یقینی بات کرتا ہوں اگر شاہ صاحب لسٹ چاہتے ہیں تو ان کو وہ بھی مہیا کر دی جائے گی۔ وہاں پر چھوٹے چھوٹے زمیندار ہیں جن کی چار چار، پانچ پانچ کنال زمین آئی تھی ان کو اس کے بدلے میں باقی اضلاع میں زمین ملی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ! آپ کیا فرما رہی ہیں؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں نے out of turn سوال لینے کی اجازت مانگی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا سوال نمبر کیا ہے؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 7606 ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! وہ تو بہت ہی آگے ہے۔ میں آپ کے لئے اس کو pending کر سکتا ہوں لیکن آج اس کو out of turn نہیں لے سکتا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: لیکن جناب سپیکر! اس ہاؤس کی روایت رہی ہے کہ out of turn سوالات ہوتے رہے ہیں اور یہ بہت اہم معاملہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایسے تو پھر سب ہی کہیں گے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! اس سوال کو دیئے ہوئے ڈیڑھ سال ہو گیا ہے۔ اس کو out of turn لینے میں میرا نہیں خیال کہ کوئی problem ہو سکتا ہے۔

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! out of turn جب ترقی نہیں ہو سکتی تو out of turn سوال کیسے ہو سکتا ہے؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! جب out of turn ترقیاں بھی ہوتی رہی ہیں اس لئے سوال بھی ہو سکتا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ سوال رنگ روڈ کے متعلق ہے، اس میں لوگوں کی بہت زیادہ involvement ہے، یہ کرپشن کا معاملہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ بات بجا ہے لیکن جب اس کی باری آئے گی پھر ہی ناں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ہاؤس کی رائے لے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے میں خواتین کو بولنے کی اجازت دوں گا۔ وہ بحث میں حصہ لے لیں لیکن اگر محترمہ میں آپ کو موقع دوں گا تو پھر دوسروں کو بھی دینا پڑے گا۔ پھر یہ روایت چل پڑے گی اس لئے آپ rules کے مطابق چلیں۔ میں آپ کو یہ رعایت دے سکتا ہوں کہ آپ کا سوال pending کر لوں اس کی باری اگلی مرتبہ آ جائے گی۔ میں آپ کا سوال pending کر دیتا ہوں لیکن میں out of turn نہیں لے سکتا۔ میں نے کبھی کسی کو out of turn سوال پڑھنے کی اجازت نہیں دی۔ اگر کسی کو خدانخواستہ ایمرجنسی ہو اور کسی نے جانا ہوتا ہے تو پھر کوئی اور بات ہے لیکن اگر آپ ہاؤس میں ہیں اور ہاؤس چل رہا ہو تو میں یہ موقع دیتا ہوں کہ آپ کا سوال ختم نہیں کرتا بلکہ اس کو pending کر دیتا ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اگر آج ہماری بچی نے ضد کر لی ہے تو جناب مان جائیں، جب ادھر سے کوئی بچی ضد کرے گی تو ہم بھی مان جائیں گے، آپ مہربانی فرمائیں۔ یہ اچھی روایت ہے کہ اگر ہم اسی طرح مل کر چلتے رہیں گے تو یہ ہاؤس بہتر چلے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر یہ ایک دو سوال کے بعد ہوتا تو میں کر لیتا۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ٹھیک ہے پھر اب آپ کی بھی کوئی بچی ادھر سے بات نہیں کرے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں صاحب کا ہے۔

انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 5513 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

تحصیل رحیم یار خان میں 2001 تاحال سرکاری اراضی کے ٹھیکہ جات اور ناجائز قابضین کی تفصیلات

*5513 انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں۔ کیا وزیر کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) 2001 میں تحصیل رحیم یار خان میں محکمہ کی سرکاری اراضی کس کس جگہ کتنی کتنی تھی۔ تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) اس وقت اس تحصیل میں کتنی سرکاری اراضی غیر آباد اور کتنی آباد ہے؟

(ج) کتنی اراضی کن کن افراد کو ٹھیکہ / لیز / پٹہ پر کس شرح سے دی گئی ہے۔ سال 2003 سے آج تک کی تفصیل درکار ہے؟

(د) اس اراضی سے سالانہ حکومت کو کتنی آمدن ہو رہی ہے؟

(ہ) کتنی اراضی پر لوگوں نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے۔ ناجائز قابضین کے نام، پتا جات اور اراضی کی تفصیل نیز یہ کب سے اس اراضی پر ناجائز قابضین ہیں؟

(و) حکومت ناجائز قابضین سے یہ اراضی کب تک واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر کالونیز:

(الف) تحصیل رحیم یار خان میں سال 2001 میں محکمہ مال کی اراضی 12228 ایکڑ تھی۔ اس وقت 4199 ایکڑ وزیر اعلیٰ سکیم کے تحت مستحق افراد کے لئے تجویز کی گئی ہے جس کا قبضہ تاحال نہ دیا گیا ہے۔ تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس وقت تمام اراضی غیر آباد اور غیر کاشتہ ہے۔

(ج) سال 2003 سے آج تک کوئی ٹھیکہ / لیز / پٹہ نہیں دیا گیا۔

(د) کوئی آمدن نہ ہو رہی ہے۔

(ہ) بروئے ریکارڈ زرعی اراضی کسی ناجائز قابض کا اندراج نہ ہے۔

(و) رہائشی مقاصد کے لئے زیر ناجائز قبضہ اراضی کا سروے کیا جارہا ہے اور محکمہ کی ہدایت مورخہ 03-12-10 کی روشنی میں عملدرآمد کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (الف) میں 4199 ایکڑ زمین وزیراعلیٰ سکیم کے تحت مستحق افراد کے لئے تجویز کی گئی، مستحق افراد کی definition اور اس کا کیا criterion ہے کہ وہ کس طرح اس سکیم کے لئے مستحق تھے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! approval کے بعد ایک پالیسی بنائی گئی تھی اس میں مستحق افراد کی definition بتائی گئی تھی کہ وہ لوگ جو چار ایکڑ یا چار ایکڑ سے کم کے مالک ہوں اور اسی گاؤں کے رہنے والے ہوں ان کو اہمیت دی جائے گی اور وہ خود کاشت کرتے ہوں، 1998 سے کاشتکار ہوں یا زمین پر ان کا قبضہ ہو یا کاشتکاری کے شعبہ سے منسلک ہوں ان کی چار سال تک گرداوریاں ہوں اگر مقامی گاؤں میں جہاں سرکاری زمین ہے وہاں پر کوئی ایسا بندہ نہیں ملتا تو ساتھ والے گاؤں کے لوگ بھی حق رکھتے ہیں کہ وہ درخواست دے سکتے ہیں اس کے لئے ہم نے تحصیل اور ضلع کی سطح پر joint پڑتال کے لئے کمیٹیاں بنائی تھیں کہ ان کی منظوری کے بعد ان لوگوں کو زمین الاٹ ہوگی یا تقسیم ہوگی۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، عباسی صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں وزیر قانون کی توجہ چاہوں گا کہ زلزلہ آئے ہوئے چھ ماہ ہوگئے مری اور کوٹلی ستیاں میں چار پانچ ہزار مکانات کو نقصان پہنچا۔ صوبہ سرحد اور کشمیر میں معاوضہ مل گیا اور اسی ایوان میں یہ کہا گیا تھا کہ جو مکانات مکمل طور پر damage ہوئے ہیں ان کے مالکان کو پچیس ہزار روپے دیا جائے گا اس وقت تک مری اور کوٹلی ستیاں کی ان چھ یونین کونسلوں میں کسی کو ایک روپیہ بھی نہیں دیا گیا تو میری آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ حکومت ان لوگوں کو جن کا نقصان ہوا اور پنجاب میں صرف وہ چھ

یونین کونسلیں ہیں جہاں نقصان ہوا وہ کب نقصان پورا کرے گی اس میں بھی جو فہرستیں بنی ہیں پسند اور ناپسند کو سامنے رکھا گیا میں ان سے پوچھوں گا کہ اس میں کیا معیار ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ وزیر قانون سے ان کے چیمبر میں مل لیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! انہوں نے یہ بات اسی ایوان میں کہی تھی کہ جو جن کے نقصانات ہوئے ہیں ہم ان کو پچیس ہزار روپے دیں گے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے مری میں بھی جا کر کہا اور چھ ماہ ہونے کے باوجود کسی کو ایک پیسا نہیں ملا سوائے ان لوگوں کو جو فوت ہو گئے تھے ان کو ایک لاکھ روپے ملے ہیں۔ پنجاب میں صرف وہ چھ یونین کونسلیں متاثر ہوئی تھیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میری درخواست یہ ہے کہ سات افراد کی موت ہوئی ہے ان میں سے صرف دو افراد کو معاوضہ ملا ہے اسی طرح وہاں پر جن لوگوں کے نقصانات ہوئے ہیں ان کو کوئی معاوضہ نہیں ملا، میں وزیر قانون سے درخواست کرتا ہوں کہ کوٹلی ستیاں اور مری کا کچھ حصہ بہت شدید متاثر ہوا ہے، میں خود وہاں گیا ہوں لوگوں نے وہاں بہت چیخ و پکار کی ہے اس کے لئے مہربانی کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عباسی صاحب! تشریف رکھیں، ایک آدمی بات کرے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے جواب چاہئے کہ اعلان کرنے کے باوجود، چھ ماہ گزرنے کے بعد بھی معاوضہ کیوں نہیں دیا جا رہا؟ اگر جواب دینا پسند نہیں کرتے تو پھر میں یہاں بیٹھنا بھی پسند نہیں کرتا۔ میں واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات انہوں نے سن لی ہے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): سن لی ہے تو وہ جواب دے دیں۔ اس میں شرمانے کی کیا ضرورت ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی طرف سے دس آدمی اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ آواز کیسے آپ کو سنائی دے گی۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): ظاہر ہے اس مسئلے میں، میں بات کر رہا ہوں اور وقاص صاحب بات کر رہے ہیں۔ اب چھ ماہ ہو گئے ہیں۔ یہ ان کو کوئی پیسا نہیں دے رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب! فرمائیے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ محترم بلاوجہ جذباتی ہو رہے ہیں۔ انہیں شاید اس بات کا اندازہ نہیں ہے کہ اس وقت تک گورنمنٹ وہاں پر ان لوگوں کی rehabilitation کے لئے اور متاثرین کی امداد کے لئے کیا اقدامات کر چکی ہے۔ جس وقت وہاں پر نقصان ہوا، زلزلہ سے متاثرین جو لوگ ہیں اس سے پہلے برفباری ہوئی تھی اس وقت بھی وہاں پر کروڑوں روپے کی امداد پراونشل گورنمنٹ اور فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے دی گئی۔ اس کے بعد زلزلہ آیا اور اس زلزلے سے متاثرین کو بھی گورنمنٹ کی طرف سے امداد دی گئی اور اس وقت تو میں نے اپنے بھائی کو وہاں اس علاقے میں نہیں دیکھا لیکن آج میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت یہ تاخیر صرف اور صرف اس لئے ہوئی ہے کہ گورنمنٹ کو مصدقہ لسٹیں چاہیئں تھیں کہ کن لوگوں کا کتنا نقصان ہوا ہے تاکہ ان کو وہ معاوضہ دیا جائے۔ ابھی میرے بھائی یہ کہہ رہے تھے کہ وہاں پر پسند، ناپسند کی بات ہو رہی ہے۔ جب ملا ہی کسی کو نہیں، ہم نے معاوضہ ابھی تک دیا نہیں تو پسند یا ناپسند کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس لئے میں اپنے بھائی سے یہ استدعا کروں گا کہ اس سلسلے میں، میں آج ہی مری میں ریونیو ڈیپارٹمنٹ کے لوگوں سے یہ کہوں گا کہ وہ جلد از جلد ہمیں لسٹیں بھیجیں۔ چند دن پہلے راولپنڈی میں جب لوکل گورنمنٹ کے کنونشن سے جناب وزیر اعلیٰ نے خطاب کیا تھا تو انہوں نے وہاں بھی یہ فرمایا تھا کہ جس وقت بھی وہ لسٹیں مکمل ہو کر ہمارے پاس آ جائیں گی تو ہم معاوضہ ادا کر دیں گے۔ اس وقت جناب وزیر اعلیٰ نے ایک مہینے کا ٹائم دیا تھا اور انشاء اللہ تعالیٰ ایک مہینے کے اندر اندر ہمارے پاس جو بھی لسٹیں آئیں گی ان لوگوں کو معاوضہ ادا کر دیا جائے گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابھی کسی کو معاوضہ نہیں ملا اس لئے پسند یا ناپسند کی بات ہی نہیں ہے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا یہی رونا تھا کہ صوبہ سرحد میں یا کشمیر میں جہاں بہت زلزلہ آیا تو ہماری وہاں چھ یونین کونسلوں کی بات تھی تو وہاں وہ لسٹیں کیوں

نہیں بن رہیں؟ جھگڑا پسند یا ناپسند کا ہے۔ ناظم اپنی لسٹ بنا رہے ہیں اور پٹواری اپنی لسٹ بنا رہے ہیں۔ میں یہی کہہ رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گورنمنٹ کے نوٹس میں آگیا ہے اور آپ نے مزید یاددہانی کرا دی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک مہینے کے اندر انشاء اللہ یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): شکریہ

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بی بی! پہلے آپ فرمائیے۔

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر! جب بھی ہم بات کرتے ہیں تو شکایت ہی ہوتی ہے۔ جب بھی بات کروں تو شکایت کہ جی، شکایت یہ ہے کہ ابھی پچھلے سوال کے ریفرنس سے میں بات کرنا چاہ رہی ہوں کہ آپ نے ابھی وہ out of turn کی بات کر دی کہ یہ question out of turn ہے۔ میں آپ سے گزارش کر رہی ہوں کہ یہ تو حکومت ہی out of turn چل رہی ہے۔ (قہقہے) ہر بات ہی یہاں out of turn ہوتی ہے۔ ترقی out of turn، پلاٹ out of turn، ہر کام out of turn، اب اگر ایک سوال out of turn آگیا ہے تو کون سی قیامت بپا ہو گئی تھی۔

چوہدری اعجاز احمد سماں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے!

چوہدری اعجاز احمد سماں: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ایک بڑی اہم خبر جو کہ پنجاب کے زمینداروں کے لئے بڑا ضروری مسئلہ ہے وہ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش دوبارہ کرتا ہوں کہ میں وزیر خوراک اور جناب لودھی صاحب کو چیلنج کرتا ہوں کہ میں جو بات آج کروں گا وہ کل اس کی تیاری کر کے آجائیں۔ اس کے سوالات و جوابات اسی ایوان میں پنجاب کے زمینداروں کے لئے بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے؟

چوہدری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! بڑی اہم بات ہے۔ یہ پنجاب کا بڑا اہم معاملہ ہے۔ میں وزیر خوراک اور لودھی صاحب کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ کل میرے سوال کا جواب اس ایوان میں دیں ورنہ پنجاب کے زمیندار، جب گندم کی فصل کی کٹائی ہو گی تو ہم اس وقت ان لوگوں کی سربراہی

کریں گے، سارے پنجاب کے زمیندار اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے یہاں باہر کھڑے ہوں گے۔ میں چیلنج کرتا ہوں۔(قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ میں سماں صاحب کا بڑا احترام کرتا ہوں۔ میرے بھائی ہیں۔ ان کا سوال وزیر خوراک صاحب سے متعلقہ ہے اور وہ ان کو چیلنج بھی کر رہے ہیں۔ میری صرف یہ استدعا ہے کہ آج وہ ناسازی طبع کے باعث تشریف نہیں لائے۔ وہ کل موجود ہوں گے اور آپ ان کی موجودگی میں سوال کریں اور وہ آپ کو جواب دے دیں گے۔ میری صرف یہ گزارش ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ محکمہ خوراک سے متعلقہ میرا سوال صرف سنا جائے اور اس کے بعد کل وہ تیاری کر کے آجائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ جو سوال کر رہے ہیں یہ پہلے ہی میں نے وزیر خوراک کے گوش گزار کیا ہوا ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! یہ لوگوں کو پتا ہی نہیں۔ میں جو باتیں بتانا چاہتا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ وہ کل اس کی تیاری کے ساتھ ہاؤس میں آجائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ desposing of the weak ہے۔ آپ already desposing of the weak کی بات کر رہے ہیں ناں؟

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! آپ میرا مسئلہ تو سن لیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ پنجاب میں رحیم یار خان سے لے کر اٹک تک پچیس لاکھ ٹن گندم ذخیرہ کرنے کی جگہ ان کے پاس ہے۔ اس پر یہ جواب دیں۔ میں جو سوال کرتا ہوں وہ کل اس کی تیاری کے ساتھ آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہی تو میں کہہ رہا ہوں کہ وہ بات ہو چکی ہے۔ وہ کل آئیں گے پھر آپ یہ سوال کریں۔۔۔

چودھری اعجاز احمد سماں: آج ایک کروڑ 75 لاکھ ٹن گندم پڑی ہے جو لودھی صاحب نے فرمایا ہے وہ یہ کہاں رکھیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کل آئیں گے اور اس کا جواب دیں گے۔ آپ کی بات ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے۔ چونکہ آج ویمن ڈے ہے اس لئے میں ذرا پہلے خواتین کو ٹائم دے لوں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: آپ نے ان کو پہلے بھی بڑا ٹائم دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں پہلی دفعہ گورنمنٹ کی طرف سے کسی خاتون کو ٹائم دے رہا ہوں۔ آپ یہ بات مت کہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج کا دن ویمنز ڈے کے حوالے سے پوری دنیا میں بین الاقوامی طور پر منایا جا رہا ہے۔ خواتین بنچ سے میں آپ سے یہ درخواست کرتی ہوں کہ ہمیں تھوڑا سا ٹائم دیں تاکہ ہم اپنے خیالات کا تھوڑا سا اظہار آپ کے سامنے کر سکیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں شروع کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! ابھی آپ ذرا یہ procedure چلنے دیں۔ اس کے بعد پھر بات کریں گے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرا ایک سوال نمبر 7606 ہے جو کہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اسے pending کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کا سوال نمبر 7606، pending کیا جاتا ہے۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: باقی تمام سوالات اور ان کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

صوبہ میں چرچ مشنری سوسائٹی کی پراپرٹی کی تفصیل

*5924 جناب نوید عامر جیوا: کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب بھر میں چرچ مشنری سوسائٹی کے نام کون کون سی زمینیں / پراپرٹی ہے۔ ان کے ضلع وار فرد ''Extract'' بھی فراہم کئے جائیں؟

(ب) مذکورہ زمین / پراپرٹی کی تفصیل ضلع وار بتائی جائے۔ زمین کا کھیوٹ نمبر، خسرہ نمبر اور کھتونی نمبر کیا ہے ؟زمین / پراپرٹی کا رقبہ کتنا ہے ؟

(ج) آج تک ان زمینوں کی جمع بندی کی تفصیل ضلع وار بتائی جائے ؟

وزیر کالونیز:

(الف) پنجاب بھر کے تمام اضلاع سے رپورٹیں طلب کی گئیں، ان رپورٹوں کے مطابق حقائق درج ذیل ہیں:۔

ضلع شیخوپورہ

ضلع شیخوپورہ		S	M	K
1۔	مریدکے	8	16	97
2۔	نوکھر اربن	7	01	190
3۔	شیخوپورہ اربن	0	01	87
4۔	تحصیل فیروز والا کے موضع نیتو گالا میں نیشنل کونسل آف چرچ پاکستان کے نام ملکیت ہے۔	0	11	14

ضلع بہاولنگر

تابع رجسٹر حقداران زمین سال99-1998 موضع روجھانوالی تحصیل و ضلع بہاول نگر کھاتہ نمبر103 کھتونی نمبر793تا796 چرچ آف پاکستان کے نام 07مرلے اور بورڈ آف دی یونائیٹڈ چرچ کے نام07مرلہ اور کھاتہ نمبر270 میں مقبوضہ گرجا گھر 6 K-15M

ضلع قصور

لاہور چرچ کونسل آف دی انڈیا کے نام FT 206-M 13-K 4واقع اندرون قصور اور موضع بہادر پورہ میں 7مرلے میتھوڈسٹ چرچ، کھریپڑ میں M 10-K-1ملکیتی باشندگان دیہہ، کنگن پور (k-8M)بیت عنیاہ چرچ چک نمبر35پتوکی K-12M 3مقبوضہ غیر ممکن سکول اور K-2M 10غیر ممکن قبرستان، موضع نارو کی ماجھہ K-1M 1چرچ فار گاسپل اسمبلیز پاکستان۔

ضلع اوکاڑہ

چک نمبرL-4/A-1اوکاڑہ اربن میں مشنری سوسائٹی کے نام خسرہ نمبران 1992، 1690، 1686، 1685کل رقبہ بقدر20کنال06مرلے03سرساہی اور موقع پر چرچ موجود ہے۔

ضلع رحیم یار خان

تحصیل رحیم یار خان میں (مذہبی) چرچ مشنری کے نام A-5K-6 M 10 رقبہ / پراپرٹی ہے۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ		S	M	K
1۔	چک نمبر 331 ج ب ٹوبہ ٹیک سنگھ	04	11	36
2۔	چک نمبر 470 ج ب گوجرہ	60	02	47

ضلع ملتان

ڈایوسیس ٹرسٹ ایسوسی ایشن چرچ آف پاکستان طرف مبارک اول 05 0

ڈایوسیس ٹرسٹ طرف مبارک اول 08 0

اس کے علاوہ باقی اضلاع کی رپورٹوں کے مطابق کوئی رقبہ چرچ مشنری سوسائٹی کو نہ دیا گیا ہے۔

(ب) ضلع شیخوپورہ

1۔ مرید کے اربن: کھیوٹ ہذا، کھتونی ہذا، مربع نمبر 187 نمبران خسرہ 4 تا 7، 7 تا 14، مربع نمبر 188 نمبر خسرہ 9-1 تا 12، 19 تا 20 قطعہ 15 جملہ رقبہ تعدادی K-97 16M-8S

2۔ نوکھر اربن: نمبران خسرہ 351 تا 354، 356 تا 361، 365 تا 373، 378 تا 380، 377 تا 381۔

3۔ شیخوپورہ اربن: کھیوٹ ہذا نمبر 541 کھتونی 983 تا 984 خسرہ نمبران 487-11-3 کھاتہ نمبر 542 کھتونی 985 خسرہ نمبر 12-16 کھیوٹ نمبر 545 کھتونی نمبر 988 خسرہ نمبر 25 کھیوٹ نمبر 546 کھتونی نمبر 989 خسرہ نمبر 15

4۔ تحصیل فیروزوالا: تحصیل فیروزوالا موضع جیتوگالا، کھیوٹ نمبر 36 کھتونی نمبر 70 خسرہ نمبران 13-18/24

ضلع بہاولنگر

کھاتہ نمبر 103 کھتونی نمبر 793 نمبر خسرہ 587/16 کیلہ نمبر 6 (0-14M)، کھاتہ نمبر 270 کھتونی نمبر 981 نمبر خسرہ 7/4 کیلہ نمبر 9 (K-15 6) کل رقبہ تعدادی 7K-9M

ضلع قصور

قصور اندرون: کھیوٹ نمبر1090، کھتونی نمبر1410 نمبران خسرہ 8354، 8357، 8362، (4K-13M-206SqFt) لاہور چرچ کونسل، موضع بہادر پور کھیوٹ نمبر242، کھتونی نمبر639 نمبر خسرہ790، (0K-07M) میتھوڈسٹ چرچ موضع کھرپیڑ نمبر خسرہ 2289 (1 K-10 M) مقبوضہ چرچ، موضع کنگن پور کھیوٹ نمبر95 کھتونی نمبر407 خسرہ نمبر1567 (0 K- 8 M) مقبوضہ بیت عیناہ، چرچ چک نمبر35, کھیوٹ نمبر329 کھتونی نمبر421، خسرہ نمبران125/119، 132/60، 131/121 (3 K-12 M) غیر ممکن سکول کھیوٹ نمبر1149 کھتونی نمبر3094 خسرہ نمبر1016 (10 K-2 M) غیر ممکن قبرستان، موضع نارو کی ماہجہ کھیوٹ نمبر1556 کھتونی نمبر2292 خسرہ نمبر1955 کا1/38 حصہ چرچ فارگا سپل اسمبلیز پاکستان

ضلع اوکاڑہ

کھیوٹ نمبر2006 کھتونی نمبر2167 خسرہ نمبران1992، 1690، 1688، 1686، 1685 کل رقبہ بقدر20 کنال06 مرلے03 سرساہی

ضلع رحیم یار خان

1۔ موضع کوٹ درعیہ میں کھاتہ نمبر24 کھتونی نمبر75تا78 رقبہ 1 K-15M

2۔ موضع رحیم یار خان میں کھاتہ نمبر1 کھتونی نمبر1تا3 رقبہ 0 K-15M

3۔ چک نمبر111/P میں کھاتہ نمبر168 کھتونی نمبر338تا340 رقبہ 83 K-6M

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ

1۔ چک نمبر331۔ج۔ب ٹوبہ ٹیک سنگھ، کھیوٹ نمبر89/90، کھتونی نمبر112 تا114 خسرہ نمبران 21042/6603 حصہ(36 K-11M-4 S)

2۔ چک نمبر470۔ج۔ب گوجرہ

کھیوٹ نمبر	کھتونی نمبر	نمبر خسرہ	رقبہ S	M	K
187	218	88	0	14	6
97	97	91	0	16	21
96	96	35/2	0	17	15
96	96	20/17/1/2	30	19	0
96	96	20/17/2/2	30	6	2
		کل	60	2	47

ضلع ملتان

1۔ کیتھولک چرچ قبرستان۔ نمبر خسرہ1/447 (08 K-0M)

2۔ کیتھولک چرچ سٹیٹ طرف مبارک اول 3/447 (08 K-0M)

3۔ بیت اہل چرچ آف پاکستان ملتان طرف راوی کھیوٹ نمبر730تا 746/726 تا742، 02K-04M-02Y

اس کے علاوہ باقی اضلاع کی رپورٹوں کے مطابق کوئی رقبہ چرچ مشنری سوسائٹی کو نہ دیا گیاہے۔

(ج) ضلعی رپورٹوں کے مطابق زمینوں کی جمعبندی کی تفصیلات جز(الف)اور(ب)کے جوابات میں درج ہیں۔تاہم نقولات جمعبندی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

تحصیل فیروزوالہ کے پٹوار سرکلز میں تعینات پٹواریوں، گرداوروں اور قانونگو کی تفصیلات

*6122 جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل فیروز والہ ضلع شیخوپورہ میں کتنے پٹوار سرکل ہیں۔ ان میں کتنے پٹواری، گرداور اور قانونگو تعینات ہیں؟

(ب) ہر پٹوار خانہ میں کتنی کتنی مدت سے پٹواری تعینات ہیں۔ان کے نام، موجودہ عرصہ تعیناتی جو پٹواری قانونگو، گرداور تین سال سے زائد عرصہ سے تعینات ہیں ان کے نام، تبدیل نہ ہونے کی وجوہات اور آئندہ کالائحہ عمل کیا ہے۔اس وقت تحصیل فیروز والہ میں پٹواری، قانونگو گرداور کی کتنی اسامیاں خالی ہیں اور یہ اسامیاں کب پر کی جائیں گی؟

(ج) ہر پٹواری کا موضع وار حلقہ الگ الگ بیان کیا جائے؟

وزیر مال:

(الف) تحصیل فیروز والہ ضلع شیخوپورہ میں کل 128 پٹوار سرکل ہیں۔ بقایا تفصیل جھنڈی (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب)

1۔ ہر پٹوار خانہ میں تعینات پٹواری کا نام اور مدت تعیناتی جاننے کے لئے ملاحظہ فرمائیں، جھنڈی(ب)جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

2۔ جو پٹواری، قانونگو / گرداور تین سال سے زائد عرصہ سے تعینات ہیں ان کے نام تبدیل نہ

ہونے کی وجوہات اور آئندہ لائحہ عمل جاننے کے لئے ملاحظہ فرمائیں جھنڈی (ج) جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

3۔ اس وقت تحصیل فیروزوالہ میں پٹواریوں کی 28 اسامیاں خالی ہیں اور قانونگو / گرداوران کی پانچ اسامیاں خالی ہیں۔ جناب EDO(R) شیخوپورہ کی طرف سے اخبار اشتہار ہو گا۔ اس کے بعد خالی اسامیوں کی بھرتی شروع کر دی جائے گی۔

(ج) ہر پٹواری کا الگ الگ موضع وار حلقہ جاننے کے لئے ملاحظہ فرمائیں جھنڈی (د) جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

رجسٹری برانچ گوجرانوالہ میں تعینات عملہ کی تعداد، کوائف اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل

*6204 لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گوجرانوالہ میں رجسٹری برانچ میں تعینات عملہ کی تعداد مع کوائف بیان فرمائیں؟

(ب) ہر ملازم کی تاریخ تعیناتی کی تفصیل بیان کی جائے نیز جن ملازمین کا عرصہ تعیناتی تین سال سے زیادہ ہے، کیا حکومت ان کو ٹرانسفر کرنے کے لئے تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مال:

(الف) گوجرانوالہ رجسٹری برانچ میں اس وقت تعینات عملہ کی تعداد 39 ہے جن کے کوائف درج ذیل ہیں:۔

1۔ رجسٹریشن برانچ اربن I

1 ہیڈ کلرک

10 جونئیر کلرک

3 نائب قاصد

2۔ رجسٹریشن برانچ اربن II

11 جونئیر کلرک

4 نائب قاصد

3۔رجسٹریشن برانچ رورل تحصیل آفس گوجرانوالہ

8جونئیر کلرک

2نائب قاصد

(ب) ہر ملازم کا نام، تاریخ تعیناتی اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل جھنڈی(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔اس وقت ایک ہی جگہ تعینات ملازمین جن کا عرصہ تعیناتی تین سال سے زائد ہے کی تعداد دس ہے۔حکومت کی ٹرانسفر پالیسی کے تحت یہ لازم نہیں کہ تین سال کا عرصہ مکمل ہونے پر کسی کو ضرور تبدیل کیا جائے۔

ضلع وہاڑی میں2003تا2005رجسٹری فیس سے آمدن کی تفصیل

*6466جناب طاہر اقبال چودھری: کیاوزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

سال2003سے جنوری2005تک ضلع وہاڑی میں رجسٹری فیس کی مد میں حکومت کو کتنی آمدن ہوئی۔تفصیل تحصیل وار ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر مال:

ضلع وہاڑی میں رجسٹری فیس کی مد میں سالانہ مندرجہ ذیل آمدن ہوئی ہے:۔

	2003-04	2004-05	میزان
وہاڑی	30,40,939/-	40,83,550/-	71,24,489/-
بورے والا	18,50,144/-	32,24,928/-	50,75,072/-
میلسی	13,41,133/-	14,05,020/-	27,46,153/-
میزان	62,32,216/-	87,13,498/-	149,45,714/-

وہاڑی میں1999تاحال،زرعی اراضی کی الاٹمنٹ کی متعلقہ تفصیل

*6467جناب طاہر اقبال چودھری: کیاوزیر کالونیزازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

سال1999سے آج تک ضلع وہاڑی میں حکومت نے کتنی زمین کاشتکاروں میں تقسیم کی اس کی تفصیل مع نام اور پتاجات ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر کالونیز:

سال1999سے تاحال ضلع وہاڑی میں درج ذیل دو سکیمیں شروع کی گئیں:۔

1۔ سال2002 میں وزیر اعظم سکیم کے تحت106۔ایکڑ ایک کنال 11مرلے زمین تقسیم کی گئی۔ تفصیل جھنڈی(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

2۔ سال2003 میں وزیر اعلیٰ سکیم برائے بے زمین کاشتکاران متعارف ہوئی، جس کے تحت95ایکڑ ایک کنال رقبہ مختص کیا گیاہے،اور رقبہ ابھی تقسیم نہ کیا گیاہے۔

ضلع لاہور میں2002تا2004رجسٹری فیس سے آمدن کی تفصیل

*6507جناب سمیع اللہ خان: کیاوزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

مالی سال2002سے2004تک ہر سال ضلع لاہور میں رجسٹری فیس کی مد میں حکومت کو کتنی آمدنی،ہوئی، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مال:

ضلع لاہور میں رجسٹری فیس کی مد میں سالانہ مندرجہ ذیل آمدنی ہوئی ہے۔

مالی سال	آمدن
2002-2003	7,02,01,354/-
2003-2004	14,40,03,98/-
میزان ضلع لاہور	21,42,05,340/-

ڈی ڈی او(ریونیو)رورل سیالکوٹ میں جنوری2005تاحال ہونے والی رجسٹریوں کی تفصیلات

*7199جناب ارشد محمود بگو: کیاوزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری2005 سے آج تک ڈی۔ڈی۔او (ریونیو)رورل سیالکوٹ نے کتنی رجسٹریاں کی ہیں؟

(ب) ان میں سے کتنی رجسٹریاں دفتر میں، کتنی موقعہ پر اور کتنی گھروں میں جاکر کی گئی ہیں تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ بیان فرمائیں؟

(ج) ان رجسٹریوں سے جو رقم حکومت کے خزانہ میں جمع ہوئی،اس کی تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ دی جائے؟

(د) آج تک جن رجسٹریوں کی فیس وصول کرنی ہے،ان رجسٹریوں کی تعداد مع نام اور خسرہ

کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ہ) کیاان رجسٹریوں کی فیس روزانہ کی بنیاد پر یاہفتہ /ماہانہ کی بنیاد پر حکومت کے خزانہ میں جمع کروائی جاتی رہی ہے؟

(و) ڈی۔ڈی۔او (ریونیو) رورل سیالکوٹ کے دفتر میں کام کرنے والے ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈاور کام کی نوعیت کی تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر مال:

(الف) 4440وثیقہ جات رجسٹرڈ ہوئی ہیں۔

(ب) (i) 4350رجسٹریاں دفتر میں ہوئی ہیں۔

(ii) حسب قاعدہ/ضابطہ 90رجسٹریاں موقع/گھر جاکر کی گئی ہیں۔

(ج) (1) رجسٹریشن فیس-/43799367روپے

(2) اشٹام ڈیوٹی-/87353684روپے

(3) انتقال فیس-/687600روپے

(د) کسی رجسٹری کی فیس وصول نہیں کرنی ہے بلکہ تمام رجسٹریوں کی فیس وصول کر کے خزانہ سرکار میں جمع کروادی گئی ہے۔

(ہ) حسب قاعدہ جس دن کی فیس ہو اگلے دن سٹیٹ بنک آف پاکستان میں جمع کروادی گئی ہے۔

(و)

1۔ میثم عباس، (سب رجسٹرار/ڈی ڈی او رجسٹریشن B-17) رجسٹریوں کی تصدیق کرنا۔

2۔ شاہد پرویز، (جونیئر کلرک BS-5) رجسٹریوں کی ظہری عبارت لکھنا۔

3۔ نثار احمد، (جونیئر کلرک BS-5) فیس بک maintain کرنا۔

4۔ شاہد شمسی، (جونیئر کلرک BS-5) رجسٹر انگوٹھا جات میں رجسٹریاں درج کرنا و دیگر دفتری امور۔

5۔ صابر حسین، نائب قاصد (BS-1)

ڈی ڈی او (ریونیو) اربن سیالکوٹ میں جنوری 2005تاحال ہونے والی رجسٹریوں کی تفصیلات

*7200جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری2005 سے آج تک ڈی۔ڈی۔او(ریونیو)اربن سیالکوٹ نے کتنی رجسٹریاں کی ہیں؟

(ب) ان میں سے کتنی رجسٹریاں دفتر میں، کتنی موقع ملاحظہ کر کے موقع پر اور کتنی گھروں میں جاکر کی گئی ہیں۔ تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ بیان فرمائیں؟

(ج) ان رجسٹریوں سے جو رقم حکومت کے خزانہ میں جمع ہوئی،اس کی تفصیل علیحدہ علیحدہ دی جائے؟

(د) آج تک جن رجسٹریوں کی فیس وصول کرنی ہے،ان رجسٹریوں کی تعداد مع نام اور خسرہ کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ہ) کیاان رجسٹریوں کی فیس روزانہ کی بنیاد پر یا ہفتہ / ماہانہ کی بنیاد پر حکومت کے خزانہ میں جمع کروائی جاتی رہی ہے؟

(و) ڈی۔ڈی۔او (ریونیو)اربن سیالکوٹ کے دفتر میں کام کرنے والے ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈاور کام کی نوعیت کی تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر مال:

(الف) 3605وثیقہ جات رجسٹرڈ ہوئی ہیں۔

(ب)

(i) 3488رجسٹریاں دفتر میں ہوئی ہیں۔

(ii) حسب قاعدہ / ضابطہ 117رجسٹریاں موقع / گھر جاکر کی گئی ہیں۔

(ج)

(1) رجسٹریشن فیس-/34962708روپے

(2) اشٹام ڈیوٹی-/70336957روپے

(3) انتقال فیس-/361200روپے

(د) کسی رجسٹری کی فیس وصول نہیں کرنی ہے بلکہ تمام رجسٹریوں کی فیس وصول کر کے خزانہ سرکار میں جمع کروادی گئی ہے۔

(ہ) حسب قاعدہ جس دن کی فیس ہو اگلے دن سٹیٹ بنک آف پاکستان میں جمع کروادی گئی

ہے۔

(و)

1۔ ذوالفقار علی بھٹی، (سب رجسٹرار/ڈی ڈی او رجسٹریشن BS-17، رجسٹریوں کی تصدیق کرنا۔

2۔ محمد یونس چوہان، (جونیئر کلرک)BS-5 رجسٹریوں کی ظہری عبارت لکھنا۔

3۔ محمد انور (جونیئر کلرک) BS-5 فیس بک maintain کرنا۔

4۔ غلام حر، نائب قاصد (BS-1)

تحصیل ٹیکسلا میں محکمہ کالونیز کی اراضی کی تفصیل

*7428 جناب محمد وقاص: کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل ٹیکسلا ضلع راولپنڈی میں اس وقت محکمہ کالونیز کی کل کتنی اراضی موجود ہے تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اس میں سے کتنی اراضی پٹہ /لیز پر دی گئی ہے؟

(ج) پٹہ داران کی مکمل تفصیل مع کوائف ایوان میں پیش کئے جائیں؟

وزیر کالونیز:

(الف) تحصیل ٹیکسلا میں محکمہ کالونیز کی کوئی اراضی موجود نہ ہے۔

(ب) ۔ایضاً۔

(ج) ۔ایضاً۔

ضلع راولپنڈی کی تحصیل ٹیکسلا میں 2002 تا 2005، محکمہ مال میں بھرتی کی تفصیل

*7429 جناب محمد وقاص: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2002 تا جون 2005 ضلع راولپنڈی محکمہ مال میں کتنے افراد کو بھرتی کیا گیا۔ سکیل وار نام درج کئے جائیں؟

(ب) مذکورہ بھرتی شدہ افراد میں تحصیل ٹیکسلا کے رہائشی افراد کی تعداد کیا ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) بھرتی کی مجاز اتھارٹی کون ہے؟

وزیر مال:

(الف) ضلع راولپنڈی 2002 تا جون 2005 کل پانچ افراد بھرتی کئے گئے، سکیل وار نام درج ذیل ہیں:۔

	نام	نام اسامی	سکیل
1۔	عابد حسین	نائب تحصیلدار	14
2۔	یاسر ممتاز	پٹواری	05
3۔	ابرار حسین	پٹواری	05
4۔	صغیر عباسی	پٹواری	05
5۔	طاہر جمیل	پٹواری	05

(ب) مندرجہ بالا بھرتی شدہ افراد میں سے تحصیل ٹیکسلا سے ایک فرد مسمی یاسر ممتاز کو بطور پٹواری بھرتی کیا گیا۔

(ج) قواعد ملازمت 1990 کی رو سے نائب تحصیلدار کی کل اسامیوں کا 50 فیصد پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سفارشات پر جب کہ بقایا 50 فیصد کا تقرر بذریعہ ترقی متعلقہ ضلع کے قانونگو اور منسٹیریل سٹاف سے 38 اور 12 فیصد کے تناسب سے ڈسٹرکٹ ریکروٹمنٹ و پرموشن کمیٹی کی سفارشات پر کیا جاتا ہے۔ پٹواریان کی مکمل بھرتی ڈسٹرکٹ ریکروٹمنٹ کمیٹی کی سفارشات پر کی جاتی ہے۔

پی پی۔4 گوجر خان میں حلقہ جات پٹوار / قانونگو، تعینات ملازمین اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل

*7448 بریگیڈیر (ریٹائرڈ) محمد حسن: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی۔4 گوجر خان میں کتنے پٹوار اور قانونگو حلقہ جات میں اس وقت ان حلقوں میں تعینات پٹواریوں اور قانونگو حضرات کے نام، عہدہ، تعلیمی قابلیت، مستقل پتا جات اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) جو پٹواری اور قانونگو عرصہ تین سال سے زائد ایک جگہ پر کام کر رہے ہیں، ان کے نام بتائیں؟

(ج) کیاحکومت ایک ہی جگہ پر تین سال سے زائد عرصہ تک تعینات ملازمین کو ٹرانسفر کرنے کاارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال:

(الف) حلقہ پی پی۔4 گوجر خان میں قانونگو سرکل کی تعداد 8 اور پٹوار سرکل کی تعداد 55 ہے۔ ان حلقہ جات میں تعینات پٹواریوں اور قانونگو حضرات کے نام، عہدہ، تعلیمی قابلیت، مستقل پتا اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جو پٹواری اور قانونگو حضرات عرصہ تین سال سے زائد ایک ہی جگہ پر کام کر رہے ہیں ان کے ناموں کی تفصیل جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) حکومت کی ٹرانسفر پالیسی کے تحت یہ لازم نہیں کہ تین سال کا عرصہ مکمل ہونے پر کسی کو ضرور تبدیل کیا جائے۔

تحصیل گوجر خان کے سکونتی پٹواریوں اور قانونگو کی تعیناتی کا مسئلہ

*7449 بریگیڈیر (ریٹائرڈ) محمد حسن: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ قواعد ملازمت پٹواریاں کی رو سے یہ لازم ہے کہ جس تحصیل میں پٹواری کی اسامی ہو اسی تحصیل کے سکونتی امیدوار کو تعینات کرنے میں ترجیح دی جائے گی؟

(ب) حلقہ پی پی۔4 میں اس وقت کتنے پٹواری ایسے ہیں جن کا تعلق گوجر خان تحصیل سے نہیں ہے۔ کیا حکومت ان کی جگہ گوجر خان تحصیل کی سکونت رکھنے والے حضرات کو تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال:

(الف) درست ہے، دستور العمل کاغذات زمین کے رول نمبر 3.12 کے تحت متعلقہ تحصیل کے سکونتی امیدواران بطور پٹواری تعینات کئے جاتے ہیں علاوہ ازیں موزوں امیدواران میسر نہ ہونے کی صورت میں قریبی اضلاع کے امیدواران کو ترجیح دی جاتی

ہے۔

(ب) اس وقت حلقہ پی۔پی 4 میں دوسرے اضلاع سے تعینات پٹواریان کی تعداد 21 ہے جن میں سے 12 کا تعلق تحصیل و ضلع راولپنڈی جب کہ نو کا تعلق دوسرے اضلاع سے ہے۔ دوسرے اضلاع کے پٹواریوں کو انتظامی مشکلات کی بناء پر اس موقع پر تبدیل کرنا ممکن نہ ہے۔ البتہ خالی اسامیوں پر گوجر خان کے سکونتی امیدواران کو بھرتی کیا جائے گا۔

آبادی دیہہ کی متروکہ وغیر متروکہ املاک پر ناجائز قابضین کے حقوق ملکیت کا مسئلہ

*7464 چودھری اظہر ندیم گجر: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

کیا حکومت پنجاب ناجائز قابضین متروکہ وغیر متروکہ املاک آبادی دیہہ کو انہیں دینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر مال:

اس سلسلہ میں عرض ہے کہ ناجائز قابضین متروکہ املاک آباد دیہہ سکیم نمبر 7 کے مطابق ضلع حکام نے قابضین کو حقوق منتقل کرنے تھے۔ یہ سکیم قوانین بحالیات مورخہ 1974-07-01 سے منسوخ ہونے کی وجہ سے ختم ہو گئی تھی، ناجائز قابضین متروکہ املاک آبادی دیہہ کو مالکانہ حقوق دیئے جانے کی تاحال کوئی پالیسی تشکیل نہ دی گئی ہے۔ تاہم اگر حکومت پنجاب اس سلسلہ میں کوئی پالیسی تشکیل دیتی ہے تو محکمہ اس کی روشنی میں مالکانہ حقوق دے گا۔

تحصیل منکیرہ میں تعینات تحصیلدار کا نام، عرصہ تعیناتی اور ٹرانسفر نہ کرنے کی وجوہات

*7529: جناب حفیظ اللہ خان: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل منکیرہ ضلع بھکر میں تعینات تحصیلدار کا نام اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل بیان کریں؟

(ب) اگر مذکورہ تحصیل دار کی تعیناتی کو تین سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے تو کیا حکومت کی بنائی گئی پالیسی برائے ٹرانسفر متاثر نہیں ہو رہی ہے؟

وزیر مال:

(الف) تحصیل منکیرہ میں اشتیاق اللہ خان، بطور تحصیل دار منکیرہ مورخہ 02-08-08 سے فرائض انجام دے رہا ہے۔

(ب) حکومت کی ٹرانسفر پالیسی کے تحت یہ لازم نہیں کہ تین سال کا عرصہ مکمل ہونے پر کسی کو ضرور تبدیل کیا جائے۔

تحصیل کوٹ ادو میں گزشتہ پانچ سالوں میں پٹواریوں کی منظور شدہ / خالی اسامیوں اور بھرتی کی تفصیل

*7556 جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ میں گزشتہ پانچ سالوں میں سال وار کل کتنی پٹواریوں کی اسامیاں تھیں؟

(ب) کیا تحصیل کوٹ ادو میں مذکورہ عرصہ میں پٹواریوں کی اسامیاں خالی رہیں، اگر ہاں تو خالی رہنے کی وجہ، کیا حکومت خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مال:

(الف) تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ میں سال 2001 سے سال 2005 تک کل منظور شدہ اسامیاں اور خالی اسامیاں پٹواریاں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	کل منظور شدہ اسامیاں	خالی اسامیاں
2001	136	72
2002	136	55
2003	136	56
2004	136	56

29 136 2005

(ب) حکومت پنجاب نے مذکورہ عرصہ میں مرحلہ وار پٹواری بھرتی کرنے کی اجازت دی تھی تین مرحلوں میں 44 پٹواریان کو بھرتی کیا گیا اس وقت 29 اسامیاں پٹوار خالی ہیں۔ حکومت پنجاب کی بھرتی پالیسی 2004 کے تحت تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ میں 50 فیصد خالی اسامیاں پر کر لی گئی تھیں۔ سرکلر لیٹر 2006 کے تحت حکومت پنجاب نے سکیل نمبر 5 کی خالی اسامیاں ان اضلاع میں پر کرنے کی اجازت دی تھی، جن اضلاع میں 2004 کی بھرتی پالیسی پر عملدرآمد نہ ہو سکا تھا چونکہ تحصیل کوٹ ادو میں 2004 کی پالیسی پر عملدرآمد ہو چکا ہے لہذا خالی اسامیاں پٹواریاں پر نہیں کی جا سکتی ہیں۔

رنگ روڈ لاہور کے متاثرین اور معاوضہ کی تفصیل

***7606 محترمہ فائزہ احمد ملک اور محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری:** کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) رنگ روڈ لاہور کی تعمیر کے لئے جن افراد سے زمین لی گئی، ان کے ناموں سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) کیا ان متاثرین کو معاوضہ مارکیٹ ریٹ کے مطابق دیا جا رہا ہے؟

(ج) ان میں کتنے متاثرین کو معاوضہ دیا گیا اور کتنے باقی ہیں، جن کو معاوضہ نہیں دیا گیا، ان کو کب تک ادائیگی کر دی جائے گی؟

وزیر مال:

(الف) رنگ روڈ لاہور تعمیر کے سلسلہ میں پیکج-I اور پیکج-II میں زمین زیر آمدہ کی گئی ہے۔

پیکج-I موضع جیا موسیٰ رقبہ 21-K,19-M،152-sqft لیا گیا اور جن متاثرہ مالکان اراضی کو معاوضہ کی ادائیگی ہو چکی اور جن متاثرہ مالکان اراضی کو معاوضہ کی ادائیگی ابھی بقایا ہے ان کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ موضع جیا موسی میں 86-افراد ہیں جن میں سے 48-افراد معاوضہ وصول کر چکے ہیں اور 38-افراد نے ابھی معاوضہ وصول نہیں کیا ہے۔

پیکج-II موضع جیا موسی رقبہ 28-K,19-M,،1662-sqft لیا گیا جن متاثرہ مالکان اراضی کو معاوضہ کی ادائیگی ہو چکی ہے اور جن متاثرہ مالکان اراضی کو معاوضہ کی ادائیگی

ابھی بقایا ہے ان کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔پیکج-II موضع جیا موسیٰ میں کل146۔افراد ہیں جن میں سے100۔افراد معاوضہ وصول کر چکے ہیں اور46افراد نے ابھی معاوضہ وصول نہیں کیا ہے۔

پیکجII۔ موضع چک کوٹ بیگم رقبہ6-K,18-M،156-sqftلیا گیا جن متاثرہ مالکان اراضی کو معاوضہ کی ادائیگی ہو چکی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ موضع چک کوٹ بیگم میں42۔افراد ہیں اور تمام کو معاوضہ کی ادائیگی ہو چکی ہے۔

پیکجII۔ موضع گنجہ کلاں رقبہ35-K,12-M،62-sqft63لیا گیا جن متاثرہ مالکان اراضی کو معاوضہ کی ادائیگی ہو چکی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور جن متاثرہ مالکان اراضی کو معاوضہ کی ادائیگی ابھی بقایا ہے لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ موضع گنجہ کلاں میں181۔افراد ہیں جن میں سے163۔افراد معاوضہ وصول کر چکے ہیں اور18۔افراد نے ابھی معاوضہ وصول نہیں کیا ہے۔

(ب) جی ہاں۔ بمطابق قانون مالکان اراضی کو مارکیٹ ریٹ کے مطابق معاوضہ ادا کیا گیا ہے۔

(ج) اس جز کا جواب (الف) میں دیا گیا ہے۔

ڈی ایچ کیو ہسپتال لودھراں کے لئے ایکوائر کردہ رقبہ اور معاوضہ کی تفصیل

*7615 سید محمد رفیع الدین بخاری: کیا وزیر کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈی ایچ کیو ہسپتال لودھراں کی تعمیر کے لئے جن افراد کی زمین ایکوائر کی گئی، ان کے نام اور پتاجات مع رقبہ کی تفصیل دی جائے؟

(ب) ان میں سے کتنے افراد کو حکومت نے مذکورہ زمین کے عوض رقم دی اور کتنے افراد کو زمین دی ہے ان کے نام کیا ہیں؟

(ج) جن افراد کو ابھی تک متبادل جگہ یا رقم نہیں دی گئی ہے، اس کی وجوہات کیا ہیں، کیا حکومت ان متاثرین کو بھی جلد از جلد ان کے استحقاق کے مطابق متبادل زمین یا رقم کی ادائیگی کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر کالونیز:

(الف)

I. خان بیگ ولد پہلوان سکنہ100/M کو رقبہ تعدادی 16-کنال عارضی کاشت سکیم کے تحت مورخہ1978-10-22کو الاٹ ہوا۔

II. محمد علی ولد مغل سکنہ100/M کو رقبہ تعدادی100 کنال عارضی کاشت سکیم کے تحت مورخہ 1983-5-28کو الاٹ ہوا۔

III. منظور ولد اسماعیل سکنہ100/M کو رقبہ تعدادی36 کنال18 مرلے عارضی کاشت سکیم کے تحت مورخہ1978-10-22کو الاٹ ہوا۔

IV. نور محمد ولد اللہ دتہ سکنہ100/M کو رقبہ تعدادی38 کنال14 مرلے عارضی کاشت سکیم کے تحت مورخہ1978-10-25کو الاٹ ہوا۔

مندرجہ بالا چار افراد بمطابق ریکارڈ191 کنال 12مرلے عارضی کاشت سکیم کے تحت رقبہ الاٹ ہوا۔ان میں سے رقبہ تعدادی168 کنال15مرلے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال لودھراں کی تعمیر کے لئے ملکیتی صوبائی حکومت واقع ممنوعہ زون مفاد عامہ پراجیکٹ کی خاطر چک نمبر100/M تحصیل وضلع لودھراں میں بروئے مراسلہ بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور نمبری1839-03/1488CS-IV مورخہ 03-6-17منظور کیا گیا۔رقبہ مشتمل نمبران خسرہ34/34,16/24'25'41/1'2'3'10'33/12/1 تا23،1/40تا5'7تا10 کو دو سالہ عارضی کاشت سکیم کے تحت الاٹ شدہ تھا جو کہ مطابق ہدایات بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور بوجہ اندر ہونے کے مورخہ21-01-2001 کو ضبط بحق سرکار ہوا۔

(ب) چونکہ رقبہ مذکورہ ملکیتی صوبائی حکومت ہے اور ایکوائر نہ کیا گیا ہے۔بلکہ مطابق قواعد / پالیسی گورنمنٹ کے ملکیتی رقبہ گورنمنٹ کے مقاصد کے لئے واپس لیا ہے اور بورڈ آف ریونیو پنجاب کی چٹھی نمبری1839-03/1488-CS IV مورخہ03-06-17 کی روشنی میں معاوضہ نہ دیا جا سکتا ہے۔

(ج) مذکورہ افراد کو دو سالہ پٹا عارضی کاشت سکیم کے تحت الاٹ شدہ تھا جو کہ مورخہ 2001-01-21 کو ضبط بحق سرکار ہوا۔جس کا کوئی متبادل نہیں دیا گیا،کیونکہ متبادل کی کوئی پالیسی نہیں ہے۔

ملتان و دیگر اضلاع میں قانونگو حضرات کی پروموشن کی تفصیل

*7617: سید محمد رفیع الدین بخاری: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2003 سے آج تک ملتان، خانیوال، لودھراں اور وہاڑی میں جن قانونگو حضرات کو بطور نائب تحصیل دار پروموشن دی گئی ان کے نام اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) ان میں سے جن افراد کو آؤٹ آف ٹرن پروموشن دی گئی، ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل نیز ان کو آؤٹ آف ٹرن پروموشن دینے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) اس وقت ان اضلاع میں کتنے قانون گو حضرات کو ان کے کوٹا کے مطابق بطور نائب تحصیلدار پر موٹ کرنے کا حکومت ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال:

(الف) جن افراد کو مذکورہ اسامیوں پر ترقی دی گئی ان کی ضلع وار تفصیل درج ذیل ہے:-

ملتان

1۔ محمد ارشد خان، نائب تحصیلدار ٹاٹا پور تحصیل صدر ملتان
2۔ ملک نیاز احمد، نائب تحصیلدار شجاع آباد II-
3۔ عبدالمجید، نائب تحصیلدار، جلال پور پیر والہ
4۔ چودھری مشتاق احمد، نائب تحصیلدار مبارک پور صدر ملتان

خانیوال

1۔ راؤ جمشید حسین، نائب تحصیل دار جہانیاں
2۔ شیخ مختار احمد، نائب تحصیلدار میاں چنوں

لودھراں

1۔ محمد ارشد بھٹہ نائب تحصیلدار دنیا پور
2۔ محمد شریف، نائب تحصیل دار دنیا پور
3۔ ملک اللہ دتہ، نائب تحصیلدار کہروڑ پکا
4۔ شیخ محمد حسین، نائب تحصیلدار لودھراں

وہاڑی

1۔ محمد سرور، نائب تحصیلدار

2۔ کوثر علی شاہ، نائب تحصیلدار، ریونیو سرکل بورے والہ II-
3۔ مختار احمد، نائب تحصیلدار، NTOآفس وہاڑی
4۔ محمد مشتاق، نائب تحصیلدار، ریونیو سرکل (عمرپور) بوریوالہ
5۔ ریاست علی، نائب تحصیلدار

(ب) ضلع خانیوال میں صرف بدر دین قانونگو جو کہ سنیارٹی کے مطابق سینئر تھا لیکن اس کا ریکارڈ مکمل نہ ہونے کی بناء پر بدر دین کو Deferکیا گیااور شیخ مختار احمد کو officiating basisپر نائب تحصیلدار BS-14پر وموٹ کیا گیا۔ ملتان، لودھراں اور وہاڑی کے اضلاع میں کسی قانونگو کو آؤٹ آف ٹرن پروموشن نہیں دی گئی ہے۔

(ج) اس وقت ضلع ملتان میں اس کوٹا سے نائب تحصیلدار کی ایک اسامی خالی ہے جو کہ بمطابق سنیارٹی لسٹ6/رولزDPCمنعقد ہونے پر اس کے فیصلہ کے مطابق پروموشن سے پر ہو گی جبکہ اضلاع لودھراں، خانیوال اور وہاڑی میں کوٹا سے کوئی اسامی موجود نہ ہے۔

جھنگ میں سال2003تا2005زرعی ٹیکس سے آمدن کی تفصیل

*7635 سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

ضلع جھنگ میں سال2003سے2005تک حکومت نے کتنا زرعی ٹیکس اکٹھا کیا؟

وزیر مال:

مالی سال04-2003اور05-2004میں ضلع جھنگ سے زرعی ٹیکس کی مد میں مبلغ -/124530330 روپے وصول کر کے گورنمنٹ کے خزانے میں جمع کروائے گئے جس کی تفصیل فلیگ (ب) درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	مالی سال	وصولی
1۔	(2003-04) جولائی2003تاجون2004	-/70120785روپے
2۔	(2004-05) جولائی2004تاجون2005	-/54409545روپے
	کل وصولی	-/124530330روپے

ضلع جھنگ میں تعینات پٹواری، گرداور و تحصیلدار اور عرصہ تعیناتی کی تفصیلات

*7636 سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع جھنگ میں سال2003 سے2005 تک جو پٹواری، گرداور اور نائب تحصیلدار تعینات رہے ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ تعیناتی بیان فرمائیں؟

(ب) اس وقت تین سال سے زائد عرصہ تک ایک ہی جگہ تعینات رہنے والے اہلکاروں کے نام، عہدہ اور موجودہ تعیناتی بیان فرمائیں نیز ان اہلکاروں کی ٹرانسفر نہ کرنے کی وجہ بیان فرمائیں؟

(ج) کیا حکومت ایسے اہلکاروں کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر مال:

(الف) اس عرصہ کے دوران جو نائب تحصیلدار، گرداور اور پٹواری ضلع جھنگ میں تعینات رہے ان کے ناموں کی مرحلہ وار فہرست جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مطلوبہ فہرست جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ حکومت کی جانب سے نافذ شدہ پابندی کی وجہ سے تبدیل نہ کئے گئے ہیں۔

(ج) حکومت کی ٹرانسفر پالیسی کے تحت یہ لازم نہیں کہ تین سال کا عرصہ مکمل ہونے پر کسی کو ضرور تبدیل کیا جائے۔

تحصیل خانپور میں محکمہ مال کی اراضی اور ٹھیکہ جات کی تفصیل

*7705 میاں محمد اسلم: کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) محکمہ مال تحصیل خانپور کی ملکیتی اراضی کس کس کو کتنے ٹھیکہ پر دی گئی، تفصیل بیان کریں؟

(ب) کتنی اراضی حکومت پنجاب کے پاس بقایا پڑی ہے، کیا حکومت اس اراضی کو ٹھیکہ پر دینے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

وزیر کالونیز:

(الف) تحصیل خانپور میں محکمہ مال کی 900 کنال اراضی عارضی کاشت پر 10-افراد کے پاس تقسیم شدہ ہے۔ جن کے مالکانہ حقوق کی درخواستیں زیر کارروائی ہیں۔ تفصیل افراد مع رقبہ جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تحصیل خانپور میں 0-47841 کنال اراضی بقایا سرکار ہے۔ تاہم حکومت نے 1999 سے ٹھیکہ پر دینے پر پابندی عائد کر رکھی ہے جو تاحال برقرار ہے۔

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: اب تحاریک استحقاق شروع ہوتی ہیں اور پہلی تحریک استحقاق رائے عمر فاروق خان کھرل صاحب کی ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے، ان کی درخواست پر یہ کل تک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق جناب محمد آجاسم شریف صاحب کی ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں لہذا ان کی یہ تحریک استحقاق dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کی ہے۔۔۔ انہوں نے request کی ہوئی ہے لہذا ان کی تحریک استحقاق 18-مارچ تک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق سید احسان اللہ وقاص صاحب کی ہے۔ یہ کل move ہو چکی تھی۔ اس کا جواب آج آنا ہے۔

ادارہ محتسب پنجاب کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2004 کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

سید احسان اللہ وقاص: جی، ہاں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ ویسے اس تحریک استحقاق کا جواب تو چودھری اقبال صاحب نے دینا تھا کیونکہ ایس اینڈ جی اے ڈی کے behalf پر وہ جواب دیتے ہیں لیکن جس مسئلہ کی نشاندہی سید احسان اللہ وقاص صاحب نے فرمائی تھی وہ میں معزز رکن کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ Ombudsman کی سالانہ رپورٹ 2004 کی circulate ہو چکی ہے۔ اس کی کاپی میں معزز رکن کو دے رہا ہوں۔ اس لئے ان کا مسئلہ حل ہو چکا ہے۔ میں استدعا کروں گا کہ وہ اپنی اس تحریک استحقاق کو press نہ فرمائیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! ان کی بڑی مہربانی کہ یہ کاپی مجھے دے رہے ہیں لیکن 2004 کی رپورٹ 2006 میں پیش ہو رہی ہے۔ اس کو probe تو کرنا چاہئے کہ یہ اتنی دیر سے کیوں آئی ہے؟ اس لئے میری درخواست یہ ہے کہ اس کو آپ استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں۔ اس سے پہلے بھی اسی طرح ایک کمیٹی کے حوالے سے کہ میڈیکل کالجوں کی جو رپورٹیں نہیں آئی تھیں ان کو آپ نے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا اور وہاں ہم نے اس کو probe کیا اور اس کے بعد بالکل ان کو یہ احساس ہوا کہ یہ ہم غلطی کرتے ہیں اور انہوں نے بروقت وہ رپورٹیں یہاں پر پہنچائیں تو ہر دفعہ مجھے اس پر تحریک استحقاق دینی پڑتی ہے۔ یہ اسمبلی کے وقار کا معاملہ ہے۔ یہ رپورٹیں بروقت یہاں آنی چاہئیں کیونکہ اس میں ہمارے لئے توجہ دلانے کے لئے بہت ساری چیزیں ہوتی ہیں۔ میں لاء منسٹر کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ اب وہ رپورٹ آ گئی ہے، جو رپورٹ 2004 میں پیش ہونی چاہئے تھی وہ 2006 میں پیش ہو رہی ہے۔ اس کو آپ probe کرنے کے لئے ایک دفعہ استحقاق کمیٹی کے سپرد ضرور کریں۔ میری یہ درخواست ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ میں نے جواب کے حوالے سے یہ کہا تھا کہ متعلقہ وزیر جواب دیں گے لیکن جہاں تک اس مسئلے کا تعلق تھا وہ میں نے آپ کی خدمت میں استدعا کی ہے کہ رپورٹ آ چکی ہے تو میں اب گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جب ایک مسئلہ حل ہو چکا ہے، اگر مہربانی فرمائیں تو معزز رکن اس کو press نہ فرمائیں لیکن میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ انہوں نے فرمایا کہ یہ جو تاخیر ہے اس میں انشاء اللہ تعالیٰ probe in کر لیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! انہوں نے کیا فرمایا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہتے ہیں کہ اس میں probe کر لیتے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: probe کرنے کے لئے ہی تو میں کہہ رہا ہوں کہ اسے ایک دفعہ استحقاق کمیٹی کو بھیج دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ہم اس میں probe in کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ وہ ہاؤس میں کہہ رہے ہیں کہ ہم اس کو probe کریں گے تو ان کی اس

معاملے میں آپ سے commitment ہو گئی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ٹھیک ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

پتنگ بازی پر پابندی کا مطالبہ

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! بہت شکریہ، میں نہیں چاہتا تھا کہ وقفہ سوالات میں کوئی پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا جائے اس لئے میں نے آپ سے اب اجازت مانگی ہے۔ کل یہاں ہاؤس میں پتنگ بازی کے حوالے سے جو کارروائی ہوئی تھی اس بابت آج کی اخبار میں دو خبریں شائع ہوئی ہیں۔ پہلی خبر یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے پتنگ بازی کے حوالے سے یہ کہا ہے کہ اگر اگلے چار پانچ روز تک ہلاکتیں جاری رہیں تو ہم اس پر پابندی لگوا دیں گے۔ اس کے ساتھ ہی دوسری خبر یہ ہے کہ جنرل پرویز مشرف صاحب چار روزہ دورے پر لاہور آ رہے ہیں، باقی تین دن ان کی کچھ نجی مصروفیات ہیں چوتھے دن اتوار کو وہ لاہور شہر میں بسنت کا تہوار منائیں گے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب کے حکمران فرد واحد کے اس شوق کو پورا کرنے کے لئے، فرد واحد کے شوق کی تکمیل کے لئے مزید چار روز اس لاہور شہر میں خون کی ہولی دیکھنا چاہتے ہیں۔ اگلے چار پانچ روز میں وہ ہلاکتیں نہیں دیکھنا چاہتے بلکہ وہ یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ ان کے big boss کا شوق لاہور شہر میں کس طرح پورا ہوتا ہے؟ پنجاب کے عوام کو وزیر اعلیٰ پنجاب بے وقوف بنا رہے ہیں کہ ہم چار پانچ روز ہلاکتیں دیکھیں گے پھر پابندی لگا دیں گے۔ درحقیقت وہ اتوار کا انتظار کر رہے ہیں کہ پرویز مشرف یہ خونی شوق پورا کر کے لاہور سے جیسے ہی واپس جائیں گے یہ اس پتنگ بازی پر پابندی لگا دیں گے۔ یہ بات اس ہاؤس کے لئے بھی لمحہ فکر ہے کہ یہاں حکومتی بنچوں کی طرف سے بھی پتنگ بازی کے حوالے سے بڑے زوردار طریقے سے کہا گیا ہے کہ اس پر پابندی لگائی جائے، معصوم بچوں کی ہلاکتیں نہیں ہونی چاہئیں۔ یہ اس ہاؤس کے مشترکہ جذبات تھے لیکن وزیر اعلیٰ پنجاب نے صدر جنرل پرویز مشرف کے لئے رعایت دے کر لاہور کے معصوم بچوں اور ان کے والدین کے ساتھ

زیادتی کی ہے۔ یہ بڑا sensitive معاملہ ہے۔ یہ سپریم کورٹ میں جا کر اجازت لے کر آئے ہیں کہ ہمیں مزید extension دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اس حوالے سے حکومت کی طرف سے پہلے چودھری اقبال صاحب نے categorically statement دی، پھر میں نے وضاحت کی اور بعد میں وزیر اعلیٰ صاحب کی statement بھی آ چکی ہے۔ اب ہر روز تو حکومت اس پر اپنے views نہیں دے سکتی۔ اگر انہیں تکلیف ہے تو جائیں جنرل پرویز مشرف کے دورے کو تبدیل کروالیں لیکن یہ کوئی طریق کار نہیں ہے کہ ہر روز ایک ہی خبر کو اٹھا کر کھڑے ہو جائیں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! آپ ان کا انداز دیکھیں، وزیر قانون صاحب ایک ممبر کو کہہ رہے ہیں کہ جائیں پرویز مشرف کے دورے کو رکوالیں۔ اس بات سے آپ ان کی حالت کا اندازہ لگا لیں۔ یہ جنرل پرویز مشرف کے شوق کی تکمیل کے لئے لاہور شہر کے معصوم بچوں کی جانوں کی قربانی دینا چاہ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سمیع اللہ خان صاحب! کل آپ نے یہ point اٹھایا، جب اسمبلی میں کوئی point raise کیا جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ .It is very important issue جب کوئی بات حکومت کے نوٹس میں آ جاتی ہے، حکومت اسے take up کرتی ہے، حکومت کی طرف سے آپ کو وضاحت کر دی گئی ہے کہ ہم اس بات کا نوٹس لے رہے ہیں تو پھر انہیں موقع فراہم کریں کہ وہ آپ کے مسئلے کو حل کر سکیں۔ اگر وہ حل نہ کریں تو پھر آپ دوبارہ بات کر سکتے ہیں۔ آپ از خود ہی یہ تصور کر لیں کہ چونکہ اخبار میں آ گیا ہے، جنرل صاحب آ رہے ہیں اس لئے وہ ان کے دورے کے بعد پتنگ بازی پر پابندی لگائیں گے۔ کیا پتا وہ پہلے ہی اس پر پابندی لگا دیں؟ You never know that. وہ اسے consider کر رہے ہیں۔ .The ball is in their court

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! [**********]

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ خان صاحب!

As an honourable member of the house you should address the Chair and not to the treasury benches. You should address to me in a very very respectable way.

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

آپ نے اس معاملہ کو کل اٹھایا اور اس پر حکومت نے اپنا موقف دے دیا۔اب آج آپ نے دوبارہ اس point کو raise کیا ہے لیکن جواب تو وہی آئے گا جو کل آیا تھا۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! وزیر قانون نے اپنے ہاتھ کھڑے کر دیئے ہیں کہ ہم انہیں نہیں روک سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے ہاتھ کھڑے نہیں کئے بلکہ صرف ایک بات کی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس معزز ایوان کو چلانے کا یہ کوئی طریق کار نہیں ہے۔ ایک بات ہوتی ہے اور اس پر جب آپ کا فیصلہ آ جاتا ہے تو پھر دوبارہ اس پر بحث شروع کرنے کا کیا جواز رہ جاتا ہے؟ آج صبح سے آپ دیکھ رہے ہیں کہ اپوزیشن کی طرف سے وقفہ سوالات کے دوران درجنوں پوائنٹ آف آرڈرز اٹھائے گئے ہیں۔ جب ایک بات طے ہے کہ وقفہ سوالات کے دوران کوئی پوائنٹ آف آرڈرز نہیں اٹھایا جائے گا اس کے باوجود بار بار اس میں رکاوٹ ڈالی جا رہی ہے۔ ایک issue جو کہ کل settle ہو چکا ہے، جس میں حکومت کا point of view آ چکا ہے، جس پر بات ہو چکی ہے۔ آج پھر اسے اٹھا لینا مناسب نہیں ہے اور ہمیں زیب نہیں دیتا۔ اس معزز ایوان کو چلانے کا ایک طریق کار ہے۔ اخبار میں خبر آ گئی کہ جنرل پرویز مشرف لاہور آ رہے ہیں، آپ کس طرح ان کو روک سکتے ہیں، کیوں روک سکتے ہیں؟ وہ اس ملک کے منتخب صدر ہیں، وہ لاہور آئیں گے، ضرور آئیں گے اور یہاں بسنت بھی منا کر جائیں گے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ سب تشریف رکھیں۔ خان صاحب! دیکھیں ایک بات طے ہو چکی ہے۔ اس بابت کل بھی آپ نے بات کی ہے۔ حکومت نے اس کا نوٹس لیا ہے۔ Now let the government take a decision on that. اب یہ تو نہیں ہو سکتا کہ ابھی آپ ایک بات کریں اور حکومت بھی اسی وقت اس پر کوئی فیصلہ کر دے، یہ ممکن نہیں ہے۔ ویسے آپ نے agitate کرنا ہے تو یہ دوسری بات ہے۔ جی، ارشد بگو صاحب!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! جب گھر میں آگ لگی ہو، جب بچے مر رہے ہوں تو پھر خاموش کیسے رہا جا سکتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! میں نے ارشد بگو صاحب کو floor دیا ہے آپ بیٹھ جائیں۔ شیخ صاحب! آپ بھی بیٹھ جائیں۔ پلیز! آپ سب بیٹھ جائیں۔ میں آپ کو اجازت نہیں دے رہا۔ I will not allow like that. آپ پہلے بیٹھ جائیں پھر میں آپ کو موقع دوں گا۔ آپ سب بات کریں، ضرور بات کریں لیکن ایک طریقے سے بات کریں۔ You are honourable members.

شیخ اعجاز احمد: جناب والا! جب بچے قتل ہو رہے ہوں تو پھر کیسے خاموش رہا جا سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بھائی! آپ نے بات کر دی ہے، حکومت نے نوٹس لیا ہے۔ سب کے بچے ہیں، ہمارے بھی بچے ہیں، سارے ہاؤس کے بچے ہیں۔ آپ غلط بات نہ کریں۔ بسنت تو ہر دور میں منائی گئی ہے، پہلے بھی منائی جاتی رہی ہے، اب بھی منائی جا رہی ہے، یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! اگر آپ ہمیں اس موضوع پر بات نہیں کرنے دیتے تو ہم احتجاجاً ٹوکن واک آؤٹ کرتے ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! واک آؤٹ کرنے سے پہلے میں اتنا ضرور کہنا چاہوں گی کہ مجھے آپ کے رویے سے دلی تکلیف ہوئی ہے۔ اگر آپ آج یہ طے کر کے آئے ہیں کہ ہمیں بات نہیں کرنے دینی. That is something else! اگر ہم اس floor پر کوئی بات ہی نہیں کر سکتے تو پھر ہمارے یہاں بیٹھنے کا مقصد کیا رہ جاتا ہے؟ یہ پابندی لگانا ہی نہیں چاہتے۔ یہ تو تین چار دن مزید بچوں کو مرنے کی اجازت دے سکتے ہیں لیکن ہم ایسا بالکل نہیں کر سکتے۔ ہم اس حکومت کو اب ایسا کوئی قدم نہیں اٹھانے دیں گے۔ اگر پتنگ بازی کے باعث اب کوئی بچہ قتل ہوا تو اس کی ایف آئی آر میں خود اس حکومت کے خلاف درج کرواؤں گی۔

(اس مرحلہ پر جناب ارشد محمود بگو کے علاوہ اپوزیشن کے تمام معزز اراکین ہاؤس سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، اگر آپ نے واک آؤٹ ہی کرنا ہے تو کریں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! آپ نے یہ ٹھیک فرمایا ہے کہ ایک بات کل ہو چکی ہے لہذا اس پر آج دوبارہ بات نہیں ہو سکتی۔ یہ دوبارہ بات شروع کیوں ہوئی ہے؟ وزیر قانون صاحب نے کل یہاں پر بڑے اچھے طریقے سے statement دی تھی۔ آپ وزیر اعلیٰ کا بیان اخبارات میں پڑھ لیں جس میں لکھا ہوا ہے کہ اب اگر کوئی ایسی بات ہوئی تو پھر اس پر ہم پابندی لگانے کا سوچیں گے اس کا مطلب ہے کہ حکومت ابھی تک اس پر کوئی واضح لائحہ عمل طے نہیں کرنا چاہتی۔ وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اگر کوئی اور قتل ہو گا، کوئی اور بچہ مارا جائے گا تو پھر ہم اس پر پابندی کا سوچیں گے۔ دوبارہ بات اس لئے شروع ہوئی ہے۔ ہم نے بطور شغل اور حکومت کو تنگ کرنے کے لئے اسے دوبارہ شروع نہیں کیا۔ ہم کہتے ہیں کہ اس وقت پورے پنجاب کی رائے ایک ہے کہ اس پر پابندی لگائی جائے۔ ایک آدمی نے ریسرچ کر کے آج کے اخبار میں آڈیٹوریل لکھا ہے اور آپ یہ جان کر حیران ہوں گے کہ اب تک صرف پنجاب میں ساڑھے چار سو آدمی اس بسنت کی نذر ہوئے ہیں۔ میں ان سے اور وزیر اعلیٰ سے بھی کہوں گا کہ اس کو انا کا مسئلہ نہ بنائیں۔ اگر کوئی بسنت مناتا ہے تو منائے ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن خدا کے لئے اس پر واضح موقف اختیار کریں کہ ہم آج ہی اس پر پابندی لگاتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں پھر یہی درخواست کروں گا کہ اسے انا کا مسئلہ نہ بنائیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ

(اس مرحلہ پر معزز ممبر جناب ارشد محمود بگو بھی واک آؤٹ کر کے
ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا پھر آپ نے بھی بات کرنے کے بعد واک آؤٹ کرنا ہے؟ جی فرمائیں!

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ٹوکن واک آؤٹ ختم کر کے
ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے 03-2002 میں ایک گاؤں چک نمبر 142 میں بجلی کی سکیم دی تھی۔ اب 2006 آ گیا ہے مگر آج تک اس گاؤں میں بجلی نہیں لگی لیکن اس مہینے واپڈا والوں نے اس گاؤں کے 40 گھروں کو بجلی کے بل بھیج دیئے ہیں۔ میرے پاس ان بلوں کی فوٹو سٹیٹ

کاپیاں موجود ہیں۔ ابھی تک بجلی نہیں چلی لیکن بل آ گئے ہیں۔ آپ کی وساطت سے راجہ صاحب سے میری گزارش ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے بات کریں کہ اگر کسی کی بھلائی کا کام نہیں ہو سکتا، ان کی بجلی نہیں چل سکتی تو کم از کم لوگوں کی جیبیں کاٹنے سے ہی باز آ جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ یہ معاملہ راجہ صاحب کو دے دیں۔

Raja Sahib! Will take up it and help you in that matter.

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! راجہ صاحب کہیں گے تو میں دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! شاہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ بجلی چلی نہیں لیکن بل آ رہے ہیں۔ آپ ان کو look into کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جی، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! راجہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ آپ ان کے پاس آئیں۔ اب پلیز تشریف رکھیں۔

چوہدری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب والا! میری تحریک استحقاق بھی pending ہے۔

چوہدری اصغر علی گجر: جناب والا! چونکہ ابھی لودھی صاحب بیٹھے ہیں اور یہ بات ان سے متعلقہ ہے اس لئے مجھے بات کرنے دیں بعد میں لودھی صاحب چلے جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

کسانوں کو ڈیزل اور ٹیوب ویل پر سبسڈی دینے کا مطالبہ

چوہدری اصغر علی گجر: شکریہ جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے اجلاس میں بھی میں نے حکومت سے ایک گزارش کی تھی جس پر راجہ صاحب نے کچھ رضا مندی کا اظہار بھی کیا تھا۔ میں نے یہ گزارش کی تھی کہ پنجاب کے اندر کسان مہنگائی کی چکی میں پس رہا ہے۔ حکومت پنجاب اس کی طرف کوئی دھیان نہیں دے رہی۔ اس لئے کہ کسان متحد نہیں، یہ کسان احتجاج نہیں کرتا اور اس لئے کہ کسان سڑکیں بلاک نہیں کرتا۔ میں at bar یہاں کھڑے ہو کر آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ اس وقت جو گندم کھڑی ہے ڈیزل مہنگا ہونے کی صورت میں کسان

کو تین سو پچاس روپے فی من اس کے گھر پڑے گی۔ میں نے یہ درخواست کی تھی کہ پنجاب کی طرف سے ایوان میں قرار داد کی صورت میں ڈیزل کی قیمت کے خلاف استدعا کی جائے کہ ڈیزل کی قیمتیں کم کی جائیں یا سبسڈی دی جائے۔ اگر یہ نہیں کر سکتے تو کسانوں کے لئے بجلی عام کی جائے اور ٹیوب ویلوں پر سبسڈی دی جائے اور ٹرانسفارمر مفت مہیا کئے جائیں جو کسان ٹیوب ویل کے لئے درخواست دے اسے لگا کر دیا جائے۔ کوئی آدمی بھی اس معاملے پر سنجیدگی سے سوچنے کے لئے تیار ہی نہیں ہے جبکہ میں یہ بات کہتا ہوں کہ اس وقت اس ملک اور اس صوبے کے اندر جتنی بری طرح کسان مظلوم ہے میں سمجھتا ہوں کہ کوئی شخص اس سے زیادہ مظلوم نہیں ہے۔ وہ بے چارے تو کاسہ گدائی لے کر پھر رہے ہیں۔ انہیں نہ کوئی کھاد دینے کے لئے تیار ہے، نہ کوئی ڈیزل دینے کے لئے تیار ہے وہ اپنی بیٹی کی شادی کر سکتے ہیں اور نہ ہی اپنے بیٹے کو تعلیم دلا سکتے ہیں۔

جناب والا! انہوں نے اس بات کا وعدہ کیا تھا کہ ہم اس بارے میں قرار داد پیش کریں گے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ کسانوں کے بارے میں ضرور سوچیں، انہیں ریلیف دیں، بجلی پر معقول سبسڈی دیں یا ڈیزل پر سبسڈی دیں۔ ہر روز کھاد کی قیمت بڑھ رہی ہے، سپرے کی قیمت بڑھ رہی ہے اور ڈیزل کی قیمت بڑھ رہی ہے لیکن فصلوں کی قیمت تو وہیں پر ہے۔ فصلوں پر جو بحران آ جاتا ہے حکومت کے پاس تو اس کا بھی کوئی جواب نہیں ہوتا۔ میں کہتا ہوں کہ اس معاملے کو serious لے کر ان سے جواب لیا جائے۔ انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ ہم اگلے اجلاس میں حکومت پاکستان کو یہ استدعا کریں گے کہ وہ زمینداروں کو سہولت دینے کے لئے اپنے ذہن میں کیا تجاویز رکھتے ہیں۔ لہذا میری گزارش ہے کہ یہ آج ہر قیمت پر اس کا جواب دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کا شکر گزار ہوں۔ انہوں نے پچھلی دفعہ بھی ہاؤس میں یہ بات اٹھائی تھی۔ پنجاب حکومت اپنے تک، یہ اسمبلی اپنے تک کسانوں کے لئے دن رات ایک کئے ہوئے ہے۔ ان کا یہ کہنا اپنی جگہ پر بجا ہوگا کہ کسان بڑا مجبور ہے۔ کسان بڑا مظلوم ہے۔ آج سے تین چار سال پہلے ضرور یہ بات صحیح ہو گی لیکن اب کسان ماشاء اللہ خوشحال ہے، آسودہ ہے۔ ہم کوشش کر رہے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: آپ خوشحال ہیں، کسان خوشحال نہیں ہے۔

وزیر زراعت: شاہ جی! بات تو سنیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا!لودھی صاحب کو میرٹ پر بات کرنی چاہئے۔کسان کہاں سے خوشحال ہے؟

وزیرزراعت: شاہ صاحب! مجھے بات تو کر لینے دیں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا!لودھی صاحب بڑے بزرگ آدمی ہیں۔انہیں ایسی بات نہیں کرنی چاہئے۔سب کو پتا ہے کہ کسان مظلوم ہے۔۔۔

MR. DEPUTY SPEAKER: No cross talk please.

وزیرزراعت: Let me speak پہلے مجھے بات کرنے دیں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر!ان سے کہیں کہ کم از کم ایسی بات نہ کریں جو ہمارے ضمیر برداشت نہ کر سکیں۔میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس ملک کا جتنا مظلوم اور مجبور کسان ہے اتنا کسی پیشے والا شخص اور کوئی ادارہ نہیں ہے۔یہ ایسے ہی بات کرتے ہیں۔کسان تو بے زبان ہے، اس کے منہ میں زبان نہیں ہے۔وہ منظم نہیں ورنہ وہ اتنے مظلوم اور مجبور ہیں کہ وہ ان کی چمڑیاں ادھیڑ لیتے۔انہیں seriously جواب دینا چاہئے۔کسانوں کے زخموں پر انہیں مرہم رکھنی چاہئے۔یہ انہیں مت چھیڑیں۔ان پر نمک مت چھڑکیں۔یہ کہیں کہ کسان واقعی مظلوم ہے اور ہم ان کے لئے فلاں فلاں علاج کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گجر صاحب!کیا سوال بھی آپ نے کرنا ہے اور جواب بھی آپ نے دینا ہے؟انہیں جواب تو دے لینے دیں۔آپ ان کے جواب سے agree کریں یا نہ کریں لیکن انہیں جواب تو دے لینے دیں۔ Let him finish this

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا!ہم ان کا جواب بالکل سنیں گے۔ہمارا بھی حق ہے۔میں صرف ایک سوال آپ سے کر رہا ہوں۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ کرسی دی ہے and you are sitting in the higher Chair آپ کہہ دیں کہ کسان خوشحال ہے تو ہم مطمئن ہیں۔

وزیرزراعت: جناب سپیکر!آپ بھی کسان ہیں، میں بھی کسان ہوں، آپ انہیں stop کرائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیرزراعت: جناب سپیکر!جب اللہ تعالیٰ بولنے کی طاقت دے تو پھر انسان کو سننے کی طاقت بھی

پیدا کرنی چاہئے۔ میں تو کہتا ہوں کہ وجودہ پنجاب حکومت، وفاقی حکومت، صدر پاکستان، وزیر اعظم پاکستان اور وزیر اعلیٰ پنجاب دن رات کسانوں کے لئے لگے ہوئے ہیں۔ آپ میری بات تو سنیں۔ گندم کی قیمت -/300 روپے فی من تھی ہم اسے -/350 روپے پر لے کر گئے پھر ہم اس کو چار سو روپے تک لے کر گئے۔ ہم اس کو چار سو پندرہ روپے تک لے کر گئے۔ ہم نے یہ بھی وعدہ کیا کہ کسان سے گندم کا ایک ایک دانہ خریدیں گے۔ میں آج فخریہ انداز میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہم نے کسان کا ایک ایک دانہ کھیت سے خریدا ہے۔ میں اب بھی آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس دفعہ پھر بھرپور فصل ہو گی اور ہم پھر ایک ایک دانہ کھیت سے خریدیں گے۔ یہ کون سی بات کر رہے ہیں۔ آپ کپاس کی بات کر رہے ہیں۔ کپاس کے ایریا میں میرے یہ دوست رہتے ہیں۔ پچھلے سال -/1150 روپے فی من اس کی قیمت دلوائی ہے۔ کس نے دلوائی ہے؟ اس حکومت نے دلوائی ہے لیکن اس کے باوجود میں اس سے مطمئن نہیں ہوں۔ میں ان کے ساتھ ہوں۔ ہم نے مرکزی حکومت کو بھی لکھا ہے اور ہم کوشش کر رہے ہیں کہ کھاد بھی سستی ہو، بیج بھی سستا ہو اور ڈیزل بھی سستا ہو اس پر کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن یہ کہنا کہ کسان مظلوم ہے۔ کسان آج کل مظلوم نہیں ہے، کسان آسودہ ہے۔ پنجاب آگے بڑھ رہا ہے اور دن رات ترقی کر رہا ہے اور ہم آپ کو ثابت کر کے دکھائیں گے کہ کسان پہلے سے بہتر ہے تو آپ جو بھی بہتری لانا چاہیں ہم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ شاہ صاحب نے بات کرنی ہے تو آموں کی بات کریں آپ نے کرنی ہے تو کاٹن کی بات کریں۔ آپ گنے کی بات کریں اور آپ چاول کی بات کریں۔ آپ کے چاول export ہو رہے ہیں۔ گندم کی اس دفعہ بھی بھرپور فصل ہوئی ہے اور کاٹن کی فصل بھی بھرپور ہے۔ آم بھی export ہو رہا ہے، citrus بھی export ہو رہا ہے، آلو بھی باہر جا رہا ہے، کینوں بھی باہر جا رہا ہے۔ کونسی فصل کی آپ بات کر رہے ہیں لیکن اس کے باوجود کسانوں کی بہتری کے لئے میں حاضر ہوں مگر یہ کہنا کہ کاشتکار مظلوم ہیں یہ غلط ہے۔ ہمارا کاشتکار اللہ کی مہربانی سے آسودہ ہو رہا ہے اور اللہ کے حکم سے ہمارا کسان انڈیا سے بھی بہتر ہے۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر بہت سے معزز ممبران حزب اختلاف بات کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں۔ This is no way. ایک وقت میں ایک بندہ بات کرے۔ Not like that. اس طرح میں اجازت نہیں دوں گا۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں) This is no way. آپ تشریف رکھیں میں آپ کو موقع دوں گا۔ یہ بات غلط ہے، یہ کوئی طریقہ

نہیں ہے۔ پہلے آپ تشریف رکھیں پھر میں آپ کو موقع دوں گا۔ مجھے خود سمجھ نہیں آ رہی کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ اتنے شور میں کیا سنوں؟ (قطع کلامیاں)
آپ تشریف رکھیں۔ میں پہلے بی بی کو بات کرنے کا موقع دیتا ہوں۔

محترمہ خالدہ منصور: جناب والا! وزیر زراعت جو بات کر رہے تھے میں ان سے یہ سوال پوچھنا چاہوں گی کہ انہوں نے گندم کی جو قیمت اپنے ملک کے کاشتکاروں کو دی اور جو گندم انہوں نے باہر سے منگوائی اس کی کیا قیمت تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ وقفہ سوال نہیں ہے کہ وہ سوالوں کا جواب دیں۔ اس وقت تو تحاریک استحقاق چل رہی ہیں۔ آپ نے تو وقفہ سوالات شروع کر دیا ہے۔ (قطع کلامیاں)

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ ---

جناب ڈپٹی سپیکر: سماں صاحب! میں آپ کو بات کرنے کا موقع دیتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ اگر آپ دوستوں نے زراعت پر بحث کرنی ہے تو ہم اس کے لئے کوئی دن مقرر کر سکتے ہیں۔ آپ اس پر اچھی طرح سے بحث کریں لیکن آج عام بحث کا دن نہیں ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب والا! آپ ہمیں بات کرنے کا موقع تو دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سماں صاحب میں آپ کی بات سمجھ رہا ہوں میں خود بھی زمیندار ہوں میں تو چاہتا ہوں کہ بحث ہو لیکن اس کے لئے پہلے ایک دن مقرر ہو۔ آج اس پر عام بحث نہیں ہو سکتی۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کاشتکار اور کسان کی بات ہوئی ہے لودھی صاحب نے گندم کی قیمت -/400 روپے فی من بتا دی ہے۔ ہمارے پاس بھی اعداد و شمار ہیں یہ بھی تھوڑے سے figures سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لیکن آج عام بحث نہیں ہو رہی۔ ان کو ابھی ان کے سوال کا جواب نہیں دینا چاہئے تھا۔ ایک point raise ہوا اس پر انہیں موقع دیا گیا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرے خیال میں اس وقت زمیندار سے زیادہ کوئی اہم مسئلہ نہیں ہے۔ آپ ایسا کریں کہ ---

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ سے کہہ رہا ہوں کہ اس پر بحث کرنے کا موقع دوں گا لیکن کسی اور

دن۔ آج عام بحث کا دن نہیں ہے یا تو اس کو ختم کر لیتے ہیں اور پھر عام بحث کر لیتے ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو پھر تحاریک استحقاق اور سب چیزوں کو ختم کرتے ہیں اور پھر اس پر بحث کر لیتے ہیں۔ میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ I will not allow like this.

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! آپ اس پر ابھی دن مقرر کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! میں آپ کو اس کے بعد بتاتا ہوں کہ کب تاریخ مقرر کرتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ We will do it. (قطع کلامیاں)

امتیاز لالی صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: بتادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر خوراک بھی موجود ہوں، وزیر زراعت بھی موجود ہوں ان سے مشورہ کر کے پھر دن بتاتے ہیں۔ اب امتیاز لالی صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔

جناب امتیاز احمد لالی: جناب سپیکر!۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! تحریک استحقاق کے لئے آدھے گھنٹے کا وقت ہوتا ہے اور وہ ختم ہو چکا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بس یہ آخری تحریک استحقاق ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: نہیں۔ جناب! تحریک استحقاق کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

جناب امتیاز احمد لالی: جناب! میں نے put up کرنی ہے اور میں اپنی تحریک استحقاق ضرور put up کروں گا۔ جناب سپیکر! میری دو تحاریک استحقاق ہیں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں آج جواب نہیں دوں گا کیونکہ تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ کل پر رکھ لیں میں کل اس کا جواب دے دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو پھر pendig کرتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ ایک فاضل رکن کو جب وقت دے دیتے ہیں کیا آپ اس

کو withdraw کر سکتے ہیں کیونکہ آپ نے ان کو تحریک استحقاق پڑھنے کی اجازت دے دی ہے تو اب آپ نے اس کو withdraw کیسے کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے اس کو pending کر دیا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: نہیں۔ جناب! آپ نے انہیں تحریک استحقاق پڑھنے کی permission دے دی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے اس کو pending کر دیا ہے۔ ہم اس کو کل take up کریں گے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا آفتاب احمد خان صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 793 ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! یہ میں نے کل یہاں پر پڑھ دی تھی اس کا جواب آنا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ move ہو چکی ہے۔ اس کا وزیر ہاؤسنگ یا وزیر صحت نے جواب دینا ہے؟

رانا آفتاب احمد خان: جناب! پندرہ بیس ہیں جو مرضی دے دے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر ہاؤسنگ موجود نہیں ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ نے کل کہا تھا کہ کسی وزیر کو یہ محکمہ گیا ہو گا اور آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ کل اس کا جواب آئے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس وقت میں نہیں تھا بلکہ رائے صاحب کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! ہم نے تو chair کی رولنگ کو دیکھنا ہے۔ ہم نے یہ نہیں دیکھنا کہ chair پر کون تھا کس کی رولنگ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں بھی وہی دیکھ رہا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب! اس کا نمبر کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: تحاریک التوائے کار نمبر 793

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! متعلقہ وزیر صاحب موجود نہیں ہیں۔ میرے پاس بھی

اس کا جواب نہیں ہے اگر جواب ہوتا تو میں دے دیتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر پبلک ہیلتھ اس پر کوئی روشنی ڈالیں گے؟

رانا آفتاب احمد خان: نہیں۔ جناب! یہ پبلک ہیلتھ سے بلکہ نہیں ہاؤسنگ سے متعلقہ ہے۔ آپ کی chair کی یہ رولنگ تھی کہ کل اس کا جواب آئے گا۔ You can well imagine the interest of the Government and seriousness of the business. ایک طرف وہ کہتے ہیں کہ ہم بزنس نہیں لاتے ہیں۔ اگر گورنمنٹ کے revenue کی بات ہو رہی ہے تو اس پر بھی جواب نہیں آیا۔ اگر اس کا آج جواب نہیں آتا تو As a mark of protest I will walk out from this place. اس کا جواب آنا چاہئے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ میرے نوٹس میں نہیں تھا منسٹر ہاؤسنگ بیرون ملک گئے ہوئے ہیں اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب کے غالباً تایا یا چچا فوت ہو گئے ہیں۔ یہ اطلاع ابھی مجھے چودھری کامران صاحب نے دی ہے اور وہ یہ فرما رہے ہیں کہ سردار آفتاب صاحب فوت ہو گئے ہیں اس لئے وہ تشریف نہیں لائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ ان کے تایا فوت ہو گئے ہیں اس لئے اس تحریک کو دوبارہ pending کرتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 775۔ شیخ اعجاز صاحب کی ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! یہ تحریک move ہو چکی ہے اور آج کے لئے pending ہوئی تھی۔ سپورٹس منسٹری اس وقت تو عضو معطل بنی ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سپورٹس منسٹر!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! سپورٹس منسٹر تو موجود نہیں ہیں۔ انہوں نے resign کر دیا ہوا تھا اور اس کے بعد چاہئے تو یہ تھا کہ کل جب pending کی گئی تھی تو اس پر کسی کو depute کرتے، وہ اس کا جواب منگوا لیتے۔ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ 37 ایڈوائزرز ہیں اور اس کے بعد چیئرمین ٹاسک فورس برائے جیل خانہ جات ماجدہ زیدی صاحبہ ہیں۔ ہم نے question کیا تھا کہ ان تمام لوگوں کو اپنی گاڑیوں پر جھنڈا لگانے کی اجازت ہے؟ یہ جھنڈے لگا کر تو سارا دن پھرتے رہتے ہیں لیکن کام کوئی نہیں کرتے اور اسمبلی تشریف ہی نہیں لاتے۔

وزیر خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم: جناب سپیکر! مجھے ابھی یہ تحریک التوائے کار موصول ہوئی

ہے، کل میں اس کا جواب دے دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک کل move ہوئی تھی آج آپ نے اس کا جواب دینا تھا۔

وزیر خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم: جناب سپیکر! میں اس وقت شاید ہاؤس میں نہیں تھا تو میں کل اس کا جواب دے دوں گا۔ مجھے یہ اسمبلی سیکرٹریٹ سے بھی نہیں بھیجی گئی۔ میں کل اس کا جواب دے دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلو، کل تک اسے pending کر دیتے ہیں۔ اگلی تحریک رانا ثناء اللہ صاحب کی ہے۔

کنٹریکٹ پر بھرتی کئے گئے ڈاکٹروں کو وعدے کے باوجود مستقل نہ کرنا

(---جاری)

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ تحریک بھی move ہو چکی ہے، آج اس کا جواب آنا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ہیلتھ منسٹر!

وزیر صحت: جناب سپیکر! محکمہ صحت حکومت پنجاب مختلف ادوار میں میڈیکل آفیسرز، اسسٹنٹ پروفیسرز، ایسوسی ایٹ پروفیسرز اور پروفیسرز وغیرہ کو contract پر بھرتی کرتی رہی ہے کیونکہ contract اور regular basis پر بھرتی کے بارے میں کوئی واضح پالیسی نہیں تھی لہذا حال ہی میں کافی غور کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ اسسٹنٹ پروفیسرز، ایسوسی ایٹ پروفیسرز اور پروفیسرز کو regular basis پر، جبکہ باقی ڈاکٹرز کو contract پر ہی بھرتی کیا جائے گا۔ جہاں تک موجودہ contract doctors کو regularize نہ کرنے کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں یہ عرض ہے کہ متعلقہ قوانین کا بغور جائزہ لینے کے بعد حکومت پنجاب اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ contract doctors کو regularise کرنے سے بہت سی قانونی پیچیدگیاں بن جائیں گی جس میں سنیارٹی اور promotion کا معاملہ سرفہرست ہے۔

جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ چیف منسٹر صاحب نے فیصلہ کیا تھا کہ آئندہ teaching cadre میں ڈاکٹرز کی بھرتی regular basis پر ہو گی، وہ فیصلہ بھی stand by ہے اور ڈاکٹرز کی demand تھی کہ یہ انٹرویو پبلک سروس کمیشن لے، ہم نے پبلک سروس کمیشن کو ان posts کی لسٹ مہیا کر دی ہے۔ ہم نے اس کو مزید بہتر بنانے کے لئے یہ فیصلہ بھی کیا اور وہ سمری اس وقت

چیف منسٹر کے پاس ہے کہ صرف اسسٹنٹ پروفیسر، ایسوسی ایٹ پروفیسر اور پروفیسر نہیں، بلکہ جو سینئر رجسٹرار ہیں یعنیfirst entry point in teaching cadreہے وہ بھی upto 60 years age regular basisپر انہیں بھرتی کیا جائے گا۔ ہم نے 250 ڈاکٹرز، contract پر بھرتی کئے ہیں اگرinstitutionsچاہیں گے کہ انہیںretainکرنا ہے تو وہ پوسٹیںadvertise نہیں کریں گے۔regular doctorsبھی ہوں گے، contract doctorsبھی ہوں گے۔ ہم جوdoctorsدیہاتوں میںcontractپر رکھیں گے اگر کوئی ڈاکٹر دو سالrural areaمیں سروس کرے گا تو پبلک سروس کمیشن میں اسے اضافی 25 نمبر دے کرregularکر دیا جائے گا تاکہ یہ لوگ صرف شہروں میں نہ رہیں بلکہ دیہی علاقوں میں دو سال کی compulsory service کرنے کے بعد آئیں تو ہم ان سب کو through Public Service Commission additioned 25 marksدے کرregularکر دیں گے۔ یہ نئی پالیسی ہے جو ہم انشاء اللہ تعالیٰ implementکرنے والے ہیں۔ File is with the Chief Minister, within the next weekوہ اس پرdecisionلے لیں گے اور پھر implementation process شروع ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راناصاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں ہیلتھ منسٹر صاحب نے جو فرمایا کہ آئندہ regular basis پر ڈاکٹرز کو بھرتی کیا جائے گا لیکن یہ ڈاکٹرز جن کی تعداد پہلے کوئی250کے قریب ہے ان میں200 ایم او ہیں اور50کے قریب اسسٹنٹ پروفیسر یا ایسوسی ایٹ پروفیسرز اور سینئر رجسٹرار ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ اگر ہم انہیںregularizeکریں تو اس سے کوئی سنیارٹی کے معاملات پیدا ہو جاتے ہیں۔ ان کی یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ ان کوregularizeکرنے سے سنیارٹی کے معاملات کس طرح سےcomplicatedہو جائیں گے جبکہ جولائی2004کو سی ایم صاحب نے کے ای یونیورسٹی میں باقاعدہ یہ اعلان کیا کہ ان ڈاکٹروں کوregularizeکر دیا جائے گا اور آئندہ سے ہم ڈاکٹروں کی بھرتیregular basisپر ہی کریں گے۔ ان کا یہ اعلان اگلے دن اخباروں کی زینت بنا، اس کے بعد جو اگلا اجلاس آیا اس میں28۔ ستمبر کو پنجاب اسمبلی کی طرف سے ایک مبارکباد کی قرارداد پاس ہوئی تو سی ایم صاحب نے ان ڈاکٹرز کے ساتھ وعدہ کیا ہوا ہے اور دوسرا یہ ہے کہ یہ ڈاکٹرز ایسے ہی نہیں کہ without any procedureانہیںinductکر لیا گیا بلکہ باقاعدہ ایک سلیکشن بورڈ جو

کہ 2003 میں اسی اسمبلی سے ایک ہیلتھ بل پاس ہوا تھا اس کے مطابق ایک سلیکشن بورڈ تشکیل دیا گیا تھا اس سلیکشن بورڈ میں ایک ممبر پبلک سروس کمیشن کا تھا، اس کے علاوہ وہاں پر دو ٹیکنیکل ممبرز تھے، ایک ممبر ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کا تھا اور ایک ممبر کو گورنمنٹ نے پبلک کی طرف سے نامزد کیا تھا۔ اس میں ان تمام رولز کو follow کیا گیا جو پبلک سروس کمیشن نے اس بارے میں frame کئے ہوئے ہیں اور اس کے علاوہ ڈاکٹروں کی کونسل نے جو رولز frame کئے ہوئے ہیں اس کے مطابق باقاعدہ انٹرویو کر کے اور امتحان وغیرہ لے کر ان لوگوں کو بھرتی کیا گیا تھا تو اب یہ اس وقت اپنا کام کر رہے ہیں اور سی ایم صاحب نے ان سے وعدہ بھی کیا ہوا ہے تو صرف اس بات کو کہ سنیارٹی کی complication آجائے گی میں سمجھتا ہوں کہ ڈیپارٹمنٹ اس complication کا کوئی نہ کوئی حل نکال سکتا ہے اور یہ 250 کے قریب ڈاکٹرز جو qualified highly ہیں اور ان کی ضرورت بھی ہے وہ جہاں جہاں پر بھی کام کر رہے ہیں وہ کسی نہ کسی vacancy کے against کام کر رہے ہیں تو ان لوگوں کو regularize کرنا چاہئے تاکہ وہ بھی ایمانداری اور پوری توجہ سے اپنی ڈیوٹی سرانجام دے سکیں۔ جیسے انہوں نے فرمایا ہے کہ سی ایم صاحب کسی سمری پر غور کر رہے ہیں اور وہ آنے والے دنوں میں اس کی منظوری دیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ انہیں اس مسئلے کا بھی کوئی نہ کوئی حل تلاش کرنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ہیلتھ منسٹر صاحب!

وزیر صحت: جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ صاحب کی بات درست ہے یہ تھوڑے سے لوگ جو تقریباً 250 کے قریب بنتے ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ جو سپیشل سلیکشن بورڈ بنائے گئے تھے ان میں پبلک سروس کمیشن کا نمائندہ بیٹھا تھا اور Most of these are very highly qualified people. ہم نے سی ایم صاحب کو جو سمری بھیجی ہے میں یہاں یہ بھی commit کر دوں کہ انشاء اللہ during the session اس کی منظوری ہو جائے گی۔ اس کو ہم نے صرف teaching hospitals کی حد تک نہیں دیکھا تھا، We also look at the Rural Health Centres and BHC's. اور اس میں ہم نے ایک stream بنایا کہ induction process کیسے ہوگا تو میں اس لئے تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ اس کا background جاننا ضروری ہے۔ ڈاکٹروں کی ڈیمانڈ تھی کہ ان کی induction پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہو because for some reasons some of them did not

have trust in the Special Selection Boards. تو ہم نے وہ ڈیمانڈ پوری کر دی۔ دوسرا ہم نے سوچا کہ ہمارے ٹیچنگ ہسپتال، بڑے ہسپتالوں میں تو ڈاکٹر آ ہی جاتا ہے۔ مسئلہ تو راجن پور، لیہ، لودھراں اور اٹک میں ہوتا ہے۔ وہاں پر ڈاکٹر نہیں جاتا تو اس کو incentive دینے کے لئے اضافی تنخواہ کا پیکج ہے اور ہم نے کہا کہ جو لوگ وہاں دو سال سروس کریں گے تو they should come into the stream لیکن جو 250 یا 226 ڈاکٹر کنٹریکٹ پر ہیں ہم ان کا کیس دوبارہ دیکھنے کے لئے تیار ہیں کیونکہ وہ سپیشل سلیکشن بورڈ کے ذریعے بھرتی ہوئے ہیں، تھوڑے لوگ ہیں certainly they can be considered کہ ان کو regularize کیا جائے۔ اس کے لئے ہمیں وقت درکار ہے۔ یہ سمری نکل جائے تو پھر ہم ایک اور سمری move کریں گے اس کا اس کے ساتھ براہ راست تعلق نہیں تھا۔ اس لئے we did not move that summary but this can be considered اگر آپ محسوس کرتے ہیں۔ ہمارے اور ساتھیوں نے یہ بات کی ہے حتیٰ کہ حکومتی بنچوں کی طرف سے بھی یہ بات کی گئی ہے۔ اس پر ہماری ہیلتھ کمیٹی غور کر سکتی ہے۔ Then we can move this as a separate case of 250 doctors or so I am willing to do that.

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب کی بھی خواہش یہ ہے کہ ان کو بھی اس ریگولرائزیشن کی سکیم میں شامل کیا جائے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں وزیر صحت کا شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے اس طرح سے اس معاملے پر respond کیا ہے۔ یہ درست ہے کہ اگر وہ یہ چاہتے ہیں تو آپ اس معاملے کو ہیلتھ کمیٹی کو ریفر کر دیں اور ہیلتھ کمیٹی اسے دیکھ لے اور جس طرح یہ فرمائیں اس کے مطابق ان کو recommendations بھیجے اور انہی کی بنیاد پر دوسری سمری جو 226 یا 250 لوگوں کی ہے اس کو move کریں اور گورنمنٹ اس پر منظوری حاصل کر کے جوان لوگوں کا حقیقی مسئلہ ہے، اسے حل کرے کیونکہ سارے لوگ اپنا کام پوری ذمہ داری سے کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے؟

وزیر صحت: ٹھیک ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: It is disposed of اگلی تحریک التوائے کار نمبر 805 حاجی محمد اعجاز

صاحب اور ملک اصغر علی قیصر صاحب کی ہے۔

مری میں محکمہ جنگلات کی اراضی پر ناجائز قبضہ

حاجی محمد اعجاز: میں یہ تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروئی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 23۔ نومبر 2005 کے ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق مری کے محکمہ جنگلات کی 3952 کنال اراضی جس کی قیمت اربوں روپے بنتی ہے پر بعض بیوروکریٹس، بااثر افراد اور سیاستدانوں نے قبضہ کرایا ہے جس کے خلاف محکمہ انٹی کرپشن نے انکوائری کی اور اس انکوائری میں انہوں نے اس اراضی کے واگزار کرانے اور متعلقہ ذمہ داران کے خلاف کارروائی کے لئے کہا۔ جب محکمہ جنگلات نے اس اراضی کو واگزار کرانے کے لئے پولیس، ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن، واپڈا اور دیگر متعلقہ اداروں سے تعاون کے لئے کہا تو انہوں نے محکمہ جنگلات سے تعاون نہ کیا۔ اب یہ اربوں روپے کی اراضی کی الاٹمنٹ کے لئے ان بااثر بیوروکریٹس اور سیاستدانوں نے موومنٹ شروع کر رکھی ہے اور یہ سمری تیار کروالی ہے کہ اس کو مارکیٹ پرائس کا 50 فیصد جرمانہ اور 10 فیصد سرچارج پر فروخت کر دیا جائے۔ اس اراضی کی الاٹمنٹ سے نہ صرف تفریحی مقامات تباہ ہو جائیں گے بلکہ اس علاقہ میں فضائی آلودگی بھی بڑھ جائے گی۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس پر گزارش یہ ہے کہ ایک اخباری خبر کو بنیاد بنا کر معزز رکن نے تحریک التوائے کار بیان کی ہے۔ مری ایک پوری تحصیل کا نام ہے اور اس میں سینکڑوں دیہات ہیں۔ کسی دیہات کا نام نہیں لکھا گیا کہ کون سے دیہات کا رقبہ ہے، کسی کی ملکیت نہیں بتائی گئی، کسی کا نام نہیں بتایا گیا کہ کس نے اس پر قبضہ کیا ہے، کسی کا پتا نہیں ہے کہ قبضہ کرنے والے کون لوگ ہیں۔ صرف یہ کہا گیا ہے کہ کچھ لوگوں نے اس پر قبضہ کر لیا ہے۔ کس زمین پر قبضہ کیا ہے؟ اس میں کوئی تفصیل نہیں دی گئی۔ اس لئے میری استدعا ہے کہ یہ ایک بالکل بے بنیاد خبر

ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے اور محکمہ جنگلات نے نہ اس قسم کی کوئی شکایت کی ہے اور نہ ہی انٹی کرپشن کے پاس اس قسم کا ریفرنس موجود ہے اور نہ کسی تھانے میں کوئی رپٹ موجود ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ خبر بالکل بے بنیاد ہے جس کو بنیاد بنا کر معزز رکن نے تحریک التوائے کار پیش کی ہے۔ میں اب بھی ان سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ اگر ان کے پاس کوئی ثبوت ہے، کسی کا نام ہے، کوئی ریفرنس ہے تو بتائیں۔ ہم اس پر کارروائی کرنے کے لئے تیار ہیں۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! یہ محکمہ جنگلات کی پراپرٹی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ ساری پراپرٹی جنگلات کی ہی ہے لیکن کون سے موضع میں ہے، کون سے علاقے میں ہے؟

حاجی محمد اعجاز: آپ اسے pending فرمالیں۔ میں آپ کو اس کے ثبوت دے دوں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: اگر آپ کے پاس کوئی ریکارڈ موجود ہے تو آپ ہمیں ویسے ہی بتائیں ہم کارروائی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ آپ ہمیں تفصیل بتا دیں تو ہم کارروائی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہم تحریک التوائے کار کے بغیر بھی کارروائی کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہم اس کو dispose of کر دیتے ہیں۔ آپ وزیر قانون سے مل لیں تو اس پر ایکشن ہو گا۔

حاجی محمد اعجاز: ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک التوائے کار نمبر 805، dispose of کی جاتی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار نمبر 801 تھی۔ اس میں with the consent of the Minister Health یہ معاملہ ہیلتھ کمیٹی کو refer ہوا ہے لیکن there is some confusion with the Secretariat تو میں چاہوں گا کہ آپ اس کی وضاحت فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو اس base پر dispose of کیا ہے کہ یہ issue refer کیا جائے گا with agreement between the two and it will be discussed by the Health Committee.

رانا ثناء اللہ خان: ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 806 حاجی محمد اعجاز اور ملک اصغر علی قیصر کی ہے۔

مون مارکیٹ گلشن راوی اور اقبال ٹاؤن لاہور میں ایل ڈی اے کی ملی بھگت سے پارکنگ فیس کی ناجائز وصولی

حاجی محمد اعجاز: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 22۔نومبر 2005 کے ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق ایل ڈی اے افسران کی ملی بھگت سے ایل ڈی اے آبادیوں کی کمرشل مارکیٹوں میں غیر قانونی پارکنگ سٹینڈ کھل گئے ہیں جہاں شاپنگ کے لئے آنے والوں سے بیس روپے فی کار اور دس روپے فی موٹر سائیکل پارکنگ فیس وصول کی جاتی ہے۔ ایل ڈی اے کی جن کمرشل مارکیٹوں میں زبردستی پارکنگ فیس وصول کی جارہی ہے ان میں مون مارکیٹ گلشن راوی اور مون مارکیٹ اقبال ٹاؤن شامل ہیں جب کہ ایل ڈی اے کے قواعد کے مطابق ان کمرشل مارکیٹوں میں پارکنگ کی فیس لاگو نہیں کی جاسکتی۔ پارکنگ کی فیس کی ناجائز وصولی میں ایل ڈی اے کے افسران کی ملی بھگت شامل ہے جس کی وجہ سے عوام سے زبردستی پارکنگ فیس وصول کی جارہی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ معزز رکن نے ایل ڈی اے کی کمرشل مارکیٹوں کے حوالے سے تحریک التوائے کار دی ہے لیکن یہ محکمہ لوکل گورنمنٹ کو refer ہو گئی تھی اس لئے لوکل گورنمنٹ نے اپنے نقطہ نظر سے مختلف ٹیکسی سٹینڈز اور پارکنگ فیس کی نیلامی کی ہوئی ہے۔ ہم نے اس کا جواب دیا ہے۔ اگر معزز رکن کی شکایات ایل ڈی اے سے متعلقہ ہیں تو میں اسمبلی سیکرٹریٹ کو یہ درخواست کروں گا کہ یہ تحریک التوائے کار ان کو بھیج دی جائے۔ کیونکہ میرے پاس جواب محکمہ لوکل گورنمنٹ نے ٹاؤنز کی طرف سے کی گئی نیلامی کے حوالے سے

دیا ہے۔ آپ اگر حکم دیتے ہیں تو میں وہ پڑھ دیتا ہوں لیکن ایل ڈی اے سے متعلقہ میرے پاس جواب نہیں ہے۔

حاجی محمد اعجاز: انہیں بھجوادیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ٹھیک ہے۔ انہیں بھجوا دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اسے ایل ڈی اے کو refer کر دیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 807 ملک اصغر علی قیصر، جناب پرویز رفیق اور لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ) کی ہے۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! یہ بھی میں نے کل اس کے ساتھ attach کروادی تھی دونوں کا same matter ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 810 لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ) اور چودھری زاہد پرویز کی ہے۔

نارنگ منڈی کے گاؤں سیہول میں خاتون کا زیادتی کے بعد قتل

چودھری زاہد پرویز: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 24۔نومبر 2005 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق نارنگ منڈی کے نواحی گاؤں سیہول میں سفاک اور درندہ صفت افراد نے نامعلوم پچیس سالہ خوبرو خاتون کی شہ رگ کاٹ کر قتل کر کے اس کی آنکھیں نکال دیں۔ ملزموں نے بعدازاں لاش گاؤں کے باہر ویرانے میں پھینک کر اس کے اوپر پرالی ڈال دی۔ لاش کا انکشاف آوارہ کتوں کے نوچنے پر ہوا۔ تفصیل کے مطابق نامعلوم ملزموں نے خوبرو عورت کی شہ رگ کاٹ کر اسے قتل کیا۔ مقتولہ کے چہرے پر چھریوں کے نشانات تھے۔ مقتولہ کو زیادتی کے بعد وحشیانہ طریقہ سے موت کے گھاٹ اتارا گیا، اس دوران وہ مزاحمت کرتی رہی۔ خواتین کے ساتھ زیادتی کے بعد قتل کرنے کے واقعات کثرت سے ہو رہے ہیں۔ مگر پولیس قاتلوں کا سراغ لگانے میں مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ اس تحریک التوائے کار میں جس وقوعہ کا ذکر کیا گیا ہے وہ درست ہے کہ وقوعہ ہوا ہے لیکن اس میں محکمے کی طرف سے 6۔دسمبر کو جواب آیا ہے اور یہ وقوعہ 05-11-23 کا ہے۔ آج صبح جب میں نے اس کو دیکھا تو میں نے متعلقہ محکمہ سے یہ کہا ہے کہ اس کی update رپورٹ مجھے دیں کہ گزشتہ تین مہینوں کے دوران اس میں کیا developments ہوئی ہیں کیونکہ ہم نے اس کا دسمبر میں جواب دے دیا تھا۔۔۔

(اذان ظہر)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اگر اس کو کل تک کے لئے pending فرما لیں تو میں اس کا latest جواب دے سکتا ہوں کہ اس میں گزشتہ تین مہینوں کے دوران کیا developments ہوئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! ٹھیک ہے؟

چودھری زاہد پرویز: ٹھیک ہے۔ جناب!

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو کل کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اب وقفہ نماز کیا جاتا ہے اور ہاؤس آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کے لئے آدھ گھنٹہ کے لئے اجلاس کی کارروائی ملتوی کی گئی)

(اس مرحلہ پر وقفہ نماز ظہر کے وقفہ کے بعد جناب چیئرمین رائے اعجاز احمد 1-53 پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

ہنگامی قانون

(جو ایوان میں پیش ہوا)

ہنگامی قانون (ترمیم) انجمن ہائے کی رجسٹریشن مجریہ 2006

MR CHAIRMAN: The Societies Registration (Amendment) Ordinance 2006 (Bill No. II of 2006). Minister for Industries or Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS:

Sir, I lay the Societies Registration (Amendment) Ordinance 2006.(Bill No. II of 2006)

MR CHAIRMAN: The Societies Registration (Amendment) Ordinance 2006 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997. It is referred to the Standing Committee on Industries with the instructions to submit its report up to 15 April 2006.

کورم کی نشاندہی

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب چیئر مین! ہاؤس میں کورم نہیں ہے، میں کورم کی نشاندہی کرتا ہوں۔

جناب چیئر مین: کورم کی نشاندہی ہو گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم نہیں ہے، پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب چیئر مین: دوبارہ گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر دوبارہ گنتی کی گئی)

جناب چیئر مین: کورم نہیں ہے۔اجلاس کل صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

247

ڈپٹی سپیکر کا بطور قائم مقام سپیکر اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(5)/2002/797. Dated 9th March 2006. Pursuant to the provisions of clause (3) of Article 53 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1973, Sardar Shaukat Hussain Mazari, Deputy Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, shall act as Speaker Provincial Assembly of the Punjab, with Immediate Effect during the absence abroad of Ch Muhammad Afzal Sahi, Speaker, Provincial Assembly of the Punjab.

SAEED AHMAD
Secretary

249

ڈپٹی سپیکر کا بطور قائم مقام سپیکر اعلامیہ کی منسوخی

No.PAP/Legis-1(5)/2002/799. Dated 22nd March 2006. On return of Ch Muhammad Afzal Sahi, Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, from abroad, Sardar Shaukat Hussain Mazari, Deputy Speaker, Provincial Assembly of the Punjab ceased to act as Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, with effect from 22nd March 2006 (F.N.)

SAEED AHMAD
Secretary

251

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 9-مارچ2006

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

سوالات

(محکمہ جات خوراک و بیت المال)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

ہنگامی قانون

ہنگامی قانون (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب، مجریہ 2006

253

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا چوبیسواں اجلاس

جمعرات،9-مارچ2006

(یوم الخمیس،8-صفر المظفر1427ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح10بج کر52منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شوکت حسین مزاری منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

يَقُولُ يَـٰلَيْتَنِى قَدَّمْتُ لِحَيَاتِىo فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهُۥٓ أَحَدٌo وَلَا يُوثِقُ وَثَاقَهُۥٓ أَحَدٌo يَـٰٓأَيَّتُهَا ٱلنَّفْسُ ٱلْمُطْمَئِنَّةُo ٱرْجِعِىٓ إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةًo فَٱدْخُلِى فِى عِبَـٰدِىo وَٱدْخُلِى جَنَّتِىo

سُوْرَۃُ الفَجر آیات 24تا30

کہے گا کاش میں نے اپنی زندگی (جاودانی کے لئے) کچھ آگے بھیجا ہوتاo تو اس دن نہ کوئی خدا کے عذاب کی طرح کا (کسی کو) عذاب دے گاo اور نہ کوئی ویسا جکڑنا جکڑے گاo اے اطمینان پانے والی روح!o اپنے پروردگار کی طرف لوٹ چل۔ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضیo تو میرے (ممتاز) بندوں میں شامل ہو جاo اور میری بہشت میں داخل ہو جاo

وما علینا الا البلاغ o

سوالات

(محکمہ جات خوراک وبیت المال)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محکمہ جات خوراک وبیت المال سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: I will just come back to you پہلے سوالات شروع کرنے دیں۔ پہلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! پہلے رانا صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں ابھی ان کو موقع دیتا ہوں۔ پہلے وقفہ سوالات شروع کر لیں۔ اس کے بعد ٹائم دیتا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جب Chair یہ فرما دے تو اس وقت سے time calculate ہونا شروع ہو جاتا ہے لیکن مناسب یہ ہے کہ اگر کوئی پوائنٹ آف آرڈر ہو اور Chair اس کی اجازت دے تو پھر وہ وقفہ سوالات شروع ہونے سے پہلے ہو جانا چاہئے تاکہ وقفہ سوالات کا قیمتی وقت اس کی نذر نہ ہوا کرے۔ اب آپ نے فرما دیا ہے تو ٹھیک ہے اب یہ شروع ہو گیا ہے لیکن اگر آپ in future اس بارے میں مناسب خیال کریں تو یہ زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے یہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز! آپ تشریف رکھیں۔ پہلے سوال کا نمبر پکار لینے دیں۔

سید احسان اللہ وقاص: سوال نمبر 1738، جناب والا! میری گزارش ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گنے کے کاشتکاروں کے مسائل

*1738: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سندھ میں گنے کی قیمت -/43روپے فی چالیس کلوگرام اور پنجاب میں -/40روپے فی -/40کلوگرام رکھی گئی ہے؟ کیا یہ بھی درست ہے کہ سرکاری اعداد و شمار کے 7مطابق گنے کے رس سے چینی کی پیداوار کی شرح صوبہ سندھ میں8.7 فیصد ہے جبکہ پنجاب میں معمولی فرق کے لحاظ سے یہ شرح8.5 فیصد ہے اور اس کے مطابق گنے کی قیمت ایک کا فرق صرف ایک روپے فی چالیس کلوگرام بنتا ہے۔ جبکہ پنجاب میں گنے کی قیمت -/3روپے فی چالیس کلوگرام سندھ سے کم رکھی گئی ہے شوگر ملز مالکان سے اس ملی بھگت کی کیا وجہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کسانوں کی تنظیموں سے شوگر ملوں کے کنڈے چیک کرنے کے اختیارات واپس لے کر صرف ناظمین کے حوالہ کر دیئے گئے ہیں؟

(ج) کیا حکومت موجودہ کین ایکٹ میں کاشتکاروں کے حقوق کے تحفظ کے لئے مزید قانون سازی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خوراک:

(الف) یہ درست نہ ہے کہ صوبہ سندھ میں گنے سے چینی کی برآمدگی کی شرح8.7 فیصد ہے۔ موجودہ سال کے اعداد و شمار کے مطابق یہ شرح9.28 فیصد ہے جبکہ 02-2001 میں یہ شرح9.26 فیصد ہے۔ تفصیل ضمیمہ (الف) جو ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ پنجاب میں یہ شرح8.52 فیصد ہے۔ اس طرح اگر پنجاب میں گنا کا ریٹ -/40 روپے فی چالیس کلوگرام ہو تو سندھ میں43.56 روپے ہونا چاہئے۔ لہذا سندھ کے ریٹ -/43روپے کے مقابلہ میں پنجاب کا ریٹ درست طور پر -/40روپے مقرر کیا گیا ہے۔

(ب) یہ غلط ہے۔ شوگر فیکٹریز کنٹرول ایکٹ1950 کے تحت ناظموں کو کنڈا چیکنگ کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ بلکہ پہلی بار کسانوں کی تنظیموں کو مل سپروائزری کمیٹی میں نمائندگی دی گئی ہے۔ تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کاشتکاروں کے حقوق کے تحفظ کے لئے قوانین کا ایک مسودہ محکمہ قانون میں زیر غور ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ان کو ضمنی سوال کرنے دیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر اسی کے متعلق ہے اس لئے میں چاہتا تھا کہ مجھے آپ پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں ان کے بعد آپ کو اجازت دیتا ہوں۔ جی، احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ سوال مارچ 2003 میں دیا گیا۔ میں نے سوال کے انداز میں جس خطرے کی نشاندہی کی تھی آج پوری قوم اس مصیبت کو بھگت رہی ہے اور لوگ ایک ایک کلو چینی لینے کے لئے چھ چھ گھنٹے قطاروں میں کھڑے ہوتے ہیں۔ اس وقت ہمارے ملک میں چینی کا ایک بد ترین بحران آیا ہوا ہے۔ ہمارے ملک میں 27 لاکھ ایکڑ پر گنا کاشت ہوتا تھا جو کم ہو کر اس سال 24 لاکھ ایکڑ رہ گیا ہے۔ ساری دنیا کے اندر گنے سے چینی کی برآمدی کی ratio 10 فیصد سے لے کر 14 فیصد کے درمیان ہے جبکہ پاکستان کے اندر 8.5 سے لے کر 9.5 کے درمیان رہتی ہے۔ پہلے 51 شوگر ملیں تھیں اور اب دس سال کے اندر یہ 71 ہو گئی ہیں۔ شوگر ملز کا منافع کہاں سے کہاں پہنچ گیا ہے۔ میں نے سوال کے ذریعے بھی یہ توجہ دلانے کی کوشش کی تھی کہ کسانوں کو بری طرح لوٹا جا رہا ہے۔ ان کے ساتھ وزن میں ہیر پھیر ہوتا ہے۔ شوگر ملز والوں نے ان کے اندر مڈل مین گھسیڑے ہوئے ہیں۔ ناجائز کنڈے لگے ہوئے ہیں جہاں پر تول میں ہیر پھیر ہوتا ہے۔ screws کے نام پر ناجائز کٹوتیاں کی جاتی ہیں پھر انھیں ایک ایک سال تک ادائیگیاں نہیں کرتے اس کے نتیجے میں گنے کی کاشت کا رقبہ 27 لاکھ ایکڑ سے کم ہو کر 24 لاکھ ایکڑ رہ گیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج ہم ملک میں چینی کا بد ترین بحران دیکھ رہے ہیں۔ اس وقت جو حالت ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ شوگر ملوں والے جو ہیں انہوں نے کروڑوں اربوں روپے کمائے ہیں۔ اس سال جو قیمت بڑھی ہے وہ شوگر مل مالکان کی جیبوں سے 60۔ ارب روپے کی رقم جائے گی۔ سارے کا سارا منافع شوگر مل مالکان کو مل رہا ہے۔ 18 لاکھ ٹن چینی اس

عرصے کے دوران انہوں نے پیدا کی ہے اور تین لاکھ ٹن ہمارا ماہانہ خرچہ ہے باقی پندرہ لاکھ ٹن چینی ہمارے شوگر مل مالکان کے سٹوروں میں پڑی ہوئی ہے۔اس کو حکومت نکلوانے میں کامیاب نہیں ہو رہی۔ عوام کو لائنوں میں کھڑا کر دیا ہے کہ آپ چھ چھ گھنٹے لائنوں میں کھڑے رہیں اور اس کے بعد آپ کو ایک کلو چینی ملے گی۔ یہ سارا بحران جو پیدا ہوا ہے اس کی صرف اور صرف وجہ یہ ہے جو میرے سوال میں بھی بیان کر دی گئی ہے کہ آپ پنجاب میں گناہ کاشت کرنے والے کو اس کا جائز منافع دیتے ہیں اور نہ ہی اس کی جائز قیمت دیتے ہیں۔ حالانکہ ساری دنیا کے اندر یہ شوگر ملیں ریسرچ کا کام کرتی ہیں، بیج بھی مہیا کرتی ہیں اور ریسرچ کر کے کسانوں کو بھی بتاتی ہیں کہ اس طرح کا گنا آپ نے کاشت کرنا ہے۔اس کے نتیجے میں گنے کی کوالٹی بہتر ہوتی چلی جاتی ہے۔ ہمارے ہاں اس کے برعکس ہے سوائے اس کے کہ یہ شوگر مل مالکان کسانوں کو لوٹنے اور ان کے ساتھ ہیرا پھیریاں کرنے ،ان کے گنے کو کم تولنے،ان کے درمیان مڈل مین کو ڈال کے اور ان کو کم قیمت دینے کے علاوہ کوئی کام نہیں کرتیں۔ان کو تو پہلے ہی کم قیمت مل رہی ہے اوپر سے مڈل مین ڈال کر ان کو مزید نقصان پہنچایا جا رہا ہے۔اس کے علاوہ شوگر مل مالکان کا اور کوئی کردار نہیں ہے۔وہ صرف اور صرف اپنا منافع کما رہے ہیں اور عوام کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہے ہیں۔اس وقت 15 لاکھ ٹن چینی شوگر مل مالکان کے سٹوروں میں پڑی ہوئی ہے اور عوام سات سات گھنٹے لائنوں میں کھڑے ہوئے ہیں۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ گنے کی قیمت حکومت نے -/40 روپے فی من مقرر کی تھی اس وقت گنا مارکیٹ میں دستیاب ہی نہیں ہے اس وقت گنے کی قیمت کو مستحکم کرنے کے لئے حکومت نے آئندہ کے لئے کیا planning کی ہے،اس کے لئے کیا منصوبہ بندی کی ہے کہ لوگوں کو چینی مناسب ریٹ پر مل سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میں سید احسان اللہ وقاص کا بہت مشکور ہوں کہ یہ بڑے اہم نکات اسمبلی کے اندر اٹھاتے ہیں۔ شوگر کا بحران ضرور ہے لیکن ساری دنیا میں demand and supply اور قیمتوں کو مارکیٹ طے کرتی ہے۔ اگر demand زیادہ ہو گی اور supply کم ہو گی تو اس میں problems آئیں گے اور crisis پیدا ہو گا۔ یہ مارکیٹ کا اصول ہے۔ جہاں تک انہوں نے یہ کہا ہے کہ حکومت اس میں کیا کاوشیں کر رہی ہے۔ اگلے دنوں وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس پر ایک سہ فریقی کمیشن بھی مقرر کیا ہے جس کو میں head کر رہا ہوں۔ اس میں چیئرمین پی اینڈ

ڈی ہیں، سیکرٹری زراعت ہیں اس میں وزیر مارکیٹنگ بھی شامل ہیں۔ ہم سب مل کر ایک long term policy بھی بنا رہے ہیں اور short term policy ہم نے بنالی ہے۔ long term policy ہم یہ بنا رہے ہیں کہ گنے کی production کس طرح سے بڑھائی جائے۔ جب گنے کی قیمت مناسب ہو گی اور گنے کی پیداوار بڑھے گی تو اس طرح سے قیمتوں کو کم کیا جا سکے گا۔ اس کے لئے بھی ہم منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ عوام کی سہولت کے لئے بھی انہوں نے ایک سوال کیا ہے کہ حکومت اس پر کیا سوچ رہی ہے؟ اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے بڑی فراخدلی کے ساتھ subsidy دینے کا پروگرام بنایا ہے اور وہ لوگ جو کم آمدنی والے غریب لوگ ہیں ان کو 20 روپے کلو کے حساب سے چینی دی جائے گی۔ اس پر بھی فوری طور پر عملدرآمد کیا جا رہا ہے۔ اس سے حکومت پنجاب پانچ روپے subsidy دے گی اور مل والوں سے بات کر کے -/25 روپے ریٹ طے کر کے یعنی -/25 روپے ان سے لیں گے اور -/20 روپے میں عوام کو دیں گے۔ پانچ روپے کی subsidy پنجاب گورنمنٹ کا exchequer برداشت کرے گا۔ اس طرح کی سکیم بنا کر وہ عوام جن کو واقعی چینی کی ضرورت ہے اور جن کی معیشت کے اوپر چینی کا بوجھ ہے ان کا تو ہم اس طرح سے حل کر رہے ہیں۔ باقی رہا امراء کا مسئلہ، امیر آدمی اول تو چینی کھاتا ہی کم ہے اگر وہ چینی کھائے تو اس کو شوگر ہو جاتی ہے اس کا تو کوئی مسئلہ نہیں ہے مسئلہ غریب آدمی کا ہے اس کو ہم بڑی تندہی سے حل کر رہے ہیں۔ میرے فاضل دوست نے جو باتیں کی ہیں وہ بڑی مناسب ہیں کہ ہمیں production بڑھانے کی طرف بھی توجہ کرنی چاہئے۔ اس میں وزیر زراعت بھی بڑی تندہی سے کام کر رہے ہیں ان کی پوری ٹیم اس مسئلے پر کام کر رہی ہے۔ ریسرچ کو بھی فعال کیا جا رہا ہے نئی نئی اقسام introduce کروائی جا رہی ہیں تا کہ گنا زیادہ پیدا ہو اور یہ مسئلہ اچھے طریقے سے حل ہو جائے۔ وقاص صاحب کی تجاویز بہت اچھی تھیں لیکن ان کا ضمنی سوال میری سمجھ میں نہیں آیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: سید حسن مرتضیٰ!

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! جز (الف) میں لکھا ہوا ہے کہ پنجاب میں گنے کا ریٹ -/40 روپے مقرر کیا گیا ہے جبکہ جناب یہاں پر تمام زمیندار بیٹھے ہیں اور انہیں پتا ہے کہ اس وقت گنا نوے سے سو روپے تک مل والے خرید کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تو کاشتکار کے لئے اچھا ہوا۔

سید حسن مرتضٰی: جناب والا! آپ پہلے میری بات تو سن لیں۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ میرے فاضل بھائی well-informed نہیں ہیں جس وقت یہ سوال کیا گیا تھا اس وقت گنے کا ریٹ چالیس روپے تھا اس کے بعد اس کو -/45 روپے کر دیا گیا ہے اور واقعی میں اپنے فاضل بھائی سے اتفاق کرتا ہوں کہ۔۔۔

سید حسن مرتضٰی: جناب والا! میں well-informed ہوں۔ میری تنخواہ اتنی نہیں ہے کہ میں اس پر گزارہ کر لوں۔ میرا گنے کا پیسا آتا ہے تو میں گزارہ کرتا ہوں۔ اگر یہ سوال آج take up ہوا ہے تو میں نے تو اسے آج ہی تصور کرنا ہے کہ آج ہی پیش ہوا ہے۔ یہ میری ذمہ داری تو نہیں ہے کہ دو سال تک میں جواب کا انتظار کرتا رہوں یا تو یہ اس سوال کو update کر کے پیش کرتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ گنے کی actual procurement price ہے۔ اس سے اوپر جتنی کاشتکار کو قیمت ملے تو وہ اس کے لئے بہتر ہوتا ہے۔

سید حسن مرتضٰی: جناب سپیکر! میری پوری بات تو سن لیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اگر انہیں سو روپے میں وارا کھاتا ہے تو اس کا ریٹ سو روپے آپ خود کیوں نہیں کر دیتے؟ دوسرا ہر پندرہ دن کے بعد rates revise ہو جاتا ہے۔ ہمارے گنے کے ریٹ دو دو، تین تین سال revise نہیں ہوتے اس کی آخر کیا وجہ ہے؟

وزیر خوراک: جناب والا! معزز رکن اگر میری پوری بات سنتے تو یہ مطمئن ہو جاتے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ واقعی اس سال کاشتکار کو -/80 سے -/100 روپے تک ریٹ ملے ہیں۔ انہوں نے بڑا اچھا کیا ہے ان کو بھی موقع ملنا چاہئے کہ اس طرح کا فائدہ اٹھا سکیں۔ باقی طبقوں کے لئے ہی سارے فائدے نہیں ہیں اس کو بھی اس کا فائدہ ملنا چاہئے۔ اگر اس نے فائدہ اٹھایا ہے تو اس نے عقل مندی سے کام لیا ہے۔ اس نے گڑ بنایا ہے اور گڑ بنا کر مہنگا بیچا ہے کیونکہ گڑ اس وقت مارکیٹ میں چینی سے بھی مہنگا بک رہا ہے۔ اس نے اس دفعہ ٹھیک پیسے کمائے ہیں اور کمانے بھی چاہئیں لیکن آپ بھی سمجھتے ہیں شاید میرے بھائی بھی سمجھ جائیں گے یہ کم از کم support price قیمت ہوتی ہے۔ اس سے کم اگر اس کو قیمت ملے تو اس کے لئے گورنمنٹ اس کا تحفظ کرتی ہے۔ گندم کی جیسے تین سو یا چار سو support price ہوتی ہے اگر مارکیٹ اس سے نیچے جاتی ہے تو گورنمنٹ وہ ساری

کی ساری گندم اٹھاتی ہے اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ suuport price تو کم از کم ہوتی ہے اس سے اوپر جتنا زمیندار کو ملتا ہے اس کو فائدہ پہنچتا ہے۔ وقاص صاحب کی باتیں بڑی صحیح ہیں کہ اس میں شوگر مل والوں کا behaviour بھی ہو گا جس کی وجہ سے کاشتکار نے دوسرا راستہ اختیار کر لیا۔ وہ گڑ بناتا ہے اور گڑ بنا کر اس نے -/100 روپے سے بھی زیادہ پیسا کمایا ہے۔ اس وجہ سے -/100 روپے تک تو گنے کا ریٹ گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ مل والوں کے پاس نہیں گیا۔ مل والوں کو جب گنا کم ملا ہے تو اس لئے اس کی shortage واقع ہو گئی ہے اور ان کو اس وقت گنے کے زیادہ سے زیادہ پیسے دینے پڑ رہے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! گنے کی فصل کم ہوئی ہے، مل والوں کو گنے کی ضرورت ہے۔ پچھلے دس سال جب زمیندار crush ہوتا رہا ہے جب وہ آٹھ آٹھ، دس دس روپے کٹوتی کروا کر وہ پیسے وصول کرتا رہا ہے اس وقت ان کا کیا جواب تھا۔ اگر گورنمنٹ اس کی قیمت بڑھا کر -/100 روپے کر دے تو وہ اس سے کم تو نہیں خریدے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا ثناء اللہ خان!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ہمارے وزراء صاحبان اپنی ہر بات کی تان وزیراعلیٰ کی فراخدلی اور موجودہ حکومت کی ہوائی کارکردگی سے جوڑ لیتے ہیں۔ اس سے آپ اندازہ لگا لیں کہ اس سوال جز (ج) میں یہ پوچھا گیا تھا کہ کیا حکومت موجودہ کین ایکٹ میں کاشتکاروں کے حقوق کے تحفظ کے لئے مزید قانون سازی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ یہ سوال ہوا تھا 03-3-17 کو اور اب اس کا جو جواب موصول ہوا ہے وہ ہوا ہے 03-5-9 کو اور جز (ج) کا جواب یہ ہے کہ کاشتکاروں کے حقوق کے تحفظ کے لئے قوانین کا ایک مسودہ محکمہ قانون میں زیر غور ہے۔ وزیر موصوف یہ فرمائیں کہ وہ مسودہ کہاں پڑا ہے اور اس پر دو سال سے کیا غور ہو رہا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! اس وقت بھی اس کی ترمیم کی میرے پاس کاپی بھی پڑی ہے اگر میرے فاضل دوست دیکھنا چاہیں تو دیکھ بھی سکتے ہیں۔ ہمارے محکمے نے اس سلسلے میں کاشتکار کے تحفظ کے لئے جو ترامیم کی تھیں ان کو محکمہ قانون نے vet کرنا تھا انہوں نے اس پر کوئی اعتراضات لگائے اور اسے واپس کیا۔ پھر ہم نے دوبارہ بنا کر اسے محکمہ قانون کے پاس بھیجا ہوا ہے

اس وقت بھی محکمہ قانون میں process ہو رہا ہے۔ جونہی اس کا process مکمل ہو گا ہم اس کو اسمبلی میں پیش کر دیں گے۔ اس میں تو ایسی قباحت والی بات نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میرا سوال یہ نہیں تھا۔ میرا سوال یہ ہے کہ جو مسودہ کاشتکاروں کے حقوق کے تحفظ کے لئے آج سے دو سال پہلے زیر غور تھا دو سال سے اس پر غور ہی ہو رہا ہے یہ ان کی کارکردگی ہے، یہ فراخدلی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ اس میں ترمیم ہوئی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! کون سی ترمیم ہوئی ہے؟ اس House میں تو کوئی مسودہ نہیں آیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: مسودہ موجود ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: بات یہ ہے کہ 9-5-2003 کو انہوں نے یہ جواب اسمبلی سیکرٹریٹ کو بھیجا ہے کہ اس مسودے پر ہم غور کر رہے ہیں۔ اب تین سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے اور ابھی تک غور کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ تین سال سے ایک مسودہ، جسے انہوں نے آج سے تین سال پہلے یہ سمجھا کہ کاشتکاروں کے حقوق کے تحفظ کے لئے یہ قانون سازی ہونی چاہئے۔ اب تین سال کا عرصہ ہو گیا ہے اس پر یہ ابھی تک غور ہی فرما رہے ہیں تو پھر یہ اس بات کو تسلیم کریں کہ یہ اپنے مسائل کو حل کرتے ہیں، باقی سب پر غور کر رہے ہیں۔ کاشتکاروں کے مسائل حل کرنے پر بھی غور ہو رہا ہے، باقی طبقات کے مسائل حل کرنے پر بھی غور ہو رہا ہے، صرف وزراء اور حکومت میں شامل لوگوں کے مسائل حل کرنے کے لئے یہ فوری ایکشن کرتے ہیں باقی سب پر یہ غور کرتے ہیں۔ غور کرتے کرتے تین سال گزر گئے ہیں تو اور جو چھ مہینے یا سال ہے وہ بھی گزار دیں گے۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ صاحب نے کبھی گنا بویا ہوتا یا اس کی قیمت وصول کی ہوتی تو ان کو احساس ہوتا کہ زمیندار کا مسئلہ کیا ہے اور اس کے آج کل حالات کیا ہیں۔ آپ دیکھیں کہ اس کا اور تحفظ کیا کرنا ہے کہ وہ -/100 روپے من گنا تو بیچ رہا ہے اور اسے کیا چاہئے؟ زمیندار کا تو automatically تحفظ ہو رہا ہے۔ آپ یہ جو بات کر رہے ہیں کہ ابھی میرے فاضل دوست نے کہا کہ گنے کی support price گورنمنٹ کیوں نہیں مقرر کرتی؟ اگر گورنمنٹ -/100 روپے support price مقرر کر دے گی تو یہ گنا دوسے اوپر چلا جائے گا۔ اگر -/200 روپے گنا بکے تو

ٹھیک ہے، زمیندار تو بڑا خوش ہو گا۔ وہ Consumer جس کی لڑائی میرے دوست احسان اللہ وقاص صاحب اور میرے باقی فاضل دوست لڑنا چاہتے ہیں اس کا کیا حال ہو گا، اس کا کون ذمہ دار ہو گا؟ کیا حکومت کا یہ فرض نہیں ہے کہ Consumer کا بھی خیال کرے؟ میں تو گندم بیچتا ہوں، میرے پاس تو اپنی ہوتی ہے، جو لوگ شہر میں رہتے ہیں انہیں آٹا کس قیمت میں ملے گا؟ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو sugar کی cost of production نکال کر بتاؤں کہ کیا بن جاتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بتائیں، بتائیں۔ ضرور وضاحت کریں۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! اگر گنے کا ریٹ -/65 روپے ہو تو -/24 روپے اور اگر -/100 روپے ہو تو -/38 روپے sugar پر کاسٹ آتی ہے۔ اب جن لوگوں نے اربوں روپے کے یونٹ لگائے ہوئے ہیں انہوں نے نقصان اٹھانے کے لئے تو نہیں لگائے۔ جب انہیں گنا مہنگا ملے گا تو مارکیٹ automatically decide کرے گی کہ sugar کی کیا قیمت ہونی چاہئے اس لئے حکومت وقت کو کاشتکار اور consumer دونوں کے تحفظ کے لئے بین بین چلنا پڑتا ہے۔ اگر وہ یک طرفہ چل پڑیں تو پھر کام نہیں چلتا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں نے ان سے صرف یہ پوچھنا ہے کہ پونے تین سال سے کاشتکاروں کے حقوق کے تحفظ کے لئے مسودہ قانون زیر غور ہے۔ یہ کس اجلاس کے اندر یہاں پیش کیا جائے گا؟

وزیر خوراک: جناب سپیکر! یہ brief میرے پاس موجود ہے۔ جونہی لاء ڈیپارٹمنٹ اسے vet کر دیتا ہے اس کو ہم اسمبلی میں پیش کر دیں گے۔ میں وزیر قانون سے بڑی مودبانہ درخواست کروں گا کہ اس کو جب بھی پاس کروا کر بھجواتے ہیں تو ان کے تحفظات clear ہو جاتے ہیں تو اس کو پیش کر دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ کہتے ہیں کتنے عرصے میں پیش ہو جائے گا۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! انشاء اللہ جلد پیش کر دیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ بات غور کرنے والی ہے کہ جی، زیر غور ہے، پیش کر دیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! وہ سارا معاملہ لاء ڈیپارٹمنٹ پر ڈال رہے ہیں جبکہ لاء ڈیپارٹمنٹ سے متعلق تو آپ کو پتا ہے کہ آج سے تین ماہ پہلے وزیر قانون نے یہ پریس کانفرنس کی تھی کہ ہم نے ریکارڈ legislation کی ہے۔ وہ تو ایک طرف کہتے ہیں کہ لاء ڈیپارٹمنٹ کی کارکردگی مثالی ہے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ لاء ڈیپارٹمنٹ تین سال سے غور کر رہا ہے، نااہل ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: Legislation تو بے شک ہوئی ہے، ایسی بات نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! وزیر قانون سے اس بات کا جواب لیا جائے کہ ان کا ڈیپارٹمنٹ تین سال سے کیا کر رہا ہے؟ وہ غور فرما رہا ہے اور کاشتکاروں کے حقوق کے تحفظ کو روکے بیٹھا ہے۔ چودھری صاحب کی اس بات کا جواب وزیر قانون دیں گے۔ وہ اس بات پر معذرت کریں کہ انہوں نے آج سے تین ماہ قبل جو پریس کانفرنس کی تھی وہ ان سے غلطی سے ہو گئی تھی۔ وزیر خوراک صاحب نے ابھی میرے پاس جو مسودہ بھیجا ہے وہ میں دیکھ لیتا ہوں لیکن لاء منسٹر صاحب سے یہ پوچھا جائے کہ ان کا ڈیپارٹمنٹ تین سال سے اس کے اوپر کیوں بیٹھا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: لاء منسٹر صاحب تو اس پر اس وقت فیصلہ کریں گے جب محکمہ خوراک مسودہ ان کے پاس بھیج دے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! وزیر خوراک بھی لاء منسٹر کو request کر رہا ہے، ہم بھی کر رہے ہیں اور وہ خاموش بیٹھے ہیں۔ انہیں اس ملک کے پسے ہوئے طبقات کے حقوق کا کوئی احساس ہی نہیں ہے۔ میں Chair کی طرف سے یہ چاہوں گا کہ محکمہ قانون کی اس ناقص کارکردگی پر کوئی ruling فرمائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محکمہ قانون تو اس پر اس وقت عمل کرے گا جب محکمہ خوراک ان کے پاس بھیجے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ انہوں نے بھیجا ہوا ہے۔ آپ اس بارے میں کوئی direction فرمائیں کہ یہ مسودہ قانون لاء ڈیپارٹمنٹ تین سال سے اس کو لے کے بیٹھا ہے۔ جتنی جلدی ہو سکے بلکہ next session میں اس کو لایا جائے۔ آپ اس بارے میں ruling فرمائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ وزیر خوراک کی وضاحت کے بعد لاء منسٹر اس کو جلد ہیtake upکر لیں گے۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! آپ نے جوdirectionدی ہے ہم دونوں مل کر اس پر پورا عمل کریں گے، انشاء اللہ۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ لاء منسٹر صاحب سے یہ پوچھ لیں کہ انہوں نے یہ ساری discussionسنی ہے یا کہیں اور کھوئے ہوئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: وہ سب کچھ سن رہے ہیں اور آپ کی بات سے وہ کافی محظوظ بھی ہو رہے ہیں۔ جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! بد قسمتی یہ ہے کہ جب کوئیissueملک میں پیدا ہوتا ہے تو اس وقت حکومت اس کی تردید بھی شروع کر دیتی ہے اور اس پر منصوبہ بندی بھی شروع کر دیتی ہے۔ آج پورے ملک میں چینی کا جو بحران پیدا ہوا ہے آپ اس اجلاس کی پچھلی ساری proceedings دیکھ لیں اس میں حکومت کا رویہ یہ ہے کہ جب ان کے سر پر پڑتی ہے تو پھر یہاں پر کھڑے ہو کر کہہ دیتے ہیں کہ جناب! ہم اس پر منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔ ابھی آپ نے ان سے کہا ہے اور یہ اپوزیشن کی طرف سے بھی بات ہوئی ہے کہ یہ تاریخ بتا دیں کہ یہ اس مسودہ قانون کو کب تک اسمبلی میں پیش کر دیں گے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ میں اور وزیر قانون صاحب بیٹھ کر اس مسئلے کوsettleکر لیں گے۔ اسمبلی کے دو سال بعد یا اس اسمبلی کا تو پتا نہیں ہے کہ ہم نے چھ مہینے رہنا ہے یا دس مہینے رہنا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بگو صاحب! آپ نیک آدمی ہیں۔ دعا فرمائیں کہ ابھی دو سال اسمبلی کے پڑے ہوئے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: Chairسے میری یہ درخواست ہے کہ وہ اس میں ٹائم دے دے۔ تین مہینے دے دیں یا اگلے اجلاس کا ٹائم دے دیں۔ اتنا اہمissueہے اگر اس پر انہیں پابند نہ کیا گیا تو پھر یہ مسئلہ آئیں بائیں شائیں ہو جائے گا۔ پھر اس پر آپ کوئی قدغن نہیں لگا سکتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! بڑی بے اعتباری کی سی فضا چل رہی ہے۔ ہم تو ان پر بڑا اعتبار کرتے ہیں۔ جب ہم دو بندے کہہ رہے ہیں تو ہم اس کو بیٹھ کر کر دیں گے۔ اتنی بے اعتباری کی فضا نہیں ہوتی۔ آخر process تو ہوتا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! لاء منسٹر ہی اس کی surity دے دیں کہ اگر یہ مسودہ لاء ڈیپارٹمنٹ میں آئے گا تو ہم پندرہ دن یا ایک مہینے میں اس کو اسمبلی میں پیش کر دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: لاء منسٹر صاحب! آپ اتنے popular ہیں کہ وہ آپ ہی سے پوچھنا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ صبح رانا ثناء اللہ صاحب نے میرے ساتھ یہ طے کیا تھا کہ میں آپ سے جواب چاہوں گا۔ متعلقہ محکمے نے ایک مسودہ ہمارے پاس بھیجا، لاء ڈیپارٹمنٹ نے اس پر کچھ اعتراضات لگائے، ہم نے ان کو واپس بھیجا۔ یہ اعتراضات دور کر کے وہ ہمارے پاس بھیجیں گے تو میں اپنے بھائیوں کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ ہماری طرف سے within 15 days واپس آ جائے گا۔ اب House میں پیش کرنے کا سوال رہا تو وہ متعلقہ محکمے نے کرنا ہے لیکن لاء ڈیپاٹمنٹ سے vetting within 15 days, I ensure sir. (قطع کلامیاں)

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! انہوں نے اعتراضات لگا کر کب مسودہ واپس بھیجا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں یہ check کروا لیتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس پر کافی بحث ہو چکی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پچھلے سال چینی کا ریٹ 25/26 روپے کلو تھا اس وقت -/40 روپے سے اوپر مل رہی ہے۔ یہ بحث یہاں چلتی رہے گی عوام کو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ منسٹر صاحب یہ بتائیں کہ چینی کی قیمت جو ایک سال میں -/26 روپے سے بڑھ کر -/40 روپے سے اوپر چلی گئی ہے یہ کتنے دنوں کے اندر واپس 25/26 روپے پر آئے گی۔ یہ عوام کا مسئلہ ہے، یہ گورکھ دھندہ چلتا رہتا ہے۔ حکومت اپنے اللوں تللوں میں پڑی رہتی ہے۔ جب کوئی مسئلہ سر پر آ جاتا ہے تو پھر ان کو ہوش آتا ہے لیکن اس وقت کچھ بھی نہیں ہوتا۔ کسی چیز کو force ہی نہیں کرتے کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے اس لئے میرا ضمنی

سوال یہ ہے کہ ایک سال کے اندر چینی کی قیمت -/26روپے کلو سے -/40روپے سے اوپر چلی گئی ہے۔یہ 25/26روپے کلو کی قیمت پر کب واپس آئے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب!آپ خود سمجھ دار آدمی ہیں۔جب اس سال کاشتکاروں کو اچھا ریٹ مل رہا ہے تو اگلے سال آپ یہ توقع رکھیں کہ بہت زیادہ گنا کاشت ہو گا اور جب گنا کاشت ہو گا تو prices کم ہو جائیں گی۔یہ ہمیشہ کا اصول ہے۔اس وقت کاشتکار کو اگر -/100روپے من مل رہا ہے تو اس دفعہ سارا گنا کاشت ہو رہا ہے اور جب گنا کاشت ہو گا تو اگلے سال قیمتیں خود بخود کم ہو جائیں گی۔جی، محترمہ عابدہ جاوید!

محترمہ عابدہ جاوید: شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہاں بہت اہم بات کرنا چاہتی ہوں کہ جن کے پاس اختیارات ہیں اور جو ذمہ دار ہیں تو اس کے باوجود بحران ہے۔اس پر قانون کا کیا تقاضا ہے اور چینی کے بحران پر اگر منصوبہ بندی پہلے سے ہوئی ہے تو اس پر عملدرآمد ہونا چاہئے تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی!آپ کو بیس سے پچیس روپے کلو چینی مل جائے گی۔

محترمہ عابدہ جاوید: اگر ملے گی تو اس سے عوام کو فائدہ ہو گا۔اگر آپ کی نیتیں نیک ہوئیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوئیں تو آپ کو اجر ملے گا۔آپ اپنی نیتوں کو اچھا کریں اور اخلاص پیدا کریں اور اللہ کی رحمتوں کے طلبگار رہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہم آپ کی نیک تمناؤں پر آپ کے شکر گزار ہیں۔

محترمہ عابدہ جاوید: اس معاملے میں جو فتنہ فساد پیدا کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ اسے ناپسند کرتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور عوام کا سوچیں اور حق سچ کی بات کریں۔اس کے لئے میں کہتی ہوں کہ نعرہ تکبیر (اللہ اکبر)، نعرہ تکبیر (اللہ اکبر)

وزیر خوراک: محترمہ شاعری کی بڑی دلدادہ ہیں۔میں ان کے سوال کا جواب شعر میں دینا چاہتا ہوں کہ:

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

جناب قائم مقام سپیکر: سید احسان اللہ وقاص!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! پورے ملک میں چینی کا ایک بدترین بحران ہے۔ میں نے اپنی گفتگو میں ذکر کیا تھا کہ اٹھارہ لاکھ ٹن چینی مل مالکان کے پاس پڑی ہوئی ہے۔ شوگر ملز اونرز ایسوسی ایشن کے سربراہ نے ٹی وی انٹرویو میں جسے میں نے خود سنا ہے، اس نے کہا ہے کہ وفاقی وزیر ترین صاحب کی مل میں تین لاکھ ٹن چینی موجود ہے۔ اب سارے وزراء کی ملیں ہیں۔ بڑے بڑے لوگوں کی ملیں ہیں۔ ان کی ملوں سے چینی باہر نکلوائیں اور عام لوگوں میں لائیں تاکہ چینی کی قیمت کم ہو۔ اگر وفاقی وزیر کی چینی کی ملیں ہوں تو عام آدمی کو چینی چالیس، پینتالیس روپے کلو نہیں ملے گی تو اور کیا ہوگا۔ یہ ایک عام آدمی کا مسئلہ ہے۔ چودھری اقبال صاحب نے بالکل درست فرمایا ہے کہ بڑے لوگ چینی کم استعمال کرتے ہیں اور غریب آدمی جلیبیاں کھاتے ہیں، بڑے لوگ تو جلیبیاں نہیں کھاتے۔ اس پر مہربانی کریں اور چینی کی قیمت کم کرنے کے لئے جو ملوں کے اندر بڑے بڑے سٹاک پڑے ہوئے ہیں ان کو نکلوانے کے لئے حکومت اپنے اقدامات سے ہمیں آگاہ فرمائے۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میں فاضل دوست کی بات سے اختلاف کرتا ہوں کہ فلاں وفاقی وزیر کی مل ہے، صوبائی وزیر کی مل ہے۔ ملیں لگانا کوئی جرم نہیں ہے۔ اگر انڈسٹری بڑھے گی تو گنا consume ہوگا اور لوگوں کو چینی ملے گی۔ انڈسٹری لگانا تو ایک اچھا قدم ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کوئی بڑا آدمی ہے تو اس پر ہاتھ نہیں ڈالا جا سکتا اور چھوٹے پر ڈالا جا سکتا ہے تو ایسی بات نہیں ہے۔ چینی کے بحران کی وجہ یہ بھی جانتے ہیں اور میں بھی جانتا ہوں۔ میں نے تفصیل کے ساتھ عرض بھی کیا ہے۔ اس طرح کی حالت نہیں ہے لیکن اس کے باوجود حکومت سارے اقدامات کر رہی ہے کہ کس طریقے سے چینی کے بحران کو دور کیا جائے اور غریب آدمی کو کس طرح سے سہولت دی جائے۔ اس کی تفصیلات میں نے سید احسان اللہ وقاص صاحب کو بتائی ہیں۔ اس کے علاوہ جو سٹاک ٹی سی پی کے پاس تھا وہ بھی دے رہے ہیں، یوٹیلٹی سٹورز بھی چینی دے رہے ہیں اور ہم سستی چینی کی سکیم بھی بنا کر دے رہے ہیں۔ اس سے زیادہ اقدامات نہیں ہو سکتے جو ہو رہے ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ ہمیں کوئی احساس نہیں ہے اور ہم غافل بیٹھے ہوئے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہے کہ دو دن پہلے بھی ہم نے بات کی تھی۔ یہاں پر زیادہ تر زمیندار بیٹھے ہیں۔ میں نے درخواست کی تھی کہ جیسے یہ ٹائم ہے۔ آپ دیکھیں کہ ایک سوال پر 35 منٹ لگائے ہیں اگر آپ دو گھنٹے کے لئے زراعت اور

خوراک پر عام بحث رکھ لیں۔آپ کے ملک میں گندم کا ایک بہت بڑا بحران آ رہا ہے کہ آپ کی storage capacity پچیس لاکھ ٹن ہے اور آپ کے پاس اس وقت گوداموں میں بیس لاکھ ٹن گندم پڑی ہوئی ہے۔اب نئی فصل آ رہی ہے اور بقول ارشد لودھی صاحب کہ It is going to be a bumper crop زمیندار نے اس وقت مرنا ہے اور آپ کی قوت خرید نہیں ہوگی۔ آپ ملک میں بھی ایکسپورٹ کرنا چاہیں گے اور امپورٹ ہو رہی ہے بے شک پرائیویٹ کیا ہوا ہے۔ اگر آپ امپورٹ پر پابندی لگائیں گے اور ایکسپورٹ کی اجازت دیں گے تب ہی ہم meet کر سکیں گے۔میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آج یہاں پر وزیر قانون بھی بیٹھے ہیں براہ مہربانی! زراعت اور خوراک کے لئے عام بحث کا ٹائم رکھیں۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں اور لاء منسٹر صاحب دیکھ لیں گے اور کل بزنس بھی کوئی زیادہ نہیں ہے۔آپ بے شک کل دو گھنٹے کے لئے خوراک اور زراعت پر بحث رکھ لیں۔اس میں ان کی مفید آراء بھی آ جائیں گی اور ہمیں آگاہی ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: کل جمعۃ المبارک ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ہمارا پروگرام ہے کہ اس اجلاس کو تھوڑا لمبا چلایا جائے۔ اس کے لئے ہم مختلف محکموں پر عام بحث رکھنا چاہتے ہیں۔ ہم پہلے ان محکموں پر عام بحث رکھنا چاہتے ہیں جن پر آج تک بات ہی نہیں ہوئی۔ایسے بے شمار محکمے ہیں جن کے متعلق بات نہیں ہوئی اس لئے میں اپنے دوستوں سے استدعا کروں گا کہ ہم آپس میں بیٹھ جاتے ہیں اور discuss کر لیتے ہیں کہ کس دن کس محکمے کو رکھنا ہے۔اگر وہ چاہیں گے تو ہم زراعت کو فوقیت دے لیں گے۔ وہ جو دن مقرر کریں گے ہم اس دن کے لئے تیار ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: زراعت اور آبپاشی کے بارے میں تو ضرور عام بحث ہونی چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ہم اس کو طے کر لیتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ زراعت پر پہلے رکھ لیں اور باقی پر بیٹھ کر بات ہو جائے گی۔ ایک محکمے کا تو فیصلہ کر لیں کہ سوموار کو زراعت پر بحث ہو گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے پاس legislation بھی آ رہی ہے۔ ہم دیکھ لیتے ہیں کہ اگر legislation ہم سوموار کو نہ لائیں تو اس پر بحث کر لیں گے لیکن میں چاہتا ہوں کہ تھوڑی سی مہلت دیں۔ تاکہ وزیر خوراک کے ساتھ اور آپ کے ساتھ بیٹھ کر تاریخ طے کر لیں گے لیکن یہ بات طے شدہ ہے کہ زراعت پر بحث ہونی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اجلاس کے بعد ایک میٹنگ رکھ لیں۔ اس میں طے کر لیں۔ زراعت پر مکمل بحث ہو گی اور میں پورا ٹائم دوں گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے سوال کیا تھا کہ چینی کا ریٹ اب چالیس پینتالیس روپے ہے یہ کتنے دنوں میں واپس چھبیس ستائیس روپے فی کلو آ جائے گا۔ یہ اس کا جواب دے دیں۔ عوام کو یہ درکار ہے، بحث درکار نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے آپ کو اس کا جواب دے دیا ہے کہ اس دفعہ اتنی کاشت ہو رہی ہے کہ انشاءاللہ اگلے سال قیمتیں خود بخود ٹھیک ہو جائیں گی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: اس کا مطلب تو یہی ہوا کہ اس سال ریٹ یہی رہے گا اور عوام چیختے رہیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کاشتکار کو اچھی قیمت مل رہی ہے اس لحاظ سے کاشت زیادہ ہو گی۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! آج خوراک کے بارے میں وقفہ سوالات ہے۔ میرا ایک بڑا اہم سوال 7122 گندم کے بارے میں ہے۔ ابھی گندم کا season بھی آ رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال گندم کے بارے میں ہے۔ آپ اس پر سوال اٹھا لیجئے گا۔ اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: سوال نمبر 1774۔

کسان کی حوصلہ افزائی کے لئے گندم کی قیمت خرید میں اضافہ کی تجویز

*1774: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پانی کی قلت، مہنگی بجلی اور مہنگی کھاد کے باوجود گندم کی پیداوار میں اضافہ ہوا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے کسان کو کوئی ریلیف نہیں دیا اور گندم کی قیمت بہت کم ہے؟

(ج) کیا حکومت گندم کی قیمت خرید کم از کم -/350 روپے فی من مقرر کرنے کے لئے تیار ہے تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خوراک:

(الف) گندم کی پیداوار کے متعلق تخمینہ محکمہ زراعت اپنی فیلڈ رپورٹ اور تجزیہ کرنے کے بعد لگاتا ہے محکمہ زراعت کے دوسرے تخمینہ مورخہ 29-03-2003 کے مطابق پچھلے سال کی پیداوار 145.94 لاکھ ٹن کے مقابلہ میں امسال 160.30 لاکھ ٹن کی پیداوار کا تخمینہ لگایا گیا ہے جو کہ 9.8 فیصد زیادہ بنتا ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ خوراک کسانوں سے گورنمنٹ کے مقرر کردہ نرخوں پر گندم خریدتا ہے جو کہ -/300 روپے فی 40 کلو گرام ہے جہاں تک کسانوں کو کوئی ریلیف دینے کا معاملہ ہے اس سلسلہ میں محکمہ خوراک سے ایسی کوئی سکیم جاری نہ کی گئی ہے۔

(ج) گندم کی قیمت خرید میں اضافے کا اختیار صرف وفاقی حکومت کو حاصل ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ گندم کی اس سال کے لئے حکومت کیا قیمت مقرر کرنا چاہتی ہے اور اس میں قیمت کے علاوہ دیگر اور کیا کیا مراعات ہیں جو کسانوں کو دینے کے لئے حکومت سوچ رہی ہے۔ میں اس میں اپنے دوسرے سوال کے حوالے سے تھوڑا سا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ دیکھیں کہ اس وقت چینی کے بحران کے موقع پر تقریباً 4۔ارب روپے کی سبسڈی کا اعلان پنجاب گورنمنٹ نے کیا ہے۔ بعد میں اگر کوئی بحران آئے تو اس وقت سبسڈی دینے کی بجائے پہلے سے کسانوں کو فائدہ دے دینا چاہئے۔ مثلاً پوری دنیا کے اندر گرین ڈیزل ہوتا ہے جو صرف کسان استعمال کرتے ہیں تو آپ پاکستان میں گرین ڈیزل کو کیوں نہیں استعمال میں لاتے تاکہ کسانوں کو سستی قیمت پر ڈیزل مل سکے، سستی قیمت پر یوریا کھاد مل سکے، یوریا کھاد یا تو نایاب رہتی ہے یا پھر اس کی قیمت کہاں سے کہاں پہنچ چکی ہے۔ بجلی کے بارے میں کئی دفعہ اس ایوان میں بات کی گئی ہے کہ کسانوں کو بہت کم قیمت پر ٹیوب ویل لگانے کی اجازت دینی چاہئے اور ان کا ماہانہ بل free کرنا چاہئے۔ آپ کے ساتھ مشرقی پنجاب کے اندر کسانوں کو بے شمار رعایتیں دی ہوئی ہیں اس کا عشر عشیر بھی ہمیں حاصل نہیں ہے اس لئے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ

آئندہ کیا قیمت مقرر کریں گے اور اس کے علاوہ ہماری گندم بہت major crop ہے اس کو مستحکم کرنے کے لئے کسانوں کو کیا کیا مراعات حکومت دینا چاہتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! گندم کی support price بڑھانے کا جو طریق کار ہے آپ خود بھی کاشتکار ہیں اور مجھ سے well-informed ہیں کہ ہمیشہ پانچ سال کے بعد گندم کی support price بڑھائی جاتی تھی لیکن جب سے ہماری حکومت آئی ہے اس کی ہر سال قیمت بڑھائی گئی ہے بلکہ ایک دفعہ پانچ روپے من کے حساب سے بڑھائی گئی ہے اور اس دفعہ بھی حکومت نے 415 روپے کر دی ہے۔ ہم کاشتکار کو زیادہ سے زیادہ سہولت دینا چاہتے ہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ جو احسان اللہ وقاص صاحب بات کر رہے ہیں یہ میرے دل کی آواز ہے کیونکہ میں خود کاشتکار ہوں۔ میں پھر اپنی بات کی وضاحت کروں گا کہ دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ جتنی گندم مہنگی ہو گی اتنا ہی آٹا مہنگا ہو گا۔ دنیا میں ایسا کوئی فارمولا نہیں ہے کہ گندم مہنگی ہو جائے اور آٹا سستا رہے۔ اس کے لئے سوائے سبسڈی کے اور کوئی چارہ نہیں ہے جو کہ حکومت پنجاب سبسڈی دے رہی ہے لیکن مثال کے طور پر اگر اس کو -/600 روپے من کر دیا جائے تو اسی حساب سے آٹے کا ریٹ بھی آئے گا۔ پھر یہی آواز اٹھائیں گے کہ حکومت نے روٹی بند کر دی ہے، نوالہ چھین لیا ہے، فلاں ہو گیا ہے، یہ ہو گیا ہے، وہ ہو گیا ہے، پورے زور شور سے تقاریر ہوں گی۔ اسی لئے میں نے عرض کیا ہے کہ حکومت پاکستان اور حکومت پنجاب کو in between چلنا پڑتا ہے کہ consumer کی معیشت پر بھی بوجھ نہ پڑے اور کاشتکار کو بھی اس کا صحیح معاوضہ ملے۔ باقی انہوں نے کہا ہے کہ زمینداروں کو کیا سہولتیں دے رہے ہیں تو جب سے یہ حکومت آئی ہے میں کہتا ہوں کہ یہ farmer's friendly حکومت ہے اور farmers کے لئے جو سہولتیں ہم نے پیدا کی ہیں اس سے پہلے نہیں تھیں۔ جس طرح کاشتکار کو آج کل باردانہ ملتا ہے، فوڈ ڈیپارٹمنٹ کاشتکار کے پیچھے پیچھے پھرتا ہے کہ آپ باردانہ لیں، ہمیں گندم دیں، ہم آپ کی گندم اٹھائیں گے اور آخری دانہ تک اٹھائیں گے اور آپ کو قیمت دیں گے۔ میں معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں۔ ہمارا رول اس وقت شروع ہوتا ہے جب مارکیٹ سٹور پرائس نیچے جا رہی ہو مثلاً اگر -/415 روپے قیمت ہے، مارکیٹ -/400 پر چلی جاتی ہے تو پھر اس وقت ہمارا رول شروع ہوتا ہے ورنہ اگر ان کو -/450، -/500 روپے مل رہے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوتا۔ ہم تو کہتے ہیں کہ کاشتکار فائدہ اٹھا رہا ہے، اٹھائے۔ جب مارکیٹ پرائس نیچے جاتی

ہے تو پھر ہمارا ڈیپارٹمنٹ درمیان میں آجاتا ہے۔ ہم قرضہ لے کر ساری کی ساری گندم اٹھاتے ہیں اور اس پر interest دیتے ہیں تاکہ کاشتکار کو facilitate کیا جائے۔ جس طرح کاشتکار کے ساتھ friendly سلوک ہماری حکومت اور میرا ڈیپارٹمنٹ کر رہا ہے میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس طرح کے پہلے حالات نہیں تھے اور پہلے فوڈ ڈیپارٹمنٹ جس طرح کاشتکار کو خراب کرتا تھا آج کل وہ ادائیں نہیں چل رہیں۔ ہم نے بڑی سختی سے ان کی گردن دبائی ہوئی ہے کہ فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے کسی بندے نے کاشتکار کو تنگ نہیں کرنا، اس کو پوری قیمت دینی ہے اور اس کو عزت دینی ہے۔

جناب سپیکر! جس طرح آڑھتیوں نے ٹینٹ لگائے ہوتے ہیں، پانی رکھا ہوتا ہے، چارپائی ہوتی ہے اور وہاں حقہ رکھا ہوتا ہے اسی طرح آج کل فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے جو purchase centers ہیں وہاں پر چارپائیاں پڑی ہیں، سائے کے لئے ٹینٹ لگے ہوئے ہیں اور وہاں پر حقہ رکھا ہوا ہے تاکہ شریف آدمی بیٹھ کر باعزت اور باوقار طریقے سے اپنی گندم فروخت کرے۔ یہ ساری سہولیات ہم زمیندار کو فراہم کر رہے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں نے درخواست یہ کی تھی کہ cost of production کو کم کرنے کے لئے حکومت اقدامات کرے۔ پچھلی دفعہ گندم کی پروڈکشن کم ہوئی ہے تو ٹھیک ہے کہ یہ باردانہ اٹھا اٹھا کر کسانوں کے پیچھے پھرتے رہے ہیں۔ اس دفعہ bumper crop آئے گی اور اللہ کرے ان کا پچھلی دفعہ والا رویہ اس دفعہ بھی برقرار رہے۔ میں اس قیمت کو بڑھانے کی بات نہیں کر رہا میں کہہ رہا ہوں کہ کسان کی production cost کو کم کرنے کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے۔ آپ production cost کو کم کریں۔ آپ بعد میں ان کو subsidise کرتے ہیں، ملوں کو پیسے دیتے ہیں، اضلاع کو پیسے دیتے ہیں اور اس میں بہت ساری چور بازاری ہوتی ہے۔ ان کا محکمہ جتنا صاف ہے ان کو بھی پتا ہے اس میں جو کچھ لوٹ مار ہوتی ہے وہ بھی ان کو پتا ہے۔ چودھری صاحب نے اس میں بہتری کی کوشش کی ہے تو میں اس پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں لیکن میری گزارش یہ ہے کہ بجائے محکمے کے افسران کھاتے پھریں، آپ براہ راست جب تک کسان کے لئے production cost کم کرنے کے لئے ان کی مدد نہیں کریں گے اس وقت تک کسان کی حالت بہتر نہیں ہو سکتی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! ویسے تو انہوں نے جو سوال کیا ہے وہ ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کے بارے میں ہے فوڈ ڈیپارٹمنٹ کا cost of production سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن پھر بھی میں حکومت کا نمائندہ اور میرے بھائی ایگریکلچر منسٹر موجود نہیں ہیں تو میں اس کے لئے گزارشات پیش کروں گا کہ اس کے لئے بھی وزیر اعلیٰ صاحب ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کو ہدایات جاری کر رہے ہیں کہ آپ کس طرح سے زمیندار کو facilitate کرتے ہیں، کیا آپ بجلی سستی کر کے ان کو facilitate کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ڈیزل کے حوالے سے انہوں نے کہا ہے تو اس کو تو کوئی سستا کر ہی نہیں سکتا جیسے دنیا میں اس کے rates ہوتے ہیں انہی rates پر ڈیزل نے چلنا ہے اس پر کسی کا کوئی کنٹرول نہیں ہے لیکن بجلی میں زمینداروں کو facilitate کیا جا سکتا ہے۔ آبیانے کے لئے فلیٹ ریٹ کر دیا ہوا ہے تاکہ فلیٹ ریٹ کے حساب سے لوٹ مار نہ ہو۔ اس طرح کے اقدامات ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ، اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کر رہا ہے۔ فوڈ کا اس سے تعلق نہیں ہے لیکن ان کا Message درست ہے انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس میں کام کر رہے ہیں اور مزید کام کریں گے اور ان کی ہدایت پر عمل بھی کریں گے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! اصغر علی قیصر صاحب کہتے ہیں کہ ان کا سوال out of turn لے لیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پہلے ابھی اس پر discuss ہونا ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! یہ غیر متعلقہ ہے اور وہ متعلقہ سوال بنتا ہے جو گندم کی نئی فصل آ رہی ہے اس کے مطابق ہر حال میں صحیح ہے۔ براہ مہربانی! آپ اس کو out of turn لے لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں دیکھتا ہوں۔ اگلا سوال نمبر 5127 ملک اصغر علی قیصر صاحب کا ہے اور اس سے اگلا سوال نمبر 5128 بھی ان کا ہے۔

محکمہ خوراک سرگودھا 2002 تا حال باردانہ سے متعلقہ تفصیلات

*5128 ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک محکمہ خوراک ضلع سرگودھا نے کتنا باردانہ کتنی رقم کا خرید کیا؟

(ب) کتنا باردانہ کسانوں کو ان سالوں میں برائے خرید گندم فراہم کیا گیا؟

(ج) کتنا باردانہ ان سالوں کے دوران خراب ہوا؟

(د) کتنا باردانہ ان سالوں کے دوران خُورد بُرد محکمہ کے ملازمین نے کر لیا؟

(ہ) خُورد برد کرنے کے ذمہ داران کے خلاف جو کارروائی کی گئی اس کی تفصیل فراہم کریں؟

وزیر خوراک:

(الف) باردانہ کی خریداری ضلعی سطح پر نہیں بلکہ محکمہ خوراک، صوبائی سطح پر کرتا ہے۔ جنوری 2002 سے آج تک 19,88,400 بوری پٹ سن مالیتی 9,94,20,000 اور 16,88,000 پی پی تھیلہ جات مالیتی 1,87,04,300 روپے ضلع سرگودھا کو جاری کئے گئے۔

(ب) درج ذیل باردانہ برائے خرید گندم زمینداران کو فراہم کیا گیا۔

سال 2002، 7,33,060 پی پی تھیلہ جات اور 3,05,979 استعمال شدہ جیوٹ 1,11,330 جاری کیا گیا۔

سال 2003، 1,18,864 پی پی تھیلہ جات اور 19,772 استعمال شدہ جیوٹ بوری اور 10,84,077 (کلاس) جیوٹ بوری جاری کی گئیں۔

سال 2004، 3,41,062 پی پی تھیلہ جات اور 8,05,979 A کلاس جیوٹ بوری جاری ہوئیں۔

(ج) مطلوبہ عرصہ کے دوران محکمہ خوارک ضلع سرگودھا میں کوئی باردانہ خراب نہیں ہوا۔

(د) محکمہ خوراک ضلع سرگودھا کے ان سالوں میں محکمہ کے ملازمین نے کوئی باردانہ خُورد بُرد نہیں کیا۔

(ہ) باردانہ خُورد بُرد نہ ہونے کی وجہ سے ایسی کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب! اگلا سوال لے لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اچھا ٹھیک ہے۔ اگلا سوال 6812 جناب محمد وقاص صاحب کا ہے۔

جناب محمد وقاص: سوال نمبر6812۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! کچھ سوال چھوٹ گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ taken up تصور ہوں گئے ہیں۔ قیصر صاحب نے اپنے سارے سوال withdraw کر لئے ہیں۔

تحصیل ٹیکسلا، فلور ملوں کی تعداد ان کی پیداوار اور آٹے کی تقسیم کی تفصیلات

*6812: جناب محمد وقاص: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل ٹیکسلا میں اس وقت کتنی فلور ملیں موجود ہیں اور ان کی مجموعی پروڈکشن کتنی ہے؟

(ب) کیا ایسا کوئی قانون ہے کہ یہ ملیں پہلے مقامی ضروریات پوری کریں اس کے بعد گندم / آٹا تحصیل سے باہر بھجوائیں؟

وزیر خوراک:

(الف) تحصیل ٹیکسلا میں اس وقت کل آٹھ فلور ملز ہیں جن کی 97 کل باڈیز زیر کار ہیں جن کی کل capacity 1940 میٹرک ٹن بنتی ہے جبکہ اس سال کوٹا گندم 87 رولر باڈیز کے حساب سے جاری کیا گیا ہے۔

(ب) گورنمنٹ کی طرف سے آٹا و گندم کی مصنوعات کی نقل و حمل پر کوئی پابندی نہ ہے۔ تاہم مقامی طور پر ضلعی حکومتیں اور محکمہ خوراک کا عملہ اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ وافر مقدار میں آٹے کی سپلائی تمام علاقہ جات میں موجود ہو اتوار بازار اور جمعہ بازار میں ایکس مل ریٹ پر آٹا فراہم کیا جاتا ہے۔ مزید برآں رمضان پیکج اور وزیر اعلیٰ سستا آٹا سکیم کے تحت بھی متعلقہ ضلع میں آٹے کی فراہمی کی جاتی ہے۔

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! میں نے جو سوال کیا ہے میں آپ کی وساطت سے فوڈ منسٹر صاحب کی توجہ چاہتا ہوں۔ ہمارا ضلع راولپنڈی ہے اور خاص طور پر ہماری تحصیل ٹیکسلا ہے اس کی پنجاب میں خاص اہمیت یہ ہے کہ یہ بالکل ایک کنارے پر ہے، شمالی پنجاب اور اس سے آگے ضلع اٹک کے بعد صوبہ سرحد شروع ہو جاتا ہے۔ میں نے سوال کیا تھا کہ ہمارے ہاں کتنی فلور ملیں ہیں انہوں

نے جواب دیا ہے کہ آٹھ فلور ملیں ہیں اور اس کی 1940 میٹرک ٹن پیداوار ہے وہاں پر مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ صوبہ سرحد قریب ہے اور افغانستان کا فاصلہ بھی بہت تھوڑا ہے تو وہاں کی تقریباً تمام یا ستر فیصد سے زیادہ جو آٹا ہے وہ سمگل ہو جاتا ہے۔ لہذا باقی پنجاب کا تو مجھے معلوم نہیں لیکن وہاں پر آٹے کا بحران زیادہ شدید ہوتا ہے اور لوگوں کو آٹا نہیں ملتا لیکن چونکہ پنجاب میں آٹے کی ترسیل پر ضلع وار پابندی نہیں ہے تو میں ان سے گزارش کروں گا کہ جو ضلع راولپنڈی یا ضلع اٹک ہے اس کے لئے حکومت کو کوئی خاص منصوبہ بندی کرنی چاہئے اس لئے کہ پنجاب کا اندرونی آٹا بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکتا اور یہاں کا آٹا سرحد اور افغانستان میں سمگل ہو جاتا ہے تو پھر وہ لوگ بھوکے مر جاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میرے عزیز برادر م قصہ پارینہ کی بات کر رہے ہیں۔ آج کل تو آٹے کا ملک کے کسی کونے میں بحران نہیں ہے اور پنجاب میں تو بالکل نہیں ہے۔ میں یہ دعوے سے کہہ رہا ہوں کہ کسی جگہ پر آٹے کا بحران بالکل بھی نہیں ہے۔ دوسری بات انہوں نے صحیح کہی ہے کہ راولپنڈی چونکہ deficient ایریا ہے اس کو ہم top priority دیتے ہیں تاکہ آٹے کی وہاں پر کمی نہ ہو اور ریٹ بھی balance رہے۔ تیسری جو بات انہوں نے کی ہے کہ سرحد کے اندر آٹا چلا جاتا ہے تو ہماری ملوں کی کوالٹی بہتر ہے، ہماری ملیں بہت اچھا آٹا بناتی ہیں، سرحد میں ہمارا آٹا بڑا پسند کیا جاتا ہے لیکن اس دفعہ وہ بھی بڑا کم جا رہا ہے اور ملیں ہمارے پاس گندم لینے کے لئے آ رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارا tenure آٹے کے سلسلے میں اتنا peaceful جا رہا ہے اس لئے اس قسم کے کوئی حالات نہیں ہیں۔ اگر کوئی وہاں پر کوئی مشکل ہے تو یہ point out کریں میں انشاء اللہ کل تک اس کو حل کروا دوں گا۔

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! میں یہ بات نہیں کر رہا۔ میں تو کہہ رہا ہوں کہ جب آٹے کا بحران صوبے میں تھا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب تو نہیں ہے۔

جناب محمد وقاص: لیکن یہ مسئلہ مستقبل میں بھی ہو سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب اگر نہیں ہے تو آپ مطمئن رہئے۔

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ہماری مشکل یہی ہے کہ ہمارے پاس اپنی اتنی ملیں ہیں کہ ہماری مقامی ضرورت کو پورا کریں لیکن وہ چونکہ کنارے پر ہیں تو صوبہ سرحد اور افغانستان کا فاصلہ کم ہے اس لئے وہاں جب بھی بحران پیدا ہوتا ہے تو آٹا باہر نکل جاتا ہے۔ پنجاب کے اندر سے ہمارے پاس آتا نہیں ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ہمارے فوڈ ڈیپارٹمنٹ کو ایسی پالیسی بنانی چاہئے اور جو سرحدی علاقے ہیں ان کے لئے کوئی سپیشل پالیسی بنائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ آئندہ کے لئے یہ نوٹ کر لیں۔

وزیر خوراک: انشاء اللہ تعالیٰ ہم انہیں کسی بحران سے دوچار نہیں ہونے دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال 6813، جناب محمد وقاص کا ہے۔

جناب محمد وقاص: سوال نمبر 6813۔

پی پی-8 راولپنڈی میں سال 04-2003، سستے آٹے کی فراہمی اور تقسیم کی تفصیلات

*6813۔ جناب محمد وقاص: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت پنجاب کی طرف سے رعایتی نرخوں پر حلقہ پی پی-8 راولپنڈی کے لئے دوران سال 04-2003 کتنے ٹرک آٹا فراہم کیا گیا؟

(ب) اس آٹے کو کہاں کہاں تقسیم کیا گیا؟

(ج) یہ آٹا کن ذرائع سے تقسیم کیا گیا؟

وزیر خوراک:

(الف) حکومت پنجاب کی طرف سے رعایتی نرخوں پر حلقہ پی پی-8 تحصیل ٹیکسلا میں سال 04-2003 میں کل 21,072 تھیلہ جات 20 کلو گرام فراہم کئے گئے۔

(ب) اس آٹے کو درج ذیل مقامات پر سیل کیا گیا۔

یونین کونسل موہڑہ شاہ ولی	HIT ٹیکسلا	یونین کونسل گیلا خورد
یونین کونسل جلالہ	وارڈ نمبر 55,56,57	یونین کونسل ٹھٹھہ خیل
یونین کونسل گڑھی سکندر	یونین کونسل لب ٹھٹھو	لائق علی چوک

یونین کونسل خرم پراچہ یونین کونسل واہ 9,10ایریا وغیرہ
دفتر ٹی ایم او ٹیکسلا یونین کونسل عثمان کھٹڑ

(ج) یہ آٹا تحصیل ناظم ٹیکسلا، ٹی ایم او ٹیکسلا، یونین ناظم، نائب ناظمین اور کونسلر صاحبان کے ذریعے sale کیا گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! میں نے پوچھا تھا کہ میرے حلقہ پی پی۔ 8 میں 04-2003 کے درمیان کتنے تھیلے تقسیم کئے گئے تو اس کا جواب آیا ہے کہ 21,072 آٹے کے تھیلے ایک سال میں تقسیم کئے گئے ہیں۔ میرے حلقے کی آبادی پانچ لاکھ افراد پر مشتمل ہے، حکومتی شماریات کے مطابق پینتیس یا چالیس فیصد لوگ خط غربت سے نیچے ہیں تو تقریباً دو، پونے دو لاکھ افراد ہمارے حلقے میں غریب ہیں۔ اب اگر ان کی ضرورت کے حساب سے دیکھا جائے تو یہ آٹا جو تقسیم کیا گیا ہے یہ پورے حلقے میں پندرہ دن کے لئے بھی پورا نہیں ہے جبکہ جو لوگ غریب ہیں وہ ایک سال کیسے گزاریں گے تو اس کے اضافے کے لئے یہ کیا کر رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! ہمارے ڈیپارٹمنٹ کا بڑا fool proof system ہے بلکہ اس میں ہمارا ڈیپارٹمنٹ کم role ادا کرتا ہے باقی ڈیپارٹمنٹ زیادہ ادا کرتے ہیں مثلاً ڈی سی او کی سربراہی میں وہاں ایسی families کا چناؤ کیا جاتا ہے جو poors of the society ہوں، جن کی آمدنی کم ہو اور جو غریب عوام ہیں ان کے لئے سہولت ہے تاکہ ان کو آٹے میں سبسڈی دی جائے۔ سب سے پہلے تو ہم مستحقین زکوٰۃ کی لسٹ ڈی سی او صاحبان سے لیتے ہیں اور وہ سبسڈی ان کو دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہاں کا یونین کونسل ناظم یا صوبائی اسمبلی کا کوئی ممبر اگر نشاندہی کرتا ہے کہ فلاں آدمی اس میں سے رہ گیا ہے تو وہ ڈی سی او کو اس کی نشاندہی کر دیتے ہیں۔ وہ ڈی سی او ہمیں فہرست بنا کر بھیجتے ہیں اس کے مطابق ہم سستے آٹے میں ان کو کوٹا دیتے ہیں۔ اگر کوئی ایسی families رہ گئی ہوں جو واقعی مستحق ہوں تو میرے بھائی اس کی نشاندہی کریں گے تو میں ڈی سی او کو کہوں گا کہ ان کو بھی شامل کر لیا جائے۔

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! مسئلہ یہ ہے کہ میں نے تو as a whole بات کی ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ حکومت پنجاب اس کو ایک liverage کے طور پر استعمال کرتی ہے، خود میرے حلقے میں جو ہارا ہوا امیدوار ہے اس کو آٹے کے ٹرک دیئے گئے، اس نے مساجد میں اعلان کروایا اور اپنے پبلک سیکرٹریٹ پر تقسیم کئے، ہم ایسا کام نہیں چاہتے۔ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس کو پبلک پوائنٹس پر تقسیم کیا جائے، اس کو مساجد کے باہر تقسیم کیا جائے، اس کو یوٹیلٹی سٹورز پر رکھا جائے، اس کو ناظمین، ہارے ہوئے امیدواروں کے حوالے نہ کیا جائے۔ اس کے ذریعے وہ لوگوں کو bribe کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی جو بھی مثبت تجویز ہوگی وہ اس کو consider کر لیں گے۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! مجھے اس بات سے بڑا اختلاف ہے جو انہوں نے کہا ہے کہ یہ اس کو سیاسی liverage کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ آپ فرمائیں کہ جو مستحقین زکوٰۃ ہیں اس میں ساری پارٹیوں کے لوگ ہیں، اس میں پیپلز پارٹی، ایم ایم اے، مسلم لیگ کے ہیں اس میں liverage کیا استعمال ہو سکتا ہے؟ مستحقین زکوٰۃ کی تو ہر ضلع کے اندر مکمل فہرست بنی ہوئی ہے اور اگر ہم ان کو آٹا دیتے تو یہ کار خیر کر رہے ہیں۔ اس میں تو کسی سیاسی liverage کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! مسئلہ یہ ہے کہ حکومت کے پاس یہ بڑا ہتھیار ہے۔ یہ آٹا تقسیم کریں تو وہ سیاست نہیں ہے، باقی سارے کام کریں وہ سیاست نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وقاص صاحب! یہ تقسیم کا معاملہ ہے۔

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! یہ اپنی حکومت کے تحت پنجاب کے اندر لوگوں میں کتابیں تقسیم کریں تو وہ سیاست نہیں ہے اور اگر ہم پتنگ بازی کے خلاف بات کریں تو سیاست آ جاتی ہے، ہم توہین رسالت پر بات کریں تو سیاست آ جاتی ہے۔ یعنی گویا یہ double planned ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وقاص صاحب! ابھی لوگوں کے سوالات رہتے ہیں۔ اب آپ اس بات کو چھوڑیں۔

وزیر خوراک: ان سے پوچھیں کہ مسلم لیگ نے planning کی ہے تو کیا باقیوں نے نہیں کی؟

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال نمبر6993، سید مجاہد علی شاہ کا ہے، تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال بھی 6994 سید مجاہد علی شاہ کا ہے، موجود نہیں ہیں۔ یہ سوال dispose of ہوئے۔ اگلا سوال7122 حاجی محمد اعجاز کا ہے۔ جی۔

صوبہ میں گندم ذخیرہ کرنے کے گوداموں کی تفصیلات

*7122۔ **حاجی محمد اعجاز:** کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) صوبہ میں گندم ذخیرہ کرنے کے لئے کتنے گودام ہیں ان میں کتنی گندم ذخیرہ کی جا سکتی ہے اور ذخیرہ شدہ گندم کی حفاظت اور بیماریوں سے محفوظ رکھنے کے لئے کیا اقدامات کئے جاتے ہیں، آئندہ سالوں میں گندم ذخیرہ کرنے کی صلاحیت بڑھانے کے لئے کیا منصوبہ بندی کی گئی ہے؟

(ب) گزشتہ دو سال میں کتنی گندم ذخیرہ کرنے کے محفوظ انتظامات نہ ہونے کی وجہ سے ضائع یا چوری ہوئی۔ کتنے ملازمین کے خلاف خُورد برد کرنے کے الزام میں مقدمات درج ہوئے، کتنے برطرف ہوئے اور کتنوں کو سزائیں ہوئیں۔ اس کے تدارک کا کیا انتظام کیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ خوراک کے بد عنوان اہلکار گندم چوری کر کے اس کی جگہ مٹی، پتھر اور کنکر وغیرہ ڈال کر وزن پورا کر دیتے ہیں اس کی تدارک کی کیا منصوبہ بندی کی گئی ہے؟

وزیر خوراک:

(الف) صوبہ پنجاب میں محکمہ خوراک کے پاس گندم ذخیرہ کرنے کے لئے250 پی آر سنٹر ہیں جو کہ مختلف طرز کے گودام سائلوز، بنز بنی شیل اور گھریلو طرز کے گوداموں پر مشتمل ہیں جن میں مجموعی طور پر25.3 8 لاکھ ٹن گندم ذخیرہ کی جا سکتی ہے گندم کو سسری، کھپرا سے محفوظ رکھنے کے لئے اسے ایلومینیم فاسفائیڈ کی زہریلی دھونی دی جاتی ہے۔ گنجیوں میں ذخیرہ گندم کی حفاظت کے لئے اسے پولی تھین کے غلاف کے نیچے زہریلی دھونی دی جاتی ہے۔ مزید برآں ذخیرہ گاہوں میں ڈیلٹا میتھرین کا سپرے بھی کیا جاتا ہے۔ گندم کو پھپھوندی سے محفوظ رکھنے کے لئے ہمیشہ خشک گندم جس میں نمی کی

مقدار12 فیصد سے کم ہو خرید کر کے گوداموں میں ذخیرہ کی جاتی ہے۔ گندم کی ذخیرہ کرنے کی صلاحیت بڑھانے کے لئے محکمہ کے لئے1.5 لاکھ ٹن ذخیرہ گندم کے سائلوز تعمیر کرانے کا منصوبہ منظور ہو چکا ہے جس کی تعمیر جلد شروع ہونے والی ہے۔

(ب) گزشتہ دو سالوں کی سکیم ہائے 04-2003 اور 05-2004 کے دوران ذخیرہ کرنے کے محفوظ انتظامات ہونے کی وجہ سے صوبہ بھر میں محکمہ خوراک کی کسی بھی ذخیرہ گاہ / گودام میں گندم ضائع اور نہ ہی چوری ہوئی۔

البتہ گوجرانوالہ ڈویژن کے ضلع سیالکوٹ میں دوران سکیم 04-2003 مراکز خریداری گندم کوٹ نیناں اور نور کوٹ پر خرید شدہ گندم گنجیوں کی صورت میں ذخیرہ کی گئی جنہیں محفوظ رکھنے کے لئے پولیتھین کے غلاف کے نیچے زہریلی دھونی دی گئی۔ تاہم نکاسی پر عملہ نے 384.200 میٹرک ٹن گندم خراب / کم ظاہر کی جسے محکمہ نے تسلیم نہ کیا اور ان مراکز پر تعینات عملہ مسمیان عبدالحمید، ذوالفقار علی شاہ (فوڈ گرین انسپکٹرز) اور الفت حسین (فوڈ گرین سپروائزر) کے خلاف محکمہ انٹی کرپشن میں مقدمات درج کروائے گئے۔ ان تینوں اہلکاران کو نائب ناظم خوراک گوجرانوالہ نے نوکری سے برخاست کر دیا اور ان پر recovery بھی عائد کر دی گئی ہے۔

دوران سکیم 05-2004 ملتان ڈویژن میں ضلع وہاڑی کے مرکز خریداری گندم اڈا غلام حسین پر متعین سٹاف نے 550 میٹرک ٹن گندم کی رقم مبلغ -/49,25,250 روپے بوگس بل کے ذریعے بنک سے نکلوائی اس غبن میں ملوث اہلکاران مسمیان اقبال حسین مگسی (اسسٹنٹ فوڈ کنٹرولر) اور غضنفر جاوید (فوڈ سپروائزر) کے خلاف محکمہ انٹی کرپشن ملتان میں مقدمات درج کروائے گئے ہیں۔ مذکورہ بالا اہلکاران پر مبلغ -/73,53,196 روپے کی recovery بھی عائد کر دی گئی ہے اور ان کو ملازمت سے بھی برخاست کر دیا گیا ہے۔

(ج) یہ بات قطعاً درست نہ ہے بلکہ اس ضمن میں وضاحت کی جاتی ہے کہ ایسے واقعات کے تدارک کے لئے محکمہ کی طرف سے دوران خریداری گندم مختلف معائنہ ٹیمیں مراکز خریداری گندم کا معائنہ کرتی ہیں۔ خرید شدہ گندم کے نمونہ جات حاصل کر کے ان کا باقاعدہ تجزیہ کروایا جاتا ہے۔ وصول کنندہ مراکز پر بھی گندم کی کوالٹی چیک کی جاتی ہے اور

فلور ملز والے بھی گندم اجراء کے وقت چیک کر کے وصول کرتے ہیں۔ تاہم خریداری یا بعد از خریداری دوران معائنہ اگر کبھی کوئی ایسی بات سامنے آئے تو عملہ کے خلاف تادیبی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! اسی سوال کے جز (ب) میں فرمایا گیا ہے کہ سیالکوٹ کے جن اہلکاروں نے بد دیانتی کی تھی ان کو نوکری سے برخاست کر دیا گیا اور recovery بھی عائد کر دی گئی، کتنی recovery عائد کی گئی ہے اور کتنی وصول کی گئی ہے وہ بتا دیں؟

وزیر خوراک: جناب سپیکر! کچھ recovery کر لی گئی ہے وہ سوال کے جواب میں بتا دی گئی ہے باقی میں پڑھ دیتا ہوں۔ کوٹ نیناں میں انسپکٹر عبدالحمید تھا اور سپروائزر الفت حسین تھا انہوں نے جو گندم اپنی غفلت سے damage کروا دی تھی اس کے لئے ہم نے کوئی 12 لاکھ 12 ہزار 798 روپے عبدالحمید کے ذمے لگائے ہیں اور 12 لاکھ 12 ہزار 798 روپے الفت حسین کے ذمے لگائے ہیں یہ کوئی 24 لاکھ روپے کوٹ نیناں کے اوپر recovery ڈالی گئی ہے اور نور کوٹ میں گندم کی recovery 23 لاکھ 26 ہزار 626 روپے ڈالی گئی ہے اور باردانہ کی 15 لاکھ 28 ہزار 250 روپے ڈالی گئی ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: ضمنی سوال۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! جز (الف) میں یہ جواب دیا گیا ہے کہ پنجاب فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے پاس پچیس لاکھ ٹن گندم ذخیرہ کرنے کی گنجائش ہے۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ 63 لاکھ روپے روزانہ محکمہ فوڈ گندم پر صرف سود کی مد میں ادا کر رہا ہے۔ پچیس لاکھ ٹن ٹوٹل ان کی حیثیت ہے اور بیس لاکھ ٹن کے قریب آج ان کے پاس پڑا ہے۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ wheat کی releases جو محکمانہ بد دیانتی ہے پہلی دفعہ یکم دسمبر کو کی گئی۔ اگر پچھلے ساٹھ سال میں کسی سال بھی یکم دسمبر کو یہ issue فلور ملوں کو جاری کیا گیا ہو تو اس کا وزیر صاحب جواب دے دیں۔ پاکستان کے طول و عرض میں کرغز، قازق، ایرانی آٹا فروخت ہو رہا ہے، پنجابی زمینداروں کی گندم حکومت پنجاب کے گوداموں میں پڑی ہے، غیر ملکی زمینداروں کی گندم ایک ارب بیس کروڑ روپیہ کمیشن لے کر بیچتے ہیں۔ کراچی پورٹ چیک کر لیں، صوبہ سرحد میں چیک کر لیں۔ پنجابی زمینداروں کی

گندم ان کے گوداموں میں پڑی ہے۔ایک کروڑ65لاکھ ٹن جو نئی گندم کی فصل آئے گی ان کو نہ یہ خرید سکتے ہیں،ان کے وسائل ہیں اور نہ ان کی storage capacity ہے۔کوئی مائی کا لال زمیندار کو -/415روپے نہیں دلوا سکتا۔یہ -/300روپے سے ایک روپیہ اوپر ریٹ نہیں جائے گا۔یہی ایوان انشاء اللہ جون میں فیصلہ کرے گا کہ پنجاب حکومت کے افسران نے جن لوگوں کے ساتھ مشورہ کیا ان کو عمر قید اور دو دو کوڑے روزانہ لگائے جائیں۔پنجاب حکومت اور یہ ایوان فیصلہ کرے گا کہ جو بھی اس سازش میں شامل ہے ان کے لئے کیا سزا تجویز ہو گی۔وزیر صاحب ensure کرا دیں کہ یہ کیسے گندم خرید کریں گے؟

وزیر خوراک: جناب سپیکر!فاضل دوست نے اچھی تقریر کی ہے۔اس میں ضمنی سوال تو کوئی نہیں ہے لیکن میرا فرض بنتا ہے کہ میں جواب دوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمارا معزز ایوان اپنی domain میں رہے تو بہتر کارکردگی دکھائی جا سکتی ہے اور سوال و جواب بہتر ہو سکتے ہیں۔ اب گندم کو امپورٹ اور ایکسپورٹ کرنا ہماری domain میں نہیں آتا۔ This is the job of the Federal Government فیڈرل گورنمنٹ امپورٹ اور ایکسپورٹ بھی کرتی ہے جو ان کی مرضی ہو وہ کرتے ہیں۔ہم زیادہ سے زیادہ ان کو recommendations دے سکتے ہیں کہ آپ ایکسپورٹ کی یا امپورٹ کی ہمیں اجازت دے دیں۔یہ ان کا فیصلہ ہے ہمارا فیصلہ نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ آگے بہت بڑا بحران آ جائے گا،کس طرح گندم خریدیں گے،کیا کریں گے اور کیا ہو گا؟ہمارے پاس واقعی گندم کا backlog پڑا ہوا ہے اگر وہ ہم فوڈ سکیورٹی reserve نہ رکھیں تو پھر پنجاب کو پورے پاکستان کے کونے کونے سے گالیاں ملتی ہیں کہ پنجاب میں گندم ہوتی ہے،پنجاب فوڈ سکیورٹی کو سٹور نہیں کرتا اور یہ ذمہ داری پنجاب نے پورے پاکستان کی اٹھائی ہوئی ہے،صرف پنجاب کی نہیں اٹھائی ہوئی۔جیسا کہ میرے فاضل دوست کہہ رہے تھے کہ سارا آٹا سرحد،بلوچستان اور سندھ میں جاتا ہے۔یہاں سے ہم آٹا یا گندم دیتے ہیں اگر نہ دیں تو پھر وہ ہماری گندم پر بوجھ ڈالتے ہیں کہ پنجاب اپنے بڑے بھائی کا رول ادا نہیں کر رہا۔ اس وقت کے پیش نظر ہم نے گندم خریدی ہوئی تھی۔اب چونکہ وہ گندم امپورٹ ہو گئی ہے تو پھر وہ گندم نکل نہیں سکی،باقی انہوں نے ایک سوال یہ کیا ہے کہ فلور ملوں کو issue نہیں کی۔ہم تو فلور ملوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں کہ جتنی مرضی اٹھا کے لے جائیں لیکن کوئی اٹھا نہیں رہا۔تیسری بات یہ ہے کہ آگے کیا ہو گا،یہ اتنے فکر مند کیوں ہیں،ہماری کوئی ذمہ داری نہیں ہے،حکومت

پنجاب کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے، ہم فارمر نہیں ہیں، ہم نے گندم نہیں بوئی ہوئی؟ ہمیں بھی پتا ہے کہ اس کا کیا کرنا ہے اور ہم انشاء اللہ ایسی فول پروف پالیسی بنائیں گے کہ ہم اس گندم کو نکالنے کی بھرپور کوشش کر رہے ہیں، چاہے ہمیں ایکسپورٹ کرنی پڑے اور اس کے لئے ہم اپنی تمام تر کوششیں بروئے کار لا رہے ہیں اور فیڈرل حکومت سے بھی اجازت لے رہے ہیں اور انشاء اللہ اگلے سال جیسے وزیر اعلیٰ پنجاب کا دعویٰ ہوتا ہے کہ میں آخری دانہ تک اٹھاؤں گا۔ اگر support price سے مارکیٹ نیچے جاتی ہے تو ہمارا فرض بنتا ہے کہ فارمر کا تحفظ کریں اور آخری دانہ تک اٹھائیں اور انشاء اللہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ اٹھائیں گے۔ انشاء اللہ

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! یکم جون سے 63 لاکھ روپے روزانہ آج تک محکمہ خوراک mark up کی مد میں ادا کر رہا ہے۔ نئی فصل آنے میں آج ایک ماہ رہ گیا ہے تو 25 لاکھ ٹن کل storage کی capcity ہے۔ یہ میرے سوالوں کا جواب نہیں دے رہے اور میں پوچھتا ہوں کہ یہ ثابت کر دیں کہ یکم دسمبر 2005 سے پہلے میں سیکرٹری خوراک سے ملا، میں جناب وزیر صاحب کے پاس House میں گیا اور میں نے کہا کہ زمینداروں کا ہمارے اوپر دباؤ ہے کہ اکتوبر میں اس کے releases کھولیں۔ میں سب سے زیادہ ان کی اور راجہ صاحب کی عزت کرتا ہوں لیکن اس میں بددیانتی شامل ہے، غیر ملکی زمینداروں کی فصل کی بنیاد پر ایک ارب 20 کروڑ روپے کمیشن لے کر فروخت کی گئی ہے۔ پہلے اس گندم سے پورے پاکستان کو stuff کیا گیا بعد میں اپنے releases کھولے گئے۔ یہ بتا دیں کہ 63 لاکھ روپے محکمہ سود ادا نہیں کر رہا، یکم دسمبر کو realeases کیوں کھولے گئے ہیں؟ اس کے پیچھے بددیانتی شامل ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سماں صاحب! بات یہ ہے کہ جو گندم اس وقت سٹاک میں موجود ہے تو اس بارے میں وزیر خوراک صاحب نے کہا ہے کہ یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ آیا اس سٹاک کو clear کرتے ہیں یا نہیں کرتے۔ ہم نے farmers کو 415 روپے من ہر حال میں دینا ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! وہ یہ کیسے دیں گے؟ ہم اس جلوس کی سربراہی کریں گے جو زمیندار گندم کی فصل نہ اٹھانے پر نکالیں گے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: سماں صاحب! وہ وقت آنے دیں اس کے بعد یہ سوال کریں کہ گندم کو اٹھایا ہے یا نہیں؟ آپ اپنی طرف سے point ان کے notice میں لائے ہیں That is a very valid point لیکن بات یہ ہے کہ انہوں نے اس کا بھی سدباب کر رکھا ہوگا۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا آفتاب احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! issue یہ نہیں ہے بلکہ issue یہ ہے کہ آپ کی storage capacity 25 لاکھ ٹن ہے اور 20 لاکھ ٹن آپ کے پاس ابھی storage میں موجود ہے۔ ایک ماہ تک فصل آنے والی ہے اور جب فصل آ جائے گی تو آپ کے پاس اگر storage capacity نہیں ہو گی تو farmers سے آپ کیسے خریدیں گے اور اس کو کہاں رکھیں گے؟

دوسری بات یہ ہے کہ میں ان کو تجویز کرتا ہوں کہ they should move to the Federal Government یہ امپورٹ پر ڈیوٹی لگائیں اور ایکسپورٹ کی اجازت لیں۔ جب آپ کی یہ گندم ایکسپورٹ ہو گی تو پھر آپ خرید سکیں گے ورنہ جیسے اعجاز سماں نے کہا ہے کہ اگر آپ اکتوبر میں releases کر دیں تو آپ کا mark up بھی بچنا تھا اور آپ کی storage capacity بھی بڑھنی تھی اور یہ امپورٹ بھی نہیں ہونی تھی۔ Through the connivance of some Lord of the Ring, you could say. یہ ہوا ہے کہ یہ امپورٹ پرائیویٹ سیکٹر میں بھی ہوئی ہے تو اگر وقت پر اس کو releases کر دیتے تو I have all regards for the Food Minister یہ مجھے بتائیں کہ as a mattar of precedent یہ جاتا تھا کہ اکتوبر میں فلور ملوں کو releases شروع ہو جاتی تھی اور یہ کیوں نہیں ہوئیں ہیں، ان کو ٹائم دیا گیا اور وہ امپورٹ ہو گئی ہے اور اب آپ کے پاس storage capacity نہیں ہو گی تو یہ گندم کیسے خریدیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میرے بھائی ایسے ہی فکر مند ہیں اور storage capacity کی بات کرتے ہیں۔ آپ کے سارے علاقے میں گنجیاں لگتی ہیں تو کیا وہ storage capacity نہیں ہے؟ وہاں پر ہم سارا سال گندم رکھتے ہیں اور وہ خراب نہیں ہوتی اور کبھی ایک دانہ بھی خراب نہیں ہوا۔ ایسے ہی یہ فکر مند ہو رہے ہیں اور ہماری یہ ذمہ داری ہے اور ہم اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوں گے انشاء اللہ اور ان کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم اس بارے میں تمام تر اقدامات کر رہے ہیں۔ باقی انہوں نے کمیشن کی بات کی ہے تو یہ بتائیں کہ کس کو کمیشن دیا ہے اور کون کمیشن

لیتا ہے۔ایسے ہی یہ باتیں کر رہے ہیں۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر!ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،بی بی!

محترمہ پروین مسعود بھٹی: شکریہ۔جناب سپیکر!اسی سوال کے جز(ب)کے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ گزشتہ دو سالوں کی سکیم ہائے 04-2003اور 2005 کے دوران ذخیرہ کرنے کے محفوظ انتظامات ہونے کی وجہ سے صوبہ بھر میں محکمہ خوراک کی کسی بھی ذخیرہ گاہ گودام میں گندم ضائع ہوئی اور نہ ہی چوری ہوئی۔جب کسی سے کام غلط ہو جاتا ہے تو مانتے کیوں نہیں ؟اگر چوری نہیں ہوئی ہے اور میں خود یہ ثابت کر سکتی ہوں کہ بہاولپور کے ضلع میں گندم چوری ہوئی اور اس کے بعد انہوں نے ڈی ایف او کو معطل کیا اور اس کے بعد اسے دوسرے شہر میں ترقی دے کر لگا دیا گیا۔یہ چوری اس وقت ہوتی ہے جب ان کے پاس گودام نہیں ہوتے۔ابھی بھی بہاولپور میں صرف ایک خانقاہ میں نورپور اور بہاولپور میں پاسکو کا گودام کئی سالوں سے بنا ہوا ہے۔جہاں پر گندم رکھنے کے لئے جگہ ہی نہیں ہے اور جب جگہ نہیں ہوتی تو یہ میدان ہائر کرتے ہیں اور میدانوں میں گندم کے ڈھیر لگا دیئے جاتے ہیں اور اوپر ترپالیں ڈالتے ہیں اور وہاں سے گندم چوری ہوتی ہے اور بوریوں میں جب یہ گندم بھری جاتی ہے تو اس میں آدھی گندم ہوتی ہے اور آدھی مٹی ہوتی ہے جو کہ منسٹر صاحب کے علم میں ہے لیکن یہ یہاں پر ماننا نہیں چاہتے۔انہیں کہیں کہ جو غلطی ہو وہ مان لیا کریں اور خدا کے لئے گوداموں کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر!جب کسی عورت سے گھر کی ہانڈی خراب ہو جاتی ہے تو کبھی اس نے مانا ہے کہ میں نے ہانڈی خراب کر دی ہے۔یہ تو اس قسم کی بات ہو رہی ہے اور میں حیران ہوں کہ اس میں کیا سوال کیا گیا ہے اور میں اس کا کیا جواب دوں؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!فوڈ ڈیپارٹمنٹ سے اب محترمہ پاسکو میں چلی گئی ہیں جو کہ مرکزی حکومت کے دائرہ اختیار میں آتا ہے اور اس سے ہمارا کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے۔جس گندم کے اوپر ایک آدمی مثلاً نذیر احمد سٹور انچارج ہے اگر اس نے آٹھ ہزار بوری گندم خریدی ہے تو اس آدمی کو ہم اس وقت تک اس سٹور سے نہیں بدلتے جب تک آٹھ ہزار بوری کی مکمل ڈسپوزل نہ کروا دے۔اگر اس

میں دو بوریاں بھی کم ہوں تو اس کو پوری کرنی پڑتی ہیں پھر ہم اس کو وہاں سے تبدیل کرتے ہیں۔ ہم نے اپنی طرف سے بڑا fool proof system رکھا ہوا ہے اور اس سے تمام نقصان پورا کرتے ہیں۔ اگر ایک بوری کا بھی نقصان ہو تو وہ پورا کرتا ہے اس لئے ایسا نہیں ہو سکتا کہ کوئی no man's land ہے کہ جو مرضی کوئی کرتا پھرے اس کو پوچھنے والا کوئی نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ب) کے جواب میں دو باتیں لکھی ہوئی ہیں کہ 384 میٹرک ٹن گندم اہلکاروں کی کوتاہی کی وجہ سے خراب ہوئی جس پر انہوں نے انٹی کرپشن میں مقدمات درج کروائے اور آگے ہے کہ کچھ لوگوں نے 73 لاکھ روپے کی کرپشن کی تو اس میں بھی محکمہ نے انٹی کرپشن میں مقدمات درج کروائے تو میرا سوال یہ ہے کہ ان دونوں درج ہونے والے مقدمات کا اب status کیا ہے اور ملزمان ضمانت پر رہا ہو چکے ہیں یا وہ جیل میں ہیں۔ دوسرے نمبر پر انہوں نے جو نقصان کیا ہے اور ان پر جو recovery ڈالی گئی ہے تو کیا وہ ان سے وصول ہو گئی ہے یا نہیں ہوئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! جز (ب) میں یہ ساری تفصیل لکھی ہوئی ہے اور ان سے ہونے والی recovery کی رقم بھی لکھی گئی ہے جو کہ 14 لاکھ 47 ہزار 364 روپے ان سے وصول ہو گئے ہیں اور باقی کو ملازمت سے برخاست بھی کر دیا گیا ہے اور ان سے recovery بھی ہو رہی ہے۔ یہ ساری تفصیل جواب میں لکھی ہوئی ہے۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ ان پر جو مقدمات ہوئے ہیں تو کیا وہ گرفتار ہوئے ہیں اور اگر ہوئے ہیں تو کیا اس وقت وہ ضمانت پر ہیں یا جیل میں ہیں یا گرفتار بھی نہیں ہوئے یعنی اس وقت ملزمان کا status کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ جب recovery عائد ہوتی ہے تو پھر ان کے خلاف اور۔۔۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! مقدمہ توان کے خلاف درج ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! recovery کے ساتھ اگر کوئی ان کو terms ہو تو وہ بھگتتا ہے۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! جو پرچہ ہوا ہے اس کا status کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! اس میں ایک صاحب ضمانت پر ہیں اور دوسرا absconder ہے جو کہ ملک سے باہر بھاگ گیا ہے لیکن بھاگے ہوئے کے پچھلے خاندان سے ہم recovery پوری کر رہے ہیں۔ ایک کی کورٹ نے ضمانت دے دی ہے اور اس سے بھی ہم recovery کر رہے ہیں۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! وزیر موصوف یہ فرمادیں کہ آج تک محکمہ خوراک نے کتنا mark up گندم پر دیا ہے محکمہ 63 لاکھ روپے روزانہ جو سود کی مد میں دے رہا ہے تو آج تک کتنا سود دیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: حاجی صاحب! This is fresh question جی۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر بیت المال: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بقیہ سوالوں کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جوابات ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں 2002 سے حال تا حال گندم کی خرید پر اخراجات کی تفصیلات

*5127 **ملک اصغر علی قیصر:** کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک محکمہ خوراک ٹوبہ ٹیک سنگھ کو کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ب) کتنی رقم سے گندم خرید کی گئی اور کتنی رقم افسران اور اہلکاران کی تنخواہوں اور ٹی۔اے/ڈی۔اے پر خرچ کی گئی؟

(ج) کتنی رقم سرکاری افسران کی گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول وغیرہ پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم ٹیلی فون، بجلی وغیرہ کے بلوں کی ادائیگی پر خرچ کی گئی؟

(ہ) کتنی رقم کا ان سالوں کے دوران خُورد بُرد کرنے کا انکشاف ہوا اور اس خُورد بُرد کے ذمہ داران کے خلاف جو کارروائی کی گئی اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر خوراک:

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک تمام ہیڈز میں محکمہ خوراک ٹوبہ ٹیک سنگھ کو مجموعی طور پر -/1,86,76,84,562 روپے فراہم کئے گئے۔

(ب) گندم خرید کرنے کے لئے فراہم کردہ رقم -/1,85,51,00,000 روپے ہے۔

1۔ یکم مئی 2002 سے مئی 2004 تک گندم خرید پر خرچ کردہ رقم -/1,15,20,88,078 روپے جبکہ باقی بچ جانے والی رقم -/70,30,11,922 روپے ہیں۔

2۔ یکم جنوری 2002 سے سٹاف کی تنخواہیں اور ٹی۔اے/ڈی اے کے لئے -/1,11,71,500 روپے فراہم کئے گئے۔

یکم جنوری 2002 سے سٹاف کی تنخواہیں اور ٹی۔اے/ڈی۔اے پر خرچ کردہ رقم -/88,22,652 روپے اور بچت -/23,48,848 روپے ہے۔

(ج) یکم جنوری2002 سے گاڑی کی مرمت اور پٹرول کے لئے-/2,59,000روپے فراہم کئے گئے۔
یکم جنوری2002 سے گاڑی کی مرمت اور پٹرول پر خرچ کردہ رقم-/1,53,176 روپے جبکہ بقایا رقم-/1,05,824روپے ہے۔

(د) یکم جنوری2002 سے آج تک ٹیلیفون اور بجلی کے لئے فراہم کردہ رقم -/11,54,062روپے
یکم جنوری2002 سے آج تک ٹیلیفون اور بجلی پر خرچ کردہ رقم-/5,70,875روپے بقایا رقم-/5,83,187روپے
نوٹ:۔ باقی ماندہ رقومات surrender کر دی گئی تھیں۔

(ہ) خُورد بُرد نہ ہونے کی وجہ سے ایسی کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی۔

سابق ملتان ڈویژن میں قائم زرعی اجناس کے گوداموں کی تفصیلات

*6993 سید مجاہد علی شاہ: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حکومت پنجاب کے پاس سابقہ ڈویژن ملتان میں گندم اور دیگر زرعی اجناس ذخیرہ کرنے کی کتنی گنجائش ہے تفصیل دی جائے؟

(ب) سابق ملتان ڈویژن میں خریداری مراکز پر گندم کی حفاظت کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

(ج) کیا صوبائی حکومت کی ضرورت کے مطابق گندم و دیگر زرعی اجناس ذخیرہ کرنے کے لئے گنجائش مکمل ہے اور مزید گودام بنانے کو تیار ہے؟

(د) سابقہ ملتان ڈویژن میں کتنے نجی گودام محکمہ نے کرایہ پر حاصل کئے ہوئے ہیں اور2002 سے آج تک گوداموں کا کتنا کرایہ ادا کیا گیا، تفصیل ضلع و تحصیل وار فراہم کی جائے؟

وزیر خوراک:

(الف) ڈویژن ہذامیں گورنمنٹ گوداموں میں گندم ذخیرہ کرنے کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام ضلع	گنجائش ذخیرہ میٹرک ٹن سٹینڈرڈ	آپریشنل
ملتان	95500	122500 میٹرک ٹن
لودھراں	79500	100000 میٹرک ٹن
وہاڑی	115000	173200 میٹرک ٹن
ساہیوال	96300	139200 میٹرک ٹن
پاکپتن	102400	150650 میٹرک ٹن
خانیوال	133900	160650 میٹرک ٹن
کل	622600	846200 میٹرک ٹن

(ب)

(I) گوداموں میں ذخیرہ کرنے سے قبل گوداموں کو ڈیلٹا میتھرین کا سپرے کیا جاتا ہے۔

(II) گندم ذخیرہ کرنے کے بعد روزانہ کی بنیاد پر گوداموں کی صفائی کی جاتی ہے۔

(III) عارضی مراکز خرید گندم پر گندم کی ذخیرہ کاری کے لئے پختہ اینٹوں سے تھڑا جات جو کہ سطح زمین سے کافی اونچے تعمیر کئے جاتے ہیں۔

(IV) کھلی ذخیرہ گاہوں یعنی گنجیوں کو ترپالین سے ڈھانپ دیا جاتا ہے۔ بعدازاں ذخیرہ کردہ سٹاک کو گوداموں میں زہریلی دھونی دی جاتی ہے جس سے کیڑے مکوڑے وغیرہ تلف ہو جاتے ہیں۔

(ج) محکمہ خوراک پنجاب صرف گندم خرید کرتا ہے۔ یہ گندم صوبہ میں شہری آبادی کی ضروریات کو پورا کرنے کی حد تک کی جاتی ہے۔ ملتان ڈویژن میں سابق سال جو گندم ملوں کو جاری کی گئی اور ضلع وار گوداموں کا گوشوارہ درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	ضلع	اجراء گندم ان میٹرک ٹن	اپریشنل گنجائش ذخیرہ کاری ان میٹرک ٹن
1۔	ملتان	144017.000	122500.000
2۔	لودھراں	29420.000	101000.000

3۔	وہاڑی	45563.000	184200.000
4۔	ساہیوال	33063.000	139200.000
5۔	پاکپتن	12867.000	150600.000
6۔	خانیوال	41355.000	160650.000
کل		306285.000	858200.000

مندرجہ بالا گوشوارہ سے ظاہر ہے کہ دستیاب گودام کئی آنے والے سالوں تک ضروریات کے لئے کافی ہیں جو گندم ضروریات سے فاضل خرید کی جاتی ہے وہ ان علاقوں میں ترسیل کی جاتی ہے جہاں حکومت ضرورت محسوس کرتی ہے۔

(د) ضلع / تحصیل وار ادا کردہ کرایہ کی تفصیل درج ذیل ہے نیز یہ گودام ضلع کونسل کی ملکیت ہیں:۔

سکیم	نام ضلع	تحصیل	تعداد گودام	ادا کردہ کرایہ
2002-03	ملتان	شجاع آباد	2	64627.20
2003-04	ملتان	شجاع آباد	2	64627.20
2002-03	ملتان	ملتان	5	161568.00
2003-04	ملتان	ملتان	5	161568.00
	لودھراں	NIL		
	پاکپتن	NIL		
	خانیوال	NIL		
2002-03	وہاڑی	وہاڑی	5	296106.00
2002-03	وہاڑی	میلسی (پاسکو ایریا)	6	76713.00
2002-03	وہاڑی	بوریوالہ (پاسکو ایریا)	12	273419.00
2003-04	وہاڑی	وہاڑی	3	27273.00
2003-04	وہاڑی	میلسی (پاسکو ایریا)	6	76713.00
2003-04	وہاڑی	بوریوالہ (پاسکو ایریا)	11	142649.00
2004-05	وہاڑی	وہاڑی	3	27273.00
2004-05	وہاڑی	میلسی (پاسکو ایریا)	6	76713.00
2004-05	وہاڑی	بوریوالہ (پاسکو ایریا)	11	142649.00
2002-03	ساہیوال	چیچہ وطنی	7	888703.00
2003-04	ساہیوال	چیچہ وطنی	7	45565.00

2004-05	ساہیوال	چیچہ وطنی	7	615250.00
2002-03	ساہیوال	ساہیوال	7	236250.00
2003-04	ساہیوال	ساہیوال	4	80133.00
2004-05	ساہیوال	ساہیوال	4	134633.00

سال 05-2004 میں ملتان کے لئے گندم
کی خرید اور اہداف کی تفصیل

*6994 سید مجاہد علی شاہ: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) 05-2004 میں ضلع ملتان اور تحصیل شجاع آباد کے لئے سرکاری ہدف گندم جمع کرنے کا کیا تھا کیا اس کے مطابق گندم جمع کی گئی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

(ب) سال 05-2004 میں محکمہ خوراک نے کتنی گندم کس نرخ پر خرید کی؟

وزیر خوراک:

(الف) ضلع ملتان دوران سکیم 05-2004 کا ہدف اور کل خرید کردہ گندم کی تفصیل تحصیل وار درج ذیل ہے:۔

ضلع	تحصیل	ٹارگٹ	خرید کردہ گندم
ملتان	ملتان	102000	23398.918 میٹرک ٹن
	شجاع آباد	53000	23327.199 میٹرک ٹن
	جلال پور پیر انوالہ	45000	43331.760 میٹرک ٹن
		200000	90057.877 میٹرک ٹن

ضلع ملتان دوران سکیم 05-2004 کا ہدف مکمل نہ ہو سکا جس کی وجوہات درج ذیل ہیں:۔

وجوہات:۔

1۔ گندم کی خریداری کے آغاز پر بین الاضلاعی اور بین الصوبائی پابندی نہ تھی۔ تاہم گورنمنٹ نے گندم کی کم متوقع پیداوار کے پیش نظر بین الاضلاعی پابندی عائد کر دی تھی لیکن فلور ملوں اور لائسنس یافتہ پر خریداری اور ذخیرہ کاری پر پابندی نہ تھی۔ فلور ملز مالکان نے گورنمنٹ کی مقرر کردہ ریٹ سے زائد ریٹ پر گندم خرید کر ذخیرہ کی۔

2۔ ضلع ہذا میں سیڈ کارپوریشنوں کی خریداری وذخیرہ کاری۔
3۔ توقع سے کم اوسط پیداوار کا ہونا۔
4۔ سٹیٹ بنک آف پاکستان کی جانب سے گندم کی خریداری اور ذخیرہ کاری کے لئے آسان شرائط اور کم شرح مارک اپ پر غیر محدود قرضہ جات کی فراہمی۔

(ب) دوران سکیم گورنمنٹ نے سرکاری خریداری گندم ریٹ مبلغ -/350روپے فی 40کلو گرام (مبلغ -/875روپے فی100 کلو گرام) علاوہ ازیں -/3روپے فی 100 کلو گرام ڈیلیوری چارجز مقرر کئے لیکن بعد ازاں گورنمنٹ آف پنجاب نے ریٹ مبلغ 895.50روپے فی100 کلو گرام مقرر کیا۔ جس میں -/3روپے فی(100) کلو گرام ڈیلیوری چارجز اور -/7روپے فی 40 کلو گرام ٹرانسپورٹیشن چارجز دیئے۔ اس طرح محکمہ خوراک ضلع ملتان نے 90057.877 میٹرک ٹن گندم خرید کر ذخیرہ کی۔ محکمہ خوراک نے ملتان ڈویژن میں خریداری گندم سکیم 05-2004میں 689335.000 میٹرک ٹن گندم خرید کر ذخیرہ کی۔

شیخوپورہ، قصور، اوکاڑہ، قائم شوگر ملز
اور شوگر سیس کی تفصیل

*2729: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔
(الف) شیخوپورہ، قصور اور اوکاڑہ میں قائم شوگر ملز اور ان کے مالکان کے نام کیا ہیں؟
(ب) ہر شوگر مل سے سال 2004 سے آج تک کتنا شوگر سیس اکٹھا ہوا ہے اور کتنا شوگر سیس کن کن شوگر ملز سے حکومت نے وصول کیا ہے اور کتنا کن کن ملوں سے وصول کرنا ہے؟
(ج) شوگر سیس فنڈ کہاں کہاں خرچ کیا جا سکتا ہے اور اس کے خرچ کی منظوری کون سی اتھارٹی دینے کی مجاز ہے؟
(د) مذکورہ عرصہ کے دوران شوگر سیس فنڈ سے کس کس مل کی حدود کے اندر روڈز اور دیواریں یا دیگر ترقیاتی کام ہوئے، ان ترقیاتی کاموں کے نام اور رقم کی تفصیل نیز یہ کام کس کی اجازت سے ہوئے؟

وزیر خوراک

(الف)

ضلع	شوگر ملز	مالک کا نام
	ضلع شیخوپورہ میں کوئی شوگر ملز نہ ہے۔	
ننکانہ صاحب	حسیب وقاص شوگر ملز	میاں وقاص ریاض
	فوجی شوگر ملز سانگلہ ہل	ملز فوجی فاونڈیشن کی ملکیتی ہے۔ تاہم بریگیڈیر ریٹائرڈ محمد سرفراز خان اس وقت ملز مذکورہ کے M.D ہیں۔
3۔ قصور	برادرز شوگر ملز چونیاں	میاں محمد اسلم بشیر
	پتوکی شوگر ملز پتوکی	میاں محمد اسلم
	مکہ شوگر ملز مانگا روڈ رائیونڈ	ریاض قادر بٹ
4۔ اوکاڑہ	بابا فرید شوگر ملز فیصل آباد روڈ اوکاڑہ	سیٹھ منور علی فیکٹو
	عبداللہ شوگر ملز تحصیل دیپالپور اوکاڑہ	میاں الیاس معراج

(ب) سال 05-2004 میں شوگر کین سیس فنڈز کی تفصیل

نام شوگر ملز	تفصیل واجب الادا سیس	جمع شدہ سیس بقایا
حسیب وقاص	7074760/-	7074262/-
فوجی	4985654/-	4985850/-
برادرز	8939907/-	8940348/-
پتوکی	6756995/-	6756998/-
بابا فرید	5010575/-	5010575/-
عبداللہ	6249521/-	6249522/-

(ج) شوگر کین سیس فنڈ مندرجہ ذیل ترقیاتی امور پر خرچ کیا جا سکتا ہے۔

1۔ سپیشل مرمت / توسیع سڑکات اور پل جو کہ پہلے سے سیس فنڈز سے تعمیر شدہ ہوں۔

II۔ توسیع مرمت لنک روڈ اور پلیاں وغیرہ

III۔ تعمیر نئی لنک روڈ اور پل وغیرہ

IV۔ تحفظ نباتات

V۔ ترقی و تحقیقات

(B) شوگر کین سیس فنڈز کے استعمال کو جائز اور شفاف بنانے کے لئے ضلعی شوگر کین کمیٹی DCO کی سربراہی میں موجود ہے جس میں زمینداروں اور شوگر ملز کے نمائندگان کی مشاورت سے ترقیاتی سکیمیں تیار کی جاتی ہیں اور بعد ازاں یہ کمیٹی اپنی سفارشات دفتر کین کمشنر ارسال کرتی ہے، صوبائی سطح پر پراونشل سیس کمیٹی کے اجلاس میں جس کا سربراہ کین کمشنر پنجاب ہوتا ہے، ضلعی سیس کمیٹی کی سفارشات پر غور کے بعد ان سکیموں کی حتمی منظوری دی جاتی ہے۔ منظوری کے بعد یہ سکیمیں DCO,s کی نگرانی میں سرانجام پاتی ہیں۔

(د) مذکورہ عرصہ کے دوران کسی بھی ملز کی حدود کے اندر سیس فنڈز سے کوئی بھی ترقیاتی کام نہیں ہوا، البتہ شوگر ملز کے علاقہ جات میں ترقیاتی سکیموں کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تحصیل مری و کوٹلی ستیاں کے لئے 2004 تا حال میں آٹے کی سپلائی اور گندم کی خرید کی تفصیلات

*7337 راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل مری، کوٹلی ستیاں میں 2004 سے آج تک کتنا آٹا فوڈ سکیم یا سستا آٹا سکیم کے تحت عوام تک پہنچایا گیا۔ آٹے کی قیمت، تقسیم کا طریق کار، یونین کونسلز وار تفصیل بیان فرمائی جائے؟

(ب) حکومت غریب عوام کو اشیائے خورد و نوش سستے داموں دینے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

(ج) مذکورہ دونوں تحصیلوں میں ہر سال آٹے کی کتنی طلب ہوتی ہے اور اس طلب کا کتنے فیصد حصہ سستے آٹے کی سکیم کے تحت پورا کیا جاتا ہے؟

(د) ضلع راولپنڈی میں 2004 سے آج تک کتنی گندم خرید کی گئی ہے، کہاں کہاں سنٹر قائم ہوئے، گندم کی خریداری کے لئے حکومت نے کتنی رقم فراہم کی نیز گندم کے shortage کے موسم میں مری، کوٹلی ستیاں سے آٹا کی ترسیل صوبہ سرحد، آزاد کشمیر

کو روکنے کے لئے حکومت کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ یہاں عوام کو آٹے کی قلت نہ ہو سکے؟

وزیر خوراک:

(الف) تحصیل مری میں2004 سے آج تک کل7996 تھیلہ جات (فی تھیلہ20 کلو گرام)اور کل 78000 تھیلہ جات (فی تھیلہ10 کلو گرام) جبکہ تحصیل کوٹلی ستیاں میں مذکورہ عرصہ میں کل8040 تھیلہ جات (فی تھیلہ20 کلو گرام)اور کل81900 تھیلہ جات (فی تھیلہ10 کلو گرام) سستا آٹا سکیم کے تحت عوام تک پہنچایا گیا۔20 کلو گرام وزنی تھیلے کی قیمت -/160 روپے جبکہ10 کلو گرام وزنی تھیلے کی قیمت -/90روپے تھی۔

طریقہ تقسیم یہ ہے کہ سستا آٹا کے کوپن حکومت پنجاب جاری کرتی ہے جو متعلقہ ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر بذریعہ مجاز افسران مستحق خاندان کو جاری کرتے ہیں اور انہیں آٹا مراکز فروخت سے مہیا کیا جاتا ہے۔فروخت کی نگرانی متعلقہ مقامی حکومت کے نمائندگان کرتے ہیں۔ سستا آٹا سکیم کے تحت تحصیل مری و کوٹلی ستیاں میں سال2004 سے آج تک یونین وار کونسل وار تفصیل تقسیم آٹا ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) عوام کو سستے نرخوں پر آٹے کی فراہمی کے لئے حکومت سبسڈی فراہم کرتی ہے اور آٹے کی کم سے کم مقررہ قیمت پر مارکیٹ میں فروخت کو یقینی بناتی ہے۔اس سلسلہ میں محکمہ خوراک اتوار بازاروں میں سستے آٹے کی فراہمی کو یقینی بناتا ہے اور مارکیٹ میں آٹے کی کمی شکایات کی صورت میں خصوصی فروخت کے انتظامات بھی کئے جاتے ہیں۔

(ج) تحصیل مری میں176420 افراد کے لئے بحساب124 کلو گرام فی سال کل 21876.080 میٹرک ٹن آٹا کی ضرورت ہوتی ہے۔ طلب کا9 فیصد سستا آٹا سکیم کے تحت پورا کیا جاتا ہے۔

تحصیل کوٹلی ستیاں میں81523 افراد کے لئے بحساب 124 کلو گرام فی سال کل 10108.852 میٹرک ٹن آٹا کی ضرورت ہوتی ہے اور تقریباً19 فیصد ضرورت سستا سکیم کے تحت پوری کی جاتی ہے۔

(د) سال05-2004تا06-2005 میں ضلع راولپنڈی میں 1011.300 میٹرک ٹن

بعوض 90,27,876.50 روپے اور 1492.447 میٹرک ٹن بعوض -/14969227 روپے خرید کی گئی ہے۔ جس کے لئے حسب ذیل مراکز خریداری قائم کئے گئے:۔

نام سنٹر	سال سکیم	خرید کردہ گندم (میٹرک ٹن)	ادا کردہ رقم
بتزراولپنڈی	2004-05	308.400	2745762.50
گوجر خان	---	202.900	1813014
ٹیکسلا I	---	250.000	2230350
اسلام آباد II	---	250.000	2238750
میزان	---	1011.300	9027876.50
اسلام آباد II	2005-06	872.100	8747163
گوجر خان	---	336.847	3378559
ٹیکسلا	---	283.500	2843505
میزان	---	1492.447	14969227

اوپن پالیسی کے تحت دوسرے صوبوں میں آٹا بھجوانے پر پابندی ہے اور نہ ہی متذکرہ عرصہ میں قلت کی شکایت موصول ہوئی ہے۔

ضلع سیالکوٹ میں تعینات فوڈ انسپکٹرز اور ان کی عرصہ تعیناتی کی تفصیلات

7422: **چوہدری انصر اقبال بریار:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں اس وقت جو فوڈ انسپکٹر کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) فوڈ انسپکٹر ایک ضلع میں زیادہ سے زیادہ کتنا عرصہ تعینات رہ سکتا ہے، اس وقت ضلع میں کتنے فوڈ انسپکٹرز اپنا عرصہ تعیناتی پورا کر چکے ہیں اور ان کو وہاں سے ٹرانسفر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خوراک:

(الف) جز (الف) کے جواب کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) فوڈ گرین انسپکٹر کے ایک ضلع میں عرصہ تعیناتی پر کوئی پابندی عائد نہ ہے۔ البتہ ایک سنٹر

پر تین سال سے زائد تعینات نہ رہ سکتا ہے اور اس وقت کسی بھی فوڈ گرین انسپکٹر کا ضلع میں کسی بھی سنٹر پر عرصہ تعیناتی تین سال سے زائد نہ ہے۔ اس لئے ٹرانسفر کرنے کی کوئی وجہ نہ ہے۔

پی پی-70 فیصل آباد میں جون 2002 تا نومبر 2005 تک مستحقین کی بیت المال سے مالی امداد کی تفصیلات

*7483 رانا ثناء اللہ خان: کیا وزیر بیت المال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد شہر کے علاقہ حلقہ پی پی-70 میں جون 2002 سے نومبر 2005 تک جن بے سہارا، غریب خواتین کی مالی امداد از بیت المال اور جن بچیوں کی امداد بسلسلہ جہیز فنڈ کی گئی، ان کے مکمل کوائف ایوان میں رکھے جائیں اور متذکرہ ہر دو صورتوں میں جن کی استدعا مالی امداد مسترد کی گئی اور مسترد کئے جانے کی وجوہات کی مکمل تفصیل کوائف ایوان میں پیش کئے جائیں؟

(ب) جون 2002 تا نومبر 2005 فیصل آباد شہر میں کل کتنے افراد کو کل کتنی رقم بسلسلہ مالی امداد ہر قسم، جہیز فنڈ تقسیم کی گئی تفصل ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر بیت المال:

(الف) فیصل آباد شہر کے علاقہ حلقہ پی پی-70 میں جون 2002 سے نومبر 2005 تک جن بے سہارا، غریب خواتین کی مالی امداد از بیت المال اور جن بچیوں کی امداد بسلسلہ جہیز فنڈ کی گئی ان کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

علاوہ ازیں ہر دو صورتوں میں جن کی استدعا مالی امداد مسترد کی گئی ان کی تفصیل مسترد کئے جانے کی وجوہات کے ساتھ تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جون 2002 تا نومبر 2005 از بیت المال فیصل آباد شہر میں کل 958 افراد کی مبلغ -/45,52,755 روپے مالی امداد کی گئی تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع قصور میں محکمہ خوراک کے سٹاف، شکایات اور کارروائی کی تفصیل

*7503: سردار پرویز حسن نکئی: کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع قصور میں محکمہ خوراک کے تحت کتنا عملہ کہاں کہاں کام کر رہا ہے، ان کے نام، پتاجات، تعلیمی قابلیت اور عرصہ تعیناتی کیا ہے؟

(ب) گزشتہ تین سالوں سے لے کر آج تک کتنے ملازمین کے خلاف شکایات کرپشن اور اختیارات کے غلط استعمال بارے پائی گئیں، ان کے خلاف کی گئی کارروائی کی تفصیلات مہیا کی جائیں؟

وزیر خوراک:

(الف) مطلوبہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب)

نمبر شمار	نام اہلکار	جس کے تحت کارروائی عمل میں لائی گئی
1.	(1) سلیم احمد عرشی ولد مختار احمد عرشی، فوڈ گرینز انسپکٹر (حال معطل)	1۔ اہلکار نے سکیم 01-2000 میں سرکاری گودام اور گنجیوں میں گندم کا ذخیرہ کیا۔ دسمبر 2001 میں ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر قصور نے سنٹر کا دورہ کیا اور دوران انسپکشن 131.100 ٹن گندم کم نکلی۔ جس میں کچھ رقم گندم لے کر اہلکار نے سرکاری گودام میں جمع کروا دی جبکہ -/10,40,649 روپے نقصان بقایا ہے جس پر اہلکار کے خلاف کارروائی عمل میں لائی گئی اور پولیس میں مقدمہ درج کروایا گیا۔ اس اہلکار کے خلاف محکمانہ کارروائی ریموول فرام سروس آرڈیننس 2000 کے تحت بھی کی جا رہی ہے۔ 2۔ معطلی پر جب اہلکار کو چارج دینے کے لئے کہا گیا تو اس نے پہلے تو لیت و لعل سے کام لیا اور جب چارج دیا گیا تو 103 ترپال 560+1176 بوری خالی کم تھیں جس پر اس کے خلاف پولیس میں مقدمہ درج کروایا گیا۔ اب کیس انٹی کرپشن عدالت میں زیر سماعت ہے اور اہلکار قصور جیل میں ہے۔
-2	محمد اصغر شاہین ولد چراغ دین و عبدالغفور فوڈ گرینز سپر وائزر (حال معطل)	2۔ سال 02-2001 میں چونیاں سنٹر پر محمد سعید AFC (مرحوم) محمد اصغر شاہین اور عبدالقعور فوڈ گرینز سپر وائزر تعینات تھے۔ جنھوں نے کل 15211.500 ٹن گندم ذخیرہ کی۔ حتمی نکاس پر 193.050 ٹن گندم کم نکلی۔ جس میں سے محمد سعید نے -/249000 روپے اور اصغر شاہین نے -/150000 روپے سرکاری کھاتہ میں جمع کروا دیئے جبکہ عبدالغفور نے کوئی رقم جمع نہ کروائی۔ انٹی کرپشن میں دفتر کی گزارش پر مقدمہ درج کروایا گیا جس میں تینوں اہلکاران کو ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے۔ محمد سعید فوت ہو چکا ہے جبکہ دیگر دونوں اہلکاران ضمانت پر ہیں۔ محکمانہ کارروائی ریموول فرام سروس آرڈیننس 2000 کے تحت بھی جاری ہے۔ اس کی انکوائری ڈپٹی ڈائریکٹر ایڈمن فوڈ ڈائریکٹریٹ پنجاب کر رہے ہیں۔

دوسرے صوبوں اور بیرون ملک گندم کی برآمد کی تفصیلات

*7564 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے صوبہ بلوچستان اور صوبہ سرحد کو سال 04-2003 میں سرکاری طوری پر گندم سپلائی کی تھی، اگر ہاں تو اس کی مقدار اور ریٹ بیان فرمائیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت پنجاب نے وفاقی حکومت کو گندم برآمد کرنے کے لئے فراہم کی ہے اگر ہاں تو کتنی، کس ریٹ پر اور کن ممالک کو تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر خوراک:

(الف) یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب کی طرف سے سرکاری طور پر صرف صوبہ بلوچستان کو9025 میٹرک ٹن گندم سکیم 04-2003 میں بحساب -/10250 روپے فی میٹرک ٹن فراہم کی گئی۔

(ب) یہ درست نہ ہے کیونکہ محکمہ خوراک پنجاب نے وفاقی حکومت کو بیرون ممالک برآمد کرنے کے لئے گندم فراہم نہ کی۔

سال05-2003 باردانہ کی خرید کی تفصیلات

*7565 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ خوراک نے سال04-2003 اور05-2004 کے لئے باردانہ خریدا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو ان سالوں میں کتنی مالیت کا کتنا باردانہ خریدا گیا، کن کن پارٹیوں / فرموں سے اور کس ریٹ پر، تفصیل بیان کی جائے؟

(ج) کیا خرید کئے گئے باردانہ کی کوالٹی صحیح تھی اگر ہاں تو اسے چیک کرنے کا کیا اصول اپنایا گیا تھا؟

وزیر خوراک:

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ خوراک نے سال04-2003 اور05-2004 کے لئے باردانہ خریدا تھا۔

(ب)

خریداری باردانہ سال	خرید کردہ باردانہ کی مقدار گانٹھوں میں	کل مالیت	ریٹ	نام پارٹی/فرم
2003-04	88,050 جیوٹ گانٹھ (فی گانٹھ 300 بوری)	1,32,07,50,000/- روپے	50/- روپے	میسرز یونائٹڈ، تھل مدینہ، سرگودھا، وائٹ پرل، پایئنر، حبیب سہیل، کریسنٹ وامین فیبرکس جیوٹ ملز
2004-05	25,000 جیوٹ گانٹھ	37,50,00,000/- روپے	50/- روپے	میسرز یونائیٹڈ، مدینہ، سرگودھا، وائٹ پرل، پائنیر، حبیب سہیل، کریسنٹ، امین فیبرکس، علی پوروانڈس جیوٹ ملز
2004-05	15,000 پی پی گانٹھ	18,37,50,000/- روپے	12.25/- روپے فی تھیلہ	میسرز لاہور پولی، پولی پیک، عارفین انڈسٹری، سائٹران ومیانی پولی، پی پی انڈسٹری

(ج) خرید کردہ باردانہ کی کوالٹی صحیح تھی محکمہ خوراک پنجاب ایک منظم طریق کار کے تحت باردانہ کی خرید کرتاہے۔ محکمہ خوراک نے سینئر ٹیکنیکل آفیسر مقرر کیا ہوا ہے جو خریدے جانے والے باردانہ کی کوالٹی کو چیک کرنے کے لئے ٹیکنیکل آفیسر نامزد کرتا ہے اور حکومت کے مقرر کردہ معیار کو مدنظر رکھتے ہوئے معائنہ کرتا ہے۔ باردانہ خریدے جانے سے بیشتر اس کی کوالٹی زرعی یونیورسٹی فیصل آباد، پی سی ایس آئی آر، سنٹرل ٹیسٹنگ لیبارٹری، آرمی سٹور انسپکشن ڈپو اور نیشنل ٹیکسٹائل یونیورسٹی فیصل آباد کی لیبارٹریوں سے بھی چیک کروائی جاتی ہے۔ معیاری ہونے کی صورت میں باردانہ خرید کیا جاتا ہے۔

ضلع گوجرانوالہ میں 04-2002 تک شوگر سیس کی وصولی واخراجات کی تفصیلات

*7567 محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں شوگر سیس کی مد میں سال 03-2002 اور 04-2003 میں کتنی رقم وصول ہوئی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سیس میں سے ضلع کے منصوبوں کی بابت تجاویز اور ان کی منظوری کا اختیار ڈسٹرکٹ شوگر کین سیس کمیٹی کو ہے، اگر ہاں تو منظور کئے گئے، منصوبوں کے نام مع ان کے لئے تجویز کردہ رقم کیا ہے، نیز مذکورہ کمیٹی میں شامل شوگر ملز اور کاشتکاران کے نام کیا ہیں، تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر خوراک:

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں شوگر سیس فنڈ کی مد میں جمع شدہ رقم کی سال وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	(رقم)روپے
2002-2003	4,82,455/-
2003-2004	1,92,810/-
2004-2005	39,881/-
میزان	7,15,146/-

(ب) یہ درست ہے کہ شوگر سیس فنڈ سے ضلع کے منصوبوں کی منظوری کا اختیار ڈسٹرکٹ شوگر کین سیس کمیٹی کو ہے جس کا سربراہ ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر ہے۔ مذکورہ کمیٹی نے سال05-2004 میں دو منصوبوں کی سفارش ارسال کی جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام منصوبہ	لاگت
1۔	بحالی سڑک ازنت کلاں تاابن والی براستہ جلال چوک تحصیل وضلع وزیرآباد	1.408ملین روپے
2۔	بحالی سڑک ازراہ والی تااسداللہ خان براستہ تلونڈی کھجوروالی، ٹھٹھہ دادچندر کی تحصیل وضلع گوجرانوالہ	2.672ملین روپے

ان سکیموں کی مابعد منظوری صوبائی شوگر کین سیس کمیٹی نے دی ہے۔ ضلعی سیس کمیٹی گوجرانوالہ میں شامل شوگر ملزاور کاشتکاران کے نمائندوں کے نام درج ذیل ہیں:۔

1۔	کرنل انور عالم (ریٹائرڈ) ڈپٹی جنرل منیجر،	پھالیہ شوگر ملز
2۔	محمد اصغر خان، ڈپٹی جنرل منیجر (کین)،	۔ایضاً۔
3۔	چودھری طالب حسین ولد مہرالٰہی ساکن گاؤں وریال تحصیل وزیرآباد	نمائندہ کاشتکاران
4۔	ذوالفقار احمد چٹھہ ولد نذیر محمد ساکن پنڈوری کلاں تحصیل وزیرآباد	۔ایضاً۔

اضلاع لاہور، شیخوپورہ اور قصور میں گندم کی خورد بُرد کی تفصیل

*7568 محترمہ طلعت یعقوب: کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع لاہور، شیخوپورہ اور قصور میں گندم سٹور کرنے کے لئے محکمہ

خوراک کے گودام ہیں، اگر ہاں تو ان کی کتنی کتنی گنجائش ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ خوراک کا عملہ گندم کی خُورد بُرد میں ملوث رہتا ہے، اگر ہاں تو لاہور، شیخوپورہ اور قصور میں سال2002تا2004 کتنی گندم خُورد بُرد کی گئی اور ان میں ملوث عملہ کے نام کیا ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ اضلاع میں گندم سٹور کرنے کے لئے گوداموں کی تعداد ضرورت کے مطابق نہ ہے، اگر ہاں تو کیا حکومت نئے گودام تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور کب تک؟

وزیر خوراک:

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ اضلاع لاہور، شیخوپورہ اور قصور میں محکمہ خوراک کے گندم سٹور کرنے کے لئے گودام ہیں اور ان کی کل گنجائش مندرجہ ذیل ہے۔

ضلع	تعداد	گودام گنجائش
لاہور	77	108023میٹرک ٹن
شیخوپورہ	133	151500میٹرک ٹن
قصور	51	52500میٹرک ٹن
میزان	261	312023میٹرک ٹن

(ب) ضلع لاہور اور شیخوپورہ میں04-2002تک کوئی گندم خُورد بُرد نہ ہوئی ہے صرف ضلع قصور میں چونیاں سنٹر02-2001 میں مندرجہ ذیل اہلکاران گندم خُورد بُرد کرنے میں ملوث پائے گئے۔

1۔ محمد سعید(AFC)مرحوم

2۔ محمد اصغر شاہین FGS(حال معطل)

3۔ عبدالغفور FGS(حال معطل)

ان تین اہلکاران نے193.050میٹرک ٹن گندم خُورد بُرد کر لی ان کے خلاف بشمولDFCمحکمانہ کارروائی ہو رہی ہے جبکہ ان کے خلاف انٹی کرپشن میں بھی کارروائی جاری ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ مذکورہ اضلاع میں گوداموں کی تعداد ضرورت کے مطابق نہ ہے۔

مطلوبہ ضرورت تعداد گودام کے ضمن میں منصوبہ بندی جاری ہے۔

دیگر صوبوں کو04-2003تک گندم /آٹے کی غیر قانونی سپلائی کی تفصیل

*7571چودھری زاہد پرویز: کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب سے صوبہ سرحد اور صوبہ بلوچستان کو گندم اور آٹا غیر قانونی طور پر سپلائی کیا جاتا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو سال2003اور2004میں غیر قانونی طور پر سپلائی کرتے وقت پکڑے جانے والی گندم /آٹے کی مقدار، سپلائرز کے نام اور غیر قانونی ترسیل میں استعمال ہونے والے ذرائع کی تفصیل کیا ہے؟

وزیر خوراک:

(الف) دوسرے صوبہ جات کی ضرورت پوری کرنے کے لئے محکمہ خوراک سرکاری طور پر گندم فراہم کرتا ہے لیکن چند عناصر غیر قانونی طور پر دوسرے صوبوں کو گندم /گندم کی مصنوعات ترسیل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جن کے خلاف محکمہ قانونی کارروائی عمل میں لاتا ہے چونکہ سال04-2003میں دوسرے صوبوں کو گندم مہیا کرنے پر پابندی تھی۔ لہذا جن لوگوں نے غیر قانونی طور پر گندم دوسرے صوبوں کو لے جانے کی کوشش کی۔ان کے خلاف حسب ضابطہ قانونی کارروائی عمل میں لائی گئی۔

(ب) جیسا کہ پیرا(الف) میں ذکر کیا جا چکا ہے۔صوبہ پنجاب سے غیر قانونی گندم کی ترسیل کی مذکورہ عرصہ میں حوصلہ شکنی کی جاتی رہی ہے اور جن عناصر نے اس سلسلہ میں کوشش کی ان کے خلاف مقدمات درج کرائے گئے مطلوبہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گوجرانوالہ / حافظ آباد میں شوگر سیس کی رقم اور استعمال کی تفصیل

*7608چودھری زاہد پرویز اور لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری2004سے آج تک گوجرانوالہ اور حافظ آباد میں شوگر سیس کی مد میں کتنی

رقم کس کس شوگر مل سے وصول ہوئی؟

(ب) اس عرصہ کے دوران یہ رقم جن ترقیاتی منصوبوں پر خرچ ہوئی،ان کے نام، تخمینہ لاگت اور مدت تکمیل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) یہ منصوبے جن اتھارٹیز کی سفارشات پر شروع کئے گئے،ان کے نام،عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اس وقت ان اضلاع میں کتنی رقم شوگر سیس کی مد میں کس کس اکاؤنٹ میں جمع ہے؟

وزیر خوراک:

(الف) اضلاع گوجرانوالہ اور حافظ آباد میں کوئی شوگر ملز نہ ہے۔تاہم دیگر اضلاع کی شوگر ملز کی جانب سے اس مد میں جمع کردہ رقوم میں سے ضلع گوجرانوالہ اور حافظ آباد کو خرید کردہ گنا کے تناسب سے جاری کردہ سیس کی تفصیل تحریر ذیل ہے۔

ضلع	شوگر ملز	رقم (روپے)
گوجرانوالہ	پھالیہ	39881/-
حافظ آباد	فوجی	316794/-
	ہنزہ	153815/-
	نیشنل	27333/-
	پھالیہ	161784/-
	یوسف	10600/-
	میزان	670326/-

(ب) تاحال مذکورہ رقم کسی ترقیاتی منصوبہ پر خرچ نہ ہوئی ہے کیونکہ ابھی تک کوئی ترقیاتی سکیم ان اضلاع کی کمیٹیوں نے ارسال نہ کی ہے۔ ترقیاتی منصوبے ضلعی سیس کمیٹی جس کے سربراہ ڈی سی او صاحبان ہوتے ہیں۔ زمینداروں اور ملز کی نشاندہی پر اپنے اجلاس میں زیر غور لانے کے بعد موزونیت کی بنیاد پر سفارش کرتی ہے۔ مابعد صوبائی کمیٹی جس کا سربراہ کین کمشنر ہوتا ہے۔اجلاس میں ان سکیموں کی حتمی منظوری دیتا ہے۔

(ج) مذکورہ بالا جواب کی حسب تحریر بالا ابھی تک کوئی ترقیاتی سکیم شروع نہ کی گئی ہے۔

(د) شوگر سیس کی رقم بذریعہ فنانس ڈیپارٹمنٹ متعلقہ ضلع کے ڈی سی او کے P.I.A میں

ٹرانسفر ہوتی ہے۔ گوجرانوالہ اور حافظ آباد کی تفصیل یوں ہے۔

1۔	گوجرانوالہ	-/629823روپے
2۔	حافظ آباد	-/3588000روپے

چینی کی قیمت میں اضافے کا جواز

*7622 **محترمہ فائزہ احمد ملک:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 9۔دسمبر 2005 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق صوبائی دارالحکومت لاہور میں سو کلو چینی کی بوری میں -/80 روپے اضافہ کر دیا گیا اور اس کی قیمت -/2870 روپے سے بڑھ کر -/2950 روپے تک پہنچ گئی؟

(ب) اگر اس اضافہ کی اجازت حکومت سے لی گئی تو جس اتھارٹی نے اجازت دی، اس کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) یکم اکتوبر 2005 کو سو کلو چینی کی بوری کی قیمت کتنی تھی اور اس کے بعد سے آج تک اس کی قیمت میں کتنا اضافہ ہوا ہے؟

وزیر خوراک:

(الف) چینی کی قیمت حکومت کی جانب سے مقرر کردہ نہ ہے بلکہ اس کے تصرف اور سپلائی کے پیش نظر قیمت میں اتار چڑھاؤ ہوتا رہتا ہے۔ گزشتہ ماہ شوگر ملوں اور کاشتکاروں کے درمیان قیمت گنا کے اختلاف کی وجہ سے چند ملوں نے کرشنگ بند کر دی تھی جس کی وجہ سے چینی کی قیمت میں اضافہ ہوا۔ اب چونکہ تمام ملیں گنا کی کرشنگ کر رہی ہیں اس لئے چینی کی قیمت میں استحکام ہے۔

(ب) حسب تحریر بالا چینی کی قیمت کھلی مارکیٹ میں اس کی طلب و رسد کی بنیاد پر مقرر ہوتی ہے۔ تاہم چینی اور دیگر اشیاء خُورد کی قیمتوں اور رسد میں استحکام برقرار رکھنے کے لئے ضلعی پرائس کنٹرول کمیٹیاں متعلقہ DCO صاحبان کی سربراہی میں کام کر رہی ہیں جو ناجائز منافع خوری کی صورت میں کارروائی عمل میں لاتی ہیں۔

(ج) یکم اکتوبر 2005 کو سو کلو چینی کی بوری کا ایکس مل ریٹ -/2790 روپے تھا جو اب -/

2765تا-/3040روپے فی سو کلو گرام ہے۔

2002تا2005رحیم یار خان کے لئے بیت المال سے جاری فنڈز کی تفصیل

*7708میاں محمد اسلم (ایڈووکیٹ): کیا وزیر بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) جنوری2002سے نومبر2005تک ضلعی بیت المال کمیٹی رحیم یار خان کے ذریعے بیت المال فنڈ سے مالی امداد / قرضہ بلاسود کتنے ہنر مند افراد کو کن شرائط پر تحصیل خانپور ضلع رحیم یار خان میں کتنی مالیت تک دیا گیا ہے۔ تفصیل ہر تحصیل بیان کی جائے، ان کے نام اور ایڈریس کیا ہیں؟

(ب) کتنے لوگوں کو یکمشت مالی امداد دی گئی ان کے نام اور ایڈریس کیا ہیں۔ کتنے طالب علموں کو تعلیمی وظائف دیئے گئے ان کے نام اور مکمل ایڈریس کیا ہیں؟

(ج) کتنی بچیوں کی شادی پر امداد دی گئی ان کے نام اور ایڈریس بیان فرمائیں، کتنے لوگوں (غریب) کو علاج معالجہ کے لئے امداد دی گئی ان کے نام اور ایڈریس بیان فرمائیں؟

وزیر بیت المال:

(الف) جنوری2002سے نومبر2005تک ضلعی بیت المال کمیٹی کے فنڈ سے تحصیل خان پور سے تین افراد کو مبلغ -/65ہزار روپے قرض بلاسود کی مد میں فراہم کئے گئے، جس کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) کل1283افراد کو مالی امداد اور426طالب علموں کو وظائف دیئے گئے۔ جس کی میٹنگ اور تحصیل وار تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کل396بچیوں کو شادی کے لئے اور40افراد کو علاج و معالجہ کے لئے امداد دی گئی جس کی میٹنگ اور تحصیل وار تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

رحیم یار خان میں محکمہ خوراک کے سٹاف، ڈیفالٹرز اور تبادلہ جات کی تفصیلات

*7709میاں محمد اسلم (ایڈووکیٹ): کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع رحیم یار خان میں کتنے فوڈ انسپکٹرز، فوڈ سپر وائزر اور اسسٹنٹ فوڈ کنٹرولر فرائض

سرانجام دے رہے ہیں نیز سرکاری بقایا جات کن کن کے ذمہ واجب الادا ہیں اور کن کن کے خلاف محکمانہ کارروائی کی جارہی ہے؟

(ب) سال2001 تا2005 کتنی گندم اور کتنا باردانہ damage ظاہر کیا گیا نیز D.F.C اور DY D.F.C کو damage باردانہ اور گندم write off کرنے کے کیا اختیارات ہیں اب تک محکمہ نے کتنے فوڈ انسپکٹرز اور A.F.C سپروائزر کی گندم قدرتی آفات و بارش کی بنا پر write off کی، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر رحیم یار خان نے سال04-2003 اور سال05-2004 میں کتنے ڈیفالٹر فوڈ انسپکٹر، سپروائزر اور A.F.C کی پوسٹنگ فوڈ سنٹرز میں کی ہے، جب ڈیفالٹر فوڈ انسپکٹرز، سپروائزر، A.F.C کی پوسٹنگ کی گئی تو محکمہ خوراک کے باقی ملازمین جو ڈیفالٹرز ہیں کی پوسٹنگ غلہ گودام سنٹرز اور فلگ سنٹرز پر نہ کرنے کی کیا وجوہات تھیں؟

(د) 2005 میں کل کتنے ایسے فوڈ انسپکٹرز و سپروائزر ہیں جن کی posting ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر نے نہ کی، اس کی کیا وجوہات ہیں؟

(ہ) مورخہ 30۔اگست2005 کو ایک روزنامہ میں D.F.O رحیم یار خان فاروق علوی کی کرپشن اور محکمانہ بے ضابطگیوں کے بارے میں شائع ہونے والی خبر پر محکمہ خوراک نے اب تک کیا action لیا آیا ان کو معطل کر کے ان کے خلاف کوئی انکوائری زیر عمل ہے، اگر ہاں تو مکمل تفصیل، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر خوراک:

(الف) ضلع رحیم یار خان میں فوڈ انسپکٹر4 فوڈ گرین سپروائزر اور5۔اسسٹنٹ فوڈ کنٹرولرز فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ ان میں سے درج ذیل اہلکاران کے ذمہ سرکاری بقایاجات واجب الادا ہیں۔

نمبر شمار	نام اہلکار	کل واجب الادا	وصول شدہ	بقایا
1	ضمیر اشرف مزاری AFC	471899/-	125700/-	346199/-
2	ملک محمد ساجد AFC	88400/-	23224/-	65176/-
3	رفعت انجم درانی FGI	918720/-	177820/-	740900/-
4	ملک خالد محمود FGI	90122/-	41822/-	48300/-
5	ملک اظہر کوریجہ FGI	934079/-	2500/-	931579/-
6	محمد انور FGI	27620/-	2700/-	24920/-
7	غلام مصطفی بخاری FGi	83125/-	3900/-	79225/-

میزان -/2613965 -/377666 -/2236299

مندرجہ بالا تمام اہلکاران کے خلافPRSO,2000کے تحت تادیبی کارروائی زیر تکمیل ہے علاوہ ازیں ان تمام کی تنخواہ سے باقاعدہ کٹوتی بھی کی جارہی ہے۔

(ب) سال2001تا سال2005ضلع رحیم یار خان میں کسی بھی سنٹر پر گندم damage/ ناکارہ نہ ہوئی ہے۔البتہ دوران سال02-2001 پی آر سنٹر جمال دین والی پر 307.602میٹرک ٹن گندم مالیتی-/2962699روپے کی گوداموں میں کمی واقع ہوئی متعلقہ اہلکار مسمی ضمیر اشرف مزاریAFCپر بغیر کسی رعایت کے تمام رقوم کی recoveryعائد کی گئی،اس میں سے اب تک -/2616500روپے رومول کر کے خزانہ سرکار میں جمع کرادیئے گئے ہیں۔بقایا-/346199روپے کے سلسلہ میں تادیبی کارروائی چل رہی ہے۔ جہاں تک باردانہ کے ہونے کا تعلق ہے تو سال2001تا 2005ماسوائے پی آر سنٹر جمال دین والی سال02-2001تعداد بوری1857کے کوئی باردانہdamageظاہر نہیں کیا گیا۔ بعد از انکوائری1300بوریوں کی recovery مبلغ-/65000روپے اہلکار پر عائد کی گئی جو بعد ازاں وصول کر کے خزانہ سرکار میں جمع کرا دی گئی۔ بقیہ557 بوریوں کے ناکارہ پن کو درست تسلیم کرتے ہوئے ڈپٹی ڈائریکٹر فوڈ بہاولپور نے ان کی نیلامی کی حسب قواعد و ضوابط اجازت دی۔ DFC/AFCکو گندم یا باردانہ کو write off کرنے کے کوئی اختیارات نہ ہیں۔

(ج) محکمانہ پالیسی کے مطابق ایسے اہلکاران جن کے ذمے واجب الادا رقم ایک لاکھ یا ایک لاکھ سے زائد ہو وہ کسی بھی سنٹر پر تعیناتی کے اہل نہ ہوتے ہیں۔چنانچہ04-2003اور سال 05-2004کے دوران کسی بھی ایسے اہلکار/ڈیفالٹر کو کسی سنٹر پر تعینات نہ کیا گیا ہے۔ ایسے اہلکاران کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام اہلکار
1۔	ضمیر اشرف مزاری AFC
2۔	رفعت انجم درانی FGI
3۔	عبدالباسط FGS

مراکز پر تعیناتی کے وقت صرف اور صرف محکمانہ قواعد و ضوابط کو مدنظر رکھا گیا اور کسی

بھی اہلکار کے ساتھ کوئی امتیازی سلوک نہ کیا گیا۔

(د) سال 2005 میں مختلف مراکز پر تعینات کئے گئے اہلکاران کی تعداد حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام اہلکاران	تعداد
1۔	اسسٹنٹ فوڈ کنٹرولر	4
2۔	فوڈ گرین انسپکٹر	22
3۔	فوڈ گرین سپروائزر	2

چونکہ مذکورہ بالا اہلکاران محکمانہ پالیسی کے مطابق مراکز پر تعینات کئے جانے کے اہل تھے چنانچہ ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر نے انہیں مختلف مراکز پر تعینات کر دیا۔

(ہ) مورخہ 30۔اگست 2005 کو ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر عمر فاروق علوی کے خلاف اخبار میں جو خبر شائع ہوئی اس پر مسمی عمر فاروق علوی، سابق ڈی ایف سی رحیم یار خان کے خلاف انکوائری رپورٹ مکمل کر کے ڈائریکٹر فوڈ پنجاب اور نائب ناظم خوراک (انتظامیہ) کی جانب سے مورخہ 2005-10-15 کو ایڈمنسٹریٹو ڈیپارٹمنٹ کو ترسیل کی جا چکی ہے، نیز سیکرٹری فوڈ نے مسمی عمر فاروق علوی مذکورہ کو محکمہ خوراک ہذا سے فارغ کر کے واپس S&GAD بھیج دیا ہے اور اس کے خلاف محکمانہ انضباطی کارروائی عمل میں لانے کی سفارش کی ہے۔ جس کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع قصور میں شوگر ملز کی تعداد اور کسانوں کے بقایاجات کی تفصیل

*7729 جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع قصور میں قائم شوگر ملز کی تعداد اور نام بتائیں؟

(ب) اس وقت مذکورہ شوگر ملوں کے ذمہ کتنی رقم کسانوں کی واجب الادا ہے؟

(ج) شوگر ملوں کی انتظامیہ کسانوں کے بقایاجات کب تک ادا کر دے گی، تاریخ سے آگاہ کریں؟

(د) کیا ان شوگر ملز کی انتظامیہ کسانوں کو گنا کی پیداوار بڑھانے کے لئے کوئی سہولت فراہم کرتی ہے؟

وزیر خوراک:

(الف) ضلع قصور میں اس وقت تین شوگر ملز کام کر رہی ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ برادر شوگر ملز ٹھینگ موڑ چونیاں روڈ چونیاں

2۔ پتو کی شوگر ملز ملتان روڈ پتو کی

3۔ مکہ شوگر ملز چک 65 مانگا روڈ قصور

(ب) مورخہ 31-1-06 تک کی صورت حال درج ذیل ہے۔

برادرز شوگر ملز نے کل رقم مبلغ -/29,91,82,086 روپے میں سے مبلغ -/29,20,30,708 روپے 97.61 فیصد کسانوں کو بطور قیمت گنا ادا کر دیئے ہیں۔

2۔ پتو کی شوگر ملز نے مبلغ -/19,76,86,447 روپے میں سے مبلغ -/16,64,85,949 روپے 84.22 فیصد قیمت خرید گنا کسانوں کو ادا کر دیئے ہیں۔

3۔ مکہ شوگر ملز نے مبلغ -/6,95,18,647 روپے میں سے مبلغ -/66738932 روپے 96 فیصد ادا کر دیئے ہیں۔

(ج) جیسا کہ مذکورہ بالا اعداد سے عیاں ہے کہ قیمت گنا کی ادائیگی ملیں بر وقت کر رہی ہیں تاہم بقایا قواعد کے مطابق ملیں کسانوں کو قیمت 15 یوم کے اندر ادا کرنے کی پابند ہیں بصورت دیگر 11 فیصد سالانہ مارک اپ کے ساتھ ادائیگی کی پابند ہیں۔

(د) ملیں انفرادی طور پر کسانوں سے گنے کی خرید کے معاہدے کرتی ہیں اور انہیں کھاد بیج کی خرید کے لئے ایڈوانس رقم یا قرضے کی سہولت فراہم کرتی ہیں۔

ضلع اوکاڑہ میں رعائتی قیمت پر آٹے کی سپلائی اور گندم کی خرید کے ہدف کی تفصیلات

*7730 جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) 2005 میں اوکاڑہ اور تحصیل دیپالپور میں محکمہ خوراک نے کتنا آٹا رعائتی قیمت پر سپلائی کیا؟

(ب) اوکاڑہ ضلع میں گندم کے سیزن 2005 میں گندم خرید کرنے کا حکومت کا کیا پروگرام تھا، کیا ہدف پورا کیا گیا؟

(ج) ضلع ہذا میں گندم کی خرید کے لئے کس کس جگہ پر سنٹر قائم کئے گئے؟

(د) اوکاڑہ میں 2005 میں گندم کو سٹور کرنے کے لئے کتنے سرکاری اور کتنے پرائیویٹ

گودام لئے گئے ہیں۔الگ الگ تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر خوراک:

(الف) 2005 کے دوران ضلع اوکاڑہ میں 2,13,670 تھیلے سستا آٹا فروخت کئے گئے تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام تحصیل	رمضان پیکج	سستا آٹا	کل تھیلہ
اوکاڑہ	30503	102978	133481
دیپالپور	12406	48084	60490
رینالہ خورد	820	18879	19699
کل میزان	43729	169941	213670

(ب) ضلع اوکاڑہ میں گندم کے سیزن 2005 کے دوران محکمہ خوراک حکومت پنجاب نے گندم خرید کرنے کا ہدف دو لاکھ میٹرک ٹن مقرر کیا۔ جس میں سے 83527.200 میٹرک ٹن گندم خرید ہوئی یوں مقرر کردہ ہدف پورا نہ ہو سکا یہ گندم خرید مقرر کردہ ہدف کا 41.76 فیصد بنتا ہے۔

(ج) گندم خرید کے لئے ضلع ہذا میں درج ذیل جگہوں پر سنٹرز قائم کئے گئے۔

نمبر شمار	قائم کردہ سنٹر	نمبر شمار	قائم کردہ سنٹر	نمبر شمار	قائم کردہ سنٹر
1	شیر گڑھ	2	شیر گڑھ	3	دیپالپور
4	بصیر پور	5	حویلی لکھا	6	ہیڈ سلیمانکی
7	شاہمد	8	روحیلہ تیجے کا	9	چورستہ میاں خان
10	دھرمہ	11	بونگہ صالح	12	جموں وچھل
13	سکھ پور	14	پپلی پہاڑ	15	حجرہ شاہ مقیم
16	راجووال	17	ڈھلیانہ	18	40/D
19	جسوکی	20	منڈی احمد آباد	21	رینالہ خورد
22	اختر آباد				

(د) ضلع اوکاڑہ سیزن 2005 کے دوران 31 سرکاری گودام استعمال کئے گئے ہیں۔ پرائیویٹ کوئی گودام حاصل نہ کیا گیا ہے جبکہ عارضی مراکز ہیڈ سلیمانکی، جسوکی، حجرہ شاہ مقیم، شاہمد، روحیلہ تیجے کا، راجووال، منڈی احمد آباد، پپلی پہاڑ، سکھ پور، چورستہ میاں خان اور بونگہ صالح پر خرید کردہ گندم کو ذخیرہ کرنے کے لئے اوپن جگہ کرایہ پر حاصل کی

گئی۔

پوائنٹ آف آرڈر

فہرست سوالات میں ایک سے زیادہ محکمہ جات کے سوالات کو باری باری take up کرنا

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آج دو محکمہ جات خوراک اور بیت المال کے سوالات تھے تو جس دن دو محکموں سے متعلق سوالات ہوں تو اس دن یا تو پھر دونوں کا turn by turn ایک ایک سوال لینا چاہئے کیونکہ اب بیت المال سے متعلق ایک سوال بھی take up نہیں ہو سکا۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! آپ کی یہ بات صحیح ہے۔ اس معاملے میں اگر Rules of Procedure میں تبدیلی آجائے تو ہو سکتا ہے۔ ہم تو رولز کے مطابق ہی جو سوال پہلے آتا ہے اس کو لیتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جب answer sheet تیار ہوتی ہے تو سیکرٹریٹ کو کوئی بار نہیں ہے کہ وہ اس طرح کر لے کہ اگر دو محکموں کے سوالات آنے ہیں تو پہلے ایک ڈیپارٹمنٹ کا سوال لے لیا جائے پھر دوسرے ڈیپارٹمنٹ کا سوال لے لیا جائے اس میں رولز کسی قسم کی کوئی قدغن نہیں لگاتے۔ یہ purely and simply سیکرٹریٹ کا معاملہ ہے اس میں میرے خیال میں صرف آپ کی direction ہی کافی ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! مقصد تو یہ ہے کہ ڈیپارٹمنٹ کے زیادہ سے زیادہ سوالات آئیں اس میں آپ کی صوابدید ہے آپ جیسے مناسب سمجھیں کر سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ رانا صاحب کا خیال ہے کہ۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! ان کا خیال یہ ہے کہ اگر دو ڈیپارٹمنٹ کے سوالات ہوتے ہیں تو پھر پہلے ایک ڈیپارٹمنٹ سے سوال لیا جائے پھر دوسرا سوال دوسرے ڈیپارٹمنٹ سے لیا جائے تو یہ آپ کی صوابدید ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس میں کوئی امر مانع تو نہیں ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: نہیں۔ جناب سپیکر! جیسے آپ مناسب سمجھیں کر سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے آئندہ اس چیز کا خیال رکھا جائے کہ اگر دو ڈیپارٹمنٹ کے سوالات آئیں تو دونوں کو ایڈجسٹ کر لیا کریں۔

لاہور میں تشدد کے واقعات میں گرفتار کئے گئے بے گناہ افراد کی رہائی کا مطالبہ

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے محترم لاء منسٹر کی توجہ چاہوں گا کہ آج سے تقریباً پانچ روز قبل جب پہلے دن اجلاس ہوا تھا تو اس دن وزیر اعلیٰ پنجاب نے on the floor of the House میرے پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بات کی تھی اور یہ assurance دی تھی کہ یہاں پر جو violence کے واقعات ہوئے ان میں اگر ایک بھی آدمی بے گناہ پایا گیا تو اس کو ہم ایک دن بھی جیل میں بند نہیں رکھیں گے۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا تھا کہ رانا ثناء اللہ اور لاء منسٹر اس کو بیٹھ کر sort out کر لیں۔ پچھلے تین دنوں میں، میں لاء منسٹر صاحب سے تین چار مرتبہ ملا ہوں ہم نے اس پوری لسٹ کو sort out کیا ہے۔ مجھے پورا وثوق ہے کہ لاء منسٹر صاحب بھی اس بات پر اتفاق کرتے ہیں بلکہ وہ شعوری طور پر بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ جن لوگوں سے متعلق ہم نے بات کی ہے ان میں سے اکثریت بے گناہ ہیں۔ جو لوگ مقدمات میں گرفتار ہوئے اس لسٹ میں سے تقریباً تئیس چوبیس افراد ایسے ہیں جن کے متعلق کوئی ٹھوس شواہد نہیں پائے گئے۔ دوسرا detention ہے اس میں اٹھارہ آدمی کیونکہ detention میں ہیں تو جب کسی کے خلاف کوئی allegation نہیں ہوتا وہ صرف simple apprehention ہوتی ہے تو اس کے متعلق

بھی یہ وعدہ تھا کہ ان تمام لوگوں کو بھی رہا کر دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ ہمارے دو صوبائی رہنما جن میں ایک خواجہ سعد رفیق ایم این اے اور دوسرے جناب زعیم قادری ہیں ان کے متعلق بھی میں on oath یہ کہنے کے لئے تیار ہوں کہ انہوں نے حکومت کے خلاف یا as Opposition ریلی یا کسی جلوس میں حصہ لیا ہوگا لیکن یہ حلفاً بات ہے کہ انہوں نے کسی جائیداد کو آگ لگانے کے عمل میں اور نہ ہی کسی کو instigate کرنے کے عمل میں حصہ لیا۔ اس بارے میں انہوں نے بھی حلفاً اس بات کی تردید کی ہے اور محترم لاء منسٹر صاحب بھی اگر ان کو کوئی political مجبوری نہ ہو تو وہ بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ وہ ایسے لوگ نہیں ہیں کہ وہ لوگوں کی پراپرٹی کو آگ لگائیں۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اب اس لسٹ کو sort out کر لیا گیا ہے تو اس میں محترم وزیراعلیٰ کا جو وعدہ تھا کہ ایک دن بھی کسی بے گناہ آدمی کو جیل میں نہیں رکھا جائے گا تو اس commitment کے مطابق ان آدمیوں کو رہا کرنے کے لئے محترم لاء منسٹر صاحب یہاں پر وعدہ بھی کریں اور اس کو implement بھی کروائیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں بھی اس سلسلے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! بدقسمتی یہ ہے کہ جو 14۔ فروری کو یہاں پر واقعات رونما ہوئے اس وقت میں بھی لاہور میں تھا اور 12 بجے اسمبلی میں تھا۔ آپ یقین کیجئے کہ اس میں ایک تو قیادت موجود نہیں تھی۔ داتا دربار میں جو جلوس نکلا وہاں پر قیادت موجود تھی اور ایک جلوس پتا نہیں کہاں سے مال روڈ پر آنا شروع ہو گیا۔ میں اتفاق سے اسمبلی سے نکل کر مال روڈ پر آیا میں اس وقت جلوس کے پیچھے تھا اور جلوس بالکل پُرامن جا رہا تھا لیکن میں نے خود دیکھا دس بارہ بچے جو کہ بارہ سے چودہ سال کی عمر کے تھے انہوں نے گاڑیوں کو پکڑ کر ان کے شیشے توڑنے شروع کر دیئے اور اس وقت وہاں پر پولیس کے کم و بیش ڈیڑھ سو آدمی کھڑے تھے مجبوراً میں گاڑی سے اترا اور وہاں پر جو انسپکٹر موجود تھا اس کو کہا کہ یار یہ تمہارے سامنے گاڑیوں کو توڑ رہے ہیں تم کم از کم ان کا notice لو اور ان کو روکو یہ پبلک ہے اور ان کا کوئی قصور نہیں ہے لیکن اس نے کہا کہ ہمیں کوئی آرڈر نہیں ہے کہ ہم ان کو روکیں یا ان پر تشدد کریں اور یہی اسمبلی میں ہوا کہ یہ پوری اسمبلی کا سیکرٹریٹ گواہ ہے کہ یہاں پیچھے تقریباً پولیس کے ڈیڑھ دو سو ملازمین موجود تھے، جب کچھ لڑکے آگ لگانے کے لئے اندر آئے تو پولیس پیچھے سے بھاگ گئی چہ جائیکہ وہ ان کو روکتی انہوں نے وہاں پر وہ part

play کیا، شاید ان کے پیچھے کوئی ایسی طاقت تھی جو ان سے یہ کروا رہی تھی کہ وہ سارا کچھ کر لیں کہ پھر ہم نے یہ سب کچھ اپوزیشن پر ڈالنا ہے۔

جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ ہونا یہ چاہئے تھا کہ نہ جس طرح صوبہ سرحد میں بھی اس روز توڑ پھوڑ ہوئی تھی انہوں نے ہائی کورٹ کے جج سے اس کی انکوائری کروائی تھی کہ اس کے پیچھے کون لوگ تھے اور یہ کس نے کروایا ہے؟ میں لاء منسٹر سے کہوں گا کہ ہم پچھلے تین سال سے مسلسل ریلیاں نکال رہے ہیں اور حکومت کے خلاف جلوس نکال رہے ہیں ان میں ایک بھی ایسا incident نہیں ہوا جس میں کسی گاڑی کا شیشہ بھی ٹوٹا ہو یا کسی نے کسی کو پتھر بھی مارا ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو اس سلسلے میں جیسا کہ یہ بار بار کہتے ہیں اس کو سیاسی نہ بنایا جائے، ان خاکوں کو سیاسی نہ بنایا جائے۔ میں ان کو کہتا ہوں کہ ہماری جو سیاست ہے وہ دین کے حوالے سے ہے اگر ہم سیاست کرتے ہیں تو اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہمارا دینی فریضہ ہے، ہم سیاست اس لئے کرتے ہیں کہ وہ دین کا حصہ ہے۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ رانا صاحب ٹھیک فرماتے ہیں یہاں پر وزیر اعلیٰ پنجاب نے کہا تھا کہ جو بے گناہ ہوگا ہم اس کو ایک دن بھی جیل میں نہیں رکھیں گے تو اس وقت پاکستان متحدہ مجلس عمل کے صدر قاضی حسین احمد کو انہوں نے نظر بند کیا ہوا ہے ان کے پاس کیا جواز ہے ایک ستر بہتر سال کا بوڑھا آدمی جس کا دو دفعہ بائی پاس ہو چکا ہے کیا حکومت اتنی خوفزدہ ہے کہ اس نے اس کو نظر بند کیا ہوا ہے۔ میاں اسلم ایم این اے ہیں ان کو بھی انہوں نے نظر بند کیا ہوا ہے تو یہ اچھی روایات نہیں ہیں۔[***********]

MR. DEPUTY SPEAKER: Expunged from the record.

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اس لئے میں ان سے یہ کہوں گا کہ یہ رویہ یہاں پر نہ اپنائیں بلکہ جو political atmosphere ہے اس کو بہتر بنانے کی کوشش کریں۔ یہ دیکھیں کہ پارٹیاں ان کے ساتھ ہیں۔ ہم نے ان کے ساتھ تعاون کیا ہے۔ ہم نے DPO کے ساتھ، انتظامیہ کے ساتھ بیٹھ کر وہاں settle کیا تھا کہ اگر کوئی توڑ پھوڑ ہوئی تو ہم اس کے ذمے دار ہوں گے لیکن اس کے باوجود پنجاب میں کہیں بھی توڑ پھوڑ نہیں ہوئی۔ میری اس مسئلے پر لاء منسٹر صاحب سے درخواست ہے کہ اب بے گناہ افراد کو جن کو انہوں نے گرفتار کیا ہے ان کو یہ رہا فرمائیں۔ شکریہ

---

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بریگیڈئر حسن صاحب!

بریگیڈئر (ریٹائرڈ) محمد حسن: جناب سپیکر! میں 14تاریخ کو یہاں اسمبلی میں حاضر تھا اور اس دن جب یہ آگ لگانے کا واقعہ ہوا تو میں آخری آدمی تھا جس نے رانا ثناء اللہ خان صاحب کا دفتر چھوڑا۔ ہوا یہ تھا کہ جب ایجوکیشن کمیٹی کی میٹنگ اوپر ہو رہی تھی، میں اور ارشد محمود بگو صاحب آ گئے تھے باقی اور لوگ نہیں آ رہے تھے، ہم دونوں ہی تھے کیونکہ راستے بند تھے۔ میرے ساتھ میرا لڑکا بھی تھا میں اس کو رانا ثناء اللہ خان صاحب کے دفتر بٹھا کر میٹنگ میں گیا تو اتنی دیر میں ایک runner آیا اس نے کہا کہ پتھراؤ ہو رہا ہے جب باہر نکلے تو سارا اسٹاف گیلری میں کھڑا تھا I entered the room opposite Assembly Hall No. A وہاں پر واقعی پتھر آ رہے تھے۔

I said where are the stone's coming from. I came down. I went to Rana Sana Ullah is office. My son was hiding himself behind the door. I said why you don't come out. He said

کہ کیسے آؤں پتھر مارے جا رہے ہیں، جب میں نے باہر دیکھا تو بارہ چودہ سال کے سکول کے بچے تھے ایک نے ڈنڈا اٹھایا ہوا تھا اس نے سب سے پہلے آ کر جتنے گلوب تھے وہ توڑے اس کے بعد انہوں نے پتھراؤ شروع کر دیا اور ایک بچہ میری آنکھوں کے سامنے اٹھا اور ایک گملا اٹھا کر ان کی کھڑکی پر دے مارا وہاں ان کا اور قاسم ضیاء صاحب کا بھی سٹاف تھا اور اسمبلی کی یہ پوزیشن تھی کہ سٹاف نے مین دروازے بند کر کے جتنی کرسیاں اور میز تھے دروازے کے آگے رکھ دیئے تھے کہ باہر کوئی نکل نہ سکے۔ یہاں پر بے تحاشا پولیس تھی اب جب یہ جلوس آیا ہے ہم اوپر سے دیکھ رہے تھے میرے ساتھ ارشد محمود بگو صاحب اور وقاص صاحب بھی تھے۔ اس جلوس کو منتشر کرنے کے لئے پولیس ایک دفعہ آگے بڑھی، انھوں نے جا کر آنسو گیس چھوڑی اور ڈنڈے مارے، اس پر وہ بچے بھاگ گئے۔ یہ پولیس کا وہ عمل تھا جس کی وجہ سے وہ بچے مشتعل ہوئے، کوئی ادھر گیا اور کوئی ادھر گیا، وہ بچے بھاگے۔ ایک آدمی میری عمر کا سفید ریش ایک پوسٹر اٹھا کر جلوس سے سو گز کے فاصلے پر قاسم ضیاء کے opposite وہ چل رہا تھا، the sole purpose was to show the Assembly کہ یہاں پر میں احتجاج کرنے آیا ہوں، اس کا کوئی حصہ نہیں تھا۔ یہ پولیس اتنا shamefully وہاں سے بھاگی، میں کہتا ہوں کہ:

Assembly is the sacred place for us after the Masjid, Kaba and Madina Munawra.

یہ ہماری عبادت کی جگہ ہے جہاں ہم قانون بناتے ہیں اور جس طریقے سے اگر اس حکومت نے پولیس کو اس دن اس کے دفاع کے لئے رکھا ہوا تھا، یہ پولیس وہاں سے ایسے بھاگی کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ یہاں جو سیڑھیاں ہیں اس کے نیچے وہ سارے جا کر گھس گئے، کچھ وہاں پر جا کر گاڑیوں کے اندر بیٹھ گئے۔ میں جب وہاں سے نکلا اور یہاں پر آخر ایک کمرے میں چڑھ آیا۔ آنسو گیس اتنی تھی کہ we could not keep our eyes open اور اتنی دیر میں some body who put the room on fire، وہاں سے جو دھواں نکلنا شروع ہوا it was untenable for us to come and stop that میں نے ایک کمرے سے ایک پردہ کھینچا اس کو باندھا اور میرے ساتھ جھنگ کے ایک ایس۔ ایچ۔ او پرائیویٹ کپڑوں میں تھے، He was very active. I said کہ یہ سارے بندے جو اوپر ہیں یہ جل جائیں گے یا مر جائیں کہ اس دھویں سے سب لوگوں نے کھڑاؤں کھڑاؤں کرنا شروع کر دیا تھا تو وہاں سے وہ پردہ باندھ کر اس بندے نے میری مدد کی اور میں نے ایک ایک بندہ وہاں سے اس پردے سے اتارا۔ This police had just vanished میں کہتا ہوں کہ اگر حکومت نے کوئی ایکشن لینا ہے۔

> It should take action right from the lowest constables; to the persons who were resposible either he is D.I.G, I.G; or S.P. They deserve it and why not? (Clapping)

میں اپنے علاقے سے دو دن پہلے ایک جلوس نکال کر اسی مقصد کے لئے گیا۔ میں نے پی پی۔4 سے جلوس نکالا I went to Gujjar Khan Tehsil Headquarter وہاں ایم۔ ایم۔ اے کا جلوس چل رہا تھا، وکیلوں کا چل رہا تھا، تاجروں کا چل رہا تھا، We all gathered، وہاں پر ہم نے تقریریں کیں۔ ایم۔ایم۔ اے والوں نے کیں، تاجروں نے کیں، (ق) لیگ والوں نے کیں، (ن) لیگ والوں نے کیں، This was only for the purpose of Tohin-e-Risalat اس میں کوئی پارٹی involve تھی اور نہ کوئی فرقہ involve تھا۔ وہاں پر ایک دو آدمیوں نے نعرے لگانے کی کوشش کی، شیعہ زندہ باد، سنی زندہ باد، ہمارا آدمی ڈاکٹر ظہیر

کا بیٹا جو comparing کر رہا تھا اس نے کہا کہ آج کوئی نعرہ نہیں لگے گا، سیاسی جماعت کا لگے گا اور نہ ہی یہاں پر کسی فرقے کا لگے گا۔ We only came here for this، کسی ایک چڑیا کا پر نہیں ہلا، پولیس والے بھی وہاں کھڑے تھے۔ ہم بڑے peacefully وہاں سے منتشر ہوئے۔ اس کے بعد ایک اور جلوس وہاں پر میرے حلقے سے نکلا۔ وہاں پر ایک مدرسے نے جلوس نکالا، To my surprise when I went there پولیس کی گاڑی پر انھوں نے ایک جھنڈا لگایا ہوا تھا، پولیس کی گاڑی was leading and we all went and peacefully did this، یہاں پر اگر پولیس اس دن دیکھ رہی تھی کہ right from the Mall road start upto this place things were happening چھوٹے چھوٹے بچے گڑبڑ کر رہے تھے تو یہ پولیس کا کام تھا کہ وہاں پر ان کو راستہ دکھاتے ہوئے لے آتے۔ یہاں میں نے اور وقاص صاحب نے کوشش کی کہ یہ اگر دروازہ کھلا ہوتا تو ہمارے بچے ہیں، چھوٹے چھوٹے ہیں، ہم ان کو جا کر کہتے کہ بچو! کیوں کر رہے ہو؟ پھر اسمبلی سٹاف نے بڑا passive arrangement کیا کہ انھوں نے یہاں آ کر الماریاں رکھ دیں اور ہمیں باہر نکلنے کا راستہ نہیں ملا۔ میں یہ کہوں گا کہ اس میں کوئی پولیٹیکل لیڈر شامل ہے نہ اس میں کوئی اور religious leader شامل ہے، یہ ایک mob تھا کہ جس کی mentality میں کچھ بچوں نے یہ ایکشن کیا اور جس بوڑھے کی میں بات کر رہا تھا پولیس والے اس کو shamefully طریقے سے پکڑ کر لے آئے اور اس کو ڈنڈے مارنے شروع کئے۔ I shouted with the top of my voice. I said why you are beating this man. وہ بے چارہ تو صرف protest کر رہا تھا تو اس پر میں یہ کہتا ہوں کہ پولیس کی utter ناکامی ہے۔ The action must be taken against them. کسی پولیٹیکل لیڈر کی کوئی involvement نہیں ہے۔ رانا ثناء اللہ کی involvement نہیں ہے، کسی اور کی نہیں ہے، نہ کسی religious لیڈر کی ہے۔ وہاں ایک mob کی ایسی mentality تھی کہ جس کو گورنمنٹ نے کنٹرول کرنا تھا،

And the government has failed in this and action should be taken against the police.

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: کافی بات ہو چکی ہے Let the Law Minister give the reply

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں مختصراً ایک دو باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایک دو باتیں پھر سب کریں گے۔

Then there will be a general discussion on that. Why do you want to repeat again and again?

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! مختصر سی گزارش ہے---

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ کی طرف سے بات ہو چکی ہے۔ Let the Law Minister reply that

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں صرف ایک بات یہ کروں گا کہ محترم قاضی حسین احمد صاحب کی رہائی کے حوالے سے writ وہاں تھی، ہائی کورٹ نے قانون کے مطابق کہا کہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کو refer کر دی ہے۔ اب یہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کے پاس ہے، وہاں سے انھوں نے کہا ہے کہ اگر reject ہو گئی تو ہائی کورٹ کے اندر آ جائیں گے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی بھی نیک نامی ہو گی کہ اگر یہ اپنے detention order واپس لے لیں، جس طرح بگو صاحب نے کہا ہے کہ وہ ملک کے لئے اور ہمارے لئے کیا خطرہ ہے اور یہ جتنے بھی واقعات ہوئے ہیں اور اس میں جیو کے اوپر اور اے۔ آر۔ وائی کے اوپر ساری فلمیں دکھائی گئیں اس میں کہیں بھی کوئی دینی مدرسے کا طالبعلم نہیں ہے، کسی کے کندھے پر رومال نہیں ہے، سارے جینیں پہننے والے ہیں اور ان کے چہرے نظر آ رہے ہیں۔ اب اگر پولیس ان کو identify نہیں کر سکتی تو اپنی نااہلی کی وجہ سے پھر دینی مدارس کے بچوں کو پکڑ پکڑ کر اندر کیا گیا ہے، اس طرح مسلم لیگ (ن) کے قائدین کو اور قاضی حسین احمد صاحب کو، یہ سارے آرڈرز انہیں واپس لینے چاہئیں تاکہ ایک اچھی فضا پیدا ہو۔ اس سے ان کی نیک نامی ہے، ان کے لئے عوام کے اندر ایک خیر خواہی پیدا ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے تو میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرے دوستوں نے جن جذبات کا اظہار کیا، مجھے خوشی اس بات کی ہے کہ تھوڑا سا اگر وہ حقائق کو

بھی تسلیم کر لیتے اور خاص طور پر اس حوالے سے کہ اگر وہ ایک فقرہ یہ بھی کہہ دیتے کہ 14 تاریخ کو جو کچھ ہوا وہ قابل افسوس ہے اور جس کسی نے بھی، میں کسی ایک فرد کو یا ایک گروہ کو یا جماعت کو اس میں ملوث نہیں کرتا۔ اگر صرف آپ اتنا کہہ دیتے کہ جس کسی نے بھی کیا ہے ہم اس کی مذمت کرتے ہیں۔۔۔

معزز ممبران حزب اختلاف: ہم مذمت کرتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: میں نے پہلے یہ سٹیٹمنٹ دی ہے کہ ہم اس کی مذمت کرتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

معزز ممبران حزب اقتدار: یہ غلط بات ہے۔ پہلے وزیر قانون کی بات سنیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جس کسی نے بھی یہ کیا ہے اس کی تو مذمت لاء منسٹر صاحب ہم سے چاہتے ہیں لیکن لاء منسٹر صاحب یہ فرمائیں کہ 14-تاریخ کا یہ واقعہ ہے، آج 9-مارچ ہے، تقریباً ایک ماہ ہو گیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔ یہ بتائیں کون لوگ ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: یہ بتانے کے لئے ہی تو کھڑے ہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ انہیں بات کرنے دیں۔ جب آپ کی طرف سے بات ہو رہی تھی تو انہوں نے خاموشی سے سنا ہے۔ اب ان کو جواب دینے دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: یہ کیا طریق کار ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں چونکہ زیادہ تکلیف دہ بات نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن میرے دوست، میرے بھائی اگر کوئی تھوڑے سے حقائق سننا چاہیں گے تو میں آپ کو حقائق بھی بتا دوں گا۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ میرے point out کرنے پر آپ نے ان لوگوں کی مذمت کی جو 14-تاریخ کے واقعات میں ملوث تھے، میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

محترم ارشد محمود بگو صاحب نے فرمایا کہ گزشتہ تین سال سے احتجاج جو کیا جا رہا ہے اس میں کوئی توڑ پھوڑ نہیں ہوئی تو میں اپنے بھائیوں سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ گزشتہ تین سال کے دوران اگر آپ نے توڑ پھوڑ نہیں کی تو آپ کو حکومت نے ملوث بھی نہیں کیا۔ تین سال کے دوران

آپ کے خلاف کوئی مقدمہ نہیں بنا پھر آپ نے فرمایا ہے کہ ہم سیاست دین کے لئے کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی تو شاید سیاست دین کے حوالے سے ہو، ہماری تو زندگی دین کے حوالے سے ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

کیونکہ ہم بالکل سادہ سے لوگ ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ بالکل گناہ گار لوگ ہیں، ہماری زندگی دین کے حوالے سے ہے لیکن میں صرف ایک بات آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ چلیں آج اگر ہم تھوڑا سا حقائق پسندی پر آ ہی گئے ہیں تو آپ قاضی صاحب کے اس بیان کی بھی تردید فرما دیں جس میں انھوں نے کہا کہ "یہ تحریک حکمرانوں کے خلاف ہے اور ہم اس حکومت کا تختہ الٹ کر رہیں گے۔" آپ اس کی تردید بھی فرما دیں۔ آپ اس بات کی تردید نہیں کرتے۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جب ہم سیاست کو دین کے ساتھ ملوث کریں گے، ہم نے پہلے دن سے آپ کو یہ کہا تھا، حکومت نے اجازت اس حوالے سے دی تھی کہ یہ صرف آپ کے جذبات نہیں ہیں جس کا آپ اظہار چاہتے تھے، ہمارے بھی وہی جذبات ہیں۔ اگر آپ کسی کی ایک دفعہ مذمت کرنا چاہتے تھے تو شاید اس طرف بیٹھے ہوئے لوگ اس کی سو دفعہ مذمت کرنا چاہتے ہیں اور ہم کرتے بھی ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ کریں گے بھی لیکن وہ وقت اب گزر چکا ہے۔ اس میں جو کچھ ہوا میں سمجھتا ہوں کہ وہ قابل مذمت تھا۔ آپ بھی اس کی مذمت کرتے ہیں، ہم بھی اس کی مذمت کرتے ہیں۔ اب ہم نے آگے ایک مثبت طریقے سے چلنا ہے۔ جس طرح رانا ثناء خان اللہ صاحب، احسان اللہ وقاص صاحب نے فرمایا ہے۔ میری وقاص صاحب کے ساتھ کل میٹنگ ہوئی ہے۔ بریگیڈئر صاحب میرے لئے انتہائی قابل احترام ہیں، وہ ہمارے بزرگ ہیں وہ پولیس کی مذمت کر رہے ہیں، فرما رہے ہیں کہ جی، پولیس بھاگ گئی تھی۔ جناب! یہاں پر کہا گیا کہ مظاہرہ بچوں نے کیا تھا، بہت پیارے پیارے بچے تھے، وہ اسمبلی کو آگ لگا رہے تھے، وہ پیارے پیارے بچے کھلونے اٹھائے ہوئے سڑک پر آئے تھے۔ وہ چھوٹے چھوٹے پتھر اٹھا کر ویسے ہی پھلجھڑیاں چلا رہے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان بچوں کی سرپرستی کرنے والے جو پس پردہ بزرگ تھے ان کی بھی ہمیں مذمت کرنی چاہئے۔ پھر انھوں نے فرمایا کہ ایک بزرگ آیا جس نے بینر اٹھا رکھا تھا اور اس کا مقصد صرف احتجاج کرنا تھا۔ وہ بزرگ بھی قابل تعریف، بچے بھی قابل تعریف اور ان کی نظر میں قابل مذمت کون؟ ان کی نظر میں قابل مذمت حکومت ہے جس کا سب نقصان ہوا، جس کے خلاف آپ تحریک چلا رہے ہیں، جس کو بدنام کر رہے ہیں وہ قابل مذمت ہے اور باقی سارے قابل تعریف ہیں۔ چلیں! آج ایک مثبت

پیشرفت ہوئی ہے، آپ بھی غلط کو غلط کہہ رہے ہیں، ہم بھی غلط کو غلط کہتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کا یہ اقدام انتہائی قابل تحسین ہے، انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ کسی بے گناہ کو ایک دن کے لئے بھی اندر نہیں رکھا جائے گا۔ ہم اس کو انشاء اللہ تعالیٰ honour کریں گے۔ میری کل احسان اللہ وقاص صاحب سے ملاقات ہوئی ہے۔ رانا ثناء اللہ صاحب کے ساتھ میری دو تین ملاقاتیں ہو چکی ہیں اور اس سلسلے میں پیشرفت بھی ہوئی ہے اور آئندہ بھی ہو گی۔ میں یہاں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت تک ہم نے نواز لیگ کے تین لوگوں کو رہا کر دیا ہے۔ آج ہم نے ایم۔ایم۔اے اور نواز لیگ سے فہرست مانگی ہے کہ آپ اپنے detained کئے جانے والے افراد کی فہرست دیں۔

جناب سپیکر! تین categories ہیں۔ پہلے نمبر پر وہ لوگ ہیں کہ جن کے خلاف مقدمات درج ہیں اور انھیں گرفتار کیا گیا ہے۔ دوسرے وہ لوگ ہیں کہ جنھیں detained کیا گیا ہے جبکہ تیسرے وہ لوگ ہیں کہ جن کے خلاف مقدمات درج ہوئے، وہ گرفتار ہوئے اور بعد میں ان کی ضمانتیں apply کرنے پر عدالتوں سے مسترد ہو گئیں۔ جن کی ضمانتیں reject ہو چکی ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ میرے سارے بھائی سمجھدار ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ اب اگر ان کو بے گناہ قرار دے کر باہر بھیج دیا جائے تو یہ حکومت کے لئے مناسب ہے اور نہ ہی investigating agencies کے لئے مناسب ہے کیونکہ یہ سیدھا سیدھا توہین عدالت ہے۔ اس کے لئے ہم یہ ضرور کر سکتے ہیں کہ چونکہ ابتدائی طور پر جو مواد ہمارے پاس موجود تھا اس کی بنیاد پر ضمانتیں reject ہوئیں۔ اب تفتیش کو مزید آگے بڑھا کر 174 کے تحت ہم ڈسچارج کے لئے لکھ سکتے ہیں۔ صوبائی حکومت prosecution withdraw کر سکتی ہے۔ میں آپ کو اتنا یقین ضرور دلاتا ہوں کہ ہم جن لوگوں کے بارے میں mutually agree کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ ان کے خلاف آرڈرز واپس لے لئے جائیں گے۔ جن لوگوں کی detention عدالتوں میں چیلنج ہو چکی ہے، جس طرح میرے بھائی ابھی قاضی صاحب کے متعلق فرما رہے تھے کہ اسے محکمہ ہوم کو refer کر دیا گیا ہے تو اس سلسلے میں قاضی صاحب اور خواجہ سعد رفیق صاحب کے case میں تھوڑا سا دیکھنا پڑے گا۔ ان دونوں حضرات کو عدالت کے فیصلے کے مطابق آج اسلام آباد shift کیا جا رہا ہے کیونکہ انھوں نے سینیٹ کے الیکشن کے سلسلے میں اپنا ووٹ کاسٹ کرنا ہے۔

جناب والا! میں یہاں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ کی خصوصی ہدایت پر ان صاحبان کو جیل میں منتقل نہیں کیا جا رہا بلکہ ہم پنجاب House راولپنڈی کو سب جیل قرار دے کر

ان دونوں منتخب نمائندوں کو وہاں پر رکھ رہے ہیں تاکہ انھیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ تیسری بات میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ ایسے detention orders جن میں ابھی تک گرفتاریاں نہیں ہوئیں وہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم واپس لے لیں گے۔ میری آپ سے یہ commitment ہے۔ جن پر notices ہو چکے ہیں ان کی جس وقت ہوم سیکرٹری hearing لیں گے انشاء اللہ تعالیٰ انھیں اس وقت واپس لے لیا جائے گا۔ اس سارے process میں باقاعدہ time limit ہے کیونکہ within seven days انھوں نے کہا ہوا ہے۔ جس جس طرح detention orders کی پیشی ہوم سیکرٹری کے پاس ہو گی اسی طریقے سے ہم ان کے آرڈرز withdraw کر لیں گے۔ جو ضمانتیں reject ہوئی ہیں اس سلسلے میں استدعا ہے کہ آپ ہمیں تھوڑی سی مہلت دے دیں۔ ہمارا آپ کے ساتھ روزانہ رابطہ رہے گا۔ میں آپ کو progress بھی بتاؤں گا۔ آج بھی آپ کی موجودگی میں، میں نے Prosecutor کو بلایا تھا۔ انشاء اللہ case to case بنیاد پر ہم نمٹاتے رہیں گے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ کوئی بھی بے گناہ اندر نہیں رہے گا لیکن خدا کے لئے ہمیں تھوڑا سا یہ ضرور احساس کرنا چاہئے۔ پچھلے دنوں جو ماحول پیدا ہوا تھا یہ ایک بے صبری کا نتیجہ تھا۔ انھوں نے خدانخواستہ، خدانخواستہ یہ بات ذہن میں رکھ لی تھی کہ لوگوں کے مذہبی جذبات کو سیاسی جذبات کے ساتھ ملا کر شاید یہ حکومت کے خلاف ایک منظم تحریک کا آغاز کر سکیں گے۔ یہ ایک حقیقت ہے جسے ہر سیاسی ورکر جانتا ہے۔ آپ سیاسی لوگ ہیں لہذا سیاسی سطح پر آپ حکومت کے خلاف جو بھی تحریک چلائیں وہ آپ کا حق بنتا ہے لیکن آپ کے اور ہمارے مذہبی جذبات ایک ہیں۔ میں آپ سے استدعا کروں گا کہ ان کو الگ رکھیں۔ ان کے اظہار کے لئے جو آپ کا طریقہ ہو گا وہی ہمارا ہو گا، جو ہمارا ہے وہ آپ کا ہے۔ اس پر ہم ایک مشترکہ لائحہ عمل اختیار کر سکتے ہیں۔ چنانچہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں، رانا صاحب، احسان اللہ وقاص صاحب اور ارشد بگو صاحب میرے لئے قابل احترام ہیں میں ان کو ساتھ بٹھالوں گا یہ ہمارے انتہائی سینئر کریمینل لائر ہیں۔ آپ لوگ جو بھی طریق کار طے کریں گے ہم اس کے مطابق انشاء اللہ آگے چلیں گے اور حکومت کی طرف سے ایک مثبت پیشرفت ہو گی۔ شکریہ

جناب سمیع اللہ خان: جناب والا! ہمارے ایک یونین ناظم اسلم صاحب ہیں جن کا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی سے ہے۔ وہ اسی تاریخ سے detained ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: بہتر ہے ہم ان کا نام بھی شامل کر لیں گے۔ میں مزید ایک بات کی

وضاحت کرنا چاہتا ہوں، میں نے پہلے بھی اسی فورم پر یہ بات کہی تھی کہ یہ جتنی کارروائی ہم نے کی ہے یہ اصل حقائق سے ہٹ کر مثبت رویہ اپناتے ہوئے کی ہے۔ ہم نے ہر لحاظ سے وزیراعلیٰ صاحب کی commitment پوری کرنی ہے لیکن میں آپ کو دعوت دوں گا کہ آپ آئیں ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں ویڈیوز بھی دیکھ لیں اس کے علاوہ کچھ اور بھی ہمارے پاس ثبوت ہیں وہ بھی دیکھ لیں۔ فیصلہ میں آپ پر چھوڑوں گا۔ فیصلہ آپ کی صوابدید پر ہوگا۔ یقین کیجئے اب ہماری نیت یہ ہے کہ ہم نے ایک مثبت پیشرفت کرنی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ ضرور ہوگی۔ شکریہ

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں وزیر قانون صاحب کی اس بات سے متفق ہوں کہ ہم نے اس سلسلے میں کچھ progress کی ہے لیکن وزیراعلیٰ پنجاب کی یہ commitment تھی کہ ہم کسی بے گناہ آدمی کو ایک دن بھی جیل میں نہیں رکھیں گے۔ اس سلسلے میں progress اس commitment کے پیش نظر slow ہے۔ جہاں تک detention order کی بات ہے تو detention order میں تو گنہگار ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وہ تو apprehension ہوتی ہے اور apprehension پر آدمی کو detain کر کے جیل بھیجا جاتا ہے۔ Now when the apprehension is over تو میں سمجھتا ہوں کہ انھیں اس بات کا انتظار نہیں کرنا چاہئے کہ ان کی پیشی ہائی کورٹ یا ہوم سیکرٹری کے پاس دس دن بعد آتی ہے، سات دن بعد آتی ہے یا چار دن بعد آتی ہے۔ انھیں at once ان detention orders کو withdraw کرنا چاہئے۔ باقی جہاں تک ضمانت مسترد کئے جانے کی بات ہے تو اب تک صرف دو آدمیوں کی ضمانتیں reject ہوئی ہیں۔ ہم next forum پر apply کر رہے ہیں باقی دوسرے آدمیوں کی کہیں سے بھی ضمانتیں reject نہیں ہوئیں۔ وزیر قانون صاحب نے آج میرے سامنے متعلقہ investigating agency سے بریفنگ لی ہے۔ ان کے cases میں یہ بات عیاں ہے کہ ان کے خلاف ٹھوس شواہد موجود نہیں ہیں۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ ان افراد کو تو فوری طور پر رہا کرنا چاہئے۔ اس commitment کے پیش نظر in letter and spirit کہ ایک دن بھی کسی بے گناہ کو جیل میں نہیں رکھا جائے گا۔ جہاں تک انھوں نے بات کی ہے کہ ان کے پاس ثبوت ہیں۔ میں on the floor of the House یہ کہتا ہوں کہ جتنے بھی ہمارے ورکرز اور لیڈرز ان مقدمات میں ملوث ہیں کسی جگہ پر بھی ان کے منہ سے یہ لفظ نہیں نکلا کہ فلاں پراپرٹی کو جا کر آگ لگا دیں یا وہ اس mob میں شامل ہوں جو mob کسی پراپرٹی، بنک یا اسمبلی چیمبر کو آگ لگا رہا تھا۔ اگر ان

میں ہمارا ایک فرد بھی موجود ہو گا تو نہ صرف ہم اس کی رہائی سے withdraw کریں گے بلکہ ہم اپنی پارٹی level پر بھی اس کے خلاف ایکشن لیں گے کیونکہ ہم خود یہ سمجھتے ہیں کہ لوگوں کی پراپرٹی کے تحفظ کا جہاں حکومت کا فرض ہے وہاں ہمارا بھی فرض ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے کو مزید چار پانچ دن چلانے کی بجائے اسی commitment پر آئیں کہ ایک دن بھی کسی بے گناہ کو جیل میں نہیں رکھا جائے گا۔ یہ اسے within one day or so conclude کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جی، بہتر ہے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کے لئے ٹائم دیا۔ میں نے چار پانچ ماہ پہلے ایک قرارداد پیش کی تھی That was regarding the state duty on cheques. اس وقت حکومت کی طرف سے یہ کہا گیا کہ ہم نے یہ وفاقی حکومت کو بھیج دیا ہے لیکن وہ آج تک کولڈ سٹوریج میں ہے۔ بزنس کمیونٹی اس پر سخت پریشان ہے۔ بنکوں پر انتہائی load ہے۔ معاملہ یہ تھا کہ 25 ہزار روپے کے اوپر کے چیکس پر جو state duty ہے اسے واپس لیا جائے۔ اس وقت جناب فنانس منسٹر صاحب نے مجھے یہ کہا کہ آپ فی الحال اسے stress نہ کریں ہم اسے وفاقی حکومت کے ساتھ take up کر رہے ہیں لیکن آج تک اس کا کچھ نہیں ہوا۔

جناب والا! اب میں آپ کی توجہ دلاؤں گا کہ پنجاب یونیورسٹی نے رائے ونڈ روڈ پر جو اڑھائی ہزار کنال زمین لی تھی اسے انھوں نے under the Companies Ordinance رجسٹر کرایا۔ میں نے وہ معاملہ یہاں پر take up کیا تو آپ کی طرف سے پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر سے پوچھا گیا۔ ان کی طرف سے مجھے پیغام آیا کہ آپ مجھ سے بات کر لیں میں نے کہا کہ آپ سے کیا بات کر لوں؟ پانچ چھ دن پہلے روزنامہ ''ڈان'' میں یہ مکمل رپورٹ آئی ہے کہ انھوں نے refuse کر دیا ہے اور کہا ہے کہ ہم اسے Companies Ordinance کے تحت ہی چلائیں گے۔ which is legal کیونکہ وہ کوآپریٹو کے تحت ہونا چاہئے تھا۔ انھوں نے وہ اڑھائی ہزار کنال زمین بطور مینجنگ ڈائریکٹر personal اپنے نام کر لی ہے۔ 1984 کا کمپنی آرڈیننس یہ کہتا ہے کہ MD is all and all

جناب والا! تیسری بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ میں جو بھی بات کرتا ہوں اگر وہ

pendingہو جاتی ہے تو پھر عوام کو بزنس کیمو نٹی کو تو کوئی ریلیف نہیں ملتا۔ میں نے یہاں پر یہ بھی عرض کیا تھا کہ کرنسی کی ایکسپورٹ صرف کراچی سے ہوتی ہے اس کی لاہور سے بھی اجازت دی جائے۔ کراچی کا کرنسی میں صرف20 فیصد حصہ ہے اور ہمارا80 فیصد حصہ ہے لیکن یہ تمام کے تمام معاملاتpendingہیں۔ لہذا میں چاہتا ہوں کہ آپ اس بارے میں کوئی رولنگ دیں کہ اتنے دنوں میں فیصلہ ہو تاکہ کچھ توریلیف ملے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے جو پوائنٹ آف آرڈرraiseکیا ہے یہ موضوع اس وقت زیر بحث نہیں تھاanyhowآپ نے یہtake upکر لیا ہے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ وزیر قانون سے ان کے چیمبر میں مل کرdiscussکر لیں۔ اگر آپ کا مسئلہ حل نہیں ہوتا تو
You come back to the House. Now we go for Call Attention Notice.

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! فاضل ممبر نے جو بات کی ہے اس بارے میں کچھ ہونا چاہئے لوگ بڑے پریشان ہیں اور لوگوں کے ساتھ مسلسل بہت زیادتی ہو رہی ہے۔25ہزار روپے سے اوپر اپنے ہی پیسے نکلوانے پر بنک والے پیسے کاٹ لیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب! He should see you in your Chamber

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! میں اس بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! پنجاب اسمبلی پریس گیلری کمیٹی نے پتنگ بازی کے نتیجے میں زخمی اور ہلاک ہونے والوں کے لواحقین سے اظہار یکجہتی اور ان واقعات پر احتجاج کے لئے پنجاب اسمبلی کے اجلاس کے بائیکاٹ کا متفقہ فیصلہ کیا ہے۔ کمیٹی سمجھتی ہے کہ بسنت کی سرپرستی کی حکومتی پالیسی عوام کے علاوہ صحافیوں کی شخصیت کے لئے جان کا خطرہ بن چکی ہے جو اپنے فرائض منصبی ادا کرنے کے لئے موٹر سائیکل پر دن رات ان سڑکوں پر سفر کرنے پر مجبور ہیں۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ پتنگ بازی پر فوری پابندی عائد کی جائے۔

جناب والا! وہ بائیکاٹ کر کے چلے گئے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ پہلےCall Attention Noticeلیتے ہیں

اسی میں یہ سب چیز ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وزیر خزانہ کو تو جواب دے لینے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ سے استدعا کروں گا کہ رانا آفتاب صاحب، چودھری ظہیر صاحب اور ایم ایم اے سے کوئی صاحب جا کر پریس گیلری کے دوستوں کو واپس لے آئیں کیونکہ ابھی kite flying کے متعلق ایک Call Attention Notice ہے۔ اس سلسلے میں بات ہونی ہے وہ بات سن لیں اس کے بعد جو بھی فیصلہ کریں لیکن کم از کم وہ ہمارا موقف سن لیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے جو تجویز دی ہے کہ دو یا تین صاحب جائیں اور پریس گیلری کے دوستوں کو منا کر لے آئیں۔ جب دوست جائیں گے تو وہ یہی بات کریں گے کہ پتنگ بازی پر فی الفور پابندی لگا دی جائے۔ اس بات کی یقین دہانی تو لاء منسٹر صاحب ہی کروا سکتے ہیں چونکہ آج اخبارات میں بڑے جلی حروف کے ساتھ ان کا بیان شائع ہوا ہے کہ پتنگ بازی بھی ہو گی، جنرل مشرف بھی آئے گا۔ یہاں پر پتنگ بازی بھی کرے گا، رنگ رلیاں بھی منائے گا اسے کوئی نہیں روک سکتا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! وہ آئیں ہماری بات سنیں اور اگر واک آؤٹ کرنا ہے تو ہماری بات سننے کے بعد کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! تو کیا ہم لاء منسٹر صاحب کی طرف سے صحافی بھائیوں کو یقین دہانی کروا دیں کہ فی الفور پابندی لگ جائے گی؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تو ایک روایت ہے کہ جب کوئی واک آؤٹ کر جاتا ہے تو واپس لانا پڑتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ہم لاء منسٹر صاحب کے حکم سے اور ان کی تجویز پر باہر جانے کے لئے تیار ہیں [*****] تو ہم ان کی طرف سے ان کو کہہ دیں کہ فی الفور پابندی لگا دی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: [*****] الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

---

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں صرف اتنی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ رانا صاحب جو بار بار بات کر رہے ہیں اگر میں پھر کچھ کہوں گا تو رانا صاحب میرے ساتھ جھگڑا شروع کر دیں گے۔ پرویز مشرف صاحب اس ملک کے آئینی صدر ہیں (قطع کلامیاں)

میری بات سن لیں۔ میں نے ابھی دس منٹ پہلے کہا تھا کہ آپ ایک نہیں سو تحریکیں چلائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اپنی آئینی مدت پوری کر کے جائیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: آئین کو پامال کرنے والا اور ملک پر قبضہ کرنے والا---

جناب قائم مقام سپیکر: That may be your point of view بات یہ ہے کہ راجہ صاحب نے جو بات کی ہے، اگر آپ نے صحافی صاحبان کو لے کر آنا ہے تو انھیں لے آئیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! پندرہ کروڑ عوام میں کوئی بھی آدمی پتنگ بازی کے حق میں نہیں ہے۔ صرف ایک جنرل مشرف ہے اور یہ لوگ اس سے ڈرتے ہوئے اس کے ساتھ ہیں۔ دل سے یہ بھی ان کے ساتھ نہیں ہیں۔ یہ بھی چاہتے ہیں کہ پتنگ بازی پر پابندی لگنی چاہئے۔ راجہ صاحب بالکل پتنگ اڑاتے اور نہ ہی بسنت مناتے ہیں تو ان کے خوف میں مبتلا ہیں یا تو راجہ صاحب کہیں کہ انھوں نے بسنت منانی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب آپ کے ساتھ جا رہے ہیں۔ آپ پہلے صحافی صاحبان کو واپس لے آئیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا مؤقف یہ ہے کہ---

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! آپ پہلے صحافی صاحبان کو لے آئیں اس کے بعد موقف بیان کریں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا مؤقف ہے کہ اس پر پابندی ہونی چاہئے اور انھوں نے صحیح بائیکاٹ کیا ہے۔ میں کیسے کہہ سکتا ہوں کہ وہ واپس آئیں۔ آج ایک پانچ سال کا بچہ مر گیا ہے اور پانچ زخمی پڑے ہوئے ہیں۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ خون کی ہولی میں ان کا ساتھ دیں۔ I am not in favour of this میں چاہتا ہوں کہ پتنگ بازی پر فی الفور پابندی ہونی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پہلے صحافی صاحبان کو House میں لے آئیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! انھوں نے صحیح کیا ہے۔ جب جان محفوظ نہیں ہے، روز آپ

دیکھیں کہ کوئی ٹرین کے نیچے آکر مر رہا ہے، کوئی موٹر سائیکل والا گر رہا ہے۔ آپ نے اس سے کیا نکالنا ہے؟ یا تو لاء منسٹر صاحب یہ بتادیں کہ ان کا ہدف یہ ہے کہ ڈیڑھ سو مریں گے تو پھر یہ پابندی لگائیں گے۔ ہم تو احتجاج کرتے ہیں کہ اس پر فوری پابندی عائد کی جائے۔ اب میں کیسے جا کر انھیں کہہ دوں؟

(اس مرحلہ پر چودھری ظہیر الدین پریس گیلری کے صحافیوں کو واپس
لانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا کوئی مقصد تھا؟ اس کا کوئی مقصد نہیں ہے۔ جب تک صحافی صاحبان نہیں آئیں گے اس وقت تک اس کا کوئی مقصد نہیں ہے۔ انھوں نے resist کیا اور آپ نے point raise کر دیا ہے۔ ایک ہی بات ہے۔ اب اس پر بار بار اختراع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جب آپ بار بار اسی معاملے پر بات کریں گے تو بات ایک ہی ہے It is one of the same

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! کل رانا ثناء اللہ صاحب، رانا آفتاب احمد، سمیع اللہ خان، حسن مرتضیٰ اور ہمارے دیگر ساتھی اس شایان بچے کے گھر گئے جو پتنگ بازی کی بھینٹ چڑھ چکا ہے۔ آپ یقین کریں کہ ہم جونہی اس علاقے میں گئے تو اس علاقے کے تمام لوگ باہر آ گئے اور انھوں نے وہاں پر اپنی شدید resentment show کی، نعرہ بازی کی اور موجودہ حکمرانوں کے خلاف نوحہ خوانی کی۔ لوگوں کے بچے مر رہے ہیں، مائیں حواس باختہ ہیں۔ اس بچے کی والدہ نے ہمارے سامنے باہر نکل کر سینہ کوبی کی اور اس حکومت کو پیٹنا شروع کیا اب مجھے تو اس بات پر حیرانگی ہے کہ وزراء جو ہیں انہوں نے شاید ایک دوسرے کے ساتھ اس بات کی باری لگائی ہے اور میں on the floor of the House یہ کہنا چاہتا ہوں۔[***********]

جناب قائم مقام سپیکر: یہ پنجاب گورنمنٹ کا معاملہ ہے، صدر مشرف کا پنجاب گورنمنٹ سے کیا واسطہ ہے؟

شیخ اعجاز احمد: جناب والا![***********]

---

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ہر بات میں جنرل مشرف کو لے آتے ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: یہ کام بھی انہوں نے کسی بریگیڈئر کے ذمے لگانا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ہر بات میں جنرل مشرف کو لے آتے ہیں۔ میں اسے ریکارڈ سے expunge کرتا ہوں۔ جو بات پنجاب حکومت کے اپنے اختیار میں ہے وہ پنجاب حکومت ہی کرے گی۔ آپ صوبائی حکومت کی اتھارٹی کو کیوں چیلنج کرتے ہیں؟

شیخ اعجاز احمد: جناب والا! آپ خود سوچیں کہ وزیر قانون سے لے کر پنجاب حکومت کا کوئی بندہ شایان کے گھر نہیں گیا اور 302 کی بجائے 222 کا پرچہ دے دیا گیا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ وزیر اعلیٰ ان کے گھر خود جاتے، وزراء کو چاہئے تھا کہ وہ جاتے۔ اس حوالے سے یہ حکومت بالکل بے حس ہے اور یہ ان بچوں کی ماؤں کی بد دعائیں لے رہے ہیں، ان کی بہنوں کی اور معصوم بچوں کی بد دعائیں لے رہے ہیں۔ پورا پنجاب بلکہ پورا پاکستان اس پر سراپا احتجاج ہے۔ آج ہمارے صحافی بھائی بھی اس مسئلے پر احتجاج کر کے گئے ہیں اور انہوں نے ایوان کی کارروائی کا بائیکاٹ کیا ہے۔ میں حیران ہوں کہ ان کے کانوں تک جوں تک نہیں رینگتی۔ یہ کیوں نہیں چاہتے کہ یہ قتل عام بند ہو؟ معاشی قتل یہاں پر ہو رہا ہے، سیاسی قتل یہاں پر ہو رہے ہیں۔ detention لوگوں کی کی جا رہی ہے۔ لوگوں کے بچے مر رہے ہیں اور حکومت چین کی بانسری بجا رہی ہے۔

محترمہ پروین سکندر گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: فرمائیں!

محترمہ پروین سکندر گل: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گی کہ کوئی بھی یہاں پر بات ہوتی ہے۔ بارش آجاتی ہے آندھی آجاتی ہے تو ہماری معزز اپوزیشن جنرل مشرف کو درمیان میں لے آتی ہے۔ ان کو فوبیا ہو چکا ہے۔ پہلے جب پرانی اپوزیشن تھی، ان کا تہوار منایا جارہا تھا انہوں نے کہہ دیا تھا کہ نواز شریف نے بارش کروا دی ہے۔ ادھر بھی یہی ہے کہ ان کو فوبیا ہو چکا ہے۔ ہر وقت جنرل مشرف، جنرل مشرف کہتے رہتے ہیں۔ جس مسئلے پر بات ہوتی ہے اس پر یہ بات نہیں کرتے۔ ہم بھی پتنگ بازی کی مذمت کر رہے ہیں اس پر گورنمنٹ کا بل بھی آ رہا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم کوئی مثبت بات کریں اور مثبت اقدامات کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کے بعد Call Attention Notice کو لیتے ہیں۔ چودھری زاہد پرویز صاحب اور لالہ شکیل الرحمٰن صاحب!

توجہ دلاؤ نوٹس

ڈیفنس لاہور میں پولیس ناکے پر بنک آفیسر کا قتل

485: چودھری زاہد پرویز اور لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 18 اور 19۔نومبر 2005 کی درمیانی شب ایک بنک آفیسر امجد علی شاہ اپنے دوست کے ہمراہ گاڑی میں ڈیفنس سے کیو بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور اپنی رہائش گاہ آ رہا تھا کہ پولیس ناکے پر ان کی گاڑی روک کر چیکنگ کی گئی اور جب گاڑی ناکے سے آگے نکلی تو ایک گولی چلائی گئی جس سے امجد علی شاہ کی گردن ڈھلک گئی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پولیس نے پہلے تو مقدمہ قتل سے بچنے کے لئے واقعہ کو گول مول کر دیا اور بعد ازاں اپنی مرضی سے نامعلوم افراد کے خلاف قتل کا مقدمہ درج کیا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا اس واقعہ کی انکوائری کروائی گئی ہے اور اس واقعہ میں ملوث پولیس اہلکاران کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا ہے، کیا اس میں ملوث افراد کو گرفتار کر لیا گیا تفصیل بیان کی جائے؟

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر قانون و پارلیمانی امور!

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

(الف) درست نہ ہے بلکہ اصل حالات اس طرح سے ہیں کہ منظور احمد نے 19۔نومبر 2005 کو مقامی پولیس تھانہ فیکٹری ایریا کو بیان دیا کہ وہ پنجاب فاؤنڈیشن گورنمنٹ سوسائٹی میں بطور ڈائریکٹر سروس کرتا ہے۔ آج مورخہ 19۔نومبر 2005 کو تقریباً ڈیڑھ بجے رات ہمراہ سید امجد علی شاہ سید عاطف بشیر اور سید علی عباس ساکن ہائے 568 کیو ماڈل ٹاؤن اپنے دوست کے گھر ڈیفنس سے کھانا کھا کر ٹیوٹا پراڈو نمبر 7983 ایل زیڈ آر براستہ غازی روڈ اپنے گھر جا رہا تھا جب پولیس ناکہ cross کرکے غازی روڈ بالمقابل پنجاب ہاؤسنگ سوسائٹی پر پہنچا تو نامعلوم شخص کی گولی میری گاڑی کی باڈی

کو پیچھے کی طرف سے cross کر کے سید امجد علی شاہ کو کمر پر بائیں جانب لگی جس سے سید امجد علی شاہ آگے کو جھک گئے۔ برائے علاج معالجہ اتفاق ہسپتال پہنچنے پر ڈاکٹروں نے سید امجد علی شاہ کو گولی لگنے کی وجہ سے ہلاکت کی تصدیق کر دی۔ مدعی کے بیان پر مقدمہ نمبر2005/926 بجرم 302ت۔ پ مورخہ 19۔نومبر2005 کو نا معلوم ملزمان کے خلاف تھانہ فیکٹری ایریا میں درج ہو چکا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کیونکہ وقوعہ ہذا مورخہ19۔نومبر2005 کو سرزد ہوااور فوری طور پر اسی تاریخ کو مقدمہ نمبر926 زیر دفعہ 302ت پ مدعی منظور احمد ولد حاجی حسن قوم ارائیں سکنہ 85 بلاک kماڈل ٹاؤن لاہور کے بیان پر تھانہ فیکٹری ایریا میں درج ہوا۔ مدعی مقدمہ نے ازخود بیان دیا کہ ان کی کسی سے دشمنی یا عداوت نہ ہے۔

(ج) جز ہائے (الف)اور (ب)کا جواب اثبات میں نہ ہے۔اس وقوعہ کے بارے میں مدعی منظور احمد کے بیان پر مقدمہ درج ہو کر تفتیش بذریعہ مشرف جاوید اے۔ ایس۔ آئی انویسٹی گیشن عمل میں لائی گئی۔ مقدمہ ہذا میں کوئی پولیس اہل کار ملوث نہ پایا گیا ہے۔

چودھری زاہد پرویز: جناب والا!اس مقدمے میں کیا کوئی ملزم پکڑا گیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: فی الحال کوئی ملزم نہیں پکڑا گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: فی الحال کوئی ملزم نہیں پکڑا گیا۔

چودھری زاہد پرویز: جناب والا! چار ماہ سے پولیس کی کارکردگی کیا ہے؟ پولیس کو آپ نے اتنی مراعات دے رکھی ہیں، پولیس کا ناکہ وہاں پر لگا ہوا تھا۔ اگر اس وقت کوئی نہیں پکڑا گیا تو اب چار مہینے ہو گئے ہیں لیکن ابھی تک کسی کو پکڑا ہی نہیں گیا۔

رانا آفتاب احمد خان: یہ پھر untraced murder کی لسٹ میں ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں untraced نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا اس میں مزید تفتیش کی جا رہی ہے۔ ابھی مدعی نے ایک تتمہ بیان دیا ہے جس تتمہ بیان کے مطابق اس نے یہ بھی انکار کیا ہے اس کے ساتھ جو دو ملزمان تھے وہ نہیں تھے۔ اب پولیس کو نئی direction ملی ہے۔ اب ان لائنز پر پولیس تفتیش کر رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 550 جناب محمد وقاص کا ہے۔ جی، وقاص صاحب!

لاہور میں پتنگ کی ڈور سے کم سن بچے کی ہلاکت اور حکومتی اقدامات

550 جناب محمد وقاص: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 6-مارچ 2006 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق گلبرگ کے علاقے میں قاتل ڈور نے باپ کی گود میں چار سالہ بچے کی گردن تن سے جدا کر دی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس روز کئی اور ہلاکتیں بھی محض پتنگ بازی کی وجہ سے ہوئیں؟ حکومت نے اس سلسلہ میں ابھی تک کیا اقدامات کئے ہیں؟

(ج) کیا معصوم بچے کی ہلاکت پر کائٹ ایسوسی ایشن کے ذمہ داران کے خلاف قتل کی ایف آئی آر درج کرنے کا ارادہ ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر قانون و پارلیمانی امور!

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

(الف) جناب والا! یہ درست ہے کہ مورخہ 2005-3-5 کو بوقت 6 بجے شام محمد رضوان ولد محمد اشرف سکنہ پرانا دھوبی گھاٹ سانده لاہور اپنے بیوی بچوں کے ہمراہ اپنے سسرال مکہ کالونی گلبرگ موٹر سائیکل پر جا رہا تھا۔ موٹر سائیکل کی ٹینکی پر اس کے بیٹے شایان عمر 4 سال اور ضیاء عمر 6 سال بیٹھے ہوئے تھے۔ جب pace کے سامنے پہنچے تو اچانک سامنے سے ایک ممنوعہ تیز دھار ڈور تھی جو اس کے بیٹے شایان کے گلے پر پھر گئی جس سے اس کی شہ رگ کٹ گئی اور اس کی وجہ سے اس کی موت واقع ہوئی۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ اس روز کئی اور ہلاکتیں بھی محض پتنگ بازی کی وجہ سے ہوئیں۔ یہ درست نہ ہے اور اس روز مزید کوئی ہلاکت نہ ہوئی ہے۔

(ج) انہوں نے یہ پوچھا ہے کہ حکومت نے اس سلسلے میں کیا اقدامات کئے ہیں؟ میں اس کی تفصیل ابھی بیان کر دوں گا۔ وقوعہ ہذا کی بابت محمد رضوان کے بیان پر مقدمہ درج ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر! اب میں عرض یہ کرنا چاہوں گا کہ اس سلسلے میں آج سے کچھ دن پہلے بھی یہ معاملہ House میں اٹھایا گیا اور کل بھی سمیع اللہ خان صاحب اس پر بات کرنا چاہتے تھے اور میں نے اس کا جواب بھی دیا لیکن اس کو تھوڑا سا میں افسوس کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ misconstrue کیا گیا۔ بات یہاں سے شروع ہوئی تھی کہ سمیع اللہ خان صاحب نے فرمایا تھا کہ حکومت جو ہے اس پر پابندی اس لئے نہیں لگا رہی کہ انہوں نے ایک مقتدر شخصیت کا نام لیا کہ شاید وہ لاہور آ رہے ہیں اور وہ بسنت منائیں گے اور اس کے بعد وہ واپس چلے جائیں گے تو پھر حکومت اس پر پابندی لگائے گی۔

حاجی محمد اعجاز: پابندی لگائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! پہلے میری بات سنیں۔ پھر بات وہیں پر ہے کہ آپ ان کو "لاہور آنے سے نہیں روک سکتے" وہ اس ملک کے منتخب صدر ہیں۔

معزز ممبران حزب اختلاف: منتخب نہیں ہیں۔

حاجی محمد اعجاز: جناب والا! آپ لوگوں کی جانوں سے کھیلتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں گزارش کر رہا ہوں۔ آپ میری بات تو سن لیں۔ آپ تو اس طرح کر رہے ہیں کہ ایک issue ختم ہوا ہے، میں اس معزز ایوان میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح توہین رسالت کے معاملے میں آپ کے جذبات تھے، ہمارے جذبات تھے اسی طرح اس معاملے پر بھی ہمارے جذبات ہیں اور خدا کے لئے اس معاملے کو politicize نہ کریں۔ آپ کو اس میں سے کچھ نہیں ملے گا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اس کو کیوں politicize کرتے ہیں؟ (قطع کلامیاں)

چیف منسٹر صاحب نے آج سے تین دن پہلے یہ کہا ہے کہ اس سلسلے میں چونکہ ایک قانون بنا ہوا ہے اب اس قانون پر مکمل طور پر پابندی لگانے کے لئے انہوں نے اقدامات کرنے ہیں اس کے لئے ہمیں کوئی justification چاہئے۔ justification اس طرح کی کہ ہم نے ان لوگوں کو راہ راست پر لانے کی پوری کوشش کی ہے اور انہیں راہ راست پر کس طرح لائے ہیں۔

(اس مرحلہ پر پریس گیلری کے صحافی واک آؤٹ ختم کر کے
واپس پریس گیلری میں تشریف لے آئے)

MR. ACTING SPEAKER: I welcome the press back.

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں اور اپنی بات کو دوبارہ دہرانا چاہتا ہوں کہ کل اس معزز ایوان میں جو بات ہوئی تھی وہ اس حوالے سے ہوئی تھی کہ حکومت kite flying یا اس طرح کی ڈور پر مکمل پابندی لگانے کے لئے کس بات کا انتظار کر رہی ہے اور اس میں میرے بھائی جناب سمیع اللہ صاحب نے ایک مقتدر شخصیت کا نام لیا، انہوں نے کہا کہ شاید حکومت پنجاب اس بات کا انتظار کر رہی ہے کہ وہ واپس چلے جائیں تو پھر پابندی لگائی جائے تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے جواب میں، میں نے یہ کہا تھا کہ کسی کے لاہور آنے جانے پر پابندی نہیں لگائی جا سکتی۔ دوسرا میں نے یہ کہا تھا اور میں تسلیم کرتا ہوں کہ جیسے انہوں نے point out کیا کہ میں نے کہا کہ اگر آپ روکنا چاہتے ہیں تو روک لیں۔ میں نے شاید جذبات میں وہ کہا لیکن میں اس بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے قطعی طور پر یہ نہیں کہا کہ حکومت بسنت کی سرپرستی کرے گی، کوئی آکر بسنت منائے گا۔ میں آج بھی اس بات کو دہرانا چاہتا ہوں کہ اس kite flying کے سلسلے میں جو آپ کے جذبات ہیں وہی treasury benches کے جذبات ہیں اور وہی پورے صوبے کے عوام کے جذبات ہیں اور ان جذبات کی ترجمانی جناب وزیر اعلیٰ خود کر چکے ہیں اور انہوں نے یہ کہا ہے کہ میں اس کھیل کو مزید برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے دو دن پہلے یہ کہا تھا کہ ان لوگوں کو warning دی جائے اور جو لوگ warning کے باوجود اس بات کو سمجھنے کے لئے تیار نہیں ہیں ان کے خلاف کریک ڈاؤن کیا جائے۔ سب سے پہلے میں آپ کو کریک ڈاؤن کے سلسلے میں بتانا چاہتا ہوں کہ صرف چوبیس گھنٹے کے اندر اس وقت تک ہم نے دھاتی تار، تندی یا اس سارے کھیل میں جو بھی اشیاء ممنوعہ ہیں ان کا ایک ٹرک کا لوڈ fore feed کیا ہے اور تقریباً 583 افراد جو اس میں ملوث پائے گئے ہیں ان کے خلاف کارروائی کی گئی ہے۔ 598 مقدمات درج کئے گئے ہیں۔ میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس صوبے کے عوام کے جان اور مال کے تحفظ کی ذمہ داری موجودہ وزیر اعلیٰ اور گورنمنٹ آف پنجاب کی ہے۔ جب کوئی ایک کھیل حد سے زیادہ خطرناک صورتحال اختیار کر جائے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ آپ کیوں یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کے لئے کہیں کہ نہیں جی اس پر پابندی نہیں لگنی چاہئے اور اس کو جاری رہنا چاہئے۔ خدا کے لئے آپ ذہن سے یہ بات نکال دیں کہ بشمول وزیر اعلیٰ پنجاب، صدر پاکستان، وزیر اعظم پاکستان یا وزراء میں

سے کوئی بھی اس طرح کے کھیل میں ملوث ہے، اس قسم کے کسی کھیل کی سرپرستی کرنا چاہتا ہے اور نہ کرے گا۔ میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت تک ہم نے جو کارروائی کی ہے وہ آپ کے سامنے ہے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اور ابھی یہاں شیخ اعجاز صاحب نے فرمایا کہ اس بچے کے گھر کوئی نہیں گیا۔ ابھی وزیر اعلیٰ پنجاب وہاں سے خود ہو کر آ رہے ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب! آپ نے بات ابھی کی ہے۔ آپ پہلے میری بات سن لیں۔(قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: بگو صاحب! آپ لاء منسٹر کو بات مکمل کر لینے دیں۔ آپ کو بعد میں موقع دیں گے۔ آپ بیٹھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کر رہا ہوں کہ تھوڑا سا صبر سے کام لیں۔ اب یہ نہیں ہو سکتا کہ یہاں پر کھڑے ہو کر میں کہوں کہ فلاں کو پکڑ لیں اور وہ پکڑ لیا جائے، میں کہوں کہ فلاں قانون ختم کر دیں اور وہ ختم ہو۔ اس کا فیصلہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے کرنا ہے اور اس معزز ایوان کے جذبات ان تک پہنچانا ہمارا فرض بنتا ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ نہ صرف آپ کے جذبات بلکہ معزز پریس کے جذبات بھی ان تک پہنچائیں گے۔ ان سے گزارش کریں گے کہ خدا کے لئے جتنا جلد سے جلد ہو سکتا ہے اس پر پابندی لگائیں اور بتائیں ہم کیا کریں؟ آپ پہلے میری بات سن لیں۔ آپ نے تو زبانی بات کرنی ہے۔ میرے بھائی! جن کے موٹر سائیکل جلے تھے وہ بھی compensation ہم نے دی ہے۔ جنہوں نے آگ لگانی تھی وہ تو آگ لگا کر چلے گئے لیکن compensation گورنمنٹ کو دینی پڑی۔ اب بھی اس میں جو لوگ ہلاک ہو رہے ہیں ان خاندانوں کو معاوضہ دینے کا اعلان وزیر اعلیٰ پنجاب کر رہے ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: بگو صاحب! آپ سمجھ دار آدمی ہیں۔ پہلے ان کو تقریر ختم کرنے دیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے اپنی بات مکمل کر لی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، ابھی ان کی بات ختم نہیں ہوئی۔ وہ بیٹھیں گے پھر آپ کو موقع دیں گے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا تھا کہ اس سلسلے میں معزز ایوان کے جذبات وزیر اعلیٰ صاحب کو پہنچائے جائیں گے۔ صحافی بھائیوں کے جذبات بھی پہنچائے جائیں گے۔ انہوں نے یہ فرمایا ہے اور ہمارے معزز منسٹر صاحب اور جو بھی بھائی باہر گئے تھے ان

کا یہ فرمانا ہے کہ ان کے ساتھ یہ طے ہوا ہے کہ اگر کسی صحافی بھائی کا نقصان ہوگا اس کو بھی compensate کریں گے۔ جو لوگ زخمی ہوئے ہیں یا متاثرین ہیں انہیں بھی ہم compensate کریں گے۔ آج ہی ہم سارے وزراء صاحبان وزیر اعلیٰ صاحب کو اس کھیل پر پابندی لگانے کے لئے اس معزز ایوان کی بات پہنچائیں گے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ خدا کے لئے عوام کے حقوق کے جتنے آپ custodian ہیں اتنے ہی ہم custodian ہیں اور ہم عوامی جذبات کے منافی کوئی قانون برداشت نہیں کریں گے۔ یہ ہم categorically کہہ رہے ہیں۔ اس کے لئے ایک مناسب طریق کار ہے جو اختیار کیا جائے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ وہی فیصلہ کیا جائے گا جو عوامی جذبات کا مظہر ہو گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: بگو صاحب۔ (قطع کلامیاں)

حاجی محمد اعجاز: اگر کوئی آدمی یا بچہ مر جائے گا تو حکومت پنجاب اس کے لواحقین کو compensate کرے گی تو کیا اس سے وہ واپس آ جائے گا؟ یہ کیسے compensate کریں گے۔ ایک آدمی مر جائے گا تو کیا اس کی زندگی لوٹائی جا سکتی ہے؟ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: یقین جانیے کہ جب انہوں نے کہا ہے کہ ہم اس کے بعد وزراء کو لے جا کر اس پر فیصلہ کرائیں گے تو اس سے آپ کا اصل مقصد حل ہو رہا ہے۔ ٹریژری بنچز اور آپ بھی سب اس بات پر متفق ہیں اور جس کسی کا کوئی نقصان ہوا ہے تو اس کا ازالہ کیا جا رہا ہے۔ وہی تو میں کہہ رہا ہوں۔ آپ بیٹھیے۔ پہلے بگو صاحب بات کریں گے پھر میں آپ کو موقع دوں گا۔ (قطع کلامیاں)

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! Democratic Houses میں بات کرنے کا ایک طریق کار ہوتا ہے۔ آٹھ آدمی ایک وقت میں بات کر رہے ہیں وہ خود نہیں طے کر پا رہے کہ انہوں نے کیا بات کرنی ہے؟ آپس میں اتنی تو یکجہتی ہونی چاہئے کہ کسی ایک کو سربراہ بنا کر بات کریں اور جب بات کر لیں تو دوسرے کی بات بھی سنی جائے۔

وزیر جیل خانہ جات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! یہاں ابھی بحث چل رہی تھی اور ہمارے صحافی بھائیوں نے بھی اس پر walkout کیا کہ پتنگ بازی پر ban کیا جائے۔ تمام House کے جذبات on the floor

of the Houseآئے۔ concerned Ministerنے یہ کہا کہ ہم ان کے ان جذبات کا احترام بھی کرتے ہیں اور ہم وہ concerned forumپر پہنچائیں گے اور راجہ بشارت نے کہا کہ ہم ان کی منت کریں گے کہ اس کو جلد سے جلد ختم کریں۔ ہر کام کا ایک طریق کار ہے۔ اس طریق کار کے مطابق اس کام کو نہ لیا جائے تو وہ ختم نہیں ہوتا۔ جب تمام House کے جذباتon the floor of the Houseآئے، صحافیوں کے آئے، لاء منسٹر نے commitmentکی کہ میں ان جذبات کو چیف منسٹر تک پہنچاؤں گااور ہم اس پر positive resultلیں گے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر!اگر لاء منسٹران کے جذبات کے خلاف بات کریں تو پھر ضرور بحث ہونی چاہئے کہ متعلقہ وزیر ہمارے جذبات کا احترام نہیں کر رہے۔ وہ جب جذبات کا احترام بھی کر رہے ہیں اور متعلقہ کارنر تک پہنچا بھی رہے ہیں۔ یہ بھی کہا کہ ہم منت کریں گے کہ اس پرbanلگایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی اپنی رائے بھی یہی ہو گی۔ منت کرنے کی کیا بات ہے، ان کی اپنی رائے بھی یہی ہو گی۔ اب اس بات پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔

(اذان ظہر)

جناب قائم مقام سپیکر: میں اسCall Attention Noticeکے بارے میں واضح کرنا چاہتا ہوں کیونکہ تمام Houseکی رائے ہے اور لاء منسٹر کی طرف سے categorically assuranceدی گئی ہے۔ میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اس پر جلد عملدرآمد ہو گا اور اسHouse، اس پریس اور عوام کی خواہشات کے مطابق اس پر فوری طور پر عمل کیا جائے گا۔ میں اس کو dispose ofکرتا ہوں۔ اس پر جلد عملدرآمد کیا جائے گا۔ اب نماز ظہر کے لئے آدھے گھنٹے کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کے لئے آدھ گھنٹہ کے لئے اجلاس کی کارروائی ملتوی کی گئی)

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کے وقفہ کے بعد محترمہ چیئرپرسن محترمہ مصباح کوکب کرسی صدارت پر متمکن ہوئیں)

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: پوائنٹ آف آرڈر۔

تحاریک استحقاق

محترمہ چیئر پرسن: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: میڈم! ایک بہت ضروری بات ہے۔

محترمہ چیئر پرسن: ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ پہلی تحریک استحقاق نمبر 67ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ نماز کے وقفہ سے پہلے راجہ صاحب نے اپنی statement دی تھی اور پتنگ بازی سے متعلق معاملہ زیر بحث تھا اسی پر ہم بات کرنا چاہتے ہیں کیونکہ راجہ صاحب نے جو فرمایا ہے کہ 583آدمیوں کے خلاف مقدمہ درج ہو گیا ہے، 598مقدمات ہم نے درج کر لئے ہیں اور ایک ٹرک ڈور کا ہم نے برآمد کر لیا ہے۔ پھر یہ سارے جھگڑے کس کے لئے ہیں؟ اگر گورنمنٹ کی intention یہ ہے کہ وہ اس برائی سے جان چھڑوانا چاہتی ہے تو یہ اس پر پابندی کیوں نہیں لگا دیتے، کون سا امر ان کو مانع ہے، یہ 598مقدمے درج کرنے کی کیا ضرورت ہے اور 583لوگوں کو گرفتار کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ بات وہی ہے کہ یہ بات اخبارات میں آئی ہے کہ جنرل مشرف جو ہے وہ 12تاریخ کو بسنت۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ چیئر پرسن: جی، لاء منسٹر صاحب!۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر ہو ہی نہیں سکتا۔ اب وزیر قانون کو قانون کون سمجھائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات نہیں کر رہے ہیں۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات نہیں کر رہے۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: وزیر قانون کو آپ قانون سمجھائیں، انہیں rules سمجھائیں کہ پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میڈم! وہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات نہیں کر رہے۔

محترمہ چیئر پرسن: رانا ثناء اللہ صاحب!۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: میں اپنی بات ایک منٹ میں ختم کر رہا ہوں، only one point left میں بات ختم کرتا ہوں اس کے بعد یہ جواب دے دیں۔۔۔

محترمہ چیئر پرسن: آپ ایک لمحے کے لئے تشریف رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ جو اتنا سارا جھگڑا ہے آخر یہ کس لئے ہے؟ یہ بات باقاعدہ اخبارات میں آئی ہے اور پھر اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ آج کے بعد راجہ صاحب! اگر ایک بھی شہری ہلاک ہوتا ہے، ایک بھی بچہ ہلاک ہوتا ہے تو اس کا براہ راست مقدمہ جو ہے وہ حکومت پنجاب کے خلاف 302 کا مقدمہ کٹنا چاہئے کیونکہ یہ جو extension ہے، جو سپریم کورٹ سے انھوں نے اجازت لی تھی یا انھوں نے کوئی ٹائم مقرر کیا تھا وہ تو آج ختم ہو رہا ہے۔ اس کے بعد چار دن کی extension باقاعدہ انھوں نے request کر لی ہے اور وہ اسی لئے لی ہے اور یہ اخبارات میں بھی آیا ہے کہ جنرل مشرف صاحب جو ہیں وہ بسنت اور پتنگ بازی کے بڑے رسیا ہیں، وہ 12 تاریخ کو آ رہے ہیں اور اس کے لئے یہ حیلے بہانے تلاش کر رہے ہیں۔ یہ on the floor of the House اس بات کا یقین دلائیں کہ یہ آج نہیں تو صبح اس بات کو announce کریں اور اس پر پابندی لگنی چاہئے۔ فی الفور کا مطلب، فی الفور ہی ہوتا ہے۔ فی الفور کا مطلب جو ہے وہ 12 تاریخ کے بعد نہیں ہے۔

محترمہ چیئر پرسن: آپ تشریف رکھیے پلیز۔ جی، لاء منسٹر صاحب! (قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ میں اس بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ رانا صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات نہیں کر رہے تھے بلکہ وہ اس continuity کی بات کر رہے تھے کہ چونکہ پہلے ایک بات چل رہی تھی تو انھوں نے اپنا موقف بیان کرنا تھا بہر حال وہ بات ہو چکی۔ میڈم! گزارش یہ ہے کہ کل بھی میں نے یہ عرض کیا تھا کہ ایک issue پر بات شروع ہوتی ہے اس کو پھر کسی نتیجے پر پہنچنا چاہئے اور بات ختم ہو جاتی ہے لیکن ہمارے یہاں problem یہ ہے کہ ہم جس وقت چاہیں، جو بات چاہیں ہم پھر نئے سرے سے اس کو شروع کر لیتے ہیں۔ آپ کے یہاں تشریف لانے سے پہلے یعنی آپ کے صدارت فرمانے سے پہلے یہ بات ہوئی، بات ہونے کے بعد جب نماز کا وقفہ کیا جا رہا تھا تو اس وقت سپیکر صاحب نے Chair کی طرف سے categorically یہ رولنگ دی کہ حکومت اس مسئلے کو جلد از جلد حل

کرے اور اس کے بعد انھوں نے نماز کے لئے وقفہ کر دیا۔ یہ بات ریکارڈ میں موجود ہے۔ اب نماز کا وقفہ ختم ہوا ہے تو پھر نئے سرے سے بات شروع کر دی گئی ہے۔ میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ انتہائی positive note پر یہ بات ختم ہوئی تھی۔ انتہائی تحمل کے ساتھ سارے دوستوں نے بات کی، اپنا اپنا موقف بیان کیا اور ہم نے ان کا موقف سنا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب اس کو دوبارہ نئے سرے سے agitate کر کے take up کرنا مناسب نہیں ہے۔ اس issue پر اب اپوزیشن کا واک آؤٹ کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔ ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس بات کو دوبارہ نہ اٹھایا جائے جو کہ پہلے ہو چکی ہے۔ اس بابت حکومت کا موقف آ چکا ہے، سپیکر صاحب کی رولنگ آ چکی ہے یعنی ساری بات طے ہو چکی ہے۔ اب اسے بار بار اٹھانا مناسب نہیں ہے۔ ہاں اگر ان کو واک آؤٹ کا شوق ہے پھر کر لیں۔

محترمہ چیئر پرسن: راجہ صاحب کی بات بالکل ٹھیک ہے۔ رانا صاحب! اس موضوع پر بات ہو چکی ہے لہذا آپ تشریف رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: میڈم! میں بات کو ختم کر رہا ہوں۔ راجہ صاحب نے فرمایا ہے کہ Chair نے رولنگ دے دی ہے۔ یہ درست ہے کہ Chair کی طرف سے رولنگ دی گئی ہے کہ اس معاملے کو جلد از جلد resolve کیا جائے، اس پر پابندی لگائی جائے۔ اب جلد از جلد سے مراد آیا 12- مارچ کے بعد ہے یا اس سے پہلے ہے؟ وزیر قانون صاحب صرف اتنا بتا دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: محترمہ گزارش یہ ہے کہ Chair کی طرف سے جو رولنگ دی گئی ہے وہی وزیر اعلیٰ کی خدمت میں پیش کی جائے گی اس پر وہ جو مناسب فیصلہ کریں گے اس بابت معزز ایوان کو مطلع کر دیا جائے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: ایک طرف تو پورے House کا consensus ہے، Chair کی رولنگ ہے۔ اب یہ فرما رہے ہیں کہ یہ رولنگ وزیر اعلیٰ کی شان میں پیش کی جائے گی اور اس کے بعد ان کی جو مرضی ہو گی وہ حکم صادر فرمائیں گے، یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ وزیر اعلیٰ صاحب بھی Chair کی رولنگ کے پابند ہیں۔ یہ بے شک 12 گھنٹے لے لیں، 24 گھنٹے لے لیں۔ جلد سے جلد مراد یہ تو نہیں ہے کہ جب ان کی مرضی ہو حکم صادر فرمائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ راجہ صاحب نے آخر میں جو statement دی ہے یہ پورے House کو degrade کرنے والی بات ہے۔ پورے House اور Chair کی رولنگ وزیر اعلیٰ صاحب کو پیش کی جائے گی، آگے ان کی مرضی ہے۔

محترمہ چیئرپرسن: رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جی، ڈاکٹر فرزانہ نذیر صاحبہ! آپ کچھ کہنا چاہتی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: میڈم! میں پوائنٹ آف آرڈر پر اپنے اپوزیشن ممبران سے یہ گوش گزار کرنا چاہتی ہوں کہ قوم کو سنوارنے کی ذمہ داری ہر فرد پر عائد ہوتی ہے۔ اپوزیشن ہر وقت واویلا مچائے رکھتی ہے۔ کیا وزیراعلیٰ صاحب ہیڈ ماسٹر لگے ہوئے ہیں کہ وہ ڈنڈا لے کر ساری قوم کو بتائیں۔ قوم کی اصلاح اس طرح نہیں کی جاتی ہے۔ یہ اپنے بچوں کو پیسے دیں اور نہ ہی اپنے کوٹھوں پر پتنگیں اڑانے دیں۔ نہ اپنے بھانجوں اور بھتیجوں کو پتنگیں اڑانے دیں۔ یہ ان کو خود فرداً فرداً ذاتی طور پر منع کریں۔ یہ لوگوں میں شعور پیدا کریں، محلوں میں جائیں اور لوگوں سے درخواست کریں یہ تنخواہیں کس لئے لیتے ہیں، کیا ساری ذمہ داری وزیراعلیٰ کی ہی ہے؟ ان کی بھی کچھ ذمہ داری بنتی ہے، ساری ذمہ داری حکومت کی نہیں ہے۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: محترمہ! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ چیئرپرسن: آپ تشریف رکھیں۔ آپ ایک لمحے کے لئے پہلے مجھے سنئے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: میڈم! پوائنٹ آف آرڈر۔ گزشتہ تین روز سے میں بات کرنا چاہ رہی ہوں لیکن مجھے بات کرنے کا موقع نہیں دیا جارہا۔ شاید میرے House میں بات کرنے پر پابندی ہے کہ مجھے اجازت ہی نہیں دی جا رہی۔

محترمہ چیئرپرسن: سمیع اللہ خان صاحب! میں نے آپ کو floor نہیں دیا۔ ابھی ہم تحریک استحقاق شروع کر رہے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 67، ڈاکٹر جاوید صدیقی صاحب کی ہے۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈی پی او ملتان کا معزز رکن اسمبلی سے ملاقات سے انکار

(---جاری)

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب والا! یہ پیش ہو چکی ہے اور آج کے لئے pending کی ہوئی تھی وزیر قانون نے اس کا جواب دینا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سمیع اللہ خان: کل انھوں نے میری بات پرresponseدیتے ہوئے جو جذباتی کلمات کہے وہ آج اخبارات کی زینت بنے ہوئے ہیں۔اس حوالے سے میں کہنا چاہوں گا۔۔۔

محترمہ چیئر پرسن: سمیع اللہ خان صاحب!اس حوالے سے تفصیلی بات ہو چکی ہے۔اب آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو اجازت نہیں دے رہی۔ ہم تحاریک استحقاق شروع کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی صاحب!آپ اپنی تحریک پیش کریں۔(قطع کلامیاں)

آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔آپ سب حضرات تشریف رکھیں۔ تحریک استحقاق کے بعد آپ کو بات کرنے کا موقع دیا جائے گا۔

جناب سمیع اللہ خان: محترمہ! ہم نے اس موضوع پر لازماً بات کرنی ہے۔آج حکومت کی طرف سے ہمیںHouseمیں کوئیassuranceدینے کے لئے تیار نہیں ہے۔یہ پنجاب حکومت پرویز مشرف کے بسنت منانے کاانتظار کر رہی ہے، پنجاب حکومت اتوار کاانتظار کر رہی ہے۔(قطع کلامیاں)

محترمہ چیئر پرسن: عظمیٰ بخاری صاحبہ، سمیع اللہ خان صاحب، محمد وقاص صاحب آپ سب تشریف رکھیں۔پلیز تشریف رکھیں۔ تحریک استحقاق کے بعد آپ کو موقع دیا جائے گا۔ڈاکٹر جاوید صدیقی صاحب کی تحریک استحقاق پیش ہو چکی ہے۔اس کا جواب آنا تھا۔جی،وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میڈم! میری معزز رکن سے بات ہوئی ہے۔ڈی پی او ملتان کو پیر کے دن لاہور بلایا گیاہے۔ میں نے معزز رکن کی خدمت میں گزارش کی تھی کہ انشاء اللہ تعالیٰ پیر کے دن ان کی ڈی پی او ملتان سے ملاقات کروائیں گے۔ اگر ملاقات کے بعد معزز رکن مطمئن نہ ہوئے تو پھر میں اس تحریک کی مخالفت نہیں کروں گا۔ لہذا آپ اس تحریک کوMondayتک pendingفرمالیں۔

محترمہ چیئر پرسن: ٹھیک ہے۔ڈاکٹر جاوید صدیقی صاحب کی تحریک کوMondayتک کے لئے pendingکیا جاتا ہے۔اگلی تحریک سید احسان اللہ وقاص صاحب کی ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سمیع اللہ خان: محترمہ! جیسا کہ رانا ثناء اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ آج بھی اسHouse میں کوئیassuranceدینے کے لئے تیار نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میڈم! آپ Houseکی کارروائی کو آگے چلائیں۔آپ ان کے مائیک بند کروادیں۔

جناب محمد وقاص: محترمہ! ہم اتوار کو لاہور میں یوم سیاہ منائیں گے، سیاہ جھنڈے لہرائیں گے۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے بسنت نامنظور، بسنت نامنظور کے نعرے)

محترمہ چیئرپرسن: سمیع اللہ خان صاحب، محمد وقاص صاحب، آپ سب تشریف رکھیں۔ جی، احسان اللہ وقاص صاحب آپ اپنی تحریک استحقاق پیش کریں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سمیع اللہ خان: جنرل پرویز مشرف اتوار کو لاہور میں اس جگہ، اس حویلی میں بسنت منانے کے لئے آرہے ہیں کہ جس جگہ کے بارے میں ہماری ایک خاتون رکن پہلے بہت کچھ بتا چکی ہیں کہ وہاں کیا کیا کچھ ہوتا ہے۔ یعنی جنرل پرویز مشرف اس شاہی محلے میں بسنت منانے آرہے ہیں۔ آپ ہمیں اس اہم موضوع پر بات کرنے کی اجازت نہیں دے رہیں لہذا ہم احتجاجاً واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

محترمہ چیئرپرسن: سید احسان اللہ وقاص صاحب! تشریف نہیں رکھتے۔ ان کی تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 7 جناب امتیاز احمد لالی صاحب!

جناب امتیاز احمد لالی: محترمہ چیئرپرسن! میں تحریک استحقاق نمبر 7 واپس لیتا ہوں۔ اس کے بعد میری تحریک استحقاق نمبر 10 ہے اسے take up کر لیا جائے۔

محترمہ چیئرپرسن: تحریک استحقاق نمبر 7 dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 8، چوہدری خضر الیاس ورک صاحب کی طرف سے ہے لیکن انھوں نے اسے pending کرنے کے لئے استدعا کی ہے لہذا یہ تحریک استحقاق pending کی جاتی ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 10 جناب امتیاز احمد لالی صاحب!

ایس ایچ او تھانہ لالیاں کا معزز رکن اسمبلی کا فون سننے سے انکار اور بے بنیاد ایف آئی آر کا اندراج

جناب امتیاز احمد لالی: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 3-مارچ 2006 بوقت 6.00 بجے شام اپنے حلقہ کے ایک رفاہ عامہ کے کام کے سلسلہ میں تھانہ لالیاں گیا۔ ڈیوٹی پر موجود اے ایس آئی محمد اسلم کی زبانی پتا چلا

کہ عاطف عمران قریشی ایس ایچ او تھانہ لالیاں کسی کام کے سلسلہ میں جھنگ گیا ہوا ہے۔ میں نے بذریعہ ٹیلی فون ایس ایچ او عاطف عمران قریشی سے بات کرنا چاہی کہ میں اپنے حلقہ کے ایک رفاہی کام کے سلسلہ میں آیا ہوں لہذا اسے میرٹ پر کر دینا۔ ایس ایچ او موصوف نے کہا کہ اس وقت میں مصروف ہوں آپ کسی اور وقت تشریف لائیں۔ کام چونکہ فوری اور ضروری نوعیت کا تھا۔ اس لئے میں بضد ہوا کہ آپ مہربانی فرمائیں اور میری بات سن لیں لیکن ایس ایچ او نے میری بات سنے بغیر فون بند کر دیا۔ ڈیوٹی پر موجود اے ایس آئی محمد اسلم کو میں نے کہا کہ ایس ایچ او صاحب نے میرے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا میں اس کی شکایت ڈی پی او صاحب سے کروں گا۔ اے ایس آئی محمد اسلم نے کہا کہ ایس ایچ او آپ کے پابند نہیں ہیں۔ میں وہاں سے واپس چلا گیا۔ ایس ایچ او صاحب تھانے آئے تو اے ایس آئی محمد اسلم نے میرے بارے میں اسے بتایا تو ایس ایچ او عاطف عمران قریشی نے میرے خلاف ایک مفصل رپٹ روز نامچہ میں درج کی اور اسے ایس پی کو بھجوا دیا۔ جب میں نے ایس پی صاحب سے رابطہ کیا تو اس نے مجھے کہا کہ ایس ایچ او تھانہ لالیاں نے آپ کے خلاف ایک مفصل رپورٹ بھجوائی ہے جس کی میں انکوائری کر رہا ہوں۔ SHO/SP کی اس من گھڑت اور جھوٹی رپٹ کے باعث میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

محترمہ چیئرپرسن: لالی صاحب! آپ کوئی short statement دینا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میری گزارش ہے کہ اس تحریک استحقاق کو استحقاقات کمیٹی کے پاس بھیج دیا جائے۔

محترمہ چیئرپرسن: تحریک استحقاق نمبر 10 مجلس استحقاقات کے سپرد کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ٹوکن واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

تحاریک التوائے کار

محترمہ چیئرپرسن: اب ہم تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: محترمہ! میری تحریک التوائے کار پیش ہو چکی ہے، گردیزی صاحب نے اس کا جواب دینا ہے۔

محترمہ چیئرپرسن: جی، یہ پیش ہو چکی ہے۔ وزیر برائے سپورٹس نے اس کا جواب دینا ہے۔

نئے سپورٹس رولز کی تشکیل سے ٹیکنیکل سٹاف کی ترقی میں رکاوٹ کا خدشہ

(---جاری)

وزیر کھیل: محترمہ یہ تحریک التوائے کار جو شیخ صاحب نے پیش کی ہے اس میں انھوں نے "ڈان" اخبار کی خبر کی بنیاد پر دو issues کو بنیاد بنایا ہے۔ انھوں نے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ موجودہ نئے rules میں سٹاف کی promotions رک جائیں گی۔ دوسرا سپورٹس ڈیپارٹمنٹ میں جو ایم ڈی کی post create کی گئی ہے اس کے بارے میں بھی انھوں نے اپنے خدشات کا اظہار کیا ہے۔ میں اس بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب سپورٹس بورڈ ایک علیحدہ entity ہے اور پنجاب سپورٹس بورڈ کے ماتحت سپورٹس کا ایک ڈائریکٹوریٹ ہے جو سپورٹس کی activities کو look after کرتا ہے۔ پنجاب سپورٹس بورڈ 1985 میں قائم ہوا تھا اور 8-اپریل 1985 کو پنجاب سپورٹس بورڈ کا آئین گزٹ کی صورت میں شائع کیا گیا تھا۔ اس آئین کے آرٹیکل 5 میں یہ لکھا ہوا ہے کہ:

> Board shall have the powers to frame rules and regulations with the prior approval of the Government for the transactions of this business

اس کے ساتھ آرٹیکل نمبر 44 بھی اسی چیز کو reiterate کرتا ہے اور کہتا ہے کہ بورڈ میں

> Subject to the approval of the Government, the Board shall frame rules and regulations not inconsonant with the provision of the Constitution of the Board.

یہاں پر ہوتا یہ رہا ہے کہ ڈی جی سپورٹس، سپورٹس بورڈ کے سیکرٹری کے فرائض بھی سرانجام دیتے رہے ہیں۔ گزشتہ 20 سال سپورٹس بورڈ کے رولز فریم نہیں کئے گئے تھے جس سے سپورٹس بورڈ کے ملازمین، ڈائریکٹوریٹ کے ٹیکنیکل لوگ جو اس بورڈ میں کام کرتے تھے ان کے سروس رولز

تھے اور نہ ہی financial powers کو define طریقے سے delegate کیا گیا تھا۔ سپورٹس بورڈ کے پاس جو پیسے آتے ہیں انھیں کس طرح خرچ کیا جائے گا اور خرچ کرنے کی اتھارٹی کون ہو گی؟ ماضی میں یہ بھی ہوتا رہا ہے کہ پورے سال میں ایک آدھ بار سپورٹس بورڈ کی میٹنگ ہوا کرتی تھی ورنہ میٹنگ بھی نہیں ہوتی تھی اور ڈی جی سپورٹس بورڈ کے تمام معاملات کو اپنی صوابدید پر طے کرتا رہا۔ سروس رولز نہ ہونے کی وجہ سے ڈائریکٹوریٹ کے ملازمین کو protection بھی مہیا نہیں کی جاتی تھی اس لئے 2000 میں سپورٹس بورڈ کی ایک میٹنگ میں فیصلہ کیا گیا کہ آئین کی requirement کے مطابق سپورٹس بورڈ کے رولز فریم کئے جائیں۔ وہ رولز فریم کرنے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی اور اس کی سربراہی اس وقت کے ممبر بورڈ آف ریونیو جاوید اسلم کو سونپی گئی۔ اس کمیٹی نے اپنی سفارشات ڈرافٹ کر کے 16۔ جون 2004 کو سپورٹس بورڈ کو دیں جو بعد میں 8۔ اکتوبر 2004 کو لاء ڈیپارٹمنٹ کو بھیجی گئیں۔ لاء ڈیپارٹمنٹ نے کچھ اعتراضات لگا کر وہ ڈرافٹ واپس کر دیا۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ چیئرپرسن: جی، رانا ثناء اللہ خان!

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہ سارا افسانہ جو وزیر موصوف House کو سنا رہے ہیں اس کی تو کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس تحریک التوائے کار کا جو subject matter ہے وہ یہ ہے کہ The new rules will hinder the progress of technical people. جب rules frame ہو گئے اور objection کے بعد دوبارہ frame ہو گئے ہوں گے۔ اس subject matter کے مطابق یہ فرمائیں کہ وہ رولز جو frame ہوئے ہیں جیسا کہ اس خبر اور تحریک التوائے کار میں alledge کیا گیا ہے وہ ٹیکنیکل لوگوں کا راستہ تو نہیں روکتے۔

محترمہ چیئرپرسن: رانا صاحب! وزیر موصوف کی پہلے پوری بات تو سن لیں۔

رانا ثناء اللہ خان: آپ دیکھیں وہ اتنی لمبی باتیں کر رہے ہیں ان باتوں سے تو ہمارا کوئی تعلق ہی نہیں ہے کہ کب یہ رولز بننا شروع ہوئے، کب ان پر اعتراضات لگے؟ جو تحریک التوائے کار کا subject matter ہے اس کے مطابق یہ ہمیں بتائیں۔

محترمہ چیئر پرسن: اپنی بات جاری رکھیں۔

وزیر کھیل: محترمہ چیئر پرسن صاحبہ! میں یہ سارے واقعات اس لئے عرض کر رہا تھا کہ رولز بنانے کی جب بھی ضرورت پیش آئی ہے یا جس لئے یہ رولز بنائے گئے ہیں اس کا background بتانے کے لئے اور House کی معلومات کے لئے اتنی تفصیل بتائی ہے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ 28-2-06 کو یہ رولز فریم ہو گئے اور پاس کر دیئے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ جو بورڈ کا آئین تھا اس میں بھی ترمیم کی ضرورت تھی کیونکہ devolution کے بعد ڈسٹرکٹ کے جو عہدے تھے ان کا structure administrative نہیں رہا تھا اس میں بھی ترمیم کی ضرورت تھی۔ دوسرا بورڈ کا آئین جب بنایا گیا تھا تو اس وقت کوئی منتخب حکومت نہیں تھی اس وقت گورنر اس کے سربراہ تھے۔ جس میں بعد میں ترمیم کر کے وزیر اعلیٰ کو سپورٹس بورڈ کا پیٹرن انچیف بنایا گیا۔ اب انہوں نے رولز کی جو بات کی ہے میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ رولز فریم نہ ہونے کی وجہ سے جو ٹیکنیکل سٹاف تھا نہ تو ان کی promotion کا سروس کیڈر میں criteria تھا۔ اس کے علاوہ ان کو ملازمت کا بھی تحفظ نہیں تھا۔ ان کو پنشن اور گریجویٹی کے مفادات حاصل نہیں تھے۔ لہٰذا اب رولز فریم ہونے کے بعد جو ڈائریکٹوریٹ کا جو سٹاف ہے اس کو وہ تمام مراعات حاصل ہو گئی ہیں جو ایک سرکاری ملازم کو مراعات حاصل ہیں اس کی وجہ سے ان ٹیکنیکل لوگوں کو جو مراعات حاصل ہوئی ہیں اس سے اب ان کی promotion streamline ہو گئی ہیں۔ اب وہ باقاعدہ ایک سرکاری ملازم کے طور پر کام کر رہے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ چیئر پرسن: احسان اللہ وقاص صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ پہلے وزیر موصوف کا پورا جواب سن لیں۔

سید احسان اللہ وقاص: وزیر موصوف کی بات تو شاید اب کل ختم ہو گی، اب ہم کل تک بیٹھے رہیں۔

محترمہ چیئر پرسن: آپ تشریف رکھیں۔ وزیر موصوف اپنی بات جاری رکھیں۔

سید احسان اللہ وقاص: میری پوائنٹ آف آرڈر پر پہلے بات سن لیں۔ اس کے بعد ساتھ ہی اس کا جواب بھی فرما دیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پنجاب سپورٹس بورڈ جو ہے یہ بھی اسی طرح کا ایک

ادارہ ہے جس طرح فیڈرل گورنمنٹ میں پاکستان سپورٹس بورڈ ہے۔مرکز میں بھی سپورٹس منسٹری موجود ہے اور پاکستان سپورٹس بورڈ بھی موجود ہے۔اسی طرح پنجاب میں بھی ڈیپارٹمنٹ موجود ہے اور پنجاب سپورٹس بورڈ بھی موجود ہے۔فیڈرل میں اس کا سسٹم یہ ہے کہ منسٹری گائیڈ لائن مہیا کرتی ہے اور ٹیکنیکل لوگ سپورٹس بورڈ میں ہیں وہ اس معاملے کو لے کر چلتے ہیں۔پنجاب میں بھی پہلے یہی تھا،سپورٹس ڈیپارٹمنٹ ان کو گائیڈ لائن مہیا کرتا تھا اور پنجاب سپورٹس بورڈ گائیڈ لائن کے مطابق کام کرتا تھا اور اب جو رولز بنائے گئے جس کے حوالے سے میرے محترم بھائی نے تحریک التوائے کار جمع کروائی ہے اس میں سپورٹس بورڈ اور ڈیپارٹمنٹ کے درمیان جو تعلق تھا اس کو تہ و بالا کر کے سب کچھ ڈیپارٹمنٹ کے ہی حوالے کر دیا گیا ہے۔اس پر ہماری کوئی رہنمائی فرمائیں انہوں نے تو ہمیں امیر حمزہ کی داستان سنا دی ہے۔ہمیں تو کچھ سمجھ آئے۔

محترمہ چیئر پرسن: وزیر موصوف اپنی بات کریں۔

وزیر کھیل: جناب والا! سید احسان اللہ وقاص صاحب نے جس بات کی نشاندہی کی ہے اور انہوں نے جو issue raise کیا ہے اس کے بارے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ سپورٹس بورڈ کے function میں رولز کسی طرح بھی hinder نہیں کرتے۔سپورٹس بورڈ اسی طرح ایک خود مختار باڈی ہے۔سپورٹس بورڈ کے ماتحت ڈائریکٹوریٹ آف سپورٹس ہے،سپورٹس کو promote کرنا،اس کی ذمہ داری ہے۔اس کے function اسی طرح سے قائم ہیں۔جہاں تک ڈی جی سپورٹس اور ایم ڈی سپورٹس بورڈ کی دو علیحدہ پوسٹیں create کرنے کا تعلق ہے تو ڈی جی سپورٹس کی ماضی کی طرح وہ تمام تر ذمہ داریاں ہیں۔اس کی لسٹ بھی میرے پاس موجود ہے اگر فاضل ممبر دیکھنا چاہیں تو میں وہ بھی دکھا سکتا ہوں۔ڈی جی سپورٹس تمام ڈسٹرکٹ لیول،تحصیل لیول اور صوبائی لیول پر جتنی سپورٹس کی activities ہیں ان کو promote کرنا،ان کو organize کرنا،talent hunt کرنا،ٹریننگ دینا یہ تمام کی تمام ذمہ داریاں ڈائریکٹوریٹ آف سپورٹس کی ہیں اور جس کو ڈی جی سپورٹس look after کرتے ہیں۔جہاں تک ایم ڈی سپورٹس کا تعلق ہے تو وہ سپورٹس بورڈ کے سیکرٹری کے طور پر اور سپورٹس بورڈ کو manage کرنے کے لئے کام کرتے ہیں۔یہاں پر سپورٹس بورڈ ایک گورننگ باڈی ہے اس بات کو بھی ذہن میں رکھنا چاہئے۔

ڈی جی سپورٹس جو ہے اس کی job description میں جو گورنمنٹ کے فنڈز آتے ہیں ان کو گورنمنٹ کی ہدایت کے مطابق خرچ کرنا اور ان کا آڈٹ کروانا، سپورٹس بورڈ کی میٹنگ کروانا اس کی اپنی ذمہ داری ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ جیسے آبادی بڑھ رہی ہے سپورٹس سے متعلق activities بھی بڑھ رہی ہیں۔ پاکستان میں international events ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ ان events کی بنیاد پر ڈی جی سپورٹس اور ڈائریکٹر سپورٹس کا عہدہ علیحدہ کیا گیا ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

محترمہ چیئر پرسن: شیخ صاحب وزیر موصوف نے بڑی تفصیل سے جواب دیا ہے۔ میرے خیال میں اب آپ مطمئن ہو گئے ہوں گے اور اپنی تحریک التوائے کار کو press نہیں کریں گے۔

شیخ اعجاز احمد: محترمہ! آپ House کو in order کر دیں میں دو تین لفظوں میں بات ختم کر دوں گا۔

محترمہ چیئر پرسن: میرے خیال میں وزیر صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ جواب دیا ہے۔

شیخ اعجاز احمد: وزیر موصوف نے تو جواب دیا ہے میں محرک ہوں میں تو اس سے مطمئن نہیں ہوں۔

محترمہ چیئر پرسن: آپ تشریف رکھیں۔

شیخ اعجاز احمد: وزیر صاحب نے جو جواب دیا ہے اس کا ہرگز مطلب یہ نہیں ہے کہ جو انہوں نے جواب دیا ہے پندرہ منٹ کے بعد میں اس کو من وعن قبول کر کے اس تحریک کو press نہ کروں۔ گزارش یہ ہے کہ تین سال ہو گئے ہیں ہم نے اس منسٹری کو پنجاب کے اندر create کیا ہے اور خود وزیر اعلیٰ صاحب کا vision یہ ہے، ان کے وزراء یہ کہتے ہیں کہ ہم ہر محکمے کے اندر قانون سازی کرنا چاہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بڑی اچھی بات ہے۔ بنیادی طور پر ہماری ذمہ داری بھی یہ کہ ہم اس House میں بیٹھ کر قانون سازی کریں۔ اب آپ نے چالیس وزیروں کے لئے چالیس منسٹریاں قائم کیں، آگے ان کے پارلیمانی سیکرٹری ہیں۔۔۔

محترمہ چیئر پرسن: آپ اس حوالے سے بات کیجئے۔

شیخ اعجاز احمد: میں اسی حوالے سے بات کر رہا ہوں۔آپ پہلے میری بات تو سن لیں۔آپ تسلی سے بات سنیں میں اپنی بات ابھی مکمل کرتا ہوں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحبان بھی پچھلے تین سالوں سے اپنی مراعات لے رہے ہیں،جب سے یہ منسٹری بنی ہے مراعات لے رہے ہیں۔شاہانی صاحب نے استعفیٰ دے دیا ہے۔ سپورٹس کسی بھی ملک کے اندر،کسی بھی صوبہ کے اندر انتہائی اہم مقام رکھتے ہیں۔آپ کے کھلاڑی آپ کے ملک صوبہ کے اور آپ کے عوام کے سفیر ہیں۔ان کو facilitate کرنا،ٹیکنیکل لوگوں کو facilitate کرنا اور اس محکمے کو رولز کے مطابق موثر انداز میں چلانا ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔میری اس میں زیادہ لمبی چوڑی بات نہیں ہے۔آپ نے وزیر موصوف کی بھی بات سنی ہے میں اس میں صرف یہ چاہتا ہوں اور اس point کو press کرتا ہوں کہ ہمارا جو متعلقہ معاملہ ہے---

محترمہ گلشن ملک: جناب سپیکر! میں ایک ضروری بات کرنا چاہتی ہوں---

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! مجھے ان سے خوف آ رہا ہے۔آپ ان کو بٹھالیں۔یہ جب تک کھڑی رہیں گی مجھے خوف رہے گا۔آپ ان کو بٹھالیں۔

محترمہ چیئر پرسن: آپ بات کیجئے۔

شیخ اعجاز احمد: محترمہ! میں یہ بات کر رہا تھا۔گزارش یہ ہے کہ---

محترمہ چیئر پرسن: شیخ صاحب! آپ اس کو press نہیں کرتے۔

شیخ اعجاز احمد: محترمہ! میرا خیال ہے کہ شاہانی صاحب! اس سلسلے میں کچھ کہنا چاہ رہے ہیں۔

محترمہ گلشن ملک: محترمہ چیئر پرسن! میں یہ request کرنا چاہتی ہوں کہ جیسے قومی اسمبلی کی تنخواہیں بڑھی ہیں صوبائی اسمبلی کی تنخواہیں بھی بڑھائی جائیں۔شکریہ۔(نعرہ ہائے تحسین)

شیخ اعجاز احمد: محترمہ! میں نے یہ ساری exercise اس لئے کی ہے کہ اس کو آپ concerned Standing معاملہ کو Sports Standing Committee کو refer کریں تاکہ ہم یہ Committee میں لے کر جائیں اور وہاں بیٹھ کر ہم اس پر legislation کریں۔ہم سپورٹس کو صوبے کے اندر فروغ دیں۔ اگر میری اس بات پر کسی کو کوئی اعتراض ہے اور آپ نے جو form committees کی ہیں ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ آپ اس میں legislation کریں۔اگر یہ معاملہ کمیٹی کو refer کرنے پر کسی کو کوئی اعتراض ہے تو پھر میں یہ سمجھوں گا کہ

آپ legislation کرنا نہیں چاہتے۔

محترمہ چیئرپرسن: جی، شاہانی صاحب!

وزیر کھیل: محترمہ چیئرپرسن صاحبہ! میں اس بات کی طرف House کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ being a Sports Minister میں نے یہ محسوس کیا تھا کہ منسٹر صاحب کو آج جتنے rules and regulations سے brief کیا گیا ہے یہ تمام faked ہیں اور اس کو منسٹری سے علیحدہ رکھا گیا تھا۔ بیوروکریٹس نے اپنی strength بڑھانے کے لئے یہ تمام چیزیں کی ہیں کہ ایڈیشنل سیکرٹری کو ایم ڈی پر لگایا گیا ہے۔ کیا دوسرے صوبوں میں یہ سپورٹس بورڈ ابھی ہیں؟ ان سپورٹس بورڈز میں جو ڈی جی پہلے کام کر رہے ہیں ان میں کیا قباحت تھی کہ یہ changes لائی جائیں لیکن اس سے سپورٹس کی تباہی ہوگی۔ منسٹر صاحب کو کچھ معلوم نہیں، آج انہیں یہ reports ملی ہیں میں یہ کہوں گا کہ اس معاملے کو سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ وہاں پر اس کی تمام چیزیں دیکھی جائیں اور اس کی نوک پلک درست کی جائے کہ اس کی وجوہات کیا ہیں، کیا ہم سپورٹس کو disgrade کر رہے ہیں، سپورٹس ڈیپارٹمنٹ بننے کے بعد سپورٹس ڈیپارٹمنٹ بتائے کہ آج تک ان کی کارکردگی کیا ہے؟ یہ ڈی جی سپورٹس کی تمام کارکردگی تھی جو آج یہ کھیلیں اور یہ محکمہ چل رہا ہے۔ صرف ایک فرد واحد کے لئے یہ کیا جا رہا ہے کیونکہ وہ چاہتے ہیں کہ ہماری supremacy قائم ہو۔ یہ نہیں چاہتے کہ ڈی جی سپورٹس جو ایک ادارہ ہے اس کو strengthen کیا جائے؟ ہم گورنمنٹ پارٹی سے ہیں، ٹریژری بنچز سے ہیں اور میں ان تمام واقعات کو جانتا ہوں کہ جو یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ 2006 کو پاس ہوا ہے۔ کیا یہ منسٹر کے knowledge میں ہے، کیا یہ through proper channel گیا ہے، کس کو پتا ہے اور یہ کیسے routs بن رہے ہیں؟ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہم اپنی کھیلوں کو خود اپنے ہاتھ سے تباہ کریں اور ایسا قانون بنا جائیں کہ جو کل کو ہمارے لئے باعث شرم ہو۔ ہم سپورٹس کو آگے کیسے بڑھائیں گے اور سپورٹس مین کو کیسے strengthen کریں گے؟ سپورٹس کے فنڈز کیا ہیں، کیا ہم نے سپورٹس فنڈز بڑھائے ہیں، یہاں پر سپورٹس کمیٹی کی چیئرپرسن پروین سکندر گل صاحبہ بیٹھی ہیں ان سے پوچھیں کہ یہ جو sports events ہوئے ہیں، کیا بچوں کو وہ پیسے ملے ہیں جو انعامات وزیراعلیٰ صاحب کہہ کر گئے تھے؟ ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم positive کی طرف جائیں، نہ کہ negative کی طرف جائیں۔ یہ معاملہ سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد ہونا چاہئے کیونکہ ہم اس کے خلاف ہیں۔ اس کی نوک پلک درست ہونی چاہئے۔ دیکھا جائے کیونکہ

یہ قانون ہم نے بنانا ہے کل کو ہماری عوام پر اس کا اثر ہو گا۔ یہ کہتے ہیں کہ devolution plan نہیں تھا، plan evolution آج آیا ہے اس سے پہلے ڈسٹرکٹ کونسلیں تھیں۔ یہ نہیں کہ لوکل گورنمنٹس نہیں تھیں۔ تحصیل کونسلیں تھیں یہ کوئی آج نئی چیز آ گئی ہے کہ ہم بالکل change کر دیں لہذا میں آپ سے پرزور اپیل کروں گا کہ اس کو سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

محترمہ چیئرپرسن: میرا خیال ہے کہ جس وقت یہ point raise ہوا تھا اس وقت شاہانی صاحب منسٹر تھے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں انتہائی معذرت کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ شیخ اعجاز صاحب نے ایک Adjournment Motion دی، Minister concerned اس کا جواب دے رہے تھے، سابق منسٹر صاحب نے جذباتی انداز میں اس میں مداخلت کی۔ (قطع کلامیاں) میری گزارش سن لیں، سارے House کی بات نہیں ہے۔ آپ کی Adjournment Motion تھی، minister concerned جواب دے رہے تھے۔ اگر آپ ان کے جواب سے مطمئن نہیں ہیں تو انہیں آپ وضاحت کا موقع دیں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے اور میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ شاہانی صاحب نے فرمایا کہ کسی سے منظوری نہیں لی گئی۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ چیف منسٹر صاحب نے بطور منسٹر انچارج باقاعدہ رولز کی منظوری دی ہے چونکہ یہ بات میرے نوٹس میں تھی اس لئے میں یہ بات کرنا چاہتا تھا۔ دوسری بات، میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ محترم شیخ صاحب نے تحریک التوائے کار پیش کی اس کو دیکھا جائے گا، اس میں انہوں نے اس بات کا خدشہ ظاہر کیا کہ The new rules will hinder the progress of technical people. ان کا خدشہ ہے کہ جو نئے رولز بنائے جا رہے ہیں وہ ٹیکنیکل لوگوں کی progress پر اثر انداز ہوں گے۔ پھر انہوں نے کہا ہے کہ:

Earlier, the Punjab Government had seen the bad results of holding sports events through newly instituted Sports Department.

انہوں نے اپنی بات کو مزید آگے بڑھایا۔ اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے دیئے گئے جواب میں لکھا ہے کہ نئے رولز سپورٹس کی افادیت، صلاحیت کار میں اضافہ

اور ملازمین کی بہتری کے پیش نظر تجویز کئے گئے ہیں اور اس سے ٹیکنیکل لوگوں کی ترقی پر قطعاًیہ اثرانداز نہیں ہوں گے۔"ایک بات انہوں نے پوچھی، ڈیپارٹمنٹ نےcategoricallyاس کوdenyکیااورassuranceدی کہ اس سے ٹیکنیکل لوگوں کی ترقی پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔یہ بڑی واضح بات ہے۔میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ رولز ابnotifyہو چکے ہیں۔اصل بات یہ ہے کہ اگرruels in processہوں یا ہونے والے ہوں تو ان کو کمیٹی کوreferکرکے تبدیل کیا جا سکتا ہے،مزید تجویز دی جا سکتی ہے کیونکہ یہrules already notifyہو چکے ہیں اس لئے اب دیکھنا یہ ہے کہrules notifyہونے کے بعد کیا ٹیکنیکل لوگ اس سے اثرانداز ہوئے ؟اگر اثرانداز ہوئے ہیں تو یہ معزز ایوان جوsuggestکرے گا گورنمنٹ اس میں تبدیلی لانے کے لئے تیار ہے لیکن کم از کم اس کا موقع دیں، ہم دیکھ لیں کہ کیا یہ رولز اثرانداز ہوتے ہیں یا نہیں ؟میں معزز رکن سے یہ کہوں گا کہ متعلقہ منسٹر کے ساتھ آپ بیٹھیں، ٹیکنیکل لوگوں کو ساتھ بٹھائیں۔ سیکرٹری سپورٹس یہاں موجود ہیں میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ وہ بھی آپ کے ساتھ بیٹھیں۔میں تو یہاں تک جانے کے لئے تیار ہوں کہ آپ اس کوpendingکر لیں۔اگر آپ اس میں کوئیhinderanceمحسوس کرتے ہیں تو .We are ready to consider it!اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی ابہام نہیں ہونا چاہئے۔اس کو بے شکdispose ofفرما دیں یاpendingفرما دیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ہم معزز رکن کو مطمئن کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن اس کو اس طرح نہ لیا جائے، یہ لڑائی کی بات ہے اور نہ ہی کوئی عدم اعتماد کی بات ہے۔معزز رکن نے ایک جائز بات اٹھائی ہے، گورنمنٹ کا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم انہیں مطمئن کریں اور متعلقہ منسٹر انہیں مطمئن کریں گے۔میرا خیال ہے کہ آج ہی بیٹھ جاتے ہیں اور اس کا اطمینان انہیں کروا دیتے ہیں۔

محترمہ پروین سکندر گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ چیئرپرسن: جی، پروین سکندر گل صاحبہ!

محترمہ پروین سکندر گل: متعلقہ وزیر صاحب نے شیخ صاحب کی تحریک کا تفصیل سے جواب دیا ہے اس کے باوجود اگر ان کی تسلی نہیں ہوتی تو جیسے لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے تو وہ بیٹھ کر ان سے بات کر لیں۔راجہ صاحب کی تجویز بہت بہتر ہے۔

محترمہ چیئرپرسن: میں شیخ صاحب کی تحریک کو out of order قرار دیتی ہوں اور یہ کہتی ہوں کہ mover سپورٹس منسٹر کے ساتھ بیٹھ کر اس کو sort out کر لیں۔

شیخ اعجاز احمد: محترمہ! اس میں میری گزارش سن لیں۔ راجہ صاحب نے جو بات کی ہے میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔ میں mover ہوں آپ میری بات سن لیں، میں ابھی اس مسئلے کو حل کر لیتا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ راجہ صاحب نے فرمایا کہ رولز بن چکے ہیں اور ڈیپارٹمنٹ نے یہ بات لکھ کر بھجوا دی اور منسٹر متعلقہ نے پڑھ کر سنا دی، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جو رولز بنے ہیں وہ بھی درست ہیں اور منسٹر صاحب نے یہاں پر جو پڑھا ہے وہ ڈیپارٹمنٹ نے لکھ کر دیا ہے، ان کا اپنا کوئی point of view نہیں ہے اور انہوں نے بہتری کی طرف بات لے جانے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ اس Adjournment Motion دینے سے میرا یا میرے کسی ساتھی کا ذاتی مفاد وابستہ نہیں، ہم یہ چاہتے ہیں کہ سپورٹس کو promote کیا جائے۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ ہم نے جو سٹینڈنگ کمیٹیاں بنائی ہیں۔ ان کا کیا مطلب تھا کہ اگر ہم نے اس پر legislation ہی نہیں کرنی تو پھر وہ تو بالکل فارغ ہیں۔ اب جو راجہ صاحب نے بات فرمائی ہے میں اس طرف آتا ہوں۔ انھوں نے کہا ہے کہ ہم اس کو دیکھ لیتے ہیں، آج ہی دیکھ لیتے ہیں اور کل اس پر فیصلہ کرتے ہیں۔ اگر آپ متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کو refer نہیں کرنا چاہتے تو آپ House میں سے ایک سپیشل کمیٹی بنائیں تو رولز کو دیکھ لے۔ اس میں راجہ صاحب اس کے ممبر بنیں، کوئی اور بنے۔ اس میں ہم اپنی سفارشات دیتے ہیں اگر اس کے بعد اس میں کوئی بہتری آ جائے تو گورنمنٹ کو کیا اعتراض ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ کمیٹی کی سفارشات کی stage اس وقت آئے گی جب محرک مطمئن نہیں ہوں گے۔ میں نے یہ گزارش کی ہے کہ محرک متعلقہ وزیر اور متعلقہ سیکرٹری کے ساتھ بیٹھ جائیں اور اس کے بعد اگر وہ مطمئن نہیں ہیں تو کمیٹی بھی بنائی جا سکتی ہے اور سٹینڈنگ کمیٹی کو بھی معاملہ refer کیا جا سکتا ہے اور House میں بھی اس پر بات کی جا سکتی ہے لیکن پہلے آپ بیٹھ کر بات تو کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! اس کو منگل تک pending فرمالیں۔

محترمہ چیئرپرسن: اس تحریک التوائے کار کو منگل تک pending کیا جاتا ہے۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 793، رانا آفتاب احمد خان، سید حسن مرتضیٰ اور محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی

ہے۔ یہ پیش ہو چکی ہے اور اس کا جواب آنا ہے۔ وزیر ہاؤسنگ موجود نہیں ہیں لہذا اسے کل تک لئےpendingکیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر807، ملک اصغر علی، جناب پرویز رفیق اور لالہ شکیل الرحمٰن صاحب (ایڈووکیٹ) کی ہے۔ اس کا بھی جواب آنا تھا، اس کو بھی کل تک کے لئےpendingکیا جاتا ہے۔ اب تحریک التوائے کار نمبر810لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ) اور چودھری زاہد پرویز صاحب کی ہے۔ یہ پیش ہو چکی ہے اور اس کا جواب آنا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ٹھیک ہے۔ میں محرک کی موجودگی میں جواب دے دوں گا۔

محترمہ چیئرپرسن: محرک نہیں ہیں۔ اس کوdispose ofکیا جاتا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: اگر وزیر نہ ہوں تو پھر آپpendingکر دیتی ہیں۔ اگر آج محرک موجود نہیں ہیں تو مہربانی کریں اور اسےpendingکر دیں۔

محترمہ چیئرپرسن: اگر محرک نہیں ہیں تو ان کی طرف سے کوئیrequestبھی نہیں آئی اس لئے اس کوdispose ofکیا جاتا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: میری گزارش یہ ہے کہ آپ مہربانی کریں اور اس کوpendingکر دیں۔

محترمہ چیئرپرسن: اب تحریک التوائے کار نمبر819، جناب پرویز رفیق، جناب سمیع اللہ خان اور محترمہ نجمی سلیم صاحبہ کی ہے۔

تھانہ گجر پورہ لاہور کی پولیس کے تشدد سے اقلیتی کونسلر کی بیوی کی ہلاکت

جناب سمیع اللہ خان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "خبریں" مورخہ 25- نومبر 2005 کی خبر کے مطابق یونین کونسل نمبر20 دھوپ سڑی لاہور کے اقلیتی کونسلر چمن مسیح کے گھر میں تھانہ گجر پورہ کے اے ایس آئی نے اہلکاروں کے ہمراہ زبردستی ریڈ کیا اور چمن مسیح پر الزام لگایا کہ اس نے ستر ہزار روپے بیعانہ لے کر اپنے ساتھ والے پلاٹ پر قبضہ کرایا ہے۔ جب اے ایس آئی چمن مسیح کو زبردستی گرفتار کر کے لے جانے لگا تو اس دوران چمن مسیح کی بیوی چھیماں نے اے ایس آئی کو روکنا چاہا تو اے ایس آئی نے خاتون کو زور سے دھکا مارا اور اس کا سر پکڑ کر دیوار پر دے مارا۔ جس کی وجہ سے چھیماں بے ہوش ہو گئی اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے مذکورہ اے ایس آئی ہمراہی اہلکاران وہاں سے بھاگ گئے۔ چھیماں کو طبی

امداد کے لئے ہسپتال لایا گیا جہاں وہ دم توڑ گئی۔ چمن مسیح نے تھانہ گجر پورہ میں اپنی بیوی کی ہلاکت کی درخواست دینے کی کوشش کی مگر پولیس نے کوئی بھی کارروائی کرنے سے انکار کر دیا۔ مذکورہ خبر کی اشاعت سے عوام میں غم و غصہ پایا جانے لگا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: محترمہ! گزارش یہ ہے کہ یہ جو تحریک التوائے کار ہے۔ یہ ایک اخباری خبر کو بنیاد بنا کر پیش کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں اخبار میں خبر آنے کے بعد اس امر کی انکوائری بھی کروائی گئی اور اس انکوائری میں ایسی کوئی بات سامنے نہیں آئی کہ چھیماں کو کسی نے دھکا دیا اور اس سے اس کی موت واقع ہوئی بلکہ اس کی موت کے اسباب میڈیکل رپورٹ میں بھی موجود ہیں جو کہ ہارٹ اٹیک کے اسباب ہیں۔ اس میں باقاعدہ میڈیکل بھی کروایا گیا ہے۔ اس میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس کے گھر والوں نے کسی قسم کی کوئی شکایت کسی تھانے میں درج نہیں کروائی۔ میں یہاں پر یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ جب ہم پولیس کے پاس پرچہ درج کروانے کے لئے جائیں اور پولیس پرچہ درج نہ کرے تو اس کے خلاف میں سمجھتا ہوں کہ قانون پہلے زیادہ پیچیدہ تھا۔ آپ مجھ سے بہتر جانتی ہیں کہ اس کے لئے ہائی کورٹ سے رجوع کرنا پڑتا تھا لیکن اب تو ایک درخواست سیشن جج صاحب کو دیں تو اس پر بھی آرڈر ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ free registration of cases کو یقینی بنانے کی پالیسی گورنمنٹ کی ہے۔ آج تک اس سلسلے میں ہمیں کسی نے کوئی مقدمہ درج کرنے کے متعلق درخواست نہیں دی بلکہ ایک انکوائری اخباری خبر کے بعد کروائی گئی ہے۔ اس میں بھی میڈیکل رپورٹ کے مطابق موت کا سبب ہارٹ اٹیک ہے اس لئے میری آپ سے استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو rule out فرمایا جائے۔

محترمہ چیئرپرسن: اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوا چاہتا ہے۔

رپورٹ
(جو پیش ہوئی)

محترمہ چیئرپرسن: اب میں جناب صبغت اللہ چودھری (ایڈووکیٹ) سے درخواست کرتی ہوں کہ وہ سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کریں۔

مسودہ قانون کریمنل پراسیکیوشن سروس (تشکیل، فرائض اور اختیارات) پنجاب مصدرہ 2005 کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

جناب صبغت اللہ چودھری: میں The Punjab Criminal Prosecution Service Constitution Functions and Powers Bill 2005(Bill No. 25 of 2005) کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

محترمہ چیئرپرسن: رپورٹ پیش کر دی گئی۔ (رپورٹ پیش ہوئی)

رپورٹ
(توسیع)

محترمہ چیئرپرسن: جناب صبغت اللہ چودھری (ایڈووکیٹ) مجلس قائمہ برائے فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتی ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

قرارداد نمبر 203 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے خزانہ کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب صبغت اللہ چودھری: میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

قرارداد نمبر 203 پیش کردہ سیدہ صغریٰ امام ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30- اپریل 2006 تک توسیع فرمائی جائے۔

محترمہ چیئرپرسن: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

قرارداد نمبر 203 پیش کردہ سیدہ صغریٰ امام ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30- اپریل 2006 تک توسیع فرمائی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

قرارداد نمبر203 پیش کردہ سیدہ صغریٰ امام ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-اپریل2006 تک توسیع فرمائی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

سرکاری کارروائی

ہنگامی قانون

(جو ایوان میں پیش ہوا)

ہنگامی قانون (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مجریہ 2006

محترمہ چیئرپرسن: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ جی، وزیر قانون!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTAR AFFAIRS: Sir, I move to lay:-

> The Punjab Local Government (Amendment) Ordinance 2006.

MRS. CHAIRPERSON: The Punjab Local Goverment (Amendment) Ordinance 2006 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997. It is referred to the Standing Committee on Local Government and Rural Development with the direction to submit its report up to 15th April 2006.

آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہٰذا اب اجلاس بروز جمعتہ المبارک مورخہ 10-مارچ صبح 9:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

363

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،10-مارچ2006

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

سوالات (محکمہ تعلیم)

1- نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

2- غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

رپورٹ (جو پیش ہوئی)

محتسب پنجاب کی سالانہ رپورٹ بابت سال 2004 کا پیش کیا جانا

365

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا چوبیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک، 10-مارچ 2006

(یوم الجمع، 9-صفر المظفر 1427ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 7 منٹ

پر زیر صدارت

جناب قائم مقام سپیکر سردار شوکت حسین مزاری منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالماجد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا نُودِىَ لِلصَّلَوٰةِ مِن يَوۡمِ ٱلۡجُمُعَةِ فَٱسۡعَوۡاْ إِلَىٰ ذِكۡرِ ٱللَّهِ وَذَرُواْ ٱلۡبَيۡعَۚ ذَٰلِكُمۡ خَيۡرٌ لَّكُمۡ إِن كُنتُمۡ تَعۡلَمُونَ o فَإِذَا قُضِيَتِ ٱلصَّلَوٰةُ فَٱنتَشِرُواْ فِى ٱلۡأَرۡضِ وَٱبۡتَغُواْ مِن فَضۡلِ ٱللَّهِ وَٱذۡكُرُواْ ٱللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُونَ o وَإِذَا رَأَوۡاْ تِجَـٰرَةً أَوۡ لَهۡوًا ٱنفَضُّوٓاْ إِلَيۡهَا وَتَرَكُوكَ قَآئِمًاۚ قُلۡ مَا عِندَ ٱللَّهِ خَيۡرٌ مِّنَ ٱللَّهۡوِ وَمِنَ ٱلتِّجَـٰرَةِۚ وَٱللَّهُ خَيۡرُ ٱلرَّٰزِقِينَ o

سورة الجُمُعَة آيات 9 تا 11

مومنو! جب جمعے کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے تو خدا کی یاد (یعنی نماز) کے لئے جلدی کرو اور (خرید و) فروخت ترک کر دو۔ اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے o پھر جب نماز ہو چکے تو اپنی اپنی راہ لو اور خدا کا فضل تلاش کرو اور خدا کو بہت بہت یاد کرتے رہو تاکہ نجات پاؤ o اور جب یہ لوگ سودا بکتا یا تماشا ہوتا دیکھتے ہیں تو ادھر بھاگ جاتے

ہیں اور تمہیں (کھڑے کا) کھڑا چھوڑ جاتے ہیں۔ کہہ دو کہ جو چیز خدا کے ہاں ہے وہ تماشے اور سودے سے کہیں بہتر ہے اور خدا سب سے بہتر رزق دینے والا ہےo

وما علینا الا البلاغo

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج محکمہ تعلیم سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اوران کے جوابات دیئے جائیں گے۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایک منٹ،آپ تشریف رکھیں۔میں شروع کرلوں اس کے بعد آپ کو بات کرنے کا موقع دیتا ہوں۔سوال نمبر1713 سید احسان اللہ وقاص!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب والا!میں یہ گزارش کروں گا، میں نے ایک ضروری بات کرنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آج جمعہ ہے، پہلے سوالات شروع کرلیں اس کے بعد میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔جی، سید احسان اللہ وقاص!

پوائنٹ آف آرڈر

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایک منٹ آپ تشریف رکھیں۔میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا!میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں اور دو لفظی بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: فرمائیں!

حکومت پنجاب کی طرف سے پتنگ بازی پر غیر معینہ مدت تک پابندی کا فیصلہ

رانا ثناء اللہ خان: رات تقریباً دس ساڑھے دس بجے یہ خبر breakہوئی ہے کہ پنجاب حکومت نے پتنگ بازی پر غیر معینہ مدت کے لئے پابندی لگا دی ہے۔میں اپنی اور اپوزیشن ممبران کی طرف سے اس اقدام کو appreciate کرتا ہوں اور اس سلسلے میں، میں جن اپوزیشن ممبران نے اس issue کو اٹھایا اور اس کو highlight کیا اور ان کا اور حکومتی بنچوں کے ان ممبران کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے اس معاملے میں positive role ادا کیا۔اس کے بعد کل راجہ صاحب نے یہاں پر یہ فرمایا تھا کہ ہم تمام منسٹرز جو یہاں پر بیٹھے ہیں جا کر پنجاب حکومت سے یہ معاملہ discuss کریں گے اور ان کے علم میں یہ بات لائیں گے، بالخصوص آپ نے Chair پر ہوتے ہوئے کل جو

directionsدیں۔میں سمجھتا ہوں کہ وہ پورےHouseکے ممبران کی نمائندہ تھیں اور اس سلسلے میں آپ نے جو کلdirectionدی میں سمجھتا ہوں کہ اس میں سبھی کا حصہ ہے۔سب نے اس میںpositive roleادا کیا لیکن آپ کیdirectionمیں اس کا ایکvital roleتھا جس پر میں نہ صرف آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں بلکہ ہمارے صحافی بھائی جنہوں نے کل اسissueکو جو کہ پورے پنجاب کے عوام کاissueتھا اس سلسلے میں انہوں نے بھی کل اسمبلی کی کارروائی کا بائیکاٹ کر کے اس میں اپنے جذبات کو شامل کیا۔میں ان کے اس اقدام اور جذبات کی قدر کرتا ہوں اورappreciate کرتا ہوں۔بہت بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر:میں سمجھتا ہوں کہHouseکی جو رائے تھی وہ عوام کی رائے ہے اور وزیراعلیٰ صاحب ہمیشہ عوام کی رائے کی قدر کرتے ہیں۔یہ انہی کی فراخدلی ہے کہ جب بھی کوئی اہمpoint raiseکیا جاتا ہے خواہ وہ point اپوزیشن کی طرف سے ہی کیوں نہraiseکیا جائے۔اگر اس میں کوئی مثبت بات ہوتی ہے تو وہ ضرور اس کوconsiderکرتے ہیں اور میں نے کل بھی آپ کو کہا تھا جس وقت وزیر قانون نے کہا تھا کہ ہم وزیراعلیٰ صاحب کے پاس جا کر ان کی منت کریں گے۔میں نے کہا تھا کہ اس میں منت کی ضرورت نہیں ہے وہ خود اس فیصلے میں بیٹھے ہیں اور انشاء اللہ وہ کریں گے۔انہوں نے اللہ کے فضل سے آپ سب کی رائے کا احترام کرتے ہوئےHouseکا احترام کرتے ہوئے، پریس کا احترام کرتے ہوئے اور عوامی رائے کا احترام کرتے ہوئے جو فیصلہ دیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس موقع پر جہاںHouseکو خراج تحسین پیش کیا جائے وہاں پر وزیراعلیٰ صاحب کو بھی خراج تحسین پیش کیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

سوالات

(محکمہ تعلیم)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سید احسان اللہ وقاص:سوال نمبر1713

سرگودھا یونیورسٹی کے لئے مختص جگہ پر قیام کا مطالبہ

*1713 سید احسان اللہ وقاص:کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرگودھا میں یونیورسٹی کے قیام کا فیصلہ صوبائی حکومت نے کیا ہے اور کیا یہ بھی درست ہے کہ اس یونیورسٹی کے قیام کے لئے پانچ مربع زمین ڈسٹرکٹ ناظم نے سرکاری شاملات واقع چک95 جنوبی یونیورسٹی کو الاٹ کر کے فراہم کر دی تھی؟

(ب) جبکہ یونیورسٹی کے قیام کے لئے پہلے ہی جگہ مختص کی جاچکی ہے، وجہ بیان فرمائیں کہ اب اس فیصلہ کو تبدیل کر کے گورنمنٹ کالج سرگودھا میں یونیورسٹی کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے؟

(ج) اس فیصلہ کی تبدیلی کی کیا وجوہات ہیں، کیا اس فیصلہ کی تبدیلی سے گورنمنٹ کالج میں زیر تعلیم پانچ ہزار سے زائد طلبہ کا مستقبل تاریک نہیں ہو جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم:

(الف) سرگودھا یونیورسٹی کے قیام کا فیصلہ صوبائی حکومت نے کیا ہے تاہم یہ درست نہ ہے کہ ڈسٹرکٹ ناظم نے سرکاری شاملات واقع چک95 جنوبی میں یونیورسٹی کے لئے 5 مربع زمین یونیورسٹی کو الاٹ کر کے فراہم کر دی تھی۔

(ب) جز(الف) کے جواب سے واضح ہے کہ یونیورسٹی کے لئے کوئی جگہ مختص نہیں کی گئی لہٰذا یہ درست نہیں کہ فیصلہ تبدیل کر کے گورنمنٹ کالج سرگودھا میں یونیورسٹی کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے۔

(ج) جز(الف) اور (ب) سے واضح ہے کہ یونیورسٹی کے لئے علیحدہ سے کوئی جگہ مختص نہیں کی گئی لہذا فیصلہ تبدیل نہیں کیا گیا، چونکہ کالج کا کل رقبہ 102-ایکڑ ہے جو کالج اور یونیورسٹی کلاسز کی فوری ضروریات پوری کرنے کے لئے کافی ہے اس لئے یونیورسٹی کے قیام کے بعد طلباء انٹرمیڈیٹ سے پی۔ایچ۔ڈی تک تعلیم ایک ہی تعلیمی ادارہ سے حاصل کر سکیں گے اور انہیں اپنی علمی پیاس بجھانے کے لئے دور دراز علاقوں کا سفر نہیں کرنا پڑے گا، لہٰذا یہ درست نہیں کہ یونیورسٹی کے قیام سے طلباء کا مستقبل تاریک ہو جائے گا بلکہ اس طرح تو مستقبل پہلے سے زیادہ روشن ہو جائے گا۔ انشاء اللہ

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! میں معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں

کہ اس یونیورسٹی کے قیام کے بعد وہاں پر کتنے نئے اکیڈمک بلاک تعمیر کئے گئے ہیں اور کون سے نئے شعبہ جات اس یونیورسٹی میں شروع کئے گئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! اصل میں جو متعلقہ سوال فاضل ممبر صاحب کا تھا وہ صرف اس زمین کے متعلق تھا جو یونیورسٹی کیمپس تعمیر کیا گیا ہے وہ کس زمین پر کیا گیا ہے اور ڈسٹرکٹ ناظم صاحب نے اگر کوئی زمین اس سلسلے میں دی تھی تو وہ کالج میں کیمپس کو کیوں منتقل کیا گیا؟ ان کا سوال تحتی جگہ کے متعلق ہے نہ کہ اکیڈمک بلاک کے متعلق۔ اس سلسلے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ گورنمنٹ کالج سرگودھا جس جگہ پر قائم تھا اس کی تقریباً 102 ایکڑ اراضی تھی۔ الگ سے کوئی جگہ نہیں لی گئی پرانی بلڈنگ کو استعمال کرتے ہوئے اسی بلڈنگ میں یونیورسٹی کیمپس بھی تعمیر کیا جا رہا ہے۔ کچھ بلڈنگ تعمیر ہو چکی ہے اور کچھ ہو رہی ہے۔ نئی بلڈنگ نہیں لی گئی اور جو بھی اس کے بلاک پہلے سے موجود تھے ان میں تدریسی کام شروع کیا گیا ہے۔ اس میں ڈیپارٹمنٹس کی تفصیل اگر یہ پوچھنا چاہتے ہیں تو میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ اس کے لئے یہ نیا سوال دے دیں تاکہ اس کے مطابق یونیورسٹی کی تفصیل ایوان کے سامنے پیش کی جائے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: سید احسان اللہ وقاص صاحب بات کر رہے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! میرا ضمنی سوال نہیں ہے میں تو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جس محکمے کی پالیسی ہوتی ہے اس کو اس محکمے کا وزیر بخوبی جانتا ہے کہ ہماری پالیسی کیا ہے اور وہ میٹنگوں اور گورنمنٹ کے پورے کاموں میں involve ہوتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ کبھی نہیں ہوا کہ کسی پارلیمانی سیکرٹری کو۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر تعلیم صاحب اس وقت موجود نہیں ہیں، وہ ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ بات نہیں ہے۔ مجھے بھی انہوں نے کہا تھا کہ میں انڈیا سرکاری کام کے سلسلے میں جا رہا ہوں۔ میری صرف اتنی گزارش ہے کہ محکمہ تعلیم ایک انتہائی اہم محکمہ ہے۔ جہاں تک گوندل صاحب کا تعلق ہے انہوں نے پچھلی دفعہ بھی بڑے اچھے طریقے سے سوالوں کے جواب دیئے تھے لیکن پالیسی کے معاملات میں وزراء کا موجود ہونا ضروری ہوتا ہے۔ سوالات کے جوابات دینا میرے خیال میں بڑا ضروری ہوتا ہے۔ میں آپ سے صرف یہ درخواست کروں گا کہ وزیر موصوف کل یہاں پر تھے اور انہوں نے مجھے بھی کہا تھا کہ میں انڈیا official tour پر جا رہا ہوں اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب سوالوں کے جوابات دیں گے۔ میری جناب سے درخواست صرف یہ ہے کہ اسمبلی بزنس بڑا اہم ہوتا ہے یہ میٹنگوں سے اور دوسری چیزوں سے زیادہ اہم ہوتا ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ وزراء صاحبان کو اس بات کا پابند کیا جائے کہ وہ House میں موجود ہوا کریں اور اگر وہ موجود ہوں اور ان کی موجودگی میں پارلیمانی سیکرٹری جواب دیں تو یہ بہتر صورتحال بنتی ہے۔ میری اس میں صرف یہ استدعا ہے۔

جناب سپیکر! دوسرا دو دن سے ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ جو سوال کئے جاتے ہیں وہ updated نہیں ہوتے۔ آپ نے اس سلسلے میں رولنگ بھی دی تھی کہ جو سوال یہاں پر پیش ہو وہ uptodate ہونا چاہئے اور یہ نہیں کہ محکمے نے جو دو سال پہلے جواب دیا تھا اسی طرح من وعن اس کو House میں پیش کر دیا جائے۔ آپ کی رولنگ پر میں نے آپ کے سیکرٹریٹ کو بھی یہ کہا تھا کہ اس پر سختی سے پابندی کی جائے لیکن ابھی تک اس کی پابندی نہیں کی گئی۔ میں اس پر بھی آپ سے درخواست کروں گا کہ ان کو پابند کیا جائے کہ سوالات کے جوابات uptodate دیئے جائیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی بات میں بھی وزن ہے لیکن ہمارے محکمہ تعلیم کے پارلیمانی سیکرٹری صاحب جو ہیں. He is fully competent اور ماشاء اللہ وہ بڑی تیاری کر کے آتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جتنا بہتر جواب دیتے ہیں میں تو ہمیشہ ان کے جوابات سے متاثر ہوتا ہوں۔ آپ بھی شاید ان سے متاثر ہوئے ہوں گے۔ جی، Next question

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں بھی آپ کی اس رائے سے اتفاق کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ محکمہ ہیلتھ کو بھی ان جیسا کوئی competent secretary مل جائے۔ (قہقہے)

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میری بڑی مودبانہ التماس ہے کہ اگر یہ بات فرزانہ صاحبہ کی موجودگی میں کریں تو بہت اچھا ہو گا۔ (قہقہے)

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! بات تو کسی وقت بھی کی جا سکتی ہے۔ یہ تو ان کے لئے دعا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ میری یہ دعا قبول کرلے اور ان کو ہی عقل دے دے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں انتہائی افسوس سے کہتی ہوں کہ تین سال گزر گئے ہیں لیکن یہ رویہ تبدیل نہیں ہوا اور یہ رویہ کب تبدیل ہو گا، یہ تو شاید کوئی معجزے کا دن ہو گا۔ میں protest کرتی ہوں اور آپ کی وساطت سے احسان اللہ وقاص سے درخواست کرتی ہوں کہ اس طرح کی گفتگو اور یہ ہنسنا کسی طرح بھی مناسب نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! اسی پر اگر شعر سنا دیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! سنیئے۔

میں سچ کہوں گی پھر بھی ہار جاؤں گی
وہ جھوٹ بولے گا اور لاجواب کر دے گا
(نعرہ ہائے تحسین)

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ اس بات پر ہنسنا نہیں، رونا چاہئے کہ اس طرح کے لوگ بھی پارلیمنٹ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایسے نہیں۔ شعر کا جواب شعر میں آنا چاہئے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں معافی چاہتا ہوں مجھے شعر نہیں آتے۔ میں ایک اور ضمنی سوال یہ کرنا چاہتا تھا کہ اخبارات میں یہ آیا تھا کہ وہاں کے ضلع ناظم نے یہ offer کی تھی کہ ہم پانچ مربع زمین یونیورسٹی کو دینے کے لئے تیار ہیں تو کیا ان کی طرف سے اس طرح کی کوئی offer نہیں تھی یا انہوں نے جھوٹا بیان دیا تھا یا گورنمنٹ نے ان کی آفر کو قبول نہیں کیا، اس میں کیا حقیقت ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! ضلعی ناظم صاحب نے زمین دی تھی اور نہ ہی صوبائی حکومت کو اس کی ضرورت تھی۔ وہاں پر جو کالج چل رہا تھا اس کی 102 ایکڑ زمین تھی جو اس کالج اور یونیورسٹی کے لئے کافی تھی اور اسی میں ہی وہ بلڈنگ تعمیر ہو رہی ہے۔ اس کے علاوہ میں

عرض کر دوں کہ سرگودھا میں اس یونیورسٹی کے ساتھ ساتھ ایک میڈیکل کالج اور ایک ایگریکلچر کالج کیمپس تعمیر ہو رہے ہیں ان کے لئے 100/100 ایکڑ زمین صوبائی حکومت کی لی جا رہی ہے جس میں سے 50 ایکڑ زرعی کالج کے لئے اور 50 ایکڑ میڈیکل کالج کے لئے منتقل ہو چکی ہے اور بقایا زمین ابھی منتقل ہو رہی ہے۔ as such ڈسٹرکٹ ناظم کی طرف سے یا کسی محکمے کی طرف سے یونیورسٹی کے لئے الگ زمین منتقل ہوئی ہے اور نہ ہی منتقل کی جا رہی ہے۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! محترمہ نے ابھی ایک شعر سنایا ہے تو مجھے بھی ایک شعر یاد آ رہا تھا کہ:

آ جا کہ ابھی ضبط کا موسم نہیں بدلا
آ جا کہ ابھی برف پہاڑوں پہ جمی ہے
خوشبو کے جزیروں سے ستاروں کی حدوں تک
اس اسمبلی میں سب کچھ ہے بس ایک تیری کمی ہے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! وہ آ بھی گئی ہیں۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کل کی "خبریں" اخبار میں ایک اشتہار چھپا ہے جو بہت ضروری ہے اور اس میں حکومت پنجاب کا ایک اور انقلابی قدم کے لحاظ سے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے jobs کے لئے یہ ایک اشتہار دیا ہے۔ یقیناً حکومت پنجاب کا یہ ایک انقلابی قدم ہے کہ انہوں نے 600 ڈاکٹروں کو رورل ہیلتھ سنٹروں میں پوسٹ کرنے کے لئے یہ اشتہار دیا ہے۔ یہ اشتہار میں نے بھی پڑھا ہے اور یقیناً میرا بھی دل چاہا کہ میں حکومت پنجاب کے اس بڑے انقلابی قدم کی تعریف کروں لیکن میری وہ خوشیاں افسوس میں اس وقت بدل گئیں جب میں نے یہ دیکھا کہ ڈیرہ غازی خان ڈویژن، بہاولپور ڈویژن اور ملتان ڈویژن، ان تین ڈویژنوں کے اندر اتنے میڈیکل افسر نہیں لئے گئے جتنے صرف اوکاڑہ اور ننکانہ ضلع کے اندر لئے گئے ہیں۔ صورتحال ملاحظ فرمائیں میں تو اخبار لے کر آیا ہوں اگر کوئی غلطی ہو گی تو اخبار کی ہو گی۔ آپ اندازہ کریں کہ اوکاڑہ کے لئے پوسٹوں کے لحاظ سے 71 میڈیکل افسر لکھے گئے ہیں اور راجن پور کے لئے 9

لکھے گئے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ ضلع ننکانہ کے لئے 44 رکھے گئے ہیں اور ملتان کے لئے 11 لکھے گئے ہیں۔ آپ یہ دیکھیں کہ گوجرانوالہ کے لئے 44، گجرات کے لئے 42، منڈی بہاؤالدین 40، نارووال 42، اندازہ کریں کہ ان چار اضلاع میں انہوں نے 300 کے قریب میڈیکل افسر لکھ دیئے۔ وہ اضلاع بھی خوش قسمت تھے یعنی گجرات، نارووال، گوجرانوالہ اور اوکاڑہ۔ ادھر آپ چلیں، راجن پور، 9، ملتان 11، مظفر گڑھ 10، ڈی جی خان 10 یعنی 4 اضلاع میں 40 لکھے گئے ہیں اور ایک ضلع کے لئے 71 لکھے گئے ہیں۔ میری دوسری گزارش یہ ہے کہ آپ دیکھیں کہ وہاڑی میں کوئی نہیں ہے، لودھراں میں کوئی نہیں ہے، رحیم یار خان میں کوئی نہیں ہے، پاکپتن میں کوئی نہیں ہے اور ساہیوال میں بھی کوئی نہیں ہے۔ میری آپ سے استدعا یہ ہے کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں حکومت پنجاب کی اپنی کوئی سازش نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: صدیقی صاحب! آج اس وقت محکمہ تعلیم کے سوالات کا وقت ہے۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر پر تو یہاں دو دو گھنٹے باتیں ہوئی ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ پتنگ اڑے یا پتنگ بند ہو اس پر تین دن بحث ہوئی ہے۔ پورا پنجاب کھڑا ہو گیا۔ جب آپ جنوبی پنجاب کے علاقوں کو ڈاکٹر نہیں دیں گے تو یہی ہو گا ہمارے کتنے بچے ہیں جو دوائیاں نہ ملنے کی وجہ سے روزانہ مر رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی وہ بات بالکل صحیح ہے۔ میرا خیال ہے کہ جب محکمہ صحت کے سوالات آئیں تو اس میں اس پر وضاحت ہو سکتی ہے اور جواب آ سکتا ہے۔ (قطع کلامیاں) پتنگ کو چھوڑیں، .That is over ایک chapter close ہو گیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب! آپ نے اپنی بات House کے سامنے پیش کر دی ہے، اخبارات میں بھی آ جائے گا اور ہیلتھ منسٹر صاحب ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے سوالات کے دن اس کا جواب دیں گے۔ آج محکمہ تعلیم کے سوالات ہیں اگر اس کے حوالے سے کوئی بات ہے تو وہ آپ کر لیں۔ میں نے آپ کی بات سن لی ہے جس دن محکمہ صحت کے سوالات ہوں اس دن آپ پھر یہی point raise کریں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! میں پھر تحریک التوائے کار کی شکل میں دے دیتا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اگر آپ نے متعلقہ وزیر صاحب سے جواب نہیں لینا تھا تو پھر آپ یہ point raise کرنے کی اجازت ہی نہ دیتے لیکن جب آپ نے اجازت دے

دی ہے اور انہوں نے جو معاملہ House کے سامنے رکھا ہے وہ ایک serious معاملہ ہے اگر یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ جنوبی پنجاب سے واقعی زیادتی روا رکھی جا رہی ہے تو اس کا بڑا bad impact ہوگا۔ وزیر صحت یہاں پر تشریف رکھتے ہیں۔ اس سے پہلے بھی ایک مرتبہ ایسے ہوا تھا کہ ہمارے کچھ دوستوں نے انٹری ٹیسٹ سے متعلق کچھ figures پیش کئے تھے لیکن وزیر صحت نے اس کے جواب میں اس صورتحال کی اصلیت بتائی تو وہ معاملہ redress ہو گیا تو اب بھی میری گزارش یہ ہے کہ اگر یہ معاملہ ایسے ہی ہے تو وزیر صحت کو اس کو redress کرنا چاہئے اور اگر اس میں figures or information کا کوئی معاملہ ہے تو وہ اس کی تصحیح کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں condemn نہیں کر رہا۔ محکمہ صحت پر سوالات Monday کو آ رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ Monday کو اس کا پھر جواب آ جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہاں۔ Monday کو صحت پر question hour بھی ہے لہذا اس کا لا محالہ جواب ملے گا اس لئے میں نے کہا ہے کہ اگر محکمہ تعلیم کے بارے میں اس قسم کی کوئی بات ہے تو وہ ابھی آپ کر لیں۔ یہ بھی آپ نے کہہ دیا ہے اور وزیر صحت صاحب نے نوٹ کر لیا ہے تو Monday کو اس پر جواب آ جائے گا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ نے کہا ہے کہ اگر کوئی تعلیم سے متعلقہ بات ہے تو میں کر لیتا ہوں۔ آج سے دو سال پہلے میں نے ایجوکیشن پر regarding management of private institutions ایک Adjournment Motion دی تھی اور کل بھی اخبار میں تھا کہ There are thirty thousand substandard private school. پرائیویٹ سکولز کتنا بڑا مافیا ہے کہ جس نے دو سال میں میٹنگ نہیں ہونے دی ہے۔ آپ یہ دیکھیں کہ اگلے سوال میں آ رہا ہے کہ پندرہ سو طالبات ہیں اور وہاں پر کوئی واش روم نہیں ہے یہ گورنمنٹ کے سکول کا حال ہے۔ اگر ہم بچوں کو پرائیویٹ سکولوں میں لے کر جاتے ہیں تو وہاں پر فیس سٹرکچر پر ہمارا کنٹرول نہیں ہے، ٹیچرز پر نہیں ہے، سلیبس پر نہیں ہے اور ان کی عمارتوں پر بھی کنٹرول نہیں ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ جو کمیٹی دو سال پہلے بنی تھی اس کی افادیت کیا ہے اور کیا اس کی میٹنگ ہو گی یا نہیں ہو گی تا کہ کوئی ریگولیٹری باڈی بن سکے جو پرائیویٹ سکولوں کو کنٹرول کر سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے آپ کو اجازت نہیں دی تھی لیکن میں آپ کے احترام میں خاموش رہا ہوں۔

رانا آفتاب احمد خان: میں نے پوائنٹ آف آرڈر کیا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر آپ پوائنٹ آف آرڈر کرتے تو میں آپ کو اجازت دیتا۔

رانا آفتاب احمد خان: آپ ریکارڈنگ سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ کو جھٹلا نہیں سکتا۔ آپ قابل احترام ممبر ہیں۔ جن باتوں کا آپ نے ذکر کیا ہے میں ان کے بارے میں وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ پندرہ کروڑ روپیہ ہر سال ورلڈ بنک کے تحت missing facility میں خرچ کیا جارہا ہے اور ہر ضلع کو دیا جارہا ہے۔ تین سال میں پینتالیس کروڑ روپیہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ خرچ کر رہا ہے۔ انشاء اللہ جہاں پر کوئی چار دیواری یا باتھ روم کا مسئلہ ہے یا Shelterless سکولوں کا مسئلہ ہے یا فرنیچر کا مسئلہ ہے یا کمروں کا مسئلہ ہے وہ سب اسی فنڈ سے تین سال کے اندر پورے ہوں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ آپ نے missing facility کے حوالے سے بات کی ہے کہ پندرہ پندرہ کروڑ روپیہ دیا جارہا ہے۔ میں اس حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے یہ بالکل درست فرمایا ہے کہ missing facility کے لئے ورلڈ بنک کے پراجیکٹ سے مل رہا ہے۔

جناب سپیکر! آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ یہ جتنا پیسا ہے یہ نچلی سطح پر پچاس فیصد کے قریب لگ رہا ہے باقی سارا کرپشن کی نذر ہو رہا ہے۔ اس لئے کہ اس پر کوئی مانیٹرنگ نہیں ہے۔ سیالکوٹ میں چار کروڑ روپے کا فرنیچر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے خریدا ہے۔ جو وہاں پر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے خریدا ہے۔ آپ سن کر حیران ہوں گے کہ وہ فرنیچر اس طرح ہے کہ جس طرح مٹی کا فرنیچر ہے، کچی لکڑی کا فرنیچر بنا کر سکولوں کو دیا گیا ہے اور ڈی۔ سی۔ او سیالکوٹ نے اس پر انکوائری مقرر کی اور ان کے خلاف ایکشن کے لئے گورنمنٹ سے سفارش کی ہے۔ میں آپ سے یہ کہوں گا کہ آج محکمہ تعلیم کا وقفہ سوالات ہے۔ اس میں جو اہم سوالات ہیں جن پر اہم باتیں ہونی ہیں۔ ان پر غور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں کہہ رہا ہوں کہ وہ جواب دیں گے۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئر مین رائے اعجاز احمد کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: آپ تشریف رکھیں۔ جی، سید احسان اللہ وقاص!

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئر مین! بڑی اچھی بات ہو رہی تھی کہ پرائیویٹ سکولوں کے لئے اس House میں ایک کمیٹی بنائی گئی تھی۔ میں بھی اس کمیٹی کا ممبر ہوں لیکن دو سال میں اس کا کوئی اجلاس نہیں ہوا۔ براہ مہربانی! اس کا تو کوئی انتظام کریں کہ اس کمیٹی کا اجلاس بلایا جائے۔

جناب چیئر مین: وہ اسمبلی کی کمیٹی نہیں ہے وہ حکومت کی کمیٹی ہے۔ ہم ان کو direction دے دیتے ہیں کہ وہ میٹنگ کریں۔

سید احسان اللہ وقاص: مہربانی۔ یہ بھی بہت ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئر مین! دو سال سے کمیٹی بنی ہے کہ وہ meet کر کے اپنی تجاویز حکومت کو دے سکے۔

جناب چیئر مین: پارلیمانی سیکرٹری صاحب ان کی کمیٹی کی مٹینگ pending چلی آ رہی ہے۔ وہ ایک ہفتے کے اندر meet کرے گی اور فوری رپورٹ اس ایوان میں پیش کرے گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب چیئر مین! میں اس ضمن میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے 14۔ فروری کو میٹنگ رکھی گئی تھی۔

جناب چیئر مین: بات ختم ہو گئی ہے اور رولنگ آ چکی ہے۔ آپ اس کے چیئر مین کو direction دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: انشاء اللہ میٹنگ منعقد ہو گی اور کارروائی بھی ہو گی۔

جناب چیئر مین: سید احسان اللہ وقاص صاحب کا سوال ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: سوال نمبر 1714۔

گورنمنٹ گرلز ہائی سکول والٹن لاہور میں سہولیات کی تفصیلات

1714* سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول والٹن لاہور کینٹ میں 1550 طالبات

32 سیکشنز میں زیر تعلیم ہیں لیکن اس سکول میں پینے کا پانی، بیت الخلا اور لیبارٹری وغیرہ کا کوئی انتظام نہیں ؟

(ب) اس سکول میں کتنے کلاس رومز ہیں، طالبات اور اساتذہ کے لئے کیا فرنیچر مہیا کیا گیا ہے، اس کی تعداد کیا ہے اور پریکٹیکل کے لئے سائنس لیبارٹری میں کیا کیا سامان اور فرنیچر موجود ہے، فہرست فراہم کی جائے نیز لیبارٹری کے لئے کتنا سالانہ فنڈ فراہم کیا جاتا ہے ؟

(ج) اساتذہ مالی اور سویپرز کی کتنی منظور شدہ اسامیاں ہیں اور ان اسامیوں پر کتنی اساتذہ، مالی، سویپر تعینات ہیں ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم:

(الف) مذکورہ سکول میں اس وقت طالبات کی تعداد 1260 اور 32 سیکشنز ہیں۔ سکول میں پینے کا پانی موجود ہے البتہ طالبات کے لئے بیت الخلا اور لیبارٹری موجود نہیں۔ طالبات کو کلاس رومز میں ہی تجربات وغیرہ کروائے جاتے ہیں۔

(ب) مذکورہ سکول میں تین کلاس رومز ہیں (فرنیچر اور سائنس کے سامان کی تفصیل ایوان کی میز پر کھ دی گئی ہے۔) لیبارٹری کے لئے سالانہ کوئی فنڈز فراہم نہیں کئے جاتے۔

(ج) اساتذہ، مالی اور سویپرز کی منظور شدہ اسامیاں اور تعینات سٹاف کی تفصیل درج ذیل ہے۔

منظور شدہ اسامیاں			تعینات سٹاف		
اساتذہ	مالی	سویپرز	اساتذہ	مالی	سویپرز
43	1	1	43	1	–

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سوال کے جز (ب) میں، میں نے یہ پوچھا تھا کہ سکول میں کتنے کلاس روم ہیں اور طالبات اور اساتذہ کے لئے کیا فرنیچر مہیا کیا گیا ہے، اس کی تعداد کیا ہے، پریکٹیکل کے لئے سائنس لیبارٹری میں کیا کیا سامان اور فرنیچر موجود ہے، فہرست فراہم کی جائے کہ لیبارٹری کے لئے کتنا سالانہ فنڈ فراہم کیا جاتا ہے ؟

جناب والا! اس سوال کا جواب آپ خود پڑھ لیں۔ میرے فاضل بھائی جو اکثر جنوبی پنجاب کا رونا روتے ہیں آج لاہور شہر کے اندر کے سکول سے آپ اندازہ لگالیں۔ مجھے جو جواب فراہم کیا گیا ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ پورے سکول میں ڈیسک 34 ہیں، ووڈن ٹیبلز 8 ہیں، فزکس ٹیبلز ہیں،

لائبریری ٹیبل صرف ایک ہے اور الماریوں کی تعداد 21 ہے۔

جناب والا! آپ خود اندازہ لگائیں کہ 1260 بچیوں کے لئے 34 ڈیسک اور 43 ٹیچرز کے لئے کرسیاں تک موجود نہیں ہیں، ان کے لئے ٹیبل تک موجود نہیں ہے۔ یہ سوال میں نے 2003 میں دیا تھا تین سال کے بعد یہ سوال آیا ہے۔ میں یہ بھی پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس تین سال کے عرصے میں اس سکول کی کیا اصلاح کی گئی ہے؟

جناب چیئرمین: جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب چیئرمین! یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ جس سکول کے متعلق یہ سوال پوچھا گیا ہے، اس کی عمارت واقعی اس وقت ناکافی ہے اور سہولتیں بھی کم ہیں۔ اس سکول میں 2003 میں طالبات کی تعداد 1260 تھی 32 سیکشنز تھے۔ اب 2006 میں اس کی تعداد 1620 ہو گئی ہے۔ اس سکول کی عمارت کے لئے ہمارے پاس چار کمرے تھے اور دیگر سہولتیں بھی جیسا کہ میرے فاضل دوست فرما رہے تھے کہ یہ کم ہیں لیکن یہ جگہ جس پر یہ عمارت قائم ہے اور سکول موجود ہے۔ یہ اب باب پاکستان کے پراجیکٹ میں شامل ہو گئی ہے اور اس پراجیکٹ میں جہاں دیگر عمارتیں بھی تعمیر کی جا رہی ہیں وہاں گرلز اور بوائز دونوں سکولوں کے لئے سولہ سولہ کنال اراضی مختص کر دی گئی ہے جہاں یہ دونوں سکول الگ الگ تعمیر ہوں گے؟

جناب چیئرمین: کیا یہ اسی علاقے میں ہوں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جی، اسی علاقے میں ہوں گے۔

سید احسان اللہ وقاص: اگر چودھری پرویز الٰہی کا اتنا بڑا پروگرام ہے اور وہ اتنی محنت کر رہے ہیں تو تین سال میں کیوں نہیں بنے، آپ سیکرٹری ایجوکیشن سے پوچھیں کہ یہ کیوں نہیں بنے اور کب تک بنیں گے؟ وزیر صاحب تو دورے پر چلے گئے ہیں لیکن سیکرٹری ایجوکیشن تو موجود ہیں، ان سے ابھی پوچھ لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: میں عرض کرتا ہوں۔ مجھے پتا ہے کہ کیوں نہیں بنے۔ چونکہ یہ اس کی تحتی زمین اس باب پاکستان کے پراجیکٹ میں آ گئی تھی۔ اس میں پہلے بھی تعمیر موجود ہے اسے بھی ہٹانا ہے اس وجہ سے یہاں نئی تعمیر نہیں کی گئی۔ اس کے علاوہ جو سولہ سولہ کنال زمین دونوں سکولوں کے لئے مختص کی گئی ہے گورنمنٹ کی یہ تجویز ہے، انشاء اللہ تعالیٰ اس پر کارروائی بھی

ہو گی اور دونوں سکول الگ الگ تعمیر ہوں گے۔ یہ long term planning ہے اس کے ساتھ short term planning بھی کی گئی ہے کہ اس سکول سے ملحقہ ایک آرمی بیرک خالی ہو گئی ہے۔ آرمی والوں نے پوری بیرک مع کمرے اور مکمل سہولتیں سکول کو دے دی ہیں۔ اب سکول ان بیرکوں میں منتقل ہو گیا ہے۔ جب تک اس سکول کی نئی بلڈنگ مکمل سہولتوں کے ساتھ مکمل نہیں ہوتی اس وقت تک یہ سکول ان بیرکس میں رہے گا اور انشاء اللہ آپ کی ہدایت کے مطابق محکمہ تعلیم جلد ہی اس بلڈنگ کو مکمل کر کے سکول وہاں شفٹ کر دیں گے اور اس میں نہ صرف کمرے بلکہ دیگر تمام کی سہولتیں فرنیچر، سائنس لیب اور اس کا جو سامان وغیرہ ہے تعمیر ہونے کے بعد جلد از جلد مہیا کر دیا جائے گا۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئرمین! جس طرح انہوں نے وعدہ فرمایا ہے کہ یہ بلڈنگ مہیا کریں گے یہ بہت اچھی بات ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: میں نے تعلیم کے حوالے سے ایک ضمنی سوال کرنا ہے۔

جناب چیئرمین: محترمہ! تشریف رکھیں۔ mover موجود ہیں ان کے بعد آپ کو ٹائم دیا جائے گا۔ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: مجھے بھی تو حق ہے کہ میں سوال کر سکوں۔ میں نے صرف ایک سوال کرنا ہے۔

جناب چیئرمین: پلیز! آپ تشریف رکھیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئرمین! آپ پارلیمانی سیکرٹری کو تو آداب سکھائیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ بلڈنگ بنتے بنتے تو کچھ وقت لگے گا، دو، چار، پانچ سال لگ جائیں گے ۔۔۔

جناب چیئرمین: جن کے موبائل on ہیں بند کر دیں۔ یہ House کی کارروائی کو disturb کر رہے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: میری گزارش یہ ہے کہ بلڈنگ بنتے بنتے تو کچھ وقت لگے گا۔ ظاہر ہے کہ وہ جادو کی چھڑی سے تو بلڈنگ نہیں بنے گی لیکن وہاں پر بچیوں کے لئے کچھ نہ کچھ تو فرنیچر فراہم کرنے کا فوری طور پر انتظام ہونا چاہئے، ٹائلٹ کا انتظام ہونا چاہئے، لیبارٹری کے اندر کوئی سامان

نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: گوندل صاحب! کیا وہاں کلاسیں ہو رہی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب چیئرمین! میں نے request کی ہے کہ کلاسیں ہو رہی ہیں جو آرمی کی بیرکس تھیں وہاں شفٹ ہو گئے ہیں۔ کلاسیں اس وقت بلڈنگ کے اندر ہو رہی ہیں اور اس وقت ان کو ٹائلٹس اور کمروں کی چھت مکمل طور پر میسر ہے۔

جناب چیئرمین: گوندل صاحب! آپ لیبارٹری اور بیت الخلاء ایک ماہ میں بننے کے بعد House میں رپورٹ پیش کریں گے اور یہ سیکرٹری کو direction دی جائے۔ اس میں کوئی کوتاہی نہیں ہو گی۔

سید احسان اللہ وقاص: وہاں فرنیچر ہی نہیں ہے اس کا بھی انتظام کیا جائے۔ میری گزارش ہے کہ پورے سکول میں صرف 20 ڈیسک ہیں۔

جناب چیئرمین: پلیز تشریف رکھیں۔ اگلا سوال 2886 محترمہ صغیرہ اسلام کا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: ان کے ایماء پر۔ سوال نمبر 2886۔ (معزز رکن نے محترمہ صغیرہ اسلام کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 2886 دریافت کیا)

تحصیل شکر گڑھ میں گرلز / بوائز پرائمری سکولوں کی تعداد اور انگلش ٹیچر کی اسامیوں کی تفصیلات

*2886 محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل شکر گڑھ میں گرلز اور بوائز پرائمری سکولوں کی تعداد کیا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کی مذکورہ سکولوں میں انگریزی ٹیچر تعینات کئے گئے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کی مذکورہ تحصیل کے سکولوں میں انگریزی ٹیچر کی چند اسامیاں خالی ہیں کب سے خالی ہیں تفصیلاً ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) اگر درج بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکولوں میں انگریزی ٹیچر کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم:

(الف) تحصیل شکر گڑھ، ضلع نارووال میں بوائز اور گرلز پرائمری سکولوں کی تعداد بالترتیب 245 اور 423 ہے۔

(ب) 118 بوائز اور 160 گرلز پرائمری سکولوں میں انگلش ٹیچر تعینات کئے گئے تھے۔

(ج) درج ذیل 7 بوائز اور 9 گرلز پرائمری سکولوں میں انگلش ٹیچرز کی اسامیاں ان کے سامنے دی گئی تاریخوں سے خالی ہیں۔

بوائز پرائمری سکولوں کی تفصیل

نمبر شمار	نام سکول	اسامی کب سے خالی ہے۔
1۔	گورنمنٹ پرائمری سکول اوپیاں	1-3-2000
2۔	گورنمنٹ پرائمری سکول بڑالہ گوجراں	1-11-2002
3۔	گورنمنٹ پرائمری سکول ڈھنڈر	1-3-1996
4۔	گورنمنٹ پرائمری سکول کوٹ نیناں	1-1-2001
5۔	گورنمنٹ پرائمری سکول اولکھ	1-2-2000
6۔	گورنمنٹ پرائمری سکول جواہر پور	1-3-1996
7۔	گورنمنٹ پرائمری سکول پھیڑی کاں	22-7-2002

گرلز پرائمری سکولوں کی تفصیل

نمبر شمار	نام سکول	اسامی کب سے خالی ہے۔
1۔	گورنمنٹ پرائمری سکول علی پور	1-4-2000
2۔	گورنمنٹ پرائمری سکول ڈوگر	1-8-2002
3۔	گورنمنٹ پرائمری سکول گمٹالی	1-9-2000
4۔	گورنمنٹ پرائمری سکول سمرائے	1- 9-1998
5۔	گورنمنٹ پرائمری سکول بھابڑاں جٹاں	1-10-1997
6۔	گورنمنٹ پرائمری سکول مولن	1-10-1997
7۔	گورنمنٹ پرائمری سکول بوھڑی	1-9-1996
8-	گورنمنٹ پرائمری سکول اوڈرا	1-11-1998
9-	گورنمنٹ پرائمری سکول ہاڑ خورد	1-11-2000

(د) سردست بھرتی پر پابندی عائد ہے بھرتی پر پابندی کے خاتمے پر مذکورہ سکولوں میں انگلش ٹیچرز تعینات کئے جا سکیں گے۔

جناب چیئرمین: کوئی ضمنی سوال؟

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! میں چاہوں گا کہ اس سوال کا جواب 03-12-12 کو موصول ہوا تھا پارلیمانی سیکرٹری صاحب update بتائیں کہ اس وقت ان کی latest پوزیشن کیا ہے، کیا اسامیاں fill ہو گئی ہیں اور یہ تین سال کے بعد اس Chair کی رولنگ دی گئی کہ اس کا جواب update ہونا ہے۔ آج تقریباً تین سال تین ماہ ہو گئے ہیں تو ہمیں اس سوال کا update جواب چاہئے۔

جناب چیئرمین: جی، گوندل صاحب! یہ پرانا سوال ہے اس کو update کیا گیا ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب چیئرمین! مجھے موقع دیا جائے۔ میں تعلیم کے متعلق سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ کو بعد میں موقع ملے گا۔ محترمہ! قانونی طور پر پارلیمانی سیکرٹری سوال نہیں کر سکتے۔ آپ تشریف رکھیں میں ویسے ہی آپ کو موقع دوں گا تاکہ House آپ کی بات سے محظوظ ہو جائے۔ پلیز! تشریف رکھیں۔ جی، گوندل صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! پارلیمانی سیکرٹری کوئی ضمنی سوال نہیں کر سکتا۔ آپ پوچھ لیں، یہ ویسے ہی House کا وقت ضائع کر رہی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب چیئرمین! میں نے تعلیم کے مسئلہ پر ایک توجہ دلانی ہے۔ توجہ دلاؤ نوٹس تو کوئی بھی دے سکتا ہے۔

جناب چیئرمین: محترمہ! تشریف رکھیں۔ House چلنے دیں۔ جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب چیئرمین! اصل میں اس سوال میں تحصیل شکرگڑھ ڈسٹرکٹ نارووال میں پرائمری سکولوں میں جو انگلش ٹیچر ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: گوندل صاحب! بات یہ ہے کہ آپ کی طرف سے اس سوال کا جواب update دیا گیا ہے یا ابھی تک پرانا ہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: سوال پہلے والا ہے اور اب اس میں جو تبدیلی ہو رہی ہے وہ بھی میں عرض کرتا ہوں۔ اس میں انگلش ٹیچرز بھرتی نہیں کئے گئے کہ کتنی کتنی deficiency ہے؟ وہ ہم نے ساتھ ایک فہرست دے دی ہے کہ ان سکولوں میں انگلش ٹیچرز نہیں ہیں۔ اب

موجودہ حکومت کی جو پالیسی ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: رانا قاسم صاحب! آپ نے جو باتیں کرنی ہیں پلیز، لابی میں چلے جائیں۔ خاموشی اختیار کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: اب حکومت کی موجودہ پالیسی کے تحت ریکروٹمنٹ ہو رہی ہے۔ بعض اضلاع میں درخواستیں طلب کی جا چکی ہیں، انٹرویو مکمل ہو چکے ہیں۔ ضلع نارووال میں بھی درخواستیں طلب ہو چکی ہیں اور ریکروٹمنٹ ہو رہی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ٹیچنگ سٹاف کی تعیناتی مکمل ہو جائے گی۔ تمام بقایا خالی اسامیوں پر بھی انشاء اللہ ریکروٹمنٹ جلدی مکمل ہو جائے گی۔ جو eficiency ہم نے بتائی ہے وہاں پر بھی سٹاف تعینات ہو جائے گا۔

جناب محمد عظیم گھمن: ضمنی سوال۔

جناب چیئرمین: جی، عظیم گھمن نوری صاحب!

جناب محمد عظیم گھمن: جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کے تقریباً 33,34 اضلاع میں ایجوکیشن سیکٹر میں ریکروٹمنٹ ہو چکی ہے یا ہو رہی ہے، سیالکوٹ میں کیوں نہیں ہو رہی؟

جناب چیئرمین: میرے خیال میں یہ fresh question بنتا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! گھمن صاحب کا بڑا اہم سوال ہے اور ویسے بھی محکمہ تعلیم کا question hour بڑی مشکل سے ساڑھے تین مہینے کے بعد آیا ہے۔ ان کا سوال بڑا اہم ہے۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس کا جواب ضرور دیں کہ سیالکوٹ میں ریکروٹمنٹ کیوں نہیں ہو رہی؟

جناب چیئرمین: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب چیئرمین! پنجاب گورنمنٹ کی یہ پالیسی ہے کہ تمام سکولوں میں ٹیچنگ سٹاف 100 فیصد مکمل کیا جائے یہ ہدایت ایک ضلع کے لئے نہیں بلکہ تمام کے لئے ہے۔ باقی اضلاع نے ریکروٹمنٹ کے لئے اپنے اشتہار دے دیئے ہیں، درخواستیں طلب کی جا رہی ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: وہ سیالکوٹ کے حوالے سے پوچھ رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: میں وہ بھی عرض کر رہا ہوں کہ صرف سیالکوٹ ہے جہاں درخواستیں طلب نہیں کی گئیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک تو گورنمنٹ نے کوئی ڈیڈلائن نہیں دی کہ اس تاریخ تک آپ تقرریاں مکمل کریں۔ مسئلہ یہ ہے کہ اس میں پہلے SNE کی پوسٹیں بھی determine کرنی ہیں کہ permanent پوسٹیں کونسی ہیں، SNE کون سی ہیں ان کی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کر رہی ہے اور ہمارے ای۔ ڈی۔ او۔ ایجوکیشن جلد از جلد اس کو finalize کر کے اپنی پوسٹیں ایڈورٹائز کر دیں گے۔ ایسی کوئی پالیسی نہیں ہے کہ سیالکوٹ میں ریکروٹمنٹ نہیں ہوگی یا وہ کافی عرصہ بعد ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہی اس کو finalize کرنے کے بعد ایڈورٹائزمنٹ آ جائے گی اور درخواستیں طلب کرنے کے بعد سٹاف مکمل کر لیا جائے گا۔

جناب محمد عظیم گھمن: جناب چیئرمین! میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں سیٹیں determine ہو چکی ہیں وہ اس کی اصل وجوہات بتائیں کہ بھرتی کیوں نہیں ہو رہی اور انہوں نے declare کیا ہے کہ فلاں فلاں جگہ پر سیٹیں خالی ہیں جہاں پر بھرتی ہونی ہے لیکن ابھی تک اس کا اخبار میں اشتہار نہیں دیا گیا۔ یہ بتائیں کہ پنجاب کے صرف ایک ضلع میں بھرتی کیوں نہیں ہو رہی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: میں عرض کرتا ہوں کہ اصل میں وہی وجہ ہے کہ وہ سیٹیں declare نہیں کر پا رہے کہ پہلے SNE جو انہوں نے sanction for new expenditure بھیجی ہیں کہ وہ کتنی ہیں اور ہم نے نئی پوسٹیں کتنی کرنی ہیں وہ اسی مرحلے میں ہیں۔ جب وہ فائنل ہو جائے گا تو پھر ایسی کوئی پابندی نہیں ہے کہ وہاں بھرتی نہیں ہوگی۔ بھرتی میرٹ پر ہوگی اور ضرور ہوگی۔

جناب چیئرمین: جی، ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! ہم گوندل صاحب کی بات مان لیتے ہیں کہ یہ process ہو رہا ہے۔ جس طرح نوری صاحب فرما رہے ہیں یہ بالکل درست فرما رہے ہیں۔ ان سے ٹائم لے لیں کہ ایک مہینے یا پندرہ دن میں پورا ہو جائے گا۔ یہ بالکل درست ہے کہ انہوں نے ڈیکلیئر کر دیا ہے کہ کہاں کہاں پوسٹنگ کی ضرورت ہے۔ میرا اس پر سوال آیا تھا اور انہوں نے تفصیل دی تھی کہ فلاں فلاں سیٹیں خالی ہیں اس پر ہم نے عنقریب بھرتی کرنی ہے اور یہ عنقریب کو بھی دو سال ہو

گئے ہیں یہ ہمیں ٹائم بتادیں۔

رانا آفتاب احمد خان: ضمنی سوال۔

جناب چیئر مین: جی، آفتاب صاحب! آپ بھی ضمنی سوال کر لیں پھر وہ ایک ہی دفعہ جواب دے دیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: میرا سوال ہے کہ جب یہ جواب آیا تھا تو اسے تین سال، تین ماہ اور ایک دن ہو گیا ہے یہ اس وقت سے پوسٹیں خالی ہیں، کیا ان تین سال، تین ماہ میں کوئی اسامی پر کی گئی ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: ابھی تک process جاری ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئر مین! آپ محکمے کی efficiency کا اندازہ لگا لیں کہ آپ کہتے ہیں کہ ہم نے تعلیم عام کرنی ہے۔ اس ضلع کی حالت یہ وزیر صحت بھی دیکھیں کہ وہاں پر اتنی سینکڑوں پوسٹیں خالی پڑی ہوئی ہیں اور آپ تعلیم عام کی بات کر رہے ہیں۔ گلبرگ مین بلیوارڈ میں جاتے ہیں تو اتنے آپ نے hoardings لگائے ہوئے ہیں کہ یہاں پر انقلابی اقدامات ہو رہے ہیں، کیا یہی انقلابی اقدامات ہیں کہ آپ لوگوں کو روزگار بھی نہیں دے رہے، بچے بھی نہیں پڑھ رہے آپ اس پر direction دیں تاکہ یہ پوسٹیں ایک settled time میں مکمل کر دی جائیں۔

جناب چیئر مین: گوندل صاحب! آپ اس وقت 90 ہزار اسامیوں پر بھرتی کر رہے ہیں۔ ابھی تک بارہ ہزار SNE کی پوسٹیں خالی پڑی ہیں۔ آپ اپنے سیکرٹری کو پابند کریں کہ وہ سوموار کو جواب تیار کر کے لائیں کہ یہ بھرتی کب تک مکمل ہو گی، صرف پنجاب ہی کی نہیں بلکہ سارے پنجاب کی بھرتی کب تک مکمل ہو گی؟ سوموار کو اس کی رپورٹ اسمبلی میں پیش کی جائے گی۔ اگلا سوال 2900 محترمہ صغیرہ اسلام کا ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتیں لہذا اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال 3035 سید حسن مرتضیٰ کا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ میری بات سنیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پہلے انہیں چپ کرائیں۔

جناب چیئر مین: جی، آپ بتائیں کیا کہنا چاہتی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب چیئرمین! [*************************]

جناب چیئرمین: یہ تمام الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔ 3035 سید حسن مرتضیٰ صاحب!

پی پی۔74 چنیوٹ میں سکولوں کی تعداد اور اُن میں منظور شدہ و خالی اسامیوں کی تفصیلات

*3035 **سید حسن مرتضیٰ:** کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) پی پی۔74 چنیوٹ میں واقع سکولوں کے نام کیا ہیں، ہر سکول میں منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل گریڈوار اور اسامی وار فراہم کی جائے؟

(ب) کتنے سکول ایسے ہیں جن میں کوئی بھی سٹاف تعینات نہ ہے ان کے نام اور منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا حکومت اس حلقہ کے تمام سکولوں میں خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم:

(الف) پی پی۔74 چنیوٹ ضلع جھنگ میں واقع 293 سکولوں کے نام اور ان سکولوں میں منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول ظفر نگر اور گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول چک نمبر 147 ج۔ب میں سٹاف تعینات نہ ہے۔ ان دونوں سکولوں کے لئے دو پی۔ٹی۔سی اساتذہ کی اسامیاں منظور شدہ ہیں۔

(ج) امسال 34 مردانہ اور 36 زنانہ اسامیوں پر بھرتی کی جارہی ہے

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ جواب میں لکھا ہوا ہے کہ حکومت امسال 34 مردانہ اور 36 زنانہ خالی اسامیوں پر بھرتی کرنا چاہتی ہے۔ میرا یہ سوال 2003 کا ہے اور اب 2006 ہے۔ ان کا امسال سے کیا مطلب ہے۔ جب میں نے سوال جمع کروایا تھا انہوں نے اس وقت امسال لکھا تھا یا اس سال لکھا ہے؟

---

* بحکم جناب چیئرمین الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب چیئرمین: میں نے ابھی رولنگ دی ہے کہ سوموار کو سوالات کے جوابات update کر کے House میں پیش کریں۔ آپ کا یہ سوال pending کر دیتے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: ٹھیک ہے۔ جناب چیئرمین! میری ایک چھوٹی سی گزارش اور ہے جب اس کا جواب آئے گا تو ساتھ ہی یہ جواب بھی آ جائے کہ انہوں نے مجھے جو تفصیل فراہم کی ہے وہ بالکل غلط ہے۔ آپ نے ان کو جو وقت دیا ہے اس پر یہ درست جواب منگوا لیں۔ ادھر ہمارے ضلع میں تقریباً اڑھائی سو کے قریب سیٹیں خالی ہیں اور انہوں نے 34 لکھی ہیں۔ یہ اس کی تفصیل بھی منگوا لیں۔ اگر آپ کے دیئے ہوئے وقت پر میرا جواب نہ آیا تو میں نے اس غلط جواب پر ان کے خلاف تحریک استحقاق move کرنی ہے۔

جناب چیئرمین: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ اس دن یہ جواب بھی منگوا لیں۔ اگلا سوال نمبر 3036 بھی سید حسن مرتضیٰ کا ہے یہ بھی pending کیا جاتا ہے اس کا بھی update جواب اس دن آ جائے گا۔ اگلا سوال نمبر 3120 محترمہ شازیہ چاند کا ہے۔

گورنمنٹ مسلم ماڈل ہائی سکول نمبر 2 لاہور
کے طلباء کے لئے جبری ٹیوشن کا مسئلہ

*3120: محترمہ شازیہ چاند: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ مسلم ماڈل ہائی سکول نمبر 2 لاہور کی انتظامیہ / ملک محمد رفیق ڈپٹی ہیڈ ماسٹر اور صفدر علی ٹیچر کلاس 8^{th} سکول ٹائم میں بچوں کو ٹیوشن پڑھاتے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جو بچہ ٹیوشن پڑھنے سے انکار کرے اسے تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور سکول سے غیر حاضری کا بہانہ بنا کر خارج کر دیا جاتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سلسلہ میں انتظامیہ اور ٹیچر کے خلاف انکوائری کروائی گئی انکوائری رپورٹ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کی انتظامیہ / ٹیچرز کے خلاف ایکشن لینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم

(الف) درست نہ ہے۔

(ب) یہ بھی درست نہ ہے۔

(ج) اس سلسلہ میں کسی قسم کی باقاعدہ انکوائری نہیں کی گئی ہے۔

(د) جزہائے بالا کے جوابات میں وضاحت پیش کر دی گئی ہے۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ شازیہ چاند: جناب چیئرمین! کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! میں نے پہلے بھی اس پر بات کی تھی انہوں نے رائے ونڈ روڈ پر جو زمین کوآپریٹو کے طور پر لی تھی اس کو پبلک لمیٹڈ کمپنی کے طور پر takeover کیا ہے۔ پچھلے دنوں ''ڈان'' اخبار میں آیا ہے کہ وہ معاملہ take up ہوا ہے اور یہاں سے آپ نے بھی کہا کہ اس کا جواب دیا جائے۔ محترم گوندل صاحب نے مجھے کہا کہ ہم اس کا آپ کو جواب دیں گے لیکن اس کا آج تک کوئی جواب نہیں آیا۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب ایک پبلک لمیٹڈ کمپنی کے طور پر وہ اڑھائی ہزار کنال زمین لے کر ایک مینجنگ ڈائریکٹر بنا دیا گیا۔ اب اس کی بیلنس شیٹ جائے گی، profit and loss sheet جائے گی۔ جب ایسا ہو گا تو وہ لازمی طور پر profit میں بیچے گی۔ اس کا پنجاب یونیورسٹی کے ایمپلائز کو کیا فائدہ ہو گا؟ یا تو وہ اڑھائی ہزار کنال زمین حکومت واپس لے یا پھر اس کو کوآپریٹو کے طور پر رجسٹرڈ کرائے یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔

جناب چیئرمین: جی، گوندل صاحب! آپ کے پاس اس کا جواب ہے یا یہ بات آپ کے علم میں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب چیئرمین! اس سلسلہ میں ایک دفعہ تحریک التوائے کار آئی تھی مگر وقت ختم ہو گیا تھا اور وہ take up نہیں ہو سکی تھی۔ ابھی تک وہ pending ہے۔ جس دن وہ تحریک التوائے کار آئے گی اس وقت اس پر بحث بھی ہو جائے گی اور ہم اپنی گزارشات بھی submit کر دیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئر مین! پنجاب یونیورسٹی کے ایمپلائزاور پروفیسروں کا حق ہے کہ جنہوں نے اپنی ساری عمر وہاں پر گزار دی۔ یہ پبلک لمیٹڈ کمپنی کے طور پر کیوں رجسٹرڈ ہوئی ہے؟ یا تو یہ profit and loss پر لائیں، اس کو بیچیں اور آکشن کریں۔۔۔

جناب چیئر مین: آپ کی تحریک التوائے کار موجود ہے اس وقت یہ ساری باتیں take up کر لیں گے۔ اگلا سوال نمبر 3135 جناب ارشد محمود بگو صاحب کا ہے۔

گورنمنٹ جامع ہائی سکول سیالکوٹ کی اراضی پر ناجائز قبضہ اور حکومتی کارروائی کی تفصیل

*3135: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش فرمائیں گے کہ:۔

گورنمنٹ جامع ہائی سکول سیالکوٹ کی زمین پر کن لوگوں نے ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے، کیا حکومت نے قبضہ گروپ کے خلاف پولیس یا عدالت میں کوئی کارروائی کی ہے اگر نہیں کی تو اس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم:

گورنمنٹ جامع ہائی سکول سیالکوٹ کی توسیع کے لئے رقبہ تعدادی سات کنال ایک مرلہ کو بذریعہ گورنمنٹ نوٹیفیکیشن نمبری DRA/2162 مورخہ 85-9-29 کو acquire کیا گیا۔ اس مقصد کے لئے ریٹ کے مطابق مبلغ باسٹھ ہزار ایک سو روپے قیمت تھی۔ قیمت اراضی خزانہ میں جمع کر دی گئی۔ سکول میں توسیع کے خلاف مالکان زمین نے محکمہ تعلیم کے خلاف عدالت میں مندرجہ ذیل مقدمات دائر کر دیئے۔

1۔ شیخ احسان الٰہی وغیرہ بنام صوبہ پنجاب مدعیان کی طرف سے سات کنال ایک مرلہ اراضی میں سے دس مرلہ اراضی کے لئے محکمہ تعلیم کے خلاف مقدمہ دائر کیا جو سول کورٹ، سیشن کورٹ اور لاہور ہائی کورٹ سے مدعیان کے حق میں ہوا مدعیان نے سات مرلہ اراضی پر تعمیر کر لیں اور اوائل 2003 میں بقیہ تین مرلہ اراضی پر بھی تعمیرات کر لیں۔

2۔ غلام رسول وغیرہ بنام صوبہ پنجاب، مدعیان نے سات کنال ایک مرلہ زمین میں سے پانچ مرلہ اراضی کے لئے محکمہ کے خلاف مقدمہ دائر کیا جبکہ محکمہ کی طرف سے ایک مقدمہ صوبہ پنجاب بنام غلام رسول وغیرہ دائر کیا گیا۔ غلام رسول وغیرہ نے پانچ مرلہ اراضی پر ناجائز تعمیرات شروع کر لیں جس کے خلاف محکمہ نے حکم امتناعی حاصل کر لیا

لیکن غلام رسول وغیرہ نے حکم امتناعی کی پروانہ کرتے ہوئے ناجائز تعمیرات کر لیں۔ ایس۔ایچ۔او تھانہ رنگ پورہ سیالکوٹ کو پرنسپل گورنمنٹ جامع ہائی سکول سیالکوٹ کی چٹھی نمبری 135 مورخہ 22-06-2001 رپورٹ کر دی گئی جبکہ مذکورہ زمین سے ناجائز قابضین کی بے دخلی اور زمین محکمہ تعلیم کو منتقل کرنے کے سلسلے میں ضلع ناظم سیالکوٹ اور ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر، سیالکوٹ کو بھی تحریر کیا گیا ہے۔

3۔ ملک اکبر علی وغیرہ صوبہ پنجاب، ملک اکبر علی وغیرہ کی طرف سے 15 مرلہ اراضی کے لئے محکمہ تعلیم کے خلاف مقدمہ دائر کیا گیا جو کہ سول کورٹ، سیشن کورٹ اور ہائی کورٹ میں مدعیان کے حق میں ہوا۔ محکمہ تعلیم نے لاہور ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ آف پاکستان میں اپیل کی جو تاحال زیرالتواء ہے۔ مدعیان کی طرف سے اس 15 مرلہ اراضی پر کوئی ناجائز تعمیرات نہ کی گئی ہیں۔

مزید برآں محکمے کی جانب سے سکول ہذا کی زمین محکمہ مال کے کاغذات محکمہ تعلیم سکول کے نام منتقل نہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ سیالکوٹ کا سب سے بڑا سکول ہے اور سیالکوٹ میں دو بڑے سکول ہیں جن میں ایک گورنمنٹ پائلٹ سیکنڈری سکول اور دوسرا کمپری ہینسو سکول اس کے فرنٹ پر اس وقت کے ڈسٹرکٹ ناظم اور تحصیل ناظم میں یہ تو نہیں کہتا کہ وہ اس میں شامل تھے ان کی غفلت اور پولیس کی ملی بھگت کی وجہ سے کیونکہ وہاں پر پولیس موجود تھی لیکن انہوں نے اس سکول کے فرنٹ پر قبضہ کر لیا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے coordinating officer اور پولیس کو چٹھی لکھ دی تھی تو اب تک انہوں نے قابضین کے خلاف کیا قانونی کارروائی کی ہے اور پولیس نے ان کے خلاف کیا کارروائی کی ہے؟

جناب چیئرمین: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ یہ تین پارٹیاں ہیں جن کے خلاف صوبائی محکمہ تعلیم کا مقدمہ چل رہا ہے اور ان میں سے شیخ احسان الہیٰ وغیرہ کے حق میں تو فیصلہ ہو گیا اور جب کسی کے حق میں فیصلہ سول، سیشن یا ہائی کورٹ سے مکمل ہو جاتا ہے تو اس کی تعمیر یا قبضہ لینے کا اور کوئی process صوبائی حکومت یا محکمہ تعلیم کے پاس نہیں رہتا۔ اسی طرح غلام رسول نمبر 2 کے خلاف ابھی تک مقدمات چل رہے ہیں اور تیسرے ملک اکبر علی کا مقدمہ بھی سپریم کورٹ میں pending ہے۔ جب یہ مقدمات فائنل ہوں گے اور اس کے بعد اصل

process ہے کہ یہ زمین acquire کی گئی تھی اور اس کی رقم مد امانت میں جمع ضرور کروائی گئی ہے اور ابھی تک اس کا فائنل نوٹیفکیشن نہیں ہوا اور جب فائنل نوٹیفکیشن صوبائی حکومت محکمہ تعلیم کے نام ہو جائے گا تو یہ رقم مالکان کو مل جائے گی اور اس وقت انتقال ہوگا اور صوبائی حکومت محکمہ تعلیم اس وقت مالک بنے گی۔ ابھی تک ایکوزیشن کے process کو انہوں نے چیلنج کیا ہے اور وہ process عدالتوں میں pending ہے اور جب ایکوزیشن کا process عدالتوں میں مکمل اور فائنل ہوگا تو تب محکمہ تعلیم صوبائی حکومت مالک بنے گی اور اس کے مطابق پھر قبضہ لینے کی کارروائی شروع ہو جائے گی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! غلام رسول وغیرہ نے ناجائز قبضہ کیا ہے اور انہوں نے جواب میں خود تسلیم کیا ہے اور انہوں نے سکول کی back پر نہیں بلکہ front پر قبضہ کیا ہے تو میرا بڑا مختصر سا ضمنی سوال تھا کہ غلام رسول کے متعلق کیا کارروائی کی ہے، کس عدالت میں کی ہے، کہاں کی ہے یہ اس کے متعلق بتادیں؟

جناب چیئرمین: جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب چیئرمین! میں نے عرض کیا ہے کہ غلام رسول کا ناجائز قبضہ پانچ مرلہ زمین پر تھا اور اس نے بھی مقدمہ دائر کیا اور صوبائی حکومت نے بھی مقدمہ دائرہ کیا۔ دونوں مقدمات زیر سماعت ہیں اور جب ان کے فیصلے ہو جائیں گے تو اس کے بعد کارروائی کی جائے گی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! نذر حسین گوندل صاحب میرے اس سوال کا جواب نہیں دے رہے کیونکہ انہوں نے واضح طور پر خود لکھا ہے کہ ۔۔۔

جناب چیئرمین: بگو صاحب! بات یہ ہے کہ عدالتوں میں کیس pending ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ غلام رسول وغیرہ نے حکم امتناعی کے باوجود اس پر ناجائز تعمیرات کر کے قبضہ کر لیا ہے۔

جناب چیئرمین: بگو صاحب! stay ان کے پاس ہے یا نہیں ہے؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! stay تو پہلے ہی ان کے پاس تھا۔ میرا ان سے سوال یہ ہے کہ ان کی ناجائز تعمیرات جس پر انہوں نے قبضہ کیا تھا تو انہوں نے ان کے خلاف کیا کیا ہے؟

جناب چیئر مین: جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب چیئر مین! ابھی ایکوزیشن process چل رہا ہے۔ جب ان مقدمات کا فیصلہ ہو گا تو پھر وہ process شروع ہو گا۔ وہ مکمل ہوتا ہے یا نہیں، اس پر اعتراضات آتے ہیں پھر litigation چلتی ہے۔ جب صوبائی حکومت یا محکمہ تعلیم زمین کی مکمل مالک بن جائے گی۔ ابھی تو ہم صرف اس کے process جو دفعہ 4 کا نوٹیفکیشن کے تحت کارروائی کر سکتے ہیں فائنل نہیں ہو سکتی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئر مین! جب کوئی آدمی stay کے باوجود کسی زمین پر قبضہ کر کے ناجائز تعمیرات کر لیتا ہے تو اس کے لئے contempt of court اور اس کو بے دخلی کے لئے دعویٰ درخواست دائر کی جاتی ہے۔ میرا ان سے سوال یہ ہے کہ انہوں نے کیا contempt of court وہاں پر move کی ہے House میں کھڑے ہو کر یہ بتا دیں؟

جناب چیئر مین: گوندل صاحب! محکمہ نے contempt of court کیا ہے یا کچھ اور move کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب چیئر مین! Contempt application بھی move ہوئی ہے اور اس کے علاوہ متعلقہ ایس۔ ایچ۔ او، ڈسٹرکٹ ناظم اور ڈی۔ سی۔ او کو تحریر کیا گیا ہے۔۔۔

جناب چیئر مین: تو پھر کیا کارروائی ہوئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب چیئر مین! معاملہ چونکہ کورٹ میں pending ہے۔ دو باتیں ہیں ایک تو معاملہ کورٹ میں pending ہے اور دوسرے نمبر پر ابھی تک ہم مکمل مالک نہیں بنے۔ دونوں چیزیں جب ہو جائیں گی اور civil میں جب civil suit فائنل ہو جائیں گے یا ہم مالک بن جائیں گے تو اس کا تحرک موثر طور پر اسی وقت ہو سکتا ہے جب ہم مالک ہوں اور کسی سول کورٹ میں matter pending نہ ہو۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئر مین! مجھے یہ بتا دیں کہ انہوں نے کہا کہ contempt of court move کی ہے تو صرف یہ بتا دیں کہ کس تاریخ کو انہوں نے contempt of court move کی ہے، بس یہ بتا دیں، میرا ان سے یہی سوال ہے؟

جناب چیئر مین: جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب چیئرمین! exact date کے لئے بعد میں انہیں مطلع کر دیں گے۔

جناب چیئرمین: گوندل صاحب! دیکھ لینا اگر نہیں بھی ہے تو انہیں کہیں کہ move کر لینا۔ اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال نمبر 3154 محترمہ ثمینہ نوید کا ہے۔

محترمہ طاہرہ منیر: جناب چیئرمین! on her behalf (معزز رکن نے محترمہ ثمینہ نوید کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 3154 دریافت کیا)

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

گورنمنٹ پرائمری سکول (بوائز) چک نمبر 305/H.R فورٹ عباس کی اپ گریڈیشن

*3154 محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کی چک نمبر 305/HR تحصیل فورٹ عباس ضلع بہاولنگر میں گورنمنٹ گرلز مڈل سکول کے مغرب کی جانب تقریباً دو ایکڑ چراگاہ اراضی موجود ہے جس پر گاؤں کے بااثر لوگوں نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے؟

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ چک میں قائم لڑکوں کے پرائمری سکول کو مڈل کا درجہ دینے اور مقبوضہ زمین کو وار گزار کروا کر وہاں پر لڑکوں کے لئے مڈل سکول کی بلڈنگ تعمیر کروانے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم:

(الف) یہ درست نہ ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ نقل رجسٹر حقداران کے مطابق چک نمبر 305/HR تحصیل فورٹ عباس ضلع بہاولنگر کے شمال مشرقی کونہ میں مویشی پال سکیم کے تحت دو ایکڑ رقبہ گاؤں کے نمبرداران کے نام ہے۔ اس رقبہ میں سے تین کنال زمین

پر بوائز پرائمری سکول اور گرلز ایلیمنٹری سکول کام کر رہے ہیں۔

(ب) گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول چک نمبر HR/305 مڈل کا درجہ دینے کے لئے مروجہ پیمانے پر پورا نہیں اترتا لہٰذا اسے مڈل سکول کا درجہ نہیں دیا جا سکتا۔

محترمہ طاہرہ منیر: شکریہ۔ جناب چیئرمین! سوال نمبر 3154 کے جز (ب) میں پوچھا گیا تھا کہ کیا وہاں پر لڑکوں کے پرائمری سکول کو مڈل کا درجہ دینے کے لئے حکومت تیار ہے اور اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ وہ سکول مروجہ پیمانے پر پورا نہیں اترتا۔ مڈل سکول کا کون سا ایسا پیمانہ ہے کہ جس پر وہ پورا نہیں اترتا کیونکہ تعلیم تو بچوں کے لئے بہت ضروری ہے۔

جناب چیئرمین: جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: شکریہ۔ جناب چیئرمین! اصل میں پرائمری سے مڈل سکول کرنے کے لئے حکومت پنجاب محکمہ تعلیم نے مختلف criteria بنا رکھا ہے۔ ایک تو اربن اور رورل کے لئے criteria الگ الگ ہوتا ہے۔ چونکہ رورل کی بات ہو رہی ہے تو اس میں پانچ کلو میٹر کے radius میں اور کوئی مڈل، سیکنڈری سکول نہ ہو۔ اس کے علاوہ بوائز کی تعداد 400 ہو یا گرلز سکول کو اپ گریڈ کرنے کے لئے 300 تعداد چاہئے۔ اس کے لئے چار کنال زمین پرائمری سے مڈل کرنے اور جس یونین کونسل میں ہم یہ سکول اپ گریڈ کر رہے ہیں وہاں کوئی اور مڈل سکول نہ ہو اور پانچ کلو میٹر کا radius ہو۔ یہ چار یا پانچ formalities ہیں جو اس criteria پر پرائمری سکول آتا ہے تو اس کو اپ گریڈ کر دیا جاتا ہے جو اس پر نہیں آتا اس کو اپ گریڈ نہیں کیا جاتا۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب چیئرمین: جی، وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئرمین! اخبارات میں یہ بیان آیا تھا کہ تمام پرائمری سکولوں کو مڈل سکولوں میں اور مڈل کو ہائی سکولوں میں تبدیل کر دیا جائے گا۔ اس پالیسی کا اعلان تقریباً ڈیڑھ سال پہلے ہوا تھا تو کب تک اس پر عملدرآمد متوقع ہے؟

جناب چیئرمین: جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب چیئرمین! مڈل سکولوں کو ہائی کرنے سے متعلق تھا تو اس میں بھی آہستہ آہستہ جو اس criteria پر یا جن میں تعداد زیادہ ہوتی جاتی ہے تو مڈل سکولوں کو ہائی

کادرجہ دیا جارہا ہے۔ گورنمنٹ کا یہ ارادہ ہے کہ جتنے بھی ایلیمنٹری سکول ہیں انہیں سیکنڈری کا درجہ دیا جائے اور آہستہ آہستہ پالیسی کے مطابق جوں جوں بچوں کی تعداد بڑھتی جاتی ہے یا ان کی زمین criteria پر پوری اترتی ہو جیسے ایلیمنٹری کے لئے چار کنال، سیکنڈری کے لئے 8 کنال اور ہائر سیکنڈری کے لئے 16 کنال چاہئے۔ یا بچوں کی تعداد زیادہ ہو تو جو بھی سکول اس criteria میں آتے جاتے ہیں اور جن کی زمین دستیاب ہوتی ہے تو ان کو اپ گریڈ کیا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین: گوندل صاحب! جگہ فراہم کرنا حکومت کا کام ہے یہ گاؤں والوں نے تو نہیں دینی؟ It is the duty the government

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب چیئرمین! اصل میں یہ پالیسی ہے کہ سٹیٹ لینڈ جہاں available نہیں ہے وہاں community کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ زمین دے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر مربعوں کی زمین کسی کے پاس ہو اور بچوں کے بہتر مستقبل کے لئے اگر دو چار کنال یا آٹھ یا سولہ کنال وقف کر دینا یہ اتنی بڑی بات نہیں ہے اس میں community کو participate کرنے کے لئے تاکہ ان کا بھی حصہ برابر رہے اور بہتر تعلیم ہو سکے۔

جناب چیئرمین: جی، شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ یہ جو سوال ہے اس کو ہی مکمل کروا لیں یہ بتائیں کہ مڈل سے ہائی کرنے کے لئے کوئی سکول criteria پر پورا اترتا ہو تو ہم اس کو کیسے ہائی کروا سکتے ہیں؟ یہ ہمیں طریق کار بتادیں، ہم کس سے رابطہ کریں کیونکہ بہت سارے سکول ہیں جو ان کے criteria پر پورے اترتے ہیں، بچوں کی تعداد بھی زیادہ ہے اور بلڈنگ بھی فالتو پڑی ہوئی ہے جگہ موجود ہے پھر بھی اس کو ہائی نہیں کیا جارہا ہے تو اس کا پھر ہم کیا کریں؟

جناب چیئرمین: جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب چیئرمین! اب میں گزارش کروں گا کہ ایڈیشنل سپیشل سیکرٹری سکول بھی یہاں موجود ہیں۔ شاہ صاحب آ جائیں بیٹھ کر جو بھی criteria پر آتا ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ جلد از جلد کوشش کی جائے گی کہ اس کو مکمل کیا جائے۔

جناب چیئرمین: گوندل صاحب! آپ کے وزیر صاحب تو ماشاء اللہ انڈیا گئے ہوئے ہیں، کیا سیکرٹری صاحب بھی ساتھ انڈیا گئے ہوئے ہیں یا وہ پاکستان میں موجود ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب چیئرمین! وہ تشریف فرما ہیں۔ سپیشل سیکرٹری سکول یہاں پر بیٹھے ہیں اجلاس کے بعد میں شاہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب چیئرمین: نہیں، آپ نے کہا کہ ایڈیشنل سیکرٹری، دیکھیں ایڈیشنل سیکرٹری کے پاس وہ اختیارات نہیں ہوتے جو سیکرٹری کے پاس ہوتے ہیں اس لئے آپ سیکرٹری صاحب کو پابند کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب چیئرمین! ٹھیک ہے ان کو بلا لیتے ہیں۔

چودھری زاہد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، چودھری صاحب!

چودھری زاہد پرویز: جناب چیئرمین! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو ہمارے بڑے گنجان شہر ہیں وہاں چار چار کنال، آٹھ آٹھ کنال زمین نہیں ملتی، وہاں پر ایک ایک مرلہ کروڑ کروڑ روپے کا ہو گیا ہے، وہاں کیا criteria ہے، اگر وہاں مڈل یا ہائی سکول بنانا ہو کیونکہ چار کنال زمین کہاں سے آئے گی؟

محترمہ پروین سکندر گل: جناب چیئرمین! میں ایک بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ! پہلے آپ ہی بات کریں۔

محترمہ پروین سکندر گل: جناب چیئرمین! مجھے ایک information چاہئے کہ نو دس ماہ ہو گئے ہیں ایک مڈل سکول کے لئے حکم دیا گیا تھا کہ اس کو ہائی سکول کر دیا جائے، ابھی تک اس کو ہائی سکول نہیں کیا گیا اس کے علاوہ اس بلڈنگ کو وسیع کرنے کا پلان بھی دیا گیا تھا اس پر ابھی تک کچھ عملدرآمد نہیں ہوا۔

جناب چیئرمین: جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب چیئرمین! میں گزارش کرتا ہوں کہ۔۔۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب چیئرمین! میری بھی اس سے متعلقہ ایک بات تھی۔

جناب چیئرمین: گوندل صاحب! ایسا کریں پہلے ڈاکٹر صاحب کی بھی بات سن لیں پھر آپ اکٹھا ہی جواب دے دینا۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: شکریہ جناب چیئرمین! جو زاہد پرویز صاحب نے بات کی ہے میں اسی کو آگے بڑھانا چاہتا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ جو criteria انہوں نے lay down کیا ہے یہ جو گنجان شہری

علاقے ہیں وہاں یہ criteria پورا نہیں ہو سکتا جبکہ دوسری طرف صورتحال یہ ہے کہ پرائیویٹ سکولز دس مرلے اور پانچ مرلے کی جگہ پر ملٹی سٹوری بنا کر ہائی سکول چلا رہے ہوتے ہیں اور کئی سو طلبہ اس میں تعلیم حاصل کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ جو گورنمنٹ نے criteria مقرر کیا ہے کیا یہ اس کو شہروں کی حد تک رجوع کرنے کے لئے تیار ہیں تاکہ لوگوں کو سستی ایجوکیشن مل سکے۔

جناب چیئرمین: ایک منٹ آپ لوگ تشریف رکھیں، اس میں میری ذاتی رائے یہ ہے کہ یہ جو up graded سکولوں کا مسئلہ ہے اس کو ایجوکیشن کمیٹی کو بھیج دیتے ہیں وہ اس پر غور کرے کہ جہاں جگہ نہیں ہے اس کا کیا حل نکالنا چاہئے کیا ہونا چاہئے کیا نہیں ہونا چاہئے۔ اس میں آپ کی کیا رائے ہے؟ کیونکہ پرائیویٹ سکول تو جگہ کم ہونے پر ڈبل سٹوری بنا لیتے ہیں تو سرکاری سکولوں کے لئے بھی اس میں ترمیم ہو اس سلسلے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میری استدعا ہو گی کہ اگر مجھے پیر تک مہلت دے دیں تو میں متعلقہ سیکرٹری کے ساتھ discuss کر کے پھر آپ کو گزارش کر دوں گا۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ آپ پیر تک اس کا جواب لے آئیں پھر اس کو دیکھیں گے۔ اب وقفہ سوالات ختم کیا جاتا ہے۔ دیکھیں، آپ تشریف رکھیں اجلاس کا وقت ساڑھے بارہ بجے تک ہے آپ سب کو بات کرنے کا موقع دوں گا، براہ مہربانی تشریف رکھیں، میں آپ کو تحریک التوائے کار پر ٹائم دوں گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب چیئرمین: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

پرائمری کلاسز سے قرآن مجید کی تعلیم کا اجراء

*2900: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے صوبہ کے تمام پرائمری سکولوں میں پہلی جماعت سے اردو کے ساتھ ساتھ انگریزی کو بھی لازمی مضمون قرار دیا ہے؟

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت صوبہ میں پرائمری سکولوں میں انگریزی کی طرح قرآن مجید کی تعلیم کو بھی لازمی قرار دینے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) درست ہے۔

(ب) سال 1994 سے صوبہ کے تمام پرائمری سکولوں میں قرآن کی تعلیم کا لازمی قرار دیا گیا ہے؟

پی پی۔74 چنیوٹ۔ شیلٹرلیس سکولوں اور زیر تعلیم بچوں کی تفصیل

*3036: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی۔74 چنیوٹ میں شیلٹر لیس سکولوں کے نام کیا ہیں؟

(ب) یہ سکول کب قائم کئے گئے تھے؟

(ج) ان سکولوں میں زیر تعلیم بچے کس جگہ بیٹھ تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور سکول وار زیر تعلیم بچوں کی تعداد بیان فرمائیں؟

(د) کیا حکومت ان سکولوں کی عمارات تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) حلقہ پی پی۔74 چنیوٹ میں 11 سکولوں کی اپنی عمارات نہ ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس وقت یہ سکول مقامی لوگوں کی جانب سے فراہم کی گئی عمارات میں کام کر رہے جبکہ ان زیر تعلیم بچوں کی تعداد کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) وسائل دستیاب ہونے کی صورت میں مرحلہ وار پروگرام کے تحت ان سکولوں کو عمارات فراہم کر دی جائیں گی؟

گورنمنٹ گرلز ماڈل سکول فورٹ عباس چک نمبر HR/305 سٹاف کے مسائل

*3155: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کی چک نمبر HR/305 تحصیل فورٹ عباس ضلع بہاولنگر گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول کو اپ گریڈ کر کے مڈل کا درجہ دے دیا گیا ہے مگر سٹاف مکمل فراہم نہیں کیا گیا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کی متذکرہ سکول کی بلڈنگ نئی بنائی گئی ہے مگر ٹھیکیدار نے چار دیواری مکمل کرنے کی بجائے ادھوری چھوڑ دی جس کی وجہ سے ابھی تک سکول میں کلاسز شروع نہیں ہوئیں نیز سکول میں بچیوں کے لئے بیت الخلاء بھی تعمیر نہیں کیا گیا؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ سکول میں مزید سٹاف تعینات کرنے، چار دیواری کو مکمل اور بیت الخلاء تعمیر کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیوں نہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) یہ درست ہے کہ گرلز پرائمری سکول چک نمبر HR/305 تحصیل فورٹ عباس ضلع بہاولنگر 1997 میں مڈل کا درجہ دیا گیا تھا، مذکورہ سکول کے لئے ایک ایس ایس ٹی، ایک ای۔ایس۔ٹی اور ملازم درجہ چہارم کی نئی اسامیاں منظور کی گئیں جبکہ دو پی ٹی سی اور ایک انگلش ٹیچر کی اسامیاں پہلے سے منظور شدہ تھیں۔ اس وقت منظور شدہ اسامیوں میں سے ایس۔ایس۔ٹی اور انگلش ٹیچر کی اسامیاں خالی ہیں۔ جنہیں بھرتی اور تبادلوں پر عائد پابندی کے خاتمے پر پُر کیا جا سکے گا۔

(ب) مذکورہ سکول کی عمارت 1997 میں تعمیر ہوئی جبکہ سال 2001 میں مختص شدہ فنڈز میں سے 257 فٹ چار دیواری مکمل ہو سکی اور بقیہ 161 فٹ چار دیواری آئندہ مالی سال میں مکمل کرنے کے لئے اقدامات کئے جا سکیں گے سکول ہذا میں بیت الخلاء اپنی مدد آپ کے تحت تعمیر کرا دیا گیا ہے۔

(ج) جز ہائے بالا کے جوابات میں وضاحت پیش کر دی گئی ہے۔

گورنمنٹ گیلانی پرائمری سکول سلطان محمود روڈ لاہور کے سٹاف، طلباء کے مسائل

*3162: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ گیلانی پرائمری سکول سلطان محمود روڈ رنگ والا کارخانہ ٹبہ قلعہ خزانہ لاہور میں اساتذہ / سٹاف اور بچوں کی تعداد کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سکول کا عملہ بروقت سکول نہیں پہنچتا جس وجہ سے بچوں کا مستقبل تاریک ہو رہا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مقامی لوگوں نے متعدد بار اعلیٰ افسران کو شکایات کی ہیں مگر ہیڈ مسٹریس کے خلاف محکمہ نے کوئی کارروائی نہیں کی وجہ بتائی جائے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ سکول میں سٹاف کی ناقص کارکردگی کی بناء پر وہاں کے مکینوں نے اپنے بچوں کو دور دراز علاقوں کے سکولوں میں داخل کروانا شروع کر دیا ہے؟

(ہ) اگر جز (الف) تا (د) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک مذکورہ ہیڈ مسٹریس کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے اور نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) گورنمنٹ گیلانی گرلز پرائمری سکول سلطان محمود روڈ رنگ والا کارخانہ ٹبہ قلعہ خزانہ باغبانپورہ لاہور میں بچوں کی کل تعداد 231 ہے، جبکہ 6 پی ٹی سی اساتذہ اور دو سکیورٹی گارڈ تعینات ہیں۔

(ب) درست نہ ہے۔ اساتذہ وقت پر سکول آتے ہیں اور حاضری رجسٹر پر آمد اور روانگی کا وقت درج کیا جاتا ہے۔ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر، ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر، اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر نے مذکورہ بالا سکول کا کئی بار معائنہ کیا ہے۔

نمبر شمار	نام آفیسر	تاریخ معائنہ
1۔	مسز بشریٰ بیگم، اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر	12-02-04
2۔	مسز نزہت اعجاز، ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر	26-11-04,30-04-05
3۔	مسز رخسانہ ثروت، ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر	12-11-2005
4۔	مانیٹرنگ ٹیم	12-01-2006

(ج) ہیڈ مسٹریس کے خلاف کبھی بھی مقامی لوگوں نے تحریری طور پر درخواست نہ دی ہے۔ اس لئے ہیڈ مسٹریس کے خلاف کارروائی کا جواز نہ ہے۔

(د) درست نہ ہے۔ بلکہ اس دوران حکومت کی اچھی تعلیمی پالیسیوں کی وجہ سے سکول میں طالبات کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	2003	2004	2005	2006
تعداد طالبات	161	162	178	231

(ہ) جواب (الف) تا (د) کی روشنی میں غیر متعلقہ ہے۔

محکمہ تعلیم کی ٹرانسفر پالیسی

*3163: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ تعلیم میں کتنے عرصہ سے تبادلوں پر پابندی عائد ہے اس کی وجوہ بیان فرمائیں نیز مذکورہ پابندی کو کب ختم کیا جائے گا؟

(ب) کیا حکومت محکمہ تعلیم میں تبادلوں کے بارے میں کوئی واضح پالیسی وضع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) موجودہ ٹرانسفر پالیسی پر غور و خوض کے لئے دیگر محکموں کی طرح محکمہ تعلیم میں تبادلوں پر پنجاب کابینہ کے فیصلہ مورخہ 03-03-23 کے تحت مورخہ 03-04-12 سے پابندی عائد ہے۔

(ب) محکمہ تعلیم تبادلوں کے بارے میں واضح پالیسی پنجاب کابینہ کے فیصلہ کے مطابق ہی وضع کر سکے گا۔

گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول ٹھوکر نیاز بیگ لاہور کے لئے اساتذہ کے لئے Big City الاؤنس کا اجراء

*3182: محترمہ شازیہ چاند: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع لاہور میں قائم بوائز و گرلز ہائی سکول میں تعینات اساتذہ کو Big City الاؤنس دیا جا رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول (ٹھوکر نیاز بیگ) کے اساتذہ Big Cityالاؤنس سے ابھی تک محروم ہیں؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ سکول میں تعینات اساتذہ کوBig Cityالاؤنس دینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں، تو اس کی وجوہات بیان کریں؟

وزیر تعلیم:

(الف) درست ہے۔ ضلع لاہور میں سابقہ کارپوریشن کی حدود میںBig Cityالاؤنس دیا جا رہا ہے۔

(ب) ٹھوکر نیاز بیگ لاہور میں طالبات کے لئے کوئی ہائر سیکنڈری سکول نہ ہے۔

(ج) جز(ب) کے جواب کی روشنی میں جز(ج) متقاضی نہ ہے۔

سابق لاہور ڈویژن کے اضلاع میں ضلعی گورنمنٹ کے قیام سے قبل اور بعد پرائمری اور ہائی سکول سے متعلق معلومات

*3214: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سٹی گورنمنٹ کے آنے سے پہلے لاہور ڈویژن کی ڈسٹرکٹ وار پرائمری اور ہائی سکولوں میں تعینات ٹیچروں اور سٹاف کی تعداد کیا تھی؟

(ب) سٹی گورنمنٹ آنے کے بعد لاہور ڈویژن کی ڈسٹرکٹ وار پرائمری اور ہائی سکولوں ان میں تعینات ٹیچروں اور سٹاف کی تعداد کیا ہے؟

وزیر تعلیم:

(الف) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تعلیمی اداروں میں تعینات معلمین قرآن کے ماہانہ مشاہرہ میں اضافہ کا مسئلہ

*3226: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں تقریباً دس ہزار معلمین قرآن مسجد مکاتب تنظیم تعینات

ہیں جن کا مشاہرہ صرف 250روپے ماہوار یعنی آٹھ روپے روزانہ مقرر ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ لاہور ہائی کورٹ بہاولپور بنچ نے معلمین قرآن مسجد مکاتب کو سکیل نمبر 5 دینے اور یکم جون 1990 سے 100 روپے ماہوار اضافی الاؤنس دینے کا حکم صادر فرمایا ہے؟

(ج) اگر درج بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت معلمین قرآن کے ماہانہ مشاہرہ میں اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) صوبہ پنجاب میں اس وقت 6634 معلمین قرآن مجید مکاتب تنظیم تعینات ہیں جن کو 250روپے ماہوار اعزازیہ دیا جاتا ہے۔

(ب) محکمہ تعلیم پنجاب اس ضمن میں لاعلم ہے اور نہ ہی کوئی ایسا فیصلہ لاہور ہائی کورٹ بہاولپور بنچ سے موصول ہوا ہے۔

(ج) ایسی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔

پرائیویٹ سکولوں کی رجسٹریشن

*3233: ڈاکٹر اسد اشرف: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب محکمہ تعلیم نے نوٹیفکیشن نمبری S-O (Schools)/3-6/80 مورخہ 13۔اگست 1984 کے تحت پرائیویٹ سکولوں کی رجسٹریشن کے لئے جو پالیسی جاری کی تھی۔ اس کے تحت صرف ایک بار پرائیویٹ سکولوں کی رجسٹریشن کروانا ضروری تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس نوٹیفکیشن کے تحت جو پالیسی محکمہ تعلیم نے جاری کی تھی اس کی باقاعدہ طور پر منتخب اسمبلی سے منظوری حاصل کی گئی تھی۔ مگر اس پالیسی میں محکمہ تعلیم نے نوٹیفکیشن نمبری PA/ASG/887/2001 کے تحت ترمیم کر دی ہے۔ جس کے تحت اب ہر پرائیویٹ سکول کے لئے ہر تین سال بعد رجسٹریشن ازسرنو کروانا لازمی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس ترمیم سے محکمہ تعلیم میں رشوت فروغ پا رہی ہے؟

(د) کیا حکومت اس ترمیم کو واپس لینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) درست ہے۔

(ب) مذکورہ نوٹیفکیشن گورنر پنجاب کو پنجاب پرائیویٹ ایجوکیشن انسٹیٹیوشنز پروموشن اینڈ ریگولیشن) رولز1984 کی شق نمبر13 کے تحت حاصل اختیارات کے تحت جاری کیا گیا۔ یہ درست نہ ہے کہ ترمیم شدہ نوٹیفکیشن کے تحت ہر تین سال کے بعد پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی از سر نو رجسٹریشن کروانا لازمی ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے لئے لازم قرار دیا ہے کہ وہ ہر تین سال بعد رجسٹریشن کی تجدید کروائیں۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔

(د) چونکہ ہر تین سال بعد پرائیویٹ سکولز کی کارکردگی چیک کرنا طلباء کے مفاد میں ہے، لہذا اس میں کسی قسم کی تبدیلی زیر غور نہ ہے۔

لاہور کے سکولوں کی رجسٹریشن کے زیر التواء کیسز اور متعلقہ سٹاف کی تفصیلات

*3234: ڈاکٹر اسد اشرف: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ تعلیم ضلع لاہور کے دفتر میں اس وقت کتنے پرائیویٹ سکولوں کی رجسٹریشن کے کیس التواء میں ہیں۔ ان سکولوں کے نام، مالکان کے نام اور تاریخ درخواست نیز التواء میں رکھنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) اس وقت محکمہ تعلیم ضلع لاہور کی پرائیویٹ سکولوں کی رجسٹریشن کرنے والی برانچ میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور اس برانچ میں عرصہ تعیناتی کی تفصیل نیز تین سال سے زائد اس برانچ میں تعینات ملازمین کے نام اور تعیناتی کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) محکمہ تعلیم ضلع لاہور کے دفتر میں مورخہ 06-01-18 تک موصول ہونے والے زیادہ تر کیسز نمٹا دیئے گئے ہیں کچھ کیسز زیر کارروائی ہیں جن کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ

دی گئی ہے۔

(ب) اس وقت محکمہ تعلیم ضلع لاہور آفس کی اکیڈمک برانچ پرائیویٹ سکولوں کی رجسٹریشن کو ڈیل کرتی ہے۔اس برانچ میں سٹاف کی تعداد 8 ہے، جن میں صرف ایک اہلکار ہدایت علی جاوید اسسٹنٹ رجسٹریشن کو ڈیل کرتا ہے، جس کا عرصہ تعیناتی چار سال ہے کیونکہ نان گزیٹڈ کا عرصہ تعیناتی مقرر نہ ہے۔اس کے علاوہ مذکورہ شخص کے خلاف کوئی شکایت نہ ہے اس لئے ان کو تبدیل نہ کیا گیا ہے۔اکیڈمک برانچ کے سٹاف کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ	تعلیمی قابلیت	عرصہ تعیناتی
1۔	ثناء اللہ ثانی	اسسٹنٹ ڈائریکٹر	17	ایم۔اے	06ماہ
2۔	محمد فیض بٹ	سپرنٹنڈنٹ	16	ایم۔اے	01سال6ماہ
3۔	ہدایت علی جاوید	اسسٹنٹ	15	میٹرک	04سال
4۔	منظور احمد	اسسٹنٹ	11	میٹرک	2سال6ماہ
5۔	سلیم ناظر ملک	اسسٹنٹ	11	میٹرک	1سال6ماہ
6۔	مسز رضیہ آفتاب	سینئر کلرک	07	میٹرک	06ماہ
7۔	حافظ محمد اسحاق	نائب قاصد	01	حافظ قاری	3سال
8۔	صلاح الدین	نائب قاصد	01	۔	3سال

P.T.B.B کی شائع کردہ کتب کی تعداد
اور پرنٹرز و پبلشرز کی تفصیلات

*3246: محترمہ کنول نسیم: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال 02-2001 اور 03-2002 کے دوران پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے پہلی جماعت سے بی۔اے/بی۔ایس۔سی تک کی کتنی تعداد میں نصابی کتب کی طباعت کروائی ہر جماعت کی کتب کی الگ الگ تفصیل بتائی جائے؟

(ب) مذکورہ سالوں میں نصابی کتب کے پرنٹرز اور پبلشرز کون کون تھے، کس کس پرنٹر اور پبلشر کو اس کی کیٹیگری سے زیادہ کام دیا گیا اور پازیٹو تیار کرنے کے لئے جن جن لوگوں کو کام دیا گیا ان کے نام بتائے جائیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ جب نصابی کتب کے ٹائیٹل پیکیجز لمیٹڈ سے چھپوا کر پرنٹرز اور پبلشرز کو دیئے جاتے تھے اس وقت بازار میں جعلی کتب کا خاتمہ ہو چکا تھا اگر ایسا تھا تو کاغذ اور

ٹائیٹل ٹرانسفر کر کے جعلی کتب شائع کرنے کی حوصلہ افزائی کیوں کی گئی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ تھانہ بادامی باغ نے تقریباً دو تین ماہ قبل لاکھوں کی تعداد میں جعلی کتب پکڑیں، جعلی کتب شائع کرنے والے پبلشروں کے خلاف کیا کارروائی کی گئی؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی چیئرپرسن کی مدت ملازمت میں دو سال کی توسیع کر دی گئی ہے جبکہ پچھلے دو سالوں کے دوران نصابی کتب بروقت بازار میں نہیں ملتی رہیں۔ بجائے تنزلی کے انہیں ترقی کیوں دی گئی ہے۔ کیا پنجاب میں کوئی بھی اس اہم ترین ذمہ داری کے لئے قابل افسر نہیں ہے۔ اس کی وجہ سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر تعلیم:

(الف) پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ پہلی سے بارہویں کلاس تک کی نصابی کتب طبع کرتا ہے۔ سال 02-2001 اور 03-2002 میں طبع کی جانے والی کتب کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ بی اے، بی ایس سی کی کتب شائع نہیں کرتا۔

(ب)

(1) تعلیمی سال 02-2001 اور 03-2002 میں پرنٹرز اور ناشرین کو تفویض شدہ کتب فہرست اور جن پرنٹرز پبلشرز کو ان کی کیٹیگری سے زائد کام دیا گیا، ان کے ناموں کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے، تاہم پبلشرز کو کیٹیگری سے زائد کام تفویض ہونے کی صورت میں یہ اس کی آئندہ سال کی تفویض میں سے منہا کر لیا جاتا ہے۔

(II) تعلیمی سال 02-2001 میں پازیٹو تیار کرنے کا کام کسی کو نہ دیا گیا جبکہ تعلیمی سال 03-2002 میں نئی کتب کے سامان طباعت (پازیٹو) تیار کرنے والی فرموں کی فہرست بھی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کے طباعت و جلد بندی کے لئے نرخ مقرر ہیں جو بورڈ آف ڈائریکٹرز سے منظور شدہ ہیں تمام پرنٹرز اور مقرر نرخوں پر مذکورہ کام کرنے کے پابند ہیں۔ پرنٹرز کو تفویض شدہ کتب کے ٹائٹل بورڈ کسی ایک پرنٹر سے طبع کروا کے انہیں مہیا کرتا ہے جبکہ پبلشرز تفویض شدہ کتب کا ٹائٹل بھی خود طبع کرواتے ہیں، سال 01-2000 میں پرنٹرز کے لئے مختص کتب کے ٹائٹل بہتر کوالٹی کے لئے بورڈ آف

ڈائریکٹرز سے منظوری کے بعد پیکجز لمیٹڈ سے چھپوائے گئے۔ اگلے سال میسرز پیکجز لمیٹڈ نے ریٹ بڑھانے کی ڈیمانڈ کی جس کی وجہ سے کتاب کی قیمت بڑھ جاتی جبکہ اسی کام کو پرنٹرز /پبلشرز سے کروانا سستا پڑتا تھا، لہذا قیمت میں ممکنہ اضافے کو روکنے کے لئے دوبارہ کتب کے ٹائٹل رجسٹرڈ پبلشرز / پرنٹرز سے طبع کروائے گئے۔

(د) یہ درست ہے کہ تھانہ بادامی باغ کی حدود میں جعلی کتب پکڑی گئیں۔ جس کی FIR نمبر342/ 2003 مذکورہ پولیس اسٹیشن میں درج کی گئیFIR میں دفتری خانے کے مالک عبدالروف بٹ ولد محمد انور بٹ ساکن حنیف پارک اور کتب پر طبع شدہ ناشران عامر برادرز اور ایجوکیشنل ٹریڈرز کو نامزد کیا گیا اور طبع شدہ اردو قاعدہ75000 اور ریاضی نہم کی 5000 کتب پولیس نے قبضہ میں لے لیں۔ متعلقہ ناشرین میسرز عامر برادرز (ریاضی نہم)اور ایجوکیشنل ٹریڈرز اردو قاعدہ اول کو مورخہ03-07-15 کو نوٹس اظہار وجوہ جاری کئے گئے اور ان کی ایلوکیشن روک دی گئی۔ متعلقہ تھانہ کی تحقیقات کے علاوہ دفتر ہذا میں بھی معاملے کی تفتیش کی گئی۔ ہر پرنٹر/. پبلشر کو اس بات کا پابند کیا جاتا ہے کہ وہ کتب کی طباعت مکمل ہونے کے بعد پلیٹیں دفتر میں جمع کروائیں تاکہ جعلی کتب طبع نہ ہو سکیں۔ عامر برادرز نے مورخہ03-06-14 کو پلیٹیں جمع کروائیں جبکہ ایجوکیشن ٹریڈرز نے مورخہ03-03-21 کو پلیٹیں جمع کروائیں جبکہ وقوعہ مورخہ03-07-01 کو ہوا۔ تھانہ کی تحقیقاتی رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جس کے مطابق بورڈ کے ناشر اس میں ملوث نہیں پائے گئے۔ بعد ازاں دفتر تحقیقات اور پولیس رپورٹ کے نتیجے میں ان دونوں ناشرین کی ایلوکیشن04-07-21 کو بحال کر دی گئیں جبکہ ملزم عبدالروف بٹ مالک دفتری خانہ ساکن بادامی باغ کے خلاف مقدمہ زیر کارروائی ہے۔

(ہ) پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی چیئرمین /چیئرپرسن کی تعیناتی حکومت پنجاب کی طرف سے کی جاتی ہے کسی آفیسر کی مدت ملازمت میں توسیع یا دیگر پالیسی امور بھی حکومت کی طرف سے سرانجام پاتے ہیں تاہم مذکورہ چیئرپرسن دوران کنٹریکٹ مورخہ 16-08-04 کو مستعفی ہو گئی تھیں۔ تعلیمی سال04-2003 کے شروع میں عارضی طور پر کتب کی کمیابی کی وجوہات درج ذیل تھیں:۔

1- یکم اپریل 2003 کو فیڈرل بورڈ آف انٹر میڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن اسلام آباد نے بغیر پیشگی اطلاع اور مشورہ کے پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی درسی کتب adopt کر لیں جس سے ڈیمانڈ میں خاطر خواہ اضافہ ہو گیا۔ (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔)

2- نئے نصاب کے مطابق دوسرے صوبوں نے کتابیں تیار نہیں کی تھیں جبکہ سابق وزیراعظم میر ظفراللہ خان جمالی نے اعلان کر دیا کہ سارے ملک میں یکساں نصاب پڑھایا جائے گا۔ لہذا پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی درسی کتب دوسرے صوبوں اور آزاد کشمیر میں بھی چلی گئیں جس کی وجہ سے پنجاب میں نصابی کتب کی کمی ہو گئی۔ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے فوری طور پر اضافی کتب کی طباعت کا بندوبست کیا اور کتب مارکیٹ میں مہیا کیں۔

گورنمنٹ ایم۔ سی۔ ہائی سکول چک نمبر 279 خورد فیصل آباد کی اپ گریڈیشن

*3251: محترمہ کنول نسیم: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

کیا حکومت پنجاب گورنمنٹ ایم سی ہائی سکول چک نمبر 279 خورد نزد کلیم شہید کالونی فیصل آباد کو عوام کے وسیع تر مفاد میں ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجہ بیان کی جائے؟

وزیر تعلیم:

گورنمنٹ ایم سی ہائی سکول چک نمبر 279 رب خورد نزد کلیم شہید کالونی فیصل آباد ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دینے کے لئے مروجہ پیمانے پر پورا نہیں اترتا لہذا اسے ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ نہیں دیا جا سکتا۔

این ڈی اسلامیہ ہائی سکول اچھرہ لاہور کے لئے وقف اراضی کی ناجائز قابضین سے بازیابی کی تفصیل

*3266: جناب تنویر اشرف کائرہ: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ این ڈی اسلامیہ ہائی سکول اچھرہ کے نام وقف اراضی تعدادی تقریباً6 کنال واقع اےI شاہ کمال روڈ راواں اچھرہ خسرہ نمبر 13872/9872 پر چند بااثر افراد محکمہ تعلیم کے افسران کی ملی بھگت سے عرصہ دراز سے اس اراضی پر قابض ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ وقف اراضی کے ناجائز قابضین نے عدالتوں سے جو حکم امتناعی حاصل کئے، وہ تمام کے تمام خارج ہو چکے ہیں اور اس وقت کسی عدالت میں اس وقف اراضی کے متعلق کوئی کیس زیر سماعت نہ ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ وقف اراضی ناجائز قابضین سے واگزار کرواکر وقف نامہ کے مطابق بچیوں کا سکول تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے۔ نیز حکومت نے اس جگہ کو خالی کروانے کے لئے اب تک کیا اقدامات کئے ہیں۔ اس کی بھی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر تعلیم:

(الف) گورنمنٹ این۔ڈی اسلامیہ ہائی سکول اچھرہ کے نام وقف شدہ پانچ کنال انیس مرلے، 203مربع فٹ اراضی واقع شاہ کمال روڈ اچھرہ میں سے چار کنال اراضی واگزار کرا کر سکول کی عمارت تعمیر کر دی گئی ہے اور اس وقت اس عمارت میں گورنمنٹ نیا مدرسہ ہائی سکول چل رہا ہے جبکہ بقیہ مقبوضہ اراضی تعدادی ایک کنال9مرلہ203مربع فٹ جس کا فیصلہ بھی عدالت نے محکمہ تعلیم کے حق میں کیا ہے۔ ناجائز قابضین سے تاحال واگزار نہیں کرائی جا سکی جس کے لئے(E.D.O(Revenue لاہور کو بار بار یاددہانی کرائی گئی ہے۔

(ب) غلام دستگیر جو کہ ناجائز قابضین میں شامل نہ تھا، نے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج لاہور کی عدالت میں تبدیلی متولیت کا کیس دائر کیا ہے جس کی آئندہ تاریخ پیشی 28-02-06 ہے۔

(ج) جزہائے بالا کے جوابات میں وضاحت پیش کر دی گئی ہے۔

فیصل آباد کے چکوک کے گرلز سکولوں میں عملہ کی تعیناتی کا مسئلہ

*3287: جناب جہانزیب امتیاز گل: کیاوزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر55ج۔ب خوردپور اور چک نمبر50۔ج۔ب بوڑے وال فیصل آباد صدر میں گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول کی بلڈنگز موجود ہیں؟

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سکولوں میں کتنا عملہ تعینات ہے اگر نہیں تو کیا وجوہات ہیں اور کب سے وہاں عملہ موجود نہیں ہے؟

وزیر تعلیم:

(الف) درست ہے۔

(ب) مذکورہ سکولوں کے لئے ابھی تک S.N.E کی منظوری نہیں ہوئی۔ S.N.E کی منظوری کے بعد ان سکولوں میں عملہ تعینات کیا جاسکے گا۔

گورنمنٹ ہائی سکولوں میں کمپیوٹر کلاسز کی فیس کا مسئلہ

*3298: محترمہ نورالنساء ملک: کیاوزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تمام سرکاری سکولوں میں جماعت اول تا دہم تعلیم مفت دینے کا اعلان کیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ نے ہائی سکولوں میں کمپیوٹر کی تعلیم نویں اور دسویں جماعت کے طلباء کے لئے دینے کا پروگرام بنایا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ نویں اور دسویں جماعت کے طلباء جو کمپیوٹر کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں محکمہ ان سے مبلغ60 روپے ماہانہ وصول کر رہا ہے جبکہ میٹرک تک تعلیم مفت دینے کا اعلان کیا گیا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ کمپیوٹر فیس کی مد میں کروڑوں روپے جمع ہوتے ہیں؟

(ہ) اگر جز(الف) تا(د) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نویں اور دسویں جماعت کے طلباء کی کمپیوٹر فیس معاف کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت نے سرکاری سکولوں کے دسویں جماعت تک کے طالب علموں سے ٹیوشن فیس نہ لینے کا فیصلہ کیا ہے۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ صوبہ کے چند ہائی سکولوں میں نویں اور دسویں جماعت کے طالب علموں کو کمپیوٹر کے مضمون کی تعلیم دی جارہی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ نویں اور دسویں جماعت کے ایسے طالب علم جو کمپیوٹر کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں ان سے 60روپے ماہانہ وصول کیا جا رہا ہے۔ تاہم Community Participation Project کے تحت چلنے والے سکولوں کے طالب علموں سے یہ فیس وصول کی جاتی ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے۔

(ہ) جز(ب اور ج) کے جواب کی روشنی میں یہ جز جواب کا متقاضی نہ ہے۔

فیصل آباد میں گرلز و بوائز ہائی سکولوں کی تعداد اور سائنس ٹیچرز کی خالی اسامیوں کی تفصیل

*3299: محترمہ نورالنساء ملک: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع فیصل آباد میں گرلز اور بوائز ہائی سکولوں کی الگ الگ تعداد بتائی جائے؟

(ب) مذکورہ ضلع میں ان ہائی سکولوں کی تعداد کیا ہے جن میں سائنس ٹیچر کی اسامی خالی ہے؟

(ج) مذکورہ ضلع میں ان سکولوں کی تعداد کیا ہے جہاں سائنس صرف اس لئے نہیں پڑھائی جاتی کیونکہ وہاں سائنس ٹیچر نہیں ہے؟

(د) کیا حکومت سائنس ٹیچرز کی خالی اسامیوں کو فوراً پر کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) ضلع فیصل آباد میں 199 بوائز اور 139 گرلز ہائی سکولز ہیں۔

(ب) مذکورہ ضلع کے 25 بوائز اور 17 گرلز ہائی سکولوں میں سائنس ٹیچرز کی اسامیاں خالی ہیں۔ فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس ضلع کے درج ذیل4 گرلز ہائی سکولوں میں سائنس ٹیچرز نہ ہونے کی وجہ سے سائنس نہیں پڑھائی جاتی۔

1۔ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول شاہی چوک غلام محمد آباد

2۔ گورنمنٹ دکن گرلز ہائی سکول سمن آباد

3۔ گورنمنٹ الکریم گرلز ہائی سکول فیصل آباد

4۔ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول ڈی ٹائپ کالونی

(د) بھرتی اور تبادلوں پر عائد پابندی کے خاتمہ پر سائنس ٹیچرز کی خالی اسامیوں کو پُر کیا جا سکے گا۔

ایڈہاک لیکچرارز کی تعیناتی میں بے ضابطگیاں

*3322: ڈاکٹر نذیر احمد منٹھو ڈوگر: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلہ کی روشنی میں بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن لاہور ریگولر ہونے والے سابق ایڈہاک لیکچرارز کو صرف اور صرف پنجاب بھر کے کالجز میں خالی اسامیوں پر تعینات کرنے کی پالیسی اپنائی گئی اور اس سلسلہ میں نوٹیفکیشن نمبری NO.SO CE-11) Eng/2003, Govt of the Punjab, Education Department, Dated, Lahore the 4th sept 2003 جاری کیا گیا اور پہلے سے تعینات لیکچرارز کو disturb نہیں کیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مندرجہ بالا نوٹیفکیشن کے Same No & Date کے تحت 20۔ ستمبر2003 کے Endt. No. کے تحت (Section Officer(DE-11 نے مسٹر محمود احمد بھٹی ولد مسافر علی، ہاؤس نمبر8 گلستان کالونی بورے والا ضلع وہاڑی کے نام الگ سے appointment letter جاری کیا اور اسے گورنمنٹ کالج بورے والا میں بطور لیکچرار انگریزی تعیناتی کے احکامات جاری کئے جبکہ پہلے نوٹیفکیشن کے مطابق اسے خالی جگہ گورنمنٹ کالج حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ میں تعینات کیا گیا تھا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مسٹر محمود احمد بھٹی کو اس کے گھر کے قریب adjust کرنے کے لئے گورنمنٹ کالج بورے والا کے لیکچرار انگریزی مسٹر کوثر خان، جو کہ عرصہ 16 سال سے اس کالج میں پڑھا رہے تھے، کو ایک دن پہلے یعنی 19۔ ستمبر2003 کو بذریعہ آرڈر نمبر(34)S.O(CE-11)2003 مورخہ 19۔ ستمبر2003 سیکشن آفیسر (CE-11) کے

دستخطوں کے ساتھ انتظامی وجوہ پر ٹرانسفر کر کے D.C.O وہاڑی کی ڈسپوزل پر کر دیا گیا۔ یہ آرڈر 23-09-03 کو پرنسپل کو وصول ہوئے اور اسی دن اسے relieved in absentia کر دیا گیا اور 23-09-03 کو ہی محمود احمد بھٹی کو join کروالیا گیا جبکہ محمود احمد بھٹی کے آرڈر میں ہدایت کی گئی تھی کہ اسے ایک ماہ کے اندر join کرا کے رپورٹ کی جائے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ محمود احمد بھٹی کو adjust کرنے کے لئے مجوزہ پالیسی کی دھجیاں اڑائی گئیں اور انصاف کو تار تار کر دیا گیا؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ تبادلوں پر پابندی عائد ہے اور اس کے باوجود یہ تبدیلی کی گئی اور جبکہ مذکورہ آفیسر کے خلاف کوئی کیس نہ تھا۔ نہ کوئی نوٹس اظہار وجوہ بھی دیا گیا؟ اگر ایسا ہے تو بلاوجہ اس لیکچرار کو ٹرانسفر کرنے کی وجوہات اور اس کے ذمہ داران کے نام، عہدہ، گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر تعلیم:

(الف) سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلہ کی روشنی میں بذریعہ پنجاب سروس کمیشن ریگولر ہونے والے سابق ایڈہاک لیکچرارز کو پنجاب بھر کے کالجوں میں تعینات کیا گیا اور یہ تعیناتی خالی پوسٹوں پر کی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں نوٹیفکیشن نمبری SO.CE-II (39)Eng/2003 بتاریخ 4- ستمبر 2003 کے ذریعے مسٹر محمود احمد بھٹی ولد مسافر علی کو گورنمنٹ کالج حویلی لکھا میں تعینات کیا گیا اور اسے ایک ماہ کے اندر join کرنے کو کہا گیا۔

(ب،ج) پرنسپل گورنمنٹ کالج بورے والا نے اپنے خط بتاریخ 19- ستمبر 2003 میں بیان کیا کہ مسٹر کوثر خان لیکچرار انگریزی کالج کے معاملات میں اس سے تعاون نہیں کر رہا اور Co-Education کلاسز کو پڑھانے کے لئے موزوں شخص نہیں ہے۔ پرنسپل نے درخواست کی کہ مسٹر کوثر خان کو ٹرانسفر کر دیا جائے اور آئندہ کسی ایسے کالج میں تعینات نہ کیا جائے جہاں Co-Education ہے۔ ساتھ پرنسپل نے مسٹر محمود احمد بھٹی کی تعیناتی کی درخواست کی تاکہ تعلیمی سرگرمیوں میں خلل نہ آئے۔ پرنسپل کی درخواست کو قبول کرتے ہوئے محکمہ تعلیم نے مسٹر کوثر خان لیکچرار انگریزی کو انتظامی

وجوہ کی بناء پر تبدیل کرتے ہوئے اس کی خدمات DCO وہاڑی کی disposal پر دے دیں اور مسٹر محمود احمد بھٹی کو مورخہ 4۔ستمبر 2003 رواں آرڈر substitute کرتے ہوئے 20۔ستمبر 2003 کو اس خالی ہونے والی پوسٹ پر تعینات کر دیا گیا۔

(د) مسٹر محمود احمد بھٹی کو پرنسپل کی درخواست پر کالج کے بہترین مفاد میں تعینات کیا گیا۔

(ہ) یہ درست ہے کہ تبادلوں پر پابندی عائد ہے مگر مسٹر کوثر خان کی تبدیلی انتظامی وجوہ کی بناء پر کی گئی جس کی گنجائش ہے جبکہ مسٹر محمود احمد بھٹی کو پبلک سروس کمیشن کی سفارش پر سپریم کورٹ کے فیصلے کی روشنی میں تعینات کیا گیا جو کہ ٹرانسفر پر پابندی کے زمرے میں نہیں آتا۔

پی پی۔167 شیخوپورہ میں تعلیمی اداروں کی عمارات کی صورتحال اور سٹاف کی تفصیلات

*3389(B): میاں خالد محمود: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی۔167 شیخوپورہ میں پرائمری مڈل اور ہائی سکولز کی کتنی عمارتیں بہتر کی گئی ہیں اور کتنی نامکمل پڑی ہیں؟

(ب) مذکورہ حلقہ میں سکولوں میں سٹاف کی کمی دور کرنے کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

(ج) مذکورہ حلقہ میں کتنے ایسے گرلز اور بوائز پرائمری اور ہائی سکولز ہیں جن کی چار دیواری نہ ہے ان کی تفصیل بتائی جائے، کیا حکومت ان سکولوں کی چار دیواری بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجہ بیان کی جائے؟

وزیر تعلیم:

(الف) حلقہ پی پی۔167 شیخوپورہ میں صرف گرلز پرائمری سکول شفیق نگر کی عمارت بہتر کی گئی ہے اور کسی سکول کی عمارت نامکمل نہ ہے۔

(ب) مذکورہ حلقہ کے سکولوں میں سٹاف کی کمی نہ ہے۔

(ج) مذکورہ حلقہ کا کوئی گرلز/بوائز پرائمری، مڈل یا ہائی سکول چار دیواری کے بغیر نہ ہے۔

انٹر کالجز فار بوائز / گرلز دولتالہ، گوجر خان کی سائنس کلاسز، ٹیچرز اور لیبارٹریز کی صورتحال

*3400: بریگیڈیر (ر) **محمد حسن**: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا حلقہ پی پی۔4 گوجر خان میں واقع انٹر کالجز فار بوائز اور گرلز دولتالہ میں سائنس کے مضمون پڑھائے جاتے ہیں؟

(ب) ان کالجز میں سائنس لیبارٹریز اور سائنس ٹیچنگ سٹاف کی کیا پوزیشن ہے؟

(ج) مذکورہ کالجز میں سائنس کی کلاسز نہیں ہوتیں تو ان کا اجراء کب کیا جائے گا؟

وزیر تعلیم:

(الف) گورنمنٹ انٹر کالج فار بوائز دولتالہ میں فرسٹ ایئر اور سیکنڈ ایئر کی کلاسوں میں سائنس کے مضامین پڑھائے جاتے ہیں۔ گورنمنٹ انٹر کالج فار گرلز دولتالہ میں سائنس کے اساتذہ کی اسامیاں نہ ہونے کی وجہ سے سائنس مضامین میں کلاسز نہ ہو رہی ہیں۔

(ب) گورنمنٹ انٹر کالج فار بوائز دولتالہ میں بیالوجی، فزکس اور کیمسٹری کے لئے ایک ایک لیبارٹری موجود ہے۔ اسی طرح گورنمنٹ انٹر کالج فار گرلز میں بھی بیالوجی، فزکس اور کیمسٹری کے لئے ایک ایک لیبارٹری موجود ہے۔ گورنمنٹ انٹر کالج فار بوائز دولتالہ میں سائنس مضامین کی چھ منظور شدہ اسامیوں میں سے دو پر شدہ اسامیوں پر لیکچرار صاحبان کام کر رہے ہیں جبکہ گورنمنٹ انٹر کالج فار گرلز دولتالہ میں سائنس مضامین میں صرف فزکس کے لئے ایک اسامی منظور شدہ ہے جو خالی ہے۔

(ج) گورنمنٹ انٹر کالج فار بوائز دولتالہ میں سائنس کی کلاسز ہو رہی ہیں جبکہ گورنمنٹ انٹر کالج فار گرلز دولتالہ کے لئے اسی سال سائنس مضامین کی لیکچرارز کے لئے ضلعی حکومت کی سطح پر SNE پر کام ہو رہا ہے، جونہی یہ SNE اس محکمہ کو وصول ہو گی اسے محکمہ فنانس کو منظوری کے لئے بھجوا دیا جائے گا۔ بعد ازاں منظور شدہ لیکچرارز کی اسامیوں پر تقرری ہو جائے گی۔

پی پی-4 گوجر خان میں واقع سکولوں میں سائنس لیبارٹریز اور سامان پریکٹیکل کی صورتحال

*3401: بریگیڈیر (ر) **محمد حسن**: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی-4 گوجر خان میں واقع کن کن بوائز اور گرلز ہائی سکولوں میں سائنس لیبارٹریز نہیں ہیں؟

(ب) کن سکولوں میں سائنس لیبارٹریز تو ہیں لیکن ان میں پریکٹیکل کا سامان کم ہے؟

(ج) کیا حکومت ان سکولوں میں سائنس لیبارٹریز اور پریکٹیکل کا سامان مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) حلقہ پی پی-4 گوجر خان میں گرلز ہائی سکول راماں اور گرلز ہائی سکول عثمانزادہ آورہ میں سائنس لیبارٹریز نہ ہیں۔

(ب) درج ذیل نو سکولوں میں سائنس لیبارٹریز تو ہیں لیکن ان میں پریکٹیکل کا سامان کم ہے۔

نمبر شمار	نام سکول (بوائز/گرلز
1-	گورنمنٹ بوائز ہائی سکول ماچھیہ
2-	گورنمنٹ بوائز ہائی سکول کرنب بلوچ
3-	گورنمنٹ بوائز ہائی سکول درکالی خورد
4-	گورنمنٹ بوائز ہائی سکول بھاٹہ
5-	گورنمنٹ بوائز ہائی سکول دولتالہ
6-	گورنمنٹ بوائز ہائی سکول راماں
7-	گورنمنٹ بوائز ہائی سکول تھرجیال کلاں
8-	گورنمنٹ گرلز ہائی سکول جاتلی
9-	گورنمنٹ بوائز ہائی سکول بجنیال

(ج) مرحلہ وار پروگرام کے تحت جن سکولوں میں سائنس لیبارٹریز نہ ہیں انہیں بھی لیبارٹریز اور پریکٹیکل کا سامان فراہم کیا جائے گا۔

بہاولپور میں سکول ٹیچرز کی سبکدوشی و بحالی کی تفصیل اور خیرپور ٹامیوالی میں کالجز کے مسائل

*3405: میاں محمد لطیف پنوار راجپوت: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) آرڈر نمبر 46-3344 کے تحت مورخہ 99-05-05 کو محکمہ تعلیم بہاولپور نے کتنی female سکول ٹیچرز کو نوکری سے سبکدوش کیا نیز اس کے علاوہ اس سال میں اور کتنی سکول ٹیچرز نوکری سے فارغ ہوئیں؟

(ب) جن سکول ٹیچرز کو نوکری سے سبکدوش کیا گیا ان پر کیا الزامات تھے؟

(ج) ان میں سے کتنی ٹیچرز کو واپس نوکری پر بحال کیا گیا اور کس بناء پر؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ سہلہ نور نامی سکول ٹیچر جس پر بوگس تقرر نامہ کا الزام تھا اس کے اصل تقرر نامہ مہیا کرنے کے باوجود واپس نوکری پر نہ رکھا گیا وجوہات بیان فرمائیں؟

(ہ) کیا حکومت سہلہ نور سکول ٹیچر کو اصل تقرر نامہ کی تصدیق کے بعد واپس اپنی نوکری پر بحال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

(و) کیا یہ درست ہے کہ خیرپور ٹامیوالی میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے علٰیحدہ علٰیحدہ ڈگری کالجز ہیں۔ مگر ان کے لئے کوئی سرکاری عمارت نہ ہے اور نہ ہی سٹوڈنٹس اور staff کے لئے بیٹھنے کی کوئی مناسب جگہ ہے؟

(ز) کیا حکومت دونوں کالجز کے لئے عمارت اور ہوسٹل بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک یہ منصوبہ مکمل ہو گا؟

وزیر تعلیم:

(الف) آرڈر نمبر 46-3344 مورخہ 99-05-05 کے تحت صرف سہیلہ نور، پی ٹی سی ٹیچر کو ملازمت سے سبکدوش کیا گیا۔ اس کے علاوہ آرمی سروے / سکروٹنی کمیٹی کی رپورٹ کے تحت مزید 46 معلمات کو ملازمت سے سبکدوش کیا گیا۔

(ب) الزامات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔	بوگس ابتدائی تقرری/تبادلہ / سنگل آرڈر	21
2۔	بوگس اسناد میٹرک / PTC سرٹیفکیٹ	10
3۔	جعلی سروس بک	01

4۔	جعلی ڈومیسائل	04
5۔	میٹرک تھرڈ ڈویژن	02
6۔	بوگس میڈیکل سرٹیفکیٹ	06
7۔	ڈیوٹی سے غیر حاضر	02

(ج) ان میں سے 26 معلمات کو درج ذیل وجوہات کی بناء پر بحال کیا گیا۔

1۔	عدالت عالیہ کے حکم پر	03
2۔	میڈیکل سرٹیفکیٹ کی تصدیق	06
3۔	میٹرک تھرڈ ڈویژنز	01
4۔	سنگل آرڈر ابتدائی تقرری	07
5۔	اسناد / سرٹیفکیٹ کی تصدیق	05
6۔	ابتدائی تقرری کے آرڈرز کی تصدیق	03
7۔	ڈومیسائل کی تصدیق	01

(د) مذکورہ معلمہ کے تقرر نامہ کی دفتری ریکارڈ سے تصدیق نہ ہو سکی، جس کی بناء پر اسے ملازمت پر بحال نہ کیا گیا۔

(ہ) جز(د) کے جواب کی روشنی میں یہ ممکن نہ ہے۔

(و) یہ درست ہے کہ خیر پور ٹامیوالی میں لڑکوں اور لڑکیوں کے علیٰحدہ علیٰحدہ ڈگری کالجز ہیں۔

(ز) گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج کی تعمیر کے لئے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب نے administrative approval جاری کر دی ہے۔(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) محکمہ تعمیرات پراونشل بلڈنگ مذکورہ عمارت کی تعمیر کے لئے process مکمل کر رہا ہے جبکہ بوائز کالج کی تعمیر کے لئے لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب سے این او سی نہ ملنے کی وجہ سے زمین محکمہ تعلیم کے نام منتقل ہونے پر سکیم کا PC-I تیار کیا جائے گا۔ علاوہ ازیں فی الوقت حکومت دونوں کالجوں کے لئے ہاسٹل کی تعمیر کا ارادہ نہیں رکھتی اور نہ ہی فی الحال ہاسٹل کی ضرورت ہے۔

پی پی-167 شیخوپورہ میں تعلیمی اداروں، اساتذہ اور اپ گریڈیشن کی تفصیلات

*3474: میاں خالد محمود: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

حلقہ پی پی-167 شیخوپورہ میں گورنمنٹ کے سکولوں کی تعداد، نام اور اساتذہ کی تعداد کی تفصیل بیان فرمائیں نیز کتنے سکولوں کو سال 2000 سے 2003 کے دوران اپ گریڈ کیا گیا ہے۔ تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر تعلیم:

حلقہ پی پی-167 شیخوپورہ میں گورنمنٹ کے سکولوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

	بوائز	گرلز	ٹوٹل
پرائمری	23	27	50
مڈل	02	02	04
ہائی	05	03	08
ٹوٹل	30	32	62

ان سکولوں کے نام اور ان میں تعینات اساتذہ کی تعداد کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے نیز سال 2000 اور 2003 کے دوران حلقہ پی پی-167 کے صرف ایک پرائمری سکول مجاہد نگر کو ایلیمنٹری سکول کا درجہ دیا گیا۔

پی پی-112 گجرات میں سرکاری سکولوں کے اساتذہ اور اپ گریڈیشن کی تفصیلات

*3507: جناب تنویر اشرف کائرہ: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

حلقہ پی پی-112 گجرات میں گورنمنٹ سکولوں کی تعداد، ان کے نام اور اساتذہ کی تعداد کی تفصیل بیان فرمائیں نیز کتنے سکولوں کو سال 03-2002 کے دوران اپ گریڈ کیا گیا ہے۔ تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر تعلیم:

حلقہ پی پی-112 ضلع گجرات میں گورنمنٹ کے درج ذیل 240 سکول کام کر رہے ہیں

ان کے نام اوران میں تعینات اساتذہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے مزید برآں سال 03-2002میں کسی سکول کواپ گریڈ نہیں کیا گیا۔

	مسجد سکولز	پرائمری سکولز	ایلیمنٹری سکولز	ہائی سکولز
گرلز	---	81	12	7
بوائز	36	81	10	13

شیخوپورہ کے چک مقبول پور میانی میں سکولوں کے مسائل

*3525:رانا تجمل حسین: کیاوزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔162 شیخوپورہ کے چک مقبول پور میانی میں قائم بوائے پرائمری سکول کی بلڈنگ نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ گاؤں میں لڑکیوں کا سکول نہ ہے؟

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ گاؤں کے پرائمری سکول کی بلڈنگ تعمیر کرنے اور لڑکیوں کے لئے سکول قائم کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) یہ درست نہ ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مذکورہ سکول کی عمارت 1993 سے تعمیر شدہ ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) متذکرہ گاؤں کے بوائز پرائمری سکول کی عمارت پہلے سے موجود ہے جبکہ یہاں گرلز پرائمری سکول کی تجویز مروجہ پیمانہ پر پوری نہیں اترتی لہذا یہاں لڑکیوں کے لئے پرائمری سکول قائم نہیں کیا جا سکتا۔

گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج جہلم میں اساتذہ کی منظور شدہ اور موجودہ اسامیوں کی تفصیلات

*3532: محترمہ نگہت پروین میر: کیاوزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج جہلم میں اساتذہ کی sanctioned posts کی کل تعداد کتنی ہے اور اس وقت کل کتنے اساتذہ وہاں پر اپنے فرائض منصبی سر انجام دے رہے ہیں، نیز کون کون سے department میں کون کون سی post کتنے عرصہ سے خالی پڑی ہے۔ ان کی subject wise تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر تعلیم:

Sanctioned posts اور پر شدہ اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

منظور شدہ اسامیاں	پُر شدہ اسامیاں	خالی اسامیاں
24	34	58

خالی اسامیوں کی تفصیل

نام ڈیپارٹمنٹ	نام اسامی	تعداد	مضمون	تاریخ جب سے خالی ہے۔
انگلش	i۔ایسوسی ایٹ پروفیسر	4	انگلش	12-08-2000
				09-03-2002
				16-10-2003
				05-01-2004
	i i۔اسسٹنٹ پروفیسر	3	-	28-11-1992
				30-05-1996
				19-03-1998
جغرافیہ	i۔ایسوسی ایٹ پروفیسر	1	جغرافیہ	07-06-2002
	i i۔لیکچرر	1	---	01-01-2003
اسلامیات	i۔ایسوسی ایٹ پروفیسر	1	اسلامیات	17-10-2000
	i i۔لیکچرر	1	---	28-08-2001
ریاضی	i۔ایسوسی ایٹ پروفیسر	1	ریاضی	31-08-1998
فارسی	i۔اسسٹنٹ پروفیسر	1	فارسی	29-10-1992
اردو	i۔ایسوسی ایٹ پروفیسر	2	اردو	28-06-2000
				22-09-1998
	i i۔اسسٹنٹ پروفیسر	1	---	24-03-1998
عربی	i۔اسسٹنٹ پروفیسر	1	عربی	01-04-2001

کیمسٹری	i۔ لیکچرر	1	کیمسٹری	15-01-2003
کمپیوٹر سائنس	i۔ لیکچرر	1	کمپیوٹر سائنس	16-01-2000
سوکس	i۔ایسوسی ایٹ پروفیسر	1	سوکس	30-05-1996
	I۔اسسٹنٹ پروفیسر	1	---	17-09-2000
ایجوکیشن	I۔ایسوسی ایٹ پروفیسر	1	ایجوکیشن	30-09-2000
	I۔ لیکچرر	1	---	30-06-2002
تاریخ	i۔اسسٹنٹ پروفیسر	1	تاریخ	08-01-1998

گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج جہلم میں انگلش لازمی کے اساتذہ کی کمی

*3533: محترمہ نگہت پروین میر: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج جہلم کے department of English compulsory میں 1200 طلباء کے لئے صرف ایک ایسوسی ایٹ پروفیسر کام کر رہا ہے۔ جس نے 5۔جنوری 2004 کو اپنی مدت ملازمت مکمل ہونے پر ریٹائرڈ ہو جانا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ کالج کے پرنسپل نے ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن (DPI) کالجز کو اساتذہ کی کمی سے متعلق کئی بار مطلع کیا ہے۔ مگر تاحال اسامیوں کو پر نہ کیا گیا ہے جس سے زیر تعلیم طلباء کا مستقبل تباہ ہونے کا خطرہ ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ کالج میں تمام subjects اور بالخصوص Department of English Compulsory کی تمام خالی اسامیوں کو فی الفور پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر تعلیم:

(الف) ضلعی حکومت کی رپورٹ کے مطابق ایک لیکچرر انگلش پہلے ہی کام کر رہا ہے جبکہ ایک اور لیکچرر کی خدمات عارضی طور پر دوسرے کالجوں سے مذکورہ کالج کو فراہم کر دی گئی ہیں۔ مزید برآں یہ کہ ایک ریٹائرڈ ایسوسی ایٹ پروفیسر انگلش بھی رضاکارانہ طور پر کام کر رہا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ پرنسپل ادارہ نے(DPI) کالجز سٹاف کی کمی سے متعلق مطلع کیا ہے۔
(ج) حال ہی میں حکومت پنجاب نے 525 ایڈہاک لیکچررز کو ریگولرائز کر کے پنجاب کے مختلف کالجوں میں خالی اسامیوں پر تعینات کر دیا ہے۔ مزید برآں باقی ماندہ خالی اسامیوں کو پر کرنے کے لئے پالیسی زیر غور ہے جیسے ہی یہ پالیسی تشکیل پاجائے گی اس پر عملدرآمد کر دیا جائے گا اور تمام خالی اسامیاں پر کر دی جائیں گی۔

گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول حویلی مہر شاہ، کبیر والا کو بجلی کی سہولت کی فراہمی

*3567: **مخدوم سید محمد مختار حسین:** کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔
(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول حویلی مہر شاہ(کبیر والا) میں بجلی نہیں ہے؟
(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جب یہ سیکنڈری سکول 1995 میں بنایا گیا تھا تو اس کے estimate میں بجلی کی فراہمی کے لئے رقم بھی رکھی گئی تھی؟
(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول میں بجلی کے پنکھے اور دیگر سامان موجود ہے مگر بجلی نہ ہونے کی وجہ سے بچیاں شدید گرمیوں میں بغیر پنکھوں کے کمروں میں بیٹھتی ہیں؟
(د) کیا حکومت اس سکول میں بجلی کی سہولت فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:
(الف) درست ہے۔
(ب) یہ بھی درست ہے۔
(ج) یہ بھی درست ہے۔
(د) مذکورہ سکول کو بجلی کی فراہمی کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں اور اس وقت معاملہ ضلعی حکومت خانیوال کے پاس زیر کارروائی ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول سمن آباد فیصل آباد میں جنوری 2003تاحال فنڈز اور استعمال سے متعلقہ تفصیل

411 ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جنوری 2003 سے آج تک گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول سمن آباد فیصل آباد کو کتنی رقم کن مقاصد کے لئے سال وار فراہم کی گئی ہے؟

(ب) یہ رقم کن کن اشیاء کی خرید کے لئے استعمال کی گئی ہے ان اشیاء کی تفصیل نیز ان کی خرید کی اجازت دینے والی اتھارٹی کا نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) اس عرصہ کے دوران اس سکول کے عملہ کو کتنی رقم کا ٹی۔اے/ڈی۔اے عطا کیا گیا نام اور رقم کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اس عرصہ کے دوران اس سکول کی پرنسپل کے دفتر کی تزئین وآرائش پر کتنی رقم خرچ ہوئی ہے، تفصیل سال وار فراہم کی جائے؟

وزیر تعلیم:

(الف) یکم جنوری 2003 سے آج تک گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول سمن آباد فیصل آباد کو صرف contignet گرانٹ فراہم کی گئی جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

I۔ یکم جنوری 2002 سے 30۔جون 2003 -/281503 روپے

II۔ مالی سال 04-2003 کے لئے -/292644 روپے

III۔ مالی سال 05-2004 کے لئے -/432000 روپے

IV۔ مالی سال 06-2005 دسمبر 05 تک -/66500 روپے

(ب) یکم جنوری 2003 سے آج تک گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول آباد فیصل آباد کو دی گئی Contengent گرنٹ کے اخراجات سکول ہذا کی پرنسپل مسز پروین اسلم جن کا گریڈ 19 ہے، کی منظوری سے کئے گئے جبکہ سال وار اخراجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس عرصہ کے دوران سکول ملازمین کو کوئی TA/DA نہیں دیا گیا۔

(د) اس عرصہ کے دوران اس سکول کی پرنسپل کے دفتر کی تزئین و آرائش کے لئے کوئی رقم خرچ نہ کی گئی ہے۔

اساتذہ کے لئے سلیکشن گریڈ کی بحالی

412: محترمہ انجم سلطانہ: کیاوزیر تعلیم ازراہ نوازش فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تمام ملازمین کی طرح پی۔ٹی۔سی اساتذہ کو بھی سلیکشن گریڈ دیا جاتا تھا جسے بند کر دیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کی اساتذہ معاشرے کا مظلوم طبقہ تصور کیا جاتا ہے جن کا انحصار صرف اور صرف تنخواہ پر ہوتا ہے اور اس طرح کے گریڈ سے ان کو زیادہ فائدہ تنخواہ کے سلسلہ میں ہوتا ہے، کیا حکومت اساتذہ کا سلیکشن گریڈ بحال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) یہ درست ہے کہ دیگر سرکاری ملازمین کی طرح پی۔ٹی۔سی ٹیچرز کو بھی 30-11-01 تک سلیکشن گریڈ سکیل نمبر 10 دیا جاتا تھا جو کہ محکمہ خزانہ حکومت پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبر PC-FD-2/1/2001 مورخہ 22-10-2001 کے تحت ختم کر دیا گیا ہے۔

(ب) سلیکشن گریڈ کے سلسلہ میں صوبہ کے تمام سرکاری ملازمین کے لئے یکساں قوانین ہیں اور اس سلسلہ میں کوئی تجویز محکمہ تعلیم کے زیر غور نہ ہے۔

اوکاڑہ۔ڈی۔ای۔او زنانہ کے آفس میں تعینات بد عنوان کلرک کے خلاف کارروائی کی تفصیل

416: محترمہ انجم سلطانہ: کیاوزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ DEO(F) اوکاڑہ کے آفس میں تعینات شوکت نامی ہیڈ کلرک خواتین کو پریشان کرتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ وہ کرپشن، بدعنوانی، بد اخلاقی اور بد تمیزی میں اپنی خاص شہرت رکھتا ہے اور اس پر بہت سارے کرپشن کے مقدمات ہیں۔ تمام کیسز اور

انکوائریوں کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ وہ جعلی کاغذات پر بھرتی ہوا ہے وہ جعلی بل نکلوانے والی گروہ میں شامل ہے۔اس نے بہت سارے جعلی کاغذات کی بنیاد پر ملازمین پر بھرتی کرار کھے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ملازمت کے دوران اس نے لاکھوں کی جائیداد کرپشن کے ذریعے بنالی ہے،ملازمت سے پہلے اور بعد کی جائیداد کی تفصیل بتائی جائے؟

(ہ) کیا حکومت اس کے خلاف کارروائی کرنے اور اسے تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) درست نہ ہے۔

(ب) یہ بھی درست نہ ہے۔

(ج) درست نہیں۔

(د) مذکورہ اہلکار کی ملکیت میں28 کنال وراثتی رقبہ ہے اور یہ درست نہ ہے کہ اس نے دوران ملازمت لاکھوں کی جائیداد کرپشن کے ذریعہ بنالی ہے۔

(ہ) درج بالا جوابات کی روشنی میں یہ سوال جواب کا متقاضی نہیں ہے۔

کنٹریکٹ اساتذہ کی تنخواہوں میں30 فیصد اضافے کا مسئلہ

423: محترمہ زیب انساء قریشی: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کی ریگولر ملازمین کی طرح کنٹریکٹ ملازمین کی تنخواہوں میں بھی30 فیصد اضافہ کیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ کنٹریکٹ ملازمین میں ترمیم کرکے یکساں پالیسی کردی گئی ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ کنٹریکٹ اساتذہ کی تنخواہوں میں ابھی تک 30 فیصد اضافہ نہیں کیا گیا جبکہ نوٹیفکیشن کا اجراء ہو چکا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کنٹریکٹ اساتذہ کی تنخواہوں میں 30 فیصد اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) نئی ریکروٹمنٹ پالیسی کے مطابق کنٹریکٹ اساتذہ کی تنخواہوں میں 20 فیصد تک اضافہ کیا گیا ہے۔

(ب) کنٹریکٹ ملازمین کی پالیسی کو یکساں کرنے کے لئے ضروری ترامیم زیر غور ہیں۔

(ج) کنٹریکٹ اساتذہ کی تنخواہوں میں اضافہ نئی تقرریوں کے ساتھ ہی عمل میں آجائے گا تاہم یہ اضافہ 20 سے 25 فیصد ہے اس امر میں نوٹیفکیشن جاری ہو چکا ہے۔

(د) حکومت وقت کے ساتھ ساتھ کنٹریکٹ اساتذہ کی تنخواہوں میں اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

رپورٹیں

(توسیع)

مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب چیئرمین: جناب نذر فرید کھوکھر صاحب تحریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاق کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

ملک نذر فرید کھوکھر: جناب چیئرمین! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

تحاریک استحقاق نمبر 5 بابت سال 2003 اور 53,71 اور 72 بابت سال 2004 اور 38,47,50,53,55,56,58,59,60 بابت سال 2005 کے بارے مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔مئی 2006 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب چیئرمین: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

تحاریک استحقاق نمبر 5 بابت سال2003 اور 53,71 اور 72 بابت سال 2004 اور 38,47,50,53,55,56,58,59,60 بابت سال2005 کے بارے مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ مئی2006 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! یہ پہلے بھی discuss ہو چکا ہے کہ اس کی وجوہات بھی پوچھی جائیں کہ یہ کیوں توسیع مانگتے ہیں کیا میٹنگ ہونے میں کوئی problem ہے یا کوئی اور مسئلہ ہے اس پر تو گورنمنٹ سے پوچھ لیا کریں کہ یہ کیوں توسیع مانگتے ہیں؟

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، تشریف رکھیں۔ فائزہ! آپ بھی تشریف رکھیں، آپ کیوں بحث کر رہی ہیں، آپ کو پانچ دس منٹ دے دیں گے جتنی مرضی تقریر کر لینا تشریف رکھیں۔

مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب بل نمبر 28،27 مصدرہ 2004 بل نمبر 3 مصدرہ 2005 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان مین پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب چیئرمین: رانا سرفراز احمد خان مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں اور ساتھ ہی وجہ بھی بتائیں کہ آپ کیوں توسیع لینا چاہتے ہیں؟

رانا سرفراز احمد خان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2004(Bill No. 27 of 2004) moved by Rana Sanaullah Khan M.P.A PP-70. The Provincial Assembly of the Punjab

Privileges (Amendment) Bill 2004 (Bill No. 28 of 2004) moved by Mrs. Shaheena Asad M.P.A W-310 and the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2005 (Bill No. 3 of 2005) moved by Rana Sanaullah Khan, M.P.A PP-70.

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-اپریل 2006 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب چیئرمین: سرفراز صاحب! آپ نے کوئی وجہ نہیں بتائی کہ آپ یہ کیوں توسیع چاہتے ہیں؟

رانا سرفراز احمد خان: جناب چیئرمین! اگر کچھ ٹائم مل جائے گا تو ذرا بہتر طریقے سے یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین: تحریک پیش کی گئی ہے کہ اور سوال یہ ہے کہ:

"The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2004(Bill No. 27 of 2004) moved by Rana Sanaullah Khan M.P.A PP-70. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2004 (Bill No. 28 of 2004) moved by Mrs. Shaheena Asad M.P.A W-310 and the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2005 (Bill No. 3 of 2005) moved by Rana Sanaullah Khan, M.P.A PP-70.

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-اپریل 2006 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن مصدرہ 2004 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب چیئرمین: محترمہ پروین سکندر گل مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں اور وجہ بھی بتادیں کہ کیوں توسیع لینا چاہتے ہیں؟

محترمہ پروین سکندر گل: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

The Punjab Education Foundation (Amendment) Bill 2004 (Bill No 25 of 2004) moved by Mrs. Uzma Zahid Bukhari M.P.A W-338.

کے بارے میں مجلس قائمہ تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30۔اپریل 2006 تک کی توسیع کر دی جائے۔

جناب چیئرمین: کوئی وجہ بھی بتائیں کہ کیوں توسیع لینا چاہتی ہیں؟

محترمہ پروین سکندر گل: جناب چیئرمین! میٹنگ میں بڑی وضاحت سے بات ہوئی ہے اس سلسلے میں لاء والوں کی طرف سے کچھ رہتا ہے جیسے ہی وہ vet ہو کر آ جاتا ہے اس میں ترمیم مانگی ہوئی ہے کہ اس میں ایم۔پی۔ایز کو شامل کیا جائے، تجویز بہت اچھی ہے لیکن اس میں جو بھی قانونی رائے آ جائے گی تو وہ clear کر دیا جائے گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: عظمیٰ صاحبہ! آپ بات کر لیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب چیئرمین! کل پرسوں بھی پرائیویٹ ممبرز ڈے پر اسی topic پر بات ہوئی تھی کہ اگر پرائیویٹ ممبرز کو آپ نے discourage کرنا ہے، اگر ان کے بلز کی پہلے منظوری کابینہ سے لینی ہے تو پھر پرائیویٹ ممبرز بل کیسے ہو گا؟ پھر وہ کون سے رولز کے تحت ہے اور میرے بل پر بھی یہی restriction لگائی جا رہی ہے اور میرا بل پچھلے ڈیڑھ سال سے چل رہا ہے اور اس کی کابینہ سے ابھی تک منظوری نہیں آئی ہے، اگر کابینہ کی منظوری آنے کی کوئی مقررہ تاریخ نہیں ہے تو میں نہیں چاہتی کہ اس میں کوئی توسیع دی جائے۔

جناب چیئر مین: عظمیٰ صاحبہ! کیبنٹ کی منظوری تو آنی ہے، پھر بل ہاؤس میں آئے گا۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

The Punjab Education Foundation (Amendment) Bill 2004 (Bill No 25) of 2004 moved by Mrs. Uzma Zahid Bukhari M.P.A W-338.

کے بارے میں مجلس قائمہ تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-اپریل 2006 تک کی توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

پوائنٹ آف آرڈر

ایڈوائزرز اور سپیشل اسسٹینٹس کا اپنی گاڑیوں پر پاکستانی پرچم اور بلیو لائٹس لگانا

(---جاری)

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئر مین! عظمیٰ صاحبہ کا point بڑا valid ہے کہ جب یہاں سے کوئی پرائیویٹ بل سٹینڈنگ کمیٹی کو refer ہو جاتا ہے تو وہ refer ہونے کے بعد سٹینڈنگ کمیٹی نے رپورٹ اس House میں پیش کرنی ہوتی ہے۔ اس کا کابینہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ آپ اس کو یہاں پر vote out کروائیں۔ I would like the comments of the Law Minister also کہ جو سٹینڈنگ کمیٹی کو بل refer ہو جائے تو اس کا کیبنٹ سے کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ That is the property of the House. وہ گورنمنٹ کا بل نہیں ہے، پرائیویٹ بل گیا ہے، وہ House میں with amendments whatever it is، وہ یہاں پر پیش ہوگا، گورنمنٹ اپنے ووٹ کی طاقت سے اس کو vote out کر دے۔

جناب والا! دوسرا میں راجہ صاحب سے وضاحت چاہوں گا کہ under the Rules 1997 who are the people to use the Pakistani Flags on the cars? پہلے یہ ہے کہ آپ کتنے ایڈوائزر رکھ سکتے ہیں؟ کیا آپ کے ایڈوائزر یا سپیشل اسسٹنٹ are they

اس پر آپ آج رولنگ دے دیں۔authorized to use the Pakistani Flag?

جناب چیئرمین: بات یہ ہے کہ عظمیٰ صاحبہ کی تحریک کا فیصلہ کر دیا ہے کہ آئندہ اس میں توسیع نہیں دی جائے گی۔

رانا آفتاب احمد خان: وہ تو آپ کی مرضی ہے لیکن جو point میں نے raise کیا ہے، راجہ صاحب یہ بتادیں کہ ایڈوائزر اور سپیشل اسسٹنٹ جو کہ چالیس پچاس ہیں یہ پاکستانی فلیگ اپنی کار پر استعمال کرنے کے authorized ہیں، اگر ہیں تو اس کا کوئی rule مجھے blue book میں دکھادیں، اس کا کوئی ایکٹ دکھادیں۔ They are not authorized. آپ کے صرف منسٹر authorized ہیں اور وہ بھی بعد میں ہوئے تھے۔ پہلے 1997 تک only the Chief Minister was authorized. The Governor, the President, the Prime Minister of Pakistan, Chief Justice یا صرف اور صرف سپیکر authorized تھے مگر یہ نہیں تھے۔ اب آپ دیکھیں کہ ہر تیسری گاڑی پر پاکستان کا جھنڈا ہے۔ یہاں پر جو جرائم ہو رہے ہیں، کسی کو کیا پتا کہ اس جھنڈے والی گاڑی میں کون جا رہا ہے؟ آپ صرف لاء کو enforce کریں، کل میں ایئرپورٹ پر گیا، وہاں ایک ایڈوائزر صاحب تھے، میں نام نہیں لیتا، You were not authorized to use the Pakistani Flag. آپ اس جھنڈے کا تقدس دیکھیں، اس کو پامال نہ کریں، خدارا! آپ نے پہلے سپریم کورٹ سے سزا یافتہ لوگوں کو ایڈوائزر بنا دیا ہے، وہ آپ نے کر لیا ہے اور ہم اس پر اعتراض نہیں کرتے۔ دوسرا آپ پانچ سے زیادہ ایڈوائزر نہیں رکھ سکتے اور اس وقت آپ کے پاس چالیس ایڈوائزرز ہیں۔ پھر راجہ صاحب سے میں چاہوں گا، He is very law-knowing person، یہ اس پر honest opinion دیں کہ Are they authorized to use the Pakistani Flag?

جناب چیئرمین: جی، راجہ صاحب!۔۔۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں اسی حوالے سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب چیئرمین: ایک منٹ۔ بگو صاحب! چلنے دیں۔ انھوں نے اپنا point کہہ دیا ہے۔ راجہ صاحب دیکھ کر اور حکومت سے پوچھ کر جواب دے دیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا بھی اسی طرح کا point ہے۔ وہ پھر اکٹھا جواب دے دیں گے۔

جناب چیئر مین: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اس وقت صورتحال یہ ہے کہ جتنے ناظم ہیں، ڈسٹرکٹ ناظم نہیں، تحصیل ناظم بھی نہیں بلکہ یونین ناظم سے لے کر زکوٰۃ کے چیئر مینوں تک نے اپنی گاڑیوں پر گرین پلیٹیں اور بلیو لائٹس لگائی ہوئی ہیں۔ جو ویسے بھی میں سمجھتا ہوں کہ قانون کی توہین ہے۔ اس بات کو legally ختم کریں اور حکومت سے کہیں کہ خدا کے لئے جو entitle ہیں ان کو تو کہیں کہ جھنڈی چھوڑ کر وہاں پر بڑا جھنڈا لگالیں لیکن جو نہیں ہیں ان کو تو روکا جائے کہ وہ اس طرح فلیگ اور بلیو لائٹ کی توہین نہ کریں۔

جناب چیئر مین: تشریف رکھیں۔

محترمہ انبساط خان: جناب چیئر مین!۔۔۔

جناب چیئر مین: جی، انبساط! آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟

محترمہ انبساط خان: جناب چیئر مین! آج وومن انٹرنیشنل ڈے تھا اس پر بھی ہمیں ٹائم نہیں دیا گیا اور کل کے اجلاس میں بھی عورتوں پر کوئی خصوصی توجہ نہ دی گئی۔۔۔

محترمہ فائزہ احمد: جناب چیئر مین! یہ بہت ناانصافی ہے۔ میں ایک بہت اہم معاملہ پر بات کرنا چاہتی تھی لیکن مجھے ٹائم نہیں دیا گیا۔ یہ بہت حیرانگی کی بات ہے کہ ان کو اب ٹائم دیا جا رہا ہے۔۔۔

محترمہ انبساط خان: جناب سپیکر! یہ درمیان میں اٹھ کر کھڑے ہو کر بولتے ہیں۔۔۔

جناب چیئر مین: میں آپ کو ٹائم دوں گا۔ پلیز تشریف رکھیں۔ فائزہ صاحبہ! آپ کو بھی ٹائم ملے گا۔ تشریف رکھیں۔ راجہ صاحب! ایک تو ان کا جھنڈوں والا مسئلہ ہے وہ آپ دیکھ کر آئیں۔ دوسرا آئی۔ جی کو direction جاری کریں کہ کوئی یونین کونسل ناظم اگر گرین پلیٹ لگا کر پھرتا ہے تو اس کی گاڑی بند کر دیں۔ یہ direction آج ہی جاری کی جائے کہ کوئی یونین کونسل ناظم گرین پلیٹ لگا کر نہ پھرے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئر مین! آپ ان کو روکیں جو جھنڈے لگا رہے ہیں۔

جناب چیئر مین: میں نے کہا ہے کہ جھنڈوں والی بات کا بھی آپ جواب لے کر آئیں۔

رپورٹیں (توسیع)

(---جاری)

مسودہ قانون امتناع گھریلو تشدد پنجاب مصدرہ 2003 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب چیئرمین: جی، جناب عابد حسین چٹھہ مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع تحریک پیش کریں۔

معزز ممبران حزب اختلاف: پہلے راجہ صاحب سے جواب لے لیں۔ لاء منسٹر صاحب جواب دے رہے ہیں۔

جناب عابد حسین چٹھہ: جناب چیئرمین! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

The Punjab Prevention of Domestic Violence Bill 2003 (Bill No.29 of 2003) moved by Dr Anjum Amjad, MPA.W-312.

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-اپریل 2006 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب چیئرمین! اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں بڑے contencious legal issues involve ہیں اور بہت ساری Federal legislations ایسی ہیں کہ جن میں یہ بل overlap کرتا ہے۔ ان کو ہم examine کر رہے ہیں جس میں کہ یہ ٹائم درکار ہے۔

جناب چیئرمین: یہ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ:

The Punjab Prevention of Domestic Violence Bill 2003 (Bill No.29 of 2003) moved by Dr Anjum Amjad, MPA.W-312.

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-اپریل 2006 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب چیئرمین: اب ہم تحاریک استحقاق شروع کرتے ہیں۔

معزز ممبران حزب اختلاف: لاء منسٹر صاحب جواب دینا چاہتے ہیں، ان سے کہیں کہ وہ جواب دیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

ایڈوائزرز اور سپیشل اسسٹینٹس کا اپنی گاڑیوں پر پاکستانی پرچم اور بلیو لائٹس لگانا

(---جاری)

جناب چیئرمین: جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ یہاں پر دو issues اٹھائے گئے ہیں۔ ایک جھنڈوں کا issue اٹھایا گیا ہے کہ کون لوگ ہیں جو کہ entitled ہیں کہ وہ جھنڈے لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ دوسرا revolving lights کے متعلق کہا گیا تو میں اس سلسلے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آج سے کچھ عرصہ پہلے جب محترم رانا آفتاب صاحب نے یہ point اٹھایا تھا تو اس وقت چیف سیکرٹری پنجاب کو یہ کہا گیا تھا کہ وہ باقاعدہ ایک سرکلر جاری کرے کہ کون کون لوگ پاکستان کا فلیگ اپنی گاڑیوں یا گھروں پر لگانے کے authorized ہیں؟ اس پر ہم نے جو ہدایات قانون کے تحت جاری کی تھیں ان میں پریذیڈنٹ آف پاکستان، پرائم منسٹر آف پاکستان، چیئرمین سینٹ آف پاکستان، سپیکر آف دی نیشنل اسمبلی آف پاکستان، ساری پراونشل اسمبلیز، ڈپٹی سپیکرز، چیف جسٹس آف دی سپریم کورٹ آف پاکستان، گورنر آف دی پراونسز، چیف منسٹر آف دی پراونسز، چیف الیکشن کمشنر، فیڈرل منسٹرز، چیف جسٹس آف ہائی کورٹ، پراونشل منسٹرز اور ڈپٹی چیئرمین آف دی سینٹ پاکستان کا جھنڈا اپنی گاڑیوں اور گھروں پر لہرانے کے authorized ہیں اور یہ instructions چیف سیکرٹری صاحب کی طرف سے تمام متعلقہ لوگوں کو بھیجی گئی تھیں۔ ان میں وہ لوگ بھی شامل ہیں کہ یہ all Provincial Ministers Punjab کو بھیجی گئی تھیں، Speaker, Deputy Speaker of the Provincial Assembly of the Punjab کو بھیجی گئی تھیں، Advisors, Special Assistants to the Chief Minister of Punjab کو بھیجی گئی تھیں، Parliamentary Secretaries کو بھیجی گئی تھیں، Administrative Secretaries to the Punjab Government of

اور باقاعدہ باقی سارے اضلاع، D.P.O'sتک یہ instructions بھیجی گئی تھیں۔اب بھی ہم اس بات کو ensure کریں گے کہ اب بھی جو غیر متعلقہ لوگ یہ جھنڈے لگا رہے ہیں، ہم انہیں تحریری طور پر جہاں اگر یہ specific شکایت ملی تب بھی اور اگر نہیں تو ویسے دوبارہ پھر ہدایت جاری کر رہے ہیں کہ وہ غیر قانونی طور پر یہ کام نہ کریں۔اس کے علاوہ گورنمنٹ آف پنجاب کی طرف سے جو گرین پلیٹوں پر پابندی لگائی گئی ہے اس پر بھی متعدد بار ہم نے لکھا ہے۔اسی طرح بلیو لائٹ، revolving lightجو گاڑی پر لگائی جاتی ہے وہ بھی illegal ہے اس کے متعلق لکھا ہے۔پھر کالے شیشے کے متعلق بھی لکھا ہے اور آخری instructions جو ایس، اینڈ، جی، اے، ڈی کی طرف سے جاری کی گئی ہیں یہ 10۔نومبر2004 کو جاری کی گئی تھیں اور ابھی چند دن پہلے ایک لاء اینڈ آرڈر کی میٹنگ میں آئی، جی پنجاب کو دوبارہ کہا گیا ہے کہ وہ اب تمام D.P.O's کو یہ کہیں کہ وہ یہ ensure کریں کہ یہ illegal کام بند ہونے چاہئیں۔میں آج اس معزز ایوان میں ایک دفعہ پھر یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کم از کم آج جس معزز ایوان میں ہم بیٹھے ہیں، ہم یہاں اس سے ابتداء کریں کہ کالے شیشے، revolving light، گرین پلیٹ قانون کے مطابق ہم displayکریں اور خاص طور پر نمبر پلیٹیں voluntarilyہم قانون کے مطابق لے آئیں۔یہ نہیں کہ اپنے نم کے ساتھ جگنو۔ I یا بلیو۔ IIاس طرح کا گاڑیوں پر لکھا ہوتا ہے۔(قہقہے) میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ہمیں اجتناب کرنا چاہئے۔میں اپنے بھائی کو اس معزز ایوان کے توسط سے یہ یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ان متعلقہ قوانین پر عملدرآمد کے لئے سختی کے ساتھ عمل کیا جائے گا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! راجہ صاحب کی وضاحت کافی ہے لیکن یہاں پر اسمبلی میں جو کلوز سرکٹ ٹی، وی لگے ہوئے ہیں، کیمرے لگے ہوئے ہیں آپ ان پر دیکھ لیں کہ اسمبلی میں جو فلیگ کاریں آ رہی ہیں ان پر کتنے ایڈوائزرز ابھی استعمال کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: یہ عملدرآمد ہوگا۔

رانا آفتاب احمد خان: ہم نے تو یہ point بتا دیا ہے کہ جو لوگ لاء بناتے ہیں اگر وہ خود عملدرآمد نہیں کرتے تو وہ کیا expectکرتے ہیں کہ دوسرے کریں گے۔اس کے اوپر آپ لاء کو enforce کر دیں اور یہاں پر اگر کوئی ایڈوائزر جھنڈا نہیں اتارتا تو اس کے لئے بتائیں کہ یہ کیا کریں گے؟

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، بگو صاحب!

ایم۔پی۔ایز اور ایم۔این۔ایز کو Justic of peace بنانے کا مطالبہ

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! پچھلے پرائیویٹ ممبرز ڈے پر میرا ایک resolution Justice of Peace کے متعلق تھا۔ چونکہ ہم بائیکاٹ کر کے باہر چلے گئے تھے اور واپس آکر میں نے اس پر stress اس لئے نہیں کیا تھا کیونکہ وزیر قانون صاحب نے فرمایا تھا کہ حکومت اس پر غور کر رہی اور ہم حکومت کے ساتھ negotiation کر کے ایم۔پی۔اے اور ایم۔این۔اے حضرات کو Justice of Peace بنائیں گے۔ایک تو راجہ صاحب اس حوالے سے وضاحت فرما دیں۔دوسرا آئندہ آنے والے پرائیویٹ ممبرز ڈے پر میری یہ قرارداد آنی چاہئے۔راجہ صاحب نے میرے ساتھ اتفاق کرتے ہوئے یقین دہانی کروائی تھی کہ ایم۔این۔اے اور ایم۔پی۔اے حضرات کو Justice of peace بنایا جائے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! اس دن پرائیویٹ ممبرز ڈے پر محترم ارشد بگو صاحب کی طرف سے ایک قرارداد آئی ہوئی تھی اور میں نے جناب کی خدمت میں درخواست کی تھی کہ اس کو pending کر لیا جائے۔جناب pending کروانے کا مقصد یہ تھا کہ ہم کوئی پرانا reference ڈھونڈ رہے تھے کیونکہ میری یادداشت کے مطابق ایک وقت میں صوبائی اسمبلی کے ممبران Justice of Peace رہے ہیں۔محکمہ ہوم سے ہمیں ابھی تک کوئی پرانا reference نہیں مل سکا لیکن میں نے اسمبلی سیکرٹریٹ اور محکمہ قانون سے کہا ہے کہ وہ اس حوالے سے reference ڈھونڈیں۔جس وقت ہمیں وہ reference مل گیا انشاء اللہ تعالیٰ ہم ممبران اسمبلی کو Justice of Peace بنائیں گے۔شاید اسی اجلاس میں ہم یہ لے کر آئیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! میرا Resolution اگلے پرائیویٹ ممبرز ڈے پر آنا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جب تک ہمیں reference نہیں ملتا ارشد بگو صاحب کی قرارداد pending رہے گی۔

جناب چیئرمین: اگلے پرائیویٹ ممبرز ڈے پر ارشد بگو صاحب کا Resolution جو کہ pending کیا گیا تھا آنا چاہئے۔چودھری ظہیر الدین صاحب آپ بات کرنا چاہتے تھے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ راناآفتاب صاحب نے ایک مسئلہ اٹھایااوراس کی وضاحت وزیر قانون صاحب نے فرمادی لیکن جس انداز سے راناصاحب آپ سے بات کرتے ہیں وہ مجھے اچھانہیں لگا۔آپ کے ذاتی مراسم اپنی جگہ پر لیکن حفظ مراتب اپنی جگہ پر ہوتے ہیں۔وہ آپ سے ذرانار اضگی کے انداز میں بات کرتے ہیں۔

جناب چیئر مین: کوئی بات نہیں، وہ میرے بھائی ہیں اور بعض اوقات بھائی ناراض ہوکر بھی بات کرتے ہیں۔چودھری صبغت اللہ صاحب بڑی دیر سے کھڑے ہیں، پہلے ہم ان کی بات سنیں گے۔ جی، چودھری صاحب!

قانون استحقاق کے تحت ایم۔پی۔ایز کی مراعات میں اضافے کا مطالبہ

جناب صبغت اللہ چودھری (ایڈووکیٹ): جناب چیئر مین! شکریہ۔ میں عرض کرناچاہوں گا کہ پچھلے تقریباً ایک سال سے ایم۔پی۔ایز کی تنخواہیں بڑھانے کی بازگشت چل رہی ہے۔لطف وعنایات کی بارش اسلام آباد میں تو جاری ہے لیکن ہمارے ہاں ابھی گرج چمک کی صورتحال رہی ہے۔ سندھ میں اس کے اثرات نظر آئے ہیں۔میں عرض کروں گا کہ ایم۔پی۔ایز میں پائے جانے والے احساس محرومی کو ختم فرمایا جائے اور ایم۔پی۔ایز کی مراعات اور تنخواہیں بڑھائی جائیں۔

جناب والا! میں آپ کی توجہ چاہوں گا کہ سال 1985 کے Travelling Allowance کے رولز کے مطابق ابھی ہمیں صرف Travelling Allowance مل رہا ہے۔وزیر اعلیٰ صاحب نے مہربانی فرماتے ہوئے پارٹی میٹنگ میں دو دفعہ اس کا اعلان فرمایا تھا۔میں آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ اسی House میں تقریر کے دوران وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنی فیاضی کا اظہار کرتے ہوئے یہ وعدہ بھی کیا تھا کہ وہ مراعات کا ایک package دیں گے اور ایم۔پی۔ایز کی تنخواہیں بڑھائی جائیں گی۔ پچھلے سال ملازمین کی تنخواہیں 15 فیصد بڑھائی گئیں لیکن ہم محروم رہے۔یہ سوتیلے پن کا سلوک کب تک چلتا رہے گا؟ میں عرض کروں گا کہ اس پر غور فرمایا جائے اور Privileges Act کے تحت ایم۔پی۔ایز کی مراعات پر نظر ثانی کرتے ہوئے ان مراعات کو موجودہ حالات سے ہم آہنگ فرمایا جائے۔السلام علیکم۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں پہلے پروین بھٹی صاحبہ کو بات کر لینے دیں اس کے بعد آپ کی باری آئے گی۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! محترم راجہ بشارت صاحب ہر مسئلے کے بارے میں ماشاء اللہ بڑے خوبصورت انداز میں مطمئن کر دیتے ہیں لیکن عمل درآمد کسی بات پر بھی نہیں ہوتا۔ آپ آج سے نوٹ کروا لیں کہ آج کے بعد کتنے لوگوں کی کاروں پر جھنڈے نہیں لہرائیں گے۔ ہم نے کہا تھا کہ محکمہ خوراک، زراعت اور تعلیم پر بحث ہونی چاہئے۔ راجہ صاحب نے کہا کہ دن مقرر کریں گے۔ آج وہ بتا دیں کہ انھوں نے ان محکمہ جات پر بحث کے لئے کون کون سے دن مقرر کئے ہیں؟ کل بتایا گیا کہ چینی 26/25 روپے فی کلو مہیا کی جائے گی۔

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ راجہ صاحب! آپ مختلف محکمہ جات کے حوالے سے ایوان میں بحث کے لئے دن مقرر کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! کل یہ بات طے ہو گئی تھی کہ اسی اجلاس میں Agriculture پر ہم نے بحث رکھنی ہے۔

جناب چیئرمین: ایک دن لاء اینڈ آرڈر پر بھی بحث رکھ لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ٹھیک ہے جناب رکھ لیں گے، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن یہ prerogative گورنمنٹ کا ہے۔ میری commitment ہے کہ ہم اسی اجلاس کے دوران لاء اینڈ آرڈر اور Agriculture پر بھی بحث رکھیں گے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی، ناظم حسین شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! ہمارے بھائی صبغت اللہ صاحب نے بھی کہا ہے اور چیئرمین استحقاق کمیٹی بھی بارہا اس حوالے سے آپ کی توجہ مبذول کروا چکے ہیں۔ جناب جو ممبران دور دراز علاقوں سے آتے ہیں، خاص طور پر سرائیکی علاقے رحیم یار خاں یا بہاولپور سے آنے والوں کے ساتھ بہت زیادتی ہو رہی ہے۔ ہمیں آپ تین روپے فی کلو میٹر کے حساب سے دیتے ہیں۔ جب یہ تین روپے فی کلو میٹر مقرر کئے گئے تھے تو اس وقت تیل کی قیمت کیا تھی؟ آج آپ دیکھیں کہ تیل کی قیمت

کتنی بڑھ گئی ہے۔لہذاآپ اس کواسی حساب سے مقرر کریں۔اسی طرح آپ ہر ممبر کوپی۔آئی۔اے کے لئے چالیس ہزارروپے fix دے دیتے ہیں۔جو ممبران لاہور،شیخوپورہ یا اودھر نزدیک کے اضلاع میں رہتے ہیں ان کے لئے تو فائدہ ہے لیکن ہمارے لئے کوئی فائدہ نہیں ہے۔رولز کے تحت آپ نے ہمیں آنے جانے کا کرایہ دیناہے۔آپ ہمیں مہربانی کر کے ٹکٹ کے حساب سے ادائیگی کریں۔ملتان سے لاہور آنے کا کرایہ -/2500روپے ہے جبکہ ہمیں تین روپے فی کلو میٹر کے حساب سے -/1000روپے ملتے ہیں۔میرا گھرلاہور سے 360 کلو میٹر دور ہے اور مجھے تقریباًایک ہزار روپے ملتے ہیں۔اب اس میں ڈیزل، موبائل اور ڈرائیور کا خرچہ بھی شامل ہے۔ہمارے ساتھ یہ ناانصافی ہو رہی ہے لہذااس بابت ہم آپ کی توجہ چاہتے ہیں۔ہمیں ہمارے status کے مطابق مراعات مہیا کی جائیں۔ Order of precedent کے تحت ایم۔پی۔اے کا status سیکرٹری سے زیادہ ہے۔ایک سیکرٹری جب اپنے صوبے یا ضلع سے باہر جاتا ہے تواسے ساری مراعات ملتی ہیں۔اسے ہوٹل کا کرایہ بھی ملتا ہے، خرچہ بھی ملتاہے لیکن ہمیں محروم رکھا جارہاہے۔یاتوآپ یہ ساری مراعات بالکل ہی ختم کر دیں اور اگر مراعات دینی ہیں تو پھر صحیح طریقے سے ہمارے status کے مطابق دی جائیں۔یہی میری استدعاہے۔بہت شکریہ

راجہ محمد شفقت خان عباسی(ایڈووکیٹ):جناب والا!میں بھی اس حوالے سے بات کرنی چاہتاہوں۔

جناب چیئرمین:جی،راجہ شفقت عباسی صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی(ایڈووکیٹ):جناب چیئرمین!جس طرح شاہ صاحب اور دوسرے دوستوں نے کہاہے میں ان کی support اس لحاظ سے کرتاہوں کہ انڈیامیں ممبر اسمبلی کو تو پنشن تک دی جاتی ہے،انھیں تین گارڈز ملتے ہیں اور ان کا خرچہ بھی سرکار کی طرف سے ہوتاہے۔ہم گارڈز تو نہیں مانگتے لیکن وہ privileges جو کہ ایک ممبر قومی اسمبلی یا ممبر سینٹ حاصل کرتا ہے ہمیں بھی ملنی چاہیئں۔آپ ایک uniform policy بنادیں کہ جہاز کا کرایہ جتنا بھی بنتا ہو وہ ہر ایم۔پی۔ایز کو entitle ہو۔پہلے بھی جناب نے فرمایا تھاکہ وزیر خزانہ اور وزیر قانون مل بیٹھ کر جمعہ والے دن اس کو فائنل کریں گے۔لہذاآپ سے گزارش ہے کہ اس معاملے کو فائنل کروائیں یاپھر اس بابت ایک کمیٹی بنادیں جواسے فائنل کر سکے۔

جناب چیئرمین:جی،چوہان صاحب!

جناب خالد محمود چوہان: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ ممبران صوبائی اسمبلی کےprivileges کا مسئلہ بہت پرانا ہے۔ تین سال گزر چکے ہیں اور بارہا اس جانب توجہ دلائی گئی ہے لیکن آج تک اس بابت کوئی ایکشن نہیں ہو سکا لہذا میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اس بارے میں آپ آج کوئی رولنگ دیں۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر خزانہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری اعجاز احمد سماں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: پلیز تشریف رکھیں۔ جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: شکریہ۔ جناب چیئرمین! آپ نے آج سے تقریباً تین روز پہلے حکم جاری کیا تھا کہ تنخواہوں کے حوالے سے معزز اراکین اسمبلی کو نیشنل اسمبلی کے مطابقat par کیا جائے۔ اس سلسلے میں جناب سے میری گزارش ہے کہ اگر آپ ایک کمیٹی تشکیل دے دیں جس میں لاء منسٹر صاحب اور میں بھی ہوں گا۔ لاء ڈیپارٹمنٹ اور گورنمنٹ نے اسمبلی میںmove کرنا ہے کہ ان salaries کو کتنا بڑھایا جائے۔ فنانس ڈیپارٹمنٹ کاrole ضرور ہے لیکن فنانس ڈیپارٹمنٹ اس کوmove نہیں کرے گا بلکہ لاء ڈیپارٹمنٹ کوassist کرے گا تو میں بالکل حاضر ہوں۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔ پارلیمانی افیئرز کی کمیٹی میں اپوزیشن بنچوں سے (ن) لیگ سے رانا ثناء اللہ خان، پیپلز پارٹی سے رانا آفتاب احمد خان، ایم۔ ایم۔ اے سے جناب ارشد محمود بگو، حکومتی بنچوں سے ملک نذر فرید کھوکھر، چودھری صبغت اللہ صاحب اورmovers کو اس کا ممبر بناتا ہوں۔ میں خود بھی اس کمیٹی میں بیٹھوں گا۔ یہ کمیٹی منگل کوmeet کرے گی، بدھ کو رپورٹ پیش کرے گی اس کے بعد اس کا فیصلہ ہو گا۔ اس میں تاخیر نہیں ہو گی۔ شکریہ۔

تحاریک استحقاق

جناب چیئرمین: رائے فاروق عمر صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 57 پیش ہو چکی ہے اس کا جواب آنا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: راناصاحب!پلیز تشریف رکھیں اس کے بعد بات کرلینا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! آپ نے جس معاملے پر کمیٹی تشکیل دی ہے اس پر میرا اور رانا آفتاب صاحب کا ایک طے شدہ point of view ہے اس لئے ہم نہیں چاہتے کہ کمیٹی میں بیٹھ کر کوئی embarrasment ہو اس لئے آپ یہ اجازت دے دیں کہ ہم خود کو withdraw کر کے اپنے اپنے پارلیمانی گروپ سے کسی اور کا نام دے دیں۔

جناب چیئرمین: جی نام دے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! آپ نے کمیٹی بنا دی ہے اس لئے اب ایسا نہیں ہو گا۔

جناب چیئرمین: میں نے کمیٹی announce کر دی۔ میں نے فیصلہ کر دیا ہے اب وہی کمیٹی چلے گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جی، بالکل درست ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: میں نہیں سننا چاہتا۔ پلیز تشریف رکھیں۔ جی، فاروق عمر صاحب!

ڈی۔ایس۔پی انوسٹی گیشن صدر راوکاڑہ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ

(---جاری)

رائے فاروق عمر خان کھرل: جناب چیئرمین! یہ پڑھی گئی تھی اور اس کا جواب آنا تھا۔

جناب چیئرمین: جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں اسے oppose نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین: یہ تحریک استحقاق مجلس استحقاقات کے سپرد کی جاتی ہے۔

رائے فاروق عمر خان کھرل: شکریہ۔

جناب چیئرمین: محترمہ ثمینہ نوید کی تحریک pending ہے۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 6 ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! آپ ذرا یہ بھی دیکھیں کہ آپ تو تنخواہیں بڑھا رہے ہیں اور لوگ اسمبلی پر پتھر مار رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: قاضی صاحب بھی تنخواہ لیتے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: قاضی صاحب نے قومی اسمبلی میں اس پر شدید احتجاج کیا اور انھوں نے کہا کہ میں اس کی تائید نہیں کرتا اور قاضی صاحب نے بڑھی ہوئی تنخواہ نہیں لی۔

ضلعی ناظم اور پولیس انتظامیہ کی غفلت اور نااہلی کی وجہ سے شرپسندوں کا اسمبلی بلڈنگ کو نشانہ بنانا

جناب چیئرمین: احسان اللہ وقاص صاحب! آپ اپنی تحریک استحقاق پڑھیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! پہلے اپنے وزراء اور پارلیمانی سیکرٹریز کی کارکردگی دیکھیں۔ آپ تنخواہیں بڑھانے کے چکر میں پڑے ہوئے ہیں۔ میری تحریک استحقاق نمبر 6 بھی اسی بارے میں ہے۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ 14-فروری 2006 کو پرائیویٹ سکولز کے بارے میں اسمبلی کی کمیٹی کی میٹنگ میں شرکت کے لئے تقریباً اڑھائی بجے پنجاب اسمبلی پہنچا تو میں نے دیکھا کہ چند افراد اسمبلی بلڈنگ پر پتھراؤ کر رہے ہیں۔ میں نے جا کر انھیں منع کیا تو انھوں نے ایک مقتدر شخصیت کے خلاف سخت کلمات استعمال کرنا شروع کر دیئے۔ میرے سمجھانے پر چند افراد وہاں سے چلے گئے۔ میں عقبی دروازہ سے اسمبلی بلڈنگ میں داخل ہوا کیونکہ سامنے کے سارے دروازے بند تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد دوبارہ اسمبلی بلڈنگ پر پتھراؤ شروع ہو گیا۔ میں میٹنگ سے باہر آیا تو اسمبلی کی تمام بلڈنگ کے سامنے والے حصے سے پتھراؤ ہو رہا تھا۔ اس دوران لیڈر آف اپوزیشن کے کمرہ کو آگ لگا دی گئی۔ ہم عقبی دروازے سے باہر نکلے تو دیکھا کہ تمام پولیس عقب میں چھپی ہوئی تھی اور اسمبلی بلڈنگ کو جلوس میں موجود شرپسندوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا تھا۔ میں نے پولیس کے مختلف افسران اور دیگر لوگوں کو بار بار کہا کہ اسمبلی بلڈنگ کی حفاظت کے لئے سامنے آئیں لیکن انھوں نے اپنی

بے بسی کا اظہار کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ انتظامیہ کی غفلت کی وجہ سے اسمبلی بلڈنگ پر حملہ ہوا۔ اسمبلی بلڈنگ عوام کے منتخب نمائندوں کے وقار کی نشانی ہے۔ گزشتہ 70 سال میں کبھی اسمبلی بلڈنگ کو نشانہ نہیں بنایا گیا۔ اسمبلی بلڈنگ پر حملہ ضلعی ناظم اور پولیس کی نااہلی کی وجہ سے ہوا ہے۔ اس سے نہ صرف میرا بلکہ اسمبلی کے سب ممبران کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میں نے ابھی اسمبلی سیکرٹریٹ سے معلوم کیا ہے اس میں تھوڑا سا confusion یہ ہے کہ ہمیں یہ impression تھا کہ یہ تحریک استحقاق کل dispose of ہو چکی ہے لیکن اسمبلی سیکرٹریٹ کا کہنا ہے کہ تحریک استحقاق نمبر 5، dispose of ہوئی ہے اس لئے میری گزارش ہے کہ اسے بدھ کے لئے pending فرما دیں۔

جناب چیئرمین: یہ تحریک استحقاق بدھ تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 11 جناب محمد ثقلین انور صاحب کی طرف سے ہے۔

تھانہ نواں لاہور (ٹوبہ ٹیک سنگھ) کے ایس۔ایچ۔او کا معزز رکن اسمبلی کا فون سننے اور ملاقات سے انکار

جناب محمد ثقلین انور: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں نے ایک مفاد عامہ کے جائز کام کے سلسلے میں مورخہ 10۔جنوری 2006 تا 22۔جنوری 2006 تک تھانہ نواں لاہور ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ایس۔ایچ۔او میاں رؤف سب انسپکٹر سے فون پر بات کرنے کی کوشش کی لیکن ایس۔ایچ۔او نے مجھ سے بات نہ کی۔ میں مذکورہ تاریخوں کے دوران دن میں پانچ چھ بار اسے فون کرتا رہا لیکن ایس۔ایچ۔او نے مجھ سے بات نہ کرنا۔ پھر میں پانچ بار مختلف ایام میں ایس ایچ او کو ملنے کے لئے تھانہ گیا لیکن ایس۔ایچ۔او نے وہاں موجود ہونے کے باوجود ملاقات نہ کی۔ ایس۔ایچ۔او مذکور نے ایک بے گناہ آدمی سے رشوت لینے کی خاطر جھوٹا اور بے بنیاد پرچہ درج کروایا اور اسے ذہنی اور

جسمانی اذیت دیتا رہا لیکن ایس۔ایچ۔او اپنے گھناؤنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا کیونکہ ملزم مذکور کو عدالت نے باعزت طور پر بری کر دیا۔ جائز کام کرنا نہ کرنا تو بعد کی بات ہے لیکن ایس۔ایچ۔او کے اس توہین آمیز رویہ سے نہ صرف میرا بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں اس تحریک کی مخالفت نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین: یہ تحریک استحقاق مجلس استحقاقات کے سپرد کی جاتی ہے۔

جناب محمد ثقلین انور: شکریہ

جناب چیئرمین: اگلی تحریک استحقاق میاں محمد لطیف عاقل پنوار صاحب کی ہے۔ پنوار صاحب اگر آپ نے تحریک پیش کرنی ہے تو پھر اسے واپس نہیں لینا۔ استحقاق کے مسئلے میں میری بڑی straight policy ہے کہ اگر ہمارا ایک ساتھی کہتا ہے کہ مجھ سے زیادتی ہوئی تو ہم اسے منظور کرتے ہیں لیکن آپ بھی معافی دینے کی روایت کو ختم کریں۔

میاں محمد لطیف عاقل پنوار راجپوت: جناب والا! معافی کس بات کی؟

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! موصوف کی پہلے بھی تین چار تحاریک استحقاق آئی تھیں اس کے بعد ختم ہو جاتی ہیں۔ یا تو دیا نہ کریں اگر دیتے ہیں تو پھر find out کیا کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! جیسے رانا آفتاب صاحب نے فرمایا ہے، ہمیشہ میری یہی رائے رہی ہے۔ میں ابھی اپنے بھائی کی تحریک استحقاق پر یہ کہنے لگا تھا کہ آپ کا استحقاق تو مجروح ہوا ہے لیکن باقی بے گناہ لوگوں کو مفت میں کیوں گالیاں دلواتے ہیں کہ ساری اسمبلی کو گالیاں دیں۔ اسمبلی کو کون گالیاں دیتا ہے؟ اور ایس۔ایچ۔او کی کس طرح جرأت ہو سکتی ہے کہ اسمبلی کو گالی دے؟ میرے خیال میں میرے بھائی کی ہر اجلاس میں ایک نہ ایک تحریک استحقاق ضرور ہوتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ بغیر سنے ان کی تحریک استحقاق مجلس استحقاقات کو بھیج دیں لیکن یہ بعد میں واپس لے لیں گے۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب کی سٹیٹمنٹ کے بعد اگر آپ اپنی تحریک استحقاق پیش کرتے ہیں تو پھر واپس نہیں ہونی چاہئے۔

میاں محمد لطیف عاقل پنوار راجپوت: جناب والا! پہلے راجہ صاحب یہ ثابت کریں کہ ہر اجلاس میں میری کب تحریک استحقاق آئی ہے؟ میری ایک تحریک استحقاق پر تین میٹنگز ہوئی تھیں۔ چیئرمین مجلس استحقاقات بھی یہاں تشریف رکھتے ہیں اس تحریک کے بارے میں انھوں نے فیصلہ دیا تھا لیکن ابھی تک اس فیصلے پر عملدرآمد نہیں کروا سکے۔ آپ چیئرمین صاحب کو ابھی پوچھ سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ اپنی تحریک استحقاق پڑھیں۔

تھانہ خیرپور ٹامیوالی (بہاولپور) کے سب انسپکٹر کا معزز رکن اسمبلی سے نامناسب رویہ

میاں محمد لطیف عاقل پنوار راجپوت: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ آج سے تقریباً ایک ماہ پہلے ایک خاتون مختار بی بی میرے پاس آئی اور مجھے شکایت کی کہ محلہ کے کچھ آوارہ نوجوان اس کی جوان بچیوں کو چھیڑتے ہیں۔ مجھے خطرہ ہے کہ رات کے وقت میرے گھر نہ آ جائیں جبکہ میرا خاوند بھی معذور آدمی ہے۔ میں نے فوراً ایس۔ ایچ۔ او کو فون پر بتایا اور کارروائی کے لئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد ایس۔ ایچ۔ او نے مجھے فون پر بتایا کہ میں نے سرفراز نامی سب انسپکٹر کی ڈیوٹی لگا دی ہے وہ ابھی کارروائی کرے گا۔ دو تین دن بعد وہ عورت دوبارہ میرے پاس آئی اور مجھے بتایا کہ سرفراز سب انسپکٹر نے میرے خاوند پر زور دیا ہے کہ میں اپنی درخواست واپس لے لوں۔ جس پر میرے معذور خاوند نے انکار کر دیا اس پر سرفراز سب انسپکٹر نے اسے حوالات میں بند کر دیا۔ اس عورت نے کہا ایم۔ پی۔ اے صاحب میں اپنی شکایت واپس لیتی ہوں آپ بس میرے خاوند کو چھڑا دیں۔ میں نے اسی وقت سرفراز سب انسپکٹر کو فون کیا اور اس سے وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ یہ میرے ساتھ غصے سے بولا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ تم نے اس مظلوم آدمی کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ اس نے جواب میں مجھے کہا کہ آپ ڈی۔ پی۔ او صاحب سے بات کر لیں میں آپ کا ذاتی ملازم نہیں۔ اگر حکومت نے آپ کو کوئی پاور دی

ہے تو مجھے suspend کر دیں۔ جہاں تک ڈی۔ پی۔ او کی بات ہے وہ مجھ سے خوش ہیں اور میرے بارے میں آپ کی بات ہر گز نہ سنیں گے۔ ایک سب انسپکٹر کی میرے ساتھ اس گھٹیا انداز میں بات کرنے سے نہ صرف میرا بلکہ اس مقدس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب کچھ فرمائیں گے؟

میاں محمد لطیف عاقل پنوار راجپوت: جناب چیئرمین! آپ اس پر غور کریں کہ ایک آدمی جو مظلوم ہے اور تھانے میں جاتا ہے ویسے تو لوگوں کے ساتھ پولیس کی طرف سے زیادتیاں ہوتی رہتی ہیں۔ پولیس کا یہ رویہ ہے، ایک آدمی اگر personal capacity میں جاتا ہے اسے آپ کہہ سکتے ہیں کہ ٹھیک ہے۔ ایک ایسا آدمی۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر قانون و پارلیمانی امور!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں اس کو oppose نہیں کرتا لیکن معزز رکن سے یہ ضرور پوچھ لیں کہ ضلع اور تھانہ کون سا ہے۔ تحریک میں ضلع کا نام لکھا ہے اور نہ ہی تھانے کا نام لکھا ہوا ہے۔ کون سے تھانے کا ایس۔ ایچ۔ او ہے اور اس کا نام کیا ہے یہ تو بتا دیں؟ پوری پنجاب پولیس کے خلاف تو تحریک استحقاق نہیں دی جا سکتی۔

میاں محمد لطیف عاقل پنوار راجپوت: خیر پور ٹامیوالی بہاولپور۔

جناب چیئرمین: کمیٹی کو بھیج دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! بے شک بھیج دیں جناب والا میں اس پر اعتراض نہیں کر رہا میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ کس کے خلاف ہے کسی کا نام تو بتائیں؟

جناب چیئرمین: شارٹ سٹیٹمنٹ میں انہوں نے لکھوا دیا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: راجہ صاحب آپ ان کو ٹریننگ دیا کریں۔ ہم نے تو نہیں دینی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! یہ ایس ایچ او کا نام بتا دیں اس کا نام کیا ہے۔

میاں محمد لطیف عاقل پنوار راجپوت: جناب والا! یہ ایس۔ ایچ۔ او نہیں ہے سب انسپکٹر سرفراز ہے اور تھانہ پولیس سٹیشن خیر پور ٹامیوالی ڈسٹرکٹ بہاولپور ہے۔

جناب چیئرمین: یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔

میاں محمد لطیف عاقل پنوار راجپوت: شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! یہ مجھے تحریری طور پر بھی دے دیں۔

سید عبدالعلیم شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

سید عبدالعلیم شاہ: محترم سپیکر صاحب! یہاں پر معزز اراکین اسمبلی تحاریک استحقاق پیش کر رہے ہیں۔ ہر تحریک استحقاق میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ مقدس ایوان کا تقدس مجروح ہوا اور حیرانگی کی بات یہ ہوتی ہے کہ جب تحریک استحقاق پیش کی جاتی ہے تو ایوان کا تقدس مجروح ہوتا ہے۔ جب تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے تو معافی دیتے ہوئے یا صلح کرتے ہوئے اس مقدس ایوان کو کوئی بھی نہیں پوچھتا۔ اس لئے مہربانی فرما کر۔۔۔

جناب چیئرمین: نہیں، in future صلح نہیں کریں گے۔

سید عبدالعلیم شاہ: بات یہ ہے کہ جب مقدس ایوان کا تقدس مجروح ہوتا ہے صلح کرتے وقت اس کے تقدس کو بحال تو کروا دیا جائے۔ یہ تو بتا دیں کہ ہماری صلح ہو گئی ہے ہم نے اس افسر کو معاف کر دیا ہے یا اس سے کیا معاملات طے کئے ہیں؟

جناب چیئرمین: وہ معاملہ چیئرمین استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! جو تحریک استحقاق آپ نے in order قرار دی ہے اور اس پر راجہ صاحب نے جو objection raise کیا تھا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کی یہ خامی ہے کہ جب کوئی تحریک التوائے کار آتی ہے یا کوئی سوال ہوتا ہے اس پر وہ مختلف قسم کے اعتراضات لگا دیتے ہیں کہ اس میں یہ کمی ہے، یہ کمی ہے اور یہ متعلقہ نہیں ہے۔ جب تحریک استحقاق آتی ہے اگر واقعی اس میں تھانے کا نام اور ضلع کا نام نہیں تھا تو میں سمجھتا ہوں کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کو اسے درست کروانا چاہئے تھا یا اسے turn down کرنا چاہئے تھا۔

جناب چیئر مین: شکریہ

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! دوسرا میں آپ کی وساطت سے یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ کچھ الفاظ ایسے ہیں جب شروع کئے گئے تو ان کا پتا نہیں کیا وجہ تھی لیکن اب وہ مسلسل آرہے ہیں۔ اس وقت جو شعوری کوشش ہے یا جو علم ہے اس کے حساب سے اب وہ میل نہیں کھاتے۔ جیسے ہر سوال کے ساتھ ہم لکھ کر دیں یا نہ لکھ کر دیں تو لکھا ہوتا ہے کہ وزیر موصوف ازراہ کرم بیان فرمائیں یا ازراہ نوازش بیان فرمائیں۔ اسی طرح جہاں تک تحریک استحقاق کا تعلق ہے اس میں بھی یہ ایک routine بن گئی ہے کہ جب ایک ممبر اس میں لکھتا ہے کہ میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لیکن اس کے بعد یہ لازمی لکھا جاتا ہے کہ جناب! اس سے پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میں راجہ صاحب کی اس بات سے بالکل متفق ہوں کہ ٹھیک ہے ممبر کے ساتھ ایک معاملہ ہوتا ہے لیکن اس میں پورے ایوان کو involve کرنا درست نہیں ہے۔ اگر آپ اسمبلی سیکرٹریٹ کو یہ ہدایت کر دیں کہ اس قسم کے الفاظ ازراہ کرم، ازراہ نوازش اور پورے ایوان کا استحقاق ہے تو ان کی وہیں تصحیح ہو جانی چاہئے۔ اگر کوئی لکھ کر بھیجتا بھی ہے۔۔۔

جناب چیئر مین: رانا صاحب ہمارا اسمبلی سٹاف لکھتا ہے اور ہمارے ایم۔پی۔ایز حضرات لکھواتے ہیں من وعن اس کا ایک طریق کار ہوتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: نہیں۔ جناب والا! یہ ازراہ کرم تو ہم نے کبھی نہیں لکھا اس کے باوجود لکھا ہوتا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! اس سلسلے میں یہ گزارش کروں گا کہ ایک ممبر اس معزز ایوان کا ممبر ہوتا ہے۔ وہ بھی اس ایوان کا حصہ ہے۔ جیسے سورج کی شعائیں سورج کا حصہ ہوتی ہیں وہ بھی سورج سے علیحدہ نہیں ہوتیں۔ اسی طریقے سے اس معزز ایوان کا ممبر بھی اس ایوان کا حصہ ہے اس لئے یہ ایک tradition بھی ہے اس طریقے سے ایوان کا اور اس کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔

جناب چیئر مین: شکریہ۔ ملک جلال دین ڈھکو صاحب!

سید عبدالعلیم شاہ: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب چیئر مین: شاہ صاحب! ایوان کی کارروائی کو چلنے دیں۔

سید عبدالعلیم شاہ: جناب والا! کچھ دوستوں نے اس مسئلے پر بڑی اچھی بات کی ہے، رانا صاحب

اور راجہ صاحب نے بھی بڑی اچھی بات کی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایوان کا تقدس جو مجروح ہوتا ہے وہ پورے ایوان کا کیسے ہوتا ہے۔ ہماری اسمبلی کو بھی بنے ہوئے تین سال ہو گئے ہیں اور چوتھا سال بھی ماشاء اللہ شروع ہو گیا ہے۔

جناب چیئرمین! میں آپ سے اور وزیر قانون سے بھی یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اب تک اس ایوان سے ہم نے اور دوسرے اراکین اسمبلی نے فیڈرل گورنمنٹ کو، صوبائی حکومت کو مفاد عامہ کی کئی سینکڑوں قراردادیں جو پاس کروا کر بھیجی ہیں اس وقت تک کسی بھی محکمے نے ان مفاد عامہ کی قراردادوں کا جواب دیا یا اس کا کوئی جواب اس اسمبلی میں پیش کیا گیا۔ اگر اس کا جواب نہیں دیا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ڈیپارٹمنٹ نے پورے ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے۔ آپ ان ڈیپارٹمنٹس کے خلاف کارروائی کرنے کا اختیار رکھتے ہیں یا نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ تین سال کے اندر ہم نے اس ایوان میں جو قراردادیں مفاد عامہ کے لئے پیش کی ہیں ان کا کوئی جواب آیا یا نہیں؟ اگر نہیں آیا تو پھر میرا تقدس مجروح ہوا ہے اور میں اس پر تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں کہ اس سے پورے ایوان کا تقدس مجروح ہوا ہے، اور جن محکموں نے جواب واپس نہیں بھیجا ان کے خلاف کارروائی کی جائے کیونکہ اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے، اس اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ ان کی کھچائی کی جائے اور ان کی باز پرس کی جائے۔

جناب چیئرمین: آپ move کریں۔

سید عبدالعلیم شاہ: جناب والا! میں بھی لکھ کر دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: سیکرٹریٹ میں جمع کروائیں۔

سید ناظم حسین شاہ: شاہ صاحب! جلدی بھیجیں۔

جناب چیئرمین: ملک جلال دین ڈھکو صاحب!

E.D.O.(R) ساہیوال کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ

ملک جلال دین ڈھکو: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے اس مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کے فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ چند روز قبل میں EDO(R) ساہیوال جناب وقار احمد خان کے دفتر میں ایک عوامی نوعیت کے کام کے سلسلہ میں گیا تو موصوف نے میری طرف کوئی توجہ نہ

دی۔ جناب میں نے اپنے آنے کا مدعا ظاہر کیا تو موصوف نے نہایت بے اعتنائی اور تلخ لہجے میں کہا کہ آپ بلا وجہ آ جاتے ہیں اور آ کر تنگ کرتے ہیں۔ کام تو خود بخود ہو جاتے ہیں۔ لہذا آپ آئندہ تنگ نہ کیا کریں۔ قبل ازیں بھی ان سے ایک مسجد کو جانے والا راستہ جو کہ بند کیا ہوا ہے کھلوانے کے بارے میں یہ گزارش کی تھی کہ اگر راستہ منظور شدہ ہے تو کھول دیں اگر نہیں تو نہ کھولیں لیکن موصوف نے نہایت تُرش اور سخت لہجے میں کہا کہ راستہ کی منظوری یا نامنظوری کے بارے میں، میں آپ کو بتانا ضروری نہیں سمجھتا اس کو کھولوں یا نہ کھولوں یہ میری مرضی ہے۔ اگر یہ کام ہونے والا ہے تو ہو جائے گا۔ EDO(R) ساہیوال وقار احمد خان کے رویہ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک استحقاق کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب چیئرمین: گوندل صاحب! آپ اس تحریک استحقاق کا جواب دیں گے کیونکہ وزیر موصوف تو تشریف نہیں رکھتے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب چیئرمین یہ ریونیو سے متعلقہ ہے، ایجوکیشن سے متعلقہ نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! وزیر مال تشریف نہیں رکھتے اگر آپ اسے pending فرما دیں تو بہتر ہو گا۔

جناب چیئرمین: یہ EDO(R) کے خلاف ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! EDO(R) کے خلاف ہے۔ وہ غالباً عمرے پر گئے ہوئے ہیں اور اس کا جواب پارلیمانی سیکرٹری صاحب دے دیں گے۔

جناب چیئرمین: اس کا جواب پارلیمانی سیکرٹری صاحب دے دیں گے۔ تحریک استحقاق move ہو چکی ہے لہذا اسے سوموار تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

ملک جلال دین ڈھکو: جناب! pending نہ کریں، میری گزارش سن لیں اور اسے منظور کر لیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب چیئر مین: ڈھکو صاحب! Monday کو جواب آ جائے گا تو انشاء اللہ یہ منظور ہو جائے گی۔ تحریک استحقاق کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار رانا آفتاب احمد خان صاحب کی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب چیئر مین! گزارش یہ ہے کہ دو اڑھائی مہینے پہلے قائد اعظم میڈیکل کالج بہاولپور اور رحیم یار خان میڈیکل کالج کے لئے پروفیسرز وغیرہ کی سلیکشن ہوئے کافی عرصہ ہو گیا ہے لیکن ابھی تک وہاں آرڈرز نہیں ہوئے۔

جناب چیئر مین: وسیم صاحب! تشریف رکھیں۔ میں آپ کو ہیلتھ کی تحریک التواء میں ٹائم دوں گا۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، رانا آفتاب خان!

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئر مین! میں نے اس کو پڑھ دیا تھا۔ یہ تین چار دفعہ pending ہوئی تھی آج اس کا جواب آنا تھا۔ متعلقہ وزیر ملک سے باہر ہیں اور پارلیمانی سیکرٹری بھی موجود نہیں ہیں۔

جناب چیئر مین: راجہ صاحب! یہ تحریک پڑھی جا چکی ہے۔ وزیر نہیں ہے، پارلیمانی سیکرٹری بھی موجود نہیں ہے تو ذمہ داران کو معطل کیا جائے اور سوموار کے دن یہ دوبارہ take up ہو گی اور آپ اس کا جواب دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئر مین! میں اس سلسلے میں تھوڑی سی یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جب آپ rules and privileges کی بات کر رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں تحاریک التوائے کار کے لئے بھی کوئی فیصلہ کرنا چاہئے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ Monday کو 9 بجے سیکرٹری ہاؤسنگ کو ادھر بلائیں اور گورنمنٹ سائیڈ سے we will ensure کہ اس کا کوئی جواب دے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر Monday کو اس کا جواب نہ دیا جائے تو یہ اسمبلی سیکرٹری ہاؤسنگ کو بے شک suspend کرے۔ یہ کوئی طریق کار نہیں ہے کہ اسمبلی کے بزنس کے سلسلے میں ہمیں ہی یہاں پر embarrassment اٹھانی پڑتی ہے کہ جواب نہیں آیا، جواب نہیں آیا۔ پارلیمانی سیکرٹری بھی اس کے ذمہ دار ہیں اور منسٹر متعلقہ بھی اس کے ذمہ دار ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں راجہ صاحب کا مشکور ہوں اور ان کا بڑا حوصلہ ہے کہ یہ سوا تین سال اکیلے سارا pressure لیتے رہے ہیں۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ ہر چیز انہیں نہیں کرنی چاہئے۔

متعلقہ پارلیمانی سیکرٹریز ہیں، وزراء ہیں۔ وزراء میں کوئی جاپان چلا گیا ہے، کوئی امرتسر چلا گیا ہے۔

جناب چیئرمین: سنیں، بات سنیں۔ میں نے کہہ دیا ہے۔ سوموار کے دن 9 بجے سیکرٹری ہاؤسنگ ادھر آئے گا، انتظار کرے گا، ہم preside meetingکریں گے اور فیصلہ کریں گے۔ جواب نہیں آئے گا تو ہم سیکرٹری کو معطل کر دیں گے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، راجہ شفقت عباسی صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ تمام تر بوجھ راجہ بشارت صاحب نے اٹھایا ہوا ہے۔ باقی وزیر، مشیر اور پارلیمانی سیکرٹری بھی ہیں۔ میں راجہ صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ چار دن چھٹی کر لیں اور باقی منسٹرز کو checkبھی کر لیں وہ یہاں کس طرح faceکریں گے۔

جناب چیئرمین! یہاں منسٹر لائیو سٹاک بھی بیٹھے ہیں۔ پنجاب میں برڈ فلو کے حوالے سے کروڑوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے۔ لاکھوں لوگ اس انڈسٹری سے وابستہ ہیں۔ خواہ مخواہ کی افواہ پھیلنے کی وجہ سے یہ انڈسٹری متاثر ہو رہی ہے۔ منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ برڈ فلو کی افواہ سازی کو روکنے کے لئے جس طرح پرائم منسٹر نے اسلام آباد میں ایک پارٹی میں لوگوں کو چکن کھاتے ہوئے دکھایا، حکومت پنجاب اور ان کا محکمہ بھی اسی طرح کی دعوت کا اہتمام کرے تاکہ عوام میں جو خوف وہراس پیدا ہو گیا ہے کہ پنجاب میں بھی برڈ فلو آ گیا ہے اس طرح ہماری یہ انڈسٹری بچ سکے۔ وزیر لائیو سٹاک صاحب اس سلسلے میں کیا اقدامات کر رہے ہیں؟ وزیر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، یہ بڑا seriousاور اربوں روپے کا معاملہ ہے اور پنجاب کے لاکھوں لوگ اس انڈسٹری سے وابستہ ہیں۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔

وزیر کالونیز: جناب چیئرمین! انہوں نے جو بات کی ہے۔ لاء منسٹر صاحب الحمد للہ بڑا اچھا کام کرتے ہیں اور بڑے خوبصورت انداز میں اسمبلی کی کارروائی کو conductکرتے ہیں لیکن انہوں نے تمام وزراء کرام کی بات کی ہے تو میں ان سے استدعا کروں گا کہ آپ براہ مہربانی ایک ہی لاٹھی سے سب کو نہ ہانکیں، جس آدمی نے کام نہیں کیا، جس نے سوال کا جواب نہیں دیا، جس نے گورنمنٹ بزنس

میں کوتاہی کی ہے تو آپ اسمبلی کے اندر اس کا نام بتائیں، وہ اس کا جواب دہ ہوگا۔ سب لوگوں کو ایک ہی طریقہ سے آپ treat نہ کریں۔

جناب چیئرمین: منسٹر ہاؤسنگ کا سوال تھا اور انہوں نے ہی جواب دینا تھا۔ سب کو پتا ہے کہ منسٹر ہاؤسنگ کو کہا جا رہا ہے۔

وزیر کالونیز: جناب چیئرمین! منسٹر ہاؤسنگ کی بات کریں۔ انہوں نے تمام وزراء کی بات کی ہے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ مہربانی فرمائیں کہ یہ تصحیح فرمالیں کہ جس آدمی نے کوئی غلطی کی ہے یا جس آدمی کا کوئی کام تھا اسی کے سپرد کریں، تمام کو ایک ہی انداز سے treat نہ کریں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ تحریک التوائے کار نمبر 820 جناب طاہر اختر ملک، سید حسن مرتضیٰ، چودھری زاہد پرویز کی طرف سے ہے!

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئرمین! میں صبح سے بات کرنا چاہتا تھا لیکن میں آپ کے حکم کے مطابق بیٹھتا رہا ہوں اور آپ نے ایک دفعہ مجھے ڈانٹ بھی دیا ہے کہ "بہہ جا تھلے، تینوں اگے وی کہیا اے۔" اب میں کھڑا ہوا ہوں تو شاہ صاحب کو پھر پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہونا یاد آگیا ہے۔ یہ بزرگ ہیں میں پھر بیٹھ جاتا ہوں۔ ایک دفعہ انہیں پھر موقع دیں۔

جناب چیئرمین: آپ شروع کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئرمین! یہاں آئے دن تنخواہیں بڑھانے کی تو بات ہوتی ہے کہ بڑھا دیں۔ خصوصاً جب آپ چیئر پر ہوتے ہیں تو اس وقت یہ issue بڑا گرم ہوتا ہے۔ میں نے ایک سال پہلے بھی یہ عرض کی تھی کہ جن لوگوں کی وجہ سے اللہ ہم پر یہ مہربانی فرماتا ہے اور ہم اسمبلی میں پہنچتے ہیں جب وہ ہمیں ملنے کے لئے اسمبلی کے باہر آتے ہیں تو یہ سکیورٹی اور پولیس والے ان کی جو پگڑیاں اچھالتے ہیں اس کی دنیا میں مثال نہیں ملتی۔ اگر وہاں پر باعزت طریقے سے ایک ویٹنگ روم ہو جائے، کوئی شیڈ بنا دیا جائے، کوئی چھوٹی سی کینٹین ہو، ان کے پانی پینے کے لئے کوئی کولر پڑا ہو تو میرا خیال ہے اس میں کوئی زیادہ خرچ نہیں ہونا۔ اگر گورنمنٹ نہیں کرنا چاہتی تو جتنی رٹ ہم لگاتے ہیں کہ ہماری تنخواہیں بڑھا دی جائیں، ایک مہینے کی ہماری تنخواہ کاٹ لی جائے اور ان لوگوں کے لئے کوئی انتظام ہو جائے۔ کوئی انفارمیشن ڈیسک ہو، وہ بے چارے صبح نو بجے سے جب تک اجلاس رہتا ہے کھڑے رہتے ہیں کہ ہمارا ایم۔پی۔اے یہاں سے گزرے گا، ہم اسے اپنا مسئلہ بتا سکیں گے۔

آپ آج اس پر کوئی رولنگ دیں کہ گورنمنٹ اسی اجلاس کے دوران وہاں کوئی چار کرسیاں ہی رکھوا دے۔(قطع کلامیاں)

واش روم کا بھی بندوبست ہونا چاہئے۔ ہمارے ڈرائیور حضرات بھی ہیں اور کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے سیکرٹریز بھی ساتھ آتے ہیں ان کے بیٹھنے کا کوئی انتظام کروائیں۔ نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ پروین سکندر گل: جناب چیئرمین! میں ان کی بات کی تائید کرتے ہوئے اسی پر ایک اور بات کرتی ہوں کہ تین سال سے تو ہمارے مائیک ٹھیک نہیں ہوئے۔ کسی کو کوئی سمجھ نہیں لگ رہی ہوتی کہ منسٹر صاحب کیا جواب دے رہے ہیں اور سوال کرنے والے کا سوال ہم تک پہنچتا ہے اور نہ پریس تک تو آپ مہربانی فرمائیں، آج تک اس پر بہت دفعہ رولنگ دی گئی ہے، سیکرٹری صاحب بھی موجود ہیں۔ اگر یہ مائیک ہی ٹھیک نہیں ہو سکتے جن پر ہم نے اس عوام کی بات کرنی ہے تو میں ان کی اس بات کی بھی تائید کرتی ہوں۔ نہ ڈرائیورز کے لئے جگہ ہے اور جو آنے والے ہیں ان کے لئے کہہ کر بھی آتے ہیں کہ فلاں آئے گا لیکن اس سے متعلقہ افسر تک پہنچا ہی نہیں جاتا کہ وہ بندہ اپنی یا چٹ کی بات کر سکے۔ ڈرائیورز کے لئے باہر پانی کا بندوبست نہ ہونے کی وجہ سے گرمیوں میں ان کا برا حال ہوتا ہے۔ آپ نے یہ سیٹوں کا بھی حال دیکھا ہے اور تین سال میں یہ مائیک بھی ٹھیک نہیں ہو سکے تو مہربانی فرمائیں اور اس کے ساتھ اس کو بھی شامل کریں۔

جناب چیئرمین: حسن مرتضیٰ صاحب! آپ نے جو مسئلہ اٹھایا ہے یہ بالکل مناسب ہے۔ سپیکر صاحب ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ میں نے سیکرٹری صاحب سے پوچھا ہے وہ تو انکار ہی کر رہے ہیں لیکن ہم کوشش کریں گے کہ چھوٹے گیٹ کے ساتھ ایک وزٹنگ روم بنایا جائے۔ یہ آپ سے وعدہ ہے کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ وزٹنگ روم بنائیں گے۔

جناب چیئرمین: جی، نذر فرید صاحب!

ملک نذر فرید کھوکھر: جناب چیئرمین! ابھی میرے بھائی نے جو بات کی ہے کہ ہمارے آنے والے مہمانوں کو یہاں پر بٹھانے کا کوئی بندوبست نہیں ہے۔ اس بارے میں پہلے بھی ایک دفعہ یہ بات ہوئی تھی تو یہ بات اس وقت بھی زیر غور تھی کہ ہماری اسمبلی کے باہر والے برآمدے جن کا اسمبلی کے اندرونی حصے سے کوئی تعلق نہیں ہے اگر ان کو cover کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین: نذر فرید صاحب! میری بات سنیں۔ ہم ہاؤس کمیٹی میں یہ مسئلہ لائیں گے اور انشاء اللہ اس کا حل نکالیں گے۔ یہ وعدہ ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر
رکن اسمبلی کی طرف سے تحریک التوائے کار کی تائید کرنے پر سیکرٹری سپورٹس کا اپنے ماتحت افسر کا تبادلہ کرنا

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے اور جناب وزیر قانون سے میری درخواست ہے۔ کل شیخ اعجاز صاحب نے ایک تحریک التوائے کار یہاں پیش کی تھی۔ میں نے بھی ان کی اس تحریک التوائے کار کے حق میں دو تین باتیں کی تھیں۔ اسی سپورٹس ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے وہ تحریک التوائے کار تھی۔ وہاں میرے ایک ذاتی دوست ہیں اور شاید سیکرٹری سپورٹس نے یہ سمجھا ہے کہ انھوں نے مجھے بتایا ہے۔ انھوں نے آج صبح آتے ہی ان کو ٹرانسفر کر دیا ہے۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس کا اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں وزیر قانون سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اس بارے میں رہنمائی فرمائیں کہ ارشد بھٹی صاحب سیکرٹری سپورٹس نے آج صبح سب سے پہلا کام یہ کیا ہے کہ اطہر سعید بٹ کو وہاں سے ٹرانسفر کر دیا ہے۔ یہ تحریک التوائے کار شیخ اعجاز صاحب کی تھی اور میں نے اس کی تائید کی تھی۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس بارے میں کچھ کریں۔

جناب چیئرمین: جی، گردیزی صاحب!

وزیر کھیل: جناب چیئرمین! جس مسئلے کی طرف شاہ صاحب نے نشاندہی کی ہے۔ میں ابھی اس کی تحقیقات کر کے House کو اور آپ کو آگاہ کر دوں گا۔

جناب چیئرمین: اگر کسی بندے کو اس تحریک التوائے کار کی وجہ سے ٹرانسفر کیا گیا ہے تو وہ آرڈر withdraw ہونے چاہیئں۔

وزیر کھیل: اگر ایسا ہوا ہے تو وہ آرڈر withdraw ہوں گے۔

تحاریک التوائے کار

(۔۔۔جاری)

پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر جعلی ادویات اور غیر رجسٹرڈ میڈیکل کالجوں کے کمرشل اشتہارات کا چلنا

جناب چیئرمین: اب تحریک التوائے کار شیخ علاؤالدین صاحب کی صحت کے حوالے سے جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ کے ایک اہم مسئلہ زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اس وقت ملک بھر میں پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے through کمرشل اشتہارات بغیر سکروٹنی کے چلائے جا رہے ہیں جس کے تحت غیر معیاری ادویات بالخصوص میڈیکل پراڈکٹس مارکیٹ میں چل رہی ہیں۔ روزانہ کہیں نہ کہیں ان ادویات کے adds آ رہے ہیں اور اس کے علاوہ پورے پنجاب کی دیواریں بھی اس قسم کی ادویات کے اشتہارات سے بھری ہوئی ہیں۔ یہ ایک اہم مسئلہ ہے کہ غیر معیاری اور جعلی ادویات جو پورے ملک میں بیچی جا رہی ہیں۔ اس کے side affects تمام لوگوں پر پڑ رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میڈیکل کالجز کے لئے جو داخلے کے اشتہارات دیئے جا رہے ہیں۔ یہ میڈیکل کالجز رجسٹرڈ ہیں اور نہ ہی ان میں پڑھنے والے لوگوں کا کوئی future ہے۔ ان کے علاوہ سنٹرل ایشئن countries سے specially کرغزستان میں سینکڑوں لوگوں کو ورغلا کر بھیجا گیا ہے۔ جن میں طلبا و طالبات کا future بھی خطرے میں ہے۔ یہ تمام کی تمام باتیں اور specially سب کو معلوم بھی ہے کہ یہ دوائیاں نکلی ہیں اور ان کے affects بہت برے ہیں۔ ان پر فوری طور پر کچھ نہ کچھ ہونا چاہئے اور جن میڈیکل کالجز کے لئے لوگوں کو ورغلا کر داخلے دیئے جا رہے ہیں اور ان بچوں کا کوئی future بھی نہیں ہے۔ ان پر فوری طور پر کوئی نہ کوئی کریک ڈاؤن ہونا چاہئے۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! میں نے اس دن بھی یہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا کہ پرائیویٹ میڈیکل کالج جنھوں نے پورے پنجاب میں دہشت گردی پیدا کی ہوئی ہے۔ وہ طالبعلموں اور معصوم لوگوں سے پیسا اکٹھے کرتے ہیں اور وہاں پر کچھ بھی نہیں ہے۔ میں نے آپ کی وساطت

سے وزیر صحت سے یہ سوال کیا تھا کہ صرف یہ بتا دیں کہ حکومت پنجاب کی پرائیویٹ میڈیکل کالجوں سے متعلق پالیسی کیا ہے؟

جناب چیئرمین: جی، ڈاکٹر وسیم صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب چیئرمین! اخبارات میں اشتہارات آتے ہیں کہ چائنا، ترکمانستان اور اس طرح کی جو مشرقی یورپ ریاستیں ہیں ان کے بھی اشتہارات میڈیکل کالجوں میں داخلے کے لئے آتے ہیں۔ یہاں سے طلباء بڑی تعداد میں وہاں جاتے ہیں اور ملک کا فارن ایکسچینج خرچ کر کے داخلہ لیتے ہیں۔ جب وہاں سے وہ گریجوایشن کر کے آ جاتے ہیں تو پھر یہ مشکل ہو جاتی ہے کہ پاکستان کے اندر ہیلتھ پالیسی ایجوکیشن کے حوالے سے govern کرنے والی باڈی ہے پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل ان کو recognize نہیں کرتی اور ایک لمبا process اس حوالے سے چلتا ہے۔ جس سے وہاں سے ایم بی بی ایس کر کے آنے والا ڈاکٹر، اس کے والدین اور لواحقین بھی شدید اذیت کے اندر مبتلا ہوتے ہیں۔ اس حوالے سے حکومت کی کوئی واضح پالیسی ہونی چاہئے۔ پرائیویٹ میڈیکل کالج جو ملک کے اندر بھی ہیں اور ملک کے باہر بھی یہ یہاں پر اشتہارات دے کر بچوں کو کھینچ لیتے ہیں اس حوالے سے کوئی پالیسی واضح ہونی چاہئے۔

جناب چیئرمین: جی، سعید اکبر خان!

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا تھا اور اپنی اصلاح کے لئے آپ کی رولنگ چاہتا ہوں کہ جب بھی تحریک التوائے کار پیش ہوتی ہے تو اس میں کہا جاتا ہے کہ میں تحریک التوائے کار پیش کرنا چاہتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اس میں House کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ تحریک التوائے کار کا ایک ٹائم مختص ہے اور notified ہے کہ جب تحریک التوائے کار پیش ہوں گی تو آدھے گھنٹے تک اس کی کارروائی ہو گی۔ میں اس بات کو سمجھنا چاہتا ہوں اور شاید باقی House کے دوستوں کو بھی پتا ہو۔ مجھے ان الفاظ پر اس لحاظ سے اعتراض ہے کہ جب آپ House کی کارروائی ملتوی کریں گے تو پھر House کی کارروائی جب بھی ملتوی ہو گی تو دوبارہ جو کارروائی ہو گی اس کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں ہو گی کیونکہ تحریک التوائے کار کا وقت 30 منٹ مقرر ہے۔ اس میں ہی وہ کارروائی ہونی ہے۔ ان الفاظ کی کوئی خاص رولز کے تحت اہمیت ہے۔ اگر ملتوی لفظ استعمال نہ ہو تو کیا یہ کارروائی کا حصہ نہیں بن سکتی۔ میں اپنی اصلاح کرنا چاہتا ہوں تاکہ مجھے اس کا پتا ہو۔

جناب چیئرمین: یہ ایجنڈا آئٹم اور نان ایجنڈا آئٹم ہوتا ہے۔ ایجنڈا معطل کیا جاتا ہے تو تحریک التوائے کار پڑھنے کی اجازت دی جاتی ہے۔

وزیر جیل خانہ جات: جب آپ کہتے ہیں کہ تحاریک التوائے کار کا وقت اب شروع ہوتا ہے۔ وقفہ سوالات کے لئے آپ ٹائم دیتے ہیں، اس میں تو کبھی House کی کارروائی معطل یا ملتوی نہیں کی جاتی ہے لیکن تحاریک استحقاق اور تحاریک التوائے کار میں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر غور و خوض کرنے کی ضرورت ہے۔ پہلے تحریک التوائے کار کا وقت مقرر نہ ہو اور پھر بعد میں کوئی تبدیلی آئی ہو لیکن الفاظ وہی رہے ہوں۔ اس لئے اس میں تصحیح کرنے کی یا ہمیں بحیثیت House ممبر یہ سمجھنے کی ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین: میں اس پر غور کروں گا اور انشاء اللہ اس پر کچھ فیصلہ ہوگا۔ جی، حاجی اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: میرے بھائی نے جو تحریک التوائے کار پیش کی ہے۔ میں اسی حوالے سے صرف ایک بات کرنی چاہتا ہوں کہ پورے لاہور میں ایسے سائن بورڈ لگے ہوئے ہیں جن پر لکھا ہوا ہے کہ "شوگر کا علاج یقینی، کینسر کا علاج یقینی، ڈاکٹر فلاں فلاں گولڈ میڈلسٹ، میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو ڈاکٹر صاحبان کے نام لکھے ہوئے ہیں وہ تو ایم بی بی ایس بھی نہیں ہیں لیکن انھوں نے لکھا ہوا ہے کہ گولڈ میڈلسٹ تو ان گولڈ میڈلسٹ نے کہاں سے گولڈ میڈل لئے ہیں۔ براہ مہربانی! ان کے بارے میں بھی بتایا جائے اور شہر سے بورڈ بھی ہٹائے جائیں اور ان ہسپتالوں کی نگرانی کی جائے اور چیک کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

جناب چیئرمین: جی۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ میں نے ابھی جو تحریک التوائے کار پیش کی ہے اس پر عملدرآمد میں کوئی دیر لگے گی یا کوئی ٹائم لگے گا تو میری صرف گزارش یہ ہے کہ فوری طور پر آپ آج ایک حکم جاری کریں۔۔۔

جناب چیئرمین: شیخ صاحب! آپ پہلے ان کی بات تو سن لیں۔

شیخ علاؤالدین: میں اسی کے لئے عرض کر رہا ہوں۔ میری بات تو سن لیجئے۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب جواب تو دے لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئر مین! اس کا جواب آ جائے گا کہ جو اشتہارات اس وقت دیواروں پر موجود ہیں، متعلقہ تھانوں کو کہیں کہ وہ کم از کم مٹا دیں اس سے نوجوان طبقہ بہت خراب ہو رہا ہے۔ یہ جو دو گھنٹے میں جوانی واپس ہونے والے اشتہارات ہیں یا رنگ گورا کرنے والے اشتہارات ہیں ان کو تو فوری طور پر بند کروا دیں یہ کروڑوں روپے کا فراڈ روزانہ قوم سے ہو رہا ہے۔ روزانہ اخبارات میں آ رہا ہے کہ یہ جرمنی دواخانہ، فلاں میڈیکل سٹور ہے یہ چیز لے لیں، وہ لے لیں تو اس قسم کے اشتہارات کو تو بند کروا دیں۔

جناب چیئر مین: تشریف رکھیں۔ جناب وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب چیئر مین! جو تحریک التوائے کار شیخ علاؤالدین صاحب نے پیش کی ہے بڑی اہم ہے لیکن اس کا ابھی جواب موصول نہیں ہوا۔ میں کل جواب دے دوں گا۔

جناب چیئر مین: میری بات سنیں۔ اگر آپ اس سے اتفاق کرتے ہیں تو میں اسے آپ کی ہیلتھ کمیٹی کو بھیجنا چاہتا ہوں۔ سیدھی بات ہے آگے جواب جو بھی آپ نے دینا ہے۔ کوئی نئی کمیٹی تو نہیں بنی۔ جو جعلی کالجز بنے ہوئے ہیں ان کے لئے میں اسے ہیلتھ کمیٹی کو بھیج دیتا ہوں وہ رپورٹ تیار کر کے House میں submit کر دیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئر مین! تحریک التوائے کار پر صرف جنرل ڈسکشن ہوتی ہے یہ کمیٹی کے پاس نہیں جاتی۔ اس کو آپ جنرل ڈسکشن کے لئے کوئی fix time کر دیں اس پر آپ ڈسکشن کروا سکتے ہیں۔ آپ یہ نہیں کر سکتے ہیں کہ اس کو سٹینڈنگ کمیٹی کو refer کر دیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئر مین! چیئر authorize ہے وہ کسی بھی ایشو پر کمیٹی بنا سکتی ہے۔ رانا صاحب میرے بڑے بھائی اور سینئر ہیں لیکن Chair اگر چاہے تو کسی بھی issue پر کمیٹی بن سکتی ہے اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

جناب چیئر مین: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب چیئر مین! ابھی تحریک التوائے کار آئی ہے۔ پیر کو ویسے ہی ہیلتھ کے متعلق سوالات ہیں اس کا جواب بھی میں پیر کو دے دوں گا۔ اگر آپ اس وقت محسوس کریں کہ اسے کمیٹی کو refer کرنا چاہئے یا سب کمیٹی بنانی چاہئے تو وہ آپ کی صوابدید ہے۔ ابھی تو میں نے اس کا جواب بھی نہیں دیا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، چودھری صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب چیئر مین! میں ایک چھوٹی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں کر لیتا ہوں۔

جناب چیئر مین: جی، کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: شاہ صاحب! آپ اتنے لوگوں کے لئے بیٹھتے ہیں میرے لئے بھی بیٹھ جائیں۔

جناب چیئر مین: شاہ صاحب! آپ بات کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئر مین! آپ ایسا کریں کہ میرے لئے بھی آپ کوئی آدھا گھنٹہ مختص کر دیں اور اس دن بے شک باقی کوئی نہ آئے، میں اور آپ ہوں، میں پڑھتا رہوں اور آپ سنتے رہیں۔ اب یہ بھی بات کر لیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! ابھی ایک بات سعید اکبر نوانی صاحب نے کی تھی کہ آپ میری اصلاح کے لئے مجھے بتائیں۔ آپ نے فرمایا تھا کہ میں ابھی سوچ کر بتاتا ہوں۔ کارروائی ملتوی یا معطل کرنے کی بات تھی۔ رانا آفتاب صاحب کی بات کا جواب ہے کہ یہ اس لئے ملتوی کی جاتی ہے کہ اگر یہ ہو جائے تو دو گھنٹے کے لئے تمام کارروائی کو روک کر اس پر بحث کے لئے اجازت فرما دی جاتی ہے اور یہ بالکل صحیح الفاظ لکھے جا رہے ہیں اور روایت ہے۔ اس میں کوئی غیر قانونی بات نہیں ہے۔

دوسری بات میرے دوست نے ہیلتھ منسٹر کے لئے بورڈوں کے بارے میں فرمایا تھا تو ناقص یا نامناسب بورڈ کو اکثر علاقوں میں لوگ ویسے ہی remove کرا دیتے ہیں۔ ہمارے علاقے میں ایک بورڈ جو کہ تقریباً صحت کے متعلقہ اس پر لکھا ہوا تھا کہ ماہر بواسیر و دیگر امراض چشم تو اس کو انہوں نے سمجھا کہ یہ کیا لکھا ہوا ہے انہوں نے خود ہٹوا دیا۔ یہ لوکل گورنمنٹ کا بھی کام ہے، ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا بھی کام ہے اس کے بارے میں یہ ہیلتھ منسٹر کو کہہ رہے ہیں کہ وہاں سے بورڈ ہٹوائیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ متعلقہ محکموں کے بارے میں ہی بات کیا کریں۔

شیخ علاؤالدین: وہ بورڈ نہیں ہٹوائیں گے وہ تو خود ان کے client ہیں۔

جناب چیئرمین: صبر کریں، صبر کریں۔

ڈاکٹر مظفر علی شیخ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر مظفر علی شیخ: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ جو تحریک التوائے کار شیخ علاؤالدین صاحب نے پیش کی، حقیقت میں یہ اتنا بڑا معاملہ ہے کہ ہم اس کو کبھی بھی نظر انداز نہیں کر سکتے۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب! منسٹر صاحب نے Monday تک کے لئے سٹیٹمنٹ دے دی ہے۔ Monday کو ہی آپ اس کو argue کر لیں۔

ڈاکٹر مظفر علی شیخ: جناب چیئرمین! میں عرض کرتا ہوں صرف ایک لفظ کہنے کے بعد میں ختم کرنے لگا تھا کہ میری آپ سے یہ استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد ضرور کیا جائے تاکہ اس کو لاء کی sanctity مل سکے اور یہ اشتہاروں اور جعلی ڈاکٹر بنانے کی بھرمار کا قلع قمع کیا جا سکے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، شاہ صاحب! اپنی تحریک پڑھیں۔

موضع (اگوکی سیالکوٹ) کی رہائشی لڑکی پر علاج کے بہانے جعلی پیر کا تشدد

سید حسن مرتضیٰ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "خبریں" مورخہ 25۔نومبر 2005 کی خبر کے مطابق موضع اگوکی ضلع سیالکوٹ کے رہائشی سبزی فروش محمد فاروق نے اپنی بیٹی ارم شہزادی کو علاج کے لئے محلہ عثمان پورہ میں اپنے ماموں کے گھر بھیج دیا جو ارم کو علاج کے لئے رحیم پور میں جعلی پیر امجد کے پاس لے گیا۔ جعلی پیر نے ارم شہزادی کو رسیوں سے باندھ کر لوہے کی سلاخوں کو آگ پر سرخ کر کے جسم کو داغا جس سے ارم کئی بار بے ہوش ہوئی۔ ارم کے ہاتھ گردن چہرہ اور زبان جل گئی۔ جعلی پیر چڑیلیں نکالنے کے لئے ارم پر تین گھنٹے تشدد کرتا رہا۔ تشدد کی وجہ سے ارم کی قوت گویائی جاتی رہی۔ جب اس سلسلہ میں متعلقہ ایس ایچ او اگوکی سے رابطہ کیا تو اس نے سب کچھ جاننے کے باوجود مقدمہ درج کرنے سے

معذرت کی۔اس خبر کی اشاعت سے عوام میں غم وغصہ پایا جانے لگا ہے۔لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ معزز رکن نے اپنی تحریک التوائے کار میں فرمایا ہے کہ ایس ایچ او نے اس سلسلے میں مقدمہ درج نہیں کیا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مقدمہ درج کیا جا چکا ہے اور مقدمہ کا نمبر 477 ہے جو 27-11-05 بجرم 302 تھانہ اگوکی درج ہو چکا ہے اور اس سلسلے میں کارروائی ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین: کتنے ملزمان گرفتار ہوئے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! ابھی ملزمان گرفتار نہیں ہوئے اور تفتیش جاری ہے اور ان کو ہدایت کی جا رہی ہے کہ اس سلسلے میں فوری طور پر گرفتاری عمل میں لائی جائے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئرمین! راجہ صاحب نے فرمایا ہے کہ مقدمہ درج ہو گیا ہے۔ایک تو میں عرض کروں گا کہ یہ مقدمہ کب درج ہوا؟ اتنا عرصہ گزر گیا ہے اور ایس ایچ او نے کوئی کارروائی نہیں کی۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ رپٹ پڑھ کر سنائیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب! میری عرض تو سن لیں۔اب تو کوئی بھی ممبر نہیں اٹھا صرف میں اور آپ ہیں۔گزارش یہ ہے کہ اب تک اس پر کوئی کارروائی نہیں ہوئی کہ کوئی ملزم پکڑا جائے۔جب ایس ایچ او کو پتا چلا ہے کہ تحریک التوائے کار پیش ہو گئی ہے تو اس وقت اس نے مقدمہ درج کیا ہے۔ میری یہاں پر یہ گزارش ہے کہ اس قسم کے واقعات اکثر اخباروں میں آتے ہیں اور proper ڈاکٹر نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو اس قسم کے جعلی پیروں کا سہارا لینا پڑتا ہے۔اصل میں تو یہ بیماری ہے اور جب اس کا علاج نہیں ہو گا تب لوگ اس پر کوئی تعویذ گنڈا وغیرہ کروائیں گے اور یہ واقعات ہوتے رہیں گے۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ ہمارے لاء منسٹر صاحب کوئی ایسا لائحہ عمل بنائیں کہ جن سے اس کی روک تھام ہو سکے اس کا تو پرچہ درج ہو گیا ہے۔ہزاروں کیس ایسے ہیں جن کا کوئی مقدمہ ہی درج نہیں ہوتا، آئے دن پیروں نے اپنی دکانداری بنائی ہوئی ہے۔ میری گزارش ہے کہ وہ اس پر House کو کچھ بتائیں۔

جناب چیئر مین: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس سلسلے میں مقامی پولیس کو ہدایت کی جائے گی کہ وہ کارروائی کریں اور فوری طور پر ملزمان کو گرفتار کیا جائے اور جس طرح میرے بھائی نے ابھی فرمایا ہے کہ جو حقیقت ہے کہ 25 تاریخ کو یہ خبر اخبار میں آئی تھی اور مقدمہ 27 تاریخ کو درج ہوا۔ جس ایس ایچ او نے اس سے پہلے مقدمہ درج نہیں کیا اس کے خلاف باقاعدہ کارروائی کی جائے گی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، فرمائیں!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب چیئر مین! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حسن مرتضیٰ صاحب نے بڑی محنت کر کے اپنی تحریک التوائے کار پر بات کی ہے۔ یہ احوال ہے اور یہی رولز کے مطابق ہے۔ جب تحریک التوائے کار پڑھی جاتی ہے، اس کے بعد اس کے dispose of یا فیصلہ ہونے تک درمیان میں کبھی کوئی بزنس allow نہیں کیا جاتا۔ میری استدعا ہے کہ آج یہ جو کام ہوا ہے آئندہ بھی ایسی ہی مثال پیدا کی جائے۔ تحریک التوائے کار کے دوران کوئی سوال کرنا یا پوائنٹ آف آرڈر کرنا ٹھیک نہیں۔ میرے بھائی نے جو روایت پیدا کی ہے اور انہوں نے محنت کر کے جو کام کروا لیا ہے، آئندہ بھی ایسا ہی کیا جائے کہ تحریک التواء پیش ہو اور جب تک جناب کی یا جناب سپیکر کی رولنگ نہ آ جائے تو اس وقت تک کوئی interruption نہ آئے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئر مین! میں چودھری ظہیر الدین صاحب کا بڑا مشکور ہوں۔ مجھے میرے صبر کا پھل مل گیا ہے میں نے جو اتنا صبر کیا۔ یہ میرے لئے بڑے اعزاز کی بات ہے کہ بقول چودھری صاحب پہلی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ ایک ممبر نے تحریک پیش کی اور اس میں کوئی interruption نہیں ہوئی، کسی نے مداخلت نہیں کی۔ میں سارے ایوان کا بڑا مشکور ہوں۔

جناب چیئر مین: اس تحریک کو dispose of کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئر مین! میری استدعا ہے کہ تحریک التوائے کار نمبر 822 بھی اسی وقوعہ سے متعلق ہے اس کو بھی dispose of فرمادیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، تحریک التوائے کار نمبر822 کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب چیئرمین! ابھی شفقت عباسی صاحب نے بہت اہم نکتہ اٹھایا تھا جس کا وزیر خوراک اور نہ ہی وزیر لائیو سٹاک نے جواب دیا کیونکہ برڈ فلو کا مسئلہ اتنا اہم ہے خصوصی طور پر خواتین کے لئے بھی بہت دقت ہے۔ حکومت نے ابھی تک کوئی واضح پالیسی بنائی اور نہ ہی کوئی واضح بیان دیا ہے کہ برڈ فلو ملک میں پھیلا ہوا ہے یا نہیں۔ میں ان سے چاہتی ہوں کہ یہ ہمیں بتائیں کہ واقعی ہمارے ملک میں، ہمارے پنجاب میں برڈ فلو کی بیماری ہے تاکہ خواتین کو اس مسئلہ سے نجات دلائیں۔ خاص طور پر غریب عوام کو اس سے نجات دلائیں کیونکہ جس بھاؤ مرغی فروخت ہو رہی ہے دالیں اور سبزیاں بھی اسی بھاؤ سے فروخت ہو رہی ہیں۔ مہنگائی کا یہ عالم ہے کہ کوئی بھی دال اس وقت 50 روپے فی کلو سے کم نہیں ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ ہم خواتین پر خاص طور پر جو اسمبلیوں میں آئی ہیں تو ان کی بات کو بھی اہمیت دی جائے۔ کل بھی وزیر خوراک نے عورتوں کے بارے میں یہ کہہ کر ٹال دیا تھا کہ ہانڈی جلا دیں تو کبھی مانتی نہیں ہیں۔ آج انہیں پوچھیں کہ برڈ فلو واقعی پھیلا ہوا ہے یا نہیں۔ اس بارے میں حکومت کا کوئی واضح بیان جاری ہونا چاہئے۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! point of personal explanation، محترمہ کو معلوم نہیں ہے کہ محکمہ خوراک کا مرغیوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

محترمہ فائزہ احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

محترمہ فائزہ احمد: جناب چیئرمین! میں ایک اہم مسئلہ کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ آج سے دو روز پہلے ایک انگریزی اخبار میں یہ خبر چھپی کہ ایک پرائمری سکول کا بچہ جس کا تعلق چکوال سے ہے وہ ہیڈ ماسٹر کے تشدد سے جاں بحق ہو گیا۔ میں چاہتی ہوں کہ پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم بھی بیٹھے ہیں آپ اور راجہ صاحب اس کی انکوائری کریں کہ ابھی تک اس کے لواحقین کی طرف سے کوئی ایف آئی آر بھی درج نہیں ہوئی۔ یہ کیا معاملہ ہے کہ ٹیچر پیار کی بجائے مار پر انحصار کر رہے ہیں۔ اگر ٹیچر بچوں کو ماریں گے تو بچے کس طرح تعلیم حاصل کرنے کی طرف دھیان دیں گے۔

جناب چیئرمین: گوندل صاحب! آپ پیر تک اس کا جواب دیں کہ پرچہ درج ہوا ہے یا نہیں اور اس پر کیا کارروائی ہوئی ہے؟

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

جناب سمیع اللہ خان: جناب چیئرمین! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جو تحریک التوائے کار حسن مرتضیٰ صاحب نے دی ہے اس میں ایک بڑا سنجیدہ معاملہ تو یہ ہے کہ پولیس نے کیا کارروائی کی؟ دوسرا یہ جو issue روزانہ آتے ہیں۔ جہاں ہم پولیو کے حوالے سے مہم چلاتے ہیں۔ وزیر صحت یہاں پر موجود ہیں، میں اس House کی information کے لئے بھی یہ جاننا چاہتا تھا کہ یہ بیماری جس میں بھوت، چڑیل یا اس طرح کے جو واقعات ہوتے ہیں، اگر اس بیماری کے بارے میں پورے پنجاب میں تشہیر کی جائے کہ یہ وہم یا ایسا کچھ نہیں ہے بلکہ یہ میڈیکل سائنس میں ایک بیماری ہے اور عوام کو اگر awareness دی جائے اور اگر اس پر کوئی مہم چلائی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ ایسے واقعات کا تدارک ہو سکتا ہے کہ جو لوگ اس بیماری کا شکار ہوتے ہیں وہ پھر اس بیماری کو دور کرنے کے لئے کسی جعلی پیر کے پاس جاتے ہیں۔ اس کے بجائے اگر اس بیماری کے متعلق پنجاب کے اور پاکستان کے عوام کو شعور ہوگا تو یقینی بات ہے کہ پھر وہ کسی ڈاکٹر کے پاس جائیں گے۔ شکریہ

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ عظمیٰ! آپ بات کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں تھوڑا سا احتجاج اس House کے رویے پر کرنا چاہوں گی کہ پچھلے دو تین دن سے خاص طور پر عورتوں کے حوالے سے، جب ہم کوئی سنجیدہ بات کرنا چاہتے ہیں یا کوئی اہم issue discuss کرنا چاہتے تو ہمیں تو وقت نہیں دیا جاتا لیکن غیر سنجیدہ باتوں کے لئے عورتوں کو مکمل طور پر ٹائم دیا جا رہا ہے۔ دوسری بات میں آپ کے علم میں یہ لانا چاہتی ہوں کہ اسمبلی سیکرٹریٹ سے مجھے بڑی شکایت ہے کہ جتنی تحاریک التوائے کار جو کسی اہم issues سے relate کرتی ہیں اور جعلی پیروں کے حوالے سے ایک تحریک التوائے کار move کرنی چاہی تھی کہ پنجاب حکومت اس پر کوئی ایسی قانون سازی کرے۔ ہم روزانہ ایک دو واقعات اخبار میں پڑھتے ہیں کہ جعلی پیر کے تشدد سے فلاں بچی کو یہ مسئلہ ہو گیا، فلاں

جان سے چلی گئی۔ میں نے یہ تحریک التوائے کار دینی چاہی تھی کہ جعلی پیروں کے خلاف مناسب اقدامات کئے جائیں اور شیخ صاحب کی جو آج تحریک التوائے کار ہے اس کے بارے میں بھی میں ایک Resolution دینی چاہ رہی تھی کہ جو میڈیا ان کو promote کر رہا ہے یہ جو ہورڈنگز اور یہ چیزیں لگائی جا رہی ہیں اس کو discourage کیا جائے لیکن مجھے سمجھ نہیں آتی کہ فضول قسم کی تحاریک التوائے کار کو قبول کرنا سیکرٹریٹ کے لئے ٹھیک ہے اگر ہم کوئی positive کام کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اس کی اجازت نہیں دی جاتی اس پر میں آپ کی رولنگ چاہتی ہوں۔ پھر خواتین کو moderation کا نعرہ لگا کر یہاں نہ بٹھائیں، انہیں فارغ کر دیں، ہم کوئی showpieces نہیں ہیں، ہم کام کرنا چاہتی ہیں اور اگر ہمیں کام کرنے کی اجازت نہیں ہے، اگر ہمیں بات کرنے نہیں دی جا سکتی تو براہ مہربانی خواتین کی نشستیں ختم کر دی جائیں۔ ہم خواتین ایسی اسمبلی میں گونگے بہروں کی طرح نہیں بیٹھنا چاہتی کہ ہم بات کر سکتی ہیں اور نہ ہی قانون سازی کر سکتی ہیں۔ اگر آپ یہ نہیں کر سکتے تو پھر میری آپ سے التجا ہے کہ خواتین کی نشستوں کو ختم کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین: اسمبلی سیکرٹریٹ والے آپ کی تحریک التوائے کار کو accommodate کریں گے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ دلا دوں کہ میں نے مزاری صاحب سے بات کی، میری ایک تحریک التوائے کار میڈیکل سٹور سے جعلی ادویات کے بارے میں تھی۔ میں نے مزاری صاحب سے بات کی اور میں نے کہا کہ اس پر خواہ مخواہ کا objection لگا دیا ہے تو انہوں نے کہا کہ بالکل ٹھیک ہے آپ جا کر ملک مقصود صاحب سے کہہ دیں تو میں نے کہہ دیا کہ اس میں کوئی problem نہیں ہے اس کو ok کر دیں تو مقصود صاحب نے اس کے باوجود ok نہیں کی۔ مجھے نہیں پتا کہ مقصود صاحب کو مجھ سے کوئی personal problem ہے، میں ان کے پاس جا چکی ہوں، سیکرٹریٹ میں پسند ناپسند چل رہی ہے۔ ہم جو ڈھنگ کی بات کرنا چاہتے ہیں وہ نہیں کرنے دی جاتی۔ شعر سنانے کے لئے اس ایوان میں ٹائم دیا جاتا ہے، non sense بات کرنے کے لئے ٹائم دیا جاتا ہے اس پر میں احتجاج کرتی ہوں۔ جب ہم کوئی سنجیدہ بات کرنا چاہتی ہیں تو اس ایوان میں ہم عورتوں کو ٹائم نہیں دیا جاتا، یہ عورتوں کے حقوق کے خلاف ایک بہت بڑی بات ہے۔ Women's Day پر عورتوں کی ریلی پر تشدد ہوا، اگر میں Women's Day پر بات نہیں کر سکتی تو میں یہاں کیوں بیٹھی ہوں؟

جناب چیئرمین: عظمیٰ بخاری صاحبہ! آپ میری بات سنیں۔ آپ کی جو تحریک التوائے کار ہے یہ جمع کرائیں۔ میں اس کو آؤٹ آف ٹرن پڑھانے کے لئے پیر کے دن کے لئے منظور کرتا ہوں۔ تشریف رکھیں۔ وزیر لائیو سٹاک پیر کے دن برڈ فلو پر سٹیٹمنٹ دیں گے۔ اب ہم تحاریک التوائے کار ختم کرتے ہیں۔

سرکاری کارروائی

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

جناب چیئرمین: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ وزیر قانون یا ایس اینڈ اے ڈی!

محتسب پنجاب کی سالانہ رپورٹ بابت سال 2004 کا پیش کیا جانا

MINISTER FOR FOOD: Mr Speaker, I lay the Annual Report of the Punjab Office of the Ombudsman for the Year 2004.

MR CHAIRMAN: The Annual Report of the Punjab Office of the Ombudsman for the year 2004 has been laid.

آج کے اجلاس کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی لہذا اجلاس سوموار 13-مارچ 2006 سہ پہر 3.00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2006

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2006

(سوموار13،بدھ15،جمعرات16،جمعۃ المبارک17،سوموار،20-مارچ2006)
(یوم الاثنین12،یوم الاربعاء14،یوم الخمیس15،یوم الجمع16،یوم الاثنین19-صفر المظفر1427ھ)

چودھویں اسمبلی: چوبیسواں اجلاس

جلد24(حصہ دوم): شمارہ جات 6تا10

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

چوبیسواں اجلاس

سوموار، 13-مارچ2006

جلد 24: شمارہ 6

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1-	ایجنڈا	469
2-	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	471
	پوائنٹ آف آرڈر	
3-	حکومت پنجاب کی طرف سے پتنگ بازی پر	

	غیر معینہ مدت تک پابندی کا فیصلہ	----------- 472

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	بدھ، 15-مارچ2006	
	جلد 24: شمارہ 7	
4۔	ایجنڈا	----------- 475
5۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	----------- 477
	تعزیت	
6۔	وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی کی والدہ ماجدہ کے انتقال پر دعائے مغفرت	----------- 478
	سوالات (محکمہ جات امداد باہمی، سماجی بہبود اور آبپاشی و قوت برقی)	
7۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	----------- 478
8۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	----------- 515
9۔	غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	----------- 533
	تحاریک استحقاق	
10۔	ڈی ایس پی نارووال کا معزز رکن اسمبلی کی بات سننے سے انکار	----------- 538
11۔	ڈی پی او ننکانہ کا معزز رکن اسمبلی سے ہتک آمیز سلوک	----------- 540
	پوائنٹ آف آرڈر	
12۔	پی ٹی وی کی جانب سے اسمبلی کی کارروائی کو مناسب کوریج نہ دینا -----------	----------- 548
	تحاریک التوائے کار	
13۔	سبزہ زار سب ڈویژن واسا (لاہور) کے فیلڈ سٹاف کی طرف سے سینکڑوں جعلی کنکشن دینے سے واسا ریونیو کو لاکھوں روپے کا نقصان (---جاری)-----------	----------- 558

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
14۔	فیصل آباد کی غلام محمد آباد کالونی کے نصف رہائشیوں کو مالکانہ حقوق سے محروم رکھنا ------------	562
15۔	پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر جعلی ادویات اور غیر رجسٹرڈ میڈیکل کالجوں کے کمرشل اشتہارات کا چلنا(---جاری)------------	564
	غیر سرکاری ارکان کی کارروائی	
	مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)	
16۔	مسودہ قانون (ترمیم) محتسب پنجاب مصدرہ 2006 ------------	578
	جمعرات، 16-مارچ 2006	
	جلد 24: شمارہ 8	
17۔	ایجنڈا ------------	585
18۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	587
	سوالات (محکمہ جات خدمات و انتظام عمومی اور صنعت)	
19۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	588
20۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	620
	پوائنٹ آف آرڈر	
21۔	سیکرٹریوں کی اے سی آرز لکھنے کا اختیار وزیر اعلیٰ سے متعلقہ وزراء کو دلانے کا مطالبہ ------------	649
	توجہ دلاؤ نوٹس	
22۔	جڑانوالہ کچہری میں فائرنگ سے دو بھائیوں کی ہلاکت پر حکومتی کارروائی کی تفصیل ------------	658
23۔	ایمن آباد موڑ گوجرانوالہ کی رہائشی خاتون سے اجتماعی زیادتی	

	پر حکومتی کارروائی کی تفصیل	659

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	تحاریک استحقاق	
24-	ایکسیئن لودھراں کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ناروا سلوک	661
25-	ڈی ایس پی نارووال کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ	662
26-	ای ڈی او (آر) ساہیوال کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ (۔۔۔جاری)	663
27-	ڈی پی او ننکانہ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز سلوک (۔۔۔جاری)	664
28-	اسمبلی سے متفقہ طور پر پاس ہونے والی قرارداد پر عملدرآمد نہ کیا جانا	664
	تحاریک التوائے کار	
29-	شیرا کوٹ لاہور کی رہائشی 7 سالہ لڑکی سے اجتماعی زیادتی	671
	پوائنٹ آف آرڈر	
30-	صوبہ میں بچیوں کے ساتھ اجتماعی زیادتی میں اضافہ	673
31-	جعلی میڈیکل کالجوں، جعلی ادویات اور جنسی ادویات کے اشتہارات کی بھرمار سے عوام کا جانی ومالی نقصان	686
32-	وزیراعلیٰ کے اعلان کے باوجود کنٹریکٹ ڈاکٹروں کو مستقل نہ کرنا	688
	رپورٹیں (توسیع)	
33-	مجلس قائمہ برائے صنعت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	693
34-	مجلس قائمہ برائے مال، بحالی واشتمال کی رپورٹ	

	ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	694
نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سرکاری کارروائی	
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
35-	مسودہ قانون (تنسیخ) تقریبات شادی (امتناع بے جا نمود و نمائش اور مسرفانہ اخراجات) پنجاب مصدرہ 2005 ------------	695
	جمعتہ المبارک، 17- مارچ 2006	
	جلد 24: شمارہ 9	
36-	ایجنڈا ------------	703
37-	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	705
	سوالات (محکمہ زراعت)	
38-	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	706
39-	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	740
	پوائنٹ آف آرڈر	
40-	ایم پی اے صاحبان کو اپنی گاڑیوں سے نیلی ریوالونگ لائٹس اتارنے کا سرکولر جاری کیا جانا ------------	784
	تحاریک التوائے کار	
41-	ستوکتلہ میں ڈاکوؤں کے ہاتھوں قتل ہونے والے ٹھیکیدار کی ایف آئی آر درج کرنے میں تاخیر ------------	789
42-	مانگا پنڈ لاہور میں کمسن بچی کے ساتھ زیادتی	

	کے ملزم کی گرفتاری میں تاخیر	793 -----------
	پوائنٹ آف آرڈر	
43۔	پنجاب پبلک سیفٹی کمیشن کی کمیٹی کا اجلاس نہ کیا جانا	794 -----------
نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
44۔	لیڈی ہیلتھ ورکروں کے مسائل کا ازالہ	795 -----------
	سرکاری کارروائی	
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا جائے گا)	
45۔	مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2006	796 -----------
	سوموار، 20-مارچ 2006	
	جلد 24: شمارہ 10	
46۔	ایجنڈا	803 -----------
47۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	805 -----------
	پوائنٹ آف آرڈر	
48۔	ملازمت سے نکالے گئے حبیب بنک کے ملازمین پر پولیس کا تشدد	806 -----------
49۔	مسلم لیگ کے کنونشن کے لئے پولیس کے ذریعہ مسافر	
	بسوں کو قبضہ میں لینا	807 -----------
50۔	ٹرانسپورٹ کے کرایہ میں اضافہ	811 -----------
51۔	حویلی کورنگاں ملتان میں آتشزدگی کے واقعہ میں ہلاک ہونے والوں	
	کے لواحقین کو حکومتی اعلان کے باوجود مالی امداد میں تاخیر	812 -----------
	سوالات (محکمہ جات داخلہ و جیل خانہ جات)	
52۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	814 -----------
53۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	838 -----------

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
54۔	غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	870
55۔	درخواست ہائے رخصت ------------	879

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
56۔	سپیشل کمیٹی کی رپورٹ بابت نشان زدہ سوال نمبر 6036 پیش کردہ جناب سمیع اللہ خان کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	880
	توجہ دلاؤ نوٹس	
57۔	ستو کتلہ روڈ (لاہور) پر بنک گارڈ کا قتل اور رقم لوٹنے پر ملزمان کے خلاف حکومتی کارروائی ------------	881
58۔	سرگودھا میں ڈاکوؤں کے ہاتھوں دو طلباء کی ہلاکت اور ملزمان کے خلاف حکومتی کارروائی ------------	886
	رپورٹ (توسیع)	
59۔	مجلس قائمہ برائے تحفظ ماحولیات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	888
	تحاریک استحقاق	
60۔	ڈی پی او ملتان کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ملاقات سے انکار (---جاری) ------------	889
61۔	ای ڈی او (ہیلتھ) لودھراں کا معزز رکن کے ساتھ نامناسب رویہ ------------	890
62۔	ضلع ناظم اور پولیس انتظامیہ کی غفلت اور نااہلی کی وجہ سے شرپسندوں کا اسمبلی بلڈنگ کو نشانہ بنانا ------------	891
	تحاریک التوائے کار	
63۔	نئے سپورٹس رولز کی تشکیل سے ٹیکنیکل سٹاف کی ترقی میں رکاوٹ کا خدشہ (---جاری) ------------	906

64۔	فیصل آباد کی غلام محمد آباد کالونی کے نصف رہائشیوں کو مالکانہ حقوق سے محروم رکھنا(۔۔۔جاری)	907

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سرکاری کارروائی	
	مسودات قانون(جوزیر غور لائے گئے)	
65۔	مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ2005	916
66۔	مسودہ قانون کریمینل پراسیکیوشن سروس (تشکیل،فرائض اور اختیارات)پنجاب مصدرہ2005	946
67۔	اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ	1009
68۔	انڈکس	

469

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 13-مارچ2006

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

سوالات (محکمہ خوراک)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون (تنسیخ) (نمود و نمائش اور مسرفانہ اخراجات پر پابندی) شادی بیاہ کی تقریبات مصدرہ 2005 (مسودہ قانون نمبر 22 بابت 2005)

471

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا چوبیسواں اجلاس

سوموار، 13-مارچ2006

(یوم الاثنین، 12-صفر المظفر1427ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 3بج کر14منٹ پر زیر صدارت جناب چیئرمین رائے اعجاز احمد منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالماجد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم o

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

لَّا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْأٓخِرِ يُوَآدُّونَ مَنْ حَآدَّ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَلَوْ كَانُوٓا۟ ءَابَآءَهُمْ أَوْ أَبْنَآءَهُمْ أَوْ إِخْوَٰنَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ كَتَبَ فِى قُلُوبِهِمُ ٱلْإِيمَٰنَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ ۖ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّٰتٍ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَا ۚ رَضِىَ ٱللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا۟ عَنْهُ ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ حِزْبُ ٱللَّهِ ۚ أَلَآ إِنَّ حِزْبَ ٱللَّهِ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ o

سُوْرَةُ المجَادلة آیت22

جو لوگ خدا پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں تم ان کو خدا اور اس کے رسول کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہوئے نہ دیکھو گے۔ خواہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا خاندان ہی کے لوگ ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں خدا نے ایمان (پتھر پر لکیر کی طرح) تحریر کر دیا ہے اور فیض غیبی سے ان کی مدد کی ہے۔ اور وہ ان کو بہشتوں میں جن کے تلے نہریں بہہ رہی ہیں داخل کرے گا ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ خدا ان سے خوش اور وہ خدا سے خوش۔ یہی گروہ خدا کا لشکر ہے۔ (اور) سن رکھو کہ خدا ہی کا لشکر مراد حاصل کرنے والا ہے o

وما علینا الا البلاغ o

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئر مین! آج وزیر اعلیٰ پنجاب کی والدہ فوت ہو گئی ہیں ان کا نماز جنازہ تین بجے تھا تو بعض دوست وہاں پر نہیں جا سکے چونکہ ابھی تدفین نہیں ہوئی ورنہ ہم دعا کر لیتے۔ اللہ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور انہیں جنت میں جگہ عطا فرمائے۔

جناب چیئر مین! دوسرے نمبر پر میں آپ کی توجہ آج کے اخبارات کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو بڑا ضروری ہے اور آپ کی direction بھی بہت ضروری ہے۔

جناب چیئر مین: آج یہ فیصلہ ہوا تھا کہ ہم نے اجلاس ملتوی کرنا ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ جو کہیں گے وہ پرسوں کر لیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

حکومت پنجاب کی طرف سے پتنگ بازی پر غیر معینہ مدت تک پابندی کا فیصلہ

(---جاری)

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئر مین! میری اس میں submission صرف یہ ہے کہ گورنمنٹ کو direction فرما دی جائے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے کہا تھا کہ جس ایس ایچ او کے حلقے میں اگر کوئی death ہوئی تو وہاں کا ایس ایچ او بھی ذمہ دار ہوگا اور وہاں کا ڈی پی او بھی ذمہ دار ہوگا۔ یہ آج جتنی اموات ہوئی ہیں، میں کہتا ہوں کہ ہم یہاں پر جتنے قانون بناتے ہیں اگر ان پر عملدرآمد نہیں کرواتے تو پھر اس ہاؤس کی تذلیل ہے۔ اس ہاؤس کا جو تقدس ہے وہ مجروح ہوتا ہے۔ میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ یہ direction دی جائے، آپ بطور چیئر مین یہ direction دیں۔ آپ پولیٹیکل لوگوں کا راستہ روکنے کے لئے تو لاہور کو seal کر سکتے ہیں، اس میں پوری قوم تو نہیں ہے، ان لوگوں کو روکنے کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ ڈنڈا چلنا چاہئے۔ یہ جو قتل ہو رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ اب حکومت کے ذمہ پڑتے ہیں۔ یہ بات کرنے کا موقع تو نہیں تھا لیکن میں یہ بات ضروری کرنا چاہتا تھا اور میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اس سلسلے میں گورنمنٹ کو direction دیں کہ وہ سختی سے ان کو روکیں کیونکہ پتنگ بازی ابھی بھی ہو رہی ہے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: سیکرٹری صاحب! اجلاس ملتوی کرنے سے پہلے میں آپ سے پوچھوں گا کہ سیکرٹری ہاؤسنگ نے اس ہاؤس میں جوابات submit کرنے تھے لیکن انہوں نے نہیں کئے۔ Directions یہ تھیں کہ انہیں خود یہاں پیش ہو کر جواب دینا ہے چونکہ Chair کی طرف سے انہیں واضح direction تھی کہ وہ جواب لے کر خود یہاں آئیں لیکن اس direction پر عملدرآمد نہیں ہوا۔ اس بناء پر ذمہ داران کو معطل بھی کیا جا سکتا ہے۔ لہذا سیکرٹری اسمبلی اس بارے میں رپورٹ submit کریں کہ کیا وجوہات ہیں؟ چونکہ یہ Chair کی طرف سے ہدایات تھیں اور اسمبلی ایک سپریم اتھارٹی ہے، پنجاب میں وہی ہو گا جو اسمبلی چاہے گی۔ پہلی بات یہ کہ ابھی اس کا جواب circulate کریں اور اسے put کریں۔ دوسرا ارشد محمود بگو صاحب کی طرف سے جو پتنگ بازی کے حوالے سے پوائنٹ اٹھایا گیا ہے اس حوالے سے وزیر قانون راجہ بشارت صاحب کو لکھیں کہ وہ اس کا جواب دیں اور جو اس کے ذمہ داران ہیں ان کے خلاف کارروائی کریں۔ تیسرا میں تو پی ٹی وی والوں کا داخلہ بند کرنے والا تھا۔ پی ٹی وی والوں نے پرسوں اسمبلی کی کارروائی صرف ڈیڑھ سیکنڈ نشر کی ہے، اگر ڈیڑھ سیکنڈ چلانی ہے تو آپ بے شک یہاں کوریج کے لئے نہ آیا کریں۔ ہمیں پی ٹی وی کی کوئی ضرورت نہیں ہے، ہم دوسرے چینلز کو اجازت دے دیں گے۔ اگر پی ٹی وی کا یہی رویہ رہا تو ہم انہیں یہاں ban کر دیں گے۔ جیسا کہ آپ سب کو معلوم ہے کہ میں انتہائی افسوس سے یہ ذکر کر رہا ہوں کہ قائد ایوان وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی کی والدہ ماجدہ کا قضائے الٰہی سے کل انتقال ہو گیا ہے یہ ایوان بھی ان کے سوگ میں برابر کا شریک ہے۔ بیشتر اراکین تعزیت اور نماز جنازہ میں شمولیت کے لئے گجرات چلے گئے ہیں۔ لہذا آج کا اجلاس بغیر کسی کارروائی کے ملتوی کیا جاتا ہے۔

اب اجلاس بدھ مورخہ 15-مارچ 2006 بوقت 3 بجے سہ پہر تک ملتوی کیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ جو کل پرائیویٹ ممبرز ڈے کا ایجنڈا ہے وہ پرسوں میں تبدیل کیا جاتا ہے۔

475

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،15-مارچ2006

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

سوالات

(محکمہ جات امداد باہمی، سماجی بہبود اور آبپاشی و قوت برقی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

حصہ اول

مسودہ قانون

(جو پیش ہو چکا ہے)

مسودہ قانون (ترمیم) زرعی بارانی یونیورسٹی راولپنڈی مصدرہ 2004

حصہ دوم

مسودہ قانون

(جو زیر التواء ہے)

محتسب پنجاب کی سالانہ رپورٹ بابت سال 2006 کا پیش کیا جانا

477

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا چوبیسواں اجلاس

بدھ، 15-مارچ 2006

(یوم الاربعاء، 14-صفر المظفر 1427ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 4 بج کر 40 منٹ پر زیرِ صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شوکت حسین مزاری منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا
طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ o وَكُلُوْا مِمَّا

رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ
الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ o

سُوْرَةُ المَائدة آیات 87 تا 88

اے مومنو! جو پاکیزہ چیزیں خدا نے تمہارے لیے حلال کی ہیں ان کو حرام نہ کرو اور حد سے نہ بڑھو کہ خدا حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا o اور جو حلال طیّب روزی خدا نے تم کو دی ہے اسے کھاؤ اور خدا سے جس پر ایمان رکھتے ہو ڈرتے رہو o

وما علینا الا البلاغ o

تعزیت

وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی کی والدہ ماجدہ
کے انتقال پر دعائے مغفرت

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چودھری ظہیر الدین صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی والدہ ماجدہ کے انتقال پر ملال پر دعائے مغفرت کے لئے سوگوار ایوان کی طرف سے دعا کی جائے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں نے بھی یہی کہنا تھا کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی والدہ ماجدہ کے انتقال پر پہلے دعا فرمالی جائے۔

(اس مرحلہ پر معزز ایوان میں وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی
کی والدہ ماجدہ کے انتقال پر دعائے مغفرت کی گئی)

سوالات

(محکمہ جات امداد باہمی، سماجی بہبود اور آبپاشی و قوت برقی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج امداد باہمی، سماجی بہبود اور آبپاشی و قوت برقی سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال نمبر 1197 محترمہ انجم سلطانہ صاحبہ!--- Not present. Next is 4401. جناب ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: سوال نمبر 4401 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سیالکوٹ میں سوشل ویلفیئر کے انتظامی ڈھانچے اور اغراض ومقاصد کی تفصیل

*4401: جناب ارشد محمود بگو: کیاوزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں محکمہ عوام کی بھلائی اور سہولت کے لئے کیا کیا اقدامات کر رہا ہے اور ان کے اغراض ومقاصد کیا ہیں؟

(ب) ضلع سیالکوٹ میں صوبائی سطح تک محکمہ کا انتظامی ڈھانچہ کیا ہے، آفیسرز کے نام اور عہدے بیان کئے جائیں؟

(ج) محکمہ کے زیر انتظام کتنے ادارے کام کرتے ہیں، خواتین کو اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے لئے کس قسم کے قرضے جاری کئے جاتے ہیں، اور اس کا طریق کار کیا ہے؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) محکمہ سوشل ویلفیئر عوام کی سہولت کے لئے درج ذیل اقدامات کر رہا ہے:۔

1۔ غریب عورتوں کے معاشی حالات کو سدھارنے کے لئے صنعت زار فنون کشیدہ کاری کی تربیت کی سہولیات بہم پہنچا رہا ہے نیز ان کے لئے صنعت زار روزگار کا ذریعہ بھی ہے۔ یہاں وہ آرڈر ورک کر کے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پال رہی ہیں۔

2۔ صنعت زار میں خواتین کو جدید علوم مثلاً کمپیوٹر، ہینڈی کرافٹس، بیوٹیشن، فنون لطیفہ، امور خانہ داری، کوکنگ کلاسز وغیرہ کے کورسز ماہرین کی نگرانی میں سکھلائے جا رہے ہیں۔

3۔ دارالفلاح جن کا مقصد بیواؤں، ان کے بچوں اور معاشرہ کی بے سہارا خواتین کو رہائش مہیا کرنا ہے نیز ان کو معاشرہ میں دوبارہ بحال کرنا ہے۔ باقاعدہ گھر کے اخراجات چلانے کے لئے مقیم خواتین کو ماہانہ وظیفہ دیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں ان کی مذہبی اور معاشرتی تعلیم مختلف فنون مثلاً کشیدہ کاری ہو غیرہ اور طبی سہولتیں بھی مہیا کی جارہی ہیں۔

4۔ کرائسز سنٹر کی سہولت:

وہ خواتین جو گھریلو حالات اور خاندان کے منتشر ہونے کے نتیجہ میں اپنے گھروں کو چھوڑنے یا شوہر سے علیحدگی پر عدالتی کارروائیوں اور مقدمات میں ملوث ہو کر بے یارو مددگار ہوتی ہیں ان کو قانونی امداد مہیا کی جاتی ہے تاکہ وہ باعزت طور پر معاشرہ میں رہ سکیں۔

5۔ شیلٹر ہوم کا قیام: شیلٹر ہوم جو کہ تعمیر کے آخری مراحل میں ہے۔آئندہ سال سے باقاعدہ معاشرہ کے مظالم کی شکار خواتین کو رہائش کی سہولت مہیا کرے گا۔

6۔ رضاکار فلاحی تنظیموں کی رجسٹریشن ور ہنمائی کے لئے عوام الناس کو سہولت دینا۔

7۔ معذور افراد کو assessment کی سہولت مہیا کرنا۔

8۔ معذور افراد کی بحالی کے لئے انہیں مالی امداد و آلہ سماعت مصنوعی آلات کی فراہمی C.R.O بچوں کے حقوق کے عالمی معاہدہ مطابق بچوں کی فلاح و بہبود اور چائلڈ لیبر کے خاتمہ کے لئے سرگرم عمل۔

9۔ بیت المال سے این۔جی۔اوز بے سہارا خواتین، بیواؤں، متعلقہ ضعیف افراد و غریب والدین کی بچیوں کی شادی اور طلبہ کو تعلیمی وظائف بھی دیئے جارہے ہیں۔

10۔ ضلعی اور تحصیل کی سطح پر گورنمنٹ ہسپتالوں میں محکمہ زکوٰۃ کے تعاون سے مستحق مریضوں کو مفت ادویات و دیگر طبی سہولتیں، میڈیکل سوشل پراجیکٹس کے ذریعے دلوائی جارہی ہیں۔

(ب)

نمبر شمار	نام افسران	عہدہ
1۔	سعید احمد خان	سیکرٹری محکمہ سوشل ویلفیئر، پنجاب لاہور
2۔	رئیس عباس زیدی	ڈائریکٹر جنرل سوشل ویلفیئر پنجاب لاہور
3۔	چودھری محمد افضل	ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر کمیونٹی ڈویلپمنٹ سیالکوٹ
4۔	شوکت جاوید صدیقی	ڈسٹرکٹ آفیسر سوشل ویلفیئر سیالکوٹ
5۔	محمد شفیق اعوان	منیجر ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم صنعت زار سیالکوٹ
6۔	مسماۃ الماس حفیظ	ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر سوشل ویلفیئر (سی۔ڈی۔پی) گوہدپور ایڈیشنل چارج سپرنٹنڈنٹ (مدرا اینڈ چلڈرن ہوم) (دار الفلاح) سیالکوٹ
7۔	شاہد قیصر باجوہ	ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر سوشل ویلفیئر (یو۔سی۔ڈی) پراجیکٹ سیالکوٹ
8۔	محمد شریف گھمن	ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر سوشل ویلفیئر (یو۔سی۔ڈی۔پی) سیکرٹری بیت المال کمیٹی سیالکوٹ
9۔	تیمور صدیق خان	ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر سوشل ویلفیئر (آر۔سی۔ڈی۔پی) ڈسکہ
10۔	اظہر سعید	ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر سوشل ویلفیئر (سی۔ڈی۔پی) پسرور
11۔	محمد سرور احسان	میڈیکل سوشل آفیسر، میڈیکل سوشل سروسز پراجیکٹ (DHQ) علامہ اقبال میموریل ہسپتال، سیالکوٹ

12۔	محمد نواز خان	میڈیکل سوشل آفیسر، میڈیکل سوشل سروسز پراجیکٹ، تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال، ڈسکہ
13۔	جناب اظہر سعید	ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (سی۔ڈی۔پی) ایڈیشنل چارج میڈیکل سوشل آفیسر، تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال، پسرور

(ج) محکمہ سوشل ویلفیئر سیالکوٹ کے زیر انتظام دو ادارے صنعت زار، دارالفلاح کام کر رہے ہیں۔ خواتین کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے طریق کار:۔

1۔ پنجاب بیت المال کے ذریعہ بیواؤں، مطلقہ ضعیف بے سہارا خواتین کو مالی امداد فراہم کر کے ان کی مستقل بحالی۔

2۔ وومن بنک کی جانب سے خواتین کو قرضہ جات کے ذریعہ مختلف کاروبار شروع کرا کے ان کی بحالی۔

3۔ صنعت زار سے آرڈر ورک کے ذریعہ اجرت (معاوضہ) دلا کر ان کو پاؤں پر کھڑا کرنا۔

4۔ مختلف فنون مثلاً کمپیوٹر/ بیوٹیشن کی تربیت کے بعد ان کو عملی زندگی میں خاندان کی معاشی کفالت کے لئے روزگار مہیا کرنا۔

5۔ ضلع بھر میں 157 رجسٹرڈ فلاحی ادارے اپنے علاقہ میں عوام کی فلاح و بہبود کے لئے خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (الف) میں فرمایا گیا ہے کہ ہم غریب عورتوں کے معاشی حالات کو سدھارنے کے لئے صنعت زار فنون کشیدہ کاری کی تربیت، سہولیات بہم پہنچا رہے ہیں نیز ان کے لئے صنعت زار روزگار کا ذریعہ بھی ہے۔ یہاں پر وہ work order کر کے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پال رہی ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کتنی خواتین کو اس سال میں کشیدہ کاری سکھائی گئی؟

وزیر سماجی بہبود: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنے قابل احترام بھائی کو بتاتی چلوں کہ صنعت زار میں تین سے چھ ماہ کے برابر کورسز ہوتے رہتے ہیں جن میں تعداد fluctuate ہوتی رہتی ہے لیکن اس سال سیالکوٹ میں ہم نے تقریباً 250 کے قریب خواتین کو تربیت دی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جن خواتین نے یہ کشیدہ کاری سیکھی ان میں سے انہوں نے کتنی خواتین کو یہ روزگار مہیا کیا؟

وزیر سماجی بہبود: جناب سپیکر! ویسے تو یہ fresh question بنتا ہے لیکن اس میں بہت ساری خواتین ایسی ہوتی ہیں جو اس کو معاشی حالات کو سدھارنے کے لئے سیکھتی ہیں اور کچھ خواتین ایسی ہوتی ہیں جو اس کو اپنے ذاتی کام کے لئے سیکھتی ہیں کیونکہ اس میں سٹوڈنٹ سے لے کر ہر عمر کی عورت سیکھتی ہے لیکن اس کے لئے انہیں fresh question کرنا پڑے گا تاکہ میں ان کو پوری details دے سکوں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ان کے جواب میں یہ شامل ہے کہ ہم جن خواتین کو کشیدہ کاری سکھاتی ہیں ان کو ہم روزگار فراہم کرتی ہیں یہ اس سوال میں شامل ہے۔ یہ سوال پڑھ لیں تو یہ fresh question بنتا نہیں ہے۔ چلیں، اس میں اگر انہیں تھوڑی سی دقت ہو رہی ہے تو یہ دوسرا سوال بتا دیں کہ یہ کہتی ہیں کہ ہم خواتین کو ماہانہ اخراجات یعنی وظائف بھی دیتے ہیں۔ انہوں نے اس سال میں کتنی خواتین کو ماہانہ وظائف دیئے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر سماجی بہبود!

وزیر سماجی بہبود: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ان کو یہ بتا دوں کہ ماہانہ وظائف ہم دارالفلاح میں بیوہ یا بے سہارا خواتین کو دیتے ہیں جو وہاں پر آتی ہیں۔ ان کے علاوہ دوسری خواتین کو آرڈر پر کام لے کر دیتے ہیں جو کہ مارکیٹ سے ان کو مہیا کیا جاتا ہے اور وہ جتنی محنت کرتی ہیں ان کو اتنا معاوضہ مل جاتا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: یہ کہتی ہیں کہ وظائف دیئے ہیں۔ یہ صرف یہ بتا دیں کہ سیالکوٹ میں انہوں نے ایک سال میں کتنے وظائف دیئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ نیا سوال بنتا ہے۔ جی، اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! اسی سوال کے جز (الف) میں نمبر 5 پر فرمایا گیا ہے کہ شیلٹر ہوم جو کہ تعمیر کے آخری مراحل میں ہے۔ اس سوال کو کئے تقریباً دو سال ہو چکے ہیں۔ کیا یہ شیلٹر ہوم بن چکا ہے یا ابھی نہیں بنا؟

وزیر سماجی بہبود: یہ شیلٹر ہوم مکمل ہو چکا ہے اور سٹاف کی بھرتی بھی مکمل ہو چکی ہے۔ اس میں عنقریب خدمات کی فراہمی بھی شروع کر دی جائے گی۔ ان کو فرنیچر، گاڑی اور ہر چیز فراہم کر دی گئی ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آبپاشی سے متعلق سوالات شروع ہو رہے ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ آج محکمہ امداد باہمی، سماجی بہبود اور آبپاشی و قوت برقی کے سوال ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس میں آبپاشی کے متعلق صرف دو تین سوالات ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ پنجاب کا اتنا بڑا محکمہ ہے بلکہ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ دنیا کے سب سے بڑے نظاموں میں پاکستان کا نظام بھی آتا ہے۔ اس کے صرف تین سوال دے کر ہمیں ٹرخایا جا رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے آپ سے پہلے اپنے سٹاف سے یہ بات کی تھی کہ محکمہ آبپاشی کے لئے ایک علیحدہ دن ہونا چاہئے۔

چودھری اصغر علی گجر: بالکل ٹھیک ہے۔ اس کے لئے پورا دن ہونا چاہئے تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ بہت اہم محکمہ ہے۔ صحت، تعلیم، آبپاشی، خوراک اور زراعت اہم ترین محکمے ہیں۔ ان پر خصوصاً ایک دن مقرر کر کے بحث ہونی چاہئے۔ آج کے سوالات کے بعد بھی انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس پر بحث کے لئے دن رکھیں گے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہوں گی کہ محترم وزیر اعلیٰ نے بسنت پر پابندی لگا کر بہت اچھا اور مثبت قدم اٹھایا تھا۔ جس طریقے سے اس آرڈر کی دھجیاں یہاں اڑائی گئی ہیں۔ آصف جاء کی حویلی میں لاکھوں روپے کی صرف آتشبازی کی گئی اور اس کے علاوہ یوسف صلاح الدین کی حویلی میں کی گئی۔ اس کا آپ کبھی بھی اندازہ نہیں کر سکتے۔ اگر یہ پابندی صرف غریبوں کے لئے ہی لگائی گئی تھی تو اس پابندی کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ پولیس کی گاڑیاں شہروں میں پھرتی رہی ہیں۔ انھوں نے سیڑھیاں رکھی ہوئی تھیں۔ جس کسی غریب کی چھت پر سیڑھی پہنچ جاتی تھی، ان کے بچے کو پکڑ کر لے جاتے تھے اور پھر ان کو چھوڑنے کے عوض پولیس والوں نے دس دس ہزار، پانچ پانچ ہزار روپے رشوت وصول کی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ یہ پابندی صرف غریبوں کے لئے ہی کیوں تھی، امیروں کے لئے کیوں نہیں تھی؟ کیا آصف جاء کی حویلی پر کوئی پولیس والا نہیں جا سکتا تھا؟ اگر کوئی پارٹی ناموس رسالت کے لئے جلوس نکالتی ہے تو پورے پنجاب کی پولیس لاہور کو اپنے گھیرے میں لے لیتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی بات بجا ہے لیکن بات یہ ہے کہ ایک پابندی لگی ہے اور پابندی پر وہ عمل کرا رہے تھے۔ اس دوران وزیر اعلیٰ صاحب کی والدہ کا انتقال ہو گیا لیکن اس کے باوجود آپ کی بات کو نوٹ کر لیا گیا ہے۔ اب آپ اس کو رہنے دیں۔ اس پر انشاء اللہ پورا عمل ہو گا۔ اب محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ (ایڈووکیٹ) کا سوال نمبر 6381 ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتیں اس لئے یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب ارشد محمود بگو صاحب کا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ارشد محمود بگو: سوال نمبر 7350

ضلع سیالکوٹ میں رجسٹرڈ سوسائٹیز کی تعداد اور آڈٹ سے متعلقہ تفصیل

*7350: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں رجسٹرڈ سوسائٹیز کی تعداد تحصیل وار بیان فرمائیں؟

(ب) کیا متذکرہ بالا سوسائٹیز اپنا سالانہ آڈٹ کرواتی ہیں اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) آج تک متذکرہ کتنی سوسائٹیز کے خلاف دفعہ 16-A کے تحت کارروائی کی گئی ہے، تحصیل وار تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر امداد باہمی:

(الف) ضلع سیالکوٹ میں رجسٹرڈ کوآپریٹو سوسائٹیز کی تعداد 984 ہے جس کی تفصیل تحصیل وار درج ذیل ہے۔

تحصیل سیالکوٹ	355
تحصیل ڈسکہ	218
تحصیل سمبڑیال	151
تحصیل پسرور	260
ٹوٹل	984

(ب) تمام کوآپریٹو سوسائٹیز اپنا سالانہ آڈٹ پروگرام کے مطابق کرواتی ہیں۔

(ج) ضلع سیالکوٹ میں کسی کوآپریٹو سوسائٹیز کے خلاف دفعہ A-16 کے تحت کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال نمبر4890 سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔ انھوں نے request کی تھی کہ اس کو pending کیا جائے اس لئے اس کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر7404 رانا سرفراز احمد خان صاحب کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے اس لئے یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال حاجی محمد اعجاز صاحب کا ہے۔

حاجی محمد اعجاز: سوال نمبر7418

لاہور، جنوری2004 تاحال، کوآپریٹو سوسائٹیز بنانے کے لئے حکومتی امداد سے متعلقہ تفصیل

*7418: **حاجی محمد اعجاز:** کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اس وقت ضلع لاہور میں رجسٹرڈ کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) یکم جنوری2004 سے آج تک ضلع لاہور کی جن کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز کو محکمہ ہذا نے ہاؤسنگ سکیم بنانے کے لئے مالی امداد فراہم کی، ان کے نام اور مالی امداد کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کس کس سوسائٹی کو حکومت نے ہاؤسنگ سکیم بنانے کے لئے رقم فراہم کی، اور کون سی شرائط پر دی گئی، تفصیل سوسائٹی وار فراہم کی جائے؟

(د) کیا جن سوسائٹیز کو رقم فراہم کی تھی ان کا آڈٹ بھی حکومت نے کروایا تھا تو کس کس سوسائٹی میں رقم کے خُورد برد کا انکشاف ہوا؟

وزیر امداد باہمی:

(الف) اس وقت ضلع لاہور میں رجسٹرڈ کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز کی تعداد152 ہے۔

(ب) کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز تحریک امداد باہمی کے سنہری اصول اپنی مدد آپ کے تحت کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ1925 کی دفعہ10 کے تحت رجسٹرڈ ہوتی ہیں۔ یہ سوسائٹیز اپنے فنانس اور اپنی انتظامیہ کے تحت ممبران کی فلاح و بہبود اور ان کی رہائشی مسائل کو حل کرتی ہیں قانون کے مطابق ان کو کوئی قرضہ / مالی امداد محکمہ کی جانب سے فراہم کی جاتی اور نہ ہی کوئی ایسا قرضہ / امداد فراہم کی گئی ہے۔

(ج) ضلع لاہور میں رجسٹرڈ کسی بھی کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کو رقم / مالی امداد فراہم نہیں کی گئی تاہم کوآپریٹو سوسائٹیز کا سالانہ آڈٹ زیر دفعہ 22 کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925 بذریعہ رجسٹرار کے نامزد کردہ آڈیٹر / چارٹرا کاؤنٹنٹ سے کروایا جاتا ہے لیکن ایسی کوئی سوسائٹی موجود نہ ہے جن کو رقم / مالی امداد فراہم کی گئی اور اس کا اس لئے آڈٹ کروایا گیا ہو۔

(د) ضلع لاہور میں رجسٹرڈ کسی بھی کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کو رقم / مالی امداد فراہم نہیں کی گئی تاہم کوآپریٹو سوسائٹیز کا سالانہ آڈٹ زیر دفعہ 22 کوآپریٹو سوسائٹیز ایک 1925 بذریعہ رجسٹرار کے نامزد کردہ آڈیٹر / چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ سے کروایا جاتا ہے لیکن اسی کوئی سوسائٹی موجود نہ ہے، جن کو رقم / مالی امداد فراہم کی گئی اور اس کا اس لئے آڈٹ کروایا گیا ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! جز (د) میں فرمایا گیا ہے کہ ان سوسائٹیوں کا باقاعدہ آڈٹ ہوتا ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ اگر آڈٹ ان کے معیار پر پورا نہ اترتا ہو تو کیا ان کے خلاف کوئی ایف آئی آر درج کرائی گئی ہے؟

وزیر امداد باہمی: جناب سپیکر! آڈٹ پیرے ہوتے ہیں۔ آڈٹ observations پر ایف آئی آر درج نہیں ہوتی۔ ہم observations پر آڈٹ کروا کر settle کروا لیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ کیا اس کے بعد کسی پر کوئی ایکشن بھی ہوا ہے؟

وزیر امداد باہمی: جناب سپیکر! بے شمار سوسائٹیوں کے خلاف ایکشن ہوا ہے جنھوں نے آڈٹ کی خلاف ورزی کی ہے اس میں ہم نے کہا ہے کہ Audit objections کو settle کروائیں۔

حاجی محمد اعجاز: یہ کسی ایک کا نام بتا دیں۔ انھوں نے بے شمار کا کہا ہے۔ یہ کسی ایک کا حوالہ دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ نیا سوال بنتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 5612 ملک محمد ارشد راں صاحب کا ہے؟

سید ناظم حسین شاہ: سوال نمبر 5612، On his behalf (معزز رکن نے ملک محمد ارشد راں کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 5612 دریافت کیا)

ضلع ملتان، انڈسٹریل ہومز کے نام، کورسز اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*5612: ملک محمد ارشد راں: کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ملتان میں قائم انڈسٹریل ہومز کے نام، مقام اور ان میں جو ہنر خواتین کو سکھائے جاتے ہیں۔ تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) مذکورہ انڈسٹریل ہومز میں کتنی طالبات اس وقت کون کون سے ہنر میں تعلم حاصل کر رہی ہیں نیز ہر ہنر میں زیر تعلیم طالبات کی تعداد اور کورس کا دورانیہ بیان فرمائیں؟

(ج) اگر ہنر سیکھنے والی خواتین کی مالی امداد کی جاتی ہے تو اہلیت / قواعد کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کیا حکومت مذکورہ انڈسٹریل ہومز میں کمپیوٹر کی جدید تعلیم دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف)

	نام انڈسٹریل	ہومز مقام	تفصیل ہنر
1۔	ویلفیئر ایسوسی ایشن ممتاز آباد	مکان نمبر 665 ممتاز آباد ملتان	ایمبرائیڈری، کٹنگ، نٹنگ، فلاور ملتان میکنگ، سلمیٰ ستارہ،
2۔	ڈیف اینڈ ڈمب ویلفیئر سوسائٹی	رائٹرز کالونی ملتان	۔ایضاً۔
3۔	ڈسٹرکٹ میٹرنٹی اینڈ چائلڈ ویلفیئر	دہلی گیٹ ملتان	۔ایضاً۔
4۔	انجمن ندائے اسلام	حضوری باغ روڈ ملتان	۔ایضاً۔
5۔	اصلاحی کمیٹی	نواب پور دیوان باغ ملتان	۔ایضاً۔
6۔	ہادی ویلفیئر سوسائٹی	ٹمبر مارکیٹ ملتان	۔ایضاً۔
7۔	فیملی ویلفیئر ایسوسی ایشن	قاسم لائن ملتان کینٹ	۔ایضاً۔
8۔	ایس او ایس چلڈرن ویلج	انڈسٹریل اسٹیٹ سیکٹر نمبر 1 ملتان	۔ایضا
9۔	ذکریا ویلفیئر ڈویلپمنٹ	نشتر روڈ ملتان	۔ایضاً۔

10-	دی کونسل انسانی بہبود	ہاؤس نمبر 2260/12 سٹریٹ نمبر 6 محمدی محلہ ملتان	-ایضاً-
11-	عوامی ترقیاتی سماجی بہبود پراجیکٹ	گنویں تحصیل شجاع آباد	-ایضاً-
12-	عوامی فلاحی انجمن	بگڑیل تحصیل شجاع آباد	-ایضاً-
13-	دیہی ترقیاتی انجمن	میاں پور بیلے والا	-ایضاً-
14-	دیہی ترقیاتی کمیٹی	جلال پور پیر والا	-ایضاً-
15-	دیہی ترقیاتی سماجی بہبود	حافظ والا جلالپور پیر والا	-ایضاً-
16-	فیض دیہی اجتماعی ترقیاتی کونسل	چک نمبر 5 فیض ملتان	-ایضاً-
17-	ایاز ویلفیئر سوسائٹی	ایاز آباد قصبہ مڑل	-ایضاً-
18-	انجمن کاشتکاران	18 ایم آر	-ایضاً-
19-	فاروق شہید ویلفیئر سوسائٹی	قادر پور	-ایضاً-
20-	ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم	ایم ڈی اے روڈ ملتان	-ایضاً-

(ب)

نمبر	نام کلاس	تعداد	دورانیہ
1-	ایمبرائیڈری	148	6ماہ
2-	سلائی	185	-ایضاً-
3-	نٹنگ	92	-ایضاً-
4-	فلاور میکنگ	85	-ایضاً-
5-	سلمیٰ ستارہ	140	-ایضاً-
6-	ٹیلرنگ کٹنگ	21	3ماہ
7-	مشین ایمبرائیڈری	06	-ایضاً-
8-	بیوٹیشن کلاس	03	-ایضاً-
9-	کوکنگ	05	-ایضاً-
10-	کمپیوٹر کلاس	06	-ایضاً-

(ج) کسی قسم کی کوئی امداد نہ کی جاتی ہے۔

(د) چونکہ یہ سنٹرز گاؤں کی سطح پر NGOs چلا رہی ہیں، اس وجہ سے فی الحال یہ ممکن نہ ہے۔ تاہم محکمہ نے ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم (صنعت زار) ملتان ایک جدید کمپیوٹر لیب قائم کی ہے جہاں پر خواتین کو کمپیوٹر کی تربیت دی جا رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید ناظم حسین شاہ: نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال چودھری اظہر ندیم گجر صاحب کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of ہوا۔ اگلا سوال حاجی محمد اعجاز صاحب کا ہے۔

حاجی محمد اعجاز: سوال نمبر 7457۔ جناب سپیکر! مجھے اس کی تفصیل ابھی ملی ہے۔ آپ تھوڑی دیر کے لئے اسے pending فرمادیں تاکہ میں اس کی تفصیل پڑھ لوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلو ٹھیک ہے، pending کر لیتے ہیں۔ اگلا سوال 5904 وقاص صاحب کا ہے۔

جناب محمد وقاص: سوال نمبر 5904۔

صوبہ پنجاب و ضلع راولپنڈی میں بے سہارا خواتین کی پناہ کے لئے قائم مراکز کی تفصیل

*5904۔ جناب محمد وقاص: کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا صوبہ پنجاب میں محکمہ ہذا کے تحت بے سہارا، لاوارث اور مظلوم خواتین کے لئے ایسے مراکز قائم ہیں جہاں وہ پناہ لے سکیں؟

(ب) ضلع راولپنڈی میں ایسے کتنے مراکز قائم ہیں؟

(ج) اگر جز (ب) کا جواب نفی میں ہے تو ایسا مرکز قائم کرنے کا کب تک ارادہ ہے؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) صوبہ بھر میں اس وقت محکمہ سماجی بہبود کے زیر انتظام کل آٹھ ادارے دارالامان کے نام سے قائم ہیں۔ جہاں پر بے سہارا، لاوارث اور مظلوم خواتین کو پناہ دی جاتی ہے۔

(ب) راولپنڈی میں بھی یہ ادارہ قائم ہے اس وقت اس ادارہ میں 35 خواتین مقیم ہیں۔

(ج) چونکہ یہ ادارہ کام کر رہا ہے اس لئے جواب کی ضرورت نہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ راولپنڈی میں یہ ادارہ قائم ہے اور اس وقت اس میں 35 خواتین ہیں۔ یعنی پورے پنجاب میں دارالامان کے آٹھ ادارے ہیں اس میں سے ایک ادارہ ضلع راولپنڈی میں ہے جس میں 35 خواتین ہیں۔ میں یہ

پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان اداروں میں خواتین کو کیا سہولیات دی جاتی ہیں اور کیا ان کو ہنر سکھانے کے لئے تعلیم دینے کی کوئی سہولت ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر سوشل ویلفیئر!

وزیر سماجی بہبود: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ان کو بتاؤں گی کہ وہاں پر ان کو کھانے پینے کے علاوہ تفریح کی سہولیات میسر ہیں، مذہبی معلمہ باقاعدہ ان کو مذہبی تعلیم کی تربیت دیتی ہے اس کے علاوہ ان کو ووکیشنل ٹیچر کی بھی سہولت ہے جو کہ ان کو کشیدہ کاری اور دوسرے ہنر سکھاتی ہیں تاکہ وہ وہاں پر مصروف رہ کر اپنی بعد کی زندگی کو بہتر settled کر سکیں۔ اس کے علاوہ ان کی تعداد بھی گھٹتی بڑھتی رہتی ہے۔ ان کو ہم وہاں پر indoor کافی activities بھی دیتے ہیں یعنی ٹی وی وغیرہ کی سہولت بھی دیتے ہیں۔

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کو کوئی ماہانہ وظیفہ بھی دیا جاتا ہے اور کیا ان کو صحت کی بھی سہولت میسر ہے؟

وزیر سماجی بہبود: جناب سپیکر! ان کو کوئی ماہانہ وظیفہ نہیں دیا جاتا بلکہ یہ free of cost وہاں ٹھہرتی ہیں اور ان کو باقاعدہ طبی سہولیات بھی میسر کی جاتی ہیں۔

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! میرا تیسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان کو دوبارہ واپس اپنے گھروں میں بھیجنے کے لئے یا معاشرے میں واپس باعزت بھیجنے کے لئے کیا اقدامات کئے جاتے ہیں؟

وزیر سماجی بہبود: ہمارے پاس دارالامان میں تین طرح کے لوگ آتے ہیں۔ ایک وہ جو court matters ہوتے ہیں، ایک جو فلاحی تنظیموں کی طرف سے آتے ہیں یا عوامی نمائندگان کی طرف سے آتے ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ دارالامان کا عجیب سا concept ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ شاید سب جیل ہے، یہ سب جیل نہیں ہے بلکہ ایک آزاد ادارہ ہے جس میں خواتین کو ان کی مرضی سے وہاں پر رکھا جاتا ہے۔ جو court matter کے ذریعے سے آتی ہیں وہ پابند ہوتی ہیں کہ وہ کورٹ کے قوانین کو obey کریں لیکن جو فلاحی تنظیموں کی طرف سے آتی ہیں وہ آزاد ہوتی ہیں اور باقاعدہ کونسلنگ کر کے ان کو اپنے گھروں میں واپس بھیجا جاتا ہے۔

محترمہ فرزانہ راجہ: ضمنی سوال۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! منسٹر صاحبہ سے یہ سوال ہے کہ جو وہاں سٹاف کام کر رہا ہے یا جو اداروں کو چلا رہے ہیں کیا ان کے خلاف کبھی کوئی شکایات آئی ہیں اور اگر آئی ہیں تو کیا انہوں نے کبھی کسی کے خلاف ایکشن لیا اور اگر لیا ہے تو کیا extreme action لیا تھا کیونکہ جو آٹھ ادارے ہیں یا راولپنڈی میں جو چلا رہے ہیں آئے دن اخباروں میں ان کے خلاف بڑی بڑی خبریں آتی ہیں کہ کہاں پر کیا ہوا یا کس طرح سے ہوا۔ اگر ایسا ہے تو ان کے علم میں ضرور ہو گا، یہ مجھے بتا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ یا تو کسی particular incident کے بارے میں بات کریں کہ فلاں جگہ پر ہے پھر تو وہ اس کا جواب دیں گی۔ ابھی تو آپ general term استعمال کر رہی ہیں وہ اس کا جواب کیسے دیں گی؟ جہاں آپ کو کسی ادارے میں کوئی اعتراض ہے تو اس کی بات کریں تاکہ وہ اس کا آپ کو جواب دیں۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! راولپنڈی میں ہی جو ادارہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: راولپنڈی تو بہت بڑا ضلع ہے۔ اس میں کون سا ادارہ ہے؟

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! میں راولپنڈی شہر کی بات کر رہی ہوں۔ وہاں پر بھی کافی دفعہ اخباروں میں واقعات highlight ہوئے ہیں تو میں نے ان سے جنرل اس لئے پوچھ لیا ہے کہ چونکہ یہ منسٹر ہیں اور ظاہر ہے کہ اگر کوئی بھی ایکشن لیا گیا ہے تو ان کے علم میں ضرور ہو گا۔ اگر لیا جا سکتا ہے تو قانون کے مطابق کیا ایکشن لیا جا سکتا ہے؟ اگر کوئی شکایت آئی ہے تو کیا آج تک انہوں نے کوئی ایکشن لیا ہے؟ یہ سادہ سا سوال ہے اس کا انہیں علم ہونا چاہئے۔ ان سے پوچھ لیں اگر وہ کہتی ہیں کہ نہیں معلوم تو پھر ایک الگ بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحبہ! وہ صرف general information چاہتی ہیں۔

وزیر سماجی بہبود: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ان کو general information کے لئے بتانا چاہوں گی کہ راولپنڈی سے as such ہمیں ابھی تک کوئی ایسی problem face نہیں کرنی پڑی اور اگر ہو گی تو ضرور ان کو بتا دیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! اگر کوئی ایسی شکایت ہو تو آپ put up کریں وہ اسے look after کر لیں گی۔

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! میں ایک آخری بات ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کے تحفظ کے لئے وہاں جو خواتین ہوتی ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ صرف تین سوال کر سکتے ہیں اور کوئی سوال نہیں پوچھ سکتے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میرا سوال جو pending ہوا تھا پہلے اسے take up کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

حاجی محمد اعجاز: شکریہ۔ سوال نمبر 7457۔

جنوری 2004 تا حال، کوآپریٹو بورڈ برائے لیکوڈیشن کی فروخت کردہ اراضی / پراپرٹی کی تفصیل

*7457۔ حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک پنجاب کوآپریٹو بورڈ برائے لیکوڈیشن نے کتنی زمین / پراپرٹی کن کن فنانس کمپنیوں کو فروخت کی، تفصیل پراپرٹی / زمین وار فراہم کی جائے؟

(ب) اس عرصہ کے دوران لاہور ضلع میں جن فنانس کارپوریشن کی زمین / پراپرٹی فروخت کی گئی ان کی تفصیل اور ان کی فروخت سے جو آمدن ہوئی اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) یہ پراپرٹی جن افسران / افراد کی زیر نگرانی فروخت کی گئی ان کے نام، عہدہ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کیا ان کی فروخت سے قبل اخبارات میں اشتہار دیئے گئے تھے؟

وزیر امداد باہمی:

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک پنجاب کوآپریٹو بورڈ برائے لیکوڈیشن نے کسی قسم کی جائیداد / پراپرٹی کسی فنانس کمپنی کو فروخت نہیں کی ہے۔

(ب) یکم جنوری 2004 سے آج تک پنجاب کوآپریٹوز بورڈ برائے لیکوڈیشن نے ضلع لاہور میں مندرجہ ذیل فنانس کارپوریشن کی جائیداد / پراپرٹی فروخت کی گئیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔(ضمیمہ ایک تا تین)

(i) نیشنل انڈسٹریل کوآپریٹو فنانس کارپوریشن لمیٹیڈ کی کل آٹھ جائیداد / پراپرٹی نیلام کی گئیں جس سے حاصل شدہ آمدنی مبلغ 2۔ارب تیرہ کروڑ انتیس لاکھ اکسٹھ ہزار اور پانچ صد روپے ہوئی۔

(ii) نیشنل انڈسٹریل کوآپریٹو کریڈٹ کارپوریشن لمیٹڈ کی کل دو پراپرٹی / جائیداد نیلام کی گئیں ہیں۔ جس سے حاصل شدہ آمدنی مبلغ تیرہ کروڑ آٹھ لاکھ اٹھارہ ہزار اور ایک صد روپے ہوئی۔

(iii) پاسبان کوآپریٹو فنانس کارپوریشن لمیٹڈ کی کل تین پراپرٹی / جائیداد نیلام کی گئیں ہیں جس سے حاصل شدہ آمدنی مبلغ چھیاسی کروڑ چھیاسٹھ لاکھ چونتیس ہزار اور چھ صد روپے ہوئی۔

(iv) سروسز کوآپریٹو کریڈٹ کارپوریشن لمیٹڈ کی صرف ایک جائیداد / پراپرٹی نیلام کی گئی ہے، جس سے حاصل شدہ آمدنی مبلغ چھیاسی کروڑ چھیاسٹھ لاکھ چونتیس ہزار اور چھ صد روپے ہوئی۔

(v) الائیڈ کمرشل کوآپریٹو کریڈٹ کارپوریشن لمیٹڈ کی کل دو پراپرٹی / جائیداد نیلام کی گئیں۔ جس سے حاصل شدہ آمدنی مبلغ تین کروڑ انیس لاکھ انتالیس ہزار اور پانچ سو روپے ہوئی۔

(vi) پرائم انڈسٹریل کوآپریٹو ڈویلپمنٹ کارپوریشن لمیٹڈ کی صرف ایک جائیداد / پراپرٹی نیلام کی گئی جس سے حاصل شدہ آمدنی مبلغ ایک کروڑ ایک لاکھ تنتالیس ہزار اور نو صد روپے ہوئی۔

(ج) جو پراپرٹی نیلام کی جاتی ہے۔اس پراپرٹی کی نیلامی سے پہلے نیسپاک سے قیمت تشخیص کروائی جاتی ہے اور نیسپاک اس کی قیمت مقرر کرتی ہے۔اس اشتہار میں مختص قیمت تحریر کی جاتی ہے۔پنجاب کوآپریٹو بورڈ برائے لیکوڈیشن نے جائیداد ہائے کے نیلام کے لئے مندرجہ ذیل افسران پر مشتمل نیلام کمیٹی تشکیل کی ہوئی ہے۔

(الف) چیئرمین

(ب) سیکرٹری

(ج) ایڈیشنل سیکرٹری (فنانس)

(د) ایڈیشنل سیکرٹری (پراپرٹی)

(ہ) ڈپٹی سیکرٹری (پراپرٹی)

مندرجہ بالا افسران کی نگرانی اور خریداران کی موجودگی میں سربمہر ٹینڈر کمیٹی روم پنجاب کوآپریٹوز بورڈ برائے لیکوڈیشن میں کھولے جاتے ہیں اور بعد ازاں تین Highest Bidders کو مزید مقابلہ کے لئے بلایا جاتا ہے اور مقابلہ میں سب سے زیادہ

بولی دہندہ کو کامیاب قرار دے کر برائے حتمی منظوری پنجاب کوآپریٹو بورڈ برائے لیکوڈیشن کے ممبران کی منظوری کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ بورڈ مندرجہ ذیل ممبران پر مشتمل ہے۔

(الف) چیئرمین پنجاب کوآپریٹوز بورڈ برائے لیکوڈیشن

(ب) سیکرٹری کوآپریٹو گورنمنٹ آف پنجاب

(ج) سیکرٹری فنانس گورنمنٹ آف پنجاب

(د) ہوم سیکرٹری گورنمنٹ آف پنجاب

(ہ) رجسٹرار کوآپریٹو گورنمنٹ آف پنجاب

(و) قانونی مشیر پنجاب کوآپریٹو بورڈ برائے لیکوڈیشن

بورڈ ہذا کی منظوری کے بعد جائیداد سب سے زیادہ بولی دہندہ کے نام حسب ضابطہ منتقل کی جاتی ہے۔

(د) جائیداد / پراپرٹی کی فروخت سے قبل کم از کم تین قومی سطح کے مندرجہ ذیل اخبارات میں نمایاں طور پر اشتہارات دیئے گئے تھے۔

(الف) روزنامہ "جنگ"

(ب) روزنامہ "خبریں"

(ج) روزنامہ "نیوز" (انگریزی)

(د) روزنامہ "نوائے وقت"

(ہ) روزنامہ "دن"

جناب قائم مقام سپیکر: ضمنی سوال؟

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! جز (ب) میں فرمایا گیا ہے کہ نیشنل انڈسٹریل کوآپریٹو فنانس کارپوریشن لمیٹڈ کی جائیداد نیلام کی اور اتنے پیسے وصول کئے۔ میرا سوال یہ ہے کہ جن لوگوں کے پیسے نیشنل انڈسٹریل کوآپریٹو فنانس کے پاس جمع تھے کیا ان کو تمام رقم ادا کر دی گئی؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر امداد باہمی!

وزیر امداد باہمی: جناب سپیکر! ابھی تک پالیسی کے مطابق جتنی بھی کوآپریٹو فنانس کارپوریشن ہیں ان کی 50 فیصد رقم ادا کر رہی ہیں اور 50 فیصد لوگوں کو ادا کر دی گئی ہیں۔ باقی جو لوگ بچے ہیں، جوں جوں کارپوریشن کی باقی جائیدادیں dispose of ہوتی جاتی ہیں رقوم اسی ratio کے ساتھ آگے تقسیم کی جا رہی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: 50 فیصد ہو گیا ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! ان لوگوں نے بتایا ہے کہ آٹھ جائیدادیں فروخت کی ہیں۔ مجھے یہ بتائیں کہ ان کی بقایا کتنی جائیداد ہے جس کو یہ فروخت کرنا چاہتے ہیں تاکہ بقایا جو 50 فیصد لوگ ہیں ان کو بھی ان کی رقم مل سکے؟

وزیر امداد باہمی: جناب سپیکر! جہاں تک کہ کتنی بقایا جائیداد ہے اور کتنے لوگ بقایا ہیں اس کے لئے تو انہیں علیحدہ سوال دینا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تو علیحدہ سوال بنتا ہے۔ سماں صاحب! آپ اپنی سیٹ پر بیٹھیں۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! وہاں قیصر صاحب بیٹھ گئے ہیں۔ میں تو پہلی دفعہ ادھر بیٹھا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: تو آپ نے انٹرچینج کر لی ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! وہ معزز ممبر ہیں۔

MR ACTING SPEAKER: But you have to ask from your own seat.

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! وہ میں وہیں جا کر پوچھوں گا۔ میں یہاں پر یہ on oath کہہ سکتا ہوں کہ میرے ایسے ووٹرز ہیں جنہوں نے مسقط سے اپنی پنشن تین لاکھ روپیہ 1990 میں نیشنل انڈسٹریل کوآپریٹو فنانس وزیر آباد میں جمع کروائی اور پوری پنشن کروائی انہیں آج تک ایک پیسا نہیں دیا گیا۔ وزیر صاحب نے فرمایا کہ 50 فیصد ادا کیا ہے، انہوں نے ایک پیسا ادا نہیں کیا۔ اگر وہ 1990 میں تین لاکھ روپے سے زمین خریدتا تو وہ آج تین کروڑ کی زمین ہوتی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے ایک general بات کی ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! میں خود لیکوڈیشن بورڈ کے پاس گیا ہوں، کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ گوجرانوالہ میں ان کا سٹاف یہ فرماتا ہے کہ ہمارے پاس اس کا ریکارڈ نہیں ہے لیکن ان لوگوں کے پاس مصدقہ ریکارڈ ہے، مصدقہ رسیدیں ہیں۔ یہ مجھے بتادیں کہ میں کس سے ملوں تاکہ ان کے پیسے مل جائیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر کوآپریٹو!

وزیر امداد باہمی: جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ جو جو claimants ہمارے پاس آئے ہیں جن کے documents verified ہیں اور جو کارپوریشن کے ساتھ tally کر جاتے ہیں ان لوگوں کو ہم ادائیگی کرنے کے پابند ہیں۔ اگر ان کا کوئی ایسا کیس ہے جس کے اندر کوئی مسئلہ آرہا ہے تو یہ تشریف لے آئیں ہم اس کو sort out کر دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سماں صاحب! وہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی ایسا مسئلہ ہے تو ان کو بتادیں۔

چودھری اعجاز احمد سماں: شکریہ

رانا آفتاب احمد خان: ضمنی سوال۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ نیشنل فنانس یا جتنی بھی کمپنیاں ہیں اس سے لوگوں کو کافی نقصان ہوا تھا مگر ان کمپنیوں کے مالکان کا یہ جواز ہے کہ ہمارے جو assets ہیں وہ ہماری liabilities سے زیادہ ہیں۔ انہوں نے جو بھی جائیدادیں بیچی ہیں کیا ان کے پاس اتنے assets موجود ہیں کہ یہ liabilities کو ختم کر سکیں گے؟

وزیر امداد باہمی: جناب سپیکر! رانا صاحب نے جو فرمایا ہے اس میں اس کو generalize نہیں کیا جا سکتا، اس میں کچھ سوسائٹیز ایسی ہیں جن کے assets اتنے ہیں کہ ان کی liabilities clear ہو جائے۔ مگر بعض سوسائٹیاں ایسی بھی ہیں جن کے پاس بالکل assets نہیں ہیں اور 34 سوسائٹیاں ایسی ہیں جن کے پاس zero asset ہے۔ ہم ایک comprehensive plan کے تحت اور اس کو اکٹھا کر کے ان لوگوں کو compensate کر رہے ہیں اور جن لوگوں کے نہیں ہیں وہ end پر دیکھا جائے گا کہ اگر ادائیگی کے بعد رقم بچ گئی تو وہ جن کمپنیوں کے assets نہیں ہیں ہم ان کو دیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ نہیں تھا۔ یہ جو نیشنل انڈسٹریل فنانس ہے اس کے پاس اتنے assets ہیں کہ یہ اپنی liabilities کو پورا کر سکتے ہیں۔ جن لوگوں نے نیشنل انڈسٹریل میں investment کی تھی ان کے پاس assets ہونے کے باوجود ان کو ادائیگی کیوں نہیں ہو رہی ہے؟ میرا موقف یہ ہے کہ جس انڈسٹریل فنانس کارپوریشن میں انہوں نے پیسے جمع کرائے ہیں، assets ان کے زیادہ ہو گئے ہیں، price depreciate کر گئی ہے اس جائیداد کی

قیمت بڑھ گئی ہے کیا اس کے بیچنے کے بعد یہ ان liablities کو پورا نہیں کر سکتے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر کو آپریٹو!

وزیر امداد باہمی: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ تمام جائیدادیں اس وقت dispose of ہو جائیں گی تو ہم انشاء اللہ ان تمام لوگوں کو compensate کریں گے مگر اس میں کچھ چیزیں pipelines میں ہیں، کئی جائیدادوں کے خلاف کورٹ کیسز ہیں لیکن ساری جگہوں پر ہم انہیں settle کروا کر ان آدمیوں کو پیسے پہنچائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال نمبر 7545 سید حسن مرتضیٰ کا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: سوال نمبر 7545۔

زمینداروں کو سکارپ ٹیوب ویلز مع ٹرانسفارمر منتقل کرنے کا مسئلہ

*7545۔ **سید حسن مرتضیٰ:** کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ آبپاشی کی پالیسی کے مطابق سکارپ کے ٹیوب ویل مختلف لوگوں کو 10 ہزار روپے فی ٹیوب ویل دیئے گئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت اور واپڈا حکام کے درمیان ہونے والی میٹنگ میں 10 ہزار روپے میں ٹیوب ویل خریدنے والے لوگوں کو مع ٹرانسفارمر منتقل کرنے پر رضامندی ظاہر کی تھی؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سکارپ کے ٹیوب ویل مع ٹرانسفارمر خریدنے والے افراد کو منتقل کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ آبپاشی نے Scarp Transition پالیسی اور منصوبہ جات کے تحت جہاں کسان تنظیم (ٹیوب ویل گروپ) نے سکارپ ٹیوب ویل بطور کیمونٹی ٹیوب ویل چلانے کے لئے 25 سالہ پٹہ پر لینے کے لئے درخواست دی۔ محکمہ نے طے شدہ شرائط کے مطابق ٹیوب ویل بور / مشینری / تنصیبات وغیرہ 10 ہزار روپے فی ٹیوب ویل گورنمنٹ کو ادائیگی پر متعلقہ ٹیوب ویل گروپ کو پٹہ پر دیئے۔

(ب) سکارپ ٹیوب ویل کی منتقلی پالیسی اور منصوبہ کے تحت ٹیوب ویل (بور/مشینری/تنصیبات وغیرہ) 25 سالہ پٹہ پر کسان تنظیم (ٹیوب ویل گروپ) کو دیئے گئے۔ طے شدہ شرائط کے مطابق کسان تنظیم (ٹیوب ویل گروپ) بجلی کا کنکشن تنظیم کے نام منتقل کروانے کی پابند تھی جبکہ واپڈا ٹیوب ویل کا کنکشن بجلی قواعد کے مطابق متعلقہ تنظیم کو منتقل کرتا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ واپڈا کی جانب سے ٹیوب ویل کنکشن مہیا کرنے کے ضمن میں، حکومت اور واپڈا حکام کے درمیان تہ شدہ طریق کار کی روح سے واپڈا نے ہدایات جاری کی تھیں کہ ایسے ٹیوب ویلوں کو، جو منصوبہ کے تحت کسان تنظیموں (ٹیوب ویل گروپس) کو دے دیئے گئے، محکمہ آبپاشی کے متعلقہ آفیسر کی درخواست پر، واپڈا لاگو شدہ ری کنکشن (reconnection) کے قواعد میں رعایت برتتے ہوئے ری کنکشن فیس، منقطع شدہ عرصہ کے کم از کم minimum فکسڈ چارجز اور لاگو سکیورٹی ڈیپازٹ کے فرق کو موصول نہ کرے گا۔ ٹرانسفارمر اور متعلقہ ضروری سامان جو منقطع شدہ ٹیوب ویلوں سے اتار آگیا تھا، واپڈا اپنے حاضر سٹاک سے، بشرطیکہ وہ موجود ہو، مہیا کردے گا۔

(ج) جزہائے بالا کے جواب میں وضاحت کی گئی ہے کہ سکارپ ٹیوب ویل کی منتقلی کے منصوبہ جات اور طے شدہ شرائط کے تحت ٹیوب ویل (بور/مشینری/تنصیبات وغیرہ) متعلقہ کسان تنظیم (ٹیوب ویل گروپ) کو منتقل کئے گئے جبکہ کسان تنظیم (ٹیوب ویل گروپ) بجلی کا کنکشن واپڈا سے متعلقہ تنظیم کے نام منتقل کروانے کی پابند تھی۔ اس سلسلہ میں کسان تنظیموں (ٹیوب ویل گروپس) کی درخواستیں اور منتقلی کے نوٹیفکیشن ضروری کارروائی کے لئے واپڈا کے متعلقہ افسران کو بھجوادی جاتیں۔ سکارپ ٹیوب ویلوں کی منتقلی کے منظور شدہ منصوبہ جات مکمل ہو چکے ہیں۔ فی الحال کوئی ایسا منصوبہ زیر غور نہ ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں سوال کو پڑھ نہیں سکا۔ تھوڑی دیر مجھے دے دیں تاکہ میں پڑھ لوں اور پھر میں ضمنی سوال کرتا ہوں۔ کچھ دیر کے لئے اسے pending کردیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ابھی تو یہی بات ہو رہی تھی کہ اریگیشن محکمہ اتنا اہم ہے اور آپ لوگ اس پر تیاری کرکے نہیں آئے۔

وزیر کالونیز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! اگر وزراء کرام کسی ضمنی سوال کا جواب نہیں دیتے یا وہ fresh question بنتا ہے تو ہمارے دوست بڑے زور و شور سے کہتے ہیں کہ یہ تیاری کر کے نہیں آتے۔ ابھی میرے بھائی نے یہاں پر سوال خود کیا ہے اور اس پر بھی ان کی تیاری نہیں ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ تھوڑی دیر کے لئے pending کیا جائے تاکہ میں پہلے پڑھ لوں کہ سوال کیا ہے، اس کا جواب پھر دے دیں۔

رانا آفتاب احمد خان: میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: لیکن پہلے وہ سوال پوچھیں تو سہی۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب! انہوں نے پوچھ لیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ تحصیل چنیوٹ میں کتنے سکارپ کے ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! اس طرح ہے کہ سکارپ ٹیوب ویلز چونکہ ہمیں واپڈا سے منتقل ہو کر آئے تھے اور اس کی انہوں نے جو تعداد پوچھی ہے میں exact تعداد تو ابھی نہیں بتا سکتا کیونکہ انہوں نے جو سوال کیا تھا وہ تعداد کے حوالے سے نہیں تھا۔ انہوں نے جو سوال کیا ہے وہ یہ ہے کہ سکارپ کے ٹیوب ویلز مختلف لوگوں کو دس ہزار روپے فی ٹیوب ویل دیئے گئے ہیں، ان کی جو ٹرانسفر کسانوں کو ہوئی ہے، ان کو ٹرانسفر ہوا ہے یا نہیں ہوا، اس حوالے سے یہ جواب دیا ہے۔ اگر یہ اسی حوالے سے ضمنی سوال پوچھیں تو میں واضح طور پر بتا سکتا ہوں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے سکارپ کے حوالے سے پوچھنا چاہتا تھا کہ جب انہوں نے سکارپ ختم کیا تو ٹیوب ویلز دے دیئے۔ اب تحصیل منچن آباد میں جو water level ہے وہ پانچ فٹ پر آگیا ہے کیا محکمہ اس کے متعلق کوئی سوچ رہا ہے کہ جب پورے علاقے کی زمین waterlogging ہو گی، یہ پانچ فٹ پر پانی آگیا ہے اس کو حکومت کنٹرول کرنے کے لئے کوئی پروگرام رکھتی ہے؟

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! یہ بالکل صحیح بات ہے کہ اس حوالے سے ہم نے اپنے ڈیپارٹمنٹ کا ایک wing بنایا ہوا ہے جو کہ اس کو ریسرچ کر رہا ہے اور اس پر حکومت سنجیدگی سے غور کر رہی ہے کیونکہ waterlogging ایک اہم مسئلہ ہے۔ سیم اور تھور کے حوالے سے ایک پراجیکٹ ہم نے شورکوٹ میں تجرباتی طور پر شروع کیا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ ہم پورے پنجاب میں اس کا جامع سروے کر رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ جلد ایک پالیسی عمل میں لائی جائے گی۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میری صرف ایک گزارش ہے کہ میں ان کے علم میں تحصیل منچن آباد کا مسئلہ لایا ہوں۔ یہ اگر فورڈواہ کے اوپر دیکھ لیں تو اس علاقے میں کافی waterlogging شروع ہو گئی ہے۔ پانچ فٹ پر پانی آگیا ہے۔ میرا کام ان کے علم میں لانا تھا اگر یہ ایکشن لیں گے تو ان کے زمیندار کا بھی بھلا ہو گا، کسان کا بھی بھلا ہو گا۔ اگر یہ kindly اس کو priority پر لے لیں تو I will be obliged

وزیر آبپاشی: جی، انشاء اللہ اس پر پورا غور کیا جائے گا۔

میاں محمد لطیف پنوار راجپوت: ضمنی سوال۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد لطیف پنوار راجپوت: جناب سپیکر! منسٹر اریگیشن سے میں اسی پانی کے حوالے سے ایک سوال کروں گا کہ چولستان کا ایریا جہاں پر underground brackish water ہے وہاں پر پانی کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے تو لوگوں نے وہاں پر لفٹ پمپ لگائے ہوئے ہیں اور کورٹ سے stay order بھی لئے ہوئے ہیں لیکن حکومت نے اس کے لئے ابھی تک کوئی آرڈر جاری کئے اور نہ ہی ان کو confirm کیا ہے۔ وہاں پر پانی کا اس کے علاوہ کوئی ذریعہ نہیں ہے وہ صرف لفٹ پمپ سے ہی پانی لیتے ہیں کیونکہ underground brackish water ہے اور اس پانی کے ٹیوب ویلز بہت جلدی خراب ہو جاتے ہیں۔ گورنمنٹ ان کو کیوں نہیں legalize کر دیتی جو وہاں پر لفٹ پمپ لگے ہوئے ہیں۔ گورنمنٹ ہر وقت ان کو threat کرتی رہتی ہے اور اگر وہاں سے یہ ذریعہ ختم کر دیا جائے تو ہزاروں ایکڑ زمین ایسے ہی ضائع ہو جائے گی۔ گورنمنٹ اگر legalize کرنا چاہتی ہے تو اس بارے میں منسٹر صاحب ذرا بتا دیں۔

وزیر آبپاشی: ویسے تو یہ fresh question بنتا ہے---

جناب قائم مقام سپیکر: یہ fresh question بنتا ہے۔

میاں محمد لطیف پنوار راجپوت: اس میں کوئی ایسا سوال نہیں پوچھا گیا جس کا منسٹر صاحب جواب نہیں دے سکتے۔

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! دراصل وہ سارا مسئلہ illegal ہے اور جیسے ابھی بات سامنے آئی ہے کہ اگر اس طرح illegal پمپ ہوں گے اور جتنی پمپنگ ہو گی تو groundwater availabilities کو نقصان ہو گا اس لئے اس پر ابھی ہم ایسے لوگوں کے خلاف کارروائی کرنا چاہتے ہیں جنہوں نے illegal پمپنگ کی ہوئی ہے۔ انہوں نے کچھ عدالتوں سے stay لئے ہوئے ہیں جس وجہ سے کارروائی مکمل نہیں ہو رہی۔ جہاں تک ان کا point ہے کہ ان کو legalize کر دیا جائے تو اس پر ہم غور کرنے کے لئے دیکھتے ہیں۔ اگر اس میں کوئی ایسی legal requirements نہ ہوئیں اور کوئی دشواری نہ ہوئی تو اس پر ہم غور کر سکتے ہیں۔

میاں محمد لطیف پنوار راجپوت: جناب سپیکر! اس کو اتنا عرصہ ہو گیا ہے اور یہ کوئی مذاق نہیں ہے۔ ہزاروں ایکڑ زمین پڑی ہوئی ہے اور پانی کا صرف اور صرف یہ واحد ذریعہ ہے۔ اگر یہ اس کو بھی بند کرا دیں گے تو پھر ظاہر ہے کہ ان لوگوں کا روزگار ختم کروانے والی بات ہے۔ اگر آٹھ دس سال تک کوئی فیصلہ نہیں ہو سکا یا موجودہ گورنمنٹ بھی تین سال میں کوئی فیصلہ نہیں لے سکی تو پھر یہ کب لیں گے؟ یا تو پھر کوئی کمیٹی بنا لیں اور اس میں بیٹھ کر فیصلہ کر لیں کہ کیوں ان لوگوں کو ویسے ہی threat کیا جا رہا ہے، بجائے اس کے کہ اس کو legalize کر دیا جائے بلکہ ہر وقت ان کو threat کر کے ان سے منتھلیاں بھی لیتے رہتے ہیں اس طریقے سے ان کو تنگ بھی کیا جا رہا ہے حالانکہ وہ پانی کو استعمال بھی کر رہے ہیں۔ اگر یہ ہو کہ وہ پانی کو استعمال نہیں کر رہے تو پھر تو اس پر بات کر سکتے ہیں کہ پانی استعمال نہیں ہو رہا۔ حالانکہ پانی استعمال ہو رہا ہے اور اس پر کوئی کمی نہیں آ رہی اور سیکرٹری صاحب کے پاس جب بھی کوئی سمری بن کر جاتی ہے تو وہ اس کے اوپر shortage of water لکھ کر بھیج دیتے ہیں۔ shortage of water کی تو تب بات ہوتی ہے اگر وہ لوگ پانی استعمال نہ کر رہے ہوں۔ پانی وہاں استعمال ہو رہا ہے اور وہاں پانی کی کوئی کمی واقع نہیں ہو رہی۔ یہ لوگ اپنے دفتروں کے اندر بیٹھ کر ہی اپنے فیصلے کر لیا کرتے ہیں، کبھی فیلڈ میں جا کر دیکھیں اور ان لوگوں کو دیکھیں تو پھر ہی انہیں پتا چلے کہ حقائق کیا ہیں؟ حقائق دیکھے بغیر ہی اپنے ایئر کنڈیشنڈ کمروں میں بیٹھ کر فیصلے کرتے ہیں۔

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! چونکہ illegal پمپنگ ہو رہی ہے اور اس طرح tail shortage ہو جاتی ہے، ٹیل پر پانی پہنچ نہیں پاتا پھر tail والے شور ڈالتے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ جو main stakeholders ہیں اگر ان کو ہم حق نہیں دیں گے اور اسی طرح illegal ہوتا رہے گا تو main Stakeholders کو ٹیل پر پانی پہنچانا گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے تو ہم ان کو پانی کس طرح پہنچائیں گے ؟ انہوں نے مسئلہ اٹھایا ہے یہ میرے ساتھ بیٹھ جائیں ہم اس کو بیٹھ کر examine کر لیتے ہیں اگر کوئی possibility ہوئی تو ہم اس کو دیکھنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! ویسے اس میں ایک تجویز یہ بھی ہے کہ جو ٹیل کے رقبے ہیں جہاں پانی نہیں پہنچتا اور ایک نہر چل رہی ہے، اگر وہاں ایسا بندوبست کیا جائے کہ پانی کو آگے لفٹ کے ذریعے اس ٹیلر میں ڈال دیا جائے تو پانی ٹیل تک پہنچ جائے گا۔ اس تجویز کو اگر آپ take up کر لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے وہ علاقے جو ٹیل کے آخر پر ہیں ان کو فائدہ پہنچے گا۔ ویسے پانی نہیں پہنچتا کیونکہ اس کی اتنی طاقت نہیں ہوتی۔ حالانکہ وہ چک بندی میں بھی ہیں لیکن اس کے باوجود پانی وہاں نہیں پہنچتا۔ آج کل بڑی مشینیں آئی ہوئی ہیں اگر وہ نہر کے اوپر لگا کر اس کے ذریعے پانی کو آگے flow کیا جائے تو اس سے کافی فرق پڑ جائے گا۔ یہ میری ایک تجویز ہے اس کو آپ consider کر لیں۔

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

میاں محمد لطیف پنوار راجپوت: جناب سپیکر! ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ جو لوگ ٹیل کے اوپر بیٹھے ہوئے ہیں، میں خصوصاً بہاولپور کی بات کر رہا ہوں وہ علاقہ تو ڈسٹرکٹ ناظم صاحب کا ہے، پیچھے کسی کو پانی ملے نہ ملے لیکن ٹیل پر پانی ضرور ملتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ چھ مہینے نہریں چلتی ہیں اور ان 6 مہینوں میں بھی further انہوں نے bifurcation کی ہوئی ہے۔ چھ مہینے میں تقریباً ڈیڑھ یا دو ماہ ان کو ٹوٹل پانی دیا جاتا ہے تو اس کے لئے کمیٹی بنائی جائے جو کہ بیٹھ کر فیصلہ کرے یہ اکیلے ایک آدمی کے بس کا روگ نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ایسا کریں کہ منسٹر صاحب کو چیمبر میں مل لیں اور تحریری طور پر اپنی تجاویز انہیں دیں اور پھر اس پر discuss کریں اور اس کے بعد if you are satisfied then its ok اور اگر نہیں تو then again you can take up انشاء اللہ آپ کا مسئلہ کسی حد تک وہ

حل کر دیں گے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! اریگیشن نے پنجاب میں بہت سے سکارپ ٹیوب ویل بند کئے ہیں تو ان کے بند کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟

MR. ACTING SPEAKER: I think that is because of non payment of bills

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! یہ محکمہ کے تھے اور محکمہ ہی نے بند کئے ہیں اور سامان بھی sale out کر دیا ہے۔ اس کی ذرا وضاحت فرمادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! اس سلسلے میں یہ عرض ہے کہ سکارپ کی سکیم 30 سال پہلے شروع ہوئی تھی اور اب یہ سکیم ختم ہو گئی تو ڈیپارٹمنٹ کے اوپر اور خزانے پر تقریباً ڈیڑھ ارب روپے کا بوجھ تھا جو کہ بجلی کے اور مختلف بلز تھے جو ڈیپارٹمنٹ ان کو bear کرتا تھا۔ اس وجہ سے محکمہ اور حکومت نے فیصلہ کیا کہ اس سکیم کو بند کر کے ٹیوب ویل کمیونٹی کو دے دیئے جائیں اور وہی ان کو چلائے تو اب کمیونٹی ان ٹیوب ویلوں کو چلاتی ہے اور انہیں رعایت بھی دی جاتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال جناب حفیظ اللہ خان نوانی صاحب کا ہے۔ جی، نوانی صاحب!

جناب حفیظ اللہ خان: سوال نمبر 7459۔

کوآپریٹو بنکوں میں جدید سہولیات کی فراہمی

*7459: جناب حفیظ اللہ خان: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

کیا حکومت کوآپریٹو بنک کے ذریعے دوسرے بنکوں کی طرح جدید سہولتیں عوام کو فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر امداد باہمی:

پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ 1924 کے کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ کے تحت بطور

بنکنگ سوسائٹی وباڈی کارپوریٹ قائم شدہ ہے۔ زرعی شعبہ میں یہ پاکستان کا دوسرا بڑا بنک ہے جو چھوٹے کسانوں کو آسان شرائط پر زرعی قرضہ جات گزشتہ 80 سال سے بہم پہنچانے کے علاوہ جنرل بی بنکنگ کی تمام سہولیات بھی فراہم کر رہا ہے۔ حال ہی میں حکومت پنجاب اور سٹیٹ بنک آف پاکستان کی سرپرستی وہدایات کی روشنی میں بنک ہذا کو جدید خطوط پر استوار کرنے کا عمل restructuring process زیر کار ہے۔ جس کے نتیجہ میں بنک ہذا عوام الناس کو جدید سہولتیں مزید احسن طریقے سے بہم پہنچائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب حفیظ اللہ خان: جناب سپیکر! اس سلسلے میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ کوآپریٹو بنک کو جدید سہولتیں دی جائیں گی اور یہ process زیر غور ہے۔ ہماری حکومت کو ساڑھے تین سال تو ہو گئے ہیں اور ابھی تک یہ process زیر غور ہے تو کب تک ان بنکوں کو دوسرے بنکوں کے برابر لایا جائے گا اور مزید کتنا عرصہ لگے گا؟ اس کا جواب دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر امداد باہمی: جناب سپیکر! جہاں تک پنجاب کوآپریٹو بنک کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جب سے یہ حکومت آئی ہے تو اس بنک کی طرف نہایت ہی خصوصی توجہ دی گئی اور اس کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک سپیشل ٹاسک فورس مقرر کی جس نے اپنی رپورٹ بنائی اور اس وقت بھی دو ٹیمیں پی آر این پی والے اور ایک پرائیویٹ ادارے کے تحت اس کی restructuring کے لئے کوشش کر رہے ہیں اور اس کی بہتری کے لئے اب ہم آن لائن بنکنگ شروع کر رہے ہیں، کمپیوٹرائزڈ سسٹم کے لئے تقریباً ہر برانچ میں کمپیوٹر install کیا ہے، ماڈل برانچز بنائی گئی ہیں، انٹرنیشنلی زار کو کے ساتھ کنٹریکٹ ہو گیا ہے جہاں سے فارن ایکسچینج اس کو transmit ہو گا اور ان برانچز کے through لوگوں تک جائے گا اور سوئی گیس اور یوٹیلٹی بلوں سے متعلق لوگوں کا problem تھا وہ بھی کوآپریٹو برانچز میں authorize ہو گیا ہے۔ اس طرح یہ کہنا کہ آج تک تین سال میں کچھ نہیں ہوا اور کب ہو گا تو میرے خیال میں یہ درست نہیں ہے۔ ہم نے اس سلسلے میں کنزیومر بنکنگ شروع کیا ہے جہاں پر لوگ individually اکاؤنٹس کھول کر اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ تین سال پہلے کے اور آج کے بنک میں واضح فرق ہے اور انشاء اللہ آئندہ اس میں مزید بہتری آئے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، نوانی صاحب!

جناب حفیظ اللہ خان: جناب سپیکر! میں نے تو مطمئن ہی ہونا ہے تو میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ بہر حال میری یہ گزارش تھی کہ ان کو باقی بنکوں کے برابر لایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نوانی صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ اس سلسلے میں پوری کوشش کر رہے ہیں۔

جناب حفیظ اللہ خان: جناب سپیکر! میں نے جو پہلے گزارش کی ہے کہ اتنا عرصہ ہو گیا ہے ہم نے اپنے علاقوں میں ان کی ڈویلپمنٹ نہیں دیکھی۔ یہ معاملہ زیر غور تو ہوتا رہے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: نوانی صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ اس پر کافی کچھ ہم نے improvement کی ہے اور مزید بھی رہے ہیں۔

جناب حفیظ اللہ خان: چلیں، اللہ کرے انشاء اللہ یہ ہو جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال نمبر 6523 ملک اصغر علی قیصر صاحب کا ہے۔ جی، ملک صاحب!

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 6523 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

دفتر ڈپٹی ڈائریکٹر سوشل ویلفیئر فیصل آباد، منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل

*6523: ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈپٹی ڈائریکٹر سوشل ویلفیئر فیصل آباد کے آفس میں مختلف گریڈوں میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کتنی ہے اور کتنی اسامیاں کب سے خالی ہیں؟

(ب) حکومت مذکورہ خالی اسامیوں کو کب تک پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، نہیں تو وجوہات کیا ہیں نیز خالی اسامیوں کی گریڈ وار تعداد بتائی جائے؟

وزیر سماجی بہبود :

(الف) ڈسٹرکٹ سوشل ویلفیئر کے دفتر میں کل منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 125 ہے جس کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ مختلف گریڈوں کی خالی اسامیوں کی تعداد مع عرصہ تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) چونکہ حکومت سے بھرتیوں کے لئے اجازت مل گئی ہے اس لئے عنقریب ان اسامیوں کو پُر کر لیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے ؟

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! میں گزارش کرنی چاہوں گا کہ پچھلے سیشن میں ورکنگ ویمن ہاسٹل فیصل آباد کے بارے میں ایک نشاندہی کی تھی کہ وہاں پر کرپشن کے ریکارڈ قائم ہو رہے ہیں اور منسٹر صاحبہ نے یقین دہانی کروائی تھی کہ میں فوری طور پر کمیٹی بنوا کر اس کی انکوائری کرواتی ہوں اور پھر ایوان میں اس کے متعلق بتاؤں گی لیکن آج تک وہاں پر کوئی کمیٹی بنی نہ ہی کوئی بندہ انکوائری کرنے گیا اور معاملات ویسے کے ویسے ہی چل رہے ہیں اور وہاں پر ایک ڈی ڈی او کی بھی میں نے نشاندہی کی تھی کہ اس نے ویمن ورکنگ ہاسٹل کو کیا شکل دی ہے، یہ میں یہاں پر کہنا مناسب نہیں سمجھتا ایک تو میری وہ گزارش ہے کہ اس کے بارے میں منسٹر صاحبہ بتائیں۔

جناب والا! اس سوال کے بارے میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ بتا دیں کہ کتنی sanctioned پوسٹیں خالی ہیں اور جواب 21-02-05 کو آیا ہے یعنی ایک سال ہو گیا ہے تو یہ ان کی latest پوزیشن بتادیں کہ وہ fill ہو چکی ہیں یا نہیں ؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحبہ!

وزیر سماجی بہبود: جناب سپیکر! میں اپنے قابل احترام بھائی کو ایک تو ان کی پچھلی بات کا پہلے جواب دوں گی کہ ان کے کہنے کے مطابق میں نے باقاعدہ وہاں پر انکوائری کروائی ہے اور وہاں سے آنے والی رپورٹ کے مطابق یہ پوری تفصیل ہے کہ وہاں پر تین خواتین ایسی ہیں جو مقررہ میعاد کی مدت سے وہاں پر زیادہ stay کر رہی ہیں کیونکہ وہ قواعد وضوابط کے تحت رولز اینڈ ریگولیشن کو obey کر رہی ہیں اس وجہ سے ہم ان کو وہاں سے نہیں نکال رہے۔ اس کے علاوہ وہاں پر ایسی کوئی بے ضابطگی نہیں پائی گئی کہ ہم وہاں پر کوئی ایکشن لیں۔ دوسرا اس سوال کے حوالے سے انہوں نے ضمنی سوال کیا ہے کہ پچھلے سال کے حساب سے وہاں پر 125 اسامیاں ہیں جن میں سے 13 خالی تھیں اور اس وقت latest position یہ ہے کہ ایڈورٹائزمنٹ ہو چکی ہوئی ہے اور تقریباً ان کے آرڈرز ہونے والے ہیں۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! میں نے ورکنگ ویمن ہاسٹل کے بارے میں کہا ہے اور پھر میں

یہاں پر ہاؤس میں کھل کر بات کرنا چاہوں گا کہ وہاں پر سارا دو نمبر دھندہ ہو رہا ہے، لمبی لمبی گاڑیوں کی لائنیں شام کو لگنی شروع ہو جاتی ہیں۔ ملاقات کے کوئی اوقات نہیں ہیں اور اگر اسمبلی کوئی کمیٹی بنا کر وہاں چیک کرے، ورکنگ ویمن ہاسٹل کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جس کے پاس کوئی آسرا نہیں ہے اسے رہنے کے لئے جگہ دے لیکن وہاں کمروں میں بڑے بڑے ٹیلی ویژن، فریج، ڈی وی ڈی، وی سی آر لگے ہوئے ہیں اور ایسے پر تعیش کمرے تو شاید آپ کو سیون سٹار ہوٹلوں میں بھی نہ ملیں کیونکہ وہاں پر دو نمبر قسم کی عورتیں ٹھہری ہوئی ہیں۔ انہوں نے کمیٹی کہاں بنائی کیا فضا میں کمیٹی بنائی اور فضا میں ہی انکوائری کروائی۔ اگر یہ مجھے بھی call کرتیں تو پھر میں انہیں ثبوت دیتا تو میری گزارش ہے کہ اس کو دوبارہ put کیا جائے اور ہاؤس کی کمیٹی کے سپرد کیا جائے یا کسی ایسی کمیٹی کے سپرد کیا جائے جو وہاں پر جا کر چیک کرے اور پورے ہاسٹل کی پڑتال کر کے اس کے روز و شب نوٹ کر کے پھر رپورٹ ایوان میں پیش کرے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحبہ!

وزیر سماجی بہبود: جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے اگر میرے بھائی کو اس بات پر اعتراض ہے تو یہ باقاعدہ ہمیں لکھ کر بھجوا دیں۔ میں اس کے اوپر انکوائری بھی کروالیتی ہوں، کمیٹی بھی بنا دیتی ہوں اور انہیں بھی باقاعدہ شامل کر لیا جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے جی۔ اگلا سوال نمبر 7598 محترمہ انجم سلطانہ صاحبہ کا ہے۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! on his behalf سوال کا نمبر 7598 ہے۔

جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز رکن نے محترمہ انجم سلطانہ صاحبہ کے ایماء طبع شدہ سوال نمبر 7598 دریافت کیا)

تحصیل دیپالپور، نہر خانواہ موگا L-3980 پر پانی کی کمی

*7598: محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نہر خانواہ ڈویژن پر موگا نمبر L-3980 سے زمینداروں کو پانی مل رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پہلے ہی اس موگا سے 97 فیصد زمیندار پانی حاصل کر رہے ہیں اور پہلے ہی پانی مشکل سے پورا ہو رہا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ اس موگا پر اور زیادہ زمینداروں کو شامل کرنا چاہتا ہے اور پہلے والے زمینداروں کو پانی نہیں مل سکے گا؟

(د) کیا حکومت ان زمینداروں کی پریشانی کو ختم کرنا چاہتی ہے تو کب تک؟

وزیر آبپاشی:

(الف) درست ہے۔

(ب) موگا مذکورہ نمبر L-3980 راجباہ دیپالپور موجودہ حالت میں اپنے منظور شدہ رقبہ کو احسن طریقہ سے سیراب کر رہا ہے۔

(ج) ملحقہ زمینداران کی استدعا پر کیس بابت شامل کرنے رقبہ زیر دفعہ 20 کینال اینڈ ڈرینج ایکٹ زیر کارروائی ہے۔مذکورہ کارروائی سے کسی کی حق تلفی نہ ہو گی۔

(د) مذکورہ موگا میں ملحقہ زمینداروں کا مزید رقبہ شامل ہونے سے سابق حصہ داران کی آبپاشی متاثر نہ ہو گی کیونکہ اسی تناسب سے موگا کا پانی بھی بڑھے گا۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اس سے متعلق میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سوال کے جز (الف) کے اندر یہ کہا گیا کہ کیا یہ درست ہے کہ نہر خانواہ ڈویژن پر موگا نمبر L-3980 سے زمینداروں کو پانی مل۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تو سوال ہے اور آپ نے تو کہا ہے کہ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔اس میں آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟ آپ جواب سے متفق ہیں۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جواب سے متفق نہیں ہوں بلکہ میں ضمنی سوال کرنے لگا ہوں کہ انہوں نے کہا ہے کہ موگا نمبر L-3980 کے لگانے سے اس نہر کے باقی کاشتکاروں کے پانی پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔وزیر موصوف یہ بتا دیں کہ یہ outlet لگنے سے پہلے اس نہر کے پانی کی مقدار کیا تھی اور اس موگے کے لگنے کے بعد کیا ہے جس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا؟ اس میں انہوں نے کہا کہ ہم نے پانی کی مقدار بڑھا دی ہے اب ایک نہر پر جس پر ہو سکتا ہے کہ پندرہ ہزار یا تیس ہزار موگے ہوں اب منسٹر موصوف یہ بتا دیں کہ اس موگے کے لگنے سے پہلے نہر کی capacity کیا تھی اور اس کے لگنے کے بعد کتنی capacity بڑھائی ہے اور اب کتنی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! یہ جوڈیشل کیس ہے اور سیکشن 20 کینال اینڈ ڈرینج کے تحت کارروائی عمل میں لائی گئی اس سے پہلے اس کا ڈسچارج 1.18 کیوسک تھا اور اس سیکشن کی کارروائی کے بعد اس کا ڈسچارج 1.42 ہو گیا ہے یعنی اس میں بڑھاؤ آ گیا ہے۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب نہیں دیا گیا میں نے سوال کیا ہے جز (الف) اور (ب) کے بارے میں کہ موگا مذکورہ نمبر جو بھی ہے راجباہ دیپالپور موجودہ حالت میں اپنے منظور شدہ رقبہ کو احسن طریقے سے سیراب کر رہا ہے اور انہوں نے جز (ج) کا جواب دیا ہے اس کا سوال کچھ اور ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ جو انہوں نے جز (د) میں کہا ہے کہ مذکورہ موگا میں ملحقہ زمینداروں کا مزید رقبہ شامل ہونے سے سابقہ حصہ داران کی آبپاشی متاثر نہ ہو گی کیونکہ اسی تناسب سے موگا کا پانی بھی بڑھے گا۔ سوال یہ ہے کہ ایک موگے کے بڑھنے سے لوگ متاثر ہوں گے یا نہیں ہوں گے؟ اس کے جواب میں وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ ہم نے اس کا پانی بڑھا دیا ہے اس لئے وہ اثر انداز نہیں ہوں گے۔ یہ جواب اس سوال کا دے رہے ہیں کہ مزید لوگوں کو آپ شامل کر رہے ہیں یا نہیں؟ جب آپ مزید لوگوں کو شامل کریں گے تو پھر اس کے بارے میں بتائیے گا کہ کینال اور ڈرینج ایکٹ کے تحت کتنے لوگوں کو بڑھائیں گے اور کتنا پانی بڑھے گا۔ اس میں میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ یہ جواب 06-03-08 کا ہے اور یہ to the point ہے۔ یہ پہلے سوال کا جواب دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! میں نے ان کو واضح طور پر بتا دیا ہے کہ کینال اینڈ ڈرینج ایکٹ کے تحت اس کی کارروائی ہوئی ہے میں بتا دیتا ہوں کہ پچھلے سال 05-04-30 کو اس پر درخواست دی گئی تھی اور اس پر فیصلہ 05-12-14 کو ہو گیا۔ فیصلہ ہونے سے پہلے اس کا ڈسچارج 1.81 کیوسک تھا اس فیصلے کے بعد اس کا پانی بڑھا کر 1.42 کیوسک کر دیا گیا یعنی کہ 0.24 اس میں اضافہ کیا گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اصل میں وہ پوچھنا چاہتے ہیں کلچرل کمان سی سی یا جی سی جو ہے کیا وہ کلچرل کمان بڑھ گیا ہے اور زمین آباد زیادہ ہو گئی ہے؟ کیونکہ کلچرل کمان کی وجہ سے بڑھتا ہے ویسے تو نہیں بڑھے گا۔

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! جب سی سی اے بڑھا ہے تو پانی بھی بڑھایا گیا ہے اور اس میں کسی کو بھی

کوئی فرق نہیں پڑا۔۔۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! تھل کینال 1949 میں بنائی گئی اس وقت اس کا سی سی اے 13 لاکھ ایکڑ تھا اور پانی 6 ہزار کیوسک تھا۔ انہوں نے اس کو بڑھا کر 16 لاکھ ایکڑ کر دیا اور اس کی اس وقت capacity ساڑھے سات ہزار کیوسک کر دی۔ اب ری ماڈلنگ کے نام پر اس کو ساڑھے سات ہزار کیوسک سے بڑھا کر 9 ہزار کیوسک کر دی۔ اب انہوں نے بڑھایا تو ہے ایک ہزار کیوسک لیکن رقبہ 11 لاکھ ایکڑ سے بڑھ کر 24 لاکھ ایکڑ تک جا چکا ہے۔ میرا سوال اس میں یہ ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ کو بتاتا ہوں کہ آپ جو سوال کر رہے ہیں وہ اس سے related نہیں ہے اور دوسرا آپ جو سوال کر رہے ہیں you are damaging your interest اگر آپ نے law پڑھا ہے تو اس کو پڑھ لیجئے آپ اس کو ایسے ہی بحث میں نہ لائیں جس سے آپ کو اپنا نقصان ہو اس لئے میں آپ کو یہی کہہ رہا ہوں کہ آپ اس کو یہیں رہنے دیں، یہی بہتر ہو گا۔
Don't mention the remodelling issue here

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میرا کہنا یہ ہے کہ آپ جتنے تناسب سے نئے outlet لگاتے ہیں، نیا ایریا آباد کرتے ہیں کیا اس تناسب سے اس نہر کو پانی دیتے ہیں یا نہیں دیتے؟ میں نے اسی کی مثال دی ہے کہ اس سوال کے اندر جو یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اتنا رقبہ بڑھایا اور اتنا پانی دیا تو میں محکمے کی توجہ اس کیس کی طرف دلاتا ہوں جس میں انہوں نے پانی چھ ہزار کیوسک سے بڑھا کر ساڑھے نو ہزار کیوسک کیا لیکن انہوں نے گیارہ لاکھ ایکڑ سے جو ان کا کمانڈ ایریا ہے اس کو چوبیس لاکھ ایکڑ تک لے گئے ہیں حالانکہ چاہئے تو یہ تھا کہ چھ ہزار کیوسک پانی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: کہاں لے گئے ہیں، نہیں لے کر گئے وہ کیسے لے جا سکتے ہیں۔ سندھ موجود ہے، پنجاب کیسے بڑھا سکتا ہے، سندھ کے شئیر کو پنجاب کیسے بڑھا سکتا ہے۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میرا سوال اور ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: پنجاب کیسے بڑھا سکتا ہے، پنجاب نہیں بڑھا سکتا ہے۔۔۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ جو اتنا رقبہ بڑھایا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: پنجاب نہیں بڑھا سکتا، پنجاب نہیں بڑھا سکتا، پنجاب سندھ کا خیال

رکھتا ہے، آپ چھوڑیں، پنجاب سندھ کا خیال رکھ رہا ہے۔

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! یہ اتنی اچھی تقریر کر رہے ہیں، ان سے یہ تو پوچھیں کہ ان کا اس پر ضمنی سوال کیا ہے؟

چودھری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اصغر علی گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! وقفہ سوالات ختم ہونے کو ہے ایک ہی سوال پر بحث ہو چکی ہے اب میں پوائنٹ آف آرڈر پر ایک انتہائی اہم معاملے کی آپ طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ آج اخبار کے اندر یہ بات آئی ہے کہ ڈیمز کا لیول، ڈیڈ لیول پر چلا گیا ہے، پانی کم ہو گیا ہے اور اس صورت میں ارسا نے صوبوں سے پانی کاٹ لیا ہے اور جو پانی صوبوں سے کم کر دیا گیا ہے اس میں تمام کمی صوبہ پنجاب سے پوری کی جا رہی ہے۔ میں محکمہ سے یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ پنجاب سے یہ سلوک کیوں کیا جا رہا ہے جو پانی کم ہوا ہے وہ صرف پنجاب سے ہی کیوں کاٹا جا رہا ہے باقی صوبوں سے اس حساب سے کیوں نہیں کاٹا جا رہا ہے؟ اس کا یہ جواب دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چونکہ پنجاب بڑا بھائی ہے اس لئے اس سے کاٹا جاتا ہے۔ حالانکہ پنجاب کو گالیاں بھی پڑتی رہیں اور پنجاب ہمیشہ فراخدلی show کرتا رہا ہے۔ پاکستان میں جتنا پانی کا issue ہے وہ سب پنجاب ہی دیتا ہے لیکن پھر بھی پنجاب کو گالیاں پڑتی ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر: یہ پنجاب کے ساتھ بڑی زیادتی ہے، بڑی زیادتی ہے یہ اس کا جواب دیں جو پنجاب کے محافظ بیٹھے ہیں کہ پچیس ہزار کیوسک پانی صرف پنجاب سے کاٹ لیا ہے یہ کس لئے کاٹا ہے؟ یہ اس کا جواب دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے نہایت ادب سے اپنے بھائی اصغر صاحب سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پوائنٹ آف آرڈر تب ہوتا ہے جب ہاؤس out of order ہو، یہ پوائنٹ آف آرڈر پر سوال کر رہے ہیں جس کی relevancy بھی نہیں بنتی۔ آپ یہ ruling دے دیں کہ کیا پوائنٹ آف آرڈر پر سوال ہو سکتا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے یہ ruling دی ہے کہ پنجاب ایک بہت بڑا صوبہ ہے اور وہ ہر صوبے کے لئے قربانی دیتا ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! میرا اتنا اہم سوال ہے جو وزیر صاحب کو ناگوار گزرا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔ ان کو ناگوار نہیں گزرا۔ وہ آپ کے ساتھ ازراہ تفنن کہہ رہے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! پنجاب واقعی بہت بڑا صوبہ ہے یہ قربانی دے مگر ہم یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں ہم نے بھی پنجاب کے حقوق کا تحفظ کرنا ہے اور آپ بھی اس ضمن میں آتے ہیں۔ یہ نہیں کہ صرف ہم یہاں قربانی کے بکرے بن کر بیٹھ جائیں اور قربانی دیتے رہیں۔ ان کا سوال بڑا اہم ہے یعنی پچیس ہزار کیوسک پانی اور آپ دیکھیں کہ اس وقت پنجاب کی کتنی زمین بنجر پڑی ہے جو پانی کی وجہ سے پڑی ہے۔ آپ چولستان کا علاقہ دیکھ لیں، آپ اپنا راجن پور کا، روجھان کا علاقہ دیکھ لیں کہ کتنا علاقہ وہاں صرف پانی کی وجہ سے بنجر پڑا ہوا ہے۔ ہم یہاں اس لئے بیٹھے ہوئے ہیں، بالکل ہم قربانی دیتے ہیں ہم تعصب کی بات نہیں کرتے لیکن اپنے حقوق سے بھی ہمیشہ دستبردار وہ ہوا کرتا ہے جو نااہل ہو یا جس میں یہ اہلیت نہ ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: ہم اپنے حقوق کا تحفظ کریں گے اور کرنا جانتے بھی ہیں۔ آپ بھی پنجاب سے represent کرتے ہیں جو اپنے حقوق کا تحفظ نہیں کرتا وہ اپنے حقوق کے ساتھ، میں یہ لفظ استعمال نہیں کرنا چاہتا وہ اپنے حقوق کے ساتھ مخلص نہیں ہوتا اس لئے ان کا سوال درست ہے، وزیر آبپاشی بیٹھے ہیں وہ اس کا جواب دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! آپ نے جو بات کی ہے میں نے گجر صاحب کی بات کو رد نہیں کیا اور میں نے آپ کو رد نہیں کیا میں جو بات کر رہا ہوں وہ میں پنجاب کے حق میں بات کر رہا ہوں اور مجھے خوشی ہے کہ آج اپوزیشن اور گورنمنٹ اس پر متفق ہیں کہ پنجاب نے فراخدلی show کی ہے اور پنجاب ایک بہت بڑا کارنامہ کر رہا ہے لیکن باوجود اس کے کہ اس پر بہت پریشر ہے

لیکن پنجاب پر پھر بھی اعتراض ہے کہ پنجاب دوسروں کا حصہ لے رہا ہے حالانکہ پنجاب اپنی قربانی دے رہا ہے۔ آپ کی بات بالکل صحیح ہے اور گجر صاحب کی بات جی صحیح ہے، یہی جواب اس کا اریگیشن منسٹر بھی دیں گے لیکن میں نے از خود اس چیز کو محسوس کیا ہے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ پنجاب میں پانی کی کمی ہے لیکن اس کے باوجود وہ پانی دیتا ہے۔ اس کے باوجود بھی پنجاب کی بات کو نہیں مانا جاتا، ہم یہ کہہ رہے ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں کچھ عرض کرنا چاہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ یہ وقفہ سوالات ہے اور اس پر بڑی محنت ہوتی ہے اور اس پر بڑا اتنگ ودو کی جاتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔ یہ out of the way بات ہو رہی ہے۔

وزیر جیل خانہ جات: میں اسی پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! ہاؤس کی یہ روایت رہی ہے کہ جب بھی کوئی اس طرح کی اہم بات ہوتی ہے، Privilege Motion ہو، Adjournment Motion ہو، Question Hour ہو، جب وہ ختم ہو جاتے ہیں تو اس کے بعد پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بات ہوتی ہے اور اس پر ہاؤس میں دو، دو گھنٹے بحث ہوتی ہے لیکن جو وقت کسی چیز کے لئے مخصوص ہے اس کو disturb نہیں کیا جاتا کیونکہ کافی دوست ہیں جنہوں نے اس سوال کی بابت ضمنی سوال کرنے ہوتے ہیں اور اس کے مطابق انہوں نے اپنے آپ کو اور ہاؤس کو مطمئن کرنا ہوتا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ گجر صاحب اس ہاؤس کے بڑے سینئر اور efficient ممبر ہیں تو میری سب سے یہی گزارش ہے کہ جب Question Hour ہو رہا ہو تو یہی Question Hour جس وقت ختم ہوتا ہے تو گجر صاحب اس پر پورا ایک گھنٹہ بحث کروا سکتے ہیں اور یہ روایت ہے کہ اس طرح کے موضوع پر بحث ہوتی رہی ہے۔ میری یہ تجویز ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر کا جب کوئی relevant time ہو تو اس کو اس وقت لیا جائے۔ شکریہ

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں ایک عرض کر دوں جو کہ گجر صاحب نے بات کی،

میں آپ کو بتادوں کہ ہم کسی بھی معاملے میں compromise کرنے کے لئے تیار ہیں اور نہ ہی ہم نے کوئی ایسا compromise کیا ہے۔ ہمارا جو حق ہے انشاء اللہ تعالیٰ ہم وہ اپنا حق لیں گے اور جو دوسرے صوبوں کا حق ہے وہ لیں ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اس سلسلے میں، میں ذرا بتادوں کہ جس خبر کے حوالے سے انھوں نے بات کی ہے اس خبر کے حوالے سے یہ ہے کہ ہم تیس ہزار کیوسک انڈس اور کابل سے پانی لیتے ہیں جو کہ تربیلا اب dead level پر چلا گیا ہے اور تربیلا کے dead level پر جانے سے وہاں سے اس وقت تیس ہزار کیوسک پانی مل رہا ہے۔ اس تیس ہزار میں سے پانچ ہزار کیوسک N.W.F.P اور بلوچستان کو حصہ مل رہا ہے اور باقی پچیس ہزار میں سے سات ہزار دو سو پنجاب کو مل رہا ہے اور باقی سترہ ہزار آٹھ سو جو ہے وہ سندھ کو انڈس سے مل رہا ہے۔ انڈس دریا سے سندھ کو حصہ مل رہا ہے، یہی خبر انھوں نے اخبار میں دیکھی ہے جبکہ اس کا دوسرا رخ نہیں دیکھا۔ دوسرا رخ یہ ہے کہ پنجاب منگلا اور چناب سے بھی پانی لے رہا ہے اور سندھ وہاں سے پانی نہیں لے رہا۔ منگلا سے پنجاب اٹھائیس ہزار کیوسک لے رہا ہے اور چناب سے دس ہزار کیوسک لے رہا ہے۔ اگر آپ اٹھائیس ہزار، دس ہزار اور سات ہزار دو سو کیوسک کو اکٹھا کریں تو تقریباً یہ پینتالیس ہزار کیوسک پانی پنجاب کو مل جاتا ہے اور سندھ کو اس حساب سے سترہ ہزار آٹھ سو کیوسک مل رہا ہے اس لئے پنجاب جو ہے وہ اپنے share کے مطابق پانی لے رہا ہے اور بہتر پانی لے رہا ہے اس طرح ہم کسی کا حق مار رہے ہیں اور نہ کوئی ہمارا حق مار رہا ہے تو یہ میں واضح کرنا چاہ رہا تھا کہ 1991 کے accord کے مطابق ہم اپنے share کے مطابق ہی پانی لے رہے ہیں کیونکہ اخباری خبر کے حوالے سے یہ خدشہ ظاہر ہوا تھا کہ شاید پنجاب کا حصہ زیادہ کٹ گیا ہے اور دوسرے صوبوں نے حصہ لے لیا ہے تو وہ صرف انڈس اور کابل سے جو پانی آرہا ہے اس سے حصہ سندھ کو ملا ہے، پنجاب کا جو باقی شیئر ہے وہ منگلا اور دریائے چناب سے لے رہا ہے اور اب ہم river flow سے اس سلسلے کو پورا کر رہے ہیں کیونکہ ڈیموں کے dead level پر آنے سے اور اب حالیہ جو بارشیں ایک دو دنوں میں ہوئی ہیں ان سے انشاء اللہ تعالیٰ پانی کی پوزیشن اور بہتر ہو جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر امداد باہمی: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر سماجی بہبود: جناب سپیکر! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات
(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

اوکاڑہ میں محکمہ امداد باہمی کے اقدامات اور اغراض و مقاصد

*1197: محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع اوکاڑہ میں محکمہ امداد باہمی عوام کی بھلائی اور سہولت کے لئے کیا کیا اقدامات کر رہا ہے اور اس کے اغراض و مقاصد کیا ہیں؟

(ب) ضلع اوکاڑہ سے صوبائی سطح تک محکمہ کا انتظامی ڈھانچہ کیا ہے۔ آفیسرز کے نام اور ایڈریس بیان کئے جائیں؟

وزیر امداد باہمی:

(الف) تحریک امداد باہمی کا بنیادی مقصد عوام کی بالعموم اور کارکنان امداد باہمی کی بالخصوص معاشی حالت بہتر بنانا اور ایسے ذرائع اور وسائل فراہم کرنا ہے، جن کے ذریعے انجمن ہائے امداد باہمی کے ممبران اپنے جملہ مسائل کی "اپنی مدد آپ" کے اصول پر عمل پیرا ہوتے ہوئے بہتر طریقہ سے حل کر سکیں۔ جہاں تک ضلع اوکاڑہ کا تعلق ہے تو ضلع بھر میں انجمن ہائے امداد باہمی میں سے آٹھ سو سے زائد انجمن ہائے کے ممبران کو ہر فصل پر لگ بھگ پندرہ کروڑ روپے کے قرضہ جات جاری کئے جاتے ہیں، جن کے اجراء و نگرانی کے ساتھ ساتھ ان قرضہ جات کو بروقت ممکن بنانے کے لئے محکمہ امداد باہمی کا عملہ دن رات کوشاں ہے اور انہی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ گزشتہ سال ہا سال سے ضلع ہذا میں وصولیات کا تناسب 95 فیصد سے زائد ہے۔ سابق فصل خریف 2002 کے دوران مبلغ پندرہ کروڑ چھیاسٹھ لاکھ روپے کے قرضہ جات 800 انجمن ہائے امداد باہمی کے 9098 ممبران کو جاری کئے گئے تھے جن میں سے پندرہ کروڑ بارہ لاکھ روپے بنک کو واپس وصول ہو چکے ہیں اور وصولی کا تناسب 96.56 فیصد ہے۔ رواں فصل ربیع 03-2002 کے دوران ضلع بھر میں 813 انجمن ہائے امداد باہمی کے 9106 ممبران کو کل مبلغ سولہ کروڑ تیرہ لاکھ روپے کے فصلی قرضہ جات جاری کئے گئے ہیں۔

درمیانی مدت کے قرضہ جات کے حوالے سے ٹریکٹر و دیگر زرعی آلات کشاورزی کے لئے آٹھ مختلف انجمن ہائے امداد باہمی کے ممبران کو مبلغ ستائیس لاکھ چھپن ہزار روپے کے قرضہ جات بھی جاری کئے گئے ہیں۔

درمیانی مدت کے قرضہ جات کے حوالے سے ٹریکٹر و دیگر زرعی آلات کشاورزی کے لئے آٹھ مختلف انجمن ہائے امداد باہمی کے ممبران کو مبلغ ستائیس لاکھ چھپن ہزار روپے کے قرضہ جات بھی جاری کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ ضلع اوکاڑہ میں دی زمیندارہ کوآپریٹو سیل اینڈ مارکیٹنگ سوسائٹی، دی حویلی ایگریکلچرل سیل مارکیٹنگ سوسائٹی، دی مال کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی اوکاڑہ، دی اوکاڑہ پوٹیٹو فروٹ اینڈ ویجیٹیبل گروورز کوآپریٹو سوسائٹی اور ضلع کوآپریٹو فارم سروس سنٹر جیسے بڑے ادارے بھی اپنے ممبران کی بہتری اور ملکی ترقی کے لئے مصروف عمل ہیں۔

(ب) انتظامی ڈھانچے کے حوالے سے سیکرٹری امداد باہمی حکومت پنجاب کی سرپرستی میں رجسٹرار کوآپریٹو پنجاب صوبہ بھر میں محکمانہ امور کے نگران ہیں۔ تفصیلی انتظامی ڈھانچہ درج ذیل ہے:۔

1۔ محمد سعید شیخ، سیکرٹری امداد باہمی، حکومت پنجاب، سول سیکرٹریٹ لاہور

2۔ میجر (ریٹائرڈ) میاں محمد ذوالقرنین عامر، رجسٹرار کوآپریٹوز، پنجاب، سن لائٹ بلڈنگ بنک سکوائر، شاہراہ قائداعظم، لاہور

3۔ ڈسٹرکٹ آفیسر کمیونٹی ڈویلپمنٹ (ڈسٹرکٹ کمپلیکس اوکاڑہ) (پوسٹ خالی)

4۔ منظور احمد، ڈسٹرکٹ آفیسر کوآپریٹو اوکاڑہ (ڈسٹرکٹ کمپلیکس اوکاڑہ)

5۔ صفدر علی، اسسٹنٹ رجسٹرار کوآپریٹو اوکاڑہ (ڈسٹرکٹ کمپلیکس اوکاڑہ)

6۔ محمد اصغر جاوید، اسسٹنٹ رجسٹرار کوآپریٹو دیپالپور (رتہ کھنہ روڈ دیپالپور)

اس کے علاوہ ہر مرکز کی سطح پر انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز اور یونین کونسل کی سطح پر سب انسپکٹرز کوآپریٹو سوسائٹیز بھی کام کر رہے ہیں۔

ضلع بہاولنگر، ٹیوب ویل آپریٹرز، ہیلپرز، فٹرز اور فورمین کو تنخواہ کی عدم ادائیگی

*6381: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع بہاولنگر میں 226 ٹیوب ویل آپریٹرز ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ٹیوب ویل آپریٹرز اگست 2004 سے تاحال تنخواہ سے محروم ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہیلپرز، فٹرز اور فورمین بھی متذکرہ عرصہ سے تنخواہ سے محروم ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ ملازمین کو تنخواہ دینے کو تیار ہے اور کب؟

وزیر آبپاشی:

(الف) بحوالہ خط نمبری AII/2004/11735-37 مورخہ 25-05-2004 منجانب چیف انجینئر بہاولپور کے تحت ٹیوب ویل آپریٹرز فورڈواہ ڈویژن سے فارغ ہو کر شور کوٹ، کمالیہ پراجیکٹ مورخہ ?30-06-2004 کو ٹرانسفر ہو چکے ہیں جو کہ چیف انجینئر ڈویلپمنٹ نے سکارپ نمبر 3 میں تعینات کر دیئے ہیں۔

(ب) حکومت پنجاب کی پالیسی کے تحت بند ہونے والے ٹیوب ویلوں کے آپریٹرز سرپلس ہونے کے بعد مورخہ 30-06-2004 سے بہاولپور زون سے فارغ کر دیئے گئے تھے جس کے بعد انہیں شور کوٹ، کمالیہ پراجیکٹ میں ایڈجسٹ کیا گیا تھا چونکہ مالی سال 2004-05 میں ٹیوب ویل آپریٹرز کی تنخواہوں کی مد میں فنڈز بہاولپور زون کو جاری نہیں کئے گئے ہیں لہذا ٹیوب ویل آپریٹرز کو تنخواہیں نہ دی جا سکیں۔ سیکرٹری اریگیشن و پاور کے حکم مورخہ 28-02-05 کے تحت ٹیوب ویل آپریٹرز کو تنخواہیں ڈویلپمنٹ زون لاہور ادا کرے گا۔

(ج) ٹیوب ویل آپریٹرز کے برعکس ہیلپرز، فٹرز اور فورمین وغیرہ کو ماسوائے ایک فورمین کے بہاولپور زون میں دوسری خالی اسامیوں پر مساویانہ ایڈجسٹ کیا گیا ہے۔ ان کی LPC اور سروس بکس متعلقہ XENs کو بھجوا دی گئی ہیں انہیں تنخواہیں دی جا رہی ہیں۔

(د) متذکرہ ملازمین کو نومبر2005تک تنخواہوں کی ادائیگی کر دی گئی ہے مزید بجٹ درکار ہے جس کے وصول ہونے پر بقایا تنخواہیں بھی ادا کر دی جائیں گی۔

نیاز بیگ کینال سے ضلع قصور کو پانی کی فراہمی ومتعلقہ دیگر تفصیلات

*7404: رانا سرفراز احمد خان: کیاوزیرآبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) نیاز بیگ کینال سے ضلع قصور کو کتنے کیوسک پانی دیا جارہا ہے، حکومت نیاز بیگ کینال میں پانی کی کمی پورا کرنے کے لئے کیااقدامات کر رہی ہے؟

(ب) ایسے علاقوں کا نہری پانی جو ہاؤسنگ سکیموں اور فیکٹریوں میں آنے سے فالتو ہو جاتا ہے، اس کی وارہ بندی کیسے کی جاتی ہے؟

(ج) کیایہ درست ہے کہ ٹھٹھی مائنز نیاز بیگ پر محکمہ نے ٹھوکر لگا کر پانی کا بہاؤ تقریباً ختم کر دیا ہے۔اس ٹھوکر (بندش) کو کب تک ختم کر دیا جائے گا؟

(د) نیاز بیگ کینال میں بلو کی بی ایس لنک پر پانی کتنے کیوسک پہنچ رہاہے،اس کمی کو دور کرنے کے لئے کیااقدامات کئے جارہے ہیں؟

وزیرآبپاشی:

(الف) نیاز بیگ کینال سے ضلع قصور کو167کیوسک پانی فراہم کیا جارہاہے محکمہ مذکورہ نہر میں حق کے مطابق سپلائی بہم پہنچارہاہے۔

(ب) ایسارقبہ جس کو نہری پانی دیاجارہاہواور وہاں ہاؤسنگ سکیم یا فیکٹری وغیرہ بن جائے تو اس رقبہ کو زیر دفعہ 20-B کینال اینڈ ڈرینج ایکٹ مجریہ 1873نہری پانی کی فراہمی بند کر دی جاتی ہے۔اگر کمی بیشی 10فیصد ہو تو موگاجات کے سائز میں تبدیل نہیں کی جاتی اور وارہ بندی رقبہ کی مناسبت سے ترمیم کی جاتی ہے۔ 10 فیصد سے زائد کیس ہائے میں موگاجات کوadjustکر دیا جاتا ہے اور اس صورت میں وارہ بندی میں ترمیم نہیں ہوتی۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ ٹھٹھی مائنز پر محکمہ نے کوئی ٹھوکر تعمیر کی ہے بلکہ متعلقہ نہر کو اپنے منظور شدہ استعداد کے مطابق نہری پانی کی فراہمی جاری ہے جس کی مقدار10کیوسک ہے۔

(د) نیاز بیگ ڈسٹری بیوٹری بلو کی سلیمانکی لنک کینال کی بر جی 13+593 پر سے گزرتی ہے اور وہاں اس کی اپنی بر جی 166+636 ہے وہاں منظور شدہ ڈسچارج 42 کیوسک ہے۔ یہاں پر لفٹ سسٹم کے تحت پانی پورا کیا جاتا ہے اور ٹیل پر پانی کی کوئی کمی نہ ہے۔

تحصیل گوجرہ، راجباہ گوجرہ کو پختہ کرنے اور تعینات پنسال نویس سے متعلقہ تفصیل

*7465: چوہدری اظہر ندیم گجر: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہماری تحصیل گوجرہ میں راجباہ گوجرہ کو پختہ کیا جا رہا ہے تو کب تک؟

(ب) اس راجباہ پر تعینات پنسال نویس کا نام کیا ہے اور وہ یہاں پر کتنی دیر سے تعینات ہے؟

وزیر آبپاشی:

(الف) درست نہ ہے۔ راجباہ گوجرہ کی پختگی کی کوئی سکیم زیر غور نہ ہے۔

(ب) گوجرہ راجباہ پر غلام حسین پنسال نویس عرصہ دو سال سے تعینات ہے۔

ضلع قصور میں کوآپریٹو بنک کی برانچوں، سٹاف اور قرضہ جات سے متعلقہ تفصیل

*7472: سردار پرویز حسن نکئی: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع قصور میں کوآپریٹو بنک کی کتنی برانچیں کہاں کہاں قائم ہیں اور وہاں پر تعینات عملہ کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) کوآپریٹو بنک نے گزشتہ دو سالوں میں کون کون سی مد میں قرضہ جات فراہم کئے، ان کی مالیت کیا ہے اور کس شرح سود پر یہ قرضے فراہم کئے گئے؟

(ج) بنک ہذا کے ضلع بھر میں کتنے مقروض ڈیفالٹرز ہیں، ان کے نام، ولدیت، پتا جات اور مالیت قرضہ کیا ہے نیز بنک نے ان ڈیفالٹرز سے قرضے واپس لینے کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں؟

وزیر امداد باہمی:

(الف) ضلع قصور میں پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کی پانچ برانچیں قصور، کوٹ رادھا کشن،

چونیاں، پتوکی اور پھولنگر میں ہیں۔ عملہ کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

نمبر شمار	برانچ	ڈسٹرکٹ/ مینجر	آفیسر	کلرک	ڈرائیور/ گارڈ/ نائب قاصد	میزان
1۔	قصور	1+!	6	1	3	12
2۔	کوٹ رادھا کشن	1	2	-	2	05
3۔	چونیاں	1	2	1	3	07
4۔	پتوکی	1	3	1	2	07
5۔	پھولنگر	1	2	2	3	08
میزان	کل	6	15	5	`3	39

(ب) ضلع قصور میں بنک نے 9 فیصد، 12 فیصد اور 15 فیصد کے حساب سے مبلغ -/68,87,72,570 روپے کا قرضہ فراہم کیا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام قرضہ	رقم قرضہ
1۔	فصلی قرضہ جات	مبلغ-/54,15,12,597 روپے
2۔	قرضہ برائے خرید ٹریکٹر	مبلغ-/4,39,30,659 روپے
3۔	قرضہ برائے خریداری جانور	مبلغ -/6,71,01,535 روپے
4۔	قرضہ برائے بہبود خواتین	مبلغ-/30,200 روپے
5۔	سونے کے عوض قرضہ جات	مبلغ-/3,26,46,868 روپے
6۔	قرضہ برائے خرید کمپیوٹر	مبلغ-/26,53,911 روپے
7۔	قرضہ برائے خرید موٹر کار	مبلغ-/6,25,000 روپے
	میزان کل	مبلغ -/68,87,72,570 روپے

(ج)

1۔ بنک ہذا کے ضلع بھر میں 411 مقروض ڈیفالٹرز کے ذمہ کل مبلغ -/5,18,68,603 روپے واجب الادا ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

	تعداد	رقم ڈیفالٹ
ڈیفالٹرز انجمن ہائے امداد باہمی	151	مبلغ-/4,11,45,113 روپے
ڈیفالٹرز (انفرادی/ شخصی قرضہ جات)	260	مبلغ-/1,07,23,490 روپے
میزان	411	مبلغ-/5,18,68,603 روپے

2۔ مقروضان کے نام، ولدیت، پتا جات، مالیت قرضہ اور کئے گئے اقدامات کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

3- مزید برآں رکے ہوئے قرضہ جات کی وصولی کے لئے بنک کوآپریٹو سوسائٹی ایکٹ کے درج ذیل قوانین کے مطابق محکمہ امداد باہمی کے عملے کے ذریعے قانونی کارروائی کر رہا ہے۔

i) کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ،1925

ii) کوآپریٹو سوسائٹیز رولز1927

iii) دی کوآپریٹو سوسائٹیز اینڈ کوآپریٹو بنکس(ریپیمنٹ آف لونز)آرڈیننس1966

iv) دی کوآپریٹو سوسائٹیز(ریکوری)آرڈر،1972(ایم ایل او241)

4- مزید برآں بنک ہذا چونکہ بطور کوآپریٹو بنکنگ سوسائٹی قرضہ جات کی dual status رکھتا ہے۔ لہذا بطور کوآپریٹو بنکنگ سوسائٹی قرضہ جات کی ریکوری کوآپریٹو قوانین کے ذریعے کر رہا ہے۔ تاہم صدر بنک ہذا نے بنک کی بطور شیڈولڈ بنک کی حیثیت کو مد نظر رکھتے ہوئے حال ہی میں بنک کو فنانشل انسٹیٹیوشن (ریکوری آف فنانس) آرڈیننس 2001 کے مطابق بنکنگ کورٹ کے ذریعے رکے ہوئے قرضہ جات کی وصولی کی بھی اجازت دے دی ہے۔

5- پرانے رکے ہوئے قرضہ جات کی ریکوری کے لئے وقتاً فوقتاً ریکوری پیکج کی سہولت دی گئی ہے۔ جس میں کسانوں کو سود معافی کے علاوہ اقساط میں ادائیگی کی سہولت دی گئی ہے۔ موجودہ پیکج کی میعاد30.06.2006تک ہے۔

6- جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم کے تحت محکمہ امداد باہمی کے عملے کو پرانے رکے ہوئے قرضہ کی وصولی پر3فیصد سے5فیصد تک incentive/commission دیا جاتا ہے۔

ڈی جی آفس، سماجی بہبود پنجاب میں2004تا حال بھرتی کی تفصیل

***6593: ملک اصغر علی قیصر:** کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری2004سے آج تک ڈائریکٹر جنرل سماجی بہبود پنجاب کے ماتحت جن افراد کو بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، پتا جات اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے تو میرٹ لسٹ فراہم کی جائے، نیز میرٹ بنانے کا طریق کار بیان فرمائیں؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) جن افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے نیز رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) جن افراد کو وزیر متعلقہ اور وزیر اعلیٰ کے احکامات کی روشنی میں بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، پتاجات اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(و) اگر مذکورہ بھرتی سے قبل اخبارات میں تشہیر ہوئی، تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف یکم جنوری 2004 سے محکمہ سماجی بہبود میں جن کل 73 افراد کو بھرتی کیا گیا ہے ان کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے، میرٹ بنانے کا طریق کار حکومت کی بھرتی کی پالیسی اعلانیہ دسمبر 2004 کے مطابق کیا گیا، ان کی میرٹ لسٹ تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) محکمہ بیت المال کے لئے قائم کی گئی کمیٹی کے ارکان کی تفصیل

سیریل نمبر	نام	گریڈ	عہدہ	موجودہ تعیناتی
1۔	چودھری غلام سرور	17	اسسٹنٹ ڈائریکٹر	اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ایڈمن)
2۔	عبدالغفار شیخ	18	ڈپٹی ایڈمنسٹریٹر (بیت المال)	ڈائریکٹر (ایڈمن)
3۔	عاصم حیات فاروقی	17	اسسٹنٹ ڈائریکٹر (بیت المال)	ریٹائرڈ

ترقیاتی پروگرام کے لئے قائم کی گئی کمیٹی کے ارکان کی تفصیل:۔

سیریل نمبر	نام	گریڈ	عہدہ	موجودہ تعیناتی
1۔	چودھری غلام سرور	17	اسسٹنٹ ڈائریکٹر	اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ایڈمن)
2۔	زاہد عزیز خان	18	ڈائریکٹر (ایڈمن)	ریٹائرڈ
3۔	محمد سلیمان	18	ڈپٹی ڈائریکٹر (ریسرچ)	ڈپٹی ڈائریکٹر (ریسرچ)

سماجی بہبود کے لئے قائم کی گئی کمیٹی کے ارکان کی تفصیل

(گریڈ ایک تا 11 تک کی اسامیوں کے لئے)

1-	چودھری غلام سرور	17	اسسٹنٹ ڈائریکٹر	اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ایڈمن)
2-	غلام فرید چشتی	18	ڈائریکٹر (ایڈمن)	ریٹائرڈ
3-	محمد سلیمان	18	ڈپٹی ڈائریکٹر (ریسرچ)	ڈپٹی ڈائریکٹر (ریسرچ)

(گریڈ 12 اور اس سے اوپر کی اسامیوں کے لئے)

سیریل نمبر	نام	گریڈ	عہدہ	موجودہ تعنیاتی
1-	رئیس عباس زیدی	20	ڈائریکٹر جنرل	سیکرٹری اوقاف
2-	غلام فرید چشتی	18	ڈائریکٹر (ایڈمن)	ریٹائرڈ
3-	محمد سلیمان	18	ڈپٹی ڈائریکٹر (ریسرچ)	ڈپٹی ڈائریکٹر (ریسرچ)

(د) کسی بھی فرد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی نہیں کیا گیا ہے۔

(ہ) کسی بھی فرد کو وزیر اعلیٰ یا وزیر متعلقہ کے احکامات کی روشنی میں بھرتی نہیں کیا گیا۔

(و) اخبارات کی تشہیر کی نقل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع جھنگ میں کوآپریٹو سوسائٹیوں اور قرضہ جات سے متعلقہ تفصیل

*7662: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع جھنگ میں کسانوں کو زرعی قرضہ جات فراہم کرنے کے لئے کتنی کوآپریٹو سوسائٹیاں کام کر رہی ہیں؟

(ب) گزشتہ دو سالوں میں مذکورہ سوسائٹیوں کے ذریعے سالانہ کتنی رقم کسانوں کو بطور قرضہ فراہم کی گئی؟

(ج) یہ قرضہ کس شرح سود اور کن شرائط پر کسانوں کو دیا جاتا ہے اور وصولی کا طریق کار کیا ہے؟

وزیر امداد باہمی:

(الف) ضلع جھنگ میں کسانوں کو زرعی قرضہ جات فراہم کرنے کے لئے 1194 کوآپریٹو سوسائٹیاں کام کر رہی ہیں۔

(ب) گزشتہ دو سالوں میں مذکورہ سوسائٹیوں کے ذریعے مبلغ -/62,19,16,919 روپے کی رقم بطور قرض فراہم کی گئی جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

2004	مبلغ -	RS.30,42,29,681/-
2005	مبلغ -	RS.31,76,87,238/-
میزان	مبلغ -	RS.62,19,16,919/-

جن مقاصد کے لئے یہ قرضہ فراہم کیا گیا ہے ہمراہ رقم کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) فصلی قرضہ جات (9فیصد) جبکہ درمیانی مدت کے قرضہ جات (12فیصد) شرح مارک اپ پر جاری کئے گئے تاہم سٹیٹ بنک آف پاکستان سے حاصل کئے جانے والے قرضہ جات کی شرح مارک اپ بڑھنے کی وجہ سے بنک کے تمام قرضہ جات (علاوہ سٹاف لون) پر یکساں شرح مارک اپ (15فیصد) مورخہ 2005-07-6 کی گئی تاہم کسانوں کو سہولت پہنچانے کے لئے بنک کے جناب ایڈمنسٹریٹر نے فصلی قرضہ جات و لائیو سٹاک لون پر قرضے کی شرح مورخہ 06-01-26 سے (12فیصد) کر دی ہے۔ فصلی قرضہ جات کی پالیسی اسٹیٹ بنک آف پاکستان کی مجموعی ہدایات کی روشنی میں محکمہ امداد باہمی مرتب کرتا ہے جس میں جملہ شرائط برائے قرضہ شامل ہوتی ہیں۔ پالیسی قرضہ برائے فصل ربیع 06-2005 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ فصل خریف کے قرضہ کی واپسی کی آخری تاریخ عموماً مارچ اور فصل ربیع کے قرضہ کی واپسی جولائی اسی سال ہوتی ہے۔ ان قرضہ جات کی مدت واپسی تقریباً 8تا10 ماہ ہوتی ہے۔ ان قرضہ جات کی وصولی محکمہ امداد باہمی کا میدانی عملہ کرتا ہے جن کے پاس کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ کے تحت وصولی کے اختیارات ہیں۔

سوشل ویلفیئر آفیسرز کی گریڈ 18 میں ترقی کا مسئلہ

*6826: جناب طاہر اقبال چودھری: کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ سماجی بہبود میں بھرتی ہونے والے سوشل ویلفیئر آفیسرز جن کی تعلیمی قابلیت M.A ہوتی ہے، بھرتی کے وقت ان کو سکیل 17 دیا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان سوشل ویلفیئر آفیسرز کو 20 سال بعد اسسٹنٹ ڈائریکٹر گریڈ 17 میں ہی ترقی دی جاتی ہے؟

(ج) کیا حکومت ان افسران کو گریڈ 18 میں ترقی دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) جی ہاں۔

(ب) جناب یہ درست نہ ہے۔ اصل صورتحال یوں ہے کہ سوشل ویلفیئر آفیسر کی اسامی بنیادی طور پر گریڈ 16 میں تھی جو بعد ازاں مورخہ 88-10-22 سے گریڈ 17 میں کر دی گئی جبکہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر کی اسامی ماقبل ہی گریڈ 17 میں تھی اور ہے جس کو محکمہ نے بار بار گریڈ 18 میں کروانے کی کوشش کی بلکہ ابھی تک اس کی سعی کی جارہی ہے۔ اس ضمن میں مزید عرض ہے کہ حکومت نے اسسٹنٹ ڈائریکٹر کے عہدوں پر ترقی پانے والے سوشل ویلفیئر آفیسران کو مورخہ 88-10-22 کو اس وقت کے سکیل کے مطابق تین ترقیوں کے برابر رقم مبلغ -/150 روپے اضافی طور پر ماہوار دینے کی منظوری دی مزید برآں اسسٹنٹ ڈائریکٹرز اور ان کے ہم پلہ آفیسرز کو بطور ڈپٹی ڈائریکٹر / سینئر سپرنٹنڈنٹس گریڈ 18 اور ڈائریکٹرز گریڈ 19 کی اسامیوں میں ترقی پانے کے مواقع رولز میں موجود ہیں اور ترقی پا چکے ہیں۔

(ج) ۔ایضاً۔

سال 04-2003، 05-2004 محکمہ سماجی بہبود کا بجٹ اور خرچ کی تفصیل

*6900: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ حکومت کے دور میں محکمہ سوشل ویلفیئر کے مختص شدہ فنڈز کا زیادہ تر حصہ عوام کی بھلائی کے کاموں کی بجائے اپنے ملازمین کی تنخواہوں وغیرہ پر خرچ کیا جارہا ہے؟

(ب) مالی سال 04-2003 اور 05-2004 میں حکومت کی طرف سے محکمہ ویلفیئر کے لئے کتنی رقم مختص ہوئی، اس میں عوام کی بھلائی کے کاموں اور محکمہ ہذا کے ملازمین پر خرچ کی تفصیل علیحدہ علیحدہ بیان کی جائے؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) یہ بات درست نہیں ہے، محکمہ سوشل ویلفیئر کے ملازمین صرف وہی تنخواہ وصول کرتے ہیں جو حکومت تعین کرتی ہے۔

(ب) مالی سال04-2003 کے دوران محکمہ کو صوبائی حکومت کی طرف سے غیر ترقیاتی اخراجات کی مد میں کل1279کروڑ17لاکھ17ہزار73روپے خرچ کئے گئے جن میں سے5کروڑ93لاکھ عوام کی بھلائی کے کاموں پر جبکہ 1کروڑ24لاکھ17ہزار73روپے ملازمین کی تنخواہوں اور دیگر مراعات پر خرچ کئے گئے۔اسی طرح سال05-2004 کے دوران 7کروڑ 99 لاکھ 19 ہزار274 روپے خرچ کئے گئے جن میں 6کروڑ 46لاکھ 26ہزار خدمات کی فراہمی اور بقیہ تنخواہوں وغیرہ پر خرچ کئے گئے۔

لاہور/گوجرانوالہ۔گداگری کے تدارک کے لئے حکومتی اقدامات اور2004 میں ہونے والی کارروائی کی تفصیل

*6959:چودھری زاہد پرویز:کیاوزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور اور گوجرانوالہ میں گداگری پروفیشن کی صورت اختیار کر گئی ہے؟

(ب) حکومت پنجاب نے اس کے تدارک کے لئے اب تک کیا کارروائی کی ہے؟

(ج) سال2004 میں کتنے گداگروں کو مذکورہ اضلاع سے پکڑ کر متعینہ مقامات تک پہنچایا گیا؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) یہ بات درست ہے کہ لاہور اور گوجرانوالہ میں گداگروں کی کثیر تعداد موجود ہے اور کچھ لوگ تو مجبوری کے تحت گداگری کرتے ہیں جبکہ کچھ لوگوں نے اس کو پروفیشن بنا لیا ہے۔

(ب) لاہور میں گداگری کے خاتمے کے لئے محکمہ سماجی بہبود درج ذیل اقدامات کر رہا ہے۔

1۔ پہلے سے موجودVagrancy Ordinance 1958کو موثر بنانے کے لئے اس میں ترامیم تیار کر چکی ہیں اور چونکہ یہ وفاقی حکومت کا قانون ہے اس لئے اس کو وزارت سماجی بہبود اسلام آباد بھجوایا جارہا ہے۔

II- لاہور اور راولپنڈی میں دارالکفالہ قائم کرنے کے لئے منصوبہ سالانہ ترقیاتی پروگرام 2006-07 میں شامل کر دیا گیا ہے۔

(ج) فی الحال چونکہ پورے پنجاب میں کوئی دارالکفالہ کام نہ کر رہا ہے لہذا ابھی تک کسی فرد کو بھی نہ پکڑا گیا ہے۔

گوجرانوالہ، رجسٹرڈ این جی اوز کی تعداد اور سرکاری گرانٹس کی تفصیل

*6960: چوہدری زاہد پرویز: کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گوجرانوالہ میں خدمت خلق انجام دینے والی رجسٹرڈ NGOs کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) حکومت ان میں سے کون سی NGOs کو بیت المال، زکوٰۃ یا دیگر ذرائع سے فنڈز فراہم کرتی ہے، یکم جنوری 2004 سے ان کو جتنی رقم دی گئی تفصیل این جی او وار فراہم کی جائے؟

(ج) ان پر چیک کا کیا طریق کار ہے؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) محکمہ سماجی بہبود سے رجسٹرڈ تنظیموں کی تعداد 236 ہے۔

(ب) پنجاب بیت المال صرف ان این۔جی۔اوز کی مالی امداد کرتا ہے جو محکمہ سماجی بہبود و ترقی خواتین و بیت المال کے ساتھ رجسٹرڈ ہوں۔ جنوری 2004 سے اب تک درج ذیل این۔جی۔اوز کو پنجاب بیت المال سے مالی امداد فراہم کی گئی۔

1-	کشمیر ویلفیئر سوسائٹی، ٹرسٹ ہسپتال، گوجرانوالہ	500,000/- روپے
2-	ایمن آباد ویلفیئر سوسائٹی، ایمن آباد، گوجرانوالہ	50,000/- روپے
	کل رقم	5,50,000/- روپے

(ج) بیت المال رولز مجریہ 2003 کے مطابق ان کی نگرانی کی جاتی ہے۔ کاپی تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گوجرانوالہ، دارالامان سے فرار ہونے والی خواتین اور ان کے مسائل سے متعلقہ تفصیل

*7195: لالہ شکیل الرحمن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 28-اگست 2005 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق دارالامان گوجرانوالہ سے پندرہ خواتین دیوار توڑ کر فرار ہو گئیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ فرار ہونے والی خواتین کے مطابق ان کو اس جگہ کھانے کے لئے روٹی اور ان کے بچوں کو دودھ تک میسر نہ تھا جس کی وجہ سے انہوں نے دارالامان سے فرار کا منصوبہ بنایا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس دارالامان کی انچارج کو لاکھوں روپے خُورد بُرد کرنے کے باوجود وہاں سے ٹرانسفر نہ کیا گیا؟

(د) اگر حکومت نے اس واقعہ کی تفتیش کرنے کے لئے کوئی انکوائری کمیٹی تشکیل دی تھی تو اس کمیٹی میں شامل افسران کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) اگر اس کمیٹی نے اس واقعہ کی انکوائری مکمل کر لی ہے تو اس کی report ایوان میں پیش کی جائے نیز حکومت نے اس کمیٹی کی رپورٹ پر جو اقدامات اٹھائے ہیں ان کی تفصیل بھی فراہم کی جائے؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) یہ بات درست ہے کہ مورخہ 05-08-27 کو دارالامان سے 15 خواتین اور 9 بچے روشن دان کاٹ کر رات کے اندھیرے میں فرار ہو گئے۔

(ب) یہ بات غلط ہے کہ بھاگنے کی وجہ کھانے کا نہ ملنا اور بچوں کے لئے دودھ کی عدم فراہمی ہے اگر یہ حالات ہوتے تو دارالامان میں رہنے والی خواتین افسران بالا کے دورہ کے موقع پر یہ شکایت ضرور کرتیں اس طرح کی کوئی شکایت زیر دستخطی کو وصول نہ ہوئی ہے۔ ریکارڈ کے مطابق جو بجٹ خوراک کی مد میں دیا گیا تھا وہ گورنمنٹ کی ہدایت کے مطابق خرچ ہوا ہے۔

(ج) یہ بات درست ہے کہ متعلقہ انچارج کو ٹرانسفر نہ کیا گیا ہے کیونکہ دارالامان میں عرصہ ڈیڑھ سال سے کوئی بھی آفیسر تعینات نہ تھا اس وقوعہ سے ایک ماہ قبل مس للی خان نامی آفیسر لاہور سے تبدیل کر کے یہاں تعینات کی گئی اور ابھی تک اس نے کسی بل پر دستخط نہ کئے اور نہ ہی کوئی بل کیش کروایا گیا۔ کیونکہ 06-2005 کا سالانہ بجٹ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی طرف سے لیٹ موصول ہوا تھا۔

(د) تشکیل کردہ انکوائری کمیٹی حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ
1۔	مسٹر محمد ہاشم خان	ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر	17
2۔	مسٹر ذوالفقار علی	ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر	17
3 ۔	مسٹر سہیل محمود	ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر	17
4 ۔	رانا لیاقت علی	ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر	17

(ہ) اس واقعہ کے دوران ڈیوٹی آفیسر کے ساتھ ایک چوکیدار اور ایک نائب قاصد بھی موجود تھا۔انکوائری کمیٹی تشکیل دی گئی۔چوکیدار اور نائب قاصد کو فوراً معطل کر دیا گیا اور حوالہ پولیس کر دیا گیا۔ انکوائری کمیٹی اپنا کام نیک نیتی سے سرانجام دے رہی ہے جلد ہی رپورٹ مکمل ہو جائے گی اور فوراً اس حادثے کے ذمہ داران کو قانون کے مطابق سزا دی جائے گی۔

ضلع قصور میں رجسٹرڈ این جی اوز کی تعداد اور فراہم کردہ فنڈز سے متعلقہ تفصیلات

*7467: سردار پرویز حسن نکئی: کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع قصور میں محکمہ سماجی بہبود کے پاس رجسٹرڈ انجمنوں اور NGOs کی تعداد، ان کے پتاجات اور دیگر متعلقہ تفصیلات بیان فرمائیں؟

(ب) حکومت نے کتنی NGOs کو کتنے کتنے فنڈز فراہم کئے گزشتہ تین سالوں کی تفصیلات مہیا فرمائیں؟

(ج) ان انجمنوں اور NGOs کو کن کن ممالک سے بیرونی امداد ملتی ہے۔گزشتہ دو سالوں کی تفصیلات بیان کی جائیں؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) ضلع قصور میں رجسٹریشن کنٹرول آرڈیننس مجریہ 1961 کے تحت رجسٹرڈ سماجی بہبود کی تنظیموں کی کل تعداد 88 ہے جس کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلعی بیت المال سے گزشتہ تین سالوں کی فراہم کردہ فنڈز کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) محکمہ سماجی بہبود سے رجسٹرڈ کسی NGO کو ضلع قصور میں بیرون ملک سے امداد نہیں ملی۔

اوکاڑہ، دستکاری سکولز اور ہنر مندی سے متعلقہ تفصیل

*7720: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع اوکاڑہ میں قائم دستکاری سکولز کی مکمل تفصیل مع ایڈریس آگاہ کریں، ان سکولز میں خواتین کو کس کس دستکاری اور ہنر مندی کی تعلیم دی جاتی ہے؟

(ب) حکومت گھریلو صنعت سازی کے شعبے میں ضلع اوکاڑہ میں خواتین کے لئے کیا کیا منصوبے بنا رہی ہے اور کب تک، تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) ضلع اوکاڑہ میں قائم دستکاری سکولز کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام وپتا دستکاری سکول	ہنر
1۔	سوشل ویلفئیر سوسائٹی جسپا لکے، موضع میاں کے اوکاڑہ	سلائی کڑھائی
2۔	سوشل ویلفئیر سوسائٹی، چک 32 ایل۔ ایل اوکاڑہ	۔ایضا۔
3۔	سوشل ویلفئیر سوسائٹی، فتح پور شریف، اوکاڑہ	۔ایضا۔
4۔	انجمن فلاح و بہبود جبوکہ، اوکاڑہ	۔ایضا۔
5۔	انجمن بہبودی خواتین شمشیہ کالونی، اوکاڑہ	۔ایضا۔
6۔	انجمن بہبود خواتین، رینالہ خورد، انوار شہید کالونی، اوکاڑہ	۔ایضا۔
7۔	انجمن رفاہ عامہ چک 54 ایل۔ ایل دیپالپور روڈ، اوکاڑہ	سلائی کڑھائی
8۔	المصطفٰے ویلفئیر سوسائٹی 14 جی ڈی، اوکاڑہ	۔ایضا۔
9۔	انجمن صحت عامہ پرانی مال منڈی، اوکاڑہ	۔ایضا۔
10۔	انجمن خدام رسول اللہ، شیر گڑھ، اوکاڑہا	۔یضا۔
11۔	عوامی فلاحی سوسائٹی، بصیر پور، ریلوے روڈ، اوکاڑہ	۔ایضا۔
12۔	انجمن فلاح نسواں، رانا ہاؤس دیپالپور، اوکاڑہ	۔ایضا۔
13۔	انٹی ٹی بی ایسوسی ایشن، رورل ہیلتھ سنٹر حویلی لکھا، اوکاڑہ	۔ایضا۔
14۔	سوشل ویلفئیر سوسائٹی، حجرہ شاہ مقیم، اندرون قلندری گیٹ، اوکاڑہ	۔ایضا۔

(ب) ضلع اوکاڑہ میں تحصیل سطح پر صنعت زار قائم کرنے کی تجویز زیر غور ہے۔ آئندہ مالی سال میں ان منصوبہ جات پر عملدرآمد کی توقع ہے۔ زیر غور اداروں میں علاقہ کی خواتین کو مختلف ہنر کی تربیت دینے کے بعد گھر بیٹھے آرڈر ورک کی سہولت دی جائے گی تاکہ ان کی مالی معاونت ممکن ہو سکے۔

شیخوپورہ، خواتین سے متعلقہ گھریلو صنعت سازی کے منصوبے

*7721: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

ضلع شیخوپورہ میں حکومت گھریلو صنعت سازی کے شعبے میں خواتین کے لئے کیا کیا منصوبے بنا رہی ہے اور کب تک ان پر عمل درآمد کا آغاز ہو گا؟

وزیر سماجی بہبود:

ضلع شیخوپورہ میں صنعت زار ادارہ کی طرز پر تحصیل کی سطح پر ادارے قائم کرنے کا منصوبہ زیر غور ہے۔ جس پر عملدرآمد آئندہ مالی سال میں متوقع ہے۔

شیخوپورہ، رجسٹرڈ این جی اوز اور فراہم کردہ فنڈز کی تفصیل

*7737: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) شیخوپورہ میں خدمت خلق انجام دینے والی محکمہ سماجی بہبود کے پاس رجسٹرڈ NGOs کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) حکومت ان میں سے کون سی NGOs کو بیت المال، زکوٰۃ یا دیگر ذرائع سے فنڈز فراہم کرتی ہے، یکم جنوری 2005 سے ان کو جتنی رقم دی گئی، تفصیل این جی او وار فراہم کی جائے؟

(ج) ان پر چیک کا کیا طریق کار ہے؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) ضلع شیخوپورہ میں رجسٹریشن کنٹرول آرڈیننس مجریہ 1961 کے تحت رجسٹرڈ سماجی بہبود کی تنظیموں کی تعداد 78 ہے۔

(ب) ضلعی بیت المال کمیٹی سے ضلع شیخوپورہ کی طرف سے دی گئی گرانٹ کی تفصیل برائے ملاحظہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ محکمہ زکوٰۃ کا دفتر سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ سے الگ ہے۔

(ج) محکمہ سوشل ویلفیئر کے افسران اور عملہ باقاعدہ طور پر ان کا آڈٹ کرواتا ہے متعلقہ سوشل ویلفیئر آفیسر NGO کی نگرانی بھی کرتا ہے۔

شیخوپورہ میں محکمہ کے دستکاری سکولز، سٹاف اور منصوبہ جات کی تفصیل

*7738-A: محترمہ فائزہ احمد: کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ سماجی بہبود و ترقی خواتین کے ضلع شیخوپورہ میں قائم دستکاری سکولز کی مکمل تفصیل مع ایڈریس بیان کی جائے ان دستکاری سکولز میں خواتین کو کس کس دستکاری اور ہنر مندی کی تعلیم دی جاتی ہے ان سکولز میں دستیاب سہولیات، سٹاف اور خواتین کی تعداد بیان فرمائیں؟

(ب) گھریلو صنعت سازی کے شعبے میں خواتین کے لئے کیا کیا منصوبے ہیں اور ان منصوبہ جات پر عملدرآمد کے لئے حکومت آئندہ کیا نئے اقدامات کرنا چاہتی ہے، ایسی صنعت سازی کے ٹیکنیکل سکولز یا اداروں کی تفصیل بیان کی جائے؟

(ج) ضلع ہذا میں خواتین کے دستکاری سکولز کا انتظامی ڈھانچہ کیا ہے اور کون کون سی خواتین آفیسرز کس کس پوسٹ پر کام کر رہی ہیں۔ ان کے نام، ایڈریس اور مکمل کوائف مع تعیناتی عرصہ تفصیلاً بیان فرمائیں؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) محکمہ سماجی بہبود کے زیر انتظام ضلعی سطح پر ایک صنعت زار کام کر رہا ہے۔ جس میں سلائی کڑھائی، بیوٹیشن، امور خانہ داری اور کوکنگ وغیرہ کی تربیت دی جاتی ہے۔ صنعت زار میں مشینری، اساتذہ اور ٹریننگ میٹریل وغیرہ کی سہولیات میسر ہیں۔ صنعت زار میں سٹاف کی تعداد 13 ہے اور اس میں اس وقت 55 خواتین زیر تربیت ہیں اس کے علاوہ محکمہ سے رجسٹرڈ NGOs کل 7 دستکاری سکولز چلا رہی ہیں۔ جن کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع شیخوپورہ میں تحصیل کی سطح پر صنعت زار قائم کرنے کا منصوبہ جات شروع ہونے کی توقع ہے زیر غور صنعت زار میں خواتین کو مختلف ہنر سکھائے جائیں گے اور تربیت کے بعد ان کو گھر بیٹھے آرڈر ورک مہیا کیا جائے گا۔

(ج) صنعت زار کا انتظامی ڈھانچہ تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ اس صنعت زار میں کام کرنے والی خواتین آفیسرز کے کوائف درج ذیل ہیں:۔

سیریل نمبر	عہدہ	نام آفیسر	عرصہ تعیناتی
1-	منیجر	مسز خوشنود جمیل	چھ ماہ
2-	کرافٹ	ڈیزائنر	خالی

دستکاری سکولز مقامی رضاکار اداروں کے تعاون سے چل رہے ہیں ہر دستکاری سکول میں متعلقہ رضا کار ادارہ ایک دستکار استانی کی تعیناتی کرتا ہے جس کی تنخواہ متعلقہ رضاکار ادارہ اپنے وسائل اور بساط کے مطابق دیتا ہے محکمہ صرف -/500 روپیہ ماہانہ اعزازیہ متعلقہ استانی کے لئے دیتا ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سماجی بہبود کے سٹاف کی ضلع وار اسامیاں

397 محترمہ شاہین عتیق الرحمٰن: کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

ہر ضلع میں سوشل ویلفیئر سٹاف کی گریڈ ایک تا19 کی کتنی اسامیاں ہیں، خصوصاً خواتین کی بحالی، تربیت اور تحفظ کے اداروں کے لئے کتنی مختص ہیں؟

وزیر سماجی بہبود:

محکمہ سماجی بہبود میں گریڈ ایک سے لے کر 19 تک کی اسامیوں کی ضلع وار تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے، خواتین کی بحالی، تربیت اور تحفظ کے اداروں کے لئے مخصوص اسامیوں کی ضلع وار تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

دارالامان فیصل آباد میں دو بھائیوں کے ہاتھوں بہن کے قتل پر حکومتی کارروائی کی تفصیل

398: محترمہ شاہین عتیق الرحمٰن: کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اس سال کے آغاز میں دو بھائی دارالامان فیصل آباد میں داخل ہوئے اور اپنی بہن کو قتل کر دیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سٹاف کا کوئی اہلکار بالخصوص گارڈ وہاں موجود نہ تھا؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ای ڈی او (کمیونٹی ڈویلپمنٹ) نے اس بدانتظامی کی وجہ سے ہونے والے قتل کی انکوائری کروائی، اگر ہاں تو اس وقت کیس کس مرحلے پر ہے؟

(د) سٹاف کے اہلکاروں کی صورتحال کیا ہے کیا وہ حاضر تھے، کتنی تعداد میں حاضر تھے۔ کیا اس ادارے میں کوئی اسامیاں خالی ہیں؟

(ہ) کیس کی صورتحال کیا ہے۔ کیا یہ کیس رجسٹرڈ ہو گیا ہے، اس کی پیروی کون کر رہا ہے۔ کیا کوئی انتظامی کمیٹی موجود ہے، کیا ان کا موقف سنا جا رہا ہے؟

(و) کس شخص پر بار ثبوت ہے اس کا نام بتایا جائے؟

(ز) کیا دارالامان کے قواعد و ضوابط کو update کیا گیا ہے۔ اگر ہاں تو کس سال نیز کیا ان اداروں کی تحفظ کی ذمہ داری میں پولیس کو شامل کیا گیا ہے؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) درست ہے مگر یہ اس حد تک درست ہے کہ وہ دونوں حقیقی بھائی نہ تھے بلکہ ایک متوفی کا حقیقی بھائی اور ایک چچازاد تھا۔

(ب) گارڈ کی تو تعیناتی ہی ادارہ میں نہ ہے تاہم نائب قاصد قائم مقام چوکیدار دفتر میں ڈیوٹی پر موجود تھا۔

(ج) قطعی طور پر بدانتظامی نہ ہوئی ہے بلکہ اس وقوعے کے فوری بعد ای ڈی او (کمیونٹی) اور ڈی ای او سوشل ویلفیئر نے اکٹھے دارالامان کا دورہ کیا اور موقع پر ہی ای ڈی او نے ڈی او سوشل ویلفیئر کو تمام تر معاملہ کی انکوائری کرنے کی ہدایت کی مزید یہ کہ ڈی سی او صاحب فیصل آباد ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر صاحب سے فون پر درخواست کی گئی کہ وہ فوری طور پر پولیس گارڈ تعینات فرمادیں۔

اسی دوران ایک این جی او کے تعاون سے پرائیویٹ طور پر گارڈ کی تعیناتی فوری طور پر عمل میں لائی گئی۔ بعد ازاں ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر اور ڈی سی او صاحب کو پولیس گارڈ کی تعیناتی کے لئے تحریری طور پر درخواست کی گئی۔ جس پر جناب ڈی سی او صاحب کے تحریری حکم کی روشنی میں ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر صاحب نے دو پولیس گارڈ تعینات فرما دیئے جو اب تک ڈیوٹی دے رہے ہیں۔

ای ڈی او (کمیونٹی) ڈویلپمنٹ کے حکم کے مطابق ڈسٹرکٹ آفیسر سوشل ویلفیئر نے ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر محمد اشرف کو انکوائری آفیسر مقرر کر دیا اور انکوائری رپورٹ ہیڈ آفس ارسال کر دی گئی تھی۔ دریں اثناء ڈائریکٹوریٹ آف سوشل ویلفیئر پنجاب لاہور کی

طرف سے براہ راست اس کے بارے انکوائری کی گئی۔ بمطابق ایف آئی آر نامزد ملزمان گرفتار ہو کر جیل بھیجے جا چکے ہیں۔

(د) دارالامان میں تعینات سٹاف کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام پوسٹ	پوزیشن
1۔	سپرنٹنڈنٹ	1 موجود اسامی
2۔	اسسٹنٹ	1 موجود اسامی
3۔	ہینڈی کرافٹ ٹیچر	1 موجود اسامی، 1 خالی
4۔	عربی ٹیچر	1 موجود اسامی
5۔	نائب قاصد	2 موجود اسامی
6۔	چوکیدار	1 خالی اسامی
7۔	خاکروبہ	1 خالی اسامی
	کل اسامیاں	6 موجود، 3 خالی

(ہ) جی ہاں۔ کیس رجسٹرڈ ہو گیا ہے۔ مقدمہ نمبر 340/2005-05-12 کیس کی پیروی محترمہ سکینہ چودھری صاحبہ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ / لیگل ایڈوائزر دارالامان کر رہی ہیں۔ انتظامی کمیٹی موجود ہے اور ان کا موقف سنا جا رہا ہے۔

(و) مقدمہ نمبر 340/12.5.2005 سپرنٹنڈنٹ دارالامان

ملزمان یہ ہیں (محمد رمضان ولد ملازم اور محمد انور ولد غلام)

(ز) دارالامان کے قواعد و ضوابط update کئے گئے ہیں۔ اس وقوعہ کے بعد ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر صاحب نے ہماری درخواست پر دو ملازمین تعینات کئے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں صرف یہی پوچھنا چاہتا ہوں، ماشاء اللہ بڑے لائق منسٹر ہیں، یہ اتنا بتا دیں کہ پنجاب میں under cultivation رقبہ کتنا ہے اور سندھ کا بھی اس سے comparison کر لیں، مطلب یہ کہ cultivation اگر زیادہ ہو گی تو پانی کی زیادہ ضرورت ہو گی، اس لئے یہ اتنا بتا دیں کہ under cultivation رقبہ کتنا ہے جس کے لئے آپ نے منگلا ڈیم کا بھی پانی بتایا ہے اور چناب کا پانی بھی بتایا ہے اس کا بھی ذرا ہمیں بتا دیں؟

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر!۔۔۔

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! میں آپ کو ابھی ٹائم دیتا ہوں۔ میں ذرا تحاریک استحقاق شروع کر لوں۔

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر! میں کافی دیر سے کھڑی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ آپ کھڑی ہیں، میں ذرا ابھی پہلے تحاریک استحقاق لے لوں۔ جی، ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی صاحب! یہ move ہو چکی تھی اور آج تک کے لئے pending تھی۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جی، راجہ صاحب نے جواب دینا تھا۔ انھوں نے بلایا ہوا تھا تو وہ بتا دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ تھی کہ محرک کو میں نے گزارش کی تھی کہ اس کو pending فرما لیا جائے، سوموار تک کے لئے کر لیا جائے اور پھر سوموار کو ڈی پی او ملتان کو بلایا نہیں تھا لیکن چونکہ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اس دن وزیر اعلیٰ صاحب کی والدہ صاحبہ کا انتقال ہو گیا تھا تو اس سلسلے میں ہماری آپس میں co-ordination نہیں ہو سکی۔ اب جس وقت کا بھی آپ حکم دیں گے، میں محرک کے ساتھ بات کر لیتا ہوں اس دن ڈی، پی، او ملتان کو بلا لیں گے اور اس معاملے کو حل کروا دیں گے۔ آپ جو بھی ٹائم دیں گے میں محرک سے بات کر لیتا ہوں، اس پر یہ جو بھی وقت دیں گے اس پر ان کے حکم کی تعمیل ہو جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: کل تک بلا سکتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! پرسوں تک کے لئے رکھ لیں، زیادہ مناسب رہے گا۔

معزز اراکین: سوموار کو رکھ لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: سوموار کو رکھ لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلے سوموار کو؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اگلے سوموار تک کے لئے اس کو pending کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے بی بی!

محترمہ نشاط افزاء: جناب عالی!

حیراں ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں
مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں

جناب عالی! ہمیں یہاں بیٹھے ہوئے ایک گھنٹہ ہو گیا ہے اور اس وقت سے آبپاشی کے متعلق میرے کان پک گئے ہیں یہ سنتے سنتے کہ فلاں موگا بن گیا، فلاں پانی چلا گیا، فلاں انصاف ہو گیا، فلاں زمینیں سیراب ہو گئیں۔ میں اپنے وزراء سے آپ کی وساطت سے صرف یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ مجھے یہ بتایا جائے کہ یہ پانی کن زمینوں کو دے رہے ہیں جو کہ اس پنجاب میں قحط اگل رہی ہیں؟ اس پنجاب میں قحط اگلا جا رہا ہے اور وہ پانی آپ کہاں اور کس زمین کو دے رہے ہیں؟ گندم انڈیا سے، ٹماٹر انڈیا سے، ادرک انڈیا سے، لہسن انڈیا سے، چاول انڈیا سے ہر چیز آپ منگوا رہے ہیں۔ وہ پانی کہاں جا رہا ہے؟ (نعرہائے تحسین)

کیا یہ زمینیں قحط نہیں اگل رہی ہیں، یہ حکومت کون سی کارکردگی دکھا رہی ہے، ہمیں آپ لوگ کہاں لے جائیں گے؟ جب سے یہاں بیٹھے ہیں، سوائے اپنی تعریفوں کے پل باندھنے کے اور کچھ نہیں ہم ان سے سن رہے۔ میں آپ کی وساطت سے جاننا چاہتی ہوں کہ اس محکمے کی کارکردگی کیا ہے، یہ کیا کر رہے ہیں، ملک کو کیا دے رہے ہیں؟ بھوکے مار رہے ہیں، عوام کے پاس آٹا نہیں، چاول نہیں، روٹی نہیں، گندم نہیں، ٹماٹر، پیاز، لہسن، ادرک، ہر سبزی آپ باہر سے منگوا رہے ہیں۔ آپ ان سے پوچھیں کہ یہ پانی کہاں جا رہا ہے؟ ملک میں تو ہر بات کا قحط پڑا ہوا ہے۔ ہر چیز کی قیمت آسمان سے باتیں کر رہی ہے۔ لوگ بھوکے مر رہے ہیں اور یہ اپنی خوشحالی کے گن گاتے نہیں تھکتے۔ پاکستان خوشحال بنا دیا گیا، وزیر اعلیٰ کا خواب، فلانے کا خواب، ڈینگے کا خواب، ان کے خواب ہی ابھی پایہ تکمیل تک نہیں پہنچتے۔ خدارا! جاگتی آنکھوں سے خواب دیکھنا چھوڑ دیجئے اور اپنے عوام کے حالات کو دیکھئے کہ وہ کن مشکلات سے گزر رہے ہیں۔ آپ نے -/270 روپے کلو گوشت کر دیا ہوا ہے۔ آٹے کی قیمت دیکھیں، چینی کی قیمت دیکھیں اور آپ یہ گن گاتے ہوئے تھکتے نہیں ہیں۔ یہ اپنی تعریفوں کے پل باندھتے ہوئے تھکتے ہی نہیں ہیں کہ ہم پنجاب میں خوشحالی لا رہے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔بی بی!

محترمہ نشاط افزاء: ستاون سال میں ہماری حکومت نے کبھی عوام کو یہ دن نہیں دکھائے تھے، ہمیں ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ آپ ادرک، لہسن، پیاز تک انڈیا سے منگوا رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلی تحریک استحقاق سید احسان اللہ وقاص صاحب کی ہے۔۔۔ چونکہ وہ درخواست دے گئے ہیں اس لئے اس کو بھی سوموار تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 8 چودھری خضر الیاس ورک صاحب کی ہے جی، ورک صاحب!

ڈی ایس پی نارووال کا معزز رکن اسمبلی کی بات سننے سے انکار

چودھری خضر الیاس ورک: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں مورخہ 9۔ جنوری 2006 کو ایک کام کے سلسلہ میں DSP صدر نارووال توفیق خان کو ملنے کے لئے اس کے دفتر گیا۔ جب میں اس کے کمرے میں داخل ہونے لگا تو مجھے کہا گیا کہ آپ کچھ دیر رک جائیں کیونکہ صاحب مصروف ہیں۔ میں نے تقریباً آدھا گھنٹہ انتظار کیا، پھر ملنے کے لئے اس کے دفتر چلا گیا۔ ابھی کمرہ میں داخل ہی ہوا تھا کہ DSP مجھے دیکھتے ہی سیخ پا ہو گیا اور کہنے لگا بلا اجازت کمرے میں داخل ہو جاتے ہیں، یونہی فضول گھومتے رہتے ہیں۔ میں نے کہا میں ایک معزز رکن اسمبلی ہوں اور ایک انتہائی اہم مسئلہ کے سلسلہ میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ جس پر موصوف DSP نے میری بات سننے سے انکار کر دیا۔ میں نے دوبارہ بات کرنے کی کوشش کی تو مجھ سے تلخ لہجے سے بولا کہ میں آپ سے بات کروں گا

اور نہ ہی کچھ سنوں گا اور مجھ سے کسی کام کی کوئی توقع نہ رکھیں۔ میرے پاس روزانہ آپ جیسے کئی ایم پی اے منہ اٹھائے چلے آتے ہیں تو یہ کہہ کر اپنے کمرہ سے باہر نکل گیا اور میں منہ تکتا رہ گیا۔ DSP موصوف نے میری بات سننے سے انکار کر دیا، الٹا تلخ کلامی کی اس کے نامناسب سلوک کے باعث میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کوئی short statement دینا چاہتے ہیں؟

چودھری خصر الیاس ورک: جی ہاں۔ جناب والا! وہاں پر بہت زیادہ رشوت لی جارہی ہے۔ وہاں ہمارے ہاں پہلے ایک ڈی پی او بھی شہید ہوا تھا۔ اب پولیس نے ڈاکوؤں کے ساتھ مل کر خود لوگوں کو لوٹنا شروع کر دیا ہے۔ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بہت worst ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ ایک پارلیمانی کمیٹی بنائیں جو وہاں کے حالات کا جائزہ لے۔ میں وہاں کا ایم پی اے ہوں لیکن میری رائس مل پر بھی فائرنگ کی گئی۔ ان ڈاکوؤں کے خلاف اغواء برائے تاوان اور قتل کے تقریباً 30 مقدمات درج ہیں۔ وہ لوگوں سے بھتہ لیتے ہیں۔ میں نے صرف انھیں بھتہ لینے سے روکا جس کی وجہ سے وہ میرے خلاف ہو گئے ہیں۔ وہاں حالت یہ ہے کہ ان کے پاس راکٹ لانچرز ہیں اور پولیس ڈر کے مارے ریڈ ہی نہیں کر رہی۔ جس طرح وزیرستان میں آرمی آپریشن کر رہی ہے۔ یہاں پر بھی آپ آرمی بھیج دیں تاکہ لوگوں کی جان و مال محفوظ ہو سکے۔ پولیس مجھے کہتی ہے کہ آپ ڈاکوؤں سے صلح کر لیں۔ تھانہ حاجی پورہ سیالکوٹ، تھانہ منڈی بہاؤالدین، تھانہ شاہدرہ ٹاؤن، شالیمار ٹاؤن میں ان کے خلاف تقریباً 30 سے زیادہ مقدمات درج ہیں۔ میں، آپ اور وزیر قانون کی وساطت سے وزیر اعلیٰ پنجاب سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ اس حوالے سے ضروری اقدامات اٹھائے جائیں۔ اگر ایک ایم پی اے کے ساتھ ایسا ہوتا ہے تو آپ اندازہ کریں کہ عام آدمی کے ساتھ کیا ہو رہا ہو گا، عوام کہاں جائے گی؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! معزز رکن کی دو تحاریک استحقاق ہیں اور دونوں مختلف DSPs کے خلاف ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 8 جو کہ ابھی معزز رکن نے پڑھی ہے اس حوالے سے میرے پاس جو جواب آیا ہے اس سے میں خود بھی مطمئن نہیں ہوں۔ اس لئے آپ بے شک اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد فرمادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک ملک جلال دین ڈھکو صاحب کی طرف سے ہے۔ یہ پڑھی جا چکی ہے۔ آج اس کا جواب آنا تھا۔

ملک جلال دین ڈھکو: جناب سپیکر! میں اس ضمن میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ میرے ساتھ زیادتی ہوئی ہے لہذا مہربانی کر کے اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

وزیر مال: جناب سپیکر! مجھے اس تحریک کی ابھی کاپی ملی ہے۔ آپ اس کو کل تک pending فرما لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس تحریک کو کل تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق جناب جاوید منظور گل صاحب کی طرف سے ہے۔

ڈی پی او ننکانہ کا معزز رکن اسمبلی سے ہتک آمیز سلوک

جناب جاوید منظور گل: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں مورخہ 28۔ فروری 2006 کو بوقت 1:00 بجے دن مفاد عامہ کے سلسلے میں DPO ننکانہ صاحب کے پاس گیا۔ اپنا مسئلہ بیان کرنا ہی چاہا تھا کہ میری بات کو کاٹتے ہوئے DPO نے کہا کہ آپ یونہی منہ اٹھائے کمرے میں آ گئے ہو۔ دفتر میں آنے کے بھی کوئی آداب ہوتے ہیں۔ میں نے جواب دیا جناب! میں آپ کے پی اے سے اجازت لے کر آیا ہوں۔ بس میرا اتنا ہی کہنا تھا کہ DPO آپے سے باہر ہو گیا اور مجھ پر برس پڑا اور کہنے لگا کہ آپ میرے کمرے سے باہر چلے جائیں میں نے اپنا تعارف کروایا کہ میں ایم پی اے ہوں اور ایک جائز کام کے لئے آیا ہوں۔ تو جواب میں موصوف نے فرمایا کہ میں کسی ایم پی اے کو نہیں جانتا بس آپ اس وقت فوراً کمرے سے باہر چلے جائیں ورنہ مجھے باہر نکالنا آتا ہے اور مذکور آفیسر نے کہا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ پنجاب پولیس اس وقت پولیس آرڈیننس 2002 کے تحت خود مختار ادارہ ہے۔ ہم وہ کریں گے جو ہم چاہیں گے اور ہتک آمیز لہجہ میں دروازے کی طرف اشارہ کیا اور مجھے باہر جانے کا حکم دیا۔ عوامی نمائندہ ہونے کی حیثیت سے DPO کے اس نامناسب رویہ سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ 371 کے ہاؤس میں آپ کے 270 ممبران ہیں۔ جتنی بھی تحاریک استحقاق آ رہی ہیں وہ زیادہ تر حکومتی بنچز کی طرف سے آ رہی ہیں۔ جو تحریک ابھی move ہوئی ہے اگر آپ اس کا Text دیکھیں تو اسے فوراً منظور کر لینا چاہئے۔ اگر یہ ٹھیک ہے تو جس آفیسر نے یہ فقرے استعمال کئے ہیں That officer should

اس میں لکھا ہے کہ منہ اٹھا کے آ جاتے ہو، مجھے تعارف کی ضرورت نہیں ہے، be punished میں کسی ایم پی اے کو نہیں جانتا on the face of it فاضل رکن نے جو کہا ہے تو اس کو ضرور admit کیا جائے اور اگر اس آفیسر نے یہ لفظ استعمال کئے ہیں تو He should be put to task اگر انھوں نے غلط فرمایا ہے تو He should also be put to task کیونکہ یہ بڑی alarming صورتحال ہے۔ صبح اخبار میں آئے گا کہ ایم پی اے کے متعلق DPO نے یہ کہا ہے۔ تو میں آپ سب کی طرف سے راجہ صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ راجہ صاحب اس کو oppose نہ کریں اس کو admit ہونے دیں۔ Let us see کہ اس کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ لوگوں کو بھی پتا چل سکے کہ ہم واقعی ٹھیک لکھتے ہیں یا نہیں۔ اگر ایک سرکاری ملازم یہ کہے کہ منہ اٹھا کر کمرے میں آ گئے ہو There must be some clarification/difference between a public servant and a public respresentative. اگر یہ عوامی نمائندہ ہے تو He needs proper respect from the government servant. معزز رکن سے صرف یہ پوچھ لیں کہ کیا جو کچھ انھوں نے لکھا ہے یہ درست ہے۔ اگر درست ہے تو راجہ صاحب kindly اس کو oppose نہ کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں بالکل رانا آفتاب صاحب سے اتفاق کرتا ہوں کہ تحاریک استحقاق کا سلسلہ کچھ زیادہ دراز ہوتا جا رہا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے، آپ کو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ حکومت کا اس حوالے سے lenient view ہے۔ اگر ان کو properly oppose کیا جاتا یا قواعد و ضوابط کے مطابق جواب کا انتظار کیا جاتا اور اس کے بعد باقاعدہ تمام وزراء قواعد و ضوابط کے مطابق اس کو defend کرتے تو شاید یہ صورتحال نہ ہوتی جو آج ہے۔ مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ اس حقیقت کا اعتراف کرنا پڑ رہا ہے کہ معاملہ کچھ ہوتا ہے لیکن اس میں تھوڑے سے رنگین الفاظ ضرور ہوتے ہیں۔ (قطع کلامی)

میں آپ کی بات نہیں کر رہا۔ میں عام بات کر رہا ہوں۔ اب اگر میرے محترم بھائی کھڑے ہو گئے ہیں تو میں ان کے متعلق عرض کر دیتا ہوں۔ میں سب سے پہلے یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں اسے oppose نہیں کر رہا۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ میں نے ایس ایس پی کو اپنا تعارف کروایا۔ چونکہ مجھے آج ہی کاپی ملی ہے اس لئے میں نے پڑھی ہے۔۔۔

جناب جاوید منظور گل: میں نے یہی کہا کہ میں ایک ایم پی اے ہوں اور آپ میرے ساتھ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! پھر اس طرح ہے کہ آپ اس کا جواب آ لینے دیں۔۔۔

جناب جاوید منظور گل: جناب سپیکر!۔۔۔

وزیر قانون: پلیز! میری بات تو سن لیں۔ میں بات کرنا چاہ رہا ہوں۔ میں نے یہ چیک کیا ہے کہ اس ڈی پی او کو وہاں تعینات ہوئے کتنا عرصہ ہو گیا ہے۔ اسے اس ضلع میں لگے ہوئے کم از کم تین چار ماہ ہو گئے ہیں۔ جو ڈی پی او تین چار ماہ میں اپنے ایم پی اے کو بھی نہیں پہچانتا تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ کسی رعایت کا مستحق نہیں ہے۔

جناب جاوید منظور گل: جناب والا!۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! آپ پہلے ان کو سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی بات آ چکی ہے۔ لاء منسٹر صاحب ایک وضاحت کر رہے ہیں۔ ہم نے آپ کی بات کو ایسے نہیں جانے دینا let him discuss اس کے بعد بات ہوتی ہے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں پہلے اس بات کی وضاحت کر چکا ہوں کہ میں اپنے بھائی کی بات سے اختلاف نہیں کر رہا۔ میں وضاحت اس لئے کر رہا ہوں کہ جیسے رانا آفتاب صاحب نے کہا میں اس حوالے سے بات کو آگے بڑھانا چاہتا ہوں کہ آخر اس مسئلے کا کوئی حل ہونا چاہئے۔ حل اسی وقت ہو گا کہ جب ہم سب آپس میں مل بیٹھ کر بات کریں گے۔ ہم اپنے تمام بھائیوں سے پوری ہمدردی رکھتے ہیں چاہے ان کا تعلق حکومتی بنچز سے ہے یا اپوزیشن سے۔ میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت ایک واحد حکومت ہے جس نے irrespective of the fact کہ کس کا تعلق کس طرف سے ہے۔ ہم نے کبھی تحریک استحقاق کو oppose نہیں کیا لیکن میری صرف یہ استدعا ہے کہ اس مسئلے کا کوئی مستقل حل تو نکالیں۔ جیسے میں نے پہلے کہا کہ اگر ہم بات کو تھوڑا سا بڑھا چڑھا کر پیش نہ کریں اور صرف حقائق تک ہی محدود رکھیں تو اس کا حل ضرور نکل سکتا ہے۔ اب پورے ایوان کا استحقاق بھی مجروح ہو جاتا ہے بات گالی گلوچ تک بھی آ جاتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسی تحریک استحقاق کو ایک test case بنا لیتے ہیں۔ میں عرض کروں گا کہ مجلس استحقاقات

میں رانا آفتاب صاحب کو لیں، رانا ثناء اللہ صاحب کو لیں، ارشد بگو صاحب کو لیں، گل حمید روکھڑی صاحب کو لیں، ارشد لودھی صاحب کو لیں اور سب کو بٹھا کر on oath اس بات کا فیصلہ کر دیں تو میں آپ کو ذمہ داری کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ اگر ایس پی کا قصور ثابت ہوا تو we will request the Chief Minister to take strong action against.. (نعرہ ہائے تحسین)

لیکن اس مسئلے کا کوئی حل ہونا چاہئے۔ ہمیں تھوڑا سا یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ ہم ASI کے خلاف تحریک استحقاق دے دیتے ہیں ہمیں یہ زیب نہیں دیتا۔ میں آج پھر اس معزز ایوان میں دونوں اطراف بیٹھے ہوئے بھائیوں سے کہنا چاہتا ہوں کہ اگر ASI اور L S کے خلاف آپ کی تحریک استحقاق ہو تو آپ قبل از وقت مجھے بتا دیں۔ اگر میں آپ کو مطمئن نہ کر سکوں تو خدا کی قسم آپ ضرور دیجئے۔ اگر ہاؤس میں embarrassment کرائے بغیر آپ کا مؤقف سننے کے لئے تیار ہیں اور آپ کی عزت میں اضافہ کرنے کے لئے تیار ہیں تو پھر ہمیں اس طریق کار کو بھی استعمال کر لینا چاہئے۔ میں اس تحریک استحقاق کو oppose نہیں کرتا۔ آپ اسے کمیٹی کے پاس بھیجیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

محترمہ فرزانہ راجہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ فرزانہ راجہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! ابھی راجہ صاحب نے جو بات کی وہ ٹھیک ہے میں اس میں دو باتیں add کرنا چاہتی ہوں کہ دو وجوہات ہیں جن کی وجہ سے یہ سارے واقعات رونما ہوتے ہیں اور ممبران کو ایوان میں اپنی تحاریک استحقاق پیش کرنا پڑتی ہیں۔ ایک وجہ تو discontinuation of political system ہے۔ ظاہر ہے کہ بیوروکریسی میں سیاستدانوں کا وہ image بن ہی نہیں پاتا جو ہونا چاہئے چونکہ continuous political process نہیں ہے۔ ایم این ایز اور ایم پی ایز بیس پچیس مہینوں کے لئے آتے ہیں اور پھر انھیں اسمبلیوں سے باہر پھینک دیا جاتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جب ایوان میں ایک تحریک استحقاق پیش ہو جاتی ہے اور وہ کمیٹی کے پاس آ جاتی ہے تو اسی ڈی پی او، اسی ایس ایچ او اور اسی ڈی ایس پی کی سفارشیں ہمارے وزراء، ہمارے ساتھی ممبران اور حکومتی بنچز سے آنا شروع ہو جاتی ہیں۔ دوسرے مرحلے پر تحریک پیش کرنے والے ممبر کو approach کیا جاتا ہے اور وہ اپنی تحریک استحقاق واپس لے لیتے ہیں۔ اس وجہ سے ان لوگوں کے خلاف کوئی ایکشن نہیں ہو پاتا۔ جب ایکشن نہیں ہو گا تو پھر اس کا رزلٹ

نہیں نکلے گا تو یقیناً بیوروکریسی یا جو لوگ بھی اس میں involve ہوتے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس کا آخری رزلٹ یہی ہے کہ یہی لوگ ہماری سفارش کر کے ہماری جان بچا لیں گے اس لئے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میرے خیال میں اگر ہم ایک دفعہ تحریک استحقاق move کر دیں تو پھر ہم strictly اس پر stand کریں۔ کوئی آدمی سفارش نہ کرے۔ اگر کوئی سفارش کسی طرف سے بھی آئے تو اسے flatly refuse کر دیا جائے اور اگر ان کے خلاف الزام ثابت ہو جائے تو اس کے خلاف ایکشن لیا جائے۔ اگر تین چار لوگوں کے خلاف ایکشن ہو جائے تو میرے خیال میں یہاں تحاریک استحقاق آنا بھی کم ہو جائیں گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: ہاؤس اور لاء منسٹر صاحب کے views سننے کے بعد جن لوگوں کے خلاف یہ تحاریک استحقاق پیش ہوئی ہیں میں ذاتی طور پر ان کو موقع دیتا ہوں کہ وہ کل تک آ کر لاء منسٹر صاحب اور متعلقہ محترم ایم پی اے کو اپنی وضاحت پیش کریں۔
Otherswise these Privilege Motions will be sent to the Privilege Committee.

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ ابھی اس تحریک کو کمیٹی کے پاس بھیجنا چاہتے ہیں تو بھیج دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیونکہ میں نے جلال دین ڈھکو صاحب کی تحریک استحقاق کل تک کے لئے pending کر دی ہے وہ زیادہ بزرگ ہیں اگر میں ان کی تحریک بھیجتا ہوں تو پھر ان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے اس لئے میں یہ کل کروں گا۔
I will take up these motions tomorrow and will go to the Privilege Committee. This time I will direct the Chairman Privilege Committee and the members of the Privilege Committee to take strong notice of this and in future no abuse of any public representative should take place. I direct the Chairman Privilege Committee and the members of the

Privilege Committee to look into that and this should not happen again.

وزیر جیل خانہ جات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! جب کوئی تحریک استحقاق پیش ہوتی ہے اور اس پر کوئی technical objection بھی نہیں آتا حکومت بھی اسے oppose نہیں کرتی تو میں سمجھتا ہوں کہ اسے اسی وقت استحقاقات کمیٹی کے حوالے کر دیا جائے کیونکہ کمیٹی نے کبھی بھی بغیر سنے یا unheard فیصلہ نہیں دینا۔ انھوں نے دونوں پارٹیوں کو بٹھا کر سننا ہے اور پھر فیصلہ کرنا ہے۔ ان میٹنگز میں بھی آفیسرز کو موقع ملتا ہے اور وہ اس وقت بھی بات کر لیتے ہیں۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ میرے بھائی نے جس طرح یہ تحریک استحقاق لکھ کر ایوان میں پیش کی ہے جس پر راجہ صاحب نے بھی کہا ہے کہ انھیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لہذا میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی چانس دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: In principle I agree to that مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن چونکہ جلال دین ڈھکو صاحب کی تحریک استحقاق کل کے لئے pending کر دی ہے اس لئے میں ان کے احترام میں یہ تحریک بھی کل تک کے لئے pending کر رہا ہوں۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! اس میں اور اس میں فرق ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ جلال دین ڈھکو صاحب نے جو بات کی اس میں وزن بھی ہے لیکن چونکہ روکھڑی صاحب نے مہلت مانگی تھی اس لئے ان کے احترام میں کل کا ٹائم دیا ہے۔ اب یہ فیصلہ ہو گیا ہے کہ یہ دونوں تحاریک استحقاق کل کمیٹی کو جائیں گی۔ It will be taken up tomorrow

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں آپ کے سامنے یہ معاملہ رکھنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک آپ نے چیئرمین صاحب اور ممبران استحقاق کمیٹی کو direct کیا ہے کہ وہ آئندہ اس بارے میں کوئی سخت

ایکشن لیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جس کی غلطی ہو، ان کے خلاف۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: جن کی غلطی ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہاں، میں یہ کہہ رہا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: تو جناب سپیکر! میں آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ پچھلے تین سال میں جتنی بھی تحاریک استحقاق، استحقاق کمیٹی کے پاس گئی ہیں وہ اس وقت تک dispose of نہیں ہوئیں جس وقت تک mover کی satisfaction نہیں ہوئی۔ ایک تو یہ بات ہے۔

جناب والا! دوسری میری گزارش یہ ہے کہ ہمارے ممبران جو مسئلہ تحریک استحقاق میں پیش کرتے ہیں بعض اوقات تو وہ سو فیصد درست ہوتا ہے لیکن بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ سو فیصد شاید درست نہیں ہوتا۔ اب راجہ صاحب نے جس concern کو show کیا ہے، راجہ صاحب نے آج تک پچھلے تین سال میں کوئی ایک آدھ تحریک استحقاق ہو گی جس کو انہوں نے oppose کیا ورنہ انہوں نے کبھی تحریک استحقاق کو oppose نہیں کیا۔ اب یہاں پر مسئلہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ایک ممبر تحریک استحقاق پیش کرتا ہے تو اس میں کچھ الفاظ بقول راجہ صاحب کہ ان میں رنگینی بھری ہوتی ہے ان الفاظ سے پورے ہاؤس کے ممبران بھی تھوڑی سی خفگی محسوس کرتے ہیں اور راجہ صاحب کا بھی concern صحیح ہے لیکن کیا رولز میں اس کا کوئی حل نہیں ہے؟ میں یہ indicate کروں گا کہ اس سلسلے میں رول 74 موجود ہے اس میں وسیع اختیارات بھی ہیں۔ رول 75 کے تحت آپ تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے پاس صرف رپورٹ کے لئے بھیجتے ہیں لیکن رول 74 کے تحت for investigation, examination and report سپیکر صاحب ہیں without raising the question of privilege on the floor of the House استحقاق کمیٹی کو بھیج سکتے ہیں تو ایسی تحاریک استحقاق جن میں ایسا مواد موجود ہو جس کے پڑھے جانے سے ہاؤس میں یا otherwise اس میں کوئی تھوڑا بہت تضحیک کا پہلو نکلتا ہو تو آپ وزیر قانون صاحب سے بات کرکے سپیکر چیمبر میں اس کا lien تیار کر لیں اور ان سے جواب لے کر آپ in chamber جو ہے اس question of privilege کو straight away استحقاق کمیٹی کو بھیج سکتے ہیں۔ رولز میں اس بات کی گنجائش موجود ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ راجہ صاحب کا جو concern ہے وہ اس طرح سے بھی redress ہو سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔اب ہم تحاریک التوائے کار کو take up کرتے ہیں۔

محترمہ طاہرہ منیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ طاہرہ منیر: جناب والا! میں آپ کی توجہ ایک مسئلے کی طرف دلانا چاہتی ہوں کہ لاہور کالج یونیورسٹی میں ایک cat walk show ہوئی اور اس show میں لڑکیوں نے نیم عریاں کپڑے پہن کر ماڈلنگ کی اور وہاں پر یہ بھی ہوا کہ اس میں مردوں نے بھی شرکت کی اور اس show کی ٹکٹ دو سو روپے رکھی گئی۔ سنجیدہ حلقوں کو اس بات سے بہت تشویش ہے کیونکہ اسلامی کلچر کے خلاف اس طرح کی حرکتیں ہمیں زیب نہیں دیتیں اور بچیوں کے ایک کالج اور یونیورسٹی میں مردوں کو بلایا جائے یہ بھی مناسب نہیں ہے۔وزیر تعلیم کی خدمت میں یہ کہنا چاہوں گی کہ وہ اس بات کا نوٹس لیں اور اپنی رائے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس وقت وزیر تعلیم موجود نہیں ہیں۔

محترمہ زیب النساء قریشی: اس مسئلے پر میں بھی بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایک منٹ کے لئے آپ تشریف رکھیں، میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔ شیخ اعجاز احمد صاحب!

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری یہ تحریک پیش ہو چکی ہے اور طے یہ ہوا تھا کہ وزیر سپورٹس اور محرک سمیت تین چار دوست بیٹھ جائیں کیونکہ راجہ صاحب نے کہا تھا کہ پہلے آپ اس مسئلے پر بیٹھ کر بات کر لیں اگر آپ اس پر مطمئن نہ ہوں تو پھر اس پر ایک سپیشل کمیٹی بنا دی جائے گی یا اس کی جو متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی ہے اس کے پاس بھجوا دیا جائے گا۔ بدقسمتی سے وزیراعلیٰ صاحب کی والدہ کی وفات کی وجہ سے ہم اس پر میٹنگ نہیں کر سکے۔وزیر موصوف کی طرف سے بھی مجھے فون آیا تھا کہ اس وجہ سے ہم اس مسئلے پر نہیں بیٹھ پائے تو اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس پر ہم نے پہلے میٹنگ کرنی ہے جو رولز ہیں ان پر discussion کرنے کے بعد کوئی بات ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب حسین جہانیاں گردیزی اس کو pending کر دیا جائے؟

وزیر کھیل: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کو سوموار تک کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس کو pending کیا جاتا ہے اور آدھے گھنٹے کے لئے وقفہ نماز کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لئے اجلاس کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کی گئی)

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد جناب چیئرمین رائے اعجاز احمد 6 بج کر 50 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

پوائنٹ آف آرڈر

پی ٹی وی کی جانب سے اسمبلی کی کارروائی کو مناسب کوریج نہ دینا

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! یہ اسمبلی بنے تقریباً تین ساڑھے، تین سال کا عرصہ ہو گیا ہے اور اس اسمبلی کے ساتھ پاکستان ٹیلی ویژن جو حشر اور سلوک کر رہا ہے وہ سوتیلی ماؤں جیسا ہے۔ آپ نشریات ملاحظہ فرمالیں، بعض دفعہ پنجاب اسمبلی کی کارروائی صرف آدھے منٹ سے ایک منٹ تک آتی ہے اور اب وہ یہ بھی زحمت نہیں کرتے کہ کسی روز دکھا بھی دیں۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ ہمیں کوئی ضرورت نہیں ہے کہ یہ ہمیں ٹی وی پر لے کر آئیں۔ میں آپ کی وساطت سے راجہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ پی ٹی وی والے اگر ایک منٹ بھی ہم پر جو مہربانی کرتے ہیں وہ مہربانی نہ کریں۔ بے شک ان کو منع کر دیں اور پرائیویٹ چینلز کو اندر آنے دیں تاکہ پی ٹی وی کا جو رویہ ہماری پنجاب اسمبلی کے ساتھ ہے اس کا تو کوئی سدباب ہو سکے۔ آپ اس حوالے سے کوئی رولنگ دیں، direction دیں کہ ان کو کیا تکلیف ہے کہ صرف پچاس سیکنڈ، ایک منٹ یا ڈیڑھ منٹ، اس سے زیادہ پنجاب اسمبلی کی کوئی کارروائی نہیں دکھاتے۔ اس پر میں آپ کی رولنگ چاہوں گا۔

جناب چیئرمین: جی، راجہ بشارت صاحب! آپ اس پر کچھ کہیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئر مین! میری تو خواہش یہ ہو گی کہ پنجاب اسمبلی کی زیادہ سے زیادہ کوریج ہونی چاہئے اور میں آپ سے استدعا کروں گا کہ آپ ان کو directions دیں کہ پنجاب اسمبلی کی کارروائی زیادہ دکھائیں۔ گورنمنٹ کی طرف سے میں secretary information سے کہوں گا کہ وہ بھی ان سے رابطہ کریں گے اور کوشش کریں گے کہ پنجاب اسمبلی کے لئے وقت بڑھایا جائے۔

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب چیئر مین! ارشد محمود بگو صاحب نے بڑا relevant point اٹھایا ہے۔ اس میں گزارش یہ ہے کہ جب سینیٹ کا یا قومی اسمبلی کا اجلاس چل رہا ہوتا ہے تو اس میں تمام پرائیویٹ چینلز allowed ہیں تو Why not in Punjab Assembly? پاکستان کے باقی تمام صوبوں میں یہی سلسلہ ہے، سندھ، بلوچستان یا سرحد میں دیکھ لیں لیکن صرف ہماری ہی اس اسمبلی میں پرائیویٹ چینلز کو اجازت نہیں ہے۔ یہ بہت relevant بات ہے آپ مہربانی کر کے پرائیویٹ چینلز کو بھی اجازت دیں۔ پی ٹی وی نے اپنا قبلہ اسی طرح درست کرنا ہے جب competition ہو گا، جب ان کو پتا ہو گا کہ گورنمنٹ کا یا اپوزیشن کا جو موقف ہے یہ direct لوگوں کے گھروں تک پہنچنا چاہئے۔ اس میں میرا خیال ہے کہ ہمارے کسی بھائی کو بھی اعتراض ہے اور نہ کسی منسٹر کو یا کسی اور دوست کو کوئی اعتراض ہے۔ میری یہ درخواست ہے کہ پرائیویٹ چینلز کو بھی اجازت ہونی چاہئے۔ پرائیویٹ چینلز بنے ہی اس لئے ہیں تاکہ لوگوں کے اندر awareness پیدا کریں۔

محترمہ فرزانہ راجہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، محترمہ فرزانہ راجہ!

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب چیئر مین! پنجاب اسمبلی میں جب ہم آکر بیٹھتے ہیں تو ہم کروڑوں عوام کو represent کر رہے ہوتے ہیں۔

جناب چیئر مین: محترمہ! ایک منٹ۔ میں پی ٹی وی والوں کو حکم دیتا ہوں کہ وہ ایوان میں تشریف نہ لائیں۔ آپ کا جو انچارج ہے وہ صبح آکر راجہ صاحب کے ساتھ سپیکر چیمبر میں

میٹنگ کرے گا، میں پی ٹی وی والوں کو حکم دیتا ہوں کہ وہ اپنا یہ سامان لے جائیں، ان کی بہت مہربانی۔(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میری گزارش سن لیں۔۔۔

جناب چیئرمین: ہمیں ان کی ضرورت نہیں ہے۔ لاہور کا انچارج آپ کے چیمبر میں آئے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میں گزارش یہ کرنا چاہ رہا تھا کہ اگر یہ کوئی فلم وغیرہ بنالیں گے تو پھر ہی ان کے متعلقہ حضرات سے بات کی جاسکتی ہے کہ اس کو چلائیں۔ اگر وہ فلم بنائیں گے ہی نہیں تو پھر چلائیں گے کیسے؟

جناب چیئرمین: راجہ صاحب! میری بات سنیں۔ اگر ہم کل مطمئن ہو جائیں گے تو پھر allow کریں گے ہم پرائیویٹ چینلز کو اجازت دے دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ٹھیک ہے جناب!

جناب چیئرمین: جی، محترمہ فرزانہ راجہ!

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! پی ٹی وی والوں کا حال یہ ہے کہ آج انہوں نے جتنی بھی فلم بنائی ہے حالانکہ وہ یہاں پر فلم دونوں سائیڈوں سے ٹریژری اور اپوزیشن سائیڈ سے بنا کر جاتے ہیں لیکن آج تک ٹی وی پر انہوں نے اپوزیشن کو نہیں دکھایا۔ ان کا بالکل جانبدارانہ رویہ ہے اور اسی وجہ سے آپ دیکھیں کہ پی ٹی وی 1964 سے شروع ہوا ہے اور اس کو تقریباً 40 سال ہو گئے ہیں اور پرائیویٹ چینلز چار سال میں کہاں تک پہنچ گئے ہیں اور یہ چالیس سال سے وہیں کا وہیں ہے اس لئے پرائیویٹ چینلز کو اجازت دی جائے۔ آخر اس میں کیا حرج ہے کہ پرائیویٹ چینلز کو اجازت نہیں دی جاتی؟

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔ اس کا انشاء اللہ کل فیصلہ ہو جائے گا۔ میں نے محترمہ فرزانہ راجہ کو floor دیا ہوا ہے۔

محترمہ فرزانہ راجہ: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میری گزارش یہ ہے۔۔۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! کوئی کمیٹی بنالیں۔

جناب چیئرمین: نہیں۔ کمیٹی کی ضرورت نہیں ہے۔ جو تنخواہوں کے مسئلے پر کمیٹی بنائی تھی اس میں کل آپ نہیں آئے، تنخواہیں حکومت کے ایم پی ایز کو لینے کا حق نہیں ہے تمام کا برابر کا حق ہے۔

اگر اپوزیشن تنخواہیں نہیں چاہتی تو حکومت کو تنخواہیں بڑھانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہم بھی کمیٹی میں تنخواہیں نہیں بڑھائیں گے۔ اگر آپ کمیٹی بنانے کے حوالے سے چاہتے ہیں تو کل جو کمیٹی ہو گی اس میں رانا ثناء اللہ خان، ارشد محمود بگو، رانا آفتاب صاحب اور سمیع اللہ خان صبح آئیں گے اور سپیکر چیمبر میں بیٹھ کر پی ٹی وی کے حوالے سے فیصلہ ہو گا، و گرنہ ان کو ban کر کے دوسرے چینلز کو اجازت دے دی جائے گی۔ جی، محترمہ فرزانہ راجہ!

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب چیئرمین! میری بات اسی سے related ہے۔ آپ نے مجھے کتنی دفعہ اجازت دی ہے لیکن بات interrupt ہو جاتی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: پہلے بگو صاحب کی بات سن لیتے ہیں۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب! آپ نے مجھے floor دیا ہوا ہے اور بگو صاحب درمیان میں کھڑے ہو گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ کو بھی ٹائم ملے گا۔ Don't worry

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! آپ نے یہ فرمایا ہے کہ تنخواہوں کی جو میٹنگ ہوئی ہے اس میں رانا ثناء اللہ خان شامل ہوئے ہیں نہ میں شامل ہوا ہوں، یہ درست ہے۔ بات یہ ہے کہ تنخواہیں گورنمنٹ نے بڑھانی ہیں اور جس طرح فاضل ممبران نے یہ کہا تھا کہ یہ ان کا استحقاق ہے ان کی تنخواہیں بڑھائی جائیں لیکن ہمارے کندھوں پر بندوق رکھ کر راجہ بشارت صاحب جو فائر کرنا چاہتے ہیں ہمیں صرف اس پر اعتراض ہے کہ راجہ صاحب نے ایک ممبر کی ڈیوٹی لگائی تھی کہ آپ اپوزیشن سے دستخط کروا کر لائیں کہ اپوزیشن اس پر agree ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر حکومت یہ کرنا چاہتی ہے تو بسم اللہ کریں، اپنے طور پر مجھے اعتراض ہو سکتا ہے لیکن اگر گورنمنٹ کوئی favour دینا چاہتی ہے تو کون کہے گا کہ مجھے favour نہیں چاہئے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، راجہ بشارت صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میں نے تنخواہوں کے معاملے میں categorically کہا ہے۔ اس دن آپ نے کمیٹی بنائی تھی اور باقاعدہ مختلف دوستوں کے نام لے کر

کہا تھا۔ اگر ان دوستوں کو consensus نہیں ہے تو پھر اگر ٹریژری بنچوں نے ہی کرنا ہے تو پہلے ہم پارلیمانی پارٹی میں بات کریں گے، اپنے پارلیمانی لیڈر سے اجازت لیں گے پھر لے کر آئیں گے۔ ہم تو ان کے ساتھ consensus develop کر رہے تھے کہ اگر consensus develop ہو جاتا ہے تو ٹھیک ہے لیکن اگر یہ نہیں کرنا چاہتے تو یہ ان کی اپنی رائے ہے، یہ 100 فیصد اپنی رائے پر قائم رہیں۔ ہمیں اپنا فیصلہ خود کرنے دیں۔

جناب چیئر مین: شکریہ۔ محترمہ فرزانہ راجہ!

محترمہ فرزانہ راجہ: شکریہ۔ جناب چیئر مین! میں امید کرتی ہوں کہ اب کوئی interruption نہیں ہو گی۔ ابھی انفارمیشن سے related یا ٹی وی چینلز سے متعلق بات ہو رہی ہے تو اس کے جوابات راجہ بشارت صاحب کو دینے پڑ رہے تھے تو میرا ایک سوال یہ ہے کہ انفارمیشن کا portfolio ابھی چودھری ظہیر الدین صاحب کے پاس ہے تو اس سے متعلق یا میڈیا سے متعلق کسی بھی بات کا جواب انہیں ہی دینا چاہئے۔۔۔

جناب چیئر مین: محترمہ! انفارمیشن کا محکمہ وزیر اعلیٰ کے پاس ہے تو کوئی بھی منسٹر جواب دے سکتا ہے۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب چیئر مین! یہ لکھا ہوا ہے کہ انفارمیشن کا محکمہ چودھری ظہیر الدین کے پاس ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے کچھ عرصہ پہلے بعض وجوہات کی بناء پر انہیں دے دیا ہے اور اب یہ ہے کہ میں جو بات کہنا چاہ رہی ہوں کہ جب ہم پنجاب اسمبلی میں آتے ہیں تو ہم یہاں 6 کروڑ سے زائد عوام کو represent کرتے ہیں تو ان کے issue سے متعلق یہاں پر بات کرتے ہیں تو یقیناً اگر پی ٹی وی کے صرف ایک چینل کو اجازت ہے تو اس کی یہاں پر monopoly قائم ہو جاتی ہے اور آپ نے بڑا اچھا فیصلہ صادر کیا اور رولنگ دی کہ پی ٹی وی کے کیمرہ کو یہاں سے باہر بھیج دیا کہ کل اس فیصلہ ہو گا۔ میں بھی یہ گزارش کرتی ہوں کہ پی ٹی وی کے علاوہ دوسرے پرائیویٹ چینلز کو پنجاب اسمبلی میں آنے کی اجازت دی جائے تاکہ یہاں پر اپوزیشن کے point of view کو بھی سنا جائے۔۔۔

جناب چیئر مین: جی، محترمہ! جاری رکھیں۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب چیئرمین! میں گزارش کر رہی تھی کہ پی ٹی وی نے جس طرح اپنی monopoly یہاں پر قائم کی ہوئی ہے اور جو کوریج آ رہی ہے تو جیسے پہلے بھائیوں نے ذکر کیا تو اس سے بہتر ہے کہ دوسرے پرائیویٹ چینلز کو یہاں پر اجازت دی جائے کہ وہ کوریج کریں تاکہ پنجاب کے عوام دیکھ سکیں کہ حکومتی بنچز اپنی جگہ پر جو کام کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اپوزیشن کیا رول ادا کر رہی ہے اور وہ ان کے لئے concern feel کرتی ہے، ان کے issue سے متعلق چاہے وہ بے روزگاری ہے، مہنگائی ہے، غربت ہے، لاء اینڈ آرڈر ہے لیکن جب اس ہال کے اندر ہماری آواز دب جائے گی، جب لوگوں کے پاس نہیں پہنچے گی تو یقیناً اس ناتے سے ہمارا یہ استحقاق مجروح ہوتا ہے تو میرے خیال میں کسی کمیٹی کی بھی ضرورت ہے اور آپ خود آرڈر کر سکتے ہیں۔ اس میں کوئی قباحت نہیں کہ دوسرے چینلز یہاں آ کر کیوں کوریج نہ دیں؟ اگر کوئی ایسی قباحت ہے یا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کو ban کرنے کی کوئی خاص وجہ ہے تو انفارمیشن کا portfolio اس وقت چودھری ظہیر الدین کے پاس ہے وہ اس کا جواب احسن طریقے سے دے سکتے ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: محترمہ! صبح اس کا فیصلہ کریں گے۔ آج کے اجلاس کی مہلت دیں اور کل فیصلہ ہو جائے گا۔ جو بھی ہو گا یہ انشاء اللہ ایوان میں بتائیں گے۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب چیئرمین! چودھری ظہیر الدین صاحب سے جواب لیں ناں۔

جناب چیئرمین: میڈم! میں نے رولنگ دے دی ہے۔ اب اس کا کیا جواب لینا ہے؟

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! یہ کیسے decide ہو گا؟

جناب چیئرمین: کیا؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! آپ نے آج تو پی ٹی وی کے کیمرے کو باہر بھیج دیا ہے تو کل اس بارے میں فیصلہ ہو گا اس کا طریق کار کیا ہو گا؟

جناب چیئرمین: کل سپیکر چیمبر میں میٹنگ ہو گی۔ راجہ بشارت، انفارمیشن منسٹر جس کو محکمہ الاٹ ہوا ہے، ارشد محمود بگو، سمیع اللہ خان ہوں گے تو آپ بیٹھ کر بات کر لیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: ٹھیک ہے۔ کل سپیکر چیمبر میں میٹنگ ہو گی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! کتنے بجے میٹنگ ہو گی؟

جناب چیئرمین: اڑھائی بجے میٹنگ رکھ لیں گے کیونکہ تین بجے اجلاس ہو گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میں استدعا یہ کرنا چاہتا تھا کہ بالکل آپ کا concern جو ہے کہ پنجاب کی کوریج ٹیلیویژن پر کم آتی ہے۔ بالکل یہ درست ہے اور میں اس سے اتفاق کرتا ہوں اور میں نے یہی آپ کی خدمت میں استدعا کی تھی کہ اگر آپ موقع دیں گے تو متعلقہ حکام سے بات کر کے ہم اس صورتحال کو بہتر بنانے کی کوشش کریں گے۔ میں نے یہ گزارش کی تھی کہ اگر آج کے لئے آپ اجازت فرما دیں کہ ان کو کوریج کرنے دیں in the meantime ٹی وی کے لاہور اور اسلام آباد میں متعلقہ حکام سے رابطہ کر کے ہم کہتے ہیں کہ پنجاب اسمبلی کو زیادہ وقت دیں اور آج دیکھ بھی لیں گے کہ اگر پنجاب اسمبلی کو زیادہ وقت دیا جاتا ہے تو ٹھیک، نہیں تو جس طرح کل آپ فرمائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس کے مطابق آگے چلیں گے اس لئے میری استدعا ہے کہ آج کے لئے ٹی وی کو کوریج کرنے کی اجازت فرمائیں۔ کل کے بعد آپ جو فیصلہ کریں گے وہ قابل قبول ہو گا میری استدعا ہے کہ آپ مہربانی فرمائیں۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے No,No کی آوازیں)

جناب چیئرمین: منسٹر انفارمیشن کون ہیں؟ راجہ صاحب! آپ کے پاس یہ محکمہ ہے یا چوہدری ظہیر الدین صاحب کے پاس ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: نہیں، میں تو assurance دے رہا ہوں کہ بات میں نے کرنی ہے۔ میں گورنمنٹ کی طرف سے جناب کو assurance دے رہا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس صورتحال کو بہتر بنانے کے لئے متعلقہ حکام سے رابطہ کر رہے ہیں۔ میں انفارمیشن منسٹر سے بھی بات کرتا ہوں۔ انفارمیشن سیکرٹری سے بھی بات کرتے ہیں۔ ایم ڈی پی ٹی وی سے بھی بات کریں گے لیکن آپ موقع تو دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر آج آپ ان کو موقع نہیں دیں گے وہ کوریج نہیں کریں گے تو کل اخبارات میں نہیں آئے گا۔ اس لئے میری استدعا ہے کہ انہیں آج کوریج کرنے دیں اور ان کو بہتری کے لئے ایک موقع دیں۔ اگر بہتر صورتحال نہیں ہوتی تو کل سے آپ ban کر دیں۔

ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟ آپ کا فیصلہ سر آنکھوں پر۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! معاملہ یہ نہیں ہے۔ راجہ صاحب جو بات فرما رہے ہیں کہ پی ٹی وی کو ایک موقع دیں کہ وہ اپنی کوریج کو بہتر کر لے گا۔ معاملہ یہ نہیں ہے بلکہ ہم کہتے ہیں کہ پی ٹی وی کی کوریج جانبدارانہ ہے۔ اگر آپ نے اجازت دینی ہے تو تمام چینلز کو دیں اور اگر نہیں دینی تو پھر پی ٹی وی کو بھی باہر رہنے دیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دوسرے چینلز کا سکوپ بہتر ہے۔ ان کا coverage skill بہتر ہے۔ آپ پی ٹی وی لگا کے دیکھیں کہ وہ تو اب بھی سوئی میں دھاگہ ڈالنا دکھا رہے ہوتے ہیں اور ٹریکٹر کو دکھا رہے ہوتے ہیں کہ اس کو کس طرح ٹھیک کرنا ہے جبکہ دوسرے چینلز کا coverage skill بہتر ہے اس لئے ہمارا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ کوریج کو بہتر کریں بلکہ ہمارا مؤقف یہ ہے کہ پی ٹی وی کی کوریج جانبدارانہ ہے، وہ under skill ہے اور ان کے پاس اتنا بہتر سکوپ نہیں ہے۔ آپ یا تو اس کے ساتھ دوسرے چینلز کو بھی اجازت دیں یا پھر پی ٹی وی کو بھی باہر رہنے دیں۔۔۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! کل اس کا فیصلہ کریں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: ٹھیک ہے۔ جناب! آپ اپنی اس رولنگ کو برقرار رکھیں۔۔۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: فیصل آباد والے منسٹر کھڑے ہوئے ہیں ان کی بھی بات سنئے۔ جی، ظہیر صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں نے پہلے بھی آپ سے دو دفعہ اجازت مانگی تھی تو چونکہ آپ نے مجھے اجازت مرحمت نہیں فرمائی تو میں بیٹھ گیا۔ ظاہر ہے کہ لاء منسٹر صاحب ہمیشہ گورنمنٹ کو represent کرتے ہیں اور ان کا right بھی ہے اور رولز بھی اس سے منع نہیں کرتے۔ چونکہ آپ نے مجھے اجازت مرحمت نہیں فرمائی تھی اس لئے میں نے ضد نہیں کی، میں کوئی disorder create نہیں کرنا چاہتا کہ جس طرح کچھ لوگ ضد کر کے ہماری طرف سے یا ان کی طرف سے بھی بات کر لیتے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ آپ نے جو اقدام فرمایا ہے چونکہ Custodian of the House ہونے کے حوالے سے میں آپ کو چیلنج نہیں کرتا لیکن اس سے یہ تاثر مل رہا ہے کہ دوسرے پرائیویٹ چینلز کو یہاں پر آنے سے پی ٹی وی والوں نے منع کیا ہے، پی ٹی وی والوں نے منع نہیں کیا۔ ان کو نکالنے کی بجائے اب جن لوگوں نے دوسروں کو

منع کیا ہے اس کے بارے میں کوئی طریق کار اختیار کرنے کے لئے حکم صادر فرماتے۔ جس طرح رانا صاحب نے پوچھا ہے کہ طریق کار کیا ہوگا؟ آپ طریق کار وضع کرنے کے لئے ارشاد فرمادیتے کیونکہ وہ اپنی ڈیوٹی performکرنے کے لئے آئے ہیں وہ کرتے رہتے۔ کسی کو روکنے میں یا منع کرنے میں پی ٹی وی کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ میری استدعا بھی یہی ہے جو راجہ صاحب نے ارشاد فرمایا ہے اور نہایت زیرک طریقے سے ساری باتیں انہوں نے بیان فرمائی ہیں، وہ اپنی ڈیوٹی perform کرتے رہیں۔ ان کے ساتھ اگر آپ competeکروانا چاہتے ہیں تو compete کرنے کے لئے کیا لائحہ عمل ہو سکتا ہے اور اس Chair سے اس کے لئے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں؟ پہلی بات تو میں یہ کہہ دوں کہ ارشاد فرمایا جا رہا ہے کہ قومی اسمبلی کے اندر دوسرے پرائیویٹ چینلز سارے آ رہے ہیں تو وہاں پر کوئی نہیں آ رہا صرف پی ٹی وی وہاں پر کام کر رہا ہے اور میں یہ تصحیح کرنا چاہتا ہوں۔ دوسری استدعا میری پھر وہی ہے کہ ان کو اپنا کام کرنے دیں اور اگر دوسرے چینلز کو لانے کے لئے آپ اپنے اختیارات استعمال کرنا چاہتے ہیں تو اپنے اختیارات استعمال کرنے کے لئے وضع کئے ہوئے رولز اور قوانین کے مطابق اس کو کیجئے گا۔ وہ بھی آ جائیں گے۔ اس وقت تک تو جو کام کر رہا ہے اسے کرنے دیا جائے۔ پی ٹی وی کے ادارے کا اس میں کوئی تعلق نہیں ہے کہ انہوں نے کسی دوسرے کو منع کیا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: جی، سعید اکبر خان! آپ بھی بات کرنا چاہتے تھے؟

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: سعید اکبر خان کے بعد آپ کو وقت دیا جائے گا۔ جی، سعید اکبر خان صاحب!

وزیر جیل خانہ جات: جناب چیئرمین! پہلے تو مجھے پتا ہی نہیں کہ discussion کیا ہو رہی ہے؟ ہم تو کسی اپنے مسئلے میں discuss کر رہے تھے۔۔۔

جناب چیئرمین: میں نے کہا کہ اسمبلی میں بیٹھ کر کارروائی سننی چاہئے۔ گپیں نہ لگایا کریں۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب چیئرمین! اگر آپ تھوڑا سا گائیڈ کر دیں تو ہم Chair کو assist کریں گے تو بتائیں کہ مسئلہ کیا ہے؟

جناب چیئرمین: جی، راجہ شفقت خان عباسی!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): شکریہ۔جناب چیئر مین! بات یہ ہے کہ پنجاب اسمبلی میں جو بھی کارروائی ہو رہی ہوتی ہے، جو مسئلے مسائل پنجاب کے عوام کے ہوتے ہیں تو عوام کا یہ حق ہے اور ان کا یہ بنیادی حق ہے کہ ان تک بات جانی چاہئے۔ freedom of information کہ آج دنیا کہاں سے کہاں تک پہنچ گئی ہے---

جناب چیئر مین: راجہ صاحب! یہ بات اب کل کرنی ہے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب چیئر مین! بات پی ٹی وی کی نہیں ہے بلکہ باقی ٹی وی چینلز کی ہے کیونکہ پی ٹی وی تو لوگ دیکھتے ہی نہیں ہیں۔پی ٹی وی کون دیکھتا ہے۔ ہمیں کورتج دیں گے بھی تو یہ معاملہ حل نہیں ہو گا---

جناب چیئر مین: راجہ صاحب! تشریف رکھیں۔ کل تک ان کو conditionally اجازت دیتے ہیں۔ کل اس کا مکمل فیصلہ کیا جائے گا کہ کیا لائحہ عمل اختیار کرنا ہے۔

وزیر انفارمیشن: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، فرمائیں!

وزیر انفارمیشن: جناب چیئر مین! میں ایک تو آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے انہیں اجازت مرحمت فرمائی لیکن عباسی صاحب کی بات پر میں یہ بات بھی کہتا چلوں کہ تمام پرائیویٹ چینلز وائر سیٹلائٹ، کیبل اور ڈیکوڈر بہت تھوڑے لوگوں کے پاس ہے اور maximum پی ٹی وی دیکھا جاتا ہے اور سب سے زیادہ لوگ دیکھتے ہیں۔ میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا تھا اور ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ جو کچھ رولز کی break ہوتی ہے تو یہ بھی سارا ایک display ہو جائے لیکن یہ تو ان کے فائدے کی بات ہے کہ وہاں پر کم relay ہوتا ہے۔

جناب چیئر مین: گوندل صاحب! آپ نے ایجوکیشن کے سیکرٹری صاحب سے میٹنگ کرنے کے بعد ایوان کو بتانا تھا کہ 31 ہزار نوکریوں میں سے 12/15 ہزار کر رہے ہیں، وہ مکمل کیوں نہیں کرنا چاہتے، کیا آپ کی میٹنگ ہوئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: نہیں ہوئی۔

جناب چیئر مین: نہیں ہوئی تو آپ ان کو دو بجے اسمبلی میں بلا لیں راجہ صاحب اور ہماری موجودگی میں ان کا فیصلہ ہو جائے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: ٹھیک ہے جی۔

تحاریک التوائے کار

جناب چیئرمین: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔اس تحریک کا نمبر 793 ہے، یہ رانا آفتاب احمد خان، سید حسن مرتضیٰ اور محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری کی طرف سے ہے۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب چیئرمین! انہوں نے گزارش کی ہے کہ اس کو pending کر دیا جائے، یہ پیش ہو چکی ہے اس کا جواب آنا تھا تو وہ ضروری کام سے گئے ہیں، انہوں نے request کی تھی کہ اس کو pending کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے اس کو pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک نمبر 807 ہے یہ ملک اصغر علی قیصر، جناب پرویز رفیق اور لالہ شکیل الرحمٰن کی طرف سے ہے۔جی، اصغر علی قیصر صاحب!

سبزہ زار سب ڈویژن واسا (لاہور) کے فیلڈ سٹاف کی طرف سے سینکڑوں جعلی کنکشن دینے سے واسا ریونیو کو لاکھوں روپے کا نقصان

(---جاری)

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! یہ پیش ہو چکی تھی اس کا جواب منسٹر ہاؤسنگ کی طرف سے ابھی آنا تھا۔

جناب چیئرمین: ملک صاحب! اس میں سیکرٹری ہاؤسنگ نے جواب submit نہیں کیا۔آج میری ان سے سپیکر چیمبر میں میٹنگ ہوئی تھی لیکن چونکہ ہمیں فاتحہ کے لئے جلدی جانا تھا۔انہوں نے کہا تھا کہ ہم نے اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کرائی ہے۔سیکرٹری اسمبلی نے بتایا کہ یہ ہمارے پاس نہیں آئی۔اس لئے آپ نے یہ تعین کرنا ہے کہ کون ذمہ دار ہے جو اسمبلی کی کارروائی اتنے دن اس ماحول میں چلتی رہی؟ پہلے یہ فیصلہ ہو جائے کہ ان کے جوابات اتنے دن کہاں اٹکے رہے کیونکہ سیکرٹری ہاؤسنگ کہہ رہے ہیں کہ یہ جواب میں نے جمع کروا دیئے ہیں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب چیئرمین! سیکرٹری ہاؤسنگ ابھی تک بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: نہیں اگر ان کا fault نہیں ہے تو ان پر کیوں الزام جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب چیئرمین! مجھے تو یہ محکمہ آج ہی دیا گیا ہے اور میں نے آج میٹنگ کی ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: میری بات سنیں پھر یہ فیصلہ کیسے ہو گا کہ یہ جواب کہاں اٹکے رہے، یہ کس کی negligency ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب چیئرمین! یہ فیصلہ میں کروں گا اور اسمبلی کو بتادوں گا۔

جناب چیئرمین: نہیں۔ یہ آپ نہیں بتائیں گے بلکہ ہم اس کا فیصلہ سپیکر صاحب کے چیمبر میں کریں گے اور پھر اس کا جواب وہ پیر کو دیں گے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب چیئرمین! اس کا جواب میں ابھی دے سکتا ہوں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ آپ اس کا جواب دیں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: اس تحریک پر جو جواب بھیجا گیا تھا پہلے میں وہ پڑھتا ہوں پھر میں latest جواب دوں گا۔ یہ درست ہے کہ ریونیو ڈائریکٹوریٹ واسا کے علم میں آیا تھا کہ سبزہ زار ہاؤسنگ سکیم لاہور میں بے شمار ناجائز کنکشن لگائے جا رہے ہیں لہذا علاقہ کے ریونیو فیلڈ سٹاف کو سروے کے لئے معمور کیا جنہوں نے 1210 ناجائز کنکشن چلتے ہوئے پائے اور اپنے متعلقہ ڈپٹی ڈائریکٹر ریونیو کو آفیشل کارروائی کے لئے رپورٹ کیا۔ ان پکڑے جانے والے کنکشنوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔ ناجائز واٹر سیوریج کنکشن 232، ناجائز واٹر کنکشن 63، ناجائز صرف سیوریج کنکشن 915 ٹوٹل 1210۔ درج بالا 1210 ناجائز کنکشن کو واسا ریکارڈ میں لا کر billing کر دی گئی ہے اور recovery بھی عمل میں لائی جا رہی ہے۔ ہم نے ایک سال کا جرمانہ ڈال کر مبلغ -/3375000 روپے کی billing کر دی ہے۔ مبلغ -/97300 روپے کی recovery بھی کر لی ہے، بقایا رقم بھی جلد از جلد وصول کر لی جائے گی۔ علاوہ ازیں سٹاف کے خلاف انکوائری کا حکم بھی دے دیا گیا ہے۔ اب جو latest position ہے I will hold a meeting with my staff today in morning یہ 23۔ نومبر کی رپورٹ ہے میں نے جو میٹنگ کی ہے اس کے مطابق سبزہ زار ہاؤسنگ میں ناجائز کنکشنوں کا سروے یکم ستمبر 2005 کو شروع کیا گیا تھا۔ یہ جو انہوں نے کہا کہ محکمے کو پہلے پتا تھا پھر اس پر سروے شروع ہو گیا تھا جو ناجائز کنکشن پکڑے گئے ہیں 1100 کی بجائے 1215 ہیں۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب چیئر مین! میری تحریک کچھ ہے اور وزیر صاحب اس کا کچھ اور جواب دے رہے ہیں۔ اگر یہ کہتے ہیں تو میں دوبارہ اس کو پڑھ دیتا ہوں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب چیئر مین! میں تحریک التوائے کار نمبر 793 کا جواب دے رہا ہوں اور تحریک التوائے کار نمبر 807 بھی وہی چیز ہے۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب چیئر مین! میں اپنی تحریک دوبارہ پڑھتا ہوں، ذرا منسٹر صاحب بھی پڑھ لیں اور آپ بھی اس پر غور فرمائیں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: میں آپ کی تحریک التوائے کار نمبر 793 کا جواب دے رہا ہوں---

ملک اصغر علی قیصر: جناب چیئر مین! میں نے جواب سن لیا ہے وہ relevant نہیں ہے۔

جناب چیئر مین: جی، کیانی صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب چیئر مین! میں نے آج ہی میٹنگ کی ہے اور وہ بندہ میں نے suspend کر دیا اور میں آپ کو آرڈر دکھا سکتا ہوں جس نے یہ حرکت کی ہے۔ جب میں ایک دن میں یہ کر سکتا ہوں تو Give me time. If the minister doesn't come on Monday, I will reply all this. But I can assure you یہ دیکھ لیں آج پندرہ تاریخ ہے، میٹنگ کر کے بندہ suspend کر دیا ہے۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب چیئر مین! میں نے اپنی تحریک میں یہ کہا ہے کہ واسا کے سٹاف کی ملی بھگت کی وجہ سے انہوں نے ناجائز کنکشن لگائے، سات ہزار فی کنکشن وصول کیا اور اس میں واسا کا ایک پورا مافیا ملوث تھا جس نے وہاں سے ماہانہ وصولیاں بلوں کی صورت میں کیں اور منسٹر صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے عوام کو 33 لاکھ کا بل ڈال دیا ہے اس میں عوام کا کیا قصور ہے؟ یہ جو واسا کا مافیا ہے سفید ہاتھی بیٹھے ہوئے ہیں یہ ان کے خلاف ایکشن ہونا چاہئے تھا افسروں سے ان پیسوں کی ریکوری ہونی چاہئے تھی وزیر موصوف عوام پر سارا بوجھ ڈال رہے ہیں، میری تحریک کچھ ہے اور جواب کچھ ہے اور ان منسٹر صاحب کو کچھ پتا نہیں چل رہا ہے۔ یہ میری تحریک کے مطابق جواب دیں ورنہ اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئر مین: جی، کیانی صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب چیئر مین! میں اس طرف آ رہا تھا، انہوں نے میری بات ہی نہیں سنی میں نے انکوائری کرائی ہے preliminary inquiry ہو چکی تھی جو آج میں نے منگوائی۔

I have asked MD WASA why he has not suspended the staff earlier which has been done today.

آپ پہلے پورا جواب سنا کریں پہلے ہی بے صبر نہ ہو جایا کریں۔

ملک اصغر علی قیصر: ٹھیک ہے۔ جناب چیئر مین! وزیر موصوف یہ یقین دہانی کروائیں اور جب تک انکوائری پوری نہیں ہوتی ایم ڈی واسا اور متعلقہ افسران کو suspend کر دیں۔ یہ 1215 کنکشن ہیں۔

جناب چیئر مین: دیکھیں! اگر منسٹر صاحب سمجھیں گے یا ڈیپارٹمنٹ سمجھے گا معطل کرنا تو ان کو کر دیں گے یہ کوئی ضروری تو نہیں ہے کہ آپ نے ایک تحریک پڑھ دی تو وہ معطل کر دیں گے۔ اگر ایم ڈی واسا کو ضرورت پڑی تو وہ ایکشن لیں گے اگر ضرورت نہیں ہو گی تو کیوں ایکشن لیا جائے گا۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب چیئر مین! اس کو suspend کر دیا گیا ہے اور انکوائری ہو رہی ہے ہم ریکوری کر رہے ہیں۔

جناب چیئر مین: یہ تحریک ملک اصغر علی قیصر، جناب پرویز رفیق اور لالہ شکیل الرحمن کی طرف سے ہے ان کی تحریک التواء کار کا نمبر 807 ہے۔ کیانی صاحب! یہ move ہو چکی ہے اس کا آپ نے جواب دینا ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب چیئر مین! 807 اور 793 ایک ہی چیز ہے۔

جناب چیئر مین: اب 807 آ گئی ہے۔ 793 تو dispose of کر دی گئی ہے۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب چیئر مین! یہ اتنا بڑا ظلم ہے۔

جناب چیئر مین: یہ dispose of کر دی گئی کیونکہ انہوں نے بندے معطل کر دیئے ہیں۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب چیئر مین! یہ بہت بڑا ظلم ہے اتنا بڑا واسا کا سکینڈل ہے اور آپ نے اس کو بغیر کسی نوٹس کے dispose of کر دیا۔ ہم نے جو اندازہ لگایا تھا ہم نے تو 1100 کنکشن لکھے تھے منسٹر صاحب نے 1215 بتائے ہیں، جو ہم نے اندازہ لگایا ہے اس سے بھی کہیں زیادہ کرپشن ہے اور

آپ نے اس کو dispose of کر دیا۔

جناب چیئرمین: وزیر موصوف نے اس پر یہ یقین دہانی کرائی ہے کہ جو اس کے ذمہ دار تھے ان کو معطل کر دیا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار راجہ شفقت عباسی اور شیخ علاؤالدین کی طرف سے ہے اس تحریک التوائے کار کا نمبر 147 ہے

شیخ اعجاز احمد: جناب چیئرمین!۔۔۔

جناب چیئرمین: جی۔

شیخ اعجاز احمد: جناب چیئرمین! میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے ایک تحریک دی ہوئی ہے اور وہ circulate تو ہو گئی ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: کون سے محکمے کی ہے؟

شیخ اعجاز احمد: یہ محکمہ ہاؤسنگ کے متعلق ہے۔ اب چونکہ سیکرٹری ہاؤسنگ بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ مجھے اسے صرف پڑھنے کی اجازت دے دی جائے تاکہ وہ پھر اس کا جواب دے دیں۔

جناب چیئرمین: پڑھ لیں۔

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔

فیصل آباد کی غلام محمد آباد کالونی کے نصف رہائشیوں کو مالکانہ حقوق سے محروم رکھنا

جناب چیئرمین: اس کا نمبر کیا ہے؟

شیخ اعجاز احمد: یہ تحریک نمبر 869 ہے۔

میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ نیابت میں براعظم ایشیاء کی سب سے بڑی رہائشی کالونی غلام محمد آباد واقع ہے۔ جہاں پر ہزاروں لوگ مکین ہیں۔ غلام محمد آباد کے ڈی بلاک کا تقریباً نصف حصہ ایسا ہے جس کے مکینوں کو محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ نے مالکانہ حقوق دے دیئے ہیں لیکن اسی علاقے کی تقریباً نصف آبادی اس سہولت سے محروم ہے اور عرصہ دراز سے اپنے اس اہم مسئلہ کے حل کے لئے جس میں ان کی

کروڑوں روپے کی پراپرٹی کا معاملہ ہے دربدر پھر رہے ہیں۔ قبل ازیں میں نے محکمہ متعلقہ کو بھی تحریری درخواست بابت منظور کئے جانے، نقشہ ڈی بلاک اور مالکانہ حقوق بطور عوامی نمائندہ گزاری لیکن تاحال محکمہ نے کوئی اثر نہ لیا جس کی وجہ سے حکومت پنجاب کے خزانہ کو بھی کروڑوں روپے کا نقصان پہنچ رہا ہے کیونکہ مذکورہ علاقہ کے مکین پیسے جمع کروانے کو تیار ہیں لیکن محکمہ کی غفلت اور لاپرواہی کی وجہ سے فیصل آباد کے عوام بالعموم اور غلام محمد آباد کے رہائشی بالخصوص ذہنی کوفت اور سخت پریشانی میں مبتلا ہیں۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر ہاؤسنگ !

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب چیئرمین! میرے پاس اس کا جو محکمے نے جواب دیا ہے۔ وہ
Unfortunately I could not get the time to sit with the DG Audit to go through it

میں اس کا جواب پڑھ سکتا ہوں۔ اگر اس کو سوموار تک pending کریں تو
I have the reply but I have not been able to go through it. Therefore, I request you to please pending it.

شیخ اعجاز احمد: جناب چیئرمین! اس کو سوموار تک pending کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین: یہ سوموار تک pending کی جاتی ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: اب تحریک التوائے کار نمبر 147 شیخ علاؤالدین صاحب اور راجہ شفقت عباسی صاحب کی ہے۔ منسٹر ہیلتھ ہیں؟۔۔۔ موجود ہیں۔ منسٹر صاحب! یہ انھوں نے پڑھی تھی اور آپ نے اس کا آج جواب دینا تھا۔ اس کا جواب ہے؟

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): میڈیکل کالج کے لئے آپ نے فرمایا تھا۔

شیخ علاؤالدین: کالج کا تھا اور جو fictitious medicines ہیں اس کے لئے تھا اور جو دو گھنٹے میں جوانی واپس، تین گھنٹے میں حسن واپس، یہ اس کے بارے میں تھا اور یہ بڑا اہم معاملہ ہے۔ اس پر کل پھر raid ہوا ہے اور اس وقت پنجاب میں سب سے زیادہ جو lucrative busisness

profit کا ہو رہا ہے، جس پر ایک ہزار فیصد کمایا جا رہا ہے وہ انہی دوائیوں پر کمایا جا رہا ہے اور اس پر کسی قسم کا قانون نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ جی، وزیر صحت!

پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر جعلی ادویات
اور غیر رجسٹرڈ میڈیکل کالجوں کے کمرشل اشتہارات کا چلنا

(---جاری)

وزیر صحت: شکریہ۔ جناب چیئرمین! یہ دو تین issues discuss ہوئے تھے اور پھر pending کر دیئے گئے تھے۔ اس میں شیخ علاؤالدین صاحب نے بڑا valid point raise کیا تھا، اس میں وہ تمام پرائیویٹ سیکٹر آ جاتے ہیں، اس میں میڈیکل سکول کی بھی بات کی گئی اور پرائیویٹ ہسپتالوں اور پرائیویٹ لیبارٹریوں کی بھی بات کی گئی۔ اس وقت یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ اسی ہاؤس کے اجلاس کے دوران ایک ہیلتھ کمیٹی under the Chairman اسی ہفتے meet کرے گی اور یہ issues جو ہیں کہ regulation of the private sector خواہ وہ لیبارٹریز ہوں، ہسپتال ہوں، میڈیکل کالج ہوں ان کو take up کیا جائے اور پھر کوئی ایسا قانون بنایا جائے کہ ان کی regulation کی جائے۔ اس وقت کوئی regulation نہیں ہے۔ کوئی شخص بھی جو کہ سرمایہ دار ہے وہ میڈیکل کالج کھول سکتا ہے۔ پی، ایم، ڈی، سی صرف اس کی instruction کرتی ہے۔ اسی طرح پرائیویٹ ہسپتال جو ہیں وہ backyards میں بنائے جا رہے ہیں، بیسمنٹ میں بنائے جا رہے ہیں، ہمارے پاس کوئی اختیار نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: پھر یہ کمیٹی کو refer کر دیں؟

وزیر صحت: یہ اسی کمیٹی کو refer کر دیں۔

جناب چیئرمین: یہ ہیلتھ کمیٹی کو refer کرتے ہیں اور اس کے جو mover ہیں وہ بھی اس کے ممبر ہوں گے۔

وزیر صحت: وہ اس میں آ جائیں اور اسی اجلاس میں---

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! اصل میں جو میڈیسن والا مسئلہ ہے، جس کے لئے لوگوں کی

صحتیں تباہ ہو رہی ہیں وہ مسئلہ ہے۔۔۔

وزیر جیل خانہ جات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، سعید اکبر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب چیئرمین! یہ رولز اینڈ پروسیجر کی بات ہے۔ تحریک التوائے کار وہاں سے پیش ہوئی ہے۔ اس کا طریق کار آپ رولز میں پڑھ لیں۔ اس کا طریق کار یہ ہے کہ وہ پیش کریں گے اور ڈیپارٹمنٹ جواب دے گا۔ اگر ہاؤس کی consent ہو کہ وہ بڑی اہم ہے تو وہ پھر ہاؤس میں admit ہو جائے گی۔ ہاؤس کی consent سے آپ اس کا time fix کریں گے۔ اس پر بحث ہو گی۔ یہ طریق کار ہے۔ یہ کمیٹی کو refer ہو ہی نہیں سکتی۔ رولز میں ہی نہیں ہے کیونکہ یہ کوئی لیجسلیشن نہیں ہو رہی۔ یہ کوئی لیجسلیشن ہے؟ تحریک التوائے کار آپ کیسے refer کریں گے؟ تحریک التوائے کار پر تو ایک گھنٹہ یا دو گھنٹے بحث ہو سکتی ہے، وہ اس کمیٹی کو refer ہو ہی نہیں سکتی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! یہ بالکل سعید اکبر خان صاحب کا فرمانا درست ہے کہ تحریک التوائے کار کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کی توجہ اس طرف مبذول کرائی جائے۔ اس کی wording بھی یہی ہے۔ گورنمنٹ کے نوٹس میں ایک دفعہ ایک چیز آ جاتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ کافی ہوتا ہے لیکن بعد میں جب ممبر حضرات یہ کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ اس کو متعلقہ کمیٹی کے پاس بھیج دیا جائے حالانکہ تحریک التوائے کار کبھی کسی کمیٹی کے پاس نہیں جاتی۔ اس کے لئے یہ ہے کہ اگر آپ ہاؤس کی consent سے اس کو in order قرار دیں گے تو اس پر آپ زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے کی بحث کروا سکتے ہیں اور اس کے لئے بھی آپ دن مقرر کریں گے اور اس کے لئے بھی ٹوٹل ہاؤس کے 1/6 ممبر رائے دیں گے تو تب اس کو آپ in order قرار دے سکتے ہیں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ جو معزز ممبران اس بات پر استدلال کرتے ہیں کہ اس کو کمیٹی کے پاس بھیج دیا جائے یہ میں سمجھتا ہوں کہ نامناسب بات ہے۔ اس سے پہلے آپ نے غور فرمایا ہو گا کہ سپورٹس ڈیپارٹمنٹ کی جو تحریک التوائے کار چل رہی تھی، انھوں نے فرمایا کہ ٹھیک ہے اس پر کل بات ہو جائے گی تو بات ہونے کے بعد آپ اس کو concerned committee کو بھیج دیں۔ جب بات ہو گئی اور گورنمنٹ کا point of view آ گیا، ایک مسئلے کا حل نکل رہا ہے، میٹنگ ہو رہی ہے تو پھر اس کو کسی کمیٹی کے پاس نہیں بھیجا جا سکتا۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں تھوڑا سا قواعد و ضوابط کے مطابق چلنا چاہئے جس مسئلے کو آپ in order قرار دینا چاہتے ہیں، ہاؤس کی

consent لیں، اگر 1/6 ممبران اس کی اجازت دیتے ہیں تو آپ اس کے لئے وقت مقرر کر لیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئر مین! راجہ صاحب اور نوانی صاحب نے جو فرمایا ہے میں اس سے اختلاف کرتا ہوں۔ ہاؤس میں کوئی بھی issue، کوئی بھی matter جس پر debate ہو اور وہ ہاؤس کے knowledge میں through an Adjournment Motion آئے، through a Resolution آئے، کسی طرح سے بھی آئے، through a point of order آئے، کوئی ایسا مسئلہ، کوئی ایسا issue جو ہاؤس میں discuss ہو اور ہاؤس جو ہے وہ کسی بھی سٹینڈنگ کمیٹی کو یا کسی بھی سپیشل کمیٹی کو form کر کے اس معاملے کو for report to the House کمیٹی کو refer کیا جا سکتا ہے۔ اس میں قطعی طور پر کوئی قدغن نہیں ہے۔ میں متعلقہ رولز جو ہیں اگر یہ چاہیں تو میں بھی ان کو consult کر لیتا ہوں، یہ بھی consult کر لیں اور کل اس پر تفصیل سے بات ہو جائے گی۔

جناب چیئر مین: سعید اکبر خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ان کی بات سن لیں۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب چیئر مین! میں اس پر confidence سے یہ کہتا ہوں کہ تحریک التوائے کار پر رولز میں کہیں provision نہیں ہے کہ وہ کسی کمیٹی کو refer کی جا سکتی ہے۔ اس کا ایک طریق کار ہے اور وہ یہ ہے کہ ہاؤس اگر اس کو اکثریت سے admit کرے تو سپیکر اس کے لئے ٹائم اور دن fix کرے گا۔ اس میں Chair کی consent ہے کہ ایک گھنٹہ بھی کر سکتے ہیں، دو گھنٹے بھی کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد اس پر بحث ہو گی اور اس معاملے کی تمام اہمیت ہاؤس میں زیر بحث آئے گی۔ اس کے مطابق وہ گورنمنٹ کے نوٹس میں آئے گا اور گورنمنٹ کے نوٹس میں آنے کے بعد اور اس بحث کے بعد وہ ختم ہو جائے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئر مین!۔۔۔

جناب چیئر مین: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں تحاریک التوائے کار کی بات کر رہا تھا۔ یہ رول 80 کے تحت چلتے ہیں اور آگے چل کر رول 85 میں خاص طور پر تحاریک التوائے کار کا procedure lay کیا گیا ہے۔ اس میں یہ ہے کہ:

85. (1) if the Speaker is of the opinion that the matter proposed to be discussed is in

order, he shall read the statement to the Assembly and ask whether the member has the leave of the Assembly...

اسمبلی نے اس کی اجازت دینی ہے۔

2. If members less than one-sixth of the total membership of the Assembly rise in their seats, the Speaker shall inform the member that he has not the leave of the Assembly.

اگر نہیں کرتے، اگر 6 فیصد ہو جاتے ہیں تو آپ اس کی اجازت دے سکتے ہیں اور اس کے بعد اس پر time limit for determination of admissibility ہے، question to be put ہے، time limit for discussion ہے، باقاعدہ اس کا procedure دیا گیا ہے اور procedure یہی ہے کہ اگر آپ question put کریں گے، ممبران کی required تعداد اس کی اجازت دیتی ہے تو پھر آپ اس کی اجازت دے سکتے ہیں۔ نہیں تو اس کے علاوہ کوئی اس کا طریق کار نہیں ہے۔ یہ جس طرح رانا صاحب نے فرمایا ہے کہ any matter تو any matter اور چیز ہے۔ ہم اس وقت specifically تحریک التوائے کار کے ساتھ deal کر رہے ہیں اور تحریک التوائے کار تو تحریک التوائے کار سے متعلقہ جو قواعد و ضوابط ہیں ان کے تحت ہی deal ہوتی ہے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! یہ تحریک آج کے لئے pending تھی اور آج وزیر صحت صاحب نے بتایا ہے کہ پرائیویٹ میڈیکل کالجز اور جعلی ادویات کے بارے میں کوئی قانون ہے اور نہ ہی کوئی ایسا mechanism ہے کہ ہم انھیں کنٹرول کر سکیں۔ متعلقہ وزیر نے مزید کہا کہ اس معاملے کو مجلس قائمہ برائے ہیلتھ کو بھیج دیا جائے تاکہ وہاں پر اس بارے میں تفصیلی غور کیا جا سکے۔ اس میں کوئی امر مانع نہیں ہے کہ اس کو مجلس قائمہ برائے صحت کو بھیج دیا جائے۔

جناب چیئرمین: عباسی صاحب! رولز اس کی اجازت نہیں دیتے۔ چودھری ظہیر الدین صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب چیئرمین! چونکہ specifically تحریک التوائے کار کے بارے میں بات ہو رہی ہے۔ تو What is the fate of the Adjournment Motion اس بارے میں راجہ بشارت صاحب نے ارشاد فرما دیا ہے۔ اس میں تو یہاں تک ہے کہ mover کے علاوہ کوئی دوسرا بات نہیں کر سکتا۔ لہذا آپ اس بارے میں پابندی لگائیے کہ movers کے علاوہ helping hands بات نہ کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب والا! ابھی چودھری ظہیر الدین صاحب نے فرمایا ہے کہ mover کے علاوہ کوئی نہیں بول سکتا۔ اس ہاؤس کی کچھ روایات ہیں۔ اگر ایک معزز رکن نے کوئی مسئلہ put کیا ہے اور اس مسئلے سے relevant کوئی بات دوسرا معزز رکن کرنا چاہتا ہے تو اس کی اجازت ہونی چاہئے۔

جناب چیئرمین: شیخ صاحب! اصولاً پہلے mover کو بات کرنی چاہئے۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب والا! تحریک التوائے کار کے حوالے سے ایسی کوئی روایات نہیں ہیں۔ تحریک التوائے کار کے تو rules set ہیں اسی کے مطابق ہمیں چلنا ہے۔ آپ اس کے آگے پیچھے نہیں جا سکتے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! میرے بھائی نے روایات کی بات کی ہے تو حضور روایات غلط set کی جا رہی ہیں، رولز کو پامال کیا جا رہا ہے۔ یہ روایت نہیں رہی کہ تحریک التوائے کار کے اوپر محرک کے علاوہ کوئی دوسرا بات کرے۔ یہ تو روش چل نکلی ہے کہ جو کہا جائے وہی کیا جائے، رولز کو یرغمال بنایا جائے یہ غلط ہے۔ اس بابت آپ مہربانی فرمائیے گا۔

جناب چیئرمین: جی، رانا ثناء اللہ صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! یہ کہہ رہے ہیں کہ تحریک التوائے کار کا جو Chapter ہے اس میں یہ بات درج نہیں ہے۔ یہ رول 155 ہے کہ:

> **155. REFERENCE TO COMMITTEES.** The Assembly may, on a motion made by a member, remit to the Committee concerned any subject or matter.....

اب اس میں جب any subject or matter آتا ہے تو تحریک التوائے کار ہو یا کوئی دوسرا معاملہ وہ اس میں cover ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی subject ہے جیسا کہ یہاں ایک تحریک التوائے کار پیش ہوئی اور concerned وزیر صاحب نے کہا کہ اس issue پر جو اس تحریک التوائے کار میں

پیش کیا گیا ہے متعلقہ کمیٹی studyکر لے اور studyکر کے اپنی رپورٹ ہاؤس کو بھیجے جس سے حکومت کوئی رہنمائی حاصل کرے گی تو یہاں پر بھی یہی درج ہے کہ:

...any subject or matter which may be studied by that Committee.

تو اب یہ کمیٹی کسی بھی matter, subjectکو studyکر سکتی ہے۔اس میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ جو معاملہ تحریک التوائے کار کے ذریعے پیش ہو اس بابت کمیٹی studyنہیں کر سکتی۔

(اذان عشاء)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! پہلے میں اپنی بات مکمل کر لوں پھر راجہ صاحب جو کچھ کہنا چاہیں کہہ لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب! میں افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ میں رانا ثناء اللہ صاحب سے اس بات کی توقع نہیں کرتا۔ وہ جس بات کو referکر رہے ہیں، وہ Chapter-XVII کو referکر رہے ہیں جو کہ Committeesسے متعلقہ ہے۔اس میں سے وہ سیکشن 155/154 qouteکر رہے ہیں۔ یہ 154تو Functions of Committeesسے متعلقہ ہے جبکہ 155 Reference to Committeesسے متعلقہ ہے۔یعنی رانا صاحب Committeesسے متعلقہ بات کر رہے ہیں جبکہ ہم تو تحریک التوائے کار کے حوالے سے بات کر رہے ہیں۔ میں ان سے اس بات کی توقع نہیں کرتا کہ وہ اتنے irrelevantہو جائیں گے۔ ہم تو تحریک التوائے کار کی بات کر رہے ہیں، Chapter-XIکی بات کر رہے ہیں جبکہ رانا صاحب Standing Committeesکی بابت بتا رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! میں پہلے اپنی بات کو مکمل کر لوں اس کے بعد وزیر قانون صاحب میری بات کا جواب دے دیں۔ یہ جو رول 155ہے اس میں یہ ہے---

جناب چیئرمین: رانا صاحب یہ تو کمیٹیوں کے بارے میں ہے، تحریک التوائے کار کے بارے میں نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! میں بات یہ کر رہا ہوں کہ اسمبلی any matter or

subject کو study کے لئے کمیٹی کو بھیج سکتی ہے۔ رول 155 اس بات کو بیان کرتا ہے کہ کوئی معاملہ اس اسمبلی میں اٹھایا جائے تو ہاؤس اسے for study purpose کمیٹی کے پاس بھیج سکتا ہے کہ وہ اس کو study کرے، اس کو examine کرے اور اس کے بعد اس کی رپورٹ متعلقہ محکمہ، اسمبلی یا حکومت کو پیش کرے۔ اب راجہ صاحب فرما رہے ہیں کہ یہ تو رول 155 ہے جبکہ ہم تو تحریک التوائے کار کی بات کر رہے ہیں۔ بات یہ ہے کہ مجھے یہ فرمائیں کہ اسمبلی کے اندر جو بھی matter ہو گا، جو بھی issue ہو گا اس کو تحریک التوائے کار کے علاوہ وہ کون سا طریق کار ہے جس کے تحت وہ matter یہاں پر آئے گا؟ ہاؤس میں کسی بھی معاملے پر discuss کرنے کے لئے وقفہ سوالات ہے یا پھر تحریک التوائے کار ہے۔ اس کے علاوہ تحریک استحقاق میں تو نہیں آ سکتا کیونکہ تحریک استحقاق تو specifically about the privilege of a member کے متعلق ہو گی تو جو بھی issue, subject اس ہاؤس میں آئے گا وہ through question آئے گا یا پھر تحریک التوائے کار کے ذریعے آئے گا۔

جناب چیئرمین: پرائیویٹ ممبرز ڈے بھی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: پرائیویٹ ممبرز ڈے پر تو پرائیویٹ بل آئے گا یا پھر قرارداد آئی گی۔ جب قرارداد آئے گی تو پھر یہ کہیں گے کہ جی Resolution کا chapter تو فلاں ہے اس کا کمیٹی سے کیا تعلق ہے۔ جناب! بات یہ ہے کہ اس ہاؤس میں کسی بھی issue کو یہاں پر discuss کرنے کے لئے، یہاں پر لانے کے لئے دو تین طریقے ہیں اور اس میں most important طریقہ تحریک التوائے کار کا ہے۔ اس کے بعد قرارداد یا پھر وقفہ سوالات ہے تو جو issue, subject matter اس ہاؤس میں discuss ہو گا اور اگر ہاؤس اسے اس قابل سمجھے گا کہ اس پر مزید کوئی study ہونی چاہئے، اسے examine ہونا چاہئے تو وہ اسے متعلقہ کمیٹی کو بھیج سکتا ہے اور رول 155 اس بارے میں بالکل واضح ہے کہ :

> **155. REFERENCE TO COMMITTEES.** The Assembly may, on a motion made by a member, remit to the Committee concerned any subject or matter...

جناب چیئرمین: رانا صاحب! نہیں، وہ کمیٹی کے سلسلے میں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئر مین! آپ مجھے یہ بتائیں کہ اگر یہ کمیٹی کے سلسلے میں ہے تو کمیٹی میں جو subject or matter discass ہونا ہے وہ کہاں سے آئے گا؟ وہ تحریک التوائے کار کے ذریعے سے نہیں آئے گا، قرارداد کے ذریعے سے نہیں آئے گا تو پھر کہاں سے آئے گا، کیا وہ یہاں پر اوپر آسمان سے گرے گا؟

وزیر جیل خانہ جات: جناب چیئر مین! میری یہ گزارش ہے کہ اس ہاؤس میں کوئی بھی بزنس کسی رول کے بغیر نہیں آ سکتا۔ وہ تمام بزنس جو کہ یہاں پر discuss ہوتا ہے اس کے rules mentioned ہیں اور ان رولز کے تحت وہ اس ہاؤس میں آتا ہے۔ تحریک التوائے کار کے rules set ہیں، آپ پڑھ لیں اس کا طریق کار رولز میں ہے کہ کس طرح تحریک التوائے کار submit کرائی جائے گی، کس طرح ہاؤس میں آئے گی۔

جناب چیئر مین: وزیر صحت چاہتے ہیں کہ یہ کمیٹی کو جائے تو اب اس کا کیا طریق کار اختیار کیا جائے؟

وزیر جیل خانہ جات: کمیٹی کو نہیں جا سکتی۔ اس کے رولز set ہیں۔ اس کا طریق کار set ہے۔ آپ کو تحاریک التوائے کار کے رولز کے مطابق چلنا پڑے گا۔

جناب چیئر مین: جی۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب والا! مثال کے طور پر کوئی قانون سازی ہے یا کوئی قرارداد ہے تو وہ کسی رولز کے تحت آئے گی اور اسی رولز کے تحت اسے deal کیا جائے گا۔ اگر کوئی پرائیویٹ ممبر قانون سازی چاہتا ہے اور ہاؤس اسے منظور کرتا ہے تو پھر وہ لاء اینڈ پارلیمنٹری افیئرز کی کمیٹی کو چلا جائے گا۔ جب تحریک التوائے کار آتی ہے تو رولز میں اس کا تمام لائحہ عمل اور طریق کار وضع ہے لہذا آپ کو ان رولز کے تحت چلنا ہو گا اور ہاؤس نے بھی ان رولز کے تحت چلنا ہے اور اس کا طریق کار راجہ صاحب نے بتایا ہے اور میں نے بھی عرض کیا ہے۔

جناب چیئر مین: پلیز! تشریف رکھیں۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب والا! تحاریک التوائے کار کے لئے ایک ٹائم مقرر ہے۔ اگر کوئی سمجھتا ہے تو اسی بات کو وہ قانون سازی کے طور پر لے آئے تاکہ وہ کمیٹی کو refer ہو سکے لیکن جب وہ تحریک التوائے کار کے طور پر لائے گا تو پھر اسے تحاریک التوائے کار کے رولز کے تحت ہی deal کیا

جائے گا اور اسی طریقے سے ہاؤس میں اسے discuss کیا جائے گا۔

جناب چیئر مین: شکریہ۔ جی، لودھی صاحب!

وزیر زراعت: جناب چیئر مین! ماشاء اللہ رانا ثناء اللہ صاحب اتنے سینئر ہیں اور میرے خیال میں وہ اس بات کو سمجھ رہے ہیں۔ راجہ صاحب اور ہمارے وزیر صاحب نے صحیح بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ any matter, any matter means کہ اس ہاؤس نے مختلف معاملات کے لئے، مختلف کاموں کے لئے کمیٹیز بنائی ہیں۔ جو معاملہ بھی اس کمیٹی کے بارے میں raise ہو گا وہ اس کمیٹی کو refer ہو گا لیکن جہاں تک تحریک التوائے کار کا تعلق ہے تو آپ اس کے words پڑھیں کہ اس کا purpose کیا ہے؟ purpose یہ ہے کہ ایسا معاملہ آ جائے جو ہاؤس کی توجہ مبذول کرائے اور پبلک میں اضطراب پیدا کرے اس کا مقصد یہ ہو کہ کوئی معاملہ اتنا sensitive ہے کہ اس سے پبلک میں اضطراب پیدا ہو گیا ہے اور وہ ہاؤس کی توجہ کا مستحق ہے۔ اب آپ نے تحاریک التوائے کار کے رولز کے پیرائے میں رہنا ہے۔ اس میں گورنمنٹ کی توجہ آ گئی، آپ نے اس کا ٹائم مقرر کرنا ہے اور اس پر بحث ہونی ہے۔ سارا ہاؤس اس پر بحث کرے گا۔ اس کے بعد ہم نے محرک کو مطمئن کرنا ہے کہ اس میں کوئی ایسا معاملہ نہیں ہے جو اضطراب پیدا کر رہا ہے۔ اگر اضطراب پیدا کر رہا ہے تو پھر گورنمنٹ کو وہ notice ہو گیا۔ پھر گورنمنٹ اس کا ازالہ کرے گی۔ ہم ہاؤس میں کھڑے ہو کر اس کا ازالہ کریں گے۔ آپ تحریک التوائے کار کے الفاظ پڑھ لیں کہ اضطراب پیدا کرنے والی ایسی بات ہو جس کا ہم نے جواب دینا ہے اور بحث کرنی ہے۔ آپ بحث کریں اگر ایسا معاملہ ہے تو ہم محرک کو مطمئن کرنے کی کوشش کریں گے اگر مطمئن نہ ہوئے تو گورنمنٹ کی توجہ اس طرف مبذول ہو گئی۔ رانا صاحب یہ ساری بات سمجھ رہے ہیں۔

جناب چیئر مین: جی، ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! اس ہاؤس میں بزنس پیش کرنے کے تین چار طریقے ہیں۔ ایک سوالات کی شکل میں، ایک تحریک استحقاق کی شکل میں، ایک پرائیویٹ ممبر ڈے کی صورت میں اور ایک یہ تحریک التوائے کار کی شکل میں۔ اب میرے فاضل وزراء نے یہ دلیل دی ہے اور مسلسل یہ اصرار کر رہے ہیں۔ سوالات کا طریقہ یہ ہے کہ منسٹر نے جواب دینا ہے اور اگر Chair یہ سمجھتی ہے کہ سوال کا جو جواب دیا گیا ہے وہ ٹھیک ہے تو وہ محرک کو کہے گی کہ بیٹھ جاؤ۔ اب انھوں نے کہا کہ کبھی ایسے معاملات پر بھی کمیٹیاں بنی ہیں؟ میں اسی تین سالہ دور میں کئی ایسی مثالیں دے سکتا

ہوں کہ وقفہ سوالات میں بعض ایسے سوال آئے جن پر کمیٹیاں بنیں، بعض تحاریک استحقاق پر کمیٹیاں بنیں۔ میں اس وقت نہیں تھا اس لئے مجھے سارے مسئلے کا پتا نہیں تھا میں اب سمجھا ہوں۔ آپ نے رولنگ دی ہے اور وزیر صحت نے کہا ہے کہ یہ issue ایسا ہے تو میں کہتا ہوں کہ لوگ جعلی ادویات سے مر رہے ہیں۔

معزز ممبران: قانون سازی کریں۔

جناب ارشد محمود بگو: قانون سازی کس نے کرنی ہے؟ حکومت نے کرنی ہے۔ اگر متعلقہ وزیر نے یہ کہہ دیا ہے کہ اسے ہیلتھ کمیٹی میں بھیج دیا جائے تو ان کو کیا اعتراض ہے؟ آپ نے رولنگ دے دی ہے اور جب Chair کی رولنگ آ جائے تو پھر اس رولنگ کو کوئی over rule نہیں کر سکتا۔ وہ رولنگ final ہوتی ہے۔

وزیر خوراک: پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب والا! کیا ان کے پاس قانون سازی کا کوئی مسودہ ہے؟

جناب چیئرمین: پلیز تشریف رکھیں۔ چودھری اقبال صاحب کو بات کرنے دیں۔

وزیر خوراک: جناب چیئرمین! میں نے صرف مختصر سی گزارش کرنی ہے کہ آپ اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں۔ آپ نے اس ہاؤس کو رولز اور ریگولیشن کے مطابق چلانا ہے۔ اگر اس ہاؤس میں رولز سے ہٹ کر کوئی کارروائی ہو گی تو وہ بڑی نامناسب ہو گی اس لئے میں آپ سے بڑی مودبانہ اپیل کروں گا کہ آپ کو اسے رولز کے مطابق چلانا چاہئے۔ میرے فاضل دوستوں نے بڑا صحیح کہا ہے کہ تحریک التوائے کار کا مقصد بھی یہ ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کی توجہ دلائیں۔ تحریک استحقاق کے رولز علیحدہ ہیں، تحاریک التوائے کار کے علیحدہ ہیں، توجہ دلاؤ نوٹس کے علیحدہ ہیں، وقفہ سوالات کے علیحدہ ہیں لیکن ہمارے دوست اس کو intermingling کر رہے ہیں، intermingle نہیں ہو سکتا اس کے رولز بڑے واضح ہیں۔ اگر ایک فاضل ممبر حکومت کی توجہ دلا رہا ہے اور اگر گورنمنٹ اس کا کوئی تسلی بخش جواب نہیں دیتی تو پھر آپ اس کو admit کریں گے اور اس پر بحث کے لئے ایک یا دو گھنٹے کا ٹائم مقرر کریں گے۔ اس بحث میں سارے فاضل ممبران بات کر سکتے ہیں لیکن جب تک یہ admit نہیں ہوتی اس وقت تک محرک کے علاوہ اس پر کوئی بات ہی نہیں کر سکتا۔ اس کے اپنے set rules ہیں۔ لہذا آپ سے میری اپیل ہے کہ آپ اس کارروائی کو رولز کے مطابق کریں

اور ہاؤس کے کسٹوڈین ہونے کا ثبوت دیں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، راجہ بشارت صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: رانا صاحب! معذرت کے ساتھ۔ جناب چیئرمین میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ رانا ثناء اللہ صاحب بہت تجربہ کار آدمی ہیں۔ ارشد لودھی صاحب ہم سے بہت سینئر ہیں۔ چودھری اقبال صاحب بہت سینئر ہیں۔ ہمیشہ اس ہاؤس کی روایات یہ رہی ہیں کہ جب تحریک التوائے کار کو oppose کیا جاتا تھا تو سب سے پہلے اسے technical grounds پر oppose کیا جاتا تھا۔ Technically یہ کہا جاتا تھا کہ یہ تحریک التوائے کار نہیں بنتی، یہ urgent matter نہیں ہے۔ یہ hypothetical ہے، ایک specific matter کو deal نہیں کرتا اور technically یہ بنتی نہیں ہے اس کے بعد منسٹر صاحبان میرٹ پر بات کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اب میں میرٹ پر بات کرتا ہوں۔ وہ پہلے اسے اس لئے technically oppose کرتے تھے کیونکہ ان کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ یہ technically بنتی نہیں ہے لیکن اس کے باوجود ہم اس پر حکومت کا point of view دے دیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ تین، سواتین سال سے آج اتفاق کی بات ہے کہ وقفہ سوالات سے لے کر اس وقت تک ہم رولز کی بات کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچھا شگون ہے۔ اگر ہم آج سے ہی رولز کے مطابق چلنا شروع کر دیں تو شاید اس ہاؤس کی کارکردگی میں بہتری اور نکھار آ سکتا ہے اس لئے ہمیں بلاوجہ اس بات پر ضد نہیں کرنی چاہئے بلکہ اس بات پر متفق ہونا چاہئے کہ جو چیز رولز کے مطابق بنتی ہے اسے رولز کے مطابق لیا جائے۔ میں آپ کو یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ رانا صاحب کو معلوم ہے کہ یہ نہیں بنتی، ارشد بگو صاحب کو بھی معلوم ہے کہ نہیں بنتی لیکن وہ کہہ چکے ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کے دل آزاری کی بات نہیں ہے بلکہ یہ رولز کی بات ہے اس لئے میری استدعا ہے کہ بجائے اس کے کہ اس معاملے کو linger on کریں آپ اس پر اپنی رولنگ دیں۔ میں دوسری وضاحت یہ کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے اس پر پہلے رولنگ نہیں دی۔ ارشد بگو صاحب آپ کو instigate کر رہے تھے کہ آپ کی رولنگ آ چکی ہے۔ آپ کی رولنگ نہیں آئی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! آپ کی رولنگ آ گئی ہے۔ آپ نے کہا کہ اسے کمیٹی کو بھیج دیں تو انھوں نے کہا کہ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ جب سپیکر رولنگ دے دے تو کیا اس پر over

rulingہو سکتی ہے؟اس کی وضاحت فرمادیں اور اسlaw pointپر بات کرلیں۔

جناب چیئرمین: راناآفتاب احمد خان!

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! جیسا کہ راجہ صاحب نے کہا ہے It is a good discussion ہمlawکی بات کر رہے ہیں۔یہاں پر تحریک التوائے کار کا chapter discuss ہوا ہے۔ایکmotion moveہوئی ہے اورmotionکا انہوں نے جواب دینا تھا۔پہلے تو نوے فیصد تحاریک اسمبلی سیکرٹریٹ میں ہیkillہو جاتی ہیں۔ایک بڑاvalid pointانہوں نے raiseکیا ہے اور جس کو وزیر صحت نے بھیadmitکیا ہے۔اس کے بعد اس کا طریق کار یہ ہے کہ اس کے لئےtime fixہو جاتا ہے۔وہ کہتے ہیں کہ اس پرdiscussionہوتی ہے---

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! یہmotionنہیں ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! میری گزارش تو سن لیں۔آپ جذباتی نہ ہوں۔آج آپ کافی تھکے ہوئے لگ رہے ہیں۔مطلب یہ کہ جبadmitہو جائے توdiscussionکے بعد اس کو کسی منطقی انجام تک پہنچانا ہوتا ہے۔If the Governmentکہ feels You need legislationاس پر قانون سازی کی ضرورت ہو تو گورنمنٹ اس کوmoveکرلے۔اگر وزیر موصوف نے کہا ہے کہ ہم اس پرlawلا رہے ہیں۔اس میں کیا قباحت ہے اگر ایک فاضل رکن کی تحریک التوائے کار کمیٹی میں چلی گئی ہے تو اس سلسلے میں رول بڑاclearہے۔

The Assembly may on a motion moved by a member remit it to the Committee concerned.

جناب والا! یہ تحریک التوائے کار بھیmotionہیmoveہوئی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: نہیں۔یہ تحریک التوائے کار ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! تحریک التوائے کار بھی ایکmotionہے۔

Adjounment Motion, Privilege Motion these are all Motions.

یہ تحریک التوائے کار بھی ایکmotion moveہوئی ہے اور یہ تحریک التوائے کار move ہونے کے بعد، اس پرdiscussionہونے کے بعد This can be referred to the Committee.آپ نے ٹھیک کیا ہے۔

جناب چیئرمین: جناب سمیع اللہ خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب والا! رانا ثناء اللہ خان صاحب نے جس پوائنٹ کی طرف نشاندہی کی تھی کہ A Committee shall examine a bill (قطع کلامیاں)

پہلے میری بات سن لیں۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب! کمیٹی تو ہے ہی نہیں۔

جناب سمیع اللہ خان: آپ پہلے میری پوری بات تو سن لیں۔ رول 154 میں لکھا ہوا ہے کہ:

Committee shall examine a bill or other matter referred to it by the Assembly.

اب رول 154 کے بعد۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ وزیر صحت صاحب آپ اس پر غور کریں گے۔

وزیر صحت: کیوں نہیں۔

جناب چیئرمین: یہ تحریک التوائے کار میں dispose of کرتا ہوں اور آپ جو نیا بل لائیں گے یا کوئی motion لائیں گے یہ وزیر صحت کی ڈیوٹی ہے، گورنمنٹ کی ڈیوٹی ہے کہ اس کو دیکھے۔ لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ محترمہ فرزانہ راجہ! تحریک التوائے کار نمبر 822۔

محترمہ فرزانہ راجہ: مجھے اس کی کاپی دے دیں۔

جناب چیئرمین: نہیں، یہ تو dispose of ہو چکی ہے۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب والا! اب مجھے یہ پڑھنے تو دیں۔ لکھا ہوا بھی نہیں ہے اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ dispose of نہیں ہوئی۔ آپ مجھے اس کی کاپی دے دیں۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! آپ میری بات تو سن لیں۔ آپ نے سب کو موقع دیا ہے میری بات نہیں سنی۔

جناب چیئرمین: شیخ صاحب! تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! آپ میری انتہائی اہم بات تو سن لیں۔

جناب چیئر مین: شیخ صاحب! تشریف رکھیں۔ آپ کو موقع دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئر مین! محترمہ کو آپ نے حکم دیا ہے کہ وہ تحریک التوائے کار نمبر 822 پڑھیں۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ تحریک التوائے کار نمبر 822، dispose of ہو چکی ہے۔

جناب چیئر مین: یہ لکھا ہوا نہیں تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! آپ چیک فرمالیں۔ یہ dispose of ہو چکی ہے۔

جناب چیئر مین: یہ بات درست ہے کہ یہ تحریک التوائے کار dispose of ہو چکی ہے۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب والا! یہ dispose of نہیں ہوئی۔ آپ یہ بتائیں کہ اس کے بعد والی 823 نمبر کیا کسی نے پڑھ لی ہے؟

جناب چیئر مین: آپ کی تحریک التوائے کار 10 تاریخ کو dispose of ہو چکی ہے۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب والا! بزنس ڈھیروں ڈھیر پڑا ہوا ہے، پوری کی پوری فائلیں بھری پڑی ہیں اور وہ واپس آ جاتی ہیں اگر کوئی ایک دو مشکل سے تحاریک پیش ہو جاتی ہیں تو حکم صادر ہو جاتا ہے کہ یہ dispose of ہو گئی ہے۔ آپ مجھے صرف یہ بتا دیں کہ اس کے بعد والی تحریک التوائے کار نمبر 823 کسی نے پڑھ لی ہے؟ پھر تو پتا چلے گا کہ میری تحریک التوائے کار dispose of ہو چکی ہے۔ کسی اگلے ممبر نے اپنی تحریک پڑھ لی ہے اور میری باری ختم ہو گئی۔ اس طرح تو میں مان لوں گی۔ جب یہ پڑھی بھی نہیں گئی اور آگے بھی کوئی نمبر نہیں پڑھا گیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ تحریک التوائے کار dispose of نہیں ہوئی۔ آپ کے پاس اس کے متعلق لکھا ہوا بھی نہیں ہے۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب والا! تحاریک التوائے کار پر بحث کرتے ہوئے ویسے بھی 45 منٹ ہو گئے ہیں۔ اب ہمیں آگے چلنا چاہئے۔

جناب چیئرمین: اب ہم آگے چلتے ہیں۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب والا! اب آپ جان چھڑوا رہے ہیں۔ اب آپ کیانی صاحب کے بزنس سے جان چھڑوا رہے ہیں۔ اس کو پڑھنے دیا کریں، لوگوں کے مفاد کی بات ہے اس میں ہماری کوئی ذاتی بات تو نہیں ہے۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

MR. CHAIRMAN: The University of Arid Agriculture Rawalpindi (Amendment) Bill 2004.

لودھی صاحب یہ آپ کے متعلقہ ہے۔

وزیر زراعت: جناب والا! میں نے پچھلی دفعہ بھی گزارش کی تھی اور کائرہ صاحب کو بھی پتا ہے۔

جناب چیئرمین: اس کو پھر pending کر لیں؟

وزیر زراعت: جناب والا! اس کو pending کر لیں۔ ہم نے اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ صاحب کو move کیا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے اس کو pending کیا جاتا ہے۔

مسودہ قانون (ترمیم) محتسب پنجاب مصدرہ 2006

MR. CHAIRMAN: The Punjab Office of the Ombudsman (Amendment) Bill 2006 (Bill No .2 of 2006)

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! آپ نے فرمایا تھا کہ میں موقع دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ ایک منٹ تشریف رکھیں۔ آپ کو وقت ملے گا۔ جناب ارشد بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! کیانی صاحب کو بھوک لگی ہے وہ کہتے ہیں کہ۔۔۔

جناب چیئرمین: چھوڑیں۔ آپ move کریں۔

MR ARSHAD MEHMOOD BAGGU: I move:

> "That leave be granted to introduce the Punjab Office of the Ombudsman (Amendment) Bill 2006."

MR. CHAIRMAN: The motion moved is:

> "That leave be granted to introduce the Punjab Office of the Ombudsman (amendment) Bill 2006."

وزیر خوراک: جناب والا! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: ارشد بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! محتسب کا جو محکمہ بنا تھا اس سے لوگوں کو بڑا relief ملا ہے۔ یہ محکمہ اس لئے بنا تھا کہ وہ لوگ جو کورٹ میں نہیں جا سکتے اور سرکاری دفاتر میں جن لوگوں کی حق تلفی ہوتی ہے وہ اس قابل نہیں ہوتے کہ وہ عدالتوں میں جائیں۔ لہذا یہ محکمہ اس لئے بنایا گیا جس کی وجہ سے لوگوں کو اس سے بہت relief ملا۔ پہلے یہ محکمہ پاکستان level پر موجود تھا پھر یہ 1997 میں صوبہ پنجاب میں بھی محتسب کا دفتر بنا دیا گیا۔ اس میں جو ترمیم ہم نے دی ہے وہ یہ ہے کہ:

> Under the existing law any person aggrieved by the decision of the Ombudsman can make a representation to the Governor within 30 days of the decision or order of the Ombudsman under Section 32 0f the Act.

یعنی اگر کسی محکمے کے خلاف کوئی فیصلہ ہوتا ہے تو وہ اپیل کے لئے ایک مہینے کے اندر گورنر کے پاس جائے گا۔ اب ہوتا کیا ہے کہ محکمے چھ چھ ماہ ایک ایک سال تک کیس کو لٹکائے رکھتے ہیں۔ پھر کیس کو گورنر کے پاس بھیج دیتے ہیں اور جس کے حق میں کیس ہوا ہوتا ہے وہ بے چارہ روتا رہتا ہے اور اس کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا۔ اس میں جناب چیئرمین سپریم کورٹ نے باقاعدہ صدر صاحب کو 22-02-99 کو ایک خط لکھا کہ یہ جو delay ہوتی ہے اس کو روکا جائے اور اس کو باقاعدہ

طریقے سے ختم کیا جائے۔اس کے بعد سپریم کورٹ کا ایک فیصلہ بھی آگیا اور اس میں انہوں نے سختی کے ساتھ ایک آرڈر کیا کہ یہ جو 30 دن کی کلاز ہے اس پر عملدرآمد کروایا جائے، اگر اس پر عملدرآمد نہیں کروایا جائے گا تو جو محکمے جن کے خلاف فیصلہ ہوتا ہے وہ لوگوں کو لٹکائے رکھتے ہیں۔اسی لئے ہم نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ 30 دن کے اندر اندر لازمی طور پر اپیل گورنر کو بھیجیں، اگر 30 دن سے زیادہ عرصہ ہو جائے تو وہ اپیل منظور نہ کی جائے۔چودھری اقبال صاحب نے پتا نہیں کیوں مخالفت کی ہے حالانکہ ہم لوگوں کی تکالیف دور کرنے کے لئے یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔یہ ایک اچھی move تھی اور چاہئے تو یہ تھا کہ گورنمنٹ اس مسئلے پر ہمارے ساتھ بیٹھ کر بات کرتی اور ہم کوئی درمیانی راستہ نکال لیتے۔دیکھیں، اگر آپ گورنر کو ایک مہینے سے زیادہ ٹائم دینا چاہتے ہیں تو پھر اس پر لکھ دیا جائے کہ گورنر کو اختیار دیا جاتا ہے کہ اگر وہ اس کو condone کرنا چاہتا ہے تو کر لے، اگر نہیں کرنا چاہتا تو نہ کرے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس پر ایک اچھی amendment لائے ہیں کہ اس کو آپ بلڈوز نہ کریں۔اس سے لوگوں کو relief ملے گا اور اس پر لوگوں کو relief مل رہا ہے تو میں آپ کی وساطت سے چودھری اقبال صاحب سے گزارش کروں گا کہ آپ اس amendment کو بلڈوز نہ کریں۔ہم بیٹھ کر اس پر decide کر لیتے ہیں کہ اگر آپ اس طرح اس کو نہیں مانتے تو ہم بیٹھ کر کسی اور اچھے طریقے سے اس پر decide کر لیتے ہیں۔بہت شکریہ

جناب چیئرمین: جی، چودھری اقبال صاحب!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میں اس کو ذرا پڑھ دیتا ہوں تو اس سے معاملہ تھوڑا سا clear ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین: نہیں، جو انہوں نے بات کی ہے کہ چیمبر میں بیٹھ کر بات کریں۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! بیٹھ کر تو بات کرنے میں ہمیں کبھی کوئی اعتراض ہی نہیں۔یہ اس کو withdraw کر لیں ہم بیٹھ کر بات کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں نے کہا کہ احسان اللہ وقاص صاحب نے کہا تھا کہ میں بھی یہاں پر موجود رہنا چاہتا ہوں۔میں نے کہا کہ میں move کر دوں گا۔چودھری صاحب نے کہا ہے کہ ٹھیک ہے، ہم اس کو pending کر کے اس پر discuss کر لیں گے تو اسی پر رہیں اس کو withdraw تو نہ کرائیں۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میرے دوست اس کو withdraw کر کے بات کر لیں۔ اگر ایسی کوئی بات ہو گی تو اس کو دوبارہ بھی لایا جا سکتا ہے۔ اگر یہ اتنی ضروری ہو گی تو یہ متفقہ بھی آ سکتی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ہاں، ہم بیٹھ کر بات کر لیتے ہیں۔ انہوں نے میرے ساتھ اس پر consensus کیا ہے کہ ٹھیک ہے آپ بیٹھ کر بات کر لیں۔

جناب چیئرمین: آپ بات کر لیں۔ نہیں تو اگلے منگل کو دوبارہ آ جائے گا۔ چودھری اقبال صاحب! آپ ان کے ساتھ بیٹھ جائیں اور بات کر لیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: شیخ صاحب! یہ کوئی بات نہیں ہے۔ وزیر صحت صاحب آپ سے بات کریں گے اور دوبارہ لائیں گے۔ یہ بل آئے گا، میری ذاتی رائے بھی یہی ہے۔

شیخ علاؤالدین: ابھی یہاں پر بات ہو رہی تھی۔ آپ دیکھیں کہ لاہور میں ہر رکشے کے اوپر لکھا ہوا ہے کہ ہیپاٹائٹس (سی) آدھے گھنٹے میں ٹھیک کروائیں۔ جن لوگوں کو وہ دوائیاں کھا کر عذاب پڑا ہوا ہے اس سے بڑا اضطراب کیا ہو گا؟ اس کو اس طریقے سے بلڈوز نہ کریں۔

جناب چیئرمین: شیخ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ آپ سے یہ وعدہ ہے کہ یہ بات کرنے کے بعد اس پر بل لائیں گے۔ تشریف رکھیں۔

محترمہ فرزانہ راجہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرزانہ صاحبہ!

محترمہ فرزانہ راجہ: شکریہ۔ جناب چیئرمین! آپ سے ایک گزارش ہے کہ آپ ایک رولنگ دیں کہ سوال یہ ہے کہ مفاد عامہ سے متعلق اور عوام کے مسائل سے متعلق جتنا بھی بزنس اسمبلی میں جمع کرایا جاتا ہے تو ہمارا more than 50 percent business reject ہو کر واپس آ جاتا ہے۔ اگر فوری نوعیت کا بھی مسئلہ ہو تو اس کے جواب میں لکھا ہوتا ہے کہ یہ معاملہ فوری اہمیت کا حامل نہ ہے یا یہ جواب ہوتا ہے کہ یہ مفاد عامہ میں نہ ہے۔ خدا کے لئے یہ ہمیں بتائیے کہ ہم عوام کا جو بھی کوئی issue لے کر آتے ہیں، چاہے وہ لاء اینڈ آرڈر کی situation ہو یا کسی بھی ڈیپارٹمنٹ سے related ہو، کیا وہ معاملہ اہمیت کا حامل نہیں ہوتا، کیا وہ معاملہ عوام کے مفاد میں نہیں ہوتا، اس پر

رولنگ دیں کہ یہ ہمارے ساتھ زیادتی کیوں ہوتی ہے؟ یا یہ message دینے کی کوشش کی جاتی ہے کہ اپوزیشن کی طرف سے اگر کوئی بھی issue اٹھایا جاتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ عوام کو یہ پتا چلے کہ یہ ہمارے بارے میں کچھ نہیں سوچ رہے۔ ہم ان کے بارے میں concern feel کرتے ہیں، ان کو represent کر رہے ہیں اور آپ اسمبلیوں میں یہ دوغلی پالیسی چھوڑ دیں بلکہ ہم آپ کے پاس جو issue لے کر آتے ہیں آپ ان کا ازالہ کریں۔ آپ دیکھیں کہ میں لاء اینڈ آرڈر پر کتنی Adjournment Motions لے کر آتی ہوں اور آپ مجھے بتائیں کہ آج تک کتنا عرصہ ہو گیا کہ لاء اینڈ آرڈر کے اوپر عام بحث کی گئی ہے، کیا اجازت دی گئی ہے؟ صرف ابھی لودھی صاحب نے فرمایا کہ Adjournment Motion پڑھ لینا اور پھر mover کو satisfy کر دینا، جن کی بچی اغوا ہو گئی ہو، جس کی بیٹی ریپ ہو کر قتل ہو گئی ہو، جن کے بچوں کے ساتھ زیادتیاں ہوئی ہوں میں تو satisfy ہو جاؤں گی لیکن وہ تو کسی صورت بھی satisfy نہیں ہوں گے۔ ان کے لئے وہ کام کرنا پڑے گا جس سے عام آدمی کو فائدہ ہو لیکن اگر یہ کہہ کر واپس کر دیں کہ یہ ان کے مفاد میں نہیں ہے یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔

جناب چیئر مین: محترمہ! آپ ایسے کریں کہ آپ کی جو تحریک pending ہے کل آپ سپیکر چیمبر میں دے دیں ہم انشاء اللہ اس کو in order قرار دے دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں وضاحت یہ کرنا چاہتا ہوں کہ محترمہ کی جو Adjournment Motions kill ہوئی ہیں وہ اس وجہ سے ہوئی ہیں کہ محترمہ تشریف فرما نہیں تھیں تو اگر آپ نے public importance کا کوئی مسئلہ اٹھایا ہے تو پھر آپ کو دیگر مصروفیات میں سے وقت نکال کر ہاؤس میں آنا پڑے گا تو تبھی آپ ان کو take up کر سکتی ہیں۔ میں دوسری گزارش یہ کرنا چاہتا تھا کہ لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے بات کی ہے تو اگر میں آج بھی لاء اینڈ آرڈر پر عام بحث کے لئے 10 دن بعد کی date دے دوں تو آپ کی یہ ساری Adjournment Motions automatically ختم ہو جائیں گی حالانکہ ہم نے ہاؤس میں commit کیا ہوا ہے کہ اس سیشن کے دوران لاء اینڈ آرڈر پر general discussion ہونی ہے لیکن ہم اس کی date نہیں دے رہے تاکہ آپ کی Adjournment Motions ضائع نہ ہوں۔ سو، آپ وقت پر تشریف لائیں، آپ پیش کریں انشاء اللہ تعالیٰ آپ کا point of view سامنے آئے گا۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب چیئرمین! میں ان کی بڑی شکر گزار ہوں۔ یہاں پر وہ بات گول کر گئے اور ہمیشہ بات گول کرنے میں وہ بہت ماہر ہیں۔ میں نے بات کی ہے کہ جو بزنس اسمبلی میں جمع کرایا جاتا ہے اور وہ reject ہو کر واپس آتا ہے۔ میں اس بزنس کی بات کر رہی ہوں۔

جناب چیئرمین: محترمہ! تشریف رکھیں۔

The motion moved and the question is:

> "That leave be granted to introduce the Punjab Office of the Ombudsman (Amendment) Bill 2006."

(The motion is lost)

جناب چیئرمین: آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 16-مارچ سہ پہر 3 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

585

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 16-مارچ2006

تلاوت قرآن پاک وترجمہ

سوالات

(محکمہ جات خدمات وانتظام عمومی اور صنعت)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

توجہ دلاؤنوٹس

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

1۔ مسودہ قانون کریمنل پراسیکیوشن سروس (تشکیل،فرائض اوراختیارات) پنجاب مصدرہ2006

2۔ مسودہ قانون (تنسیخ) تقریبات شادی (امتناع بے جانمودونمائش اور مسرفانہ اخراجات) پنجاب مصدرہ2005

587

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا چوبیسواں اجلاس

جمعرات، 16-مارچ 2006

(یوم الخمیس، 15- صفر المظفر 1427ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 44 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شوکت حسین مزاری منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تُقَدِّمُواْ بَيۡنَ يَدَيِ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦۖ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَۚ إِنَّ ٱللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌo يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَرۡفَعُوٓاْ أَصۡوَٰتَكُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ ٱلنَّبِيِّ وَلَا تَجۡهَرُواْ لَهُۥ بِٱلۡقَوۡلِ كَجَهۡرِ بَعۡضِكُمۡ لِبَعۡضٍ أَن تَحۡبَطَ أَعۡمَـٰلُكُمۡ وَأَنتُمۡ لَا تَشۡعُرُونَo إِنَّ ٱلَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصۡوَٰتَهُمۡ عِندَ رَسُولِ ٱللَّهِ أُوْلَـٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ ٱمۡتَحَنَ ٱللَّهُ قُلُوبَهُمۡ لِلتَّقۡوَىٰۚ لَهُم مَّغۡفِرَةٌ وَأَجۡرٌ عَظِيمٌo

سُوۡرَةُ الحُجرَات آیات 1 تا 3

مومنو! (کسی بات کے جواب میں) اللہ اور اس کے رسول سے پہلے نہ بول اٹھا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ سنتا جانتا ہے o اے اہل ایمان! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اونچی نہ کرو اور جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو (اس طرح) ان کے روبرو زور سے نہ بولا کرو (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور

تم کو خبر بھی نہ ہو ○ بے شک جو لوگ رسول اللہ کے سامنے دبی آواز سے بولتے ہیں اللہ نے ان کے دل تقویٰ کے لئے آزمالئے ہیں۔ان کے لئے بخشش اور اجر عظیم ہے ○

وما علینا الا البلاغ ○

سوالات

(محکمہ جات خدمات وانتظام عمومی اور صنعت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن اور صنعت سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال چودھری جاوید احمد صاحب کا ہے جی، فرمائیں!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 1344 ہے۔

ضلع پاکپتن کا انٹی کرپشن لاہور ریجن سے الحاق

*1344 چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا ڈویژن ختم ہونے کے باوجود ضلع پاکپتن کو محکمہ انٹی کرپشن ملتان ریجن کے ساتھ منسلک رکھا گیا ہے؟

(ب) کیا حکومت ضلع پاکپتن کو لاہور ریجن کے ساتھ منسلک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خدمات وانتظام عمومی:

(الف) قومی تعمیر نو کے پروگرام کے مطابق محکمہ انسداد رشوت ستانی ضلعی حکومتوں کا حصہ نہ ہے بلکہ یہ محکمہ پہلے سے موجود اپنی شناخت کے مطابق کام کر رہا ہے۔ محکمہ انسداد رشوت ستانی کے دفاتر ریجنل سطح پر کام کر رہے ہیں نہ کہ ان کا وجود ڈویژنل سطح پر تھا۔ پاکپتن ضلع پہلے ملتان ریجن کا حصہ تھا لیکن حکومت پنجاب نے مورخہ 7-فروری 2004 کے نوٹیفکیشن نمبر SO.E.II(S& GAD)16-41/2002 کے تحت ضلع پاکپتن کو انٹی کرپشن ملتان ریجن سے علیحدہ کرکے انٹی کرپشن لاہور ریجن کے ساتھ منسلک کر دیا ہے۔ نوٹیفکیشن پرچم (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) حکومت پنجاب نے مفاد عامہ کے پیش نظر مورخہ 7-فروری 2004 کے نوٹیفکیشن نمبر SO.E.II(S& GAD)16-41/2002 کے تحت ضلع پاکپتن کو انٹی کرپشن ملتان ریجن سے علیحدہ کرکے انٹی کرپشن لاہور ریجن کے ساتھ منسلک کر دیا ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں اپنے قائد وزیر اعلیٰ چودھری پرویز الٰہی صاحب، وزیر قانون راجہ بشارت صاحب اور اپنے دیگر ان مہربانوں کو جنہوں نے ہمارے علاقے اور ہمارے ضلع کا ایک دیرینہ مطالبہ اور مسئلہ حل کر دیا ہے کہ وہاں پر ان لاکھوں لوگوں میں سے چند لوگ جو پریشان ہوتے تھے، انہیں ملتان تک جانا پڑتا تھا اور اپنی حق رسی کے لئے یا وہاں سے اپنی تکالیف کو دور کرانے کے لئے اب ان کا سفر بچ گیا ہے لیکن اب انہیں لاہور آنا پڑتا ہے۔ میری یہاں پر یہ گزارش ہے کہ جس طرح سے یہ مہربانی فرمائی ہے کہ ہمارے ریجن کو لاہور میں شامل کر دیا ہے تو ہمارے وہاں پر انٹی کرپشن جج نہیں بیٹھتے جس کی وجہ سے اگر کوئی غریب آدمی شکایت لے کر جاتا ہے اور اسے پیروی کرنا پڑتی ہے تو اسے لاہور جیسے شہر میں اخراجات برداشت کرنا پڑتے ہیں تو میری ان سے یہ گزارش ہے کہ پاکپتن میں مستقل طور پر انٹی کرپشن جج کا تقرر نہیں ہو سکتا تو weekly basis پر یا اس کا کوئی اور arrangement کر کے پاکپتن میں یہ سہولت ہمیں دی جائے۔ میں اپنی گورنمنٹ اور اپنے وزراء صاحبان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خدمات وانتظام عمومی: جناب سپیکر! میں بھی برادرم جاوید صاحب کا شکر گزار ہوں کہ کم از کم ان کا مسئلہ حل ہو گیا ہے کہ پاکپتن کو ملتان کی بجائے لاہور ریجن میں شامل کیا جائے تو وہ change ہو گئی ہے اور جواب سے وہ مطمئن ہیں اور انہوں نے بڑے اچھے الفاظ ادا کئے ہیں تو میں بھی شکر گزار ہوں اور جو انہوں نے وزیر اعلیٰ صاحب اور راجہ بشارت صاحب کے بارے میں کہا ہے تو میں اس کے لئے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ انہوں نے وہاں پر جج کے تقرر کی بات کی ہے تو اس سلسلے میں لاء منسٹر صاحب، میں اور برادرم جاوید صاحب بیٹھ کر دیکھ لیتے ہیں اگر proposal اس قابل ہوئی کہ اسے آگے بڑھایا جا سکتا ہے تو ہم مل بیٹھ کر بات کر لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، چودھری صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): ٹھیک ہے، جناب! بڑی مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال نمبر 6559، محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کا ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: on her behalf sir سوال کا نمبر 6559 ہے۔ (معزز رکن نے محترمہ ثمینہ نوید کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 6559 دریافت کیا)

بہاولنگر پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ کے قیام کا مسئلہ

*6559 محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولنگر میں پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ کی منظوری ہو چکی ہے اور فیز۔1 کے لئے تخمینہ لاگت تقریباً چھ کروڑ روپے بھی منظور ہو چکے ہیں، جبکہ سالانہ بجٹ 05-2004 میں ذکر نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ کالج کے فیز۔I کا پی سی۔I بھی تیار ہو چکا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ کالج کو تعمیر کرنے نیز ضمنی بجٹ یا اگلے سالانہ بجٹ میں مذکورہ کالج کے لئے رقم رکھنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر صنعت

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ اس ادارے کے قیام کی منظوری ہو چکی ہے۔ ٹیوٹا نے اپنے ترقیاتی پروگرام برائے سال 05-2004 میں اس سکیم کو شامل کرنے کی تجویز P&D کو پیش کی تھی لیکن P&D نے حکومتی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے اس منصوبے کو صوبہ پنجاب کے سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے سال 05-2004 میں شامل نہ کیا۔

(ب) T.E.V.T.A نے اس سکیم کا ڈرافٹ پی سی۔1 تیار کیا تھا۔ مگر سکیم کے صوبہ پنجاب کے سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے سال 05-2004 میں شامل نہ ہونے کی وجہ سے منظوری حاصل نہ کی جا سکی۔

(ج) یہ سکیم ٹیوٹا کے تین سالہ ترقیاتی پروگرام 08-2005(MTBF) میں شامل ہے۔ جس پر حکومت کی منظوری کے بعد کام شروع کیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ صغیرہ اسلام: جی ہاں۔ جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ بہاولنگر جیسے پسماندہ ضلع کے دور دراز علاقے میں پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ بنانے کے لئے پی سی۔1 بھی تیار

کر لیا گیا ہے تو اس کی منظوری نہ دینے کی کیا وجہ ہے، اس کی منظوری کب تک دے دی جائے گی، اس کے لئے کوئی وقت یا مدت مقرر کی گئی ہے یا نہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! پہلی بات تو درست نہیں ہے کہ اس کا پی سی۔1 تیار ہو چکا ہے لیکن ضلع بہاولنگر میں MTBF کا پروگرام ہے جسے 2005 اور 2008 میں اس سکیم کو حکومت کی منظوری کے لئے شامل کیا گیا ہے۔ جب حکومت اسے منظور کر دے گی تو وہاں پر انشاء اللہ ٹیکنیکل کالج بن جائے گا۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! کب تک اس کو منظور کرے گی، کیا اس کی منظوری کے لئے اتنا زیادہ ٹائم چاہئے کہ آپ یہاں پر بتا نہیں سکتے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! اس وقت یہ سکیم 2005 اور 2008 کے پروگرام میں شامل کی جا چکی ہے اور منظوری آنے کے بعد یہ اس میں شامل ہو جائے گی۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! کون دیکھتا ہے کہ تین سال میں کیا ہونا ہے۔ تین سال کا وقت اتنا لمبا آپ نے دیا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! انہوں نے 2005 سے 2008 تک کوئی priorities fix کی ہیں یا جس کی سفارش ہے اس کا ہونا ہے جیسے ڈاکٹر جاوید صدیقی صاحب یہاں روز جنوبی پنجاب کا رونا روتا ہے اور بہاولنگر بھی جنوبی پنجاب میں شامل ہے کیا اس علاقے میں جو ترقی پذیر علاقے ہیں اور جہاں پر ضرورت ہے اس پر 2005 سے 2008 تک بہاولنگر کو priority دی جا سکتی ہے اس بارے وزیر موصوف وضاحت فرمادیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! اگر یہ ہمیں بتادیں کہ اس وقت اس علاقے میں اس اس قسم کی انڈسٹریز ہیں اور وہاں پر فوری ضرورت ہے۔ وہاں پر listed labour کی کمی ہے تو یقینی طور پر ہم ان کے

مشورے کو گورنمنٹ کے سامنے لاکر اس پر فوری توجہ دے سکتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! statistics اکٹھے کرنا میرا کام نہیں ہے۔ This is the primary job of the department کہ وہ statistics اکٹھا کرے کہ کہاں پر انڈسٹریلائزیشن کی ضرورت ہے، کہاں پر آپ نے لگانی ہے۔ یہ خالی لاہور، سندر میں تو نہیں لگ جائے گی؟ اگر آپ بہاولنگر میں کوئی انڈسٹری قائم کریں گے تو وہاں بھی لوگ جائیں گے۔ میری ان سے درخواست ہے کہ یہ پی سی-1 یا پی سی-4 چلتا رہے گا۔ یہ top priority پر بہاولنگر میں انسٹیٹیوٹ بنائیں کیونکہ وہاں پر بھی انسان رہتے ہیں اور وہ پاکستانی ہیں تاکہ وہاں کے لوگوں کو بھی کوئی ترقی مل سکے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جتنی ہماری حکومت آج کل ایجوکیشن اور انڈسٹریلائزیشن پر زور دے رہی ہے تو اس کے لئے پسماندہ علاقوں پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ میرے بھائی اور بہن نے بہاولنگر کا ذکر کیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر کی سطح پر یہ ٹیکنیکل ادارے ہونا ضروری ہیں۔ ہمارے پورے ضلع پاکپتن میں بھی کوئی ٹیکنیکل ادارہ نہیں ہے، ہمیں صرف عام ایجوکیشن نہیں چاہئے۔ ہماری قوم اور ہمارے ملک کو آج ٹیکنیشنز کی ضرورت ہے، ٹیکنیکل ایجوکیشن کی ضرورت ہے، پروفیشنل ایجوکیشن کی ضرورت ہے اور میں پچھلے تین سال سے گزارش کر رہا ہوں کہ ہمارے ہاں سمال انڈسٹریز کا آفس نہیں ہے۔ منسٹر صاحب ہمارے ساتھ وعدہ کرتے رہتے ہیں لیکن وہاں پر آج تک ہم آفس نہیں کھول سکے اور ہمارے ضلع میں کوئی آفس نہیں ہے جہاں سے small loaning ہو سکے۔ اسی طرح سے نہ کوئی ٹیکنیکل ادارہ ہے جہاں سے ہمارے بچے تعلیم حاصل کر لیں تو میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس سلسلے میں تمام پنجاب کے لئے یہ پالیسی بنائیں۔ یہ صرف سیالکوٹ، گجرات یا گوجرانوالہ کے لئے نہیں ہونا چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میری یہ گزارش ہے کہ ہمارے اضلاع کو بھی برابر کا موقع دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! پورا پنجاب ہمارے لئے اہمیت کا حامل ہے۔ جہاں جہاں سے گورنمنٹ کوstatisticsاکٹھے ہوتے ہیں تو اس کے مطابق یہ پلان کیا جاتا ہے کہ کس جگہ فوری طور پر ٹیکنیکل ادارے یا ٹیکنیکل سکول بننے ہیں تو انشاء اللہ اس کے مطابق بنا دیئے جائیں گے۔ فقیر والی میں پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ کے لئے جگہ حاصل کر لی گئی ہے اور وہاں پر انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد کام شروع کر دیا جائے گا۔ میں نے بتایا ہے کہ 2005 اور 2008 کے پلان میں یہ شامل ہے اور میں پوری کوشش کروں گا کہ جتنی جلدی ممکن ہو سکے اس کی منظوری آ جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا کوئی پی سی۔1 تیار ہو چکا ہے؟

وزیر صنعت: جناب سپیکر! پی سی۔1 جو بنا کر دیا ہے وہ ابھی منظور نہیں ہوا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ پی سی۔1 کی تیاری یا منظوری میں کتنا وقت درکار ہے؟ کیونکہ پی سی۔1 تیار ہونا اور یہاں پر ہم نے دیکھا ہے کہ پراجیکٹ کا ابھی پی سی۔1 نہیں بنا ہے، اس کی ٹیکنیکلsanctionنہیں ہوئی، اس کی administrative sanctionنہیں ہوئی اور پیسے لگ گئے ہیں۔ ہم نے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں یہ دیکھا ہے۔ اگر گورنمنٹ نے کوئی کام کرنا ہو تو اس کے لئے یہ کچھ نہیں بناتے۔ آپ صرف یہ بتا دیں کہ بھاولنگر کے اس پراجیکٹ کے لئے آپ کو پی سی۔1 کے لئے کتنا وقت درکار ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! اس بارے میں محکمہ سےdiscussکر کے ہی میں بتا سکتا ہوں کہ پی سی۔1 کتنی دیر میں بنے گا۔ اگر یہfresh questionدے دیں تو اگلی دفعہ میں ان کو پھر بتا دوں گا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ان کے محکموں کو تو کلرک چلا رہے ہیں اور بیوروکریسی اتنی مضبوط ہے کہ وزیر صاحب کو یہ نہیں پتا کہ پی سی۔1 کی تیاری کے لئے کتنا وقت درکار ہے۔ میں منسٹر پلاننگ رہا ہوں، کوئی ٹائم نہیں لگتا، 24 گھنٹے میں پی سی۔1 تیار ہو جاتا ہے۔ If there is will to do itکیونکہ آپ لوگوں کاinterestنہیں ہے اور آپ صنعتکار ہیں اور آپ اپنی کلاس کوwatchکرتے ہیں، مزدور کا کس نے سوچنا ہے؟ یہاں پرlabour issueپر ایک سیمینار ہوا تو

کسی ممبر یا وزیر نے وہاں اس issue پر بات کرنے کی زحمت نہیں کی۔ آپ کو کیا پتا کہ غریب کا بچہ کیسے پڑھتا ہے، آپ کو کیا پتا کہ سوشل سکیورٹی کیسا relief کرتا ہے کیونکہ آپ نے اب سب کنٹریکٹ پر کر لیا ہے۔ آپ ملازم کو شارٹ ٹرم پر رکھتے ہیں اور مستقل نہیں رکھتے اس لئے کہ اب دو طبقے رہ گئے ہیں ایک پسا ہوا غریب طبقہ اور دوسرا امیر اور اس میں gap اتنا ہو گیا ہے کہ آپ کو احساس ہی نہیں ہے کہ آپ نے کیا کرنا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ انہیں ایک definite date بتا دیں، ایک عرصہ بتا دیں کہ اتنے عرصہ میں یہ کام ہو گا۔

وزیر صنعت: جناب سپیکر! انشاء اللہ آئندہ تین ماہ کے دوران آپ کو اس کی مکمل رپورٹ دیں گے لیکن میں ایک بات بتانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے لیبر کی بات کی ہے۔ میں یہاں پر یہ اعلانیہ کہتا ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ آپ کو کہہ رہے ہیں کہ میں اس معاملے میں تین ماہ میں رپورٹ پیش کروں گا۔ جی، وزیر موصوف!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ اعلانیہ کہتا ہوں کہ ابھی انہوں نے بتایا کہ گورنمنٹ نے مزدوروں کے لئے جو لیبر لاز بنائے ہیں یا اس کے بارے میں جو باتیں کی ہیں اس میں ابھی تک لیبر کا خیال نہیں رکھا گیا لیکن میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ اللہ کے فضل و کرم سے اس گورنمنٹ نے جتنا لیبر کا اس دور میں خیال رکھا ہے جو ان کو benefits اس دور میں دیئے گئے ہیں آج سے پہلے جب سے پاکستان بنا ہے لیبر کو اتنے benefits نہیں دیئے گئے۔ میں آپ کو چند چیزیں بتاتا ہوں۔ لیبر کے لئے ہسپتال ہے جب ہماری گورنمنٹ آئی تھی تو اس وقت پورے پنجاب میں صرف چودہ سو بیڈ کے ہسپتال تھے اس وقت اللہ کے فضل و کرم سے جو پراگریس میں ہیں وہ چار ہزار چار سو بیڈ سوشل سکیورٹی کے ہسپتال میں اس وقت بن رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جس طرح منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ بہاولنگر میں تو وہ تین مہینوں میں پراگریس دیں گے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پورے پنجاب کے لئے

انہوں نے کیا پلاننگ کی ہے اور ہمارے ضلع پاکپتن کے لئے یہ کب تک کریں گے ؟

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، راناصاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ انہوں نے لیبر لاز کی بات کی ہے۔ آپ ان کی دلچسپی دیکھ لیں کہ PILDAT والوں نے ایک سیمینار کرایا ہے وہاں پر وزیر لیبر، پارلیمانی سیکرٹری، سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین اور سیکرٹری لیبر ان میں سے کسی نے زحمت گوارا نہیں کی کہ وہاں پر لیبر issue پر بات کریں because of the inflation and privatization اور لوگوں کو contract and daily wages پر رکھ رہے ہیں۔ جب آپ daily wages پر رکھتے ہیں تو He is not entitled for social security; he is not entiteled for pension and, he is not entitled for medical facility آپ یہ کہہ رہے ہیں، آپ بتائیں کہ آپ کی حکومت آنے کے بعد کتنے لوگ مزید سوشل سکیورٹی میں enroll ہو گئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: راناصاحب! It does not pertain to this question. We are talking about polytechnic اب آپ اس کو جنرل پالیسی کی طرف نہ لائیں You can take up other questions but not this question وہ اس سوال میں لیبر لاز میں بھی نہیں آتے۔ دیکھیں! آپ اس سوال کے بارے میں بات کریں جو raise کیا ہوا ہے۔ وہ بات نہ کریں جو سوال سے متعلقہ نہ ہو Don't ask the questions which are not related to this question. This is not general discussion and I can't allow that. اب آگے چلئے۔ اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2420 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گورنر اور وزیراعلیٰ معائنہ ٹیموں کے ممبران
اور سالانہ اخراجات کی تفاصیل

*2420: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا اس وقت صوبہ میں گورنر اور وزیراعلیٰ کی معائنہ ٹیمیں موجود ہیں ان کے کتنے کتنے ممبران ہیں، ان کی ذمہ داریاں کیا ہیں اور اس میں کس گریڈ کے کون کون آفیسرز ہیں؟

(ب) 1999 سے 2002 تک گورنر معائنہ ٹیم کے کون انچارج رہے معائنہ ٹیم پر سالانہ کیا خرچ آیا ٹیم نے کتنے سالانہ معائنے کئے اور ان کی رپورٹس کی روشنی میں کتنے افراد کے خلاف کیا کارروائی ہوئی؟

وزیر برائے وزیراعلیٰ معائنہ ٹیم:

(الف) اس وقت صوبہ میں صرف وزیراعلیٰ معائنہ ٹیم ہے جو نوٹیفکیشن مورخہ 8۔جنوری 2003 سے پہلے گورنر معائنہ ٹیم تھی۔ ٹیم کے سات ممبران ہیں ان میں ایک سینئر ممبر، چار ممبران جنرل اور دو ممبران انجینئرنگ ہیں جو کہ تمام گریڈ20 کے ہیں جن کی مندرجہ ذیل ذمہ داریاں ہیں۔

مختلف شعبوں اور ضلعوں کی تقسیم ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

1۔ ترقیاتی منصوبہ جات کی تفصیلی جائزہ رپورٹ سفارشات کے ساتھ پیش کرنا۔

2۔ حکومتی اور ذیلی حکومتی اداروں کی کارکردگی کا جائزہ لینا اور ان کی بہتر کارکردگی کے لئے سفارشات کے ساتھ رپورٹ پیش کرنا۔

3۔ اہم معاملات جن سے حکومت اور عوام کے متاثر ہونے کا احتمال ہو ان کی طرف متعلقہ محکمہ کی توجہ مبذول کرانا اور رپورٹ برائے توجہ /احکام وزیراعلیٰ کو پیش کرنا۔

4۔ اہم اور فوری نوعیت کی شکایات کی رپورٹس متعلقہ محکموں سے حاصل کرنا اور ان پر مناسب کارروائی کرنا۔

5۔ وزیراعلیٰ کے حکم پر اہم معاملات کی انکوائری کر کے رپورٹ پیش کرنا۔

6۔ محکمہ جات کے اہم معاملات جو وزیراعلیٰ کی منظوری سے بھیجے گئے ہوں کی چھان بین کرنا۔

7۔ محکمہ انسداد رشوت ستانی سے قریبی رابطہ رکھنا اور وزیراعلیٰ کی منظوری کے بعد اہم معاملات مناسب کارروائی کے لئے انہیں بھیجنا۔

(ب) 1999 سے 2002 تک وزیر اعلیٰ / گورنر معائنہ ٹیم میں بطور چیئر مین بریگیڈیر (ر) اعجاز رسول، نجیب اللہ ملک اور میجر (ر) فیاض بشیر انچارج رہے ہیں۔ معائنہ ٹیم پر سالانہ خرچہ مندرجہ ذیل ہے:

مالی سال 2000-1999 97,00119/- روپے

مالی سال 20001-2000 1,02,65,880/- روپے

مالی سال 2002-2001 1,2046,621/- روپے

معائنہ ٹیم نے سال 2000-1999 میں 88 سال 01-2000، 71 اور سال 02-2001 میں 90 رپورٹس وزیر اعلیٰ / گورنر کو پیش کیں اور بالترتیب 86,89,142 افراد کے خلاف کارروائی کی سفارش کی۔ معائنہ ٹیم کی سفارشات اور وزیر اعلیٰ / گورنر کے احکامات کی روشنی میں قصوروار افراد کے خلاف مزید کارروائی متعلقہ محکمہ کی ذمہ داری ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں نے سوال کے جز (الف) میں یہ پوچھا تھا کہ اس وقت صوبے میں گورنر اور وزیر اعلیٰ کی معائنہ ٹیمیں موجود ہیں ان کے کتنے ممبران ہیں اور ان کی ذمہ داریاں کیا ہیں اور اس میں کس کس گریڈ کے کون کون سے آفیسرز ہیں؟ اس کے جواب میں بڑی تفصیل سے یہ بتایا گیا ہے اور اس میں وہ معائنہ ٹیم کی جو ذمہ داریاں ہیں ان کو بھی تفصیل سے بتایا گیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس معائنہ ٹیم پر تقریباً ایک کروڑ روپے سالانہ حکومت پنجاب کا خرچ ہوتا ہے اس کا مطلب ہے کہ ایک ممبر پر ایک لاکھ روپے ماہانہ خرچ ہو رہا ہے۔ تقریباً آٹھ لاکھ روپے ماہانہ معائنہ ٹیم پر خرچ ہے اس میں سات ممبران ہیں ایک ممبر پر ماہانہ ایک لاکھ روپیہ خرچ ہوتا ہے اس کے نتیجے میں معائنہ ٹیم کی کارکردگی ہے وہ آپ جز (ب) میں دیکھ لیں کہ پورے سال کے اندر 86 رپورٹیں انہوں نے دی ہیں اور اس میں کوئی ایکشن کی تفصیل نہیں ہے صرف رپورٹیں پیش کی ہیں یعنی ماہانہ پانچ چھ سے زیادہ رپورٹیں بھی نہیں بن پاتیں اس طرح سے ہمیں ان کی ایک رپورٹ تقریباً بیس ہزار روپے کی پڑتی ہے تو اس کا کیا جواز ہے، اس معائنہ ٹیم کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لئے بھی کوئی موجود ہے جو اس کو دیکھتا ہو کہ یہ لوگ کیا کرتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر برائے وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم: جناب سپیکر! وقاص صاحب نے جو سوال کیا ہے وہ 2003 میں کیا تھا اس کا جواب 2005 میں آیا ہے اگر وقاص صاحب سمجھتے ہیں کہ میں latest figures بتا سکوں تو جو میرے پاس اس وقت latest figures ہیں اگر وہ اجازت دیں تو میں ان کو وہ بتا دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے، آپ بتائیں۔

وزیر برائے وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم میں کل آٹھ ممبران اور ایک چیئرمین ہے اس طرح ان کی کل تعداد 9 ہے۔ اس سال ان کا بجٹ ایک کروڑ 44 لاکھ روپے تھا۔ ہم نے ٹوٹل انکوائری جو تین سال میں کی ہیں وہ 267 ہیں۔ جب سے یہ حکومت آئی ہے یعنی چودھری پرویز الٰہی صاحب اور ہماری حکومت آئی ہے میں نے اس دن سے لے کر آج تک 267 انکوائری اور انسپکشنز کی ہیں۔ اس میں، میں نے 92 انفرادی جس میں آفیشل اور آفیسرز تمام موجود ہیں گریڈ 16 سے لے کر گریڈ 19 تک کے خلاف سفارشات بھی بھجوائی ہیں اس میں تقریباً 50 فیصد سفارشات accept ہو گئی ہیں اور removal from service کے تحت ان میں سے کافی گھر چلے گئے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جن کے خلاف ابھی تک محکمے کی انکوائری جاری ہے اس لئے یہ کہنا کہ یہ پیسا غلط لگ رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ایک ایک پائی جو ہمیں ملتی ہے وہ ہم ٹھیک لگا رہے ہیں اور اس کا نتیجہ نکل رہا ہے جو بھی ہمارا role ہے، چارٹر آف ڈیوٹی ہے میں سمجھتا ہوں کہ 2002 کے بعد جب سے ہماری حکومت آئی ہے ہمارے ممبران اور چیئرمین نے جو ڈیوٹی کی ہے وہ بالکل صحیح ڈیوٹی کی ہے اور مجھے اس کی تسلی ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اصغر گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! اس سوال میں یہ بھی پوچھا گیا تھا کہ اس میں کون کون سے ممبران ہیں۔ میں وزیر موصوف سے یہ سوال کروں گا کہ کون کون ممبران ہیں، اس میں فوجی کتنے ہیں، سول کتنے ہیں، ان کی ٹیم کا ممبر بننے یا بنانے کے لئے کیا criteria ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر برائے وزیراعلیٰ معائنہ ٹیم: جناب سپیکر! پہلا ممبر جو سینئر ممبر ہے وہ تاج خٹک ہے، وہ گورنمنٹ آف پنجاب کا ملازم ہے اور وہ اس وقت گریڈ 21 میں سینئر ممبر کی ڈیوٹی انجام دے رہا ہے۔ اس کے بعد بریگیڈیر نعیم ہیں یہ فوج سے آئے ہیں، ریٹائر ہو چکے ہیں اور کنٹریکٹ پر ہیں۔ کنٹریکٹ وزیراعلیٰ صاحب دیتے ہیں اور ان کو تین سال ہو گئے ہیں اور میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ اس کا کام بڑا اچھا ہے۔ میں نے پھر وزیراعلیٰ صاحب کو سفارش کی ہے کہ ان کا کنٹریکٹ بڑھایا جائے۔ اس کے بعد سید حسین بخاری صاحب ہیں یہ گریڈ 20 میں ہیں۔ پھر بریگیڈیر توقیر صاحب ہیں یہ بھی کنٹریکٹ پر ہیں اور یہ گریڈ 20 میں ہیں۔ مہر محمد نواز سیال صاحب گریڈ 20 میں ہیں، اکرام باری چیمہ صاحب گریڈ 21 میں ہیں، محمد اقبال صاحب گریڈ 20 میں ہیں، آفتاب اسلام آغا صاحب گریڈ 20 میں ہیں۔ یہ دو آفیسرز ہمارے ٹیکنیکل ممبر ہیں جو ٹیکنیکل کام ہوتا ہے اس میں یہ اپنے کام میں بڑی مہارت رکھتے ہیں اور یہ حکومت پنجاب کے حاضر سروس ہیں۔ یہ ہمارا layout ہے اس میں اگر کسی کو کوئی شک ہو تو وہ آپ بالکل پوچھ سکتے ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں جیسا کہ انہوں نے بتایا ہے کہ ان میں دو فوجی بریگیڈیر شامل ہیں جو دونوں ریٹائرڈ ہیں میں یہ کہتا ہوں کہ آخر ان [******] کی کیا ضرورت تھی۔ ان کو اس شعبہ میں لانے کا کیا criteria ہے؟

MR. ACTING SPAKER: Expunged from the record

چودھری اصغر علی گجر: جی، میرا کہنے کا مطلب یہ تھا کہ وہ ہیں تو [******] ناں۔۔۔ اس میں کون سی شک کی بات ہے تو ان کو لانے کی کیا ضرورت تھی؟

جناب قائم مقام سپیکر: expunged from the record، آپ زندہ لفظ استعمال کریں۔

چودھری اصغر علی گجر: اچھا ٹھیک ہے، میں کہتا ہوں کہ وہ ہاتھی جو زندہ ہو وہ لاکھ کا جو مر جائے وہ سوا لاکھ کا۔ یہ سوا لاکھ کے ہاتھی جو ہیں ان کو رکھنے کی انہیں کیا ضرورت ہے؟ شکریہ

وزیر برائے وزیراعلیٰ معائنہ ٹیم: جناب سپیکر! جو تنقیدی مثبت بات ہوتی ہے وہ میں جواب دینے کے لئے تیار ہوں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ for the sake of criticism کر رہے

---

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ہیں۔ یہ دو بریگیڈیر جو ہیں یہ آج کے سول ہیں یہ آج کے serving بریگیڈیر نہیں ہیں اور یہ اپنے کام میں مہارت رکھتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ میرے سب سے بہتر ممبرز ہیں۔ ان کے کام سے مجھے satisfaction ہے، وزیر اعلیٰ کو satisfaction ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا آفتاب صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ کم از کم یہ محکمہ ایسا ہے کہ جہاں پر وزیر بھی کرنل ہے مگر میرا issue ہے کہ انھوں نے جو figures دیئے ہیں کہ تین سالوں میں 267 انکوائریاں کی ہیں، وہ تقریباً سات یا آٹھ ایک مہینے کی بنتی ہیں۔ کیا جو کروڑوں روپیہ اس محکمے پر خرچ کیا گیا ہے، میرا خیال ہے کہ اگر average دیکھی جائے تو تقریباً نو لاکھ روپے میں ایک انکوائری پڑتی ہے۔ کیا اس پیسے کا عوام کو کوئی فائدہ ہوا ہے، کیا غریب آدمی کو ان انکوائریوں سے کوئی فائدہ ہوا ہے کیونکہ سات یا آٹھ انکوائریاں ایک مہینے میں بنتی ہیں اور اس پر ہم نے لاکھوں، کروڑوں روپیہ خرچ کر دیا ہے اس سے عوام کو کیا مفاد حاصل ہوا ہے؟ یہ ذرا وضاحت کر دیں۔

وزیر برائے وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ہمارے پنجاب کے پوری عوام کو فائدہ ہے۔ ہماری جتنی بھی inspections ہیں، ہماری جتنی بھی evaluations ہیں وہ غریب لوگوں کی خاطر ہی ہو رہی ہیں۔ میں ابھی حال ہی میں سرگودھا خود گیا تھا، میں نے وہاں سیوریج اور پینے کے پانی کی انسپکشن کروائی ہے، وہاں پر کافی مشکلات تھیں، میری ٹیم کے وہاں پر جانے سے ہم نے وہاں پر modification کی ہے، وہ ہم نے پوری re-align کر دی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ میں سرگودھا میں جن سے بھی ملا ہوں، جن سے بھی میری میٹنگیں ہوئی ہیں، انھوں نے کہا کہ ہماری معائنہ ٹیم جو وہاں پر گئی تھی اس سے ان کو بڑا فائدہ ہوا ہے۔ اگلی چیز، جو ہم سپیشل معائنہ کرتے ہیں، اس میں ہمارے جو سپیشل اختیارات آتے ہیں وہ سارے غریبوں کے لئے ہوتے ہیں۔ میرے پاس ان غریبوں کے لیٹر آتے ہیں جن کے کیس یہاں پر پھنسے ہوتے ہیں، ان کی مشکلات ہوتی ہیں، میرے پاس ہر جگہ سے لوگ آتے ہیں۔ میں اپنی معائنہ ٹیم کو ان کے لئے بھی لگاتا ہوں، ان کے لئے بھی میری معائنہ ٹیم حاضر ہے۔ ان لوگوں کو میں deliver کرتا ہوں۔

سید احسان اللہ وقاص: ضمنی سوال۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: انھوں نے جز(الف) کے جواب میں فرمایا ہے کہ "یہ جو وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم ہے، حکومتی اور ذیلی حکومتی اداروں کی کارکردگی کا جائزہ لینا بھی اس کے فرائض میں شامل ہے اور ان کی بہتر کارکردگی کے لئے سفارشات کے ساتھ رپورٹ پیش کرتے ہیں۔" میں خاص طور پر یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم نے گزشتہ تین سالوں کے دوران کتنی ضلعی حکومتوں کا جائزہ لیا اور وہاں پر جو لوٹ مار مچی ہوئی ہے اس کو روکنے کے لئے انھوں نے کیا سفارشات پیش کی ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

وزیر برائے وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم: جناب سپیکر! ہمارے جتنے بھی ممبران ہیں ان کے اوپر ہمارے جتنے بھی اضلاع ہیں وہ تقسیم کئے ہوتے ہیں۔ ہمارے یہاں پر جتنے بھی محکمہ جات ہیں وہ ان پر divide ہوتے ہیں۔ یہ regularly every month mandatory ہے جو کہ میں نے ادھر mention نہیں کیا ہے کہ یہ مجھے اضلاع کی یا متعلقہ محکمے کی دو رپورٹیں دیں گے اور میں آپ سب کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ابھی تک میرے پاس جو بھی رپورٹیں آتی ہیں وہ چیف منسٹر سے discuss ہوتی ہیں اور ان پر ایکشن ہوتا ہے۔ میں مانتا ہوں کہ ساری خامیوں کو ہم یکدم دور نہیں کر سکتے ہیں لیکن جتنی بھی ہماری efforts ہیں، جتنی بھی ہماری capabilities ہیں اس کے مطابق ہم کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ اب اس پر کافی سوال ہو چکے ہیں And I would appreciate the Minister taking pain in that آپ بھی appreciate کریں۔

وزیر برائے وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم: جناب چیئرمین! جتنے بھی یہ سوال پوچھتے ہیں میں جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس بارے میں اپنی کارکردگی کے متعلق انھوں نے جو بتایا اور آپ نے اسے appreciate کیا ہے، اس سوال کے جواب کا جو جز(ب) ہے اس میں آپ ملاحظہ فرمالیں کہ سی، ایم، آئی، ٹی یعنی وزیر اعلیٰ کی معائنہ ٹیم کا جو خرچہ ہے وہ 1,20,46,621 روپے ہے اور اس

نے 2000-1999 میں (88)، اگلے سال (71) اور اس سے اگلے سال (90) یعنی صرف 90 رپورٹیں انھوں نے سوا کروڑ روپے میں پیش کی ہیں اور پھر جتنے آدمیوں کے خلاف انھوں نے رپورٹیں بالترتیب 142,86,89 پیش کی ہیں یعنی 86 افراد کے خلاف انھوں نے پورے سال میں انکوائریاں کی ہیں اور سوا کروڑ روپیہ انھوں نے خرچ کیا ہے تو ان کی یہ کارکردگی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، انھوں نے کہا ہے کہ تقریباً 200 inquiries کی ہیں۔ آپ اس وقت موجود نہیں تھے جب انھوں نے بتایا ہے کہ میں نے over 200 inquiries کی ہیں جن میں سے جو ثابت ہوئی ہیں انھوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ 86 افراد جو ہیں ان کی اب اس وقت fate کیا ہے، ان کے خلاف مقدمات درج ہوئے ہیں، ان میں سے کتنے افراد کو سزا ہوئی ہے؟ یہ فرمایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ آپ پوچھیں، اس کا جواب دیں جی۔

وزیر برائے وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم: جناب سپیکر! جب میری فائنل recommendations کے تحت چیف منسٹر کو رپورٹ جاتی ہے اور اس میں ہم کوئی ایکشن چاہتے ہیں کہ ہو جائے، چاہے ڈیپارٹمنٹ کے خلاف ہو یا کسی فرد کے خلاف ہو، اس میں prerogative پھر چیف منسٹر کے پاس ہوتا ہے کہ وہ آیا ہماری recommendations کے مطابق ایکشن کرتے ہیں یا نہیں کرتے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ نہیں ہے۔ اس میں arguments کی ضرورت نہیں ہے۔

وزیر برائے وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم: میں آپ کو جواب دے رہا ہوں۔ آپ بیٹھ تو جاؤ۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: یہ بتائیں کہ تین سالوں میں انھوں نے قوم کا تقریباً تین کروڑ روپیہ خرچ کیا ہے اور اس تین کروڑ روپے کے برعکس انھوں نے 86 افراد کے خلاف جو recommendations دی ہیں ان recommendations کی کیا fate ہوئی ہے، کتنے پرچے درج ہوئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: وہ اس کا جواب دے رہے ہیں۔

وزیر برائے وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم: میں اس پر آ رہا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: یہ تو دوسری طرف arguments کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، Can you also take a suo-moto action as well?

وزیر برائے وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم: وہ بھی کر سکتے ہیں۔suo-moto action کر سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اچھا، اب جب suo-moto acttion لیتے ہیں then you don't have to wait for that پھر آپ یہ بتائیں۔۔۔

وزیر برائے وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم: میں عرض کروں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

وزیر برائے وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم: جناب سپیکر! کچھ directives ہوتے ہیں جو کہ چیف منسٹر کی طرف سے ہمارے پاس آتے ہیں۔ Chief Minister's orders regarding particular inspection and inquiry because he gets a feedback کہ کوئی کام ٹھیک نہیں ہو رہا ہے، کوئی خرابی ہے، وہ جو بھی رپورٹیں ہوتی ہیں وہ ساری ہم چیف منسٹر کے پاس بھجواتے ہیں۔ اس میں جتنے بھی ہم recommend کرتے ہیں یہ ضروری نہیں ہے کہ چیف منسٹر ہمارے ساتھ ہر چیز پر agree کر جائے۔ کہیں کہیں وہ disagree بھی کر جاتے ہیں لیکن

as far as the final judgement is concerned that is not my concern that is the department's concern.

MR ACTING SPEAKER: But have you recommended action against these people...

MINISTER FOR CHIEF MINISTER INSPECTION TEAM: Sir, I have recommended action against 89 officers.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں بات کو بالکل واضح کر دیتا ہوں اور اس سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ یہ ایک سفید ہاتھی ہے۔ اس کا گورنمنٹ کو اور نہ اس صوبہ کے عوام کو کوئی فائدہ ہے۔ یہ دیکھیں! انھوں نے کہا ہے کہ "معائنہ ٹیم نے سال 2000-1999 میں 88، سال 01-2000 میں 71 اور سال 2002-2001 میں 90 رپورٹیں وزیر اعلیٰ / گورنر کو پیش کیں اور بالترتیب 86,89,142 افراد کے خلاف کارروائی کی سفارش کی معائنہ ٹیم کی سفارشات اور وزیر اعلیٰ / گورنر

کے احکامات کی روشنی میں قصور وار افراد کے خلاف مزید کارروائی متعلقہ محکمہ کی ذمہ داری ہے"۔یہ جواب کب دے رہے ہیں، تاریخ وصولی جواب 2003-9-2 ہے۔اب 2003-9-2 کو ان کا یہ جواب تھا کہ یہ 86,89,142 لوگوں کے خلاف ہم نے سفارشات بھیجی ہیں۔اب یہ بتائیں کہ ان کی کتنی سفارشات پر لوگوں کے خلاف مقدمے درج ہوئے ہیں، ان لوگوں کو سزا ہوئی ہے اور اس سے کرپشن میں کیا کمی آئی ہے اور اس صوبہ کے لوگوں کو کیا فائدہ پہنچا ہے؟ یا صرف یہ ایک ادارہ ہے جس میں سفارشی لوگوں کو، ریٹائرڈ جرنیلوں کو اور سول آفیسرز کو وہاں پر صرف مراعات دے کر بٹھا دیا جاتا ہے کہ آپ یہاں پر بیٹھیں اور عوام کے ٹیکسوں کا جو پیسا ہے وہ آپ لوگوں کا خون چوسیں۔یہ ان 86 افراد کے متعلق بتائیں کہ ان کے خلاف کیا ہوا ہے؟

وزیر برائے وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم: جناب سپیکر! رانا صاحب نے یہ جتنی بھی رپورٹ پڑھی ہے یہ اس وقت کا رزلٹ ہے جبکہ ہماری حکومت اس وقت نہیں تھی۔پہلی بات تو یہ ہے کہ میں اس کا ذمہ دار نہیں ہوں۔(قطع کلامیاں)

MR ACTING SPEAKER: Let him answer.

وزیر برائے وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم: میری بات سنیں۔مالی سال 1989 سے لے کر 2002 اور مالی سال 02-2001 تک سی،ایم،آئی،ٹی اس وقت گورنر معائنہ ٹیم تھی۔چیف ایگزیکٹو آف دی گورنر، وہ رزلٹ اس وقت کے ہیں۔میرے رزلٹ یہ ہیں کہ ان تین سالوں میں جو کہ ابھی ہمارا جون آنے والا ہے 279 ہم نے معائنے کئے ہیں۔ان میں 89 لوگوں کے خلاف ہم نے چیف منسٹر کو recommendations بھجوائی ہیں As far as the result of the recommendations to the Chief Minister is concerned وہ مجھے پتا چلتا ہے کہ وہاں سے انکوائری ڈیپارٹمنٹ میں جاتی ہے اور ڈیپارٹمنٹ اس پر ایکشن کرتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جب آپ ایک چیز مانگتے ہیں تو اس پر intimation should come back to you جب آپ کا ایک ادارہ ہے۔

The recommendations made by you, should be intimated to you and you should be in a position to know what is happening?

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ ایک انسٹیٹیوشن ہے۔یہ معائنہ ٹیم ایک ادارہ ہے انھوں نے succeed کیا ہے۔ان کا یہ argument کس طرح سے قابل قبول ہے کہ اس وقت ہماری

حکومت نہیں تھی،اب ہماری حکومت ہے۔یہ اس ادارہ کی کارکردگی کے ذمہ دار ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر:ان کا مطلب یہ ہے کہ جو سوالات میرے علم میں آئے ہیں میں نے ان کو take up کیا ہے اور جو پہلے decide ہو چکے ہیں وہ تو ان کی ذمہ داری نہیں ہے یا جو فائل ہو چکے ہیں انھیں تو یہ take up نہیں کر سکتے۔

رانا ثناء اللہ خان:ہاؤس میں جو جواب پیش کیا گیا ہے اسے تو درست ہونا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر:یہ تو ان کے بارے میں بتا سکتے ہیں جو ان کے نوٹس میں لائے گئے یا جن کو انھوں نے recommend کیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان:جناب سپیکر!میرا concern یہ ہے یہ جواب جو آج اس answer sheet میں موجود ہے میں اس کے حوالے سے ان سے ضمنی سوال کر رہا ہوں یا تو یہ جواب یہاں پر نہ ہوتا ۔مجھے اس کے متعلق بتائیں کہ ان افراد کی fate کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر:انھوں نے بتایا ہے کہ ہم نے recommend کر کے بھیجا ہے البتہ intimation should have come back to you.

وزیر برائے وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم:جناب سپیکر!جب وقاص صاحب نے یہ سوال پکارا تو میں نے وقاص صاحب سے درخواست کی تھی کہ یہ جواب پرانا ہے اور میں یہاں پر نئے figure دینا چاہتا ہوں۔میں نے CMIT کو improve کیا ہے۔چیف منسٹر ہم سے خوش ہیں اور CMIT کی performance سے مطمئن ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر:کرنل صاحب!بات یہ ہے کہ چیف منسٹر صاحب آپ کی کارکردگی سے خوش ہیں یہ اچھی بات ہے لیکن جو سوالات معزز ممبران نے کئے ہیں اس بابت انھیں مطمئن کرنے کی کوشش کریں۔اب تک آپ نے جتنی recommendations کی ہیں ان کی fate کیا ہے اس بابت آپ ہاؤس کو کب تک inform کریں گے؟آپ نے ایک جواب کو conclude کرنا ہے۔آپ یہ نہ کہیں کہ میں نے رپورٹ بھیج دی ہے آگے ان کی مرضی ہے۔

وزیر برائے وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم:جناب والا!یہ کیس ہم نے take up کر لیا تھا،یہ already in process ہے کہ آپ ہمیں inform کریں کہ کیا progress ہے۔ Sir, I am also a Minister for I&C یہ سب reports بطور منسٹر I&C میرے پاس آتی ہیں۔ ہم اس کو

اب through CMIT route کرنا چاہتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے جو سفارشات بھجوائی ہیں ان پر عملدرآمد بھی کروائیں۔ These should be implemented.

وزیر برائے وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم: جناب والا! ان پر بڑی جلدی عمل درآمد ہو جائے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ سوال کے جز (ب) کو دیکھ لیں۔ اس میں لکھا ہے کہ 1999 سے 2002 تک گورنر معائنہ ٹیم کے کون انچارج رہے، معائنہ ٹیم پر سالانہ کیا خرچ آیا، ٹیم نے کتنے سالانہ معائنہ کئے اور ان کی reports کی روشنی میں کتنے افراد کے خلاف کیا کارروائی ہوئی؟ یہ سوال 17-6-2003 کا ہے۔ اس کے متعلق اگر یہ آج بھی جواب نہیں دے رہے کہ ان 89 افراد کے خلاف کیا کارروائی ہوئی ہے تو پھر یہ کون سا جواب دے رہے ہیں۔ انھوں نے کیا تیاری کی ہے؟ کل شام کو جب یہ محکمہ کے ساتھ بیٹھے ہیں اور بریفنگ لی ہے تو انھوں نے آج ہاؤس میں جواب دینے کی کیا تیاری کی ہے؟ انھوں نے ان سے کیا current information لی ہے؟ یہ answer sheet پکڑ کر سیدھے ادھر آ گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: انھوں نے جواب دیا ہے کہ 89 افراد کے خلاف سفارشات ان کے محکمہ جات کو بھیجی گئی ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب یہی تو ہم پوچھ رہے ہیں کہ آج ان 89 افراد کی fate کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: کرنل صاحب! You should ask the concerned department and submit the report in next session.

وزیر برائے وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم: جی، بہتر ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: یہ وقفہ سوالات کی تیاری کیوں نہیں کر کے آتے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جو جو سوالات کئے گئے ہیں انھوں نے ان کے جوابات دیئے ہیں۔ اب آپ تفصیل جاننا چاہتے ہیں تو وہ اگلے اجلاس میں آپ کو مہیا کر دیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اگلے سیشن میں کیوں، کل کیوں نہیں؟ یہ next Monday کو اس کا جواب submit کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چونکہ 86 cases کے بارے میں انھوں نے informations لینی ہیں اس لئے وقت تو لگے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: نہیں، جناب! انھوں نے 86 افراد کے خلاف سفارشات کی ہیں لیکن کیا معلوم کسی کے خلاف کوئی کارروائی ہوئی بھی ہے یا نہیں، کیا معلوم سب کو چھوڑ دیا گیا ہو؟

جناب قائم مقام سپیکر: جن کے خلاف ایکشن ہوا ہے ان کے بارے میں یہ ہاؤس کو inform کریں گے۔ آپ نے جن کے خلاف سفارشات بھجوائی ہیں ان میں سے جن کے خلاف ایکشن ہوا ہے ان کے بارے میں Next Monday تک ہاؤس میں رپورٹ پیش کریں گے۔ اب اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

صاحبزادہ مزمل الرشید عباسی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ابھی معزز وزیر صاحب سوالات کے جوابات دے رہے تھے۔ ایک بڑا اہم issue ہے جو کہ کئی مرتبہ اس ہاؤس میں raise ہو چکا ہے۔ ڈاکٹر وسیم صاحب اس سوال کے محرک تھے جو کہ CDA سے متعلق ہے۔ چالیس کروڑ روپے کی ایک واٹر سپلائی سکیم ہے۔ اس وقت کے وائس چیئرمین جو کہ ریٹائرڈ ہو گئے ہیں۔ یہ سوال ہاؤس میں timely آ گیا تھا۔ اس وقت ان کے خلاف ایکشن لیا جا سکتا تھا۔ معزز وزیر صاحب اس بابت inspection بھی کر کے آئے ہیں کیا یہ اس floor پر بتائیں گے کہ اس inspection کا کیا result نکلا ہے جبکہ وہ آدمی ریٹائرڈ ہو کر ملک سے جا چکا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! جو point آپ raise کر رہے ہیں کیا وہ اس سوال سے متعلقہ ہے؟

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب والا! اس میں 40 کروڑ روپے کا فراڈ ہوا ہے۔

صاحبزادہ مزمل الرشید عباسی: جناب والا! انھوں نے اس میں اپنی performance بتائی ہے اور یہ اسی performance کا حصہ ہے۔ اس لئے یہ بتائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر برائے وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم: جناب والا! ہم نے اس کی کوئی formal inspection نہیں کرائی اور نہ ہی وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے کوئی سپیشل آرڈر ہوئے ہیں۔

(اذان عصر)

جناب قائم مقام سپیکر: اب میں نماز عصر کے لئے آدھے گھنٹے کے لئے وقفہ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر نماز عصر کے لئے آدھے گھنٹے کے لئے ہاؤس کی کارروائی ملتوی کر دی گئی)

(اس مرحلہ پر نماز عصر کے وقفہ کے بعد 5.10 پر جناب قائم مقام سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب قائم مقام سپیکر: وقفہ سوالات کے ابھی 15 منٹ باقی ہیں۔ اگلا سوال 6560 محترمہ ثمینہ نوید کا ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: سوال نمبر 6560۔(معزز رکن نے محترمہ ثمینہ نوید کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 6560 دریافت کیا)

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: پہلے وقفہ سوالات ختم ہونے دیں پھر میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ جی، محترمہ!

گورنمنٹ کمرشل کالج بہاولنگر، پلے گراؤنڈ، سٹاف کالونی اور اساتذہ کی اسامیوں کا مسئلہ

*6560۔ محترمہ ثمینہ نوید: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کمرشل کالج بہاولنگر سے ملحقہ قطعہ اراضی تعدادی چار ایکڑ متروکہ وقف املاک بورڈ نان مسلم خالی موجود ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ کالج کا اپنا کوئی پلے گراؤنڈ اور سٹاف کالونی نہ ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کالج ہذا میں طلباء کی تعداد تقریباً 450 ہے، جب کہ صرف دو عدد انگلش انسٹرکٹر / لیکچرارز کی پوسٹیں ہیں اور کلاسوں کی تعداد اس وقت 6 ہے، جس کی وجہ سے طلباء کا تعلیمی نقصان ہو رہا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ کالج کے لئے پلے گراؤنڈ، سٹاف کالونی تعمیر کرنے نیز مذکورہ کالج میں حکومت انگلش انسٹرکٹر اور لیکچرارز کی اسامیاں بڑھانے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیر صنعت:

(الف) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کمرشل کالج بہاول نگر سے ملحقہ اراضی تعدادی چار (4) ایکڑ متروکہ وقف املاک بورڈ نان مسلم خالی موجود ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کمرشل کالج بہاول نگر کا اپنا کوئی پلے گراؤنڈ ہے اور نہ ہی کوئی سٹاف کالونی موجود ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ کالج ہذا میں طلباء کی تعداد 450 ہی ہے اور انگلش انسٹرکٹر / لیکچرار کی دو عدد پوسٹیں ہیں اور یہ بھی درست ہے کہ اس وقت کلاسوں کی تعداد (6) ہے۔

(د) 2003 میں بی کام کی کلاسز کا اجراء ہوا ہے۔ ان کلاسز کے اجراء سے قبل طلباء اور کلاسز کی تعداد مذکورہ بالا پوسٹوں سے مطابقت رکھتی تھی۔ بی کام کی کلاسز کے اجراء سے اساتذہ کا ورک لوڈ ایجوکیشن کوڈ کے مقرر کردہ لوڈ سے تجاوز کر گیا ہے۔ محکمہ کی جانب سے SNE کا کیس منظوری کے لئے محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ میں تاحال زیر غور ہے اور اس کی منظوری سے سٹاف کی کمی کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ پلے گراونڈ اور سٹاف کالونی تعمیر کرنے کے لئے کالج کے پرنسپل کیس تیار کر رہے ہیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ جب سے یہ کالج شروع ہوا ہے یہ زمین ان کے پاس چار ایکڑ خالی ہے تو اس کے اوپر بچوں کے لئے کوئی پلے گراونڈ یا کوئی ایسی رہائشی کالونی کیوں نہیں بنائی گئی اور اگر یہ بنائی جائے تو اس کے لئے کتنا عرصہ درکار ہو گا؟ سب سے پہلے تو یہ بات ہے کہ جو بچے پڑھتے ہیں ان کے کھیلنے کے لئے بھی کوئی گراونڈ نہیں ہے۔ کھیلنا بھی اتنا ہی ضروری ہے جہاں بچے نصابی سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں وہاں غیر نصابی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیں لیکن یہاں پر ان کی طرف بالکل کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ ویسے بھی محکمہ تعلیم کا جتنا بیڑہ غرق اس حکومت نے کیا ہے وہ کسی حکومت نے نہیں کیا۔ یہاں پر ایک اور سوال بھی ہے کہ کالج کو بنے ہوئے تقریباً تین چار سال کا عرصہ ہوا ہے اور اس وقت وہاں پر طالبعلموں کی تعداد 450 ہے اور لیکچرار صرف دو ہیں جبکہ کلاسیں چھ ہیں۔ یہ کتنی بڑی زیادتی ہے کہ ایک کالج میں جس میں طالبعلموں کی تعداد 450 ہو، کلاسیں چھ ہوں اور لیکچرار صرف دو ہوں۔ جب ان کا دل چاہتا ہے، جس شخص کو یہ چاہتے ہیں، ban کے دوران ادھر سے ادھر ٹرانسفر کر دیتے ہیں۔ ایک دور دراز کے علاقے میں جہاں پر انگلش کی اسامیوں کے لئے لوگ در در کی ٹھوکریں کھاتے پھر

رہے ہیں حالانکہ ان کے پاس اسامیاں خالی ہیں اور وہاں پر کسی کو بھی مقرر نہیں کیا گیا۔ اس طرح بچوں کا بھی حرج ہو رہا ہے اور وہ ٹیچر جن پر ایک وقت میں اتنا زیادہ بوجھ ہے وہ کس طریقے سے بچوں کے ساتھ انصاف کر سکیں گے؟ میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ وہ کتنے عرصے تک ان اسامیوں کو مکمل کر لیں گے اور کیا وہاں پر مزید کوئی انگلش لیکچرار بھیجنے کا ارادہ ہے یا پھر اس کالج کو ویسے ہی بند کرنا ہے یا وہ بھی میاں عامر صاحب کے under کر دیں کیونکہ جس طرح باقی سارے سکول نیشنلائزڈ کر کے میاں عامر کے under کر دیئے گئے ہیں ان کو بھی انہی کے under کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! پہلے تو میں یہ عرض کرتا چلوں کہ چار ایکڑ جگہ ساتھ ہے وہ فیڈرل گورنمنٹ کی ہے اور فیڈرل گورنمنٹ کو ہم نے یہ request کی ہوئی ہے کہ وہ جگہ ہمارے ادارے کو دے دیں تاکہ وہاں پر ہم سکول کے بچوں کے لئے پلے گراؤنڈ بنا سکیں اور یہ معاملہ زیر غور ہے جس وقت بھی جواب آئے گا ہم انشاء اللہ اطلاع کر دیں گے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! تین سال ہو گئے ہیں اور تین سال میں یہ مسئلہ ہی حل نہیں ہوا۔ ان سے پوچھیں کہ ان سے کوئی بات حل ہوتی بھی ہے کہ نہیں۔ جو بات کی جائے وہ زیر غور کیوں ہوتی ہے، ہر بات کا مثبت جواب کیوں نہیں دیا جاتا؟ تھوڑا سا ان بچوں کے حال پر رحم کریں، ہر بات کو ٹرخا نہ دیا کریں۔ یہ خود کوئی بات چیک نہیں کرتے، ان کے سیکرٹری جو لکھ کر دے دیتے ہیں وہی یہ پڑھ دیتے ہیں۔

محترمہ فرزانہ راجہ: ضمنی سوال۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ فرزانہ راجہ!

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! اس سوال کا جو جواب موصول ہوا ہے وہ 21-فروری 2005 کو موصول ہوا ہے، منسٹر صاحب توجہ فرمائیں کہ جواب کے جز (د) میں انہوں نے فرمایا ہے کہ بی کام کی کلاسز کا اجراء ہوا ہے، ان کلاسز کے اجراء سے قبل طلباء اور کلاسز کی تعداد مذکورہ بالا پوسٹوں سے مطابقت رکھتی تھی۔ بی کام کی کلاسز کے اجراء سے اساتذہ کا ورک لوڈ ایجوکیشن کوڈ کے مقرر کردہ لوڈ سے تجاوز کر گیا ہے۔ محکمہ کی جانب سے S.N.E کا کیس منظوری کے لئے محکمہ پلاننگ اینڈ

ڈویلپمنٹ میں تاحال زیر غور ہے۔اوراس کی منظوری سے سٹاف کی کمی کا مسئلہ حل ہو جائے گا، پلے گراونڈاور سٹاف کالونی تعمیر کرنے کے لئے کالج کے پرنسپل کیس تیار کر رہے ہیں۔

جناب والا!اس میں دو باتیں ہیں ایک تو پرنسپل صاحب پلے گراونڈاور سٹاف کالونی کے لئے کیس تیار کر رہے ہیں اور دوسری طرف اساتذہ کا ورک لوڈ زیادہ ہونے کی وجہ سے کوڈ کے مطابق کم ہے۔اب یہ جواب 21۔فروری 2005 کو موصول ہوا ہے آج سال 2006 ہے اور ایک سال گزرنے کے بعد کیا انہوں نے دو یا تین اور اساتذہ بھرتی نہیں کئے یا وہ جو ایک پرنسپل صاحب پلان تیار کر رہے تھے اس پلان کا کوئی حصہ مکمل ہوا ہے یا وہ کہاں تک پہنچا ہے؟

وزیر صنعت: جناب سپیکر!میں عرض کرتا ہوں کہ وہاں پر انگلش کے چھ سیکشن ہیں ان کے لئے دو ٹیچر ہیں تو یہ ٹیچر تعداد کے حساب سے ان کلاسوں کے لئے پورے ہیں کیونکہ ایک ٹیچر کو روزانہ صرف تین کلاسیں ملتی ہیں اور وہ آسانی سے پڑھا سکتے ہیں۔باقی سٹاف کی کمی کے لئے منظوری آچکی ہے اور اٹھارہ پوسٹیں create کی گئی اس کے لئے اخبار میں اشتہار بھی دے دیا گیا ہے،اس کی رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اگر کوئی دیکھنا چاہے تو دیکھ سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ بھرتی کب تک ہو جائے گی؟

وزیر صنعت: جناب سپیکر!اس وقت بھرتیوں کا سلسلہ جاری ہے اور اخبار میں اشتہار دے دیا گیا ہے اور جب پوری درخواستیں آجائیں گی تو اس کے مطابق بھرتی شروع ہو جائے گی۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر!انہوں نے دوسرے حصہ کا جواب نہیں دیا۔چلو،آپ نے کہا کہ ہم نے اخبار میں اشتہار دے دیا ہے اور بالآخر ایک سال بعد آ ہی گیا ہے لیکن اگلی بات یہ ہے کہ پلے گراونڈاور سٹاف کالونی کی تعمیر کے لئے کالج کے پرنسپل پلان تیار کر رہے تھے جو کہ آپ نے جواب میں لکھا ہوا ہے وہ پلان کہاں تک پہنچا ہے،آپ کے پاس کوئی تحریری رپورٹ آئی ہے؟

وزیر صنعت: میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ سے یہ کیس take up کیا ہوا ہے اور پرنسپل صاحب نے فیڈرل گورنمنٹ کو رپورٹ بھیجی ہے کہ ہمیں یہ گراونڈ سکول کے بچوں کے لئے چاہئے، فیڈرل گورنمنٹ نے اب یہ فیصلہ کرنا ہے کہ وہ زمین ہمیں دیتی ہے یا نہیں۔ بہر حال ہمارے ادارے نے request کی ہوئی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: ضمنی سوال۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے یہ عرض کرنا ہے کہ محکمہ جات کو یہاں جوابات صحیح دینے چاہئیں اور آپ بھی بار بار اس کی direction دیتے ہیں لیکن بعض اوقات اپنے vested interest کی وجہ سے محکمہ جات صحیح جواب نہیں دیتے۔ میرا یہاں پر 6818 سوال ہے اس کے جز (ج) کے نمبر 2 میں جواب دیا ہے اور سوال کو اس طرح انہوں نے tilt کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ابھی تو آپ اس سوال تک محدود رہیں جو چل رہا ہے۔ وہ جب آئے گا اس کو take up کر لیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میری عرض یہ ہے کہ جب یہ آئے گا تو یہ ختم ہو جائے گا۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ غلط جواب دیا گیا ہے۔ اس پر میں تحریک استحقاق بھی move کروں گا اور میری گزارش یہ ہے کہ اس سوال کو pending کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جب وہ سوال آئے گا تو اس پر بھی بات کر لیں گے۔

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اسی سوال کے متعلق ہے؟

محترمہ نشاط افزاء: جی، جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ آپ فرما رہے ہیں کہ ہم نے یہ کرنے کو کام دیا ہوا ہے، بورڈ بیٹھا ہوا ہے، ہم سوچ رہے ہیں، ہم کر رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ سٹاف کافی ہے اور satisfaction کے مطابق ہے۔ میں یہ دریافت کرنا چاہ رہی ہوں کہ کیا چار سو طلبہ کے لئے دو استاد کافی ہیں۔ یہ بڑے بڑے اشتہار خوشحال پاکستان کے نام پر دیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جو آپ کہہ رہی ہیں اس کا جواب وزیر صاحب نے دے دیا ہے۔

محترمہ نشاط افزاء: جناب والا! میرا سوال تو سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر! میں ان سے پوچھ رہی ہوں کہ وہ سٹاف انہوں نے ایک سال میں پورا کیوں نہیں کیا جبکہ بچے بغلوں میں ڈگریاں دبائے ہوئے سڑکوں پر مارے مارے پھر رہے ہیں۔[*********]

جناب قائم مقام سپیکر: ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ بھرتیاں میرٹ پر ہوتی ہیں۔ یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔ اگلا سوال نمبر 2569 سید احسان اللہ وقاص کا ہے۔

صوبہ کے دیگر شہروں میں P.P.S.C کے دفاتر کا اجراء

*2569 **سید احسان اللہ وقاص:** کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور کے علاوہ کس کس شہر میں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ریجنل دفاتر واقع ہیں؟

(ب) کیا یہ دفاتر پورے صوبہ کے امیدواروں کی ضروریات اور سہولتوں کے مطابق کافی ہیں؟

(ج) کیا حکومت دیگر اضلاع میں مزید ریجنل دفاتر کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خدمات وانتظام عمومی:

(الف) لاہور کے علاوہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ریجنل دفاتر راولپنڈی اور ملتان میں واقع ہیں۔

(ب) پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ریجنل دفاتر پورے صوبے کے امیدواروں کی ضروریات اور سہولتوں کے مطابق کافی ہیں۔

(ج) فی الحال مزید ریجنل دفاتر کھولنے کی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور نہیں ہے۔ صوبے کے تمام امیدواران کے لئے ان کے متعلقہ اضلاع میں ریجنل دفاتر کھولنا انتظامی اور مالی اعتبار سے ممکن نہیں ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ب) کے جواب میں فرمایا گیا ہے اور میں نے یہ پوچھا تھا کہ کیا یہ دفاتر پورے صوبے کے امیدواران کی ضروریات اور سہولتوں کے مطابق کافی

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ہیں۔ اس کا جواب یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ریجنل دفاتر پورے صوبے کے امیدواروں کی ضروریات اور سہولتوں کے مطابق کافی ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ بات درست ہے کہ مختلف محکمے پبلک سروس کمیشن کو ریکروٹمنٹ کے لئے جو ڈیمانڈ بھیجتے ہیں وہ ڈیڑھ دو سال رش کی وجہ سے، ان کے پاس دفاتر میں گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے بعض اوقات ڈیڑھ ڈیڑھ، دو دو سال وہ ریکروٹمنٹ نہیں کر پاتے جبکہ یہ فرما رہے ہیں کہ وہاں پر ساری سہولتیں موجود ہیں تو اس بات میں کیا تضاد ہے؟

وزیر خدمات وانتظام عمومی: جناب سپیکر! فاضل دوست نے یہ پوچھا تھا کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ریجنل دفاتر پورے صوبے میں امیدواروں کی ضروریات اور سہولتوں کے مطابق کافی ہیں یا نہیں ہیں؟ اس کو پورے پنجاب کو cater for کرنے کے لئے اس وقت ہمارے راولپنڈی، ملتان اور لاہور میں دفاتر موجود ہیں۔ لاہور چونکہ سنٹرل پوزیشن ہے یہاں پر کافی سارا work load ختم ہو جاتا ہے اور اوپر والے علاقے کو راولپنڈی cater for کرتی ہے اور آپ کے علاقے کو cater for ملتان کرتا ہے۔ یہ تین دفاتر بڑے فعال طریقے سے کام کر رہے ہیں۔ جہاں پر امیدواروں کی تعداد اگر آپ اجازت دیں تو میں پڑھ دیتا ہوں جو کہ اتنی زیادہ نہیں ہے۔ وہاں پر اتنا زیادہ پریشر نہیں ہے کہ جس کے لئے کسی اور دفتر کی ضرورت ہو۔ پھر اس کے لئے مالی اور دیگر لوازمات کو بھی پورا کرنا پڑے گا جبکہ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ devolution کے بعد ریجنل آفس یا ڈویژن آفس یہ سارے ختم ہو گئے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ لاہور، ملتان اور راولپنڈی میں کتنے امیدواروں نے درخواستیں دی تھیں یہ بتا دیں؟

وزیر خدمات وانتظام عمومی: جناب سپیکر! لاہور میں ٹوٹل درخواستیں 45,824 اور اسامیاں جو خالی تھیں وہ 4920 تھیں۔ راولپنڈی میں 3371 اور ملتان میں 11271، اس طرح درخواستوں کی کل تعداد 60444 بنتی ہے جن میں سے اسامیوں کی تعداد 4920 ہے۔ یہ تو لاہور، راولپنڈی، ملتان کی تعداد ہے۔ اس کے علاوہ علاقائی دفتر ملتان کے لئے جو ٹیسٹ امیدواروں کی تعداد تھی وہ 8332 ہے۔ اتنی تعداد کو تو وہ بڑے آرام سے cater for کر لیتے ہیں اس میں کوئی ایسی دقت نہیں ہوتی اگر دقت ہوتی تو وہ ضرور ڈیمانڈ بھیجتے۔ حکومت کے پاس ایسی کوئی ڈیمانڈ نہیں آئی۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ کتنے عرصے کے دوران امیدواروں کے انٹرویوز اور ٹیسٹ لے کر ان کی لسٹ فائنل کر کے جس محکمے کی طرف سے ڈیمانڈ آئی ہوتی ہے اس کو آپ fulfil کر دیتے ہیں۔

وزیر خدمات و انتظام عمومی: جناب سپیکر! اس کا تو ایک پورا process ہے۔ فاضل ممبر نے صرف تعداد پوچھی تھی میں نے وہی جواب دینا تھا جو انہوں نے سوال پوچھا ہے۔ اب انہوں نے پوچھا ہے کہ کتنے عرصے میں ہوتی ہیں۔ process یہ ہوتا ہے کہ ہر ڈیپارٹمنٹ اپنی ڈیمانڈ بھیجتا ہے کہ ہمیں فلاں فلاں پوسٹ کے لئے اتنے بندے چاہئیں۔ پبلک سروس کمیشن اس کو advertise کر کے باقاعدہ process کرتا ہے۔ پہلے تحریری امتحان ہوتا ہے، پھر انٹرویو ہوتا ہے۔ انٹرویو میں ڈیپارٹمنٹ کے ٹیکنیکل لوگوں کو بلایا جاتا ہے۔ پبلک سروس کمیشن کے ممبر ہوتے ہیں جن کی تعداد 15 ہے ایک چیئرمین ہے۔ یہ سب مل کر فیصلہ کرتے ہیں پھر یہ سارا process مکمل ہوتا ہے۔ اس میں جوں جوں ڈیمانڈ آتی ہے وہ فیصلہ کرتے جاتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ اس میں انہوں نے specific فرمادیا ہے کہ پہلے تحریری امتحان لیتے ہیں، پھر انٹرویو لیتے ہیں اور پھر فیصلہ چیئرمین کرتا ہے۔ سوال تو یہ ہے کہ یہ اس سارے process کو کتنے عرصے میں مکمل کر کے امیدوار کو فیصلے سے آگاہ کر دیتے ہیں، صرف یہ بتادیں کہ کتنے عرصے میں یہ سارا process مکمل کرتے ہیں؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! سوال یہ تھا کہ کیا یہ دفاتر پورے صوبے کے امیدواران کی ضروریات اور سہولتوں کے مطابق کافی ہیں۔ اس کے جواب میں انہوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ "کافی ہیں" اگر یہ کافی ہیں تو پھر بتائیں کہ پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ میں بھی یہ بات تھی کہ process کرنے میں بہت زیادہ وقت صرف ہوتا ہے۔ ہم نے ان سے یہ پوچھا ہے جبکہ یہ فرما رہے ہیں کہ سہولتوں اور ضروریات کے حساب سے یہ کافی ہیں اور process فوراً مکمل ہو جاتا ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ محکمے کی طرف سے ڈیمانڈ آئے اور ایک مہینے کے اندر اندر انہیں سارا process مکمل کر کے دے دینا چاہئے کہ ان ان لوگوں کو ہم نے سلیکٹ کر لیا ہے۔ مجھے وزیر صاحب یہ بتادیں کہ یہ کتنے عرصے میں سلیکٹ کر کے محکمے کو دیتے ہیں؟

وزیر خدمات و انتظام عمومی: جناب سپیکر! جب advertisement آتی ہے اس میں درخواستوں

کی آخری تاریخ مقرر ہوتی ہے اس کے بعد تحریری امتحان ہوتا ہے اس کے بعد انٹرویو کی تاریخ مقرر ہوتی ہے۔ انٹرویو کے بعد رزلٹ کا اعلان کیا جاتا ہے۔ یہ طریق کار precribed ہوتا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ صرف وقت بتادیں کہ یہ process کتنے وقت میں کرتے ہیں، تین ماہ میں مکمل کرتے ہیں، ایک سال میں کرتے ہیں، کتنے عرصے میں کرتے ہیں۔

وزیر خدمات وانتظام عمومی: جناب سپیکر! میں بتا رہا تھا کہ درخواستوں کی باقاعدہ ایک تاریخ مقرر کی جاتی ہے کہ فلاں تاریخ تک درخواستیں accept ہو سکتی ہیں۔ اس کے بعد سکروٹنی ہوتی ہے۔ درخواستوں کی short listing ہوتی ہے جو کہ پندرہ دن کے اندر کرتے ہیں۔ اس کے بعد تین چار مہینے میں سارا process مکمل کروا کر فارغ ہو جاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ کہتے ہیں کہ اس تمام process میں تین چار ماہ لگ جاتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! انہوں نے آدھی بات کی ہے۔ یہ سوال کا definite جواب نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ کیسے definite جواب دے سکتے ہیں؟ جب اشتہار آتا ہے، کال لیٹر جاری ہوتے ہیں، ان کو بلایا جاتا ہے، تحریری امتحان ہوتا ہے، انٹرویو ہوتے ہیں، پھر یہ definite وقت کیسے بتا سکتے ہیں، یہ تو پبلک سروس کمیشن پر منحصر ہے کہ وہ کتنا وقت لیتا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ یہ تو اخبارات میں لکھا ہوتا ہے، پہلے تحریری امتحان ہوگا، پھر انٹرویو ہوگا یہ چیزیں تو اخبارات میں بھی ہوتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ تین چار ماہ لگ جاتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ کہہ دیں کہ چار مہینے کے بعد امیدوار کو convey کر دیتے ہیں کہ وہ فیل ہوگیا ہے یا پاس ہوگیا ہے یا اس کا کوئی فیصلہ ہوگیا ہے۔

وزیر خدمات وانتظام عمومی: جناب سپیکر! میں ان کی بات سے حیران ہوں۔ میرے بھائی اگر مجھ سے کسی مخصوص کیس کے حوالے سے پوچھیں کہ فلاں کتنے وقت میں process ہوا تو میں بتاتا ہوں۔ یہ جنرل بات کر رہے ہیں تو میں جنرل جواب دے رہا ہوں۔ وہاں پر ہزار قسم کے امتحانات ہوتے ہیں اس کی میں specific تاریخ کیسے بتا سکتا ہوں؟ یہ مجھے کوئی specific کیس بتائیں میں جواب دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ بات چودھری صاحب کی جائز ہے دیکھیں انہوں نے آپ کو round figure دے دیا ہے کہ سارے process کو مکمل کرنے میں تین چار مہینے لگتے ہیں He can give you exact date کتنا ہو گا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جس طرح راجہ صاحب نے کہا تھا کہ ہمیں بات سمجھ آ گئی ہے اور ہم بات سمجھ گئے ہیں لیکن اس کے باوجود اس پر insist کر رہے ہیں۔ چودھری صاحب کو بھی بات سمجھ آ گئی ہے اور آپ کو بھی سمجھ آ گئی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اور آپ کو بھی یہ بات سمجھ آ گئی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ہمیں بھی سمجھ آ گئی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: پورے ہاؤس کو بھی سمجھ آ گئی ہے کہ سارے process کو مکمل ہونے میں تین چار ماہ لگتے ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر جیل خانہ جات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ پبلک سروس کمیشن ایک constitutional اور independent ادارہ ہے۔ تمام محکمے اپنی recommendations دیتے ہیں اور ڈیپارٹمنٹ کے پاس کوئی قانون نہیں ہے کہ اسے bound کرے کہ آپ تین ماہ میں یہ کام ختم کر کے ہمیں دیں۔ وہ ایک constitutional اور independent ادارہ ہے جسے محکمے اپنی ڈیمانڈ بھیجتے ہیں جو اپنے طریق کار کے تحت process کرتا ہے۔ کسی بھی محکمہ کے پاس اس طرح کی power نہیں ہے کہ وہ پبلک سروس کمیشن کے ادارے کو bound کرے کہ ہمارا یہ کام دو مہینے یا چھ مہینے میں کر دیں۔ ان کا اپنا ایک process ہے جس کے تحت وہ کرتے ہیں اور یہ کام کافی عرصہ سے ہمیشہ سے routine میں بڑے احسن طریقے سے چل رہا ہے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ بگو صاحب اس سوال سے کیا نکالنا چاہتے ہیں؟ یہ کسی محکمہ پر criticize کریں کہ وہ ریکروٹمنٹ نہیں کر رہے یا اس میں گورنمنٹ involve ہے۔ کوئی اس طرح کی بات کریں۔ پبلک سروس کمیشن میں تو محکمے اپنی recommendations بھیجتے ہیں اور وہ process کرتا ہے اور process کے through ہوتا ہے۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! نوانی صاحب نے بڑی اچھی بات کی ہے کہ پبلک سروس کمیشن ایک constitutional ادارہ ہے۔ اس constitutional ادارے کو ہم bound نہیں کر سکتے اور پابند نہیں کر سکتے تو ہم کب یہ کہہ رہے ہیں کہ پبلک سروس کمیشن کو پابند کیا جائے۔ ہم تو یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر کسی ادارے کی یا کسی ڈیپارٹمنٹ کی وہاں پر ڈیمانڈ موجود ہے اور اس کی درخواستیں طلب کرنے کے لئے اخبارات میں اشتہار آ گیا ہے تو یہ بتایا جائے کہ یہ پبلک سروس کمیشن کے متعلقہ منسٹر ہیں وہ کتنے عرصہ میں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: بگو صاحب! انہوں نے بتا دیا ہے کہ وہ bound نہیں کر سکتے لیکن انہوں نے وقت بتایا ہے کہ تمام process کو تین چار ماہ لگ جاتے ہیں۔ آپ بھی سمجھ گئے ہیں اور ہاؤس بھی سمجھ گیا ہے، منسٹر صاحب بھی سمجھ گئے ہیں اور ہم بھی سمجھ گئے ہیں۔ اس لئے اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

وزیر خدمات و انتظام عمومی: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا ہوں کہ case to case process ہوتا ہے اور باقاعدہ درخواستوں کی تاریخ دی جاتی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس میں آپ نے بتایا ہے کہ اتنا ٹائم لگ جاتا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا آفتاب احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ عوام کو سہولت کی خاطر تو فیصل آباد پنجاب کا دوسرا بڑا شہر ہے تو کیا وہاں پر ریجنل آفس کھولنے میں کوئی قباحت ہے کیونکہ بیشتر سول سروسز ڈیپارٹمنٹ بھی ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: یعنی through پبلک سروس کمیشن۔

رانا آفتاب احمد خان: جی، جناب سپیکر! جیسے ملتان میں ریجنل آفس ہے۔ دوسرے میرے بھائی نوانی صاحب نے کہا ہے کہ یہ constitutional ادارہ ہے تو میں اس سے deny نہیں کرتا [****]

MR. ACTING SPAKER: That is a policy matter of every government

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

یہ تو پھر
You can not dictate the government. The government has to take a dicision on its own.

وزیر خدمات و انتظام عمومی :جناب سپیکر!میں رانا صاحب کے اعتراضات objectکرتا ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں اسےexpungeکرتا ہوں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!ابھی منسٹر صاحب نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ چار ہزار اسامیوں کے لئے 60 ہزار درخواستیں آئی ہیں تو اس سے یہ اندازہ لگائیں کہ صوبے کے اندر بے روزگاری کی شرح کیا ہے؟آپ کو یاد ہوگا کہ جب اس سال کا بجٹ پیش ہو رہا تھا تو دریشک صاحب اس وقت بھی یہاں تشریف فرما ہیں تو انہوں نے بڑا زور دے کر فخر کے ساتھ کہا تھا کہ ہم اس سال 15لاکھ آسامیاں پیدا کریں گے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ بتائیں کہ اب تک انہوں نے کتنی اسامیاں پیدا کی ہیں، کتنے روزگار کے مواقع پیدا کئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: لیکنfresh question is something differentاب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر خدمات وانتظام عمومی: جناب سپیکر!میں بقیہ سوالات کے جوابات کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر صنعت: جناب سپیکر!میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

سال 2004 تا حال، کنٹرولر پرنٹنگ و سٹیشنری کے تحت بھرتی کی تفصیل

*6568 **ملک اصغر علی قیصر**: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال 2004 جنوری سے آج تک کنٹرولر پرنٹنگ و سٹیشنری کے ماتحت کتنے افراد کو کس عہدہ اور گریڈ میں بھرتی کیا گیا ہے ان کے نام، تعلیمی قابلیت، مستقل پتا اور ڈومی سائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان افراد کی بھرتی سے قبل اخبارات میں بھرتی کے لئے تشہیر کی گئی تھی، تو ان کی نقل فراہم کی جائے، اگر ایسا نہیں ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) ان میں سے کتنے افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے، میرٹ کا طریق کار اور میرٹ بنانے والے افسران کا نام، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت فراہم کی جائے؟

(د) جن افراد کو بغیر میرٹ کے بھرتی کیا گیا، ان کے نام اور ان کے سفارش کنندہ کا نام کیا ہے؟

(ہ) اگر ان افراد کو ریکروٹمنٹ کمیٹی کے ذریعہ بھرتی کیا گیا ہے تو ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام اور عہدہ جات مع گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر صنعت:

(الف) سال 2004 جنوری سے آج تک مندرجہ ذیل افراد کو Rule 17-A کے تحت دوران سروس وفات پانے والے اور معذوری کی بناء پر ریٹائرڈ ہونے والے ملازمین کے بچوں کو (گریڈ 1 تا 5) ملازمتیں دی گئیں، جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

گورنمنٹ پریس لاہور

نمبر شمار	نام مع ولدیت	تقرری بطور	گریڈ	پتا
1	محمد یاسین ولد شوکت علی	کاؤنٹر	2	مکان نمبر 30 عوامی سٹریٹ نمبر 1 ساندہ خورد لاہور
2	شفقت اقبال ولد محمد اقبال	بائینڈر 1	3	مکان نمبر 63 گلی نمبر 15 گجر پورہ اقبال لاہور
3	محمد رفیق ولد فقیر محمد	جونیئر کلرک	5	مکان نمبر 20 گلی نمبر 19 نصیر آباد ساندہ کلاں لاہور

4	ذوالفقار ولد محمد ریاض	قلی	1	مکان نمبر 5 گلی نمبر 14 مین بازار سانده کلاں لاہور
5	محمد عظیم ولد محمد نذیر	ٹرانسفرر	5	مکان نمبر 42/A غفار سٹریٹ شاہدرہ، لاہور
6	عامر ملک ولد اظہر علی	بائینڈر 1	3	مکان نمبر 7 فیروز گنج سٹریٹ بلڈنگ شیرانوالہ گیٹ لاہور
7	محمد عثمان ولد خالد محمود	چوکیدار	1	مکان نمبر 9 نیامت سٹریٹ نمبر 8 سانده خورد لاہور

گورنمنٹ پریس بہاولپور

نمبر شمار	نام مع ولدیت	تقرری بطور	گریڈ	پتا
1	عبدالمالک ولد محمد خالد	بائینڈر 2	2	محلہ مخدوم پورہ مکان نمبر 4206 B-III بہاولپور

علاوہ ازیں پرنٹنگ و سٹیشنری آفس میں مختلف قسم کی 40 عدد اسامیاں کنٹریکٹ کی بنیاد پر پُر کرنے کے لئے اخبار میں اشتہار دیا گیا۔ درخواستوں کی وصولی کی آخری تاریخ 05-01-05 اسامیوں میں سے اب تک مندرجہ ذیل افراد کو کنٹریکٹ کی بنیاد پر بھرتی کیا جا چکا ہے:۔

گورنمنٹ پریس لاہور

نمبر شمار	نام مع ولدیت	ڈومی سائل	تعلیمی قابلیت	نام اسامی گریڈ	پتا
1	اظہر مشتاق ولد محمد مشتاق احمد	لاہور	بی ایس سی (ایس)	اسسٹنٹ بی ایس-11	530 ای، گلشن راوی لاہور
2	ملک افتخار احمد اعوان ولد صفدر احمد اعوان	لاہور	1-بی کام 2-ایم سی ای	اسٹیمیٹ / کاسٹنگ اسسٹنٹ پی ایس-14	170-بی تاج پورہ ایل ڈی اے ہاؤسنگ سکیم مغل پورہ لاہور
3	محمد راحیل ولد محمد اکرم	لاہور	بی کام	ایضا	مکان نمبر 173/A نیو شالیمار ہاؤسنگ سکیم سلامت پورہ لاہور

گورنمنٹ پریس بہاولپور

نمبر شمار	نام مع ولدیت	ڈومی سائل	تعلیمی قابلیت	نام اسامی گریڈ	پتا
1	محمد نواز ولد حاجی محمد رمضان	لودھراں	بی کام	اسٹیمیٹ / کاسٹنگ اسسٹنٹ پی ایس-11	ڈاک خانہ موسیٰ کوٹلا تحصیل کہروڑ پکا ضلع لودھراں
2	محمد خلیل الرحمٰن ولد غریب حسین	فیصل آباد	بی کام	اسٹیمیٹ / کاسٹنگ اسسٹنٹ پی ایس-14	مکان نمبر ایس-I ڈرینج کینال کالونی نیو سول لائن فیصل آباد

3	مسعود ناصر ولد ناصر علی	ساہیوال	ایف اے	جونیئر کلرک بی ایس۔5	گلی نمبر3 کوٹ اللہ دین نمبر1 ساہیوال
4	جاوید اقبال ولد محمد عاشق	بہاولپور	ایف اے	جونیئر کلرک بی ایس۔5	بستی گل پور ڈاکخانہ ڈیرہ بھکا ضلع بہاولپور

(ب) Rule 17-A کے تحت اخبار میں اشتہار کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ کنٹریکٹ کی بنیاد بھرتی کی جانے والی 40 اسامیوں کے لئے باقاعدہ نمایاں اخبارات میں اشتہار دیا گیا۔ (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ج) اب تک بھرتی کئے جانے والے تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے۔ میرٹ کا طریق کار حکومت پنجاب کی ریکروٹمنٹ پالیسی کے مطابق بنایا گیا۔ میرٹ بنانے والے افسران کو حکومت پنجاب نے سلیکشن کمیٹی کے طور پر نامزد کیا ہے۔ ان افسران کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت مندرجہ ذیل ہے:۔

برائے گورنمنٹ پریس لاہور

نام	عہدہ	گریڈ	تعلیمی قابلیت	ممبر
میاں اورنگ زیب علی	سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ پریس لاہور	18	ایم پی ڈی (لندن)	چیئرمین
ملک نذیر احمد	سکیشن آفیسر محکمہ صنعت	17	میٹرک	ممبر
امجد رشید	سینئر مینجر	17	ڈپلومہ ان پرنٹنگ اینڈ گرافک آرٹس	ممبر

برائے گورنمنٹ پریس بہاولپور

نام	عہدہ	گریڈ	تعلیمی قابلیت	ممبر
شاہ فرخ ثانی	سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ پریس بہاولپور	18	ایف ایس سی	چیئرمین
ملک نذیر احمد	سکیشن آفیسر محکمہ صنعت	17	میٹرک	ممبر
امجد رشید	سنیئر مینجر گورنمنٹ پریس لاہور	17	ڈپلومہ ان پرنٹنگ اینڈ گرافک آرٹس	ممبر

(د) کسی فرد کو بغیر میرٹ کے بھرتی نہیں کیا گیا اور نہ ہی کسی کو بھرتی کرنے میں کسی نے سفارش کی ہے۔

(ہ) ان افراد کو حکومت پنجاب کی نامزد کردہ سلیکشن کمیٹی جن کے نام اور عہدے (ج) میں دیئے جا چکے ہیں نے بھرتی کیا ہے۔

محکمہ انٹی کرپشن، ملتان ریجن میں بھرتی کی تفصیل

*3725 ملک محمد اقبال چنڑ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ انٹی کرپشن ملتان ریجن میں یکم جنوری 2002 سے آج تک بھرتی ہونے والے افراد کے نام، عہدہ، گریڈ، جگہ تعیناتی قابلیت، ڈومی سائل اور پتا جات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا ان کی بھرتی سے قبل اخبارات میں اشتہار دیا گیا تھا تو ان اخبارات کی نقل مع نام اور تاریخ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا اس بھرتی کے لئے کوئی ریکروٹمنٹ کمیٹی تشکیل دی گئی تھی تو اس کمیٹی میں شامل افسران کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کتنے افراد کو میرٹ پر اور کتنے افراد کو بغیر میرٹ کے بھرتی کیا گیا؟

(ہ) کتنے افراد کو وزیر اعلیٰ اور متعلقہ وزیر کی سفارش پر بھرتی کیا گیا ہے ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور دیگر تفصیل علیحدہ دی جائے؟

(و) کتنے افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ہے ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور دیگر تفصیل علیحدہ فراہم کی جائے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) محکمہ انٹی کرپشن ملتان ریجن میں یکم جنوری 2002 سے آج تک تین افراد کو بھرتی کیا گیا ہے جن کی تفصیل (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان کی بھرتی سے قبل اخبارات میں اشتہار دیا گیا تھا ان اخبارات کی تفصیل (Annex-B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس بھرتی کے لئے ریکروٹمنٹ تشکیل دی گئی تھی جس کے ممبران کی تفصیل (Annex-C) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا۔
(ہ) کسی اہلکار کو وزیر اعلیٰ یا متعلقہ وزیر کی سفارش پر بھرتی نہ کیا گیا ہے۔
(و) کسی اہلکار کو قواعد میں نرمی کر کے بھرتی نہیں کیا گیا۔

ملتان پرائس کنٹرول کمیٹی کا ڈھانچہ، اراکین اور کارکردگی سے متعلقہ تفصیل

*7295 محترمہ زیب النساء قریشی: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔
(الف) پرائس کنٹرول کمیٹی ملتان کا ڈھانچہ کیا ہے؟
(ب) یہ کتنے ارکان پر مشتمل ہے، کون اس کا رکن بن سکتا ہے اور کتنے عرصے کے لئے کون ان کو نامزد کرتا ہے؟
(ج) 2002 سے اب تک پرائس کنٹرول کمیٹی نے ناجائز منافع خوری کو روکنے، مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لئے اب تک کیا اقدامات کئے اور کتنے چالان کئے، کیا ہر دکان پر قیمتوں کی فہرست آویزاں کروائی گئی نیز قیمتوں کا تعین کیسے کرتے ہیں؟

وزیر صنعت:
(الف) فہرست ممبران اشارہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
(ب) ضلعی پرائس کنٹرول کمیٹی کل 81 ارکان پر مشتمل ہے۔ اس کے ممبران صارفین اور تاجران بن سکتے ہیں اس کے لئے عرصے کا کوئی تعین نہ ہے۔ ان کو سیکرٹری ڈسٹرکٹ پرائس کنٹرول کمیٹی (ڈسٹرکٹ آفیسر، انٹرپرائز اینڈ انوسٹمنٹ پروموشن) ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر کی اجازت سے نامزد کرتا ہے۔
(ج) 2002 سے اب تک پرائس کنٹرول کمیٹی نے ناجائز منافع خوری روکنے اور مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے:۔

I۔ ضلعی پرائس کنٹرول کمیٹی کے ماہانہ اجلاس کئے جس میں تاجران کی انجمن کو بلوا کر ہمیشہ تنبیہ کی گئی اور اس نظام کو بہتر بنانے کے لئے حکومت کو سفارشات بھیجی گئیں۔

II۔ ماہ رمضان میں افسران کو حکومت پنجاب نے چالان کرنے کے سپیشل اختیارات دیئے۔ جس کی کارکردگی درج ذیل ہے۔

رمضان المبارک2003	266چالان کئے گئے۔
رمضان المبارک2004	1458چالان کئے گئے۔
رمضان المبارک2005	895چالان کئے گئے۔

قیمتوں کی فہرست مارکیٹ کمیٹی ہر روز دکانوں پر آویزاں کرواتی ہے۔ قیمتوں کے تعین کے سلسلہ میں صارفین اور انجمن تاجران اور ضلعی پرائس کنٹرول کمیٹی کے سرکاری ممبران کا اجلاس بلا کر پورے پنجاب کے اضلاع سے قیمتوں کا جائزہ لے کر اور مقامی مارکیٹوں سے قیمتوں کا جائزہ لے کر اشیاء کی قیمتوں کا تعینات کیا جاتا ہے۔

محکمہ انٹی کرپشن، ملتان ریجن کے تھانہ جات اور ملازمین کی تفصیل

*3743 **ملک محمد اقبال چنڑ**: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) محکمہ انٹی کرپشن ملتان ریجن میں کتنے تھانہ جات کس کس جگہ کام کر رہے ہیں اور ان تھانہ جات میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) مذکورہ تھانہ جات میں تعینات کتنے ملازمین کے خلاف رشوت وصول کرنے کی انکوائریاں چل رہی ہیں۔ ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کتنے ملازمین کے خلاف محکمانہ انکوائریاں ہو رہی ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) ان تھانہ جات کے کتنے سربراہان کے خلاف رشوت وصول کرنے کی انکوائریاں / شکایات زیر کارروائی ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) ہر تھانہ کی سال 2003 کی آمدن اور خرچ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) محکمہ انٹی کرپشن ملتان ریجن میں اس وقت سات تھانہ جات کام کر رہے ہیں۔ ہر ضلع میں انٹی کرپشن کا ایک تھانہ ہے۔ ان تھانہ جات اور ان میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل پرچم (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ تھانہ جات میں کسی ملازم کے خلاف رشوت وصول کرنے کی کوئی انکوائری نہ ہے۔

(ج) مذکورہ تھانہ جات میں کسی ملازم کے خلاف محکمانہ انکوائری نہ ہے۔

(د) مذکورہ تھانہ جات کے کسی سربراہ کے خلاف رشوت وصول کرنے کی کوئی انکوائری / شکایت زیر کارروائی نہ ہے۔

(ہ) انٹی کرپشن ملتان ریجن کے تھانہ جات کی سال 2003 کی آمدن و خرچ کی تفصیل پرچم (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جی۔او۔آر ون لاہور، تعمیر، اراضی اور ناجائز قابضین کی تفصیل

*4585 جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) جی۔او۔آر۔ون میں اس وقت کتنی سرکاری رہائش گاہیں ہیں ان کے نمبر کیا ہیں؟

(ب) اس وقت مذکورہ جی۔او۔آر کی کتنی سرکاری اراضی کن کن افراد / اداروں کے زیر قبضہ ہے؟

(ج) کتنی اراضی مذکورہ جی۔او۔آر کی کن کن افراد / پارٹیوں کو کب کتنی مالیت میں الاٹ کی گئی ہے؟

(د) کیا حکومت ناجائز قابضین سے سرکاری اراضی واپس واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) جی۔او۔آر۔ون میں اس وقت کل 161 سرکاری رہائش گاہیں ہیں۔ جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

اپر مال	1تا6	06عدد
پٹیالہ ہاؤس	1تا5	05عدد
ڈین پور روڈ	01	01عدد
ڈین پور لین	1تا18	18عدد
ایکمن روڈ	1تا23	23عدد
کالج روڈ	1تا16	16عدد
گاف روڈ	1تا24	24عدد
گاف لین	1تا8	08عدد
کلب روڈ	1تا18	18عدد
کلب لین	1تا8	08عدد
ٹولنٹن روڈ	1تا11	11عدد
ٹولنٹن لین	1تا6	06عدد
شاانن روڈ	1تا2	02عدد
بروم ہیڈ روڈ	1تا4	04عدد
	کل تعداد	161عدد

(ب) اس وقت جی۔او۔آر۔ون کی کوئی اراضی کسی فرد یا ادارہ کے قبضہ میں نہ ہے۔

(ج) جی۔او۔آر۔ون کی زمین پر واقع رہائش گاہیں سیکرٹری صاحبان اور بنیادی سکیل 20 اور بالا گریڈ میں تنخواہ لینے والے افسران کے لئے مختص ہیں اور انہی افسران کو سرکاری طور پر بغیر مالیت کے الاٹ کی گئی ہیں ان اقامت گاہوں کے الاٹی یہ مذکورہ بالا افسران اپنی تنخواہ سے حسب قواعد کرایہ مکان کٹوانے کے پابند ہوتے ہیں۔

(د) جی۔او۔آر۔ون کی زمین پر کوئی ناجائز قابض نہ ہے۔ تفصیل جزہائے (ب) اور (ج) میں دے دی گئی ہے۔

لاہور میں ٹیوٹا کے ماتحت اداروں اور فنڈز کی تفصیل

*7604 محترمہ فائزہ احمد اور محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور میں T.E.V.T.A (ٹیوٹا) کے ماتحت سکولز اور کالجز کے ناموں کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ان میں سے کتنے ٹیکنیکل ادارے ہیں؟

(ج) یکم جنوری 2004 سے آج تک ان کو حکومت کی طرف سے کتنی رقم فراہم کی گئی ہے، تفصیل علیحدہ علیحدہ فراہم کی جائے؟

وزیر صنعت:

(الف) ضلع لاہور (T.E.V.T.A) ٹیوٹا کے ماتحت سکولز اور کالجز کے ناموں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ٹیکنیکل ادارے "11" ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں:۔

1۔ گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی ریلوے روڈ

2۔ گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی رائیونڈ روڈ

3۔ گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ برائے خواتین لٹن روڈ

4۔ گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ برائے گرافک اینڈ پرنٹنگ آرٹس علامہ اقبال ٹاؤن

5۔ گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ برائے گلاس سرامکس اینڈ پوٹری ڈویلپمنٹ شاہدرہ

6۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ غوث اعظم روڈ گلبرگ

7۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ مغل پورہ

8۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین کالج روڈ

9۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ توحید نگر کمال گنج

10۔ گورنمنٹ ویونگ اینڈ فنشنگ انسٹیٹیوٹ شاہدرہ

11۔ گورنمنٹ اپرنٹیسیز سنٹر ٹاؤن شپ لاہور

(ج) یکم جنوری 2004 سے آج تک ان کو حکومت کی طرف سے جتنی رقم فراہم کی گئی ہے، اس کی علیحدہ علیحدہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

وحدت کالونی وچوبرجی لاہور میں کوارٹرز کی کیٹیگریز اور رہائشی ملازمین کی تعداد و تفصیل

*5934 چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) وحدت کالونی اور چوبرجی میں گورنمنٹ آفیسرز و ملازمین کی رہائش گاہیں کن کن کیٹیگریز کی ہیں، ان میں کون کون سے آفیسر اور ملازمین کب سے رہائش پذیر ہیں، ان میں ناجائز طور سے کون کون سے ملازمین رہائش پذیر ہیں اور کب سے اور ان کے بارے میں کیا کیا اقدامات اٹھائے گئے؟

(ب) لاہور میں تعینات کتنے ملازمین کے پاس رہائشیں نہ ہیں، مستقبل میں حکومت ان آفیسران و ملازمین کو رہائش گاہیں مہیا کرنے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر اعلیٰ

(الف) وحدت کالونی اور چوبرجی میں سرکاری رہائش گاہوں کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	کواٹرز کی کیٹیگری	کوارٹرز کی تعداد	
		وحدت کالونی	چوبرجی
1	4-3رومز برائے سکیل 14تا17 ملازمین	503	20
2	2-2رومز سینئر برائے سکیل 9تا13 ملازمین	544	98
3	2روم برائے سکیل 5تا8 ملازمین	531	257
4	سنگل رومز برائے سکیل 1تا4 ملازمین	246	20

وحدت کالونی اور چوبرجی گارڈن اسٹیٹ کے الاٹیوں کی فہرست تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ان کالونیوں کی سرکاری رہائش گاہوں پر ناجائز قابضین کی مکمل تفصیل تتمہ (ب) پر موجود ہے۔ ناجائز قابضین نے عدالتوں سے حکم امتناعی حاصل کر رکھے ہیں۔ محکمہ پوری تندہی اور جانفشانی سے عدالتوں میں مقدمات کی پیروی کر رہا ہے۔ مجاز عدالتوں کے فیصلے آنے پر مزید کارروائی کی جائے گی۔

(ب) اسٹیٹ آفس ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی میں رجسٹرڈ ملازمین جو سرکاری رہائش گاہوں کی الاٹمنٹ کی انتظار میں ہیں، ان کی تعداد مندرجہ ذیل ہے:۔

کیٹیگریز	تعداد
اے ون ٹائپ	17
اے ٹائپ	30
ایڈیشنل سیکرٹری	03
بی ٹائپ	117
سی ٹائپ	59

3-4رومز	702
2رومز سینئر	467
2رومز جونیئر	926
سنگل روم	749
کل	3070

اس وقت GOR-IV ماڈل ٹاؤن ایکسٹینشن اور GOR-VI فیروزپور روڈ لاہور میں نئی رہائش گاہیں تعمیر ہو رہی ہیں جبکہ علاوہ ازیں ایک نئے GOR ہاؤسنگ کالونی کی تعمیر کا منصوبہ بھی زیر غور ہے۔

ضلع لاہور میں ٹیوٹا کے ماتحت اداروں میں بھرتی کی تفصیل

*7605 محترمہ فائزہ احمد: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2005 سے آج تک ضلع لاہور میں ٹیوٹا کے ماتحت جن سکولز اور کالجز میں بھرتی ہوئی، ان کے نام کیا ہیں؟

(ب) بھرتی ہونے والے ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، ولدیت، تعلیمی قابلیت، ڈومی سائل اور پتا جات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ فراہم کی جائے؟

(د) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ اور عہدہ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) جن افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور دیگر تفصیل مع رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر صنعت

(الف) یکم جنوری 2005 سے آج تک ضلع لاہور (TEVTA) ٹیوٹا کے ماتحت جن سکولز اور کالجز میں بھرتی ہوئی ان کے نام درج ذیل ہیں:۔

1۔ گورنمنٹ ویونگ اینڈ فنشنگ انسٹیٹیوٹ شاہدرہ

2- گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ برائے پرنٹنگ اینڈ گرافک آرٹس علامہ اقبال ٹاؤن
3- گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ
4- گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ گلبرگ
5- گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی رائے ونڈ روڈ
6- آر۔ایس،این،این گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین
7- گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی ریلوے روڈ
8- گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ برائے خواتین
9- گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین جیا موسیٰ
10- گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین شاہ عالم
11- گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ گلاس سرامکس اینڈ پوٹری ڈویلپمنٹ شاہدرہ
12- گورنمنٹ کالج آف کامرس علامہ اقبال ٹاؤن
13- گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین کمال گنج
14- گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ برائے خواتین کینٹ
15- گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ برائے خواتین باغبانپورہ
16- گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ برائے خواتین دیو سماج
17- گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس باغبانپورہ
18- ڈسٹرکٹ منیجر آفس لاہور

(ب) بھرتی ہونے والے ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، ولدیت، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل اور پتاجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جی ہاں! مندرجہ بالا افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے۔ میرٹ بنانے کا طریق کار ٹیسٹ و انٹرویو بھرتی ہونے والے افراد کا سلیکشن کمیٹی کے ممبران انٹرویو کرتے ہیں اور انٹرویو میں حاصل کردہ نمبروں کی بنیاد پر میرٹ بنایا جاتا ہے۔ میرٹ لسٹیں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(د) ریکروٹمنٹ کمیٹی برائے ٹیچنگ سٹاف اور ریکروٹمنٹ کمیٹی برائے نان ٹیچنگ سٹاف کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) رولز کے مطابق بھرتی کی گئی ہے کسی بھی فرد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

صوبائی وزیر اور مشیر کی ماہانہ تنخواہ و دیگر الاؤنسز کی تفصیل

*6130 جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

صوبائی وزیر اور مشیر، ماہانہ تنخواہ کے علاوہ دیگر مدات میں ہر ماہ کتنی رقم وصول کر رہے ہیں، تفصیل الگ الگ بتائی جائے؟

وزیر اعلیٰ:

تفصیل وزراء

1۔ (الف) تنخواہ-/35000 ماہانہ

(ب) کرایہ مکان-/20000 ماہانہ

(ج) ضیافتی الاؤنس-/6000 ماہانہ

2۔ ایڈیشنل سفری الاؤنس (FIX) -/40000 سالانہ

3۔ سفری الاؤنس بمطابق محکمانہ دورہ جات

4۔ میڈیکل منظوری کے مطابق

تفصیل مشیران

1۔ (الف) تنخواہ-/30000 ماہانہ

(ب) کرایہ مکان-/20000 ماہانہ

(ج) ضیافتی الاؤنس-/4000 ماہانہ

2۔ ایڈیشنل سفری الاؤنس (FIX) -/40000 سالانہ

3۔ سفری الاؤنس بمطابق محکمانہ دورہ جات

4۔ میڈیکل منظوری کے مطابق

انٹی کرپشن عدالتوں میں زیر سماعت مقدمات کی مکمل تفصیل

*6131 جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اس وقت صوبے کی انٹی کرپشن عدالتوں میں کتنے مقدمات زیر سماعت ہیں ہر مقدمہ کتنے عرصہ سے زیر سماعت ہے ہر مقدمہ میں کتنے ملزمان ملوث ہیں کتنے مفرور ہیں اور کتنے ضمانت پر رہا ہو کر عدالتوں میں پیش نہیں ہو رہے مکمل تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) حکومت زیر سماعت مقدمات کا جلد فیصلہ کرانے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) اس وقت انٹی کرپشن پنجاب کی عدالتوں میں 2215 مقدمات زیر سماعت ہیں جن کی مزید تفصیل بالترتیب ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) زیر سماعت مقدمات کا جلد از جلد فیصلہ کرنے کے لئے سروس سمن کی تعمیل کو یقینی اور بہتر بنایا جارہا ہے۔

2۔ اس سلسلے میں جج صاحبان کے ساتھ وقتاً فوقتاً میٹنگز کی جاتی ہیں اور زیر التواء مقدمات کے جلد از جلد فیصلہ جات کے لئے لائحہ عمل تیار کیا جاتا ہے اور جو بھی مناسب اقدامات ہوں وہ کئے جاتے ہیں۔

لاہور میں ٹیوٹا کے زیر انتظام اداروں اور فیسوں کی تفصیل

*7673 محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور میں کمرشل، ووکیشنل اور ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹس کی تعداد کیا ہے؟

(ب) مذکورہ اداروں میں کون کون سے کورس پڑھائے جاتے ہیں اور ان میں داخلہ اور ماہانہ فیس کیا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ اداروں کو T.E.V.T.A کے کنٹرول میں دینے کے بعد ان کی فیسوں میں اضافہ کر دیا گیا ہے؟

(د) کیا مذکورہ اداروں میں پڑھنے والے طلباء و طالبات کو فیس میں رعایت دی جاتی ہے، اگر ہاں تو کتنی اور کن وجوہات پر؟

وزیر صنعت:

(الف) ضلع لاہور میں ٹیوٹا کے زیر انتظام اداروں کی مجموعی تعداد 28 ہے۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹس 11، کامرس انسٹیٹیوٹس 05، ووکیشنل انسٹیٹیوٹس 12

(ب) مذکورہ اداروں میں پڑھائے جانے والے کورسز اور واجبات (داخلہ اور ماہانہ فیس) کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

گورنمنٹ کالجز آف ٹیکنالوجی / پولیٹکنیکس / ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹس

ٹیکنیکل کورسز		داخلہ فیس	ماہانہ فیس
1)	بی ٹیک پاس / آنرز ڈگری (چار سالہ)	Rs.85/-	Rs.100/-
11)	پوسٹ۔ڈی۔اے۔ای (ایک سالہ)	Rs.100/-	Rs.100/-
III)	ڈی۔اے۔ای (تین سالہ)	Rs.50/-	Rs.120/-
IV)	شارٹ کورسز (چھ ماہ)	Rs. 100/-	Rs.500/-
ٹیکنیکل ٹریننگ کورسز			
1)	جی ٹو لیول (دو سالہ)	Rs.50/-	Rs.50/-
II)	جی تھری لیول (ایک سالہ)	Rs.50/-	Rs.50/-
III)	شارٹ کورسز (چھ ماہ)	Rs.100/-	Rs.500/-
گورنمنٹ کالجز آف کامرس / انسٹیٹیوٹس آف کامرس			
I)	بی کام ڈگری (دو سالہ)	Rs.100/-	Rs.85/-
II)	ڈی کام (دو سالہ)	Rs.50/-	Rs.32/-
گورنمنٹ ووکیشنل انسٹیٹیوٹس (برائے خواتین)			
I)	ڈپلومہ ووکیشنل گرلز (دو سالہ)	Rs.25/-	Rs.25/-
II)	سرٹیفیکیٹ ووکیشنل گرلز / سی ڈی ایم (ایک سالہ)	Rs.25/-	Rs.25/-
III)	شارٹ کورسز (تین ماہ.	Rs.100/-	Rs.200/-

(ج) T.E.V.T.A (نے صرف ڈی اے ای (تین سالہ) کورسز کی ٹیوشن فیس میں دو بار معمولی اضافہ ستمبر 2003(65روپے ماہانہ سے 85روپے ماہانہ)2005(85روپے ماہانہ سے 120روپے ماہانہ) کیا ہے۔

ڈی اے ای (تین سالہ) کورس کے علاوہ کسی کورس کی فیس میں کوئی اضافہ نہ کیا ہے۔

(د) جی ہاں۔ٹیوٹا کے زیر انتظام اداروں میں حکومت پنجاب کے مروجہ قوانین کے مطابق یتیم/مستحق طلباء کو فیسوں میں رعائت (50 فیصد طلباء کی 100 فیصد اور 10 فیصد طلباء کی 50 فیصد دی جاتی ہے۔

نوٹ:۔

I ۔ اس سلسلے میں زکوٰۃ وعشر کمیٹیوں اور علاقے کے ناظم / نائب ناظم سے سفارشات نہایت ضروری ہوتی ہیں۔

2۔ (الف) ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹس جہاں ایک سالہ اور دو سالہ کورسز کرائے جاتے ہیں ان میں فیس معاف نہیں کی جاتی ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ٹریننگ اخراجات فی طالب

علم تقریباً 1300 روپے ماہانہ ہیں جبکہ فیس فقط 50 روپے ماہانہ وصول کی جاتی ہے۔

(ب) سابقہ فوجیوں کے بچوں کی پوری فیس معاف کی جاتی ہے۔

لاہور میں PC-1 کے مطابق تمام سرکاری رہائشوں کی انٹائٹلمنٹ، موجودہ/الاٹمنٹ پالیسی اور دیگر تفصیلات

*6294 جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور میں سرکاری ملازمین کے لئے جو رہائش گاہیں تعمیر کی گئی ہیں وہ پی سی۔ I کے مطابق کن ملازمین کے لئے ہیں اور کیا موجودہ الاٹمنٹ پالیسی پی سی۔ I کے مطابق ہے یا نہیں؟

(ب) لاہور سے جو آفیسرز ٹرانسفر ہو گئے اور ان کے پاس لاہور میں سرکاری رہائش گاہیں تاحال ہیں ان کے نام، عہدہ، محکمہ، عرصہ ٹرانسفر وغیرہ کی مکمل تفصیل بیان فرمائیں؟

(ج) کتنے آفیسران ہیں جو بغیر تنخواہ کے رخصت پر ہیں اور پرائیویٹ ملازمت کر رہے ہیں۔ ان کے پاس کتنے سرکاری مکان لاہور میں ہیں؟

(د) سرکاری مکان خالی کرانے کے لئے جو کارروائی عمل میں لائی گئی ہے، اس کی تفصیل دیں اور یہ بھی بتائیں کہ کتنے افسران سے penal rent وصول کیا گیا ہے؟

(ہ) لاہور میں ضلعی حکومت کے کوٹہ میں کتنے مکانات ہیں اور ان میں سے کتنے ایسے ہیں جن میں ضلعی حکومت کے آفیسران رہتے ہیں اور کتنے ایسے ہیں جن میں پنجاب حکومت کے آفیسران رہتے ہیں ان سے خالی کرانے کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں؟

(و) لاہور میں سرکاری مکانات کی الاٹمنٹ کے لئے جو کوٹہ مقرر کیا گیا ہے ان میں ماہرین تعلیم، زرعی سائنسدان اور انجینئرز کے لئے کتنا ہے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) سرکاری ملازمین کو سرکاری رہائش گاہوں کی الاٹمنٹ صرف "الاٹمنٹ پالیسی" میں دیئے گئے معیار و استحقاق تتمہ (الف) کے مطابق کی جاتی ہے۔ جو ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) مطلوبہ تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) صرف ایک آفیسر بغیر تنخواہ کے رخصت پر ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے، جبکہ ان کے دوران رخصت پرائیویٹ ملازمت کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں محکمہ کو کوئی اطلاع نہ ہے۔

نام آفیسر	عہدہ	گھر	رخصت
شہزاد احمد چیمہ	ایڈیشنل سیکرٹری	B-15/GORIII	w.e.f 10-07-04 to 09-07-06

(د) سرکاری مکانوں کے خالی کروانے کے لئے حسب ضابطہ کارروائی کی جاتی ہے اور غیر قانونی قابض افسران سے قواعد وضوابط کے مطابق penat rent وصول کیا جاتا ہے۔

(ہ) لاہور کی ضلعی حکومت کے کوٹہ میں کل 25 گھر ہیں جن میں سے گیارہ رہائش گاہوں میں ضلعی حکومت کے آفیسران رہائش پذیر ہیں۔ دو گھروں میں متوفی آفیسران کے اہل خانہ جبکہ بارہ رہائش گاہوں میں دیگر آفیسران رہائش پذیر ہیں جن کی تفصیل تتمہ (ج) پر ہے، جو ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ ان میں سے صرف ایک آفیسر مسٹر محمد انور رشید ڈپٹی سیکرٹری کو GOR-VI میں رہائش گاہ الاٹ کی جا چکی ہے۔ دیگر آفیسران اسٹیٹ آفس میں رجسٹرڈ نہ ہیں جبکہ ناجائز قابضین سے رہائش گاہیں خالی کروانے کے لئے DCO لاہور مجاز ہیں۔

(و) الاٹمنٹ پالیسی کے پیرا7 کے مطابق سرکاری رہائش گاہیں صرف پنجاب سول سیکرٹریٹ، لاہور ہائی کورٹ اور پنجاب اسمبلی کے ملازمین کو الاٹ ہوتی ہیں جب کہ کسی خاص پیشے کے حامل افراد کے لئے کوئی کوٹا مختص نہ ہے۔

شیخوپورہ/اوکاڑہ، کمرشل، ووکیشنل کالجز اور خالی اسامیوں کی تفصیل

*7725 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع شیخوپورہ اور اوکاڑہ میں کمرشل، ووکیشنل اور ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹس کی تعداد کیا ہے؟

(ب) ان اداروں میں منظور شدہ خالی اسامیوں کو حکومت کب تک پر کر رہی ہے؟

(ج) مذکورہ اداروں میں 2005 میں کتنے طالب علم کورسز مکمل کرکے فارغ ہوئے؟

(د) کیا یہ ادارے کورس مکمل کرنے والے طالب علموں کو روزگار مہیا کرنے کے لئے کوئی مدد فراہم کرتے ہیں؟

وزیر صنعت:

(الف) ضلع شیخوپورہ اور اوکاڑہ میں کمرشل، ووکیشنل اور ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹس کی تعداد حسب ذیل ہے:۔

شیخوپورہ	اوکاڑہ
1۔گورنمنٹ کمرشل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، شیخوپورہ	گورنمنٹ کمرشل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ اوکاڑہ
2۔گورنمنٹ کمرشل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، شرقپور شریف	گورنمنٹ کمرشل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ دیپالپور
3۔گورنمنٹ کمرشل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، ننکانہ صاحب	
4۔گورنمنٹ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ (وومن) شیخوپورہ	گورنمنٹ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ (وومن) اوکاڑہ
5۔گورنمنٹ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ (وومن) شیخوپورہ	گورنمنٹ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ (وومن) دیپالپور
6۔گورنمنٹ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ (وومن) سانگلہ ہل	
7۔گورنمنٹ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ (وومن) فیروزوالا	
8۔گورنمنٹ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ (وومن) جیاموسیٰ	
9۔گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ شیخوپورہ	گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، اوکاڑہ
10۔اپرنٹس ٹریننگ سنٹر، فیروزوالا	گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، دیپالپور
11۔ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر شاہ کوٹ (دیہی مزدور ٹریننگ سنٹر ٹریننگ سنٹر) ٹریننگ سنٹر)	ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (دیہی مزدور ٹریننگ سنٹر دیپالپور
12۔ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر (دیہی مزدور ٹریننگ سنٹر، موڑ کھنڈہ	

(ب) ان اداروں میں منظور شدہ خالی اسامیوں میں سے مجموعی طور پر106 اسامیوں (ٹیچنگ + نان ٹیچنگ) پر بھرتی کرلی گئی ہے۔ باقی ماندہ اسامیوں کو بھی رواں سال2006 میں پر کرلیا جائے گا۔

(ج) ضلع شیخوپورہ اور اوکاڑہ میں مذکورہ اداروں سے سال2005 میں بالترتیب838 اور752 طالب علم کورسز مکمل کرکے فارغ ہوچکے ہیں۔

(د) جی ہاں! یہ ادارے کورس مکمل کرنے والے طالب علموں کو روزگار مہیا کرنے کے لئے پوری مدد فراہم کرتے ہیں۔ ٹیوٹا (TEVTA) نے اس مقصد کے لئے اپنے ہر ادارہ میں(placement officer) مقرر کیا ہوا ہے جو کہ طالب علموں کو روزگار مہیا کرنے کے لئے مکمل رہنمائی اور مدد کرتا ہے۔

سرکاری کالونیوں میں الاٹی ملازمین کو حصول قبضہ مکان میں درپیش مسائل اور حکومتی اقدامات

*6818ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 2001 سے 24۔مئی 2004 تک 52ٹو روم جونیئر کوارٹرز میرٹ پر الاٹ کئے گئے ہیں۔تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) مذکورہ 52کوارٹرز میں سے کتنے الاٹیوں کو قبضہ مل گیا ہے اور باقی کتنے ہیں جن کو ابھی تک قبضہ کوارٹر نہیں ملا، تفصیل بیان فرمائیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ FN-69/WC، C-5/CGE اور B-49/CGE کے الاٹیوں کو ابھی تک قبضہ کوارٹر نہیں ملاان کو قبضہ نہ ملنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ B-49/CGE مورخہ 30-10-2003 کو الاٹ کیا گیا تھا ڈیڑھ سال گزرنے کے باوجود نئے الاٹی کو ابھی تک قبضہ نہیں دیا گیا؟اس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ B-49/CGE کے الاٹی کو قبضہ نہ دینے میں محکمہ کی غفلت ہے اور محکمہ جان بوجھ کر اس کو قبضہ دلوانے میں کوئی مدد نہیں کر رہا ہے اس سلسلہ میں اب تک ہونے والی دفتری کارروائی کی تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(و) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ S&G.A.D جن الاٹیوں کو قبضہ نہیں ملا خاص طور پر B-49/CGE کو جلد از جلد قبضہ دلوانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیراعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے کہ 2001 سے 24۔مئی 2004 تک 52ٹو روم جونیئر کوارٹرز میرٹ پر الاٹ کئے گئے تفصیل منسلکہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ 52ٹو روم جونیئر کوارٹرز میں سے 44 گھروں کا قبضہ دیا گیا جن کی تفصیل منسلکہ (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔صرف 8 کوارٹرز کا قبضہ بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر نہ دیا جا سکاان کی تفصیل منسلکہ (ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کوارٹر نمبر FN-6908 وحدت کالونی کا قبضہ اس کے الاٹی سموئیل اشرف کو دے دیا گیا ہے۔ بقیہ کوارٹرز کے قبضہ نہ ملنے کی وجوہات کوارٹرز وار درج ذیل ہیں۔

I۔ کوارٹر نمبر C-5 چوبرجی گارڈن اسٹیٹ ملتان روڈ لاہور کا کیس اپیل کی سطح پر کورٹ کیس ہے۔ یہ کیس اس کے سابقہ الاٹی نے اپنی بیٹی کے نام پر الاٹمنٹ کی منتقلی کے لئے دائر کیا ہے۔ سول کورٹ سے اس کے حق میں فیصلہ ہونے پر گورنمنٹ آف پنجاب نے سیشن کورٹ کی سطح پر اپیل دائر کر رکھی ہے تاہم اس کے الاٹی ارشاد احمد وٹو کو کوارٹر نمبر M-5 الاٹ کر دیا گیا ہے۔

II۔ B-49 چوبرجی گارڈن اسٹیٹ کے قابض و سابقہ الاٹی کو بمطابق پالیسی Ejectment & Recovery Officer (S&G.A.D) کی جانب سے بیدخلی کا نوٹس جاری کیا گیا۔ قابض نے بجائے خالی کرنے کے عدالت سے حکم امتناعی حاصل کر لیا ہے مزید کارروائی عدالتی فیصلہ آنے پر کی جائے گی۔

(د) اس کا جواب جز (ج) میں دے دیا گیا ہے۔

(ہ) تفصیل جز (ج) میں درج ہے۔

(و) جزہائے کا جواب اثبات میں نہ ہے اور متعلقہ تفصیل جز (ب) اور (ج) میں دے دی گئی ہے۔ سوال کے جز ہائے بالا کے جوابات متعلقہ جز میں دیئے گئے ہیں جہاں تک کوارٹر نمبر BN-49/CGE کے الاٹی کو قبضہ دینے کا تعلق ہے۔ محکمہ مذکورہ کوارٹر کے بارے میں عدالتی کارروائی کی پوری جانفشانی اور تندہی سے پیروی کر رہا ہے۔ مزید کارروائی عدالتی فیصلہ کرنے پر ہی کی جا سکتی ہے۔

D.A.E کے تین سالہ ڈپلومہ کی بحالی کا مسئلہ

*7769 لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب ٹیکنیکل بورڈ لاہور کے زیر اہتمام مختلف تعلیمی اداروں میں D.A.E کا تین سالہ ڈپلومہ کروایا جا رہا تھا جسے چیئرمین بورڈ نے فوری طور پر بند کر دیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ DAE سال تھرڈ کے کورس کے امتحان حال ہی میں منعقد ہوئے تھے، وہ بھی کینسل کر دیئے گئے ہیں اور اس کورس کے طالب علموں کو یہ کہہ کر فارغ کر دیا گیا ہے کہ یہ کورس بھی ختم ہو گیا ہے تو امتحان کس کا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ D.A.E سال تھرڈ کی کلاسوں میں اس وقت سینکڑوں طالب علم صوبہ کے مختلف اداروں میں زیر تعلیم تھے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان طالب علموں کو تیسرے سال کا امتحان نہ لینے سے ان کے پچھلے دو سال بھی بے کار ہو گئے ہیں اور ان کی خرچ کردہ لاکھوں کی رقم بھی ڈوب گئی؟

(ہ) کیا حکومت اس ڈپلومہ کے متاثرین سے امتحان لینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صنعت:

(الف) یہ درست نہ ہے۔ اب بھی پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن کے زیر اہتمام D.A.E ڈپلومہ آف ایسوسی ایٹ انجینئر کا تین سالہ ڈپلومہ کروایا جا رہا ہے۔ D.A.E ڈپلومہ بند کرنے کے کوئی احکامات جاری نہیں ہوئے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ حسب معمول D.A.E ڈپلومہ آف ایسوسی ایٹ انجینئر دوسرا سالانہ امتحان 14۔دسمبر 2005 کو منعقد ہوا۔ اس میں تھرڈ ایئر فیل / کمپارٹمنٹ طلباء جو قواعد و ضوابط کے مطابق اہل تھے، شامل ہوئے۔ 1996 میں DAE کے نئے کورس کا آغاز حکومت پاکستان وزارت تعلیم کے احکامات کے مطابق کیا گیا۔

تھرڈ ایئر اولڈ کورس کے فیل شدہ طلباء کو پہلا سالانہ 2003 تک امتحان میں شریک ہونے کی rules کے مطابق اجازت تھی۔ ان طلباء کو مزید سپیشل الاؤنس چانس دوسرا سالانہ امتحان 2003 میں دیا گیا۔ اس کے بعد قواعد و ضوابط کے مطابق فیل شدہ طلباء امتحان میں شریک ہونے کے اہل نہیں تھے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ 2003 کے بعد سے اولڈ کورس کا کوئی طالب علم کسی بھی الحاق شدہ پولی ٹیکنیک میں زیر تعلیم نہ رہا۔

(د) تھرڈ ایئر اولڈ کورس کے تحت فیل شدہ طلباء کو نہ صرف سات مواقع امتحان میں شرکت کے لئے دیئے گئے بلکہ ایک مزید سپیشل چانس دوسرا سالانہ امتحان 2003 میں دیا گیا جس میں 137 طلباء شامل ہوئے، 54 کامیاب ہوئے اور 83 ناکام رہے۔ قانون کے مطابق اس کے بعد ان کا کوئی استحقاق نہیں ہے۔

(ہ) اولڈ کورس کے طلباء جو اپنے سات امتحانی چانس ختم کر چکے تھے ان کو پہلے ہی ایک مزید سپیشل چانس دیا جا چکا ہے۔ اب فیل شدہ طلباء D.A.E، ڈپلومہ آف ایسوسی ایٹ انجینئر نئے کورس میں قواعد وضوابط کے مطابق دوبارہ داخلہ لے سکتے ہیں۔

سال 2004-05 کے دوران S& G.A.D میں خرید کردہ گاڑیوں اور دیگر اخراجات کی تفصیل

*7071 ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مالی سال 2004-05 میں کتنی کتنی مالیت کی کون کون سی گاڑیاں S&G.A.D نے خرید کیں؟

(ب) یہ گاڑیاں کس کس کے حوالہ کی گئیں؟

(ج) مالی سال 2004-05 میں S&GAD نے گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول کی مد میں جو اخراجات کئے علیحدہ علیحدہ تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیراعلیٰ:

(الف) لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مالی سال 2004-05 میں S&GAD کی گاڑیوں پر مرمت کا خرچہ 1,20,61,151 روپے آیا اور پٹرول پر خرچہ 2,32,70,000 روپے آیا۔

وحدت کالونی لاہور میں کوارٹر نمبر A-33 اور A-67 سمیت سرونٹ کوارٹر کی تعمیر کا مسئلہ

*7354: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے (A) بلاک وحدت کالونی لاہور کے کوارٹرز کے ساتھ سرونٹ کوارٹر (ایک کمرہ مع باتھ) کی سہولت فراہم کر رکھی ہے، ماسوائے A-33 اور A-67 کوارٹر کے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو ان کوارٹرز کے ساتھ سرونٹ روم تعمیر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں کیا حکومت مذکورہ کوارٹرز کے ساتھ بھی سرونٹ کوارٹر تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی

ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ درست نہ ہے۔ البتہ کوارٹر نمبر A-I تا A-24 کے تمام کوارٹرز میں یہ سہولت پہلے ہی بنیادی نقشہ میں موجود تھی جبکہ کوارٹرز نمبر 25 تا 74 تک یہ سہولت موجود نہ تھی۔ تاہم A بلاک کے تمام کوارٹرز تین کمروں پر مشتمل ہیں اور بعد رہائشیوں نے اپنی ضرورت کے مطابق سے منظوری کے بعد کمرہ (سرونٹ کوارٹرز) تعمیر کرائے ہیں۔

1) A بلاک کے کوارٹرز کی تفصیل درج ذیل ہے۔

I) کل تعداد = 74

II) کوارٹرز کی تعداد جس میں سرونٹ کوارٹر مع باتھ روم کی سہولیت پہلے سے فراہم تھی۔ جب سے وحدت کالونی بنی تھی۔ 24عدد

III) بقایا کوارٹرز کی تعداد جن میں مختلف اوقات میں رہائشی کی ضرورت کے تحت یہ سہولت مہیا کی گئی ہے۔ 21عدد

IV) کوارٹرز کی تعداد جن میں اس وقت سرونٹ روم مع باتھ روم کی سہولت ابھی موجود ہے۔ 45عدد

V) جن کوارٹروں میں سرونٹ روم مع باتھ روم کی سہولت الاٹی کی عدم دلچسپی کی وجہ سے ابھی تک میسر نہیں ہے۔ 29عدد

(ب) جس طرح جواب (الف) میں بیان کیا گیا ہے کہ تمام کوارٹرز میں سرونٹ کوارٹر (ایک کمرہ) کی سہولت موجود نہ تھی۔ اس بلاک کے متعلقہ رہائشی اپنی سہولت و ضرورت کے تحت ایک اضافی کمرہ کی سہولت کی منظوری کرواتے رہے۔

اس طرح کوارٹر نمبر A-33 اور A-67 کے رہائشیوں نے بذریعہ درخواست موصولہ ماہ جون و اگست 2005 میں استدعا کی جو کہ محکمہ تعمیرات کو برائے تخمینہ جات و نقشہ جات کے لئے بھجوائیں گئیں۔ محکمہ ہذا میں اب یہ تخمینہ جات و نقشہ مورخہ 04-03-06 کو موصول ہو گئے جو کہ برائے ضروری کارروائی محکمہ کی مجاز اتھارٹی یعنی ایڈیشن آلٹریشن کمیٹی کو آئندہ منعقدہ میٹنگ میں برائے منظوری پیش کر دی جائے گی۔

سرکاری بھرتی کے لئے درخواست فارمز
اور سہولیات کی فری دستیابی کا مسئلہ

*7387: محترمہ پروین مسعود بھٹی: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کے ماتحت محکمہ جات اور ذیلی اداروں میں جب بھرتی کی جاتی ہے تو درخواست گزاروں سے درخواست کے علاوہ100/150کا ڈرافٹ بھی طلب کیا جاتا ہے یا پھر درخواست کے لئے جو فارم دیئے جاتے ہیں وہ محکمے قیمتاً فراہم کرتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ غریب آدمی مختلف اسامیوں کے لئے درخواست دیتا ہے وہ یہ خرچہ برداشت نہیں کر سکتا، کیونکہ وہ پہلے ہی بے روزگار ہوتا ہے؟

(ج) کیا حکومت اپنے ماتحت تمام محکمہ جات/ذیلی اداروں کو اس بات کا پابند کرنے کا ارادہ رکھتی ہے کہ وہ آئندہ درخواست گزاروں سے100/150روپے کا ڈرافٹ طلب نہ کریں اور نہ ہی فارم قیمتاً فراہم کریں؟

وزیراعلیٰ:

(الف) حکومت پنجاب نے ریکروٹمنٹ پالیسی2004میں کسی قسم کی کوئی درخواست فیس مقرر نہیں کی لہذا حکومت یہ تاثر رکھتی ہے کہ محکمہ جات بالعموم کوئی ایسی فیس وصول نہیں کر رہے تاہم اس امکان کا سدباب مکمل طور پر کرنے کے لئے تمام محکمہ جات اور ذیلی محکموں اور خود مختار اداروں کو جو کہ حکومت پنجاب کے انتظامی کنٹرول میں ہیں کو ہدایات کر دی گئی ہیں کہ وہ گورنمنٹ سیکٹر میں بھرتی کے امیدواروں سے کسی قسم کی کوئی فیس وصول نہ کریں (لیٹر کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی تاہم ان ہدایات کا اطلاق پنجاب پبلک سروس کمیشن پر نہیں ہوگا۔

(ب) اس سے اتفاق کرتے ہوئے تمام متعلقین کو مذکورہ بالا ہدایات کر دی گئی ہیں۔(ہدایات کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ج) ۔ایضاً۔

PMS کی تشکیل، شمولیت کے لئے امتحان
اور رزلٹ سے متعلقہ تفصیل

*7435 جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ (PMS) Punjab Management Service تشکیل دی جا چکی ہے؟

(ب) اس سروس میں شمولیت کے لئے مقابلہ کا امتحان کب منعقد ہوا اور اس امتحان کا رزلٹ کب مشائع ہوا؟

(ج) اگر تا حال رزلٹ شائع نہیں ہوا تو تاخیر کی وجوہات بیان کی جائیں اور یہ کہ حکومت نے اس تاخیر کی وجوہات پر کیا کارروائی کی ہے اور اگر نہیں کی تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ (PMS)Punjab Management Service نوٹیفکیشن NO.SOR-III(S&GAD)1-12/2000Dated17-01-2004 کے مطابق تشکیل دی جا چکی ہے۔ تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس سروس کے لئے مقابلہ کا امتحان مئی۔ جون 2005 میں ہوا۔ اس امتحان کا رزلٹ 20۔ستمبر 2005 کو شائع ہوا۔ تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) چونکہ رزلٹ شائع ہو چکا ہے۔ اس لئے اس جز کے جواب کی ضرورت نہیں۔

وفاقی و صوبائی رہائش گاہوں کی الاٹمنٹ پالیسی میں تفاوت کا جواز
اور حکومتی اقدامات

*7489 ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پاکستان کی الاٹمنٹ پالیسی کے تحت کوئی بھی وفاقی حکومت کا آفیسر ٹرانسفر کے بعد کم از کم پانچ سال تک مکان رکھ سکتا ہے، کیا اس پالیسی کا اطلاق پنجاب گورنمنٹ کے مختلف محکمہ جات میں تعینات فیڈرل گورنمنٹ کے آفیسرز پر بھی ہوتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب گورنمنٹ کے ماتحت سرکاری ملازمین سے آؤٹ آف ڈسٹرکٹ ٹرانسفر ہونے پر فوراً سرکاری رہائش خالی کروالی جاتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ کی مذکورہ پالیسی کے تحت لاہور میں صوبائی حکومت میں تعینات کافی وفاقی سرکاری ملازمین نے ٹرانسفر ہونے کے باوجود اپنے پاس سرکاری رہائش گاہیں رکھی ہوئی ہیں۔ان ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تاریخ ٹرانسفر اور ٹرانسفر کے بعد کے عرصہ کی تفصیل نیز مکان نمبر کی تفصیل دی جائے؟

(د) کیا حکومت وفاقی اور صوبائی سرکاری ملازم کی سرکاری رہائش گاہوں کی الاٹمنٹ پالیسی میں پائی جانے والی تفاوت کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) درست نہ ہے۔حکومت پاکستان کی پالیسی کے مطابق صوبہ میں تعینات وفاقی حکومت کا آفیسر صوبہ سے ٹرانسفر کی صورت میں اس وقت تک سرکاری مکان رکھ سکتا ہے، جب تک اسے نئی تعیناتی کی جگہ پر اس کے استحقاق کے مطابق سرکاری رہائش گاہ نہیں مل جاتی۔تاہم حکومت پنجاب کی الاٹمنٹ پالیسی کے پیرا 28(VIII) کے مطابق وفاقی حکومت کا آفیسر اگر سکیل 18 یا 19 میں ہو تو پنجاب سے باہر تبادلہ ہونے کی صورت میں ماسوائے نامزد مکان کے سرکاری رہائش کو ایک سال تک رکھنے کا مجاز ہے یا پھر اس کی نئی تعیناتی کے مقام پر رہائش کی فراہمی تک جو بھی ان میں سے پہلے ہو۔الاٹمنٹ پالیسی پیرا (IX) کے مطابق وفاقی حکومت کے جو ملازمین بنیادی سکیل 20 یا اس سے بالا کے ہوں پنجاب سے باہر تبادلہ کی صورت میں تین سال کے لئے سرکاری رہائش گاہیں رکھ سکتے ہیں یا جب تک انہیں نئی تعیناتی کی جگہ اپنے استحقاق کے مطابق رہائش مل جائے جو بھی ان میں سے پہلے ہو۔اس کا اطلاق وفاقی حکومت کے تمام ملازمین پر ہوتا ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ پنجاب حکومت کی الاٹمنٹ پالیسی کے پیرا 28 (X) کے مطابق ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر، ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر اور ڈسٹرکٹ سیشن جج صاحبان کی لاہور سے باہر تعیناتی کی صورت میں سرکاری رہائش گاہ سوائے نامزد رہائش گاہ کے دو

سال تک اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔اس طرح پنجاب حکومت میں تعینات دیگر ملازمین لاہور سے باہر تعیناتی کی صورت میں الاٹمنٹ پالیسی کے پیرا 28 (ii& iii) کے مطابق آٹھ ماہ تک سرکاری رہائش گاہ اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔

(ج) درست ہے۔ایسے ملازمین کی تفصیل تتمہ (الف) پر موجود ہے۔

(د) نہیں۔ فی الحال ایسی کوئی تجویز حکومت پنجاب کے زیر غور نہیں۔ حکومت پنجاب کی مروجہ الاٹمنٹ پالیسی کافی غور وخوض کے بعد تیار کی گئی تھی اور مجاز اتھارٹی کی منظوری کے بعد جاری ہوئی۔مزید برآں لاہور سے باہر تبادلے کی صورت میں پنجاب حکومت کے ملازمین کو عموماً ضلعی حکومت کے ماتحت رہائش کی سہولت دستیاب ہو جاتی ہے،اس لئے اس حوالے سے پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔

ضلع لودھراں میں ججز کی منظور شدہ وخالی اسامیوں کی تفصیل

*7614 سید محمد رفیع الدین بخاری: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لودھراں میں سول وایڈیشنل ججز اور دیگر کس کس عہدہ کے ججز کی منظور شدہ اسامیاں ہیں؟

(ب) ان میں سے خالی اسامیوں کے نام اور گریڈ کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ج) اس وقت ان عدالتوں میں کتنے مقدمات زیر سماعت ہیں؟

(د) کیا حکومت خالی اسامیاں جلد از جلد پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) اس وقت ضلع لودھراں میں ایک ڈسٹرکٹ سیشن جج 4 ایڈیشنل سیشن ججز،ایک سینئر سول جج اور 9 سول ججز کی منظور شدہ اسامیاں ہیں ان میں سے سر دست صرف ایک ایڈیشنل سیشن جج اور ایک سول جج کی اسامی خالی ہے۔

(ب) متذکرہ کورٹس میں ایک ایڈیشنل سیشن جج گریڈ 19 اور ایک سول جج گریڈ 17 کی اسامی خالی ہے۔

(ج) متذکرہ بالا عدالتوں میں سے زیر سماعت مقدمات کے بارے میں تاحال تفصیلات موصول نہ ہوئی ہیں۔

(د) عدلیہ ایک خود مختار ادارہ ہے۔ ماتحت عدلیہ میں سول ججز کی خالی اسامیوں کی بھرتی کے سلسلہ میں لاہور ہائی کورٹ پنجاب پبلک سروس کمیشن سے براہ راست رابطہ کرتی ہے۔ مزید برآں ایڈیشنل ڈسٹرکٹ و سیشن ججز کی خالی اسامیوں کے لئے ہائی کورٹ خود امتحان وانٹرویو لینے کی مجاز ہے۔

جھنگ، ججوں کی منظور شدہ خالی اسامیوں اور مقدمات کی تفصیل

*7661 سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع جھنگ میں فیملی، سول اور ایڈیشنل سیشن ججوں کی کتنی اسامیاں ہیں، ان میں سے کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(ب) متذکرہ کورٹس میں تعینات عملے کے نام و گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) مذکورہ عدالتوں میں 2004 سے آج تک کتنے سول و فوجداری مقدمات پیش ہوئے اور کتنوں کا فیصلہ ہوا، کیا حکومت مقدمات کی بھرمار کے پیش نظر مزید سول جج تعینات کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) اس وقت ضلع جھنگ میں 11۔ایڈیشنل سیشن ججز اور 27 فیملی، سول ججز کی اسامیاں ہیں ان میں سے سردست صرف 4 اسامیاں فیملی، سول ججز کی خالی ہیں۔

(ب) متذکرہ کورٹس میں تعینات عملے کے نام و گریڈ کی تفصیل پرچم (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سول و فوجداری مقدمات کے بارے میں تاحال متعلقہ عدالتوں سے تفصیلات موصول نہ ہوئی ہیں۔ عدلیہ ایک خود مختار ادارہ ہے۔ ماتحت عدلیہ میں سول ججز کی خالی اسامیوں کی بھرتی کے سلسلہ میں لاہور ہائی کورٹ پنجاب پبلک سروس کمیشن سے براہ راست رابطہ کرتی ہے۔ مزید برآں ایڈیشنل ڈسٹرکٹ و سیشن ججز کی خالی اسامیوں کے لئے ہائی کورٹ خود امتحان وانٹرویو لینے کی مجاز ہے۔ اگر عدلیہ کی جانب سے اسامیوں کو بڑھانے

کے لئے کوئی تجویز حکومت کو موصول ہوتی ہے تو حکومت اپنے وسائل کے پیش نظر اس پر غور کرے گی۔

تمام محکمہ جات کے ملازمین کے لئے سرکاری رہائشوں کی الاٹمنٹ

*7814 ڈاکٹر اسد معظم: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کی مختلف سرکاری کالونیوں میں پنجاب سول سیکرٹریٹ، ہائی کورٹ اور پنجاب اسمبلی کے آفیسرز اور ملازمین کو ہی کوارٹر الاٹ کئے جاتے ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ محکموں کے علاوہ پنجاب کے دیگر محکمہ جات کے ملازمین کو بھی کوارٹر الاٹ کرنے کے لئے تیار ہے، اگر ہاں تو کب سے اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) درست ہے کیونکہ موجودہ الاٹمنٹ پالیسی کے تحت صرف پنجاب سول سیکرٹریٹ، لاہور ہائی کورٹ اور پنجاب اسمبلی کے ملازمین کوارٹروں کی الاٹمنٹ کے مستحق ہیں۔ شروع میں سیکرٹریٹ ملازمین اور سیکرٹریٹ کے علاوہ ملازمین کے لئے 1:2 نسبت رکھی گئی، بعد میں یہ نسبت ختم ہوگئی کیونکہ اس پالیسی کے مطابق الاٹمنٹ نہ کی گئی جس کی وجہ سے غیر سیکرٹریٹ ملازمین کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا اس طرح سرکاری گھروں میں محکمہ صحت اور تعلیم کے ملازمین کی تعداد سب سے زیادہ ہوگئی۔ یہ ملازمین عام طور پر لاہور سے باہر ٹرانسفر نہیں ہوتے اس لئے ریٹائرمنٹ تک گھر ان کے پاس رہتے ہیں۔ مزید برآں یہ لوگ والدین رہائشی سکیم کے لئے سرکاری گھر اپنے بچوں کے نام کروا لیتے تھے۔ 1997 میں ایک سروے کے مطابق لاہور کے سرکاری گھروں میں مختلف محکموں کے رہائشیوں کی شرح مندرجہ ذیل تھی:۔

محکمہ	تعداد	فیصدی
پنجاب سول سیکرٹریٹ	1095	30
لاہور ہائی کورٹ	101	3
صوبائی اسمبلی	45	1
دوسرے محکمے	2380	66
کل گھر	3621	100

اس بناء پر خدشہ ہوا کہ اگر اس صورت حال کو کنٹرول نہ کیا گیا تو ایس اینڈ جی اے ڈی کے تمام گھر محکمہ صحت اور تعلیم کے زیر قبضہ آ جائیں گے۔ محکمہ قانون سے مشورے کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ تین محکموں کے علاوہ باقی تمام محکموں کے ملازمین کو الاٹمنٹ عارضی طور پر بند کر دی جائے۔ تاوقتیکہ مطلوبہ تناسب حاصل ہو جائے۔ حکومت پنجاب کی اس الاٹمنٹ پالیسی کو بذریعہ رٹ پٹیشن نمبر 8157/99 ہائی کورٹ میں چیلنج کیا گیا۔ لیکن عدالت عالیہ نے اپنے فیصلے مورخہ 27۔ مئی 1999 میں حکومت پنجاب کی الاٹمنٹ پالیسی کی تائید کر دی۔

(ب) مفصل جواب جز (الف) میں ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

سیکرٹریوں کی اے سی آرز لکھنے کا اختیار وزیر اعلیٰ سے متعلقہ وزراء کو دلانے کا مطالبہ

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، صدیقی صاحب!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے ایک عرض کرنی تھی کہ پچھلی دفعہ یہاں جب سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کے سوالوں کے جواب دیئے جا رہے تھے تو میں نے متعلقہ وزیر چودھری اقبال صاحب سے ایک سوال کیا تھا کہ کیا موجودہ حکومت یہ سمجھتی ہے کہ اپنے محکمے کے سیکرٹریوں کی اے سی آرز کو لکھنے کا اختیار متعلقہ وزیر کو ہونا چاہئے۔ یہ سوال میں نے دوسری مرتبہ کیا تھا اور میں نے کہا تھا کہ وزیر اعلیٰ سیکرٹریوں کی اے سی آرز لکھتے ہیں تو کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ اگر ان کے وزیر competent ہیں تو وزیر اعلیٰ اپنے اس اختیار کو اپنے وزراء کو منتقل کر دیں۔ اگر انہیں وزراء کی قابلیت اور اہلیت پر اعتبار ہے تو وہ یہ اختیار وزراء کو دے دیں جیسا کہ 1975,1974,1973,1972 میں پیپلز پارٹی نے اپنے وزراء کو یہ اختیار دیا تھا کہ سیکرٹریوں کی اے سی آرز متعلقہ وزیر لکھیں گے کیونکہ محکمہ کا head وزیر ہوتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس پر وزیر موصوف نے یہاں on floor of the House یہ یقین دہانی کروائی تھی کہ آپ کی تجویز بڑی مناسب ہے اور واقعی وزیر کو اے سی آر زلکھنے کا اختیار ہونا چاہئے اور ہم وزیر اعلیٰ صاحب کو یہ سفارش کریں گے کہ وہ یہ اختیار وزراء کو دیں۔ اس جواب کو بھی سال گزر گیا ہے تو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ مناسب نہیں ہے کہ اے سی آر زلکھنے کا اختیار وزیر اعلیٰ صاحب اپنے بجائے اگر وزراء کو دے دیں تو عوام کے مسائل بھی حل ہوں گے، وزراء کی عزت میں بھی اضافہ ہو گا۔ وزیر صاحب اس کا جواب دے دیں کہ سال ہو گیا اس سوال کا کیا بنا ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں آپ سے ایک استدعا کرنے کے بعد رولنگ چاہوں گا کہ اگر کوئی ممبر وقفہ سوالات گزرنے کے بعد سوال کرے تو اس کے لئے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا اس سوال سے کوئی تعلق ہے بلکہ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ This is not a question وہ ایک پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے تھے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر خدمات وانتظام عمومی: point of explanation۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر خدمات وانتظام عمومی: جناب سپیکر! انہوں نے میرا نام لے کر کہا ہے کہ میں نے on floor of the House ایسی کوئی commitment کی تھی۔ انہیں کوئی خواب آیا ہو تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ میں نے آج تک کوئی ایسی بات نہیں کی۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں 1985 سے وزیر چلا آرہا ہوں اور میں نے زندگی میں کبھی ایسی کوئی خواہش بھی نہیں کی۔ ہمارا اپنا کام ہے اور گورنمنٹ officials کا اپنا کام ہے تو وزیر کا اے سی آر زلکھنے کا کوئی "تک" نہیں بنتا۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! پچھلے سال سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کے سوال کے دوران on behalf of Chief Minister چودھری صاحب نے کھڑے ہو کر اس متعلقہ سوال کا جواب نہ دیا ہو تو میں ہرجانہ ادا کرنے کے لئے تیار ہوں۔

وزیر خدمات وانتظام عمومی: جناب سپیکر! میں نے کبھی ایسی بات نہیں کی۔

جناب قائم مقام سپیکر: Anyhow صدیقی صاحب! آپ نے جو پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے تو بات یہ ہے کہ جو منسٹرز یہاں موجود ہیں وہ گورنمنٹ کے نمائندے ہیں and Chief Minister is their head. It is in the hand of the Chief Minister کہ وہ جو محکمہ جن کو دیتے ہیں پھر ان کی کارکردگی وہ خود نوٹ کرتے ہیں اور مانیٹر کرتے ہیں۔ Basically every Minister is empowered. Basically it is the man behind the gun. اب Call Attention Notice لیتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پورے question hour میں، میں نے آپ سے وقت کے لئے request کی اور آپ دانستہ مجھے ignore کرتے رہے۔ میں بارہا آپ سے گزارش کرتا رہا اور یہاں سے آپ نے صرف تین چار آدمی چنے ہوئے ہیں اور آپ چہرے دیکھ کر ٹائم دیتے ہیں اور آپ جانبداری سے کام لیتے ہیں۔ آپ اس ہاؤس کے Custodian ہیں۔ آپ کے لئے سارے برابر ہیں لیکن آپ یہاں پر صرف اپنے من پسند لوگوں کو بولنے کا ٹائم دیتے ہیں۔ میرے حلقے کے مسائل تھے اور relevant questions تھے لیکن آپ نے مجھے ٹائم نہیں دیا۔ میں آپ کے اس جانبدار رویے کے خلاف واک آؤٹ کرتا ہوں اور نیچے جا کر سیڑھیوں پر اپنی علیحدہ اسمبلی بنا کر بیٹھتا ہوں اور وہاں بات کروں گا تاکہ میں اپنے عوام کو یہ بتا سکوں کہ وہ ہاؤس جانبدار ہے۔ وہاں سپیکر لوگوں کو ٹائم شکلیں، چہرے اور میک اپ دیکھ کر دیتا ہے اور یہ سوالوں کی ردی ہمیں نہ دیا کریں یہ کیوں پیسے ضائع کرتے ہیں، یہ ردی انہی دو چار لوگوں کو دیا کریں جن کو ٹائم دیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے بول لیا ہے ناں۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر سید حسن مرتضیٰ واک آؤٹ
کر کے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! ابھی جو معزز رکن نے گفتگو فرمائی ہے آپ یقین کیجئے کہ میں توقع کر رہا تھا کہ ہمارے جو اس طرف بیٹھے ہوئے قائدین ہیں ان میں سے کوئی نہ کوئی کھڑا ہو کر یہ ضرور کہے گا کہ اس شخص نے غلط languageاستعمال کی ہے اور اس نے آپ کے کردار اور role کو condemn کیا ہے اور اس پر اعتراض کیا ہے اور ان کے الفاظ کی مذمت کرتا ہوں اور جو کچھ کہا ہے میں آپ سے استدعا کروں گا کہ اس کو ایوان کی کارروائی سے حذف کیا جائے، یہ کوئی طریق کار نہیں ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان اپوزیشن والوں کا فرض بنتا تھا کہ یہ کھڑے ہو کر یہ بات کہتے کہ جناب! اس بندے نے غلط بات کی ہے آپ جانبداری سے کام نہیں لیتے لیکن انتہائی افسوس کی بات ہے کہ اپوزیشن کی طرف سے کسی نے اس کو condemn بھی نہیں کیا بہر حال ہم ٹریژری بنچز کی طرف سے ان کے اس رویے کو condemn کرتے ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چودھری اصغر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر: شکریہ۔ جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ راجہ بشارت سے پہلے میں کھڑا تھا، میں راجہ صاحب کی اس بات کو condemn کرتا ہوں کہ کسی نے آواز نہیں اٹھائی حالانکہ میں کھڑا تھا اور وہ بعد میں کھڑے ہوئے لیکن چونکہ وہ لاء منسٹر ہیں اس لئے آپ نے ان کو ٹائم دے دیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں، ایسی بات نہیں ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: میں کھڑا تھا، آپ گواہ ہیں کہ میں کھڑا تھا۔ (شور وغل)

جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ انہیں یہ بات کرنی نہیں چاہئے تھی جو انہوں نے کی ہے لیکن راجہ صاحب کی بات کے اندر میں سمجھتا ہوں کہ اس لئے خلوص نہیں تھا کہ انہوں نے ہمیں بھی ساتھ میں condemn کر دیا ہم تو چاہتے تھے یہ بات کرنا کہ یہ جو ہمارے سپیکر ہیں جو اس وقت سپیکر کی کرسی پر بیٹھے ہیں ہم ان سے قطعی طور پر مطمئن ہیں اور الحمد للہ وہ اپوزیشن کو اور ٹریژری بنچز کو بالکل عدل کے ساتھ ٹائم دیتے ہیں ہمیں اس پر کوئی شک نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا آفتاب صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ:

The conductof the Speaker cannot be challenged. As a law abiding citizen I feel sorry for that

انہیں ایسی زبان استعمال کرنا نہیں چاہئے تھی، کسی کے چسرے والی بات نہیں یہاں پر اگر کوئی بات کرتا ہے تو اس کا ایک قانونی حق ہے میں کم از کم یہ کہتا ہوں کہ:

I have never been stopped because I have never been irrelevant. I will never go beyond the rules.

بس یہاں تک بات ہے کہ ہم condemn نہیں کرتے، پولیٹیکل پارٹیز میں discussions ہوتی ہیں every body has right to say وہاں پر بات کر سکتے ہیں مگر keeping in view of the decorum of the House, I apologize if it has hurt any body's feelings. لیکن آپ ایک چیز ضرور کریں جیسے پہلے بات ہوتی ہے کہ before the start of the question hour آپ اس کمیٹی کے چیئر مین بھی ہیں کہ آپ صرف بیس یا پچیس منٹ یا آدھ گھنٹہ رکھ لیں where you can speak on the point of orders جتنے بھی point of orders ہیں یا point of disorders ہیں یا لوکل مسائل ہیں یا ہمارے constitutional یا نیشنل ادارے ہیں جو بھی ہیں آپ discuss کر سکتے ہیں اگر اس question hour سے پہلے کر لیں گے the question hour will be very relevant دوسری بات یہ ہے کہ:

You have been running the House giving time to everyone but once again I feel sorry and I apologize for it. Thank you very much.

چودھری زاہد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چودھری زاہد پرویز صاحب!

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ یہ جو پانچ چھ آدمی ہیں یہ ہمارے سینئر ہیں کچھ تین میں ہیں، کچھ تیرہ میں ہیں چلو! آپ ہمیں تیرہ میں ہی رکھ لیں ان کو آپ زیادہ ٹائم دیتے ہیں کم از کم جو back benches ہیں کچھ نہ کچھ ان کو بھی ایک آدھ دفعہ ٹائم دے دیا کریں۔

سب نے correction بھی کی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے اس ہاؤس کی اور متعلقہ وزیر کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ آج کل بھٹہ مالکان نے ہڑتال کر رکھی ہے۔ وہ اینٹیں نیچ رہے ہیں اور نہ ہی بنا رہے ہیں۔ اس سے جو پرائیویٹ بلڈنگز ہیں ان کا بھی کام بالکل رکا ہوا ہے اور سرکاری کام بھی رکے ہوئے ہیں جس سے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں مزدور فارغ ہوئے ہیں اور کئی لوگ ایسے ہیں جنہوں نے دہاڑیاں لگانی ہوتی ہیں اور جا کر اپنا شام کا چولہا جلانا ہوتا ہے۔

میری یہ رائے ہے کہ آپ کوئی ایسی کمیٹی بنا دیں جو بھٹہ مالکان کے ساتھ negotiation کرے اور ان کے grievances دور کرائیں تاکہ ان مزدوروں کا کام چل سکے۔ آج کی مہنگائی کے دور میں آپ کو پتا ہے کہ کس طرح کسی کی ہانڈی روٹی چلتی ہے۔ اس لئے میں آپ سے یہ گزارش کر رہا ہوں اور میں غریب نمائندوں کی بات کر رہا ہوں جن بے چاروں کو آج کل مزدوری بھی نہیں مل رہی ہے اور آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ ملک میں کتنی خودکشیاں ہو رہی ہیں، پنجاب میں خودکشیاں ہو رہی ہیں اور کتنے جرائم بڑھ گئے ہیں، اگر آدمی کو روزگار نہ ملے تو پھر اس نے یہ جرائم ہی کرنے ہیں۔ اس لئے یہ مسئلہ بڑا اہم ہے اس کو solve کرائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جس وقت یہ بات ہوئی ہے جس کے متعلق لاء منسٹر صاحب اور اس کے بعد چودھری اصغر علی گجر صاحب اور رانا آفتاب خان صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کیا میں اس وقت موجود نہیں تھا لیکن جیسا کہ میں نے گجو صاحب سے پوچھا کہ کیا بات ہوئی تھی تو انہوں نے مجھے بتایا کہ حسن مرتضیٰ صاحب نے کہا تھا کہ سپیکر صاحب جانبداری سے کام لیتے ہیں۔ میں یہ بات کروں گا کہ سپیکر as a Custodian of the House پورے ہاؤس کے ممبران کے لئے ایک عزت اور احترام کا درجہ رکھتا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی میں سمجھتا ہوں کہ ایک ممبر اور سپیکر کے درمیان جو تھوڑا سا ایک احترام کا رشتہ ہے اس میں اگر کبھی یا کسی وجہ سے اگر کسی ممبر کو کوئی شکوہ پیدا ہو جائے، کوئی گلہ پیدا ہو جائے تو اسے بھی کوئی اتنا زیادہ سنجیدہ لینا بھی مناسب نہیں ہے، اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ حسن مرتضیٰ صاحب نے جو بات کی اس کے متعلق جو لاء منسٹر صاحب نے اپنا اظہار خیال کیا پھر رانا آفتاب صاحب نے کیا اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو اس بات کو فراموش کرتے ہوئے چاہئے کہ آپ کسی ممبر کو بھیجیں جو ان کو یہاں پر بلا کر لائیں۔ میں سمجھتا ہوں جتنا ہو گیا ہے یہ کافی ہے اس سے زیادہ کرنا جو ممبر اور سپیکر کے درمیان ایک احترام

کا رشتہ ہے اس کو نقصان پہنچے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے، درست ہے۔

وزیر جیل خانہ جات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، نوانی صاحب!

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! جیسا کہ رانا صاحب نے point out کیا اور بڑے relevant انداز میں انہوں نے بات کی اور میں یہ توقع کرتا تھا کہ جس طرح رانا آفتاب صاحب نے بات کی ہے اسی طرح سینئر پارلیمنٹیرین اور باقی دوست بھی گفتگو فرمائیں گے اور رانا آفتاب خان صاحب نے تمام جو گفتگو ہوئی ہے اس پر معذرت کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کی عزت ہماری عزت ہے اور اس کی عزت قائم رکھنا اور سپیکر کی عزت پورے ہاؤس کی عزت ہے کیونکہ یہ کسٹوڈین ہیں اور یہ میں دیانتداری سے کہتا ہوں کہ بڑے عرصے سے ہم اور ہمارے دوسرے دوست اس ہاؤس میں بیٹھے ہیں جتنا ٹائم اس ہاؤس میں ممبر کی خواہش میں آپ دیتے ہیں میں نے کبھی اس سے پہلے اتنا ٹائم دیتے ہوئے نہیں دیکھا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! کئی دفعہ آپ نے محسوس بھی کیا ہے اور مجھے یہ بھی پتا ہے کہ آپ جان بوجھ کر رولز کو ایک طرف رکھ کر ممبران کی خواہش کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کو بات کرنے کی اجازت دیتے ہیں اور میں نے کئی دفعہ یہ پوائنٹ آؤٹ کیا ہے کہ یہ ساری گفتگو اور کارروائی رولز کے خلاف ہو رہی ہے لیکن آپ پھر بھی کمال مہربانی فرماتے ہوئے انہیں ٹائم دیتے ہیں اور ان ممبران کے جو بھی خدشات ہوتے ہیں یا انہوں نے اپنے علاقے کی بات کرنی ہوتی ہے یا کوئی بھی matter ہوتا ہے آپ ان کو موقع بخشتے ہیں کہ ان کا point of view جو ہے وہ on the floor of the House آ جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ حسن مرتضیٰ صاحب تو میرے عزیز بھی ہیں، میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ ان کو ایسی بات نہیں کہنی چاہئے تھی لیکن تمام ہاؤس کے ممبران نے جس طرح اس بات کا احساس کیا اور اس کو realize کیا اور ان کی پارٹی کے جو concerned لوگ تھے، جو ہیڈ تھے اس وقت یہاں موجود تھے انہوں نے معذرت بھی کی لیکن رانا ثناء اللہ صاحب کی بات کو میں آگے بڑھاتے ہوئے کہ یہ بھی بات صحیح ہے کہ یہاں اس طرح کی tensions ہوتی ہیں، جو جتنی بڑی کرسی پر بیٹھتا ہے اتنا ہی بڑا حوصلہ اور برداشت ہوتی ہے ہاؤس کو بہترین طریقے سے چلانے کے لئے اسی طرح کے پھر اس ہاؤس میں مظاہرے بھی ہوتے ہیں۔ میں اس بات کو condemn کرتے

ہوئے آپ سے یہ ضرور اپیل کروں گا کہ جس طرح کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو مرتبہ دیا ہے اسی کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارے جیسے ممبران کی چھوٹی موٹی باتوں کو آپ نظر انداز کرتے ہوئے اس ہاؤس کے ماحول کو بہتر کرنے کے لئے کسی ممبر کو حکم دیں کہ وہ ان کو جا کر لے آئیں۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! جس طرح کا رویہ رانا آفتاب صاحب نے اختیار کیا تھا، that is the best thing، رانا ثناء اللہ صاحب بڑے پرانے پارلیمنٹیرین ہیں، ہمارے دوست ہیں، میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ رولز آف بزنس ان سے زیادہ کوئی نہیں جانتا، رولز آف بزنس کے مطابق بھی سپیکر کا کنڈیکٹ جو ہے، میں بھی 1985 سے ممبر ہوں، میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ اس طرح اس کو ہاؤس کے اندر discuss کیا گیا ہو۔ اس لئے انھوں نے غلطی کی ہے، رانا ثناء اللہ صاحب انہیں سمجھا کر لے آئیں، وہ معذرت کر لیں اور آپ اس معاملے کو ختم کر دیں۔ بہت بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: میں یہاں پر واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ میں سب سے پہلے تمام ہاؤس کا مشکور ہوں کہ جن خیالات کا اظہار آپ نے کیا ہے اور مجھ پر اعتماد کیا ہے، میں آپ کا پہلے بھی احترام کرتا رہا ہوں اور اب بھی میرے دل میں احترام ہے۔ میں نے کبھی کسی چیز کو ذاتی انا نہیں بنایا اور میں نے ابھی بھی کوئی ذاتی انا نہیں بنایا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

بلکہ میں ان کو روک رہا تھا، ان کو کہہ رہا تھا کہ آپ نے بہت بات کر لی ہے، اب میرا جواب سن لیں لیکن وہ اٹھ کر چلے گئے۔ مجھے کوئی خلش نہیں۔ میں ان الفاظ کو بھی expunge نہیں کرنا چاہوں گا، وہ ان کا حق ہے اگر انھوں نے کہہ دیا ہے تو I don't mind that، میں ابھی بھی کہوں گا کہ he is always welcomed. کیونکہ میں اگر سپیکر ہوں تو آپ کی وجہ سے ہوں۔ اگر آپ مجھے عزت دے رہے ہیں تو میں اس کرسی پر بیٹھا ہوں۔ یہ عزت اللہ نے دی ہے یا آپ تمام ممبران نے دی ہے اور یا ہماری حکومت نے دی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں سمجھتا ہوں کہ میں آپ کا جتنا بھی احترام کر سکتا ہوں، میرے دل میں ویسے ہی ہے۔ میرے دل میں کوئی خلش نہیں۔ میرا وہ چھوٹا بھائی ہے۔ اگر اس کو یہ احساس ہوا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اس میں اس کا احساس شاید صحیح ہو لیکن میں نے جان بوجھ کر اس کو نظر انداز نہیں کیا کیونکہ ایسے issues چل رہے تھے اور میں نے اس وقت ان کو یہ کہا تھا کہ سوالات ہو لینے دیں اس کے بعد میں پوائنٹ آف آرڈر دوں گا اور میں نے اس کو پوائنٹ آف آرڈر دیا، in any case میں request کروں گا اپنے معزز اراکین سے کہ وہ اگر ان کو لے آئیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں، وہ

تشریف لائیں اور اگر وہ دوبارہ بولنا چاہیں تو میں ان کو دوبارہ موقع دینا چاہتا ہوں۔ اس میں کوئی بات نہیں۔ میں سب کا بے حد مشکور ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران رانا آفتاب احمد خان، جناب سمیع اللہ خان
اور راجہ محمد شفقت خان عباسی معزز ممبر سید حسن مرتضیٰ کو ایوان میں واپس
لانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! آپ نے وعدہ کیا تھا کہ آپ مجھے وقت دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! شکریہ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ایک قول ہے کہ مومن ایک سوراخ سے بار بار نہیں ڈسا جاتا۔ (قہقہے)

پہلے بھی ہم نے برداشت کیا، خواتین کے بارے میں اتنے ریمارکس دیئے گئے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! ہو گئی بات۔ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے۔ آپ کی مہربانی۔ میں آپ سب کا مشکور ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! خواتین سے معافی مانگی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ایسی معافی والی بات نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! آپ ان کو پابند کریں۔ عورت کی بھی کوئی عزت ہوتی ہے۔ آپ ان کو پابند کریں کہ خواتین سے معافی مانگی جائے۔ یہ تمام خواتین کی آواز ہے۔ انھوں نے خواتین کو نشانہ بنایا ہے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب قائم مقام سپیکر: انھوں نے خواتین کا نام نہیں لیا۔ ایسی بات نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)

اذان ہونے والی ہے، میں ذرا توجہ دلاؤ نوٹس شروع کر لوں۔ ملک اصغر علی قیصر اور جناب سمیع اللہ خان کا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 553 ہے۔

جڑانوالہ کچہری میں فائرنگ سے دو بھائیوں کی ہلاکت پر حکومتی کارروائی کی تفصیل

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! یہ میرا کال اٹینشن نوٹس ہے:

کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ "مورخہ 7۔ مارچ 2006 کی ایک موقر اخبار کے مطابق جڑانوالہ کچہری میں سجاد اور اس کے ساتھیوں نے فائرنگ کر کے عباد اور محمود دو سگے بھائیوں کو ہلاک کر دیا، چار افراد شدید زخمی ہوئے؟

(ب) اس سلسلہ میں اب تک پولیس نے کیا کارروائی کی ہے، کتنے افراد گرفتار ہوئے اور کتنے مفرور ہیں، مفرور کب تک گرفتار ہوں گے؟

(اس مرحلہ پر ممبر سید حسن مرتضیٰ واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! شکریہ۔

(الف) مورخہ 2۔ مارچ 2006 کو ملزمان سعید احمد، شاہد، سجاد عرف کالا، محمد حسین عرف بلو، محمد علیم، شاہنواز، فقیر حسین اور بشیر احمد نے آتشیں اسلحہ سے مسلح ہو کر سیشن کورٹ جڑانوالہ میں عباد علی و محمود الحسن کو قتل کیا جبکہ عبد الغفار، شاہد اقبال، ثناء اللہ، محمد افضل، محمد شفیق کانسٹیبل 36/42 کو شدید زخمی کر دیا۔ ملزمان نے یہ وقوعہ اللہ رکھا، سراج دین و محمد افضل کے ساتھ ہم مشورہ ہو کر کیا۔

(ب) اس سلسلہ میں مدعی مقدمہ محمد حسین ولد نواب دین قوم ڈوگر سکنہ چک نمبر 98 (ب) کے بیان پر مقدمہ نمبر 321 مورخہ 06-03-06 بجرم 302، 324، 109، 148، 149 (ت، پ) 788 تھانہ جڑانوالہ درج ہوا۔ مقدمہ کی تفتیش محمد افضل انچارج چوکی سٹی جڑانوالہ کر رہا ہے اور ابھی تک ایک ملزم گرفتار کیا گیا ہے اور باقی ملزمان کی گرفتاری کے لئے کوشش کی جا رہی ہے۔ اس مقدمہ میں زیادہ ملزمان کو نامزد کر دیا گیا تھا۔ پولیس کی تفتیش کے مطابق صرف تین ملزمان اس میں ملوث پائے گئے ہیں جن

میں سے ایک گرفتار ہو گیا ہے اور دو کی گرفتاری ابھی بقایا ہے۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! اس میں جو ملزمان نامزد کئے گئے ہیں اگر وہ گرفتار ہی نہیں ہوئے تو ان کو ایسے ہی بے گناہ کر دیا گیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، وہ کہتے ہیں کہ باقیوں کو انھوں نے بری الذمہ قرار دیا ہے، تین کو انھوں نے ملزم ٹھہرایا ہے جن میں سے ایک ملزم گرفتار ہوا ہے اور باقی دو گرفتار ہونے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جی، ایک ملزم گرفتار ہوا ہے اور تفتیش ہو رہی ہے۔

ایمن آباد موڑ گوجرانوالہ کی رہائشی خاتون سے اجتماعی زیادتی پر حکومتی کارروائی کی تفصیل

جناب قائم مقام سپیکر: Next Call attention Notice No. 554، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! شکریہ۔

کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ "مورخہ 2۔ مارچ 2006 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق بشارت ٹاؤن موڑ ایمن آباد گوجرانوالہ کی عائشہ بی بی کے ساتھ ایک غنڈے نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اجتماعی زیادتی کی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ میڈیکل رپورٹ میں مدعیہ کے ساتھ اجتماعی زیادتی ثابت ہونے پر ایف، آئی، آر درج کی گئی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پولیس نے پرچہ درج کرنے کے باوجود صرف ایک ملزم کو گرفتار کیا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ باقی ملزمان علاقہ میں دندناتے پھرتے ہیں مگر پولیس ان کو گرفتار نہیں کرتی بلکہ ان کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور ملزمان مدعیہ کو جان سے مارنے کی دھمکیاں دے رہے ہیں؟

(ہ) کیا حکومت ملزمان کو گرفتار کرنے اور ذمہ دار پولیس ملازمین کے خلاف قانونی اور محکمانہ کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس کا جواب بہت لمبا ہے۔ میں اس کو پڑھنا نہیں چاہوں گا لیکن اس کی مختصر صورتحال یہ ہے کہ یہ ایک غلط فہمی کی بنیاد پر محترمہ نے یہ کال اٹینشن نوٹس دیا ہے۔ یہ کوئی اجتماعی زیادتی کا واقعہ ہے اور نہ ہی کوئی اس میں ریپ یا اغواء ہوا ہے بلکہ یہ ایک میاں بیوی کا جھگڑا تھا اور خاوند اپنی بیوی کو اٹھا کر لے گیا تھا۔ اس میں صرف تین آدمی ملوث ہیں۔ ایک ملزم ہے جس کی یہ خاتون بیوی تھی اور دو خواتین جو اسے اٹھا کر زبردستی لے کر گئے ہیں اور اس کو زدوکوب کیا ہے۔ کوئی اس میں اجتماعی زیادتی کا واقعہ ہے اور نہ ہی کوئی اور اس قسم کا واقعہ ہوا ہے۔ اس میں جو ملزمان نامزد کئے گئے ہیں وہ گرفتار ہو چکے ہیں، تفتیش جاری ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ اب تحاریک استحقاق شروع کی جاتی ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! پہلی تو میری یہ گزارش ہے کہ ڈاکٹر جاوید صاحب لاہور کی انتہائی معروف، مشہور اور نیک سیرت شخصیت تھی جنہیں قتل کر دیا گیا ہے بلکہ ان سے متعلق تو یہ تھا کہ حکومت نے ان کے خلاف جو جھوٹے مقدمات بنائے تھے ہائی کورٹ نے انہیں بری کر دیا تھا لیکن اس کے بعد وہ لاہور کے اندر قتل ہو گئے اور اس کے متعلق یہ تین دفعہ نوٹس دیا گیا ہے لیکن وہ اسمبلی کے اندر نہیں آیا۔ یہ وجہ بتائی جائے کہ ایسا کیوں ہے، توجہ دلاؤ نوٹس اتنا اہم معاملہ ہے، اتنی اہم بات ہے لیکن یہ اسمبلی کے اندر ابھی تک نہیں آیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہاں آیا تو نہیں ہے۔ یہ اصل میں دو ہوتے ہیں اور دو انھوں نے select کئے ہیں اور دو آئندہ آئیں گے۔ یہ next Call Attention Notice والے دن آ جائیں گے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! selection کا کیا معیار ہے؟ ایک آدمی کو لاہور میں شہید کیا جاتا ہے اور پچاس ہزار آدمی اس کے جنازے میں شریک ہوتے ہیں۔ سارا دن وہاں ٹریفک بند رہتی ہے۔ ہم نے تین دفعہ یہ توجہ دلاؤ نوٹس جمع کروایا ہے کہ ان کو شہید کیا گیا ہے، ان کے قاتلوں کا کوئی پتا

نہیں، کیس کا کچھ پتا نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ محترم وزیر قانون اس بارے میں ہماری کوئی رہنمائی کر دیتے لیکن یہ توجہ دلاؤ نوٹس آ ہی نہیں رہا۔ جناب! توجہ دلاؤ نوٹس کی selection کا کیا معیار ہے؟ ہم نے تو سب سے پہلے اپنے اس توجہ دلاؤ نوٹس کو جمع کروایا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: anyhow آج تو یہ نہیں آ سکا اگلے توجہ دلاؤ نوٹس کے دن اس کو take up کر لیں گے۔

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: تحاریک استحقاق شروع کرتے ہیں۔ پیر رفیع الدین بخاری صاحب کی تحریک استحقاق کافی عرصہ سے pending چلی آ رہی ہے۔ اسے take up کرتے ہیں۔

ایکسین لودھراں کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ناروا سلوک

پیر رفیع الدین بخاری: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 3۔جنوری 2006 کو میں اپنے حلقہ کے عوامی مفاد کے ایک مسئلہ کے حل کے لئے XEN لودھراں کینال ڈویژن عبدالمجید کے دفتر میں گیا اور ان کے قاصد کے ہاتھ اپنا کارڈ ملنے کے لئے دیا۔ مجھے آفیسر موصوف نے آدھے گھنٹے کے بعد ملنے کا ٹائم دیا۔ حالانکہ وہ ان کے دفتر کے اہلکاران کے مطابق فارغ بیٹھے تھے۔ میں نے ان کو اپنا جائز کام بتایا اور اس کے حل کے لئے گزارش کی۔ مگر وہ میری بات سن کر فوراً سیخ پا ہو گئے اور میرے ساتھ انتہائی نامناسب رویہ اختیار کیا اور ترش لہجہ اور بلند آواز میں چلانا شروع کر دیا کہ آپ تمام MPAs غلط ہیں۔ آپ کو دفاتر میں آنے اور آفیسران کو ملنے کے آداب نہیں آتے۔ میں آپ کا کام نہیں کرتا۔ جاؤ آپ نے جو میرا کرنا ہے کر لیں۔ آپ نے میرے خلاف پہلے بھی تحریک استحقاق اسمبلی میں دی تھی تو آپ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکے اور اب بھی میرے خلاف جو چاہیں اسمبلی میں تحریک لے آئیں۔ آپ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اس کے علاوہ بھی انھوں نے میرے اور اس معزز ایوان کے ممبران کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کئے۔ جس سے نہ صرف میرا بلکہ اس ایوان کا بھی استحقاق مجروح کیا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! اس سلسلے میں عرض ہے کہ تحریک استحقاق کے حوالے سے جب حافظ عبدالمجید XEN لودھراں ڈویژن سے پوچھا گیا تو انھوں نے بتایا کہ مورخہ 3۔جنوری کو محترم ایم پی اے صاحب انھیں ملنے آئے ہیں اور نہ ہی دفتر آئے ہیں اور ان سے کوئی ایسی زیادتی نہیں کی گئی۔ انھوں نے کہا ہے کہ عوامی نمائندگان ہمارے لئے قابل احترام ہیں۔ محترم ایم پی اے صاحب نے اس سے پہلے بھی XEN صاحب کے خلاف تحریک استحقاق نمبر 05/54 دی تھی۔ اور ان کی تسلی کروادی گئی تھی لیکن اس کے باوجود آج پھر دوبارہ انھوں نے تحریک دی ہے۔ اب یہ آپ پر منحصر ہے آپ جو کارروائی کرنا چاہیں کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چونکہ اس کیس کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں، یہ تحریک کافی عرصہ سے pending ہے۔ میں نے اس سلسلے میں سیکرٹری اری گیشن کو خود فون کر کے کہا تھا کہ معزز رکن کے اس مسئلے کو حل کروائیں لیکن اس کے باوجود یہ مسئلہ حل نہیں ہوا اس لئے میں اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں۔ اگلی تحریک استحقاق چودھری خضر الیاس ورک صاحب کی ہے۔ جی، چودھری صاحب!

ڈی ایس پی نارووال کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ

چودھری خضر الیاس ورک: جناب والا! شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 9۔جنوری 2006 بوقت 10:00 بجے رات DSP شوکت جوئیہ کا فون SHO کو آیا۔ جس میں موصوف DSP نارووال نے SHO کو کہا کہ MPA کی رائس ملز پر جن بدنام زمانہ اشتہاریوں نے فائرنگ کی ہے ان کے خلاف مقدمہ درج نہ کرنا۔ ہم نے MPA کو سبق سکھانے کا تہیہ کیا ہوا ہے جبکہ میں اس سے قبل SHO کے پاس بدنام زمانہ اشتہاری ملزمان کے خلاف مقدمہ درج کرانے کے لئے آیا ہوا تھا۔ میرے بار بار اصرار کے باوجود SHO نے مقدمہ درج کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ مجھے DSP صاحب نے آپ کا مقدمہ درج کرنے سے منع کیا ہے۔ میں نے دوبارہ اسی وقت DSP شوکت جوئیہ سے مقدمہ درج نہ کرنے کی وجہ دریافت کرنے کی کوشش کی اور میں نے

کہا کہ یہ بدنام زمانہ لوگ ہیں ان کے خلاف لاہور کے تھانہ شاہدرہ ٹاؤن، تھانہ شالیمار ٹاؤن، قلعہ گجر سنگھ، تھانہ حاجی پورہ سیالکوٹ اور دوسرے کئی تھانوں میں مقدمات درج ہیں۔ اس نے مجھے کہا میں کوئی وجہ نہیں بتا سکتا۔ ہم وہی کریں گے جو ہم چاہیں گے۔ DSP نے میرا فون سننے سے انکار کر دیا اور کہا مقدمہ کی تفتیش میں نے ہی کرنی ہے اگر SHO نے مقدمہ درج کر بھی دیا تو میں سب کو بے گناہ کر دوں گا۔ میں رائس ملز پر فائرنگ ہونے پر مقدمہ درج کرانا چاہتا تھا۔ چنانچہ DSP کے کہنے پر SHO نے مقدمہ درج کرنے سے انکار کر دیا اور مزید مجھے کہا کہ ہم دیکھیں گے کہ آپ ہمارا کیا کر لیں گے۔ اس طرح کا رویہ اختیار کرنے سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! کل میرے بھائی نے ادھر سے ایک DSP کے خلاف تحریک استحقاق دی تھی اور آج وہ ادھر سے ایک دوسرے DSP کے خلاف تحریک استحقاق دے رہے ہیں۔ جانے دیں جناب! اللہ مالک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے، خضر الیاس ورک صاحب کی اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق ملک جلال دین ڈھکو صاحب کی ہے۔ یہ پڑھی جا چکی ہے۔ روکھڑی صاحب نے اس کا جواب دینا تھا۔

وزیر مال: جناب سپیکر! یہ ایس اینڈ جی اے ڈی سے متعلقہ ہے اس کا جواب چودھری اقبال صاحب دیں گے۔ یہ میرے محکمہ سے متعلق نہیں ہے۔

ای ڈی او (آر) ساہیوال کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ

(---جاری)

وزیر خوراک: جناب سپیکر! جلال دین ڈھکو صاحب میرے بڑے بھائی ہیں، بزرگ ہیں۔ میں ان کی تحریک کی مخالفت نہیں کرتا۔ آپ بے شک اسے استحقاق کمیٹی کو refer کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ جلال دین ڈھکو صاحب کی تحریک استحقاق کو بھی میں استحقاق کمیٹی کو refer کرتا ہوں۔

ڈی پی او ننکانہ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز سلوک

(---جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: اگلی تحریک استحقاق جناب جاوید منظور گل صاحب کی ہے۔ یہ بھی پڑھی جا چکی ہے اور کل وزیر قانون صاحب نے اس کی مخالفت نہیں کی تھی لہذا یہ بھی مجلس استحقاقات کے سپرد کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک راجہ محمد شفقت عباسی صاحب کی طرف سے ہے۔

اسمبلی سے متفقہ طور پر پاس ہونے والی قرارداد پر عملدرآمد نہ کیا جانا

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور و ممنون ہوں۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے کہ جس حوالے سے میں اسمبلی سیکرٹریٹ میں قانون سازی کے لئے بھی نوٹس دے رہا ہوں کہ جو لمبی قید والے مرد یا عورت قیدی ہوتے ہیں ان کو matrimonial obligation کا حق ملنا چاہئے۔ اس لئے کہ آئین پاکستان کے آرٹیکل 35 میں کہا گیا ہے کہ:

> 35. The State shall protect the Marriage, the family, the mother and the child.

اس حوالے سے اسی اسمبلی نے ایک قرارداد پاس کی تھی کہ once in three month ان کو matrimonial obligation کی اجازت ملنی چاہئے۔ قواعد انضباط کار کے قاعدہ 126(2) کے تحت متعلقہ محکمہ کی یہ ذمہ داری تھی کہ اس اسمبلی کے ایوان نے جو قرارداد پاس کی تھی اس پر کوئی ایکشن لیتے۔ اب میں جناب کی اجازت سے تحریک پڑھ دیتا ہوں۔

جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 22- نومبر 2005 کو پنجاب اسمبلی نے متفقہ طور پر مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی تھی۔

اس ایوان کی رائے ہے کہ طویل قید کاٹنے والے قیدیوں کو سال میں کم از کم تین مرتبہ اپنی بیویوں سے جیل میں ملنے کی اجازت دینے کے متعلق قوانین و قواعد میں فوری طور پر ضروری ترمیم کی جائے۔ نیز پنجاب کی تمام جیلوں میں اگر فوری طور پر عمل درآمد ممکن نہ ہو تو مرحلہ وار نفاذ عمل میں لایا جائے

جناب سپیکر! پنجاب اسمبلی کے قواعد انضباط کار کے قاعدہ 126(2) کے تحت حکومت اس امر کی پابند ہے کہ وہ تین ماہ کے اندر اسمبلی کی منظور کردہ قرار داد پر عملدرآمد کے لئے اقدامات کرے۔ مندرجہ بالا قرار داد پر عملدرآمد نہ ہونے سے نہ صرف میرا بلکہ اسمبلی کے جملہ ممبران کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ جان بوجھ کر اس معاملہ کو التواء میں رکھ رہا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب والا! یہاں جس طرح آپ مہربانی فرماتے ہیں کہ اگر کوئی انسپکٹر یا کوئی اور پولیس آفیسر کسی ممبر کے خلاف بات کرتا ہے یا کوئی غلط الفاظ استعمال کرتا ہے تو آپ اس کے خلاف آنے والی تحریک کو کمیٹی کے حوالے کر دیتے ہیں۔ ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ یہ ایوان جب کسی معاملے پر کوئی قرار داد پیش کرتا ہے تو اس پر ہماری پنجاب حکومت، ہمارا اپنا محکمہ ہوم کیا عمل درآمد کرتا ہے۔ اس حوالے سے اسمبلی سیکرٹریٹ نے reminders بھی ضرور بھیجے ہوں گے۔ لہذا میں چاہوں گا کہ آپ میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دیتے ہوئے کمیٹی کے حوالے کریں۔ وزیر صاحب سے بھی دریافت کیا جائے کہ انھوں نے اس حوالے سے اب تک کیا کارروائی کی ہے؟ آپ کو معلوم ہو گا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ مختصر کریں کیونکہ وقفہ نماز ہونے والا ہے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): مجھے کہا گیا ہے کہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ سناؤں۔ وہ واقعہ یہ ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو عوام کے خیال کے لئے نکلتے تھے تو انھوں نے ایک خاتون کو شعر گاتے ہوئے سنا اور یہ اندازہ لگایا کہ شعر میں ہجر و فراق کی بات ہے۔۔۔ (شور وغل)

جناب قائم مقام سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیگم سے پوچھا کہ ایک عورت کتنے عرصے تک اپنے خاوند کے بغیر رہ سکتی ہے۔ یہ بڑا serious معاملہ ہے۔ ہمارا آئین یہ کہتا ہے کہ State shall protect the marriage the mother and the child اگر وہ شادی اس لئے ناکام ہو جائے کہ اس کے خاوند کو سات یا دس سال قید ہو گئی ہے تو میں کہتا ہوں کہ حکومت کو اس کا تدارک کرنا چاہئے اور متعلقہ Jail

Manual یا جیل رولز میں notify کر کے ہر قیدی کو خواہ وہ مرد قیدی ہو یا عورت قیدی ہو، قیدی تو قیدی ہی ہوتا ہے اس کو یہ حق ضرور ملنا چاہئے۔ میں وزیر موصوف سے گزارش کروں گا کہ وہ بتائیں کہ اس معاملے میں کیا پیشرفت ہوئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر جیل خانہ جات!

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ اس اسمبلی میں قرارداد پاس ہوئی لیکن حکومت کا یہ point of view تھا کہ اس میں بہت بڑا بجٹ involve ہے۔ ابھی ہمارے پاس اٹھارہ ہزار قیدی رکھنے کی گنجائش ہے لیکن اس وقت تقریباً چون، پچپن ہزار قیدی ابھی جیلوں میں بند ہیں۔ اس حکومت کو کریڈٹ جاتا ہے کہ اس نے جیل ریفارمز کے طور پر قیدیوں کا کھانا بہتر کیا ہے، میڈیکل سہولیات بہتر کی ہیں اور کافی اضلاع میں جیلیں بنانا بھی شروع کی ہیں تاکہ over population کو meet کیا جائے۔ ہم نے اس وقت بھی کہا تھا کہ جوں جوں وسائل ملیں گے ہم condemned prisoners کی بیویوں کو دو یا تین دن رکھنے کے procedure پر کام کریں گے۔ ہمیں ان کے لئے وہاں پر accommodation بنانا پڑے گی کیونکہ وہاں بیرکس میں تو نہیں رہ سکتے اس لئے اس میں ایک بہت بڑا بجٹ involve ہے۔ اس پر سرحد حکومت نے زیادہ کام کیا ہے تو میں نے ایک کمیٹی بنائی اور اسے وہاں بھیجا کہ وہ جا کر دیکھیں کہ انھوں نے کیسا infrastructure بنایا ہے۔ ہم اس کے لئے کوشش کر رہے ہیں، اس کے لئے کمیٹیز بنائی ہیں اور یہ دیکھ رہے ہیں کہ اگر اتنی جیلوں میں یہ پروگرام شروع کرنا ہے تو اس کے لئے کتنا بجٹ درکار ہے۔ موجودہ حکومت نے اس سلسلے میں positive steps لئے ہیں۔ ہم اس پر کام کر رہے ہیں ہمیں جس طرح بجٹ اور وسائل گنجائش دیں گے ہم اس پر ضرور کام کریں گے اور کر بھی رہے ہیں۔

جناب والا! میں عباسی صاحب سے گزارش کروں گا کہ already حکومت اس پر کام کر رہی ہے لیکن اس میں بہت بڑا بجٹ involve ہے۔ ہمیں ایسا انتظام کرنا پڑے گا کہ جیلوں میں فیملی رومز ہوں جہاں میاں بیوی رہ سکیں اس لئے اس پر بہت workout ہونا ہے۔ ہم اس پر کام کر رہے ہیں اور انشاء اللہ اسے آگے بڑھائیں گے۔ گل حمید خان روکھڑی کہہ رہے ہیں کہ ماحول۔ میں نے کہا کہ خاوند یا عورت جو condemned ہیں اگر باہر سے ان کے ساتھ خاوند یا بیوی رہے ان کو وہی گھر والا ماحول ملنا چاہئے۔ وہ تو جیل میں نہیں رہ سکتے اور نہ ہمارا حق ہے کہ ہم انھیں جیل کے ماحول میں رکھیں۔ میری گزارش ہے کہ حکومت اس پر کام کر رہی ہے اور ہم اس پر کام

کرنا چاہتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا مطلب ہے اصولی طور پر آپ disagree نہیں ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! وہ تو جس دن راجہ صاحب نے اسے oppose نہیں کیا تھا اور اس پر سٹیٹمنٹ دی تھی کہ جیسے جیسے ہمارے وسائل اجازت دیں گے ہم ان کے مطابق اس پر قدم آگے بڑھائیں گے۔ آپ خود انصاف کریں کہ اس میں بہت بڑا بجٹ involve ہے اس لئے یہ بات نہیں ہے کہ ہم اسے ایک دن میں کر لیں گے۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! اس وقت جو معاملہ زیر بحث ہے وہ تحریک استحقاق کا ہے۔ شفقت عباسی صاحب نے تحریک استحقاق دی ہے کہ حکومت نے ایک یقین دہانی کرائی تھی لیکن اس پر عملدرآمد نہیں ہو رہا۔ جیسے میرے بھائی سعید اکبر نوانی نے فرمایا ہے بالکل یہ حقیقت ہے کہ ہم نے یہ کہا تھا کہ دو اضلاع فیصل آباد اور لاہور میں بنا رہے ہیں اور جب وسائل میسر ہوں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کو آگے بڑھائیں گے۔ اس لئے اس پر یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔

(اذان مغرب)

جناب قائم مقام سپیکر: آدھ گھنٹے کے لئے نماز مغرب کے لئے وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لئے ہاؤس کی کارروائی آدھ گھنٹے کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے وقفہ کے بعد 7 بج کر 7 منٹ پر جناب قائم مقام سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے۔)

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، عباسی صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اپنی تحریک کے سلسلہ میں عرض کروں گا کہ جب اسمبلی میں کسی انسپکٹر کا معاملہ آتا ہے اور ہم چیخ و پکار کرتے ہیں کہ میں ایم پی اے ہوں، اس نے فون attend نہیں کیا۔ ہم اس تحریک کو کمیٹی کے سپرد کر دیتے ہیں۔ پچھلی دفعہ جناب چیئرمین نے رولنگ دی تھی کہ جو قرارداد اس اسمبلی میں پاس ہوئی ہے اگر متعلقہ ڈیپارٹمنٹ عملدرآمد نہیں کر رہا تو ہمارے نوٹس میں لائیں۔ ہم دیکھ لیں گے اور استحقاق کمیٹی دیکھ لے گی۔ یہ ایک معاملہ ہے جو کہ ہمارے آئین کی requirement ہے۔ جس طرح میں نے کہا ہے کہ آئین

میں لکھا گیا ہے کہ وہ شادی کو، بچوں کو اور فیملی کو protect کرے۔ یہ سٹیٹ کی ذمہ داری ہے کہ وہ prostitution کو روکے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ this is a step to provent to get into those objects جو کہ آئین میں دیئے گئے ہیں۔ دنیا کو معلوم ہے کہ جیل میں کیا کچھ نہیں ہوتا، وہاں پر ہر چیز مل جاتی ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جس طرح متعہ میرج یا جس طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عورت کے شعر سن کر یہ فیصلہ کر دیا تھا کہ کوئی ملازم یا کوئی قیدی چار یا چھ مہینے میں ضرور چھٹی پر جائے گا۔ اس لئے اس معاملے کو کمیٹی میں refer کرنے سے کوئی آسمان نہیں گرے گا۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ آکر وضاحت کرے گا کہ یہ اس پنجاب اسمبلی کی متفقہ قرارداد تھی کہ ہم یہ کریں گے اور اس قرارداد کے الفاظ یہ تھے کہ ہم مرحلہ وار، تو وہ کمیٹی ہوم ڈیپارٹمنٹ کو ضرور موقع دے کہ انہوں نے کیا تبدیلی کی ہے لاہور کی حد تک، فیصل آباد کی حد تک یا بڑے شہروں میں کیا steps لئے ہیں۔ کروڑوں، اربوں روپے کے فنڈز جو access to justice programme کے تحت چوکیوں اور جیلوں کی حالت پر لگائے ہیں تو کون سے فائیو سٹار ہوٹلوں کی facilities انہوں نے قیدیوں کو دینی ہے، کون سا انہوں نے بہت بڑے موٹلز یا ریسٹ ہاؤس یا گیسٹ ہاؤس بنا کر دینے ہیں؟ وہ تو جس طرح صوبہ سرحد کی حکومت وہاں چھوٹی چھوٹی بیرکس بنا کر کر سکتی ہے تو پنجاب کے پاس تو وسائل ہی بہت زیادہ ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ یہ بہت vague statement ہے کہ گورنمنٹ کرنا چاہتی ہے، گورنمنٹ کر دے گی۔ مجھے زندگی میں بہت تلخ تجربہ ہوا ہے کہ میں زندگی میں غلطی کر بیٹھا ہوں کہ بڑی محنت کے بعد Torture Compensation Bill دیا اور یہاں یہ کہا گیا کہ بہت اچھی بات ہے اور ہم پنجاب میں پولیس کلچر کا خاتمہ چاہتے ہیں، ہم اپنا قانون لا رہے ہیں۔ دو اڑھائی سال ہو گئے ہیں وہ کمیٹی کے حوالے ہوا اور نہ ہی جناب نے dispose of کیا۔ اسمبلی سیکرٹریٹ اس پر گورنمنٹ کو پروٹیکٹ کرنے کے لئے بیٹھی ہوئی ہے اور میرا یہ اعتراض بھی ہے کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کا کوئی حق نہیں ہے کہ وہ گورنمنٹ کی منشا اور مقصد کے مطابق چلے۔ اگر ہم کوشش کر کے کوئی چیز لے کر آتے ہیں تو اس بل کے متعلق میری بڑی دردمندانہ گزارش ہے اور اس ایوان کے استحقاق کا سوال ہے، اس ایوان کی عزت اور آبرو کا سوال ہے کہ کمیٹی متعلقہ ہوم ڈیپارٹمنٹ سے پوچھے گی کہ آپ نے یہ مرحلہ وار پروگرام کرنا تھا اور چھ مہینے میں کس جیل میں کیا کیا؟ اس وقت انہوں نے کہا تھا کہ ہم تو قانون میں تبدیلی لا رہے ہیں اور ابھی منسٹر صاحب نے کہا کہ نہیں۔ کس قانون میں تبدیلی لا رہے ہیں اور

آج تک کیا steps لئے گئے اس لئے اسمبلی کی یہ نیک نامی ہو گی اور اس گورنمنٹ کی نیک نامی ہو گی کہ اس معاملے کو اس طرح dispose of نہ کریں۔ اس طرح منسٹر صاحب کے اشارے پر اس کو bulldoze کر کے dispose of نہ کریں بلکہ اسے کمیٹی کے حوالے کیا جائے کیونکہ یہ ایک genuine معاملہ ہے۔ قیدی کا آئین کے مطابق بھی حق ہے اور اس اسمبلی کی متفقہ قرارداد کے مطابق بھی جس کے الفاظ یہ تھے کہ "اس ایوان کی رائے ہے کہ طویل قید کاٹنے والے قیدیوں کو سال میں کم از کم تین مرتبہ اپنی بیویوں سے جیل میں ملنے کی اجازت دی جائے۔ متعلقہ قوانین اور ضوابط میں فوری ترامیم کی جائیں نیز پنجاب کی تمام جیلوں میں اگر فوری طور پر عملدرآمد ممکن نہ ہو تو مرحلہ وار عمل میں لایا جائے۔" اب وہ مرحلہ وار، یہ معاملہ نومبر 2005 کا ہے اور قاعدہ 126(ii) کے تحت ان پر ذمہ داری عائد ہوتی تھی they were under obligation to intimate the Assembly Secretariat. کہ within 3 months جواب دیتے کہ ہم نے کیا کیا۔ میں آج بھی جناب سے سوال کرتا ہوں کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کے پاس آج تک ان کا جواب آیا ہے، اگر آیا ہے تو اس کی نقل دیں کہ اس پر کیا ریمائنڈر دیا ہے؟ اگر ہوم ڈیپارٹمنٹ اسمبلی کو اسمبلی کی قرارداد کو متعلقہ رولز کو اور میں یہ بھی پڑھ دیتا ہوں کہ 126-ii ہے کہ:

> Department concerned shall within the period of three months from the date of communication of the resolution of the Assembly Secretariat apprise the Assembly of the action taken in the Resolution

میں آج جناب کے حوالے سے کہتا ہوں کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کے پاس ان کی وہ Resolution جو ہم نے پچھلے سال نومبر میں بھیجی تھی تو اس کے جواب میں اگر کوئی لیٹر آیا ہو، کوئی جواب دیا ہو، انہوں نے کوئی ایکشن لیا ہو تو مجھے بتایا جائے۔ اس کے بعد میں بات کرتا ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ پی سی ہوٹل کی سہولت ایک کمرہ دے دیں۔ یہ جائز اور سیدھی سادی بات ہے اس میں کوئی بہت بڑا معاملہ نہیں ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ صاحب! میرا خیال ہے آپ نے اس معاملے میں پوری وضاحت کر دی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے خیالات بہت ہی اچھے اور نیک ہیں اور یہ وزن بھی رکھتے ہیں

اور میں سمجھتا ہوں کہ منسٹر صاحب نے جو اس کا جواب دیا ہے اس میں قطعاً اس کو deny کیا اور نہ ہی آپ سے disagree کیا ہے۔ فی الحال میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے جو بات کی ہے اور جو انہوں نے بات کی ہے میں with this direction to the Minister concerned اس کو اس لئے dispose of کروں گا کہ اس معاملے کو جلدی take up کیا جائے۔ And the necessary action should be taken as early as possible کیونکہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو پہلے ہی ہاؤس میں put ہوا ہے اور اس پر قرارداد آئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کو بھی اس پر اعتراض نہیں ہے اور specially جو وزیر صاحب نے جواب دیا ہے وہ اس معاملے میں اس چیز کی تائید کرتا ہے۔

وزیر جیل خانہ جات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! آپ کی direction ہمیشہ ہمارے لئے بڑی قابل احترام ہے اور اس کا بڑا وزن ہوتا ہے لیکن میں سب سے بڑے اور بنیادی مسئلے کی بات کر رہا ہوں کہ وہاں جو قیدی ہمارے پاس موجود ہیں، انہیں رکھنے کی اس وقت جگہ نہیں ہے اور اس میں بہت بڑا بجٹ involve ہے۔ ہم نے پہلے بھی کہا، لاء منسٹر ہوم کو deal کرتے ہیں اور کچھ ہوم ان کے پاس ہے۔ انہوں نے بھی یہ کہا کہ جس طرح وسائل ہوں گے کیونکہ جہاں بھی پیسا involve ہوگا۔ اس پراجیکٹ کے لئے پیسا مہیا ہوگا تو اس کو through کیا جا سکتا ہے۔ جس طرح آپ نے فرمایا کہ ہم اس کو oppose نہیں کر رہے بلکہ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ جو قیدی جیلوں میں ہیں پہلے ہم انہیں رکھنے کی تو سہولت مہیا کر سکیں۔ ان کو ضرور ایک بار ان کا جو right ہے کہ condemn of prisoner جو 20 سال وہاں رہے گا تو اس کی بیوی کا کیا قصور ہے۔ اس میں ہم اس کے ساتھ ہیں لیکن میں یہ بات on the floor of the House کہوں گا کہ جس طرح ہمیں وسائل دستیاب ہوں گے ہم اس پر ضرور ایکشن بھی کریں گے۔ میں نے ڈی آئی جی ہیڈ کوارٹر، ایڈیشنل سیکرٹری prisioner اور ڈی آئی جی راولپنڈی رینج کی ایک کمیٹی بنائی ہے کہ آپ اس پر کام کریں اور proposal بنائیں اور کوشش کریں کہ ہم اسے کس طرح feasible بنا سکتے ہیں۔ اس میں چونکہ بجٹ involve ہے تو جیسے ہی ہمیں وسائل اجازت دیں گے تو ہم اس پر ضرور کام کریں گے۔ ہم اس کو oppose نہیں کر رہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے اور میرا مقصد بھی یہی ہے کہ آپ مرحلہ وار جو کچھ کر سکتے ہیں تو start with چاہے آپ ایک جیل سے شروع کریں یا چھوٹے level پر شروع کر دیں اس سے کم از کم آغاز ہو جائے گا اور جتنا آپ کو بجٹ اجازت دیتا ہے اس کے مطابق آپ کریں اس لئے میں اس کو dispose of کرتا ہوں۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! ابھی تک اس میں بجٹ کی provision ہی نہیں ہے۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اس پر بجٹ کی provision آئے اور اس کے لئے کوئی چیز کمرے یا جس طرح کا بھی set up ہے وہ اس پر بنایا جائے۔ ہم اس کی feasibility بنا رہے ہیں اور اس پر ہم کوشش کریں گے۔ انشاء اللہ

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: اب تحاریک التوائے کار شروع کی جاتی ہیں۔ حاجی محمد اعجاز اور ملک اصغر علی قیصر صاحب کی تحریک التوائے کار کا نمبر 823/05 ہے۔ جی!

شیر اکوٹ لاہور کی رہائشی 7 سالہ لڑکی سے اجتماعی زیادتی

ملک اصغر علی قیصر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 28۔ نومبر 2005 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق گنشام روڈ، شیر اکوٹ لاہور پر گھڑی ساز محمد انور کی سات سالہ بیٹی گزشتہ شام کوڑا پھینکنے کے لئے گھر سے باہر گئی اور پھر کافی دیر تک واپس نہ آئی، جس پر اس کے گھر والوں کو تشویش لاحق ہوئی۔ جب بچی شدید زخمی حالت میں گھر پہنچی تو اس کے گھر والوں کو معلوم ہوا کہ دو نامعلوم افراد نے بچی کو اغواء کر کے اس کے ساتھ اجتماعی زیادتی کر ڈالی اور فرار ہو گئے۔ آئے روز شہر میں بچیوں کے ساتھ اجتماعی زیادتی ہو رہی ہے۔ مگر پولیس ملزمان کو گرفتار کرنے میں مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہے جبکہ اکثر شہری اپنی بچیوں کو سکولوں اور کالجوں میں ڈر کے مارے نہیں بھیجتے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! ڈی پی او لاہور کی طرف سے رپورٹ آئی ہے کہ تھانہ شیرا کوٹ کے علاقے میں محمد انور کی بیٹی سے زیادتی کے متعلق مقدمہ نمبر 720/2005 مورخہ 28-11-2005 بجرم 10/11/79 تھانہ شیرا کوٹ مسماۃ اختری بیگم کی درخواست پر درج ہوا۔ اس میں انہوں نے یہ لکھا ہے کہ رات 9 بجے کے قریب اس کی بیٹی کائنات جس کی عمر تقریباً 6/7 سال تھی اور وہ نزدیکی پلاٹ میں کوڑا پھینکنے کے لئے گئی جو واپس نہ آئی۔ کچھ دیر کے بعد اس کی تلاش کی گئی اور پتا چلا کہ بچی گلی میں رو رہی ہے۔ وہ اپنے خاوند اور بھائی احسن گل کے ہمراہ گلی میں پہنچی تو بچی روتی ہوئی ملی جس کی شلوار خون میں لت پت تھی جس نے پوچھنے پر بتایا کہ ایک آدمی نے اس کے ساتھ زیادتی کی ہے جس پر مقدمہ ہذا درج ہو کر تفتیش عمل میں لائی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر! اس میں چونکہ کسی کو nominate نہیں کیا گیا تھا تو اس میں تقریباً دس کے قریب لوگوں کو حراست میں لیا گیا اور بچی سے شناخت کروانے کی کوشش کی گئی لیکن بچی نے ان مشتبہ افراد کو شناخت نہیں کیا۔ حال ہی میں محلے میں جو ادھر ادھر بات چلی تو اس میں ایک شخص جو ان کا اپنا عزیز ہے اس کے متعلق پولیس کو تھوڑا سا شبہ ہوا کہ شاید وہ ملوث نہ ہو اس کی تصویر پھر بچی کو دکھائی گئی اور اس وقت صورتحال یہ ہے کہ بچی تقریباً اس بات پر رضامند ہے کہ یہی شخص ہے جس نے زیادتی کی ہے لیکن بچی کے والدین اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ آج جب Adjournment Motion پر میں نے بریفنگ لی تو میں نے ایس پی انوسٹی گیشن کو یہ ہدایت کی ہے کہ وہ ان لائینز میں جلد از جلد اس تفتیش کو مکمل کریں اور انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہی اس تفتیش کو مکمل کر کے اصل ملزم کی گرفتاری کے لئے کوشش کریں گے۔ میں اس میں یہی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں ہمیں تھوڑی سی مہلت چاہئے انشاء اللہ تعالیٰ یہ کیس ورک آؤٹ ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے جی؟

ملک اصغر علی قیصر: ٹھیک ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ فرزانہ راجہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی!

صوبہ میں بچیوں کے ساتھ اجتماعی زیادتی میں اضافہ

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! ابھی اسی سلسلے میں بات ہوئی ہے تو میں لاء منسٹر صاحب کی توجہ آپ کی وساطت سے دلانا چاہوں گی کہ بڑی تشویش کی بات ہے کہ یہ واقعات دن بدن بڑھتے جا رہے ہیں یہ 12-مارچ کا واقعہ لاہور کا ہے کہ ایک معصوم بچی آسیہ جو ٹیوشن پڑھنے کے لئے گھر سے گئی اور اسی طرح کا واقعہ اس کے ساتھ بھی پیش آیا اس کو بعد میں مار بھی دیا گیا اس بچی کی عمر بھی آٹھ سال تھی اس کے لئے میں نے Call Attention Notice جمع کروایا تھا لیکن پتا نہیں کن وجوہات کی بناء پر اس کو قبول نہیں کیا گیا۔ دوسری بچی 14-مارچ کو میاں چنوں کے نواحی گاؤں میں تھی اس بچی کے ساتھ بھی یہ واقعہ ہوا اس بچی کا نام بختاور تھا اس کے والد کا نام شاہ نواز تھا۔ پنچائتیوں نے ونی جیسی مکروہ رسم کے حوالے کر دیا۔ پھر اس میں بھی بہت سارے واقعات پیش آئے تو میں یہ بھی بتانا چاہ رہی ہوں کہ اس کے علاوہ میرے سامنے ایک لسٹ ہے کہ پندرہ Call Attention Notices ہیں جو کہ مختلف اسی طرح کے issues ہیں جن کو سپیکر صاحب نے accept کیا ہے لیکن ان کی باری نہیں آئی۔ اگر ان کی باری نہیں آئی لیکن issues تو بہر حال ایک جیسے ہیں اور واقعات بھی وہی ہیں بس نام کا ہی فرق ہے اور جگہ کا فرق ہے۔ اس کے خلاف حکومت کی طرف سے اس طرح کا ایکشن نظر نہیں آیا کہ جس سے ان لوگوں میں خوف پیدا ہو جائے جو اس طرح کے مکروہ قسم کے جرائم میں ملوث ہوتے ہیں تاکہ کوئی دوبارہ جرائت نہ کر سکے۔ اس سے تو یہ سمجھ آتا ہے کہ ایک چھ سات آٹھ سال کی بچی جس کے ساتھ اتنا بڑا واقعہ پیش آیا ہو اس کو آپ لوگوں کی تصویریں دکھائیں کہ وہ شکلیں دیکھ کر بتائے کہ کیا یہ لوگ شامل تھے تو میں سمجھتی ہوں کہ ہم سب بچوں والے ہیں یہ ایک ناممکن سی بات ہے۔ پولیس دوسرے لوگوں کے ساتھ مل جاتی ہے اس میں ایک بچی کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ ایک شخص کی شناخت کر کے بتائے کہ ایسا ہوا ہے یا نہیں ہوا تو اس سلسلے میں لاء منسٹر صاحب بتائیں کہ اس پر کیا اقدامات کر رہے ہیں یا اس پر کیا غور و فکر ہو رہا ہے؟ اگر یہ جو واقعات ہو رہے ہیں ان کو آپ routine میں پولیس کے حوالے کر دیں گے کہ جس طرح وہ criminals کو deal کرتے ہیں تو ان مسائل کا حل بہت مشکل ہے اگر آپ سنجیدگی سے اس بارے میں کچھ سوچیں کیونکہ یہاں پر مقصد صرف اپنے نمبرز بنانا ہی نہیں آپ اپنے آپ کو یا گورنمنٹ کے point of view کو protection نہ دیں آپ صحیح بتائیں کہ کیا آپ کچھ کر سکے ہیں اگر نہیں کر سکے اور ناکام ہو گئے ہیں تو آگے بتائیں کہ آپ کے آگے کیا plans ہیں اور اس کو کس

طرح سے بہتر کریں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! جو محترمہ کا concern ہے میں اس کو appreciate کرتا ہوں اور میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ میں نے قطعی طور پر کسی کو protect کیا ہے اور نہ ہی اس میں کوئی protect کرنے والی بات ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس عمر کی بچیوں کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے یا جس طرح کا یہ واقعہ ہے بچیاں سب کی ایک جیسی ہوتی ہیں اور اس معاملے کو اتنا ہی سنجیدگی سے لینا چاہئے جس طرح محترمہ نے فرمایا ہے تو میں ان کے concern کو appreciate کرتا ہوں اور ان کو میں یقین دلاتا ہوں، وہ ذرا یہ بھی دیکھیں کہ کسی کو ایف آئی آر میں نامزد نہیں کیا گیا، کسی پر شک نہیں ظاہر کیا گیا اور کسی پر شبہ ظاہر نہیں کیا گیا تو ایک blind کیس کو پولیس کیسے ورک آؤٹ کرے گی؟ اس کے لئے ظاہری بات ہے کہ لوگوں کی شناخت ہی کروانی پڑے گی تو بچی ہی کچھ clue دے گی تو اس کے بعد ہی آگے چلا جائے گا لیکن اس کیس میں جیسے میں نے عرض کیا اور میں انتہائی وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس سے پہلے جیسے محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری نے Call Attention Notice دیا اس اخبار میں یہ تھا کہ خاتون کے ساتھ اجتماعی زیادتی ہوئی لیکن اصل صورتحال کچھ اور تھی۔ اسی طرح میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی آگے 825 نمبر تحریک التوائے کار آرہی ہے اس میں بچی کے ساتھ زیادتی ہوئی اس میں ہم نے ملزم پکڑ لئے۔ ہمیں جہاں کہیں تھوڑا سا clue ملتا ہے تو پولیس کوشش کرتی ہے اور کرنی بھی چاہئے یہ اس کی ذمہ داری ہے کہ ملزموں کو گرفتار کیا جائے لیکن جہاں بالکل ہی blind case ہو وہاں پر مشکل ہو جاتا ہے لیکن اس کے باوجود جیسا کہ میں نے آپ کو یقین دلایا ہے کہ اس سلسلے میں ایس پی انوسٹی گیشن کو کہا ہے کہ وہ خود تفتیش کرے اور جلد از جلد ملزموں کی گرفتاری کے لئے اقدامات کرے اور بے شک ان کا کوئی عزیز ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو خاندان والوں کی بات نہیں سننی چاہئے بلکہ حقائق پر مقدمے کو یکسو کرنا چاہئے اور انشاءاللہ تعالیٰ حقائق پر ہی یکسو ہوگا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ویسے میری تجویز یہ ہے کہ ایسے کیسوں میں جہاں بچیوں سے اتنی زیادتی ہو رہی ہے اگر ان کو بھی دہشت گردی کی عدالتوں میں لے جایا جائے تو وہ زیادہ بہتر ہوگا وہاں کچھ اثر تو ہوگا کیونکہ یہ بڑی زیادتی ہو رہی ہے اگر آپ اس کو اس نہج میں consider کر لیں تو میرے خیال میں یہ بھی بہتر ہوگا۔

محترمہ عابدہ جاوید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ عابدہ جاوید: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے اپنے بھائیوں کی بہت سی باتیں سنی۔ اسمبلیوں کے استحقاق کی بات کی، پاکستان کی بات کی اور بہت سی باتیں انہوں نے کیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات کی میں یہاں پر جو سب سے ضروری اور اہم بات کرنا چاہتی ہوں کہ اللہ کی گرفت سے بچ نہیں سکیں گے وزیر قانون، اللہ کی گرفت سے بچ نہیں سکیں گے حاکم وقت۔ میں آپ کو یہاں یہ بات کہتی ہوں آپ اگر یہ سمجھتے ہیں، مانتے ہیں، جانتے ہیں اور آپ کو پتا ہے کہ جرم کہاں ہو رہا ہے اور کیا ہو رہا ہے۔ کسی کو بچانے کی باتیں، کسی کو پکڑانے کی باتیں، کسی کے لئے ظلم، کسی کے لئے زیادتی، کسی کے لئے ناانصافی اور جو دل کرتا ہے وہ یہ لوگ کرتے ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ کو پتا نہیں ہے؟ اللہ تعالیٰ سب جانتے ہیں، ان لوگوں کو بھی پتا ہے وہاں کے ایس ایچ او کو بھی پتا ہے وہاں کے ایم پی ایز کو بھی پتا ہے وہاں کے ایم این ایز کو بھی پتا ہے، ہر چیز کو یہ جانتے ہیں لیکن لوگوں کو انصاف کیوں نہیں مل رہا؟ میں آپ کو یہاں یہ بات بتانا چاہتی ہوں کہ جب تک انصاف نہیں ملے گا ملک میں امن نہیں آسکتا، امن وعامہ قائم نہیں ہو سکتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے بی بی!

محترمہ عابدہ جاوید: میری بات سنیں جو میں کہنا چاہ رہی ہوں۔ یہ جو جھوٹ بولتے ہیں، جھوٹ بولنے کے بعد یہ معاشرے میں افراتفری پیدا کرتے ہیں، فساد پیدا کرتے ہیں، اسلام سب سے زیادہ فتنہ فساد کو ناپسند کرتا ہے، اسلام امن چاہتا ہے اور اسلام عدل چاہتا ہے۔ جب تک یہاں پر سب کے لئے ایک جیسا عدل نہیں ہو گا بے شک وہ فقیر ہو، بے شک وہ بادشاہ ہو ان سب کو گھسیٹ کر اللہ کا حکم ہے کہ ان کو کٹہرے میں لایا جائے اور جب انصاف مل جائے گا تو پھر دنیا میں بھی امن آئے گا، معاشرے میں بھی امن آئے گا اور پھر امریکہ کی بھی جرأت نہیں ہو گی کہ آپ کے یہاں پر ایجنٹ بنائے جائیں، امریکہ کی یہ جرأت نہیں ہو گی۔ پھر لوگ بھی ڈریں گے کہ ہمیں انصاف کے کٹہرے میں جانا پڑے گا وہ ایسی بات نہیں کریں گے کہ غلط کام بھی کریں اور دندناتے بھی پھریں اور دوسرے لوگ جو انصاف چاہتے ہیں وہ بے چارے بچتے پھریں ان کے لئے مشکلات پیدا کی جائیں آپ لوگوں کا فرض ہے کہ انصاف کے لئے اور سب کے لئے ایک سا انصاف ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے، انصاف ہوگا اور امن ہوگا۔ جی، عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ! آرڈر پلیز، آرڈر پلیز (قطع کلامیاں)

بی بی بات ہو گئی ہے جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں بڑے احترام سے اور بڑی معذرت کے ساتھ آپ سے بات کرنا چاہتی ہوں کہ اتنا important issue discuss ہو رہا تھا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ کو میں نے موقع دیا ہے۔ آپ بات کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کم سن بچیوں کے ساتھ ریپ کی بات ہو رہی تھی اور اس کو اس طرح سے non seriously اڑا دینا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: Non seriously نہیں۔ میں نے آپ کو موقع دیا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! یہ اس ہاؤس میں اچھی بات نہیں ہے۔ راجہ صاحب نے جہاں تک یہ بات کی کہ blind case تھا یا جو ایک دو کیسوں کے بارے میں انھوں نے بات کی۔ میں صرف اس میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ راجہ صاحب بیشک اس کے figures اٹھا کر دیکھ لیں، ہمارے صوبہ میں جو کم سن بچیاں ہیں ان کے ساتھ ریپ کے جو کیسز ہیں ان کی تعداد میں بہت alarming situation تک اضافہ ہو چکا ہے۔ اب اس پر حکومت کو سخت اقدامات اٹھانے چاہئیں۔ آپ نے جو بات کی کہ ان تمام کیسوں کو A.T.C میں cover کرنا چاہئے کیونکہ میں سمجھتی ہوں کہ یہ اتنی alarming situation ہے کہ اگر ہماری چھ سات سال کی کمسن بچیاں، سوچئے کہ جن کے ساتھ اس عمر میں ریپ ہوا ہے، ان کی development کیا ہو گی، وہ بڑی ہو کر کس طرف جائیں گی، ان کا کیا بنے گا، ان کا مستقبل کیا ہو گا؟ میں سمجھتی ہوں کہ اس بات کو مذاق میں نہ اڑایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: مذاق میں نہیں۔ انھوں نے کہہ دیا ہے۔۔۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں معذرت کے ساتھ عرض کروں گی کہ مجھے ہاؤس میں بالکل seriousness نظر نہیں آتی کہ ہم اس serious issue پر کس طرح سے بات کر سکتے ہیں؟ یعنی اس سے زیادہ important issue اور کیا ہو سکتا ہے کہ ہم عورتوں کی representation کرنے تو آئے ہیں اور جو کمسن بچیاں ہر محلے میں، ہر شہر میں، مہینے میں ایک یا

دو کیسز ہوتے ہیں، ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے اور اس پر جب ہم بات کرنا چاہیں تو اس طرح مذاق میں اڑا دی جائے۔ میری راجہ بشارت صاحب سے گزارش ہو گی کہ وہ سی۔ ایم صاحب کے نوٹس میں بھی لائیں اور اس پر کوئی سخت قسم کا ایکشن لیا جانا چاہئے۔ پھر اس کی investigation strictly ہونی چاہئے۔ پولیس کو ان کیسز کو specially treat کرنا چاہئے ورنہ میں یہ سمجھتی ہوں کہ ہماری سوسائٹی میں یہ جو صورتحال ہے یہ بہت harmful ہے اور ہماری سوسائٹی جس طرف جارہی ہے، مجھے تو سمجھ نہیں آتی کہ ہماری چھ سات سال کی بچیوں کو اس کا مطلب ہے کہ گھر سے بالکل نکلنا بند کر دینا چاہئے۔ اگر یہ حالات ہیں، جنگل کا قانون ہے کہ جو بچی بھی گھر سے نکلے گی وہ پکڑی جائے گی۔ This is too much. ، میں راجہ صاحب سے گزارش کروں گی کہ گورنمنٹ اس پر سخت ایکشن لے۔ میں نے ایک بات خواتین کے حوالے سے کی تھی جس پر گزشتہ سال راجہ صاحب نے بڑی مہربانی فرمائی اور اس پر ایک کمیٹی بنادی۔ عورتوں کے حوالے سے جب میں نے یہ کہا کہ عورتوں کے خلاف جو کرائم ہے وہ بڑھ رہا ہے اور اس کمیٹی کی آج تک دو سالوں میں کوئی میٹنگ نہیں ہوئی تو جس کمیٹی نے meet نہیں کرنا، اس کا کام کیا ہو گا اور اس کی recommendations کیا ہوں گی؟ میں سمجھتی ہوں کہ اس کمیٹی کو affective کریں اور یہ جو بچیوں والے معاملات ہیں یہ بھی اس کے سپرد کئے جائیں اور کوئی ایسا قانون بنایا جائے، کوئی ایسی چیز develop کی جائے تاکہ ان جرائم کا جلد سے جلد سد باب ممکن ہو سکے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے جو بات کی ہے یا باقی خواتین بات کرنا چاہتی ہیں اس میں سارے ہاؤس کا concern ہے اور یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ یہ جو واقعات آپ بیان کر رہی ہیں ان پر ٹریژری بنچز اور آپ بھی concern show کر رہے ہیں۔ میں نے بھی اسی لئے لاء منسٹر صاحب سے request کی ہے کہ وہ اس معاملے کو اگر consider کر لیں کہ ان کیسز کو دہشت گردی کی عدالتوں میں لے جایا جائے تو وہ زیادہ بہتر ہو گا۔ میرا خیال ہے کہ انھوں نے بھی یہی کہا ہے۔

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! میں صرف ایک بات کرنا چاہتی ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ اگر محترمہ کو بٹھادیں تو میں اپنی بات کر لوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! آپ بیٹھیں۔ لاء منسٹر کو جواب دے لینے دیں۔ یہ اتنی اہم بات

ہے، آپ ان کو جواب دے لینے دیں، اس معاملے کو طے کرنے دیں۔ آپ بات کو سمجھیں۔ بی بی! طے کر لینے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں نے اس تحریک التوائے کار پر پہلے اس بات کو appreciate کیا تھا، محترمہ کا جو concern تھا میں نے اس کو appreciate کیا تھا اور میں نے یہ گزارش کی تھی کہ یہ ان کی تشویش بالکل اپنی جگہ پر درست ہے اور اس معاملے میں ضرور اقدامات کئے جائیں گے۔ اس کے بعد آپ نے یہ فرمایا کہ اس قسم کے مقدمات کو انسداد دہشت گردی کی متعلقہ عدالتوں میں پیش کیا جائے۔ اس سلسلے میں میری صرف اتنی گزارش ہے کہ اس میں جرائم کی باقاعدہ ایک لسٹ ہے جو کیسز ان عدالتوں میں جاتے ہیں۔ اس میں rape coupled with murder ادھر چلا جاتا ہے، گینگ ریپ کے کیسز ادھر جاتے ہیں لیکن یہ دوسرے کیسز جو ہیں ان کا سیشن کورٹ میں trial ہوتا ہے۔ میں آپ کے توسط سے معزز ایوان کو بتانا چاہتا تھا کہ بیشمار ایسے کیسز ہیں کہ جو میں تسلیم کرتا ہوں کہ بعض لوگ اتنے غریب ہوتے ہیں اور یہ بات ایک حقیقت ہے کہ یہ ان لوگوں کے ساتھ کیسز ہوتے ہیں کہ جن کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا اور میں آپ کو حلفاً بتانا چاہتا ہوں کہ ان میں سے اکثریت ان لوگوں کی ہے کہ جن کے پاس وکیل کرنے کے لئے پیسے بھی نہیں ہوتے۔ پھر crisis centres جو پراونشل گورنمنٹ اور فیڈرل گورنمنٹ نے بنائے ہوئے ہیں ان میں سے ہم وکیل ان کو کر کے دیتے ہیں۔ اسی طرح لاء ڈیپارٹمنٹ نے بھی ایک لیگل سیل بنایا ہوا ہے جس میں سے ہم ان کو وکیل کر کے دیتے ہیں اور میرے پاس بیشمار ایسی مثالیں موجود ہیں، مرید کے میں ایک کیس ہوا، اس کی ہائیکورٹ تک سرکاری طور پر ہم نے پراسیکیوشن کی۔ اس سلسلے میں، میں عرض یہ کرنا چاہتا تھا کہ آپ کی ہدایات پر اور جو اس ہاؤس کا concern ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس پر عملدرآمد ہوگا اور اس قسم کے جتنے بھی کیسز ہیں، میں معزز خواتین اور اس معزز ایوان کو بھی یقین دلانا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ جس طرح ہم henious crime کے دوسرے کیسز کی مانیٹرنگ کرتے ہیں ان کیسز کی بھی باقاعدہ مانیٹرنگ کی جائے گی اور وکیل بھی ہم provide کریں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ کوشش یہ کریں گے کہ جو لوگ ان جرائم میں ملوث ہیں ان کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے وعدہ کیا تھا کہ مجھے ٹائم دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں ابھی دیتا ہوں۔ایک منٹ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ پچھلے جمعہ کو جب سیشن ہو رہا تھا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ابھی اس موضوع پر بات ہو گی اور بات نہیں ہو گی۔ابھی اسی موضوع پر آپ بات کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اس پر یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جتنے بھی measures لئے جا رہے ہیں ان کے باوجود یہ جو اس قسم کا کرائم ہے اس میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس حوالے سے کوئی کمیٹی بنے جو اس پر غور کرے اور اس کے لئے جو لیجسلیشن کے اندر اگر کمزوریاں ہیں تو ان کو بھی دور کیا جائے۔ہوتا یہ ہے کہ یہ کیسز جہاں بھی چلتے ہیں بالآخر جب کوئی execute decision ہونے کا وقت آتا ہے تو اس میں سات آٹھ سال گزر جاتے ہیں جس کے نتیجہ میں جو deterrence سزا کے نتیجہ میں معاشرے میں create ہونی چاہئے وہ نہیں ہو پاتی۔اس لئے اس معزز ایوان کو اس کا نوٹس لینا چاہئے۔وزیر قانون صاحب موجود ہیں، ضرورت اس بات کی ہے کہ اس سارے معاملے کو re-consider کر کے نئی لیجسلیشن لائی جائے تاکہ پانچ چھ مہینے کے اندر کوئی فیصلہ ہو جائے، کوئی سزا ہو جائے۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے دوبارہ موقع دیا کیونکہ یہ ایک important issue ہے تو میں اس میں لاء منسٹر صاحب کو ایک اور suggestion دینا چاہ رہی ہوں کہ اگر ایسی لیجسلیشن کر لیں کہ جس میں اس طرح کے جو بچیوں کے ریپ کے کیسز ہیں ان کی جو initial investigation ہے یا جو بھی ٹوٹل investigation ہو وہ ایک تو high officials جو ہیں، جن کے عہدے ایس پی یا ایس پی سے اوپر کے level کے لوگ ہیں ان کی investigation میں ایک کمیٹی بنے جو اس کی investigation کرے۔اس کو عام ایس ایچ او یا اے، ایس، آئی کے تھانے کے حوالے نہ کیا جائے کیونکہ اتنی چھوٹی بچی کو اس mental level کے لوگ اگر handle کریں گے تو اس بچی کے ساتھ جو پہلے زیادتی ہو چکی وہ already ہو چکی اس کے بعد وہ اور بھی ذہنی طور پر دباؤ کا شکار ہو جائے گی۔اس کو high officials تک لے کر جایا

جائے اور یہ ایک کمیٹی ہو جو اس کو باقاعدہ investigate کرے۔ اس میں ویمن پولیس شامل ہو۔
جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔
چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر!۔۔۔
جناب قائم مقام سپیکر: آپ اسی issue پر بات کریں گے؟
چودھری زاہد پرویز: جی، میں اسی معاملے پر بات کرنا چاہتا ہوں۔
جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!
چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! میاں محمد شہباز شریف کے دور میں اگر کوئی ریپ یا ڈکیتی کا ایسا کوئی واقعہ ہوتا تھا تو وہ خود at the spot چلے جاتے تھے۔ وہاں ایس پی بھی آتا تھا۔ ڈی آئی جی بھی آتا تھا اور وہاں علاقے کا ایس ایچ او بھی ہوتا تھا۔ اس کو تنبیہ کر کے آتے تھے کہ اگر تین دن میں، سات دن میں آپ نے ملزم نہ پکڑا تو You are no more، ان کو ٹارگٹ دیتے تھے۔ اگر اسی طرح ہی راجہ بشارت لاء منسٹر صاحب at the spot وہاں جائیں یا سی۔ ایم صاحب جائیں تو میرا خیال ہے کہ اس طرح کے واقعات میں بہت حد تک کمی آ جائے گی۔ میری یہ ایک تجویز ہے۔ یہ ان کے پاس ایک مثال موجود ہے اور یہ ان کے ساتھی رہے ہیں۔
محترمہ لبنیٰ طارق: جناب سپیکر!۔۔۔
جناب قائم مقام سپیکر: جی، بی بی!
محترمہ لبنیٰ طارق: جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا تو میں اس میں یہ کہوں گی کہ میری بہنیں بالکل ٹھیک بات کہہ رہی ہیں لیکن سی۔ ایم صاحب ایسے incidents کا فوراً نوٹس لیتے ہیں۔ اس کی مثال گوجرانوالہ میں جو ریپ کیس تھے وہ آپ جانتے ہیں۔ سی۔ ایم صاحب نے ذاتی طور پر وہاں پر اس سارے کیس کو follow کیا، ان فیملیوں کو باقاعدہ طور پر invite کیا گیا۔ یہاں سے منسٹرز کو بھیجا گیا، ان کو compensate کیا گیا۔ مجرم فوراً پکڑے گئے۔ یہ میرے اپوزیشن والے بھائی بھی جانتے ہیں کہ جو ملزم تھا اس کو فوراً سزا دی گئی، arrest کیا گیا۔ یہ پروگرام ٹیلیویژن پر بھی چلا تھا کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے باقاعدہ ان کو اور ان کی فیملی کو call کیا اور compensate کیا۔ لہذا نوٹس تو لیا جاتا ہے اور لیا جانا چاہئے۔ یہ کہنا کہ حکومت اس کو ignore کرتی ہے یہ بالکل غلط ہے۔ شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور:

Mr. Speaker! Thank you. Sir, The question which we are discussing right now and we have discussed at length.

جو بات وزیر قانون نے کی ہے legally اس بات کی اپنی weight, value موجود ہے۔ اسی طرح جو بات محترمہ فرزانہ راجہ کر رہی تھیں اور جو بات میری بہن عظمیٰ بخاری صاحبہ نے کی ہے اگر ان ساری چیزوں کو آپ اکٹھا کریں اور ایک thin line of demarcation، پتلی سی لکیر لگائیں تو معلوم ہوگا کہ ہم نے special courts کو یہ cases دیئے ہیں۔ آج تک جتنے بھی Special Acts بنے ہیں، جیسے ابھی میرے بھائی کہہ رہے تھے کہ میاں شہباز شریف صاحب موقع پر پہنچ جاتے تھے اور اس طرف سے محترمہ نے کہا کہ موجودہ وزیر اعلیٰ بھی موقع پر چلے گئے ہیں۔ No this is not the answer. It has to be institutionalized. آپ پولیس سے تفتیش کروا رہے ہیں۔ گائے، بکری اور بھینس چوری کی تفتیش کرنے والا محمد بخش اے ایس آئی کیا ریپ کیس کی special investigation کر سکتا ہے؟ impossible۔ یہاں 2002 کا پولیس آرڈر آیا ہے ہم نے دیکھا کہ کن چیزوں کو demarcate کیا گیا ہے، کن چیزوں کو سامنے رکھ کر کون کون سی تبدیلیاں ہم نے پولیس آرڈر 2002 کے اندر کی ہیں۔ ہم نے اس کو ہوم سیکرٹری کے ambit سے ہی باہر نکال دیا ہے۔ یعنی:

> Chief Executive of the Province even though the Treasury Benches will mind my words, but as a Parliamentarian I think I am duty-bound to say that we have taken police out of the ambit of the Home Secretary. Now, police Order 2002 makes Police as an independent unit.

آئی۔ جی اپنے اختیارات خود رکھتا ہے کہ کس کو اس نے ٹرانسفر کرنا ہے۔ وہ چیف منسٹر کی بات سنے گا، مانے گا، کرے گا لیکن ہوم سیکرٹری کا وہ جو provision تھا، جو اس اسمبلی کے ذریعے power وہ

deriveکرتا تھا، جوChief Executiveکی باڈی اسے دیتی تھی وہ تینوں چیزیں ہم نے negateکر دیں،alreadyہوئی ہیں۔Now we sayکہ سات آٹھ سال کی بچیوں کے جو ریپ کیسز ہوتے ہیں ان کے لئے کوئیspecial lawsبنائے جائیں۔

Do we say that our PPC is totaly scraped? Do we say that CRPC is not affective? Do we say that the system of the law and justice prevailing in this country is not worthwhile that we have to make new laws for that?

یہاں پر تو ایسا ایسا ظلم رہا ہے کہ حدود آرڈیننس بھی ساتھ ساتھ چلتا رہا اورCRPCبھی ساتھ ساتھ چلتی رہی۔ ایک وقت میں دو دوparallel lawsچلتے رہے۔ If we are serious for thatکہ اس چیز پر ہم نےlegislateکرنا ہے تو آپhonestlyاس بات کو سامنے رکھ لیں کہ پولیس کے اندرSpecialist Investigative Unitsبنانے پڑیں گے۔ Whichever Government does that, they have to do it. Yes psychiatrists are needed in that case.آپ کیسے نہیں لائیں گے؟ سات سال کی بچی جس کا ریپ ہو جائے گا کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اس کوpsychiatristsکی ضرورت نہیں ہے؟yes psychiatrists are needed in that case.جس کے ساتھ سات سات آدمی ریپ کریں گے۔ آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں میرا نہیں خیالI personally believeکیونکہ میرا اس میں کوئی زیادہ علم نہیں ہے کہ میںfacts and figuresسے بات کر لوں۔ Same ASI, same SI, I am sorry for repetition of my words; same SHO, same SP and, I can swear on the floor of the House.کہ ہماری پولیس ٹریننگ اکیڈمی کے اندر اس کے سدباب کے لئے، preventive measuresکرنے کے لئے کوئی انتظام نہیں ہے۔ یہpreventive measureہوتا ہے، بعد کا نہیں ہوتا۔ اگر آپ نے اس کے لئے یہ قانون بنانا ہے کہ سات سال کی بچی کا ریپ ہو جائے تو اس کے بعد ہم مجرم کو کیسے پکڑیں گے تو وہیjuvenile smoking lawجیسا ایکlawہوگا، بنا لیں۔ آج کھوکھے پر چھ سات سال کا بچہ سگریٹ لیتا ہے۔ شادی کے کھانوں پر پابندی والا قانون آپ دیکھ لیں۔ شاید آج پھر ہم اس پر ایک نئیamendmentلے کر آرہے ہیں۔ اس کے لئے

توpreventive measuresکرنے کی ضرورت ہے۔ معاشرتی طور پر بطور ایم پی اے میںduty boundہوں کہ اپنے لوگوں کو اتناeducateکروں، اتناwiseکروں، ان کو اتنی بات سمجھاؤں، معاشرے کے اندر اتنا عدل دے دوں لیکن میں تو نہیں دے سکا تو ان ساری responsibilitiesکے لئے یہ ضروری نہیں کہ کوئیspecial courtsبنیں، ہم ایک نئی legislationلے کر آئیں یا کوئی نئی کمیٹی بنے جو کہ اس پر سوچ بچار کرے۔ جناب! اسی PPC, CRPCپر عملدر آمد کروادیں۔ رانا مشہود اس کے بہت بڑےreaderہیں روز کورٹ میں کیسز کے اندر پیش ہوا ہوتا ہے، بے شمار وکلاء یہاں بیٹھے ہیں۔ رانا ثناء اللہ خان بھی ہیں، راجہ بشارت اور دوسرے معزز ایڈووکیٹس سب جانتے ہیں کہ اگر ہم اسیlawکو properly implementہی کر دیں تو.a lot could be doneلیکن پولیس کے اندرchangesضروری ہیں۔ قتل کے مقدمہ کی بھی وہی تفتیش کرتا ہے۔۔۔

(اذان عشاء)

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس پر کافی سیر حاصل گفتگو ہو چکی ہے۔ اب آگے چلتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور:

Sir, Just to conclude my words

میری آپ،Chair and this august Houseسے درخواست ہے کہ:

> Whatever the laws are being made whether they are on concurrent list or we have the prerogative right as member and as legislators in the Province.

اگر آپ نےSpecialist Police Unitsنہ بنائے، Theft Units, Crime Units, Rape Units, Homicide Unitsنہ بنائے، جب تک یہ تبدیلی آپ پولیس کے اندر لے کر نہیں آئیں گے تب تک یہ واقعات اسی شدت کے ساتھ ہوتے رہیں گے۔ Mind it. We have been repeating this for last 4 years.چار سال سے ہم یہ بات کر رہے ہیں، جب سے اس ایوان میں آئے ہیں تب سے اور اس سے پہلے بھی لاہور ہائی کورٹ بار

ایسوسی ایشن کے پلیٹ فارم سے ہم نے یہ بات کی تھی کہ پولیس کے اندر Specalist Units بنائیں. for God sake. Please do that جب تک نہیں کریں گے تب تک ہم کبھی بھی آگے نہیں جا سکتے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ معاملہ انتہائی سنجیدہ تھا اور میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے سارے دوستوں کو اس پر اظہار خیال کا موقع دیا لیکن اگر اس معاملے کو صرف اس حوالے سے لیں کہ ہم اس میں کیا کیا اقدامات کر سکتے ہیں۔ اگر صرف ہم نے idealize کر کے صرف یہی کہنا ہے کہ یہ بھی کیا جا سکتا ہے، یہ بھی کیا جا سکتا ہے تو پھر ان معاملات کا کبھی بھی کوئی حل نہیں نکل سکے گا۔ So دیکھنا یہ ہے کہ ہم عملی طور پر کر کیا سکتے ہیں اور ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ جیسا کہ میرے بھائی ملک احمد خان صاحب نے کہا کہ educate کرنے کی بات ہے۔ چلیں ابتداء ہم اپنے آپ سے کرتے ہیں۔ میں نے اپنے حلقے میں کتنے لوگوں کو educate کیا ہے اور educate کر کے میں نے کتنے لوگوں کو کہا ہے کہ وہ جرم سے کنارہ کریں بلکہ میں جس دن بھی اپنے حلقے میں جاتا ہوں تو میں وہاں بیٹھ کر کم از کم مجرموں کی سفارش ہی کرتا ہوں گا، ان کو جرم سے باز رہنے کی شاید کبھی میں نے بات نہیں کی ہو گی۔ آج ہم یہاں پر دو حیثیتوں سے بیٹھے ہیں ایک legislator کی حیثیت سے اور دوسرا عوامی نمائندوں کی حیثیت سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری تیسری حیثیت ایک ذمہ دار شہری کی بھی ہونی چاہئے جو کہ اس قسم کے تمام واقعات سے نفرت کرتا ہے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں بطور عوامی نمائندے ایجوکیٹروں کا کام کرنا چاہئے لیکن ہم ساری باتوں کو چھوڑ کر صرف اور صرف یہ کہیں کہ پولیس نے یہ کرنا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ہمارے معاشرے میں جو برائیاں ہیں اگر ان کو صرف پولیس کی صوابدید پر چھوڑ دیا جائے تو شاید ہم انھیں ختم کرنے میں کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ہمیں اپنے وسائل کے مطابق آگے چل کر پولیس میں تبدیلیاں لانی ہیں۔ ہم نے وہاں پر Special Cells بنانے ہیں۔ پہلی بار یہ ہوا ہے کہ پولیس میں آپریشن اور انوسٹی گیشن کو علیحدہ کیا گیا ہے۔ یہاں میرے سارے legislators بھائی بیٹھے ہوئے ہیں ان میں اکثریت اس بات پر بھی دو رائے رکھتی ہے کہ آپریشن کو انوسٹی گیشن سے علیحدہ ہونا چاہئے یا نہیں۔ ہر شخص کی اپنی ایک رائے ہے۔ میرے بھائی بھٹی صاحب سب سے پہلے اس بات سے معترض ہیں کہ انوسٹی

گیشن اور آپریشن کو علیحدہ کیوں کیا گیا ہے؟

جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا تھا کہ آج ایوان نے کتنا sincerely اس قسم کے معاملات پر اپنا concern show کیا ہے۔ ہمیں اس بات پر سنجیدگی سے دیکھنا چاہئے اور میں نے انتہائی سنجیدگی کے ساتھ یہ کہا تھا کہ جب میں نے مانیٹرنگ کی بات کی ہے تو میں صرف اس لئے کھڑا ہوا تھا کہ میں دو منٹ میں یہ وضاحت کر دوں کہ ہم جن henious crimes کے کیسز کو مانیٹر کرتے ہیں۔ ہم ان کو right from the investigation up to trial مانیٹر کرتے ہیں۔ یہاں پر میرے وکلاء بھائی بیٹھے ہیں ان کے علم میں ہے کہ انوسٹی گیشن میں بے شمار lacunas ہوتے ہیں جو تفتیشی افسر چھوڑ دیتا ہے۔ جس طرح ملک احمد خان صاحب نے کہا ہے کہ ایک اے ایس آئی جسے آپ تفتیش دیں گے وہ آج کے اس موجودہ دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہو کر تفتیش نہیں کر سکتا۔ اس لئے ہم نے یہ طے کیا ہے کہ اس کے ساتھ پہلے دن سے ایک پراسیکیوٹر لگا دیتے ہیں جو legal lacunas کو دیکھتا ہے۔ عدالت میں اس وقت چالان پیش کیا جاتا ہے جب اس میں ساری خامیاں دور کر دی جاتی ہیں۔ پھر عدالت میں trial کے دوران باقاعدہ day to day basis پر اس کیس کو مانیٹر کیا جاتا ہے تاکہ گواہ قائم رہیں۔ جیسے میں نے پہلے کہا ہے کہ اس قسم کے کیسز میں تو لوگوں کے پاس اتنے وسائل بھی نہیں ہوتے کہ وہ خود کچہری آ سکیں تو وکیل مہیا کرنا اور ان کے گواہان کو عدالت میں قائم رکھنا حکومت کا فرض ہے۔ یقین کیجئے کہ اس قسم کے 90 فیصد کیسوں میں حکومت گواہوں کو قائم رکھتی ہے اور ملزمان کو کیفر کردار تک پہنچاتی ہے۔ اس سلسلے میں حکومت اقدامات کر رہی ہے اور اس وقت میں نے جو بات کی ہے کہ اس کو مانیٹر کیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ مانیٹرنگ سے ایک بہتری آئے گی اور جیسے ملک احمد خان صاحب نے فرمایا ہے کہ آگے چل کر ہم پولیس میں تبدیلیاں بھی لائیں گے۔ بہتر انوسٹی گیشن کے لئے علیحدہ سیل بھی قائم کئے جائیں گے۔ میں ایک چھوٹی سی مثال دینا چاہتا ہوں کہ اب اس قسم کے کیسز کو ثابت کرنے کے لئے DNA ٹیسٹ بھی کرواتے ہیں جو آج سے چار سال پہلے نہیں کروائے جاتے تھے میری گزارش ہے کہ ہم بہتری کی طرف چل رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں مزید بہتری آئے گی۔ شکریہ

جعلی میڈیکل کالجوں، جعلی ادویات اور جنسی ادویات کے اشتہارات کی بھرمار سے عوام کا جانی و مالی نقصان

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں پہلے تو یہ عرض کروں گا کہ آپ جس طریقے سے floor دیتے ہیں اس میں آپ کا discriminatory attitude ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ آپ کے خیال میں 370 کے ایوان میں یہی دس پندرہ لوگ ہیں جنھیں بات کرنے کا ڈھنگ آتا ہے یا ضروری معاملات انہی کے ہیں۔ اگر کوئی میرے جیسا آدمی بات کرتا ہے تو آپ اسے ignore کرتے ہیں۔ اب اسمبلی کا ٹائم ختم ہو رہا ہے، وزیر صحت جا چکے ہیں۔ میں کل سے ایک انتہائی اہم معاملے کی طرف آپ کی توجہ چاہتا تھا۔ اگر آپ میری عرض سن لیں تو میں صرف چند لفظوں میں کہنا چاہتا ہوں کہ کل میں نے جعلی میڈیکل کالجوں، جعلی دوائیوں اور جنسی ادویات پر ایک تحریک پیش کی تھی۔ اس پر میرے اپنے حکومتی بنچز کی طرف سے مخالفت کی گئی۔ آپ دیکھیں کہ پورے پاکستان اور پورے پنجاب کی دیواریں معجون مچھلی سے بھری ہوئی ہیں، لوہا کیپسول سے بھری ہوئی ہیں، لوگ مر رہے ہیں لوگ اپنی شکایت تک کسی کو کہنے والے نہیں ہیں۔ کوئی کہنے والا نہیں، کوئی سننے والا نہیں۔ میں ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس وقت ملک کی سب بڑی انڈسٹری sexual medicines industry ہے اس کے لئے کچھ کرلیجیے۔ یہاں پر ابھی ریپ اور دوسری بحث ہو رہی ہے اس کی background بھی تو یہی دوائیاں ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں نے ایوان کی توجہ مبذول کرائی تھی کہ سنٹرل ایشیئن ممالک کے جو میڈیکل کالجز ہیں جو یہاں سے کروڑوں روپیہ لے رہے ہیں لیکن وہاں سے واپسی پر ان بچوں اور بچیوں کو کوئی ڈسپنسر اور نرس رکھنے کے لئے بھی تیار نہیں۔ میں نے آج وزیر صحت سے استدعا کی تھی انھوں نے کہا تھا کہ میں آپ کو support کروں گا۔ کل بھی انھوں نے کہا لیکن کل بھی کچھ نہیں ہوا اور آج بھی اٹھ کر چلے گئے ہیں۔ یہاں پر ان چند لوگوں کو floor دیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں تو آپ کو روزانہ floor دیا جاتا ہے۔ Almost آپ دیکھ لیں کہ آپ کو ہر روز floor دیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! مجھے کوئی floor نہیں دیا جاتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اتنا اہم اور henious crime discuss ہو رہا تھا۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں آپ کو بتا دوں کہ باقی لوگ بھی brain رکھتے ہیں۔ شکر الحمد للہ میری background اتنی solid ہے کہ کسی پوائنٹ پر مجھ سے بات تو کروائیں لیکن آپ تو مجھے floor ہی نہیں دیتے۔ میں درد دل لے کر آیا ہوں اگر مجھ سے کوئی بات سننا چاہتا ہے تو سن لے۔ آپ کے سامنے کوئی زیادہ بات کرنے کے لئے اس لئے تیار نہیں ہے کہ بات آپ کے خلاف نہ ہو۔ میرے خیال میں تو جو آپ کو بتائے گا وہ آپ کا دوست ہو گا۔ اگر آپ floor نہیں دینا چاہتے تو کوئی بات نہیں ہے مجھے آج کے بعد آپ floor نہ دیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! ایسی کوئی بات نہیں ہے میں تو ہمیشہ آپ کو floor دیتا ہوں۔ آپ کل بھی بولے ہیں اور آج بھی بولے ہیں۔ میں حیران ہوں کہ آپ کے ذہن میں یہ بات کیسے آئی؟

شیخ علاؤالدین: جناب والا! آج مجھے 8.00 بجے floor دیا جا رہا ہے اور وہ بھی عشاء کی نماز کے بعد۔

جناب قائم مقام سپیکر: جب کوئی اہم بات ہو رہی ہوتی ہے تو اس کو interrupt نہیں کیا جاتا۔ یہ آپ کی اپنی رائے ہو سکتی ہے۔ میں نے تو آپ کو موقع دیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! باقی ایوان کی بھی یہی رائے ہے لیکن وہ آپ کے سامنے کہنا نہیں چاہتے۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھے خود کہا کہ وہ مجھے support کریں گے اور وہ یہاں رہے لیکن جب وہ اٹھ کر چلے گئے تو آپ نے مجھے floor دے دیا۔

معزز ممبران: ڈاکٹر صاحب تو موجود ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جی، وہ اب تشریف لائے ہیں۔

وزیراعلیٰ کے اعلان کے باوجود کنٹریکٹ ڈاکٹروں کو مستقل نہ کرنا

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! شیخ علاؤالدین صاحب نے جو معاملہ اٹھایا ہے یہ پہلے بھی انھوں نے اٹھایا تھا اور میں نے بھی اس وقت یہ کہا تھا کہ کرغزستان اور ترکمانستان کے میڈکل کالجوں کے لئے بھاری بھاری فیسوں کے اشتہار دے کر ہمارے بچوں کو تعلیم کے لئے وہاں بھجوایا جاتا ہے لیکن جب وہ وہاں سے تعلیم حاصل کر کے آجاتے ہیں تو یہاں پر پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل ان کی ڈگری تسلیم نہیں کرتی۔ انھیں بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ بہت اہم issue ہے۔۔۔(شور وغل)

جناب قائم مقام سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: اس کے ساتھ ساتھ میں نے یہ بات بھی اٹھائی تھی کہ سندھ اور سرحد میں تمام کنٹریکٹ ڈاکٹروں کو مستقل کر دیا گیا ہے۔ سندھ اسمبلی کا 2003 کا آرڈیننس ابھی بھی میرے بیگ میں موجود ہے جو میں آپ کو دکھا سکتا ہوں۔ یہاں پر یہ کیفیت ہے کہ اس کے لئے باقاعدہ وزیراعلیٰ صاحب نے اعلان کیا اور وزیر صحت نے بارہا اس بات کا اظہار کیا کہ ہم ڈاکٹروں کو مستقل کرنا چاہتے ہیں۔ جو ڈاکٹر کنٹریکٹ پر ہیں وہ بے چارے سالہا سال سے سولی پر لٹکے ہوئے ہیں۔ آج منسٹر صاحب موجود ہیں اس لئے یہ بہت اچھا موقع ہے اور انھوں نے وعدہ کیا تھا کہ next working day پر اس معاملے کو clear کروں گا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں نے یہ بات بھی اٹھائی تھی کہ پچھلے دنوں قائداعظم میڈیکل کالج اور رحیم یار خان میڈیکل کالج کے اندر پروفیسرز، ایسوسی ایٹ پروفیسرز اور اسسٹنٹ پروفیسرز کے انٹرویو ہوئے۔ پبلک سروس کمیشن کا نمائندہ گیا، یہاں سے ایڈیشنل سیکرٹری ہیلتھ گئے اور باضابطہ انٹرویو ہوئے میرٹ پر سلیکشن ہوئی۔ رحیم یار خان میڈیکل کالج کے اندر پروفیسرز، ایسوسی ایٹ پروفیسرز اور اسسٹنٹ پروفیسرز کے آرڈرز issue ہو گئے اور انھوں نے join کر لیا۔ مگر قائداعظم میڈیکل کالج ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہے وہاں بے شمار مریض آتے ہیں وہاں پر یہ کیفیت ہوئی ہے کہ انھوں نے میڈیکل آفیسرز اور سینئر رجسٹرار کے آرڈر کر دیئے لیکن پروفیسرز، ایسوسی ایٹ پروفیسرز اور اسسٹنٹ پروفیسرز کے آرڈر

نہیں کئے اس سے بڑی پریشانی ہے۔ جب انٹرویوcall کئے گئے تو سینئر ڈاکٹر نے اسسٹنٹ پروفیسر کے لئےapply کردیااور اس کے جونیئر ڈاکٹر نے سینئر رجسٹرار کے لئےapply کر دیا۔ جب سینئر کی اسسٹنٹ پروفیسر کے طور پر سلیکشن ہو گئی اور جونیئر کی سینئر رجسٹرار کے طور پر سلیکشن ہو گئی تو سینئر رجسٹرار کے آرڈرز مل گئے اور اس نےjoin کر لیا۔ اب جو سینئر ڈاکٹر تھا جو سلیکشن سے پہلے میڈیکل افسر تھا وہ اپنے جونیئر کے ماتحت سروس کر رہا ہے۔ اس کے نتیجے میں کافیcrippling ہے لہٰذا میری التماس ہے کہ انھوں نے جوdisparity اختیار کی ہے، رحیم یار خان میڈیکل کالج میں ایکstance لیا ہے اور قائداعظم میڈیکل کالج کے کیس کے اندر انہوں نے ایک دوسرے رویے کو اختیار کیا ہے۔ میں نے دو تین دفعہ وزیر موصوف سے بھی یہ گزارش کی ہے اور وزیر موصوف نے بڑی شفقت کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ ہم اس کیrectification کریں گے۔ میری اس سلسلے میں التماس ہے کہ ابھی وزیر موصوف کو ٹائم دے دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! اب تشریف رکھیں، بات ہو گئی ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! چودھری ظہیر صاحب! مہربانی فرمائیں اور وزیر صحت کو وقت دے دیں تاکہ وہ یہ ساری باتیںclear کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر مواصلات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔ جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وہ ختم ہو چکا ہے۔ .Let me announce that آپ announce نہ کریں، مجھے کرنے دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! قانون سازی کا کام بھی کرنا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: مجھے پتا ہے .Let me announce first تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو چکا ہے لیکن چونکہ یہ بات چل رہی ہے اس لئے آپ پہلے بات کریں۔ ڈاکٹر صاحب! آپ پہلے بات کریں۔

ڈاکٹر مظفر علی شیخ: جناب والا! میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں! I have given floor to you.

ڈاکٹر مظفر علی شیخ: جناب والا! میری humble submission صرف اتنی ہے کہ شیخ علاؤالدین صاحب نے ایک انتہائی اہم مسئلہ کی طرف آپ کی توجہ دلائی ہے۔ کل بھی یہ مسئلہ پیش ہوا تھا۔ ہمیں صرف اتنا ہی بتا دیا جائے کہ کیا واقعی جعلی دوائیوں کا کاروبار اتنا اچھا ہے کہ اس کے متعلق بغیر کسی دلیل کے اس کو bulldoze کر دیا جائے اور جنہوں نے اس کو ہاؤس کے اندر bulldoze کیا ہے وہ ہمیں convince کر لیں کہ واقعی آپ کا Resolution غلط تھا تو ہم اس پر کوئی بات نہیں کرتے یا اس کی وجوہات بتا دی جائیں کہ جعلی دوائیوں کا کاروبار اتنا اچھا ہے، sex کی دوائیوں کا کاروبار کرنا بڑا اچھا ہے۔ بچوں کو سمگل کر کے چائنا، ترکمانستان اور کرغزستان میں substandard تعلیم کے لئے بھیجنا اچھا ہے۔ پرائیویٹ میڈیکل کالجوں میں اس وقت پانچ پانچ لاکھ روپے سال کی فیس لے رہے ہیں وہ اچھا ہے جبکہ گورنمنٹ کے میڈیکل کالجوں میں اخراجات 35 ہزار روپے سالانہ ہیں۔ پرائیویٹ میڈیکل کالج میں ایک بچے سے پانچ پانچ لاکھ روپے لئے جاتے ہیں۔ ہم سب ان پرائیویٹ میڈیکل کالجوں کے مالکان کے لئے آواز بلند کر رہے ہیں یا ان بچوں کے لئے کر رہے ہیں کہ جو ہماری قوم کا سرمایہ ہیں۔ اس سلسلے میں، میں خود یہ گواہی پیش کرتا ہوں کہ اسے ARY اور دوسرے چینلز پر پون گھنٹہ اور ایک ایک گھنٹہ کے اشتہار آتے ہیں۔ کبھی بالوں کے متعلق کبھی sex کے متعلق اور کبھی قد بڑھانے کے متعلق آتے ہیں اس کے علاوہ تین چار ہزار روپے کی سلمنگ بیلٹ کے متعلق اشتہارات آتے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کی کیا authenticity ہے، ان لوگوں کی کیا qualification ہے؟ وہ تو ٹی وی پر صحیح طرح سے pronounce بھی نہیں کر سکتے۔ اس کے باوجود لکھا ہوتا ہے کہ گولڈ میڈلسٹ۔ ان کے تو میڈیکل کالج کا ہی پتا نہیں ہے کہ انہوں نے کہاں سے تعلیم حاصل کی ہے۔ یہ ہمارا ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ براہ مہربانی! جس طرح ہمارے دوسرے مسائل ہیں اس کو بھی اس طرح سے take up کیا جائے۔ ہم اس معاشرہ کو حقیقی معنوں میں ایک معاشرہ بنانا چاہتے ہیں اور یہ بغیر کسی وجہ سے ہمارے Resolution کو bulldoze کیا گیا ہے اور جس نے بھی یہ کیا ہے وہ ہمیں convince کر لے ہم لبیک کہہ دیں گے۔ بہت بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر صحت بات کریں گے۔ Time is extended for fifteen minutes.

وزیر صحت: جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ۔ تین چار issues یہاں پر زیر بحث آئے ہیں۔ شیخ علاؤالدین صاحب اور ڈاکٹر مظفر صاحب نے ایک بڑا اہم about spurious drugs اور خاص طور پر وہ اشتہارات جو کیبل ٹی وی پر آرہے ہیں اور اخبارات میں بھی آتے ہیں ان میں unapproved drugs کو مشتہر کیا جاتا ہے ان سارے issues کو یہاں پر raise کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر وسیم صاحب نے contract doctors کی بات کی ہے جو بہت اہم ہے اور محکمہ صحت سے متعلقہ ہے اس پر بات کی، میڈیکل کالجز کے بارے میں بات کی۔ میں کہتا ہوں کہ جو اسمبلی کی رائے ہے وہ عوام کی رائے ہوتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

And I fully support that میں صرف یہ درخواست کروں گا کہ بجائے اس کے کہ ہم ان three different چیزوں کو randomly لیں اور مجھ سے expect بھی کیا جائے کہ میں variant issues پر بغیر کسی proper time کے بات کروں It will serve no purpose. میں اس پر ایک گھنٹہ بحث کر سکتا ہوں but what I offer is کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ issue is important enough تو اس اجلاس کے دوران کوئی ٹائم محکمہ صحت پر رکھ لیں تاکہ اس پر full discussion ہو and then I will answer all these issues so that there is a tangible decision that is made and carried out. Otherwise اس پر بات کرنے کا میرے نزدیک کوئی فائدہ نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میری بھی یہی رائے تھی چونکہ شیخ صاحب نے questions raise کئے ہیں، ڈاکٹر وسیم صاحب نے raise کئے ہیں اور اس کے علاوہ باقی دوستوں نے بھی raise کئے ہیں تو میری بھی یہی خواہش تھی کہ ہاؤس کی opinion لے کر اس پر بحث کے لئے ایک دو گھنٹے مقرر کر لیتے ہیں۔ اس مسئلے پر سیر حاصل بحث کی جائے اور پھر اس پر جو بھی decision ہو اس پر عملدرآمد کیا جائے۔ اس لئے اس پر کوئی دن مقرر کر لیتے ہیں جس دن ہاؤس مناسب سمجھے اس دن کے لئے ہم اس مسئلے کو رکھ لیتے ہیں اور اس پر بحث ہو جائے گی۔ اس مسئلے کے علاوہ ایک اور issue جو بچیوں سے متعلق تھا اور آج اس پر Call Attention Notice بھی تھا۔ اس پر بھی جب دن مقرر کیا جائے گا تو بحث کی جائے گی۔

معزز ممبران: امن عامہ کی بحث کے لئے دن رکھ لیں۔

رپورٹیں
(توسیع)

جناب قائم مقام سپیکر: سید محمد رفیع الدین بخاری مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کے لئے تحریک پیش کریں؟

سید محمد رفیع الدین بخاری: جناب سپیکر! میں۔۔۔

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے تحریک کو pending کیا ہے، اس کو dispose of کیا ہے اور نہ ہی محرک سے پوچھا گیا ہے کہ press کرتا ہے یا نہیں کرتا؟

جناب قائم مقام سپیکر: اس کو میں نے dispose of کر دیا ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: press کرتا ہے یا نہیں کرتا۔ جو اس ہاؤس کی روایت ہے اس کے مطابق کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: عرض یہ ہے کہ اس پر اتنی سیر حاصل بحث ہوئی ہے اور ہم تمام اس پر متفق ہوئے ہیں اور اسی لئے اب اس پر وقت مقرر کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ He should agree with that. آپ اس معاملے میں agree کرتے ہیں؟

جناب سمیع اللہ خان: جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو اس ہاؤس کی روایات ہیں اس کے مطابق ان سے پوچھنا چاہئے تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب اس پر مزید بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ اس پر کافی بحث ہو گئی اور ہم اس پر دو گھنٹے provide کر رہے ہیں۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے اس پر بڑا lenient view لیا ہے۔ یہ بڑا اہم issue تھا اور آپ نے بھی بڑی اچھی suggestions دی ہیں لیکن میری ایک تحریک التوائے کار نمبر 825 بھی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ دوسری آج نہیں لے سکتے۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب والا! میں اس کے بارے میں بھی بات کرنا چاہتا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایک ہی ہو سکتی ہے، دو نہیں ہو سکتیں۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب والا! اس پر بھی ٹائم مقرر کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ بحث کے لئے وقت مقرر کرتے ہیں۔ فی الحال ہم اس کو dispose of کرتے ہیں اور دوبارہ اس پر بحث ہو گی۔ جی، رفیع الدین شاہ صاحب!

مجلس قائمہ برائے صنعت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

سید محمد رفیع الدین بخاری: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

The Punjab Board of Technical Education (Amendment) Bill 2004(Bill No .14 of 2004) moved by Dr Syed Waseem Akhtar,MPA

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30۔اپریل 2006 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

The Punjab Board of Technical Education (Amendment) Bill 2004(Bill No .14 of 2004) moved by Dr Syed Waseem Akhtar,MPA

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30۔اپریل 2006 تک توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

The Punjab Board of Technical Education (Amendment) Bill 2004(Bill No .14 of 2004) moved by Dr Syed Waseem Akhtar,MPA (PP-271)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30۔اپریل 2006 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب والا! توسیع نہ کی جائے کیونکہ یہ کمیٹیاں کام ہی نہیں کرتیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، یہ بات نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب والا! ہاؤس کی رائے میں بھی "No" زیادہ ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کی اجازت مل چکی ہے۔ اس کی already توسیع ہو چکی ہے۔ محترمہ لیلیٰ مقدس صاحبہ مجلس قائمہ برائے مال و اشتمال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مجلس قائمہ برائے مال، بحالی و اشتمال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

محترمہ لیلیٰ مقدس: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

The Punjab Prohibition of Private Money Lending Bill 2003 (Bill No.24 of 2003) moved by Mrs Humaira Awais Shahid, MPA

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال بحالی و اشتمال کی رپورٹ میں اس ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30۔اپریل 2006 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

The Punjab Prohibition of Private Money Lending Bill 2003 (Bill No.24 of 2003) moved by Mrs Humaira Awais Shahid, MPA

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال بحالی و اشتمال کی رپورٹ میں اس ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30۔اپریل 2006 تک توسیع کر دی جائے۔

معزز ممبران: نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے تو ابھی سوال ہی put نہیں کیا آپ کس بات پر شور مچا رہے ہیں۔
Let me ask the question first and then you have a right to say whatever you want to

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

> The Punjab Prohibition of Private Money Lending Bill 2003 (Bill No.24 of 2003) moved by Mrs Humaira Awais Shahid, MPA
>
> کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال بحالی و اشتمال کی رپورٹ میں اس ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-اپریل 2006 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون (تنسیخ) تقریبات شادی (امتناع بے جا نمود و نمائش اور مسرفانہ اخراجات) پنجاب مصدرہ 2005

MR ACTING SPEAKER: Now, we take up the Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) (Repeal) Bill 2005. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:

> "That the Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) (Repeal) Bill 2005, as rcommended by the Standing Committee on

Local Government and Rural Development, be taken into cosideration at once."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) (Repeal) Bill 2005, as rcommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into cosideration at once."

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اس میں ہماری دو amendments تھیں میں صرف اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ اس اسمبلی میں جتنے قانون بنے ہیں ان میں اپوزیشن نے amendments دی ہیں اور ان میں ہم سب سے اہم amendments یہ دیتے ہیں کہ اس کو سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے یا اس کو پبلک کی رائے لینے کے لئے مشتہر کر دیا جائے تو پھر اس کو قانون بنانے کے لئے اسمبلی میں پیش کیا جائے۔ اب آپ ملاحظہ فرمائیں کہ سنٹرل گورنمنٹ نے پہلے یہ قانون بنایا ہوا تھا۔ میں راجہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ لاء ڈیپارٹمنٹ کو پتا ہونا چاہئے تھا کہ already یہ قانون سنٹرل گورنمنٹ نے بنایا ہوا ہے۔ جب سنٹرل گورنمنٹ کا کوئی قانون ہو تو صوبائی اسمبلی سیکشن 143 کے تحت کوئی بھی قانون نہیں بنا سکتی۔ ہم یہ شور اس لئے مچاتے ہیں کہ خدا کے لئے اس کو سٹینڈنگ کمیٹی میں بھیج دیا کریں، اس کو thrash out ہونے دیں، اس پر discussion ہونے دیں، اسے پبلک میں آنے دیں تو اس کے بارے میں کوئی نہ کوئی بات سامنے آ جائے گی۔ اب سپریم کورٹ نے یہ قانون اٹھا کر ہمارے منہ پر مارا ہے کہ چونکہ یہ قانون بنا ہوا ہے لہذا پنجاب گورنمنٹ یا کسی بھی صوبہ کو یہ اجازت نہیں کہ وہ اس پر قانون سازی کرے تو میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ درخواست کروں گا کہ کوئی بل بھی ہو اس پر محنت ہوتی ہے، لاء ڈیپارٹمنٹ بھی اس پر محنت کرتا ہے، حکومت بھی کرتی ہے لیکن ہم اپنی amendments میں جو رائے دیتے ہیں اس پر یہ تھوڑا سا غور کر لیا کریں۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! ارشد گو صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ اس کو سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ اس اسمبلی میں کوئی بل بھی ایسا نہیں آتا جو کہ سٹینڈنگ کمیٹی سے ہو کر نہیں آتا۔ اب سٹینڈنگ کمیٹی بھی انہی ممبران پر مشتمل ہے جو اس معزز ایوان کے اراکین ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کو سٹینڈنگ کمیٹی کے بعد سپیشل کمیٹی کے پاس بھیج دیا جائے تو یہ دوسرے الفاظ میں ہماری پہلے سے بنی ہوئی سٹینڈنگ کمیٹیز پر عدم اعتماد ہوگا۔ اس کا طریق کار یہی ہے کہ یہ concerned Standing Committee کے پاس آتا ہے اور وہاں سے واپس آتا ہے۔ میں ان کے دوسرے point of view کی بھی وضاحت کرنا چاہوں گا کہ یہ صرف اس بات پر نہیں ہوا کہ یہ provincial legislation کے زمرے میں نہیں آتا تھا بلکہ جو اس وقت شادی بیاہ کے کھانوں پر مکمل پابندی لگائی ہے اس کے تحت ہم نے ون ڈش کی اجازت دی ہوئی تھی اب مکمل پابندی ہو گئی ہے تو یہ اس زمرے میں آتا تھا اور ہم اس کو سپریم کورٹ کی directions کے مطابق repeal کر رہے ہیں۔ شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محسن لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں تھوڑی سی correction کر دوں کہ یہ بل سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس نہیں آیا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! کوئی بھی بل سٹینڈنگ کمیٹی کے بغیر ایوان میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔ آپ چیک کر لیں کیونکہ پورا ایوان اور اسمبلی سیکرٹریٹ اس بات کا شاہد ہے کہ کوئی بل سٹینڈنگ کمیٹی کے بغیر اسمبلی میں آ ہی نہیں سکتا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں سٹینڈنگ کمیٹی کا چیئرمین ہوں۔ میں آپ کو وثوق سے کہہ رہا ہوں کہ جس وقت یہ بل بنایا گیا تھا یہ بل ہماری کمیٹی میں پیش نہیں ہوا تھا۔ یہ بل آپ نے یہاں پر پاس کر لیا تھا پھر اس کو repeal کرنے کے لئے بھیجا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اس وقت سپیشل کمیٹی بنائی گئی تھی کیونکہ اس وقت سٹینڈنگ کمیٹیز constitute نہیں ہوئی تھیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی ایڈووکیٹ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، عباسی صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ کہتا ہوں کہ لائبریری سے وہ کتاب منگوالی جائے جس میں سپریم کورٹ کا فیصلہ تھا جس میں انہوں نے ون ڈش پر پابندی لگائی۔ جب یہاں اس قانون پر بحث ہو رہی تھی تو ہم نے اس وقت بھی کہا کہ یہ قانون نہ لے کر آئیں یہ نہیں چلے گا۔ سپریم کورٹ کی 2005 کی Judgement ہے اس میں انہوں نے کہا ہے کہ یہ قانون بنانے کا ہمارا prerogative تھا ہی نہیں۔ اس لئے یہاں جب قانون پر بحث ہو رہی ہوتی ہے تب سنتے نہیں ہیں، mind apply نہیں کرتے یا اس چکر میں ہیں کہ ہم نے نوکری کرنی ہے اور اس کے پاس جانا ہے لیکن کوئی اچھی بات کہیں سے بھی آ جائے اسے adopt کر لینی چاہئے، یہ میں آئندہ کے لئے کہہ رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بگو صاحب! اس میں آپ لوگوں کے already جو نام شامل ہیں یہ میں پڑھ دیتا ہوں.They are already agreed on this repeal اس میں آپ کا نام بھی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا نام ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: Amendment میں آپ کا نام ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! وہ amendment ہماری ہے۔ میں اس سٹینڈنگ کمیٹی میں شامل نہیں ہوں۔ راجہ صاحب نے کہا ہے کہ ہم ہر بل سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کرتے ہیں انہوں نے یہ بات بالکل ٹھیک کہی ہے لیکن یہ بل سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس نہیں گیا اور اس کی تصدیق فاضل چیئرمین متعلقہ نے کر دی ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ بل کسی سپیشل کمیٹی کے سپرد کیا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ اس وقت سٹینڈنگ کمیٹی نہیں بنی تھی۔ ہاؤس کی سپیشل کمیٹی بنائی گئی تھی جس میں اپوزیشن کے ممبران بھی تھے اور ٹریژری بنچز کے ممبران بھی تھے۔

محترمہ پروین سکندر گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

محترمہ پروین سکندر گل: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جس وقت کوئی بھی سٹینڈنگ کمیٹی نہیں تھی اس وقت سپیشل کمیٹی تھی جس میں دونوں طرف کے ممبران شامل تھے۔ ہر قسم کی legislation کے لئے بل اسی سپیشل کمیٹی سے ہو کر آتے تھے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اس میں صرف اتنی بات کر دینا چاہتا ہوں کہ قانون سازی بڑی ہوتی ہے، بڑے بلند بانگ دعوے ہوتے ہیں اور یہاں اس حوالے سے بڑی بڑی باتیں ہوتی ہیں لیکن جب یہ قاعدہ و قانون عمل کے میدان میں جاتا ہے تو بااثر لوگوں کے ہاتھ میں بازیچہ اطفال بن جاتا ہے۔ اتفاق سے اگر غریب غرباء violation کر دیں تو انہیں سولی پر چڑھا دیا جاتا ہے لیکن بااثر لوگ جو کہ آفیسرز ہیں اور اس ہاؤس کے اندر بھی بیٹھنے والے بااثر لوگ اس کی violation کرتے ہیں اور اس کے نتیجے کے اندر ایک نیا قانون لانے کی بات ہو جاتی ہے تو میری یہ التماس ہے کہ براہ مہربانی اس چیز کو بھی چیک کرنے کے لئے کوئی سلسلہ بنایا جائے کہ جو قانون پاس ہو اس پر across the board عملدرآمد کے لئے کوئی طریق کار وضع ہونا چاہئے۔ ایسا نہیں ہے کہ بااثر لوگ تو قانون سے مبرا ہو جائیں اور غریب لوگ قانون کی بھینٹ چڑھا دیئے جائیں۔

MR ACTING SPEAKER: No more opposition from your side? OK. Now the motion moved and the question is:

> "That the Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) (Repeal) Bill 2005 as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development be taken into consideration at once."

(The motion was carried)

MR ACTING SPEAKER: Now we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE - 2

MR ACTING SPEAKER: Now clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE - 1

MR ACTING SPEAKER: Now clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR ACTING SPEAKER: Now the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR ACTING SPEAKER: Now long title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

MR ACTING SPEAKER: Minister For Law.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS. Sir, I move:

"That the Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) (Repeal) Bill 2005 be passed."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) (Repeal) Bill 2005 be passed."

The motion moved and the question is:

> "That the Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) (Repeal) Bill 2005 be passed."

(The motion was carried)

(The Bill is passed)

جناب قائم مقام سپیکر: آج کے اجلاس کا ایجنڈا ختم ہو گیا لہذا اب اجلاس بروز جمعۃ المبارک مورخہ 17-مارچ2006 صبح 9 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

703

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،17-مارچ2006

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

سوالات

(محکمہ زراعت)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جوزیرغورلایاجائے گا)

مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی موٹرگاڑیاں مصدرہ2006

705

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا چوبیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک، 17-مارچ2006

(یوم الجمع، 16-صفر المظفر 1427ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 7 منٹ

پر زیر صدارت

جناب قائم مقام سپیکر سردار شوکت حسین مزاری منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری غلام رسول نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

وَإِذْ قَالَ إِبْرَٰهِيمُ رَبِّ ٱجْعَلْ هَٰذَا ٱلْبَلَدَ ءَامِنًا وَٱجْنُبْنِى وَبَنِىَّ أَن نَّعْبُدَ ٱلْأَصْنَامَ o

سُوْرَةُ إبراهيم آيت 35

اور جب ابراہیم نے دعا کی کہ میرے پروردگار اس شہر کو (لوگوں کے لئے) امن کی جگہ بنا دے۔ اور مجھے اور میری اولاد کو اس بات سے کہ بتوں کی پرستش کرنے لگیں بچائے رکھ o

وما علینا الا البلاغ o

سوالات

(محکمہ زراعت)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ زراعت سے متعلقہ سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال سید احسان اللہ وقاص کا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! On his behalf

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 871 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز رکن نے سید احسان اللہ وقاص کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 871 دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں تیل دار اجناس کا رقبہ، فی ایکڑ پیداوار اور دیگر تفصیل

*871 سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب میں سورج مکھی اور دیگر تیل دار اجناس کتنے رقبہ پر کاشت کی جاتیں ہیں؟ ہمارے ہاں سورج مکھی کی اوسط فی ایکڑ پیداوار کیا ہے، کیا یہ پیداوار بین الاقوامی معیار کے مطابق ہے گزشتہ سال کے مقابلہ میں اس سال زیر کاشت رقبہ میں کتنا اضافہ ہوا؟

(ب) صوبائی حکومت تیل دار اجناس کی پیداوار بڑھانے کے لئے کاشتکاروں کے ساتھ کیا تعاون کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، کاشتکاروں کی رہنمائی کے لئے کیا اقدامات کئے گئے اور مزید کون سے اقدامات زیر غور ہیں؟

(ج) صوبائی حکومت نے تیل دار اجناس کی مناسب قیمت کاشتکاروں کو دینے کے لئے کیا اقدامات تجویز کئے ہیں اور کیا اس سے کاشتکاروں کو قیمت کا تحفظ حاصل ہوا؟

وزیرزراعت

(الف) صوبہ پنجاب میں 02-2001 میں سورج مکھی 52,979 ایکڑ اور دیگر تیل دار 3 اجناس (سرسوں، کنولہ) 3,33,300 ایکڑ رقبہ پر کاشت کی گئیں۔ صوبہ میں سورج مکھی کی اوسط پیداوار 545 کلو گرام فی ایکڑ رہی جو کہ بین الاقوامی معیار سے کم ہے۔

گزشتہ سال کے مقابلہ میں سورج مکھی کا رقبہ 17.34 فیصد اور دیگر تیل دار اجناس کے رقبہ میں 8.4 فیصد اضافہ ہوا ہے۔

03-2002 کے لئے سورج مکھی کے زیر کاشت رقبہ 3,00,000 ایکڑ مقرر کیا گیا ہے جو گزشتہ سال کے کاشتہ رقبہ سے پانچ گنا زیادہ ہے۔

(ب) صوبائی حکومت نے تیل دار اجناس کی پیداوار بڑھانے کے لئے مختلف اقدامات کئے ہیں۔ محکمہ زراعت نے صوبہ کے سترہ موزوں اضلاع میں سورج مکھی کا رقبہ بڑھانے کے لئے پاکستان آئل سیڈ ڈویلپمنٹ بورڈ کے تعاون سے کاشتکاروں کو ترغیب دی ہے۔ ان اضلاع میں معیاری بیج کی دستیابی کو یقینی بنایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ چھ منتخب اضلاع ساہیوال، پاکپتن، خانیوال، ملتان، وہاڑی اور لودھراں میں سورج مکھی کا رقبہ اور پیداوار بڑھانے کے لئے ایک پراجیکٹ شروع کیا گیا ہے۔ اس پراجیکٹ کے تحت درج بالا اضلاع کی ہر یونین کونسل میں دو نمائشی پلاٹ لگائے جا رہے ہیں جن کے لئے محکمہ نے بیج مفت فراہم کیا ہے نیز سورج مکھی کی گہائی کے لئے محکمہ پچاس روپے یومیہ کرائے پر تھریشر بھی کاشتکاروں کو مہیا کرے گا۔

مزید برآں کاشتکاروں کی رہنمائی کے لئے تربیتی کورسز، فارمر ٹریننگ، فیلڈ ڈیز کا انعقاد کیا جا رہا ہے۔ علاوہ ازیں کاشتکاروں کو بذریعہ پمفلٹ اور فلپ چارج سورج مکھی کی بہتر پیداوار کے حصول کے لئے جدید پیداواری ٹیکنالوجی کے متعلق بتایا جا رہا ہے۔

(ج) صوبائی حکومت نے آئل ملز مالکان کو ترغیب دی ہے کہ وہ سورج مکھی اور دیگر تیل دار اجناس کی پیداوار کی مناسب قیمت کا فصل کی بجائی سے پہلے اعلان کریں تاکہ کاشتکاران زیادہ رقبے پر ان کی کاشت کریں۔ سورج مکھی کی موجودہ بہاریہ فصل کے لئے آئل ملز مالکان نے پیداوار بحساب -/630 روپے فی من خرید کرنے کا اعلان کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (الف) میں پوچھا گیا تھا کہ پنجاب میں سورج مکھی اور دیگر تیل دار اجناس کتنے رقبہ پر کاشت کی جاتی ہیں اور ہمارے ہاں سورج مکھی کی اوسط فی ایکڑ پیداوار کیا ہے، کیا یہ پیداوار بین الاقوامی معیار کے مطابق ہے؟ تو انہوں نے جو بین الاقوامی معیار سے متعلق جواب دیا ہے وہ یہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں 02-2001 میں سورج مکھی 52,979 ایکڑ اور دیگر تیلدار اجناس (سرسوں، کنولہ) 3,33,300 ایکڑ رقبہ پر کاشت کی گئیں۔ صوبہ میں سورج مکھی کی اوسط پیداوار 545 کلو گرام فی ایکڑ رہی جو کہ بین الاقوامی معیار سے کم ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ حکومت پیداوار کو بین الاقوامی معیار کے مطابق لانے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت: جناب سپیکر! میرا ایک پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت: جناب سپیکر! میں آپ سے وضاحت چاہتا ہوں کہ ایک sitting میں کیا ایک ممبر دو سے زیادہ سوال دے سکتا ہے یا نہیں؟ اس میں مجھے آپ کی رولنگ چاہئے کیونکہ جو اس وقت question hour شروع ہو چکا ہے اس میں ہمارے فاضل ممبران کے دو سے زیادہ بھی سوال آئے ہوئے ہیں۔ اس میں مجھے آپ کی رولنگ چاہئے۔ مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا آفتاب احمد خان صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! شاہ صاحب نے بالکل ٹھیک کہا ہے کہ دو سوال ہو سکتے ہیں لیکن جس چیز کی وہ نشاندہی کر رہے ہیں اس میں بڑا واضح ہے کہ دو ممبر نے سوال دیئے ہیں اصغر علی قیصر اور سمیع اللہ خان۔ سمیع اللہ خان کے دو independent questions ہیں اور دو سوال اکٹھے ہیں۔ ہم سمیع اللہ خان صاحب کا نام write off کر سکتے ہیں مگر اصغر علی قیصر صاحب، he may put those questions

جناب ارشد محمود بگو: وہ دو سوالوں کے بعد تیسرا سوال نہیں کر سکتے۔

رانا آفتاب احمد خان: مگر اصغر علی قیصر صاحب کا بھی نام ساتھ ہے اس لئے question take up ہو سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ ان کا مقصد کچھ اور ہے۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ ایک ممبر کے جو بار بار سوالات آ رہے ہیں ان کا کہنے کا یہ مقصد ہے۔ ویسے بھی دو سوال کے بعد allow نہیں کیا جاتا رولز بھی یہی ہیں اور ہم کرتے بھی یہی ہیں۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ شاید شاہ صاحب سمجھ نہیں سکے ویسے تو کوئی بھی سوال کرے اس کا جواب دینا چاہئے لیکن یہ معزز ممبر نے دو سوال کئے ہیں he is allowed اور اس کے بعد انہوں نے دو سوال کسی اور کے ساتھ مل کر کئے ہیں جب یہ کتابچہ چھپا اس میں ایک معزز ممبر کا نام delete کر دیا گیا تو شاید وہ یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ جب متعلقہ وزیر سے دونوں نام approve ہوگئے ہیں تو پھر اس کے بعد یہاں پر کیا ایک نام delete کیا جا سکتا ہے کیونکہ یہاں پر آکر کیا گیا ہے جب ڈیپارٹمنٹ کے پاس گیا وہاں دونوں نام تھے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اس میں issue یہ ہے کہ ایک ممبر کے دو سوال آ سکتے ہیں اگر اس کے چار سوال ہیں یا چار سو سوال ہیں وہ دوسری sitting میں آ سکتے ہیں مگر جیسے انہوں نے یہاں کہا ہے کہ سمیع اللہ صاحب کا نام delete ہوا ہے مگر اصغر علی قیصر کا نام تھا تو ان کے سوال تو آ سکتے ہیں۔ اگر دونوں کے نام آ بھی جائیں تو وہ سمیع اللہ خان صاحب take up نہیں کریں گے بلکہ اصغر علی قیصر کر سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ بھی take up کر سکتے ہیں اور میں بھی decision دے سکتا ہوں کہ کون کر سکتا لیکن میں دو سے زیادہ ویسے بھی اجازت نہیں دیتا۔ جی، وزیر موصوف! یہ سوال سورج مکھی کے بارے میں تھا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں اپنا ضمنی سوال دہرا دیتا ہوں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں سورج مکھی کو بین الاقوامی معیار کے مطابق کہا گیا ہے۔

وزیر خوراک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چودھری صاحب!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! بگو صاحب جو ''سورج مکھی'' کہہ رہے ہیں اصل لفظ ''سورج مکھی'' ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ سورج مکھی ہے، مکھی نہیں ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جی ہاں، سورج مکھیSorry sir۔

جناب قائم مقام سپیکر: تلفظ میں ذرا غلطی ہو گئی۔ پہلے میرے تلفظ میں بھی غلطی تھی۔

جناب ارشد محمود بگو: بہت شکریہ، چودھری صاحب!

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب نے بالکل صحیحpoint outکیا ہے۔I am grateful

جناب ارشد محمود بگو: جی ہاں، یہ زمیندار ہیں، ہم تو زمیندار نہیں ہیں۔ اس میں میرا سوال یہ ہے کہ حکومت سورج مکھی کی پیداوار کو بین الاقوامی معیار کے مطابق کرنے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! ویسے تو یہ سورج مکھی اکیلا نہیں بلکہ زراعت میں ہر فصل کو ہم کوشش کر رہے ہیں کہ وہ بین الاقوامی معیار پر آ جائے کیونکہ بنیادی طور پر ہمارا ملک زرعی ملک ہے اور ہمcommittedہیں کہ ہم اس کوenhanceکریں۔ میرے بھائی نے جو سوال کیا ہے تو میں نے جواب میں بتایا ہے کہ ہم نے اس سال سورج مکھی 52979 ایکڑ پر کاشت کیا اور سرسوں 3 لاکھ 33 ہزار پر کاشت کیا اور اس کی فی ایکڑ پیداوار 14.63 آئی ہے اور یہ قطعی طور پر بین الاقوامی معیار کے مطابق نہیں ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ سورج مکھی کا بیج ہم امپورٹ کرتے ہیں اور یہ بیج ہم امپورٹ کر کے لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ ایسی فصل ہے جس کو ہم نے کوشش کی ہے کہ لوگوں تکintroduceکریں لوگوں کو اس طرف راغب کریں اس کے لئے میں اپنے بھائی کی اطلاع کے لئے گزارش کروں گا کہ ہم نے چھ اضلاع میں اس کا پراجیکٹ چلایا ہے اس میں ساہیوال، پاکپتن، خانیوال، ملتان، وہاڑی اور لودھراں شامل ہیں۔ یہ چھ ڈسٹرکٹ ہیں جہاں پر ہم نے اس کو متعارف کرایا ہے۔ پھر ہم نے یہ کیا کہ زمین کی تیاری کے علاوہ اور دوسرے مراحل کے علاوہ ہر یونین کونسل میں دو دو نمائشی پلاٹ خود اپنے خرچے پر کاشت کر کے لوگوں کو متعارف کرایا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! لودھی صاحب تفصیل میں چلے گئے ہیں میں نے تو تفصیل پوچھی ہی نہیں تھی میں نے تو بڑا مختصر سوال کیا تھا یہ بڑی لمبی لسٹ ہے ابھی لودھی صاحب نے اس کا بڑا لمبا جواب دینا ہے۔ میرا مختصر سوال جناب وزیر موصوف سے یہ تھا کہ اس سورج مکھی کی پیداوار کو بین الاقوامی معیار کے مطابق بنانے کے لئے حکومت کیا کیا اقدامات کر رہی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! ہم ایک تو بیج امپورٹ کر رہے ہیں، دوسرا ملز مالکان کو راغب کر رہے ہیں کہ اس کی قیمت تعین کی جائے تاکہ لوگوں کو attraction ہو۔ تیسرا چھ اضلاع میں ہم نے اس کو introduce کرایا ہے۔ گورنمنٹ نے خود اپنی گرہ سے اگا کر وہاں سیمینار کر کے لوگوں کو یہ بتایا ہے کہ یہ فصل آپ کو اگانی چاہئے۔ یہ منافع بخش فصل ہے۔ ہر چھ اضلاع میں ہر پلاٹ پر ہم نے سیمینار کئے ہیں اور لوگوں کو introduce کرایا ہے۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ فصل کو عام زمینداروں تک لے جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا اس سے average میں کوئی ترقی ہوئی ہے؟

وزیر زراعت: ہمارے پاس average تو 14.63 آئی ہے لیکن جب کھیت کی تیاری کریں گے، levelling کریں گے، اس کو پانی صحیح دیں گے، اس کو متناسب کھادیں دیں گے، pesticides کو استعمال کریں گے، لوگوں کو ٹریننگ دیں گے تو اس کے بعد یہ فصل عام ہو گی تو پھر انشاء اللہ اس کو standard پر لے آئیں گے۔

ڈاکٹر مظفر علی شیخ: جناب ارشد لودھی صاحب نے بڑی وضاحت سے جواب دیا ہے۔ میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ہماری فی ایکڑ پیداوار بین الاقوامی معیار سے کافی کم ہے تو میں یہ عرض کرنا چاہوں گا اور یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس وقت سورج مکھی کی جو سب سے زیادہ قسم کاشت کی جا رہی ہے وہ Hi-Sun 33 ہے۔ اس کے مقابلے میں دنیا میں بہت سی ایسی اقسام ہیں جو اس سے بہت زیادہ پیداوار دیتی ہیں۔ اب آسٹریلیا کی مثال لے لیں کہ وہاں پر ایسی اقسام کاشت کی جا رہی ہیں کہ جن میں Hi-Sun 33 کا نام ہی نہیں ہے۔ اس سے زیادہ ایڈوانس آ گئی ہیں۔ وزیر موصوف خود ہی فرما رہے ہیں کہ ہم یہ بیج امپورٹ کر کے کاشتکاروں میں تقسیم کرتے ہیں تو کیا پیداوار کم ہونے کی ایک وجہ یہ بھی نہیں ہے کہ یہ جو قسم درآمد کی جا رہی ہے۔ یہ اس معیار کی نہیں ہے جو زیادہ پیداوار دے جبکہ دنیا میں ایسی اقسام بھی ہیں جو بہت زیادہ پیداوار دیتی ہیں۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا ان کے علم میں ہے کہ دنیا میں اور بہت سی زیادہ پیداوار دینے والی اقسام ہیں اگر ہیں تو ان کو امپورٹ کرنے کے سلسلہ میں کیا حکومتی اقدامات کئے جا رہے ہیں؟ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مقامی طور پر اس بیج کو جو کہ زیادہ

پیداوار دے، اس کو تیار کرنے کے سلسلہ میں کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں؟

وزیر زراعت: جناب سپیکر! اس میں وہی بات ہے کہ پرائیویٹ کمپنیاں بیج کو امپورٹ کر رہی ہیں۔ ہمارا ایک سنٹرل لیول پر پاکستان آئل سیڈ ڈویلپمنٹ بورڈ ہے جو اس کو regulate کرتا ہے اور جوں جوں ملک میں demand ہوتی ہے تو وہاں وہ اچھے سے اچھا بیج منگوانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم تو سورج مکھی کو introduce ہی اب کر رہے ہیں۔ اس کے لئے ہم نے چھ اضلاع کو چنا ہے۔ اس کے بعد لوگوں کو extension کے ذریعے اس طرف راغب کریں گے کہ یہ ضروری امر ہے کہ آپ اس کو بھی کاشت کریں۔ دنیا میں اچھے اچھے بیج تو بے شمار ہوں گے۔ اس میں پرائیویٹ کمپنیاں dealing کر رہی ہیں۔ ہم نے اس فصل کو introduce کیا ہے کہ جوں جوں لوگوں میں اس کا رواج آئے گا، پرائیویٹ کمپنیاں اس کا بیج امپورٹ کریں گی اور جہاں تک زمین کی تیاری کا تعلق ہے۔ آپ کو علم ہے کہ ہم نئی ٹیکنالوجی امپورٹ کر رہے ہیں، LASER levelling کے ذریعے کاشت ٹھیک کر رہے ہیں، پانی کو ٹھیک کر رہے ہیں، متوازن کھادیں دے رہے ہیں تو اس میں گورنمنٹ کے تمام steps اسی لئے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ان کا مقصد یہ ہے کہ جو مختلف varities ہیں جیسا کہ آپ نے مختلف اضلاع مقرر کئے ہیں ایسی جو high yield دینی والی قسمیں ہیں اگر وہ بھی مختلف اضلاع میں try کی جائیں تو جو سب سے زیادہ پیداوار دے اس کو اپنایا جائے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو سوال کیا گیا ہے اس کی تاریخ وصولی 25-03-2003 ہے اس وقت جو جواب آیا تھا اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ سورج مکھی کی موجودہ بہاریہ فصل کے لئے آئلز مل مالکان نے پیداوار بحساب -/630 روپے فی من خریدنے کا اعلان کیا ہے۔ اب دو سال گزر گئے ہیں۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ 2006 کی فصل کے لئے فی من ریٹ کیا مقرر کروایا گیا ہے؟

وزیر زراعت: ہم نے مل مالکان کو میٹنگ میں بلا کر راغب کیا ہے کہ آپ -/630 روپے فی من اس کی قیمت لگائیں تاکہ لوگوں کو یہ پتا چلے کہ یہ فصل بھی منافع بخش ہے لیکن fluctuation تو چلتی رہتی ہے، کبھی اوپر اور کبھی نیچے۔ اس میں کوئی definite بات نہیں ہے۔ ہم تو اس کو introduce ہی اب کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میں نے specific سوال کیا ہے کہ اس سال کے لئے کیا ریٹ مقرر کروایا گیا ہے کیونکہ یہ تین سال پرانا سوال ہے۔ اگر ریٹ اس سے کم ہو گیا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ گورنمنٹ اس کے ریٹ کو آگے بڑھانے میں ناکام ہے۔ مجھے یہ جواب دیں کہ specific کیا ریٹ ہے۔ اگر یہ اس سال کا نہیں بتا سکتے تو 2005 کا ریٹ بتا دیں کہ 2005 میں کیا ریٹ دیا گیا تھا؟

وزیر زراعت: یہ تو private affair ہے، demand کی ratio ہے۔ ہم نے کم از کم -/630 روپے کیا ہے۔ آگے جتنا مرضی بڑھ جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تو کم از کم ہے، آگے جتنی بڑھ جائے؟

چودھری اعجاز احمد سماں: وزیر موصوف یہ بیان فرما دیں کہ سورج مکھی کی اوسط پیداوار کا بین الاقوامی معیار کیا ہے۔

وزیر زراعت: کیا یہ مجھ سے متعلقہ سوال ہے؟

چودھری اعجاز احمد سماں: مجھے تو information چاہئے اور ہاؤس کو یہ پتا ہونا چاہئے کہ سورج مکھی کی پیداوار کا بین الاقوامی معیار کیا ہے؟ جس طرح آپ نے یہاں بیان فرمایا ہے کہ یہاں 545 کلو گرام ہے۔

(اس مرحلہ پر محترمہ چیئرپرسن مصباح کوکب ایم پی اے
کرسی صدارت پر متمکن ہوئیں)

محترمہ چیئرپرسن: اب اگلا سوال 1252 سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔ (قطع کلامیاں) پچھلا سوال مکمل ہو چکا ہے۔ اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: میں نے یہ گزارش کی تھی کہ وزیر موصوف کو یہ بتا دیں، مجھے بھی اس چیز کا پتا نہیں ہے کہ بین الاقوامی سورج مکھی کی اوسط پیداوار کا فی ایکٹر یا فی ہیکٹر کیا معیار ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہے کہ ہماری پیداوار کم ہے اور یہ ذرا بین الاقوامی معیار بتا دیں؟

محترمہ چیئرپرسن: میرا خیال ہے کہ اس کا جواب آ چکا ہے۔ ہم نے دوسرا سوال شروع کر دیا ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: مجھے اس چیز کا پتا نہیں چلا۔

محترمہ چیئرپرسن: کیا اس کا جواب آ چکا ہے؟

رانا ثناء اللہ خان: انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ سورج مکھی کی اوسط پیداوار 545 کلوگرام فی ایکڑ رہی جو کہ بین الاقوامی معیار سے کم ہے۔ وزیر زراعت جو کہ سورج مکھی کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے اور improve کرنے کے لئے جو اقدامات کر رہے ہیں تو انہیں کم از کم یہ معلوم ہونا چاہئے کہ بین الاقوامی معیار سے ہم کتنا پیچھے ہیں۔ اگر ہماری اوسط پیداوار 545 کلوگرام فی ایکڑ ہے تو بین الاقوامی معیار کیا ہے۔ ہم کس کو meet کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، جدوجہد کر رہے ہیں اور یہ ساری improvement کر رہے ہیں۔ ان کو معیار کا پتا ہونا چاہئے۔ یہ فرمائیں کہ بین الاقوامی معیار کیا ہے اور ان کا معیار اس بین الاقوامی معیار سے کتنا کم ہے؟

محترمہ چیئرپرسن: لودھی صاحب! آپ اس سلسلے میں بتائیں کہ کیا ہم meet کر رہے ہیں؟

وزیر زراعت: میں نے یہ گزارش کی ہے کہ ملک کی پیداوار کا تو میں بتا سکتا ہوں لیکن بین الاقوامی طور پر میں تمام ملکوں کی fluctuations کیسے بتا سکتا ہوں؟ لازمی طور پر زیادہ ہوگی۔ ہم جب اس standard پر آئیں گے تو ان کو ضرور بتا دیں گے۔ بصورت دیگر یہ fresh question کر لیں پھر ہم ارد گرد کے ملکوں سے پوچھ کر ان کو بتا دیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: میڈم! مجھے افسوس ہے کہ ہمارے وزیر زراعت کو یہ بھی نہیں معلوم کہ بین الاقوامی معیار ایک ہی ہوتا ہے وہ مختلف ملکوں کا معیار نہیں ہوتا۔ بین الاقوامی معیار ایک پیمانہ ہوتا ہے جو کہ set ہوگا کہ یہ بین الاقوامی معیار ہے اور جس کو یہ achieve کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جب ان کو اس معیار کا ہی نہیں پتا، ان کو اپنی منزل کا ہی نہیں پتا کہ ان کی پیداوار 545 فی ایکڑ ہے اور اس کو یہ 600 یا 700 پر لانا چاہتے ہیں۔ جب ان کو اپنے اس ہدف کا ہی نہیں پتا تو پھر یہ کیا improvement کریں گے؟ بین الاقوامی معیار ایک ہی ہوگا وہ مختلف ملکوں کا معیار نہیں ہوگا۔ آپ وزیر زراعت کی performance کا اندازہ لگائیں کہ وہ ایک ہدف کو achieve کرنے کے لئے کوشش تو کر رہے ہیں لیکن انہیں ہدف کے متعلق معلوم نہیں ہے کہ بین الاقوامی معیار کیا ہے؟

محترمہ چیئرپرسن: رانا صاحب! آپ پنجاب کے حوالے سے ان سے پوچھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: محترمہ! اگر ایسا ہے کہ ہمیں بین الاقوامی معیار سے کوئی غرض نہیں ہے تو پھر جب انہوں نے یہاں پر تحریر فرمایا کہ سورج مکھی کی اوسط پیداوار 545 کلوگرام فی ایکڑ رہی جو کہ

بین الاقوامی معیار سے کم ہے تو کس معیار سے کم ہے، وہ معیار بتائیں تو سہی؟

محترمہ چیئرپرسن: اگر آپ بین الاقوامی معیار کے حوالے سے پوچھنا چاہتے ہیں تو آپ fresh question دے دیں تاکہ وہ معلومات لے کر آپ کو بتا سکیں۔

رانا ثناء اللہ خان: اگر ایسا ہے تو پھر وزیر موصوف کہہ دیں کہ مجھے بین الاقوامی معیار کا پتا نہیں ہے۔ وہ اس بات کو admit کریں۔

میاں ماجد نواز: میڈم! میں آپ کی وساطت سے رانا صاحب سے کہوں گا کہ جو عالمی معیار آپ پوچھنا چاہتے ہیں۔ ہر وقت ہر فیلڈ میں ریسرچ ورک جاری ہے۔ اس ریسرچ ورک کی وجہ سے ہر دفعہ معیار تبدیل ہو جاتا ہے۔ ہمارے hybrid seeds آ رہے ہیں۔ ہر ملک کا اپنا اپنا زراعت کے حوالے سے ہدف ہے جسے وہ achieve کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی طرح ہر زمین کی اپنی اپنی production abilities ہیں۔ الحمدللہ ہمارا معیار تو بہت اچھا جا رہا ہے اور ہمارے ریسرچ سنٹرز کام کر رہے ہیں۔ ہم تو hybrid seeds کی طرف جا رہے ہیں۔ عالمی معیار کے بارے میں تو آپ کوئی حتمی بات کر ہی نہیں سکتے کیونکہ یہ تو ہر دفعہ تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ اگر آپ latest ہدف پوچھنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے آپ fresh question کریں انشاء اللہ ہمارے وزیر آپ کو منہ توڑ جواب دیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کیا سوالات کا منہ توڑ جواب دیا جا سکتا ہے؟ چیئرپرسن صاحبہ! آپ اس بات پر اپنی ruling دیں کہ ہاؤس میں سوالات کا منہ توڑ جواب دیا جا سکتا ہے؟

محترمہ چیئرپرسن: رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ مجھے صرف یہ بتائیے گا کہ ضمنی سوال کتنے لوگ کر رہے ہیں؟ مجھے تو کچھ معلوم نہیں ہو رہا کہ ایک سوال پر کتنے لوگ ضمنی سوالات کرنا چاہتے ہیں۔ ایک ہی سوال پر بار بار ضمنی سوالات پوچھے جا رہے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: میڈم! رولز یہ ہیں کہ ہر فاضل ممبر ضمنی سوال کر سکتا ہے۔ ہاں ایک ممبر دو سے زیادہ ضمنی سوال نہیں کر سکتا۔ باقی اگر 371 ممبران کسی سوال پر ضمنی سوال کرنا چاہتے ہوں تو آپ ان پر پابندی نہیں لگا سکتے۔ یہ سوال کرنے چاہئیں، آپ اس کو thrash out ہونے دیں۔ لودھی صاحب ماشاء اللہ بڑے سینئر اور سمجھدار وزیر ہیں۔ وہ جہاں دیدہ ہیں اور اپنے شعبے کو

بھی جانتے ہیں۔آپ نہ گھبرائیں انشاء اللہ وہ جواب دیں گے۔

سید احسان اللہ وقاص: محترمہ! ضمنی سوال۔

محترمہ چیئر پرسن: جی، فرمائیں!

سید احسان اللہ وقاص: میڈم! میری گزارش یہ ہے کہ پٹرول اور ڈیزل کی import کے بعد ہم جو سب سے بڑی import کرتے ہیں وہ edible oil کی ہے۔ ہمارے لئے یہ کتنی شرمناک بات ہے کہ ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے اور اس کے باوجود ہم edible oil import کرتے ہیں۔ ہمارے اس ہاؤس کے اندر بھی زیادہ تعداد میرے کاشتکار بھائیوں کی ہے لیکن چونکہ حکومت نے کبھی بھی کاشتکاروں کی صحیح مدد نہیں کی، صحیح protection نہیں کی جس کی وجہ سے پاکستان کے اندر تیل دار اجناس کی کاشت بہت کم ہے۔ یہاں جز(الف) کے جواب میں یہ فرمایا گیا ہے کہ 03-2002 کے لئے سورج مکھی کا زیر کاشت رقبہ 3,00,000 مقرر کیا گیا ہے جو گزشتہ سال کے کاشتہ رقبہ سے پانچ گناہ زیادہ ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ 03-2002 میں 3,00,000 مقرر کیا گیا تھا اس وقت 2006 میں سورج مکھی کے لئے زیر کاشت رقبہ کتنا ہے اور اس سال کتنی فصل ہونے کی توقع ہے؟

محترمہ چیئر پرسن: میرے خیال میں یہ fresh question ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: کیسے، کس لحاظ سے؟ یہ تو وزیر صاحب کو اپنے جواب میں خود ہی بتانا چاہئے تھا۔ سپیکر صاحب کی طرف سے already یہ رولنگ دی جا چکی ہے کہ جب ہاؤس میں کسی سوال کا جواب دیا جائے تو اس سے متعلقہ latest information's فراہم کی جائیں۔ میرا خیال ہے کہ ہمارے وزیر زراعت کے پاس ساری معلومات ہوں گی اور وہ جواب دیں گے۔

محترمہ چیئر پرسن: جی، لودھی صاحب!

وزیر زراعت: میڈم! جس سال یہ سوال پوچھا گیا اس سال کے حوالے سے جواب دے دیا گیا ہے اب latest information یہ ہے کہ اب اس کی کاشت 2,68,000 ایکڑ پر ہو رہی ہے۔ پہلے 52979 ایکڑ کاشت ہوئی تھی۔ 05-2004 میں اس کی کاشت 2,68,000 ایکڑ پر ہوئی۔ میرے دوست اگر مزید تفصیل چاہتے ہیں تو وہ fresh question کر لیں۔

سید احسان اللہ وقاص: وزیر زراعت مجھے یہ بتادیں کہ پنجاب کے اندر تیل دار اجناس کو بڑھانے کے لئے زمینداروں کو کیا کیا incentives دیئے گئے ہیں اور کیا کیا کوششیں کی جا رہی ہیں؟ اس وقت ہماری تیل دار اجناس دوسرے نمبر پر سب سے بڑی import ہے۔ اس کو کم کرنے کے لئے پنجاب میں کیااقدامات کئے گئے ہیں؟

محترمہ چیئر پرسن: جی، لودھی صاحب!

وزیر زراعت: جیسا کہ میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ ہم نے اس پراجیکٹ میں چھ اضلاع کو لیا ہے۔ وہاں نمائشی پلانٹ لگانے کے بعد حکومت تمام اخراجات وہاں پر برداشت کر رہی ہے بلکہ اس کو thrash out کرنے کے لئے حکومت اپنے اخراجات سے مشینری بھی مہیا کر رہی ہے تاکہ لوگوں کو اس جانب مائل کیا جائے کہ وہ اس فصل کو زیادہ سے زیادہ کاشت کریں۔ نئی ٹیکنالوجی لانے کے بعد ہم زمینداروں کو راغب کر رہے ہیں کہ وہ اس فصل کو زیادہ سے زیادہ کاشت کریں۔ میں نے steps بتادیئے ہیں، بے شمار steps ہیں۔ انشاء اللہ آہستہ آہستہ اس کو اسی stage پر لے جائیں گے جس stage پر ہماری گندم اور کپاس کی فصل ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: ضمنی سوال۔ کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ 06-2005 میں سورج مکھی کی پیداوار پہلے سے کم ہوئی ہے یا بڑھی ہے؟ اب اس کا season گزر چکا ہے، اب sowing ہو چکی ہے۔ انہیں علم ہو گا کہ کتنی sowing ہوئی ہے۔ میں 06-2005 کے حوالے سے پوچھ رہا ہوں کہ کیا پچھلے سالوں کی نسبت ان میں sowing کم ہوئی ہے یا زیادہ؟ اس کا perfect جواب دیں اور سوچ سمجھ کر جواب دیں۔ اگر جواب غلط ہوا تو میں تحریک استحقاق پیش کروں گا۔ شکریہ

محترمہ چیئر پرسن: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت: انہیں وارننگ دینے کی عادت ہے۔ میں نے انھیں 05-2004 کے figures دیئے ہیں اگر انہوں نے 06-2005 کے figures پوچھنے ہیں تو پھر نیا سوال دے دیں۔

چودھری اصغر علی گجر: پورے پاکستان کے اندر محکمہ زراعت سب سے اہم محکمہ ہے۔ یہ حکومت، یہ ملک اور یہ قوم زراعت کے سر پر چل رہی ہے لیکن اسمبلی کے اندر زراعت کا منسٹر کپکپا کر اس کے جواب دے رہا ہے۔ ان کو کہا جائے کہ ہمارے سوالوں کے صحیح صحیح جواب آنے چاہیں۔ میں

نے تو صرف پیداوار کا پوچھا ہے کہ بڑھی ہے یا کم ہوئی ہے۔ اس میں کونسی ایسی نئی بات ہے کہ 2005-06 میں اس کی پیداوار بڑھی ہے یا کم ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ گورنمنٹ کوشش کر رہی ہے کہ اس کی پیداوار کو بڑھایا جائے۔ انہوں نے کہا کہ گورنمنٹ اس کے لئے فارمنگ کر رہی ہے، پیسے خرچ کر رہی ہے، thrashing کے انتظام کر رہی ہے، ظاہر ہے اس سے پیداوار بڑھی ہو گی تو وزیر موصوف اٹھ کر کہہ سکتے ہیں کہ ہماری ان کوششوں سے 2005-06 میں پیداوار بڑھی ہے۔ وہ اٹھ کر یہ بات کہہ دیں اور میں اپنا حق محفوظ رکھتا ہوں اللہ اللہ خیر صلا۔

محترمہ چیئر پرسن: چودھری صاحب! ماشاء اللہ آپ بہت سینئر ممبر ہیں اور لودھی صاحب بھی بہت سینئر ہیں۔ آپ کو ان کے بارے میں یہ بات نہیں کرنی چاہئے کہ جواب دیتے ہوئے ان پر کپکپاہٹ طاری ہو رہی ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: جی، میں یہ نہیں کہتا بلکہ میں کہتا ہوں کہ بڑی جرأت مندی سے ہر بات کا جواب نہیں دے رہے۔

محترمہ چیئر پرسن: وہ جرأت مندی سے جواب دے رہے ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر: اچھا دے رہے ہیں؟ چلو ٹھیک ہے۔

جناب صبغت اللہ چودھری: تابڑ توڑ سوالات کا منہ توڑ ہی جواب دیا جائے گا۔

محترمہ چیئر پرسن: اس سوال پر آدھے گھنٹے سے بھی زیادہ وقت گزر چکا ہے۔ اس پر کافی ضمنی سوالات بھی آ چکے ہیں اور ضمنی سوالات کے جوابات بھی بڑی تفصیل سے آ چکے ہیں۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب! سوال نمبر 1252 شروع کریں۔

سید احسان اللہ وقاص: محترمہ! کل بھی یہی ہوا تھا کہ ہم سوال کچھ کرتے تھے اور جواب کچھ آتا تھا۔ اگر ہمارے سوالوں کا یہی حشر ہونا ہے تو پھر ہم ضمنی سوال نہ پوچھا کریں تاکہ آدھے گھنٹے کی بجائے پانچ منٹ میں ہی یہ بتیس کے بتیس سوال ختم ہو جایا کریں۔۔۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ چیئر پرسن: اب میں دوسرا سوال شروع کر چکی ہوں۔ اس لئے آپ اس پر بات کر لینا۔

رانا آفتاب احمد خان: میں legal point پر بات کرنا چاہتا ہوں:

You are supposed to listen to me. Under the rules, the Chair has just to say the name of the member, and you are not supposed to announce number of questions. This is the job of the Hon'ble Member that he announces the number of a question. You just have to speak Syed Ihsanullah Waqas. Then he has to say that Q. No.1252 but you are not supposed to give the number of the questions. I just wanted to correct you because you are sitting here.

محترمہ چیئرپرسن: ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ جی، سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: سوال نمبر 1252 محترمہ چیئرپرسن یہ 2003 کا سوال ہے اور اسی زمانے کا ہی جواب ہے۔ بہرحال جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

محترمہ چیئرپرسن: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

آم کی بیماریوں، تحقیقاتی کام اور مراکز کی تفصیل

*1252 سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں آم کے باغات میں "کیوئیک ڈیکلائن" کی بیماری وسیع پیمانے پر پھیل چکی ہے، جس سے آم کے باغات شدید خطرہ سے دوچار ہیں؟

(ب) کیا حکومت نے "آم" پیدا کرنے والے جنوبی پنجاب کے علاقوں میں کسی ایک جگہ بھی آم کے بارے میں خصوصی تحقیقاتی مرکز قائم کیا ہے؟ اگر نہیں تو کیوں اور کیا ایسا تحقیقی ادارہ آئندہ قائم کرنے کا ارادہ ہے؟

(ج) حکومت پنجاب نے آم پیدا کرنے والے زمینداروں Mango Growers کو کیا سہولتیں فراہم کی ہیں؟ آم کی بہتر مارکیٹنگ اور اس کے لئے سائیڈ انڈسٹریز قائم کرنے کی حوصلہ افزائی کے لئے بھی اگر کوئی اقدامات کئے گئے ہیں، تو ان کے بارے میں بھی مطلع فرمائیں۔

وزیر زراعت:

(الف) آم کے باغات پر Quick Decline بیماری کے حملہ کی شکایات چند علاقوں سے موصول ہوئی تھیں۔ جس کے بعد شعبہ Mango Research Station, Shuja Abad and Plant Protection Research Department, Ayub Research Institute Faisalabad نے آم کی کاشت کے علاقوں میں سروے کیا جس سے پتا چلا کہ آم کی کاشت کے علاقوں میں 2 فیصد تک اس بیماری کا حملہ ہوا۔ اس کے بعد ان پر کئے گئے تجربات اور مشاہدات کی روشنی میں اس بیماری پر قابو پانے کے لئے ابتدائی سفارشات مرتب کی گئیں جن کو Horticulture Foundation of Pakistan سے چھپوایا گیا اور ریڈیو، ٹی وی پر بھی نشر کیا گیا۔ مزید برآں یہ سفارشات ہر ڈسٹرکٹ آفیسر زراعت (توسیع) کے ذریعے آم کے باغبانوں تک پہنچائی گئیں لیکن یہ مشاہدہ کیا گیا ہے کہ ان سفارشات کو مکمل طور پر باغبانوں نے نہیں اپنایا اگر ان سفارشات پر عمل کیا جائے تو متذکرہ بیماری کے پھیلنے پر کسی حد تک قابو پایا جا سکتا ہے۔ علاوہ ازیں اس بیماری پر مزید ریسرچ پیپرز چھپنے کے مراحل میں ہیں۔

(ب) حکومت پنجاب نے آم پر تحقیق کے لئے شجاع آباد میں 1976 میں Mango Research station قائم کیا۔ یہ ادارہ تب سے آم کے مختلف مسائل کے بارے میں مصروف تحقیق ہے۔ اس ادارہ کو مزید فعال بنانے کے لئے حکومت پنجاب نے حال ہی میں ایک Disease Diagonastic Laboratory قائم کی ہے جو ابھی ابتدائی مراحل میں ہے۔ یہ لیبارٹری انشاء اللہ آم کی بیماریوں کی روک تھام میں کلیدی کردار ادا کرے گی۔

(ج) حکومت پنجاب محکمہ زراعت نے صوبہ بھر میں آم کے باغوں کی پیداواری صلاحیت میں کمی اور ان کی بگڑتی ہوئی صورتحال کو محسوس کرتے ہوئے 1997-2000 کے دوران ایک پراجیکٹ بنام Rehabilitation of Mango Citrus Fruit Orchards کے تحت آموں کے باغات کی بحالی کے لئے کام کیا۔ اس مقصد کے لئے آم پیدا کرنے والے علاقوں بشمول رحیم یار خان، بہاولپور، ملتان، خانیوال، ساہیوال، وہاڑی، مظفر گڑھ اور ڈی جی خان میں پانچ پانچ ایکڑ رقبہ کے باغات کے ایسے 160

قطعات منتخب کئے گئے جو بہت خستہ حالت میں تھے۔ ان نمائشی باغات پر محکمہ زراعت (توسیع) کے عملہ نے رقبہ کاشتکاروں کے ساتھ مل کر کام کیا ہے۔ اس پراجیکٹ کے تحت پیداواری ٹیکنالوجی فراہم کرنے کے لئے ضروری مشینری اور دوسرا سامان بھی مہیا کیا گیا۔ پودوں کی بہتر طریقے سے کانٹ چھانٹ، دیکھ بھال اور متواتر نگہداشت سے دو سال کے اندر اندر پودوں کی حالت پہلے سے بہت بہتر ہو گئی اور متعلقہ نمائشی پلاٹ کی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ آم کی پیداوار میں اضافے کے لئے استعمال کی گئی، پیداواری ٹیکنالوجی سے باقی کاشتکاروں / باغبانوں کو آگاہ کرنے کے لئے Farmer Day منعقد کئے گئے۔ اس طرح ان نمائشی بلاکوں کی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہونے سے ان باغات کے قریبی دوسرے مالکان نے بھی اس ٹیکنالوجی کو اختیار کیا اور خاطر خواہ فوائد حاصل کئے۔

اس پراجیکٹ کی کامیابی کے بعد جنوری 2002 میں اس پراجیکٹ کا دوسرا فیز (Second Phase 2002-04) شروع کیا گیا۔ اس تین سالہ منصوبہ میں آم کے دو سو باغوں کو منتخب کیا گیا۔ ہر باغ کا رقبہ پانچ ایکڑ تک رکھا گیا۔ اس مقصد کے لئے آم کے اضلاع ملتان، لودھراں، خانیوال، ساہیوال، بہاولپور، بہاول نگر، رحیم یار خان، فیصل آباد، وہاڑی، مظفر گڑھ، جھنگ اور راجن پور کے لئے تیس ٹیمیں تشکیل دی گئی ہیں اور پراجیکٹ کے تحت ان باغات پر منظور شدہ پیداواری ٹیکنالوجی استعمال کی جا رہی ہے۔ اس ٹیکنالوجی کو دوسرے کاشتکاروں تک متعارف کروانے کے لئے Farmer Day منعقد کئے جا رہے ہیں۔ اس طرح رحیم یار خان، بہاولپور، ملتان، خانیوال، ساہیوال اور وہاڑی میں آموں کی آٹھ نرسریاں بھی قائم کی گئی ہیں ہر نرسری سال میں اچھی نسل کے آموں کے پانچ ہزار پودے تیار کرے گی۔ یہ پیداوار پراجیکٹ کے تیسرے سال شروع ہو گی۔ ان پودوں کو تیس روپے کے حساب سے فروخت کیا جائے گا۔

باغبان بھائیوں کو ریڈیو، ٹی وی، سیمینار اور زراعت نامہ کی وساطت سے ہر مرحلہ پر معلومات فراہم کی جاتی ہیں اور آم کے مختلف مسائل کو اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ ان کا مناسب حل بھی تجویز کیا جاتا ہے۔ اسی وساطت سے ماہرین اپنی تحقیق کا نچوڑ پیش کرتے ہیں۔ جس سے باغبان بھائی مستفید ہوتے ہیں۔

آم چونکہ ایسا پھل ہے جو باقاعدگی سے برآمد کیا جاتا ہے۔ اس لئے اس کی مارکیٹنگ کے مسائل کا زیادہ تعلق بالواسطہ طور پر برآمد سے ہوتا ہے۔ اس لئے آم کی بہتر مارکیٹنگ کے لئے حکومت پاکستان نے وفاقی سطح پر Horticultural,Development and Export Board قائم کر رکھا ہے۔ جس کا دفتر لاہور میں ہے۔
مارکیٹ میں بہتر کوالٹی کا آم فراہم کرنے کے لئے تحقیقاتی مرکز برائے، بعد از برداشت، ایوب ریسرچ انسٹیٹیوٹ، فیصل آباد آم کی کاشت کے علاقوں میں جگہ جگہ کیمپ لگاتا ہے اور باقاعدہ باغبان بھائیوں کو عملی طور پر آم کے پھل کو توڑنے، بہتر حالت میں رکھنے، خوبصورت اور محفوظ انداز میں پیش کرنے کے بارے میں تربیت دیتا ہے۔
اندرون پاکستان آم کے اہم علاقوں میں باقاعدہ نمائش کا اہتمام کیا جاتا ہے اور بیرون ملک سے آم کے درآمد کنندگان کو مدعو کیا جاتا ہے اور ہمارے زمینداروں اور تاجروں کو ان کے ساتھ گفت و شنید کا موقع فراہم کیا جاتا ہے۔ بیرون ملک پاکستانی آم کو متعارف کروانے کے لئے Export Promotion Bureau کلیدی کردار ادا کر رہا ہے نہ صرف بیرون ملک آم کو متعارف کروانے کے لئے سٹال لگائے جاتے ہیں بلکہ زمینداروں اور تاجروں کو بیرون ملک لے جا کر وہاں کی منڈیوں اور تاجروں میں بھی متعارف کروایا جاتا ہے تاکہ یہ ان منڈیوں کی ضروریات اور شرائط کو سمجھ سکیں۔
تمام فصلات خاص کر Horticultural Crops جس میں آم، کینو وغیرہ شامل ہیں، کی بہتر مارکیٹنگ کے لئے حکومت پنجاب محکمہ زراعت نے ایک پراجیکٹ تیار کیا ہے جو منظوری کے مراحل میں ہے۔ اس کے علاوہ حکومت پاکستان، ایشیائی ترقیاتی بنک کے تعاون سے ایک مطالعاتی جائزہ کروا رہی ہے جس کا مقصد متعلقہ انڈسٹری کے مسائل سے آگاہی اور مسائل کا حل تلاش کرنا ہے۔ اس کے لئے ملکی ماہرین کے علاوہ غیر ملکی ماہرین سے بھی مدد لی جائے گی۔

محترمہ چیئر پرسن: کوئی ضمنی سوال ہے؟

سید احسان اللہ وقاص: اس سوال کا اتنا تفصیلی جواب دیا گیا ہے لیکن افسوسناک امر یہ ہے کہ میں نے جو چیزیں بالکل direct پوچھی ہیں ان کا کوئی جواب نہیں ہے۔ ہم شہری لوگ ہیں جن کا زراعت سے کوئی بہت زیادہ واسطہ ہی نہیں ہے۔ ہمیں بھی اس بات کا پتا ہے کہ آموں میں چونسہ آم

سب سے اچھا ہے لیکن ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارا جو سب سے اچھی کوالٹی کا آم ہے یہ جو نہی تھوڑا سا پکتا ہے ساتھ ہی اندر سے گلنا شروع ہو جاتا ہے۔ ہم پاکستان کے اندر اتنی اعلیٰ کوالٹی کا آم پیدا کرتے ہیں لیکن اس پر کوئی ریسرچ نہیں کی گئی کہ یہ آم جو گلنا شروع ہو جاتا ہے اس کا کیا علاج کیا جائے۔ انہوں نے ایک Mango Research Station قائم کیا ہوا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ شجاع آباد میں Mango Research Station کے اندر کتنے افراد ہیں جنھوں نے Ph.D کی ہوئی ہے، کتنے افراد ریسرچ سکالرز ہیں،ان کی کیا ریسرچ ہے اور ان کی کیا qualification ہے؟

محترمہ چیئر پرسن: جی،لودھی صاحب!

وزیر زراعت: محترمہ چیئر پرسن! فیصل آباد میں ایک پورا انسٹیٹیوٹ ہے جو اس کو regulate کرتا ہے۔ فیصل آباد میں پیتھالوجی سیکشن ہے۔ شجاع آباد میں ایک ادارہ ہے جو پلانٹ مینگو ریسرچ کا کام کرتا ہے۔ ہمارے یہ دونوں ادارے well-equipped ہیں ان میں qualified officers لگے ہوئے ہیں اور مختلف منصوبوں کے ذریعے آم کی فصل کو آگے بڑھاتے رہتے ہیں۔ مینگو ریسرچ سٹیشن شجاع آباد میں تمام چیزیں examine کرتے ہیں اور introduce کر کے لوگوں کو بتاتے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: میرا سوال اور تھا لیکن اگر وہاں پر بھی کوئی ہیڈ کلرک لگا کر، معاف کرنا میں ہیڈ کلرک کی توہین نہیں کرنا چاہتا لیکن جو ان کا کام ہے وہی انہوں نے کرنا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر ریسرچ کے لئے صرف کلیریکل سٹاف ہے یا وہاں پر کوئی Ph.D یا کوئی ماہرین زراعت جنھوں نے کم از کم ایم ایس سی کی ہو وہ کتنے افراد ہیں؟ وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ فیصل آباد کے اندر ایوب ریسرچ فارم ہے۔ اگر ایوب ریسرچ فارم سارا کام کرتا تو پھر شجاع آباد میں یہ ادارہ قائم کرنے کا کوئی فائدہ تھا اور نہ ضرورت تھی۔ اگر آپ نے شجاع آباد میں ایک ادارہ قائم کیا ہے تو اسے ایک proper ادارہ ہونا چاہئے وہاں پر proper لوگوں کو رکھیں، وہاں پر proper لوگ ریسرچ کرنے والے ہوں جو اس بارے میں رہنمائی کریں۔ اس کے ساتھ ہی جز(ب) کے جواب میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ ایک مزید Disease Diagonastic Laboratory قائم کی گئی ہے جو ابتدائی مراحل میں ہے۔ کیا وہ ابھی بھی ابتدائی مراحل میں ہے یا کن مراحل میں ہے؟ اور مجھے specifically بتائیں کہ وہاں پر کتنے Ph.D اور کتنے ایم ایس سی ہیں؟

محترمہ چیئر پرسن: سید احسان اللہ وقاص صاحب! اگر آپ تعداد کے بارے میں پوچھ رہے ہیں تو نیا

سوال کریں تاکہ وہ ڈیپارٹمنٹ سے تعداد لے کر بتادیں گے لیکن آپ کی باقی بات کا جواب لودھی صاحب بتادیں گے۔

چودھری اصغر علی گجر: آپ ان سے پوچھیں تو سہی، آپ خود کیوں جواب دیتے ہیں؟ انہیں ہر چیز کا پتا ہے۔ وہ آج سے وزیر زراعت نہیں بلکہ بیس سال سے ہیں اور انہیں ہر چیز معلوم ہے آپ ان سے پوچھیں۔

محترمہ چیئر پرسن: پلیز تشریف رکھیں۔ جی، لودھی صاحب!

وزیر زراعت: ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں ایک ڈی جی rankکا آدمی ہے۔ ملتان میں ایک ڈائریکٹر rankکا آدمی ہے پھر شجاع آباد میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر کا شعبہ ہے اور پھر ان کا عملہ ہے۔ آپ یہ دیکھیں کہ ہم نے آم کے علاقے شجاع آباد میں یہ سٹیشن بنایا ہے اور وہاں پر ایک لیبارٹری بنائی ہے جو اب بن چکی ہے۔ وہاں مختلف بیماریوں کا تجزیہ کرتے رہتے ہیں اور پھر لوگوں کو بتاتے رہتے ہیں لیکن اگر انہوں نے سارا عملہ پوچھنا ہے تو پھر یہ نیا سوال کریں میں تمام افسروں کے نام ان کو دے دوں گا۔

چودھری اصغر علی گجر: محترمہ! آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ ٹائم دیتی ہیں لیکن وزیر زراعت کی بھی بڑی مہربانی کہ وہ جواب نہیں دیتے۔ میرا سوال ہے کہ اس دفعہ پنجاب کے اندر citrus کو بہت بڑی بیماری لگی ہے۔ Citrus میں کینوں، فروٹر اور مسمی کے جوان پودے خشک ہو گئے ہیں اس طرح لاکھوں پودے مر گئے ہیں اور اس کی وجہ سے پنجاب کے اندر کروڑوں روپے کا نقصان ہوا ہے۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کونسی بیماری تھی اور اس کا کیا تدارک کیا گیا ہے؟

محترمہ چیئر پرسن: جی، لودھی صاحب!

وزیر زراعت: چودھری صاحب کو ہمیشہ یہ عادت ہے---

محترمہ چیئر پرسن: چودھری صاحب کی آپ سے پرانی دوستی ہے۔

وزیر زراعت: یہ quick decline کی بیماری ہے جو آم اور citrus کے پودے کو damage کرتی ہے۔ ہم نے اس کے علاج کے لئے اپنی ٹیمیں سرگودھا، ٹوبہ ٹیک سنگھ اور آم کے ایریا میں بھیجی ہیں اور اس کو ہم نے کنٹرول کیا ہے اور جو strategy نافذ کی ہے اس سے تمام باغات بحال ہو گئے ہیں۔ اس کی بیماری کا نام ہے quick decline ۔

جناب ارشد محمود بگو: میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

محترمہ چیئر پرسن: بگو صاحب! میں آپ کو ابھی موقع دیتی ہوں۔

حاجی محمد اعجاز: جناب والا! اسی سوال کے جز (الف) کے جواب میں فرمایا گیا ہے کہ اس بیماری پر مزید ریسرچ پیپرز چھپنے کے مراحل میں ہیں۔ یہ دو سال پرانا سوال ہے تو کیا ان دو سالوں میں وہ جو ریسرچ پیپرز چھپنے تھے وہ چھپ چکے ہیں یا نہیں ؟ اگر ہیں تو اس کی کاپی عنایت فرمادیں۔

محترمہ چیئر پرسن: جی، لودھی صاحب!

وزیر خوراک: جناب والا! وہ پمفلٹ چھپ کر تقسیم ہو چکے ہیں۔ ہم نے دو سو باغات آم کے ایریا میں اور تین سو باغات citrus کے ایریا میں بحال کئے ہیں۔ اللہ کے حکم سے اب باغات progress کر رہے ہیں اور سب سے زیادہ آمدنی دے رہے ہیں۔ اس وقت ہمارا citrus بھی export ہو رہا ہے۔ آم بھی export ہو رہا ہے۔ کونسی بیماری کے متعلق آپ بات کر رہے ہیں، اس کا توہم نے توڑ بھی کر لیا ہے۔

محترمہ چیئر پرسن: بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ کہتے ہیں ہم نے ہارٹیکلچرل ڈویلپمنٹ اینڈ ایکسپورٹ بورڈ قائم کر رکھا ہے۔ میرا لودھی صاحب سے سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ 2005 میں کتنا آم ایکسپورٹ کیا گیا؟

محترمہ چیئر پرسن: بگو صاحب! آپ نیا سوال جمع کروادیں تاکہ وہ آپ کو محکمے سے جواب لے کر بتا دیں۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میڈم! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے اس سوال کے جز (ج) کے اندر یہ لکھا ہے کہ آم اور کینوں وغیرہ کی بہتر مارکیٹنگ کے لئے حکومت پنجاب محکمہ زراعت نے ایک پراجیکٹ تیار کیا ہے جو کہ منظوری کے مراحل میں ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ چونکہ اس کا جواب 16-4-2003 کو آیا ہے۔ کیا یہ پراجیکٹ منظور ہو گیا ہے اور اگر ہو گیا ہے تو اس کی کیا تفصیلات ہیں؟

محترمہ چیئر پرسن: جی، لودھی صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔ محترمہ! میرے سوال کا جواب ابھی نہیں آیا۔ میرے

سوال کا جواب ابھی آنا تھا تو آپ نے فاضل رکن ڈاکٹر سید وسیم اختر کو یہ floor دے دیا۔ طریق کار تو یہ ہے کہ جب کوئی معزز رکن ضمنی سوال کرتا ہے تو سب سے پہلے اس کا جواب آتا ہے اور اس کے بعد اگر کوئی دوسرا ممبر سوال کرنا چاہے تو کرتا ہے۔ میں نے سوال یہ کیا تھا کہ اس سال 2005 میں کتنا آم ایکسپورٹ ہوا ہے۔ سوال میں بھی یہ لکھا ہوا ہے کہ انہوں نے ایک ادارہ بنایا تھا جو کہ آم ایکسپورٹ کرتا ہے اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ پہلے اس کا جواب آ جائے اس کے بعد دوسرا سوال لیں۔

محترمہ چیئرپرسن: وزیر خوراک صاحب! اب آپ ان دونوں ضمنی سوالات کا جواب دیں۔

وزیر خوراک: جناب! میں نے تو عرض کیا ہے کہ یہ مارکیٹنگ کا سوال ہے۔ وزیر مارکیٹنگ اس کا جواب دے رہے ہیں۔

محترمہ چیئرپرسن: جناب قاسم نون صاحب!

وزیر زرعی مارکیٹنگ: میڈم چیئرپرسن صاحبہ! میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ محترم ارشد بگو صاحب نے پوچھا ہے تو میں اس ساری صورتحال کے متعلق عرض کروں گا۔ فیڈرل گورنمنٹ کا ادارہ ہارٹیکلچرل ایکسپورٹ اینڈ ڈویلپمنٹ بورڈ اور جتنے بھی ہارٹیکلچرل کے حوالے سے ہمارے agriculture produces ہیں ان کو ہم ایکسپورٹ کرتے ہیں۔ جہاں تک 2005-06 کے حوالے سے پوچھا گیا ہے تو اس میں نوے ہزار سے لے کر ایک لاکھ دس ہزار میٹرک ٹن تک آم مختلف ممالک میں ایکسپورٹ ہوا ہے۔ اس کے علاوہ ہم بہت ساری مارکیٹوں کو explore بھی کر رہے ہیں اور ساتھ ہی یہ بڑی خوشی کی خبر ہے کہ چائنیز نے بھی اس معاملے میں keen interest show کیا ہے اور انشاء اللہ اس میں بہتری ہوگی۔

محترمہ چیئرپرسن: ڈاکٹر وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: یہ جو پراجیکٹ منظوری کے مراحل میں تھا میرا یہ سوال ہے کہ آیا یہ پراجیکٹ منظور ہو گیا ہے، دوسرا یہ کہ اس کی تفصیلات کیا ہیں؟

محترمہ چیئرپرسن: جی، وزیر زرعی مارکیٹنگ!

وزیر زرعی مارکیٹنگ: اس میں یہ عرض کرتا چلوں کہ یہ ایگریکلچر مارکیٹنگ کے حوالے سے ہے۔ آم، فروٹ اور سبزیوں کی processing and preservation اور پاکستان ہارٹیکلچرل

ایکسپورٹ ڈویلپمنٹ بورڈ کے حوالے سے ایک بہت بڑا پراجیکٹ حال ہی میں محکمہ زراعت نے منظور کرایا ہے۔ جس کے ذریعے آم کے کاشتکاروں کو بہتر مارکیٹنگ کے جدید خطوط پر grading/packing اور اس کے بعد ان کی سائزنگ، لیبلنگ اور اس کے بعد ایکسپورٹ کے مراحل سے گزرنا ہوگا۔ امید ہے کہ اس پراجیکٹ سے آم کے کاشتکاروں کو فائدہ ہوگا۔ علاوہ ازیں میں یہ بھی عرض کروں گا کہ یہ پراجیکٹ پہلے ہی منظور ہو چکا ہے اور It is in the pipeline. اور یہ بہت جلد ہم launch کر رہے ہیں۔

محترمہ چیئرپرسن: ٹھیک ہے، شکریہ۔ اب آپ بات کیجئے۔

میاں محمد لطیف پنوار راجپوت: میں یہ گزارش کروں گا کہ پچھلے آدھے گھنٹے سے ایک ہی سوال کو discuss کیا جا رہا ہے اور تقریباً 36 سوال ہوتے ہیں۔ ہمارے سوال کی یہ پوزیشن ہے کہ تقریباً دو یا تین سال کے بعد ایک سوال کا یہاں پر جواب آتا ہے۔ ہم تین سال تک اس کا انتظار کرتے ہیں اور اس وقت تک سارے حالات بھی تبدیل ہو چکے ہوتے ہیں۔ جب اس پر discussion شروع ہوتی ہے تو تین چار سوال discuss کرنے کے بعد انہیں dispose of کر دیا جاتا ہے اس لئے میری یہ گزارش ہوگی کہ میرا ایک سوال نمبر 6286 ہے اگر اس کو پہلے discuss کر لیا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔

محترمہ چیئرپرسن: آپ تشریف رکھیں، اگلا سوال ہونے کے بعد آپ کو موقع دیا جائے گا۔

میاں محمد لطیف پنوار راجپوت: محترمہ! میں آپ سے یہی گزارش کرنا چاہ رہا تھا کہ ہمارے ان سوالات کی محکموں کی نظر میں کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ پچھلے دنوں میں ایک محکمے میں بیٹھا ہوا تھا اور محکمے کے سیکرٹری اپنے ایک ساتھی کے ساتھ discuss کر رہے تھے کہ اسمبلی کا فلاں سوال آیا ہوا ہے اور اس کا جواب دے دیں۔ اس کے بارے میں فون پر ان کو جواب دے رہے تھے کہ ابھی نہیں ہو رہا تو انہوں نے کہا آپ جو مرضی جواب دے دیں لیکن اسمبلی میں بس اس کا جواب بھجوا دیں چونکہ ان کو اس بات کا پتا ہے کہ اسمبلی میں اس پر discussion ہوتی ہے اور نہ ہی اس پر کوئی action لیا جاتا ہے۔

محترمہ چیئرپرسن: آپ تشریف رکھیں۔ اگر ہم نے out of turn question شروع کر دیئے تو پھر اس طرح ایک غلط روایت قائم ہو جائے گی۔

میاں محمد لطیف پنوار راجپوت: لیکن اس کی اہمیت کو تو دیکھ لیا جانا چاہئے۔ جس سوال کی اہمیت زیادہ ہو اس کو پہلے discuss کر لیا جائے۔

محترمہ چیئر پرسن: آپ محکمے کو کہہ دیا کریں کہ اس کا جواب جلدی دے دیا کریں۔ اگلا سوال محترمہ نورالنساء ملک صاحبہ کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتیں لہذا dispose of ہوتا ہے۔ اگلا سوال جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب!

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب والا! سوال نمبر 3496، on his behalf (معزز رکن نے جناب تنویر اشرف کائرہ کے ایما پر طبع شدہ سوال نمبر 3496 دریافت کیا)

محترمہ چیئر پرسن: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پی پی-112 گجرات-جدید کاشتکاری کے لئے
حکومت کی طرف سے دستیاب سہولیات

*3496: **جناب تنویر اشرف کائرہ:** کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی-112 گجرات میں جدید کاشتکاری کے سلسلے میں محکمہ زراعت کاشتکاروں کو کیا سہولتیں پہنچا رہا ہے؟

(ب) محکمہ زراعت کا عملہ (فیلڈ سٹاف) کتنے عرصہ بعد کاشتکاروں کو صلاح مشورہ دینے کے لئے کاشتکاروں کے پاس جاتا ہے، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت:

(الف) محکمہ زراعت مختلف شعبہ جات پر مشتمل ہے جو زمین کی تیاری سے لے کر پیداوار کے حصول کے بعد اس کی فروخت تک کے تمام مراحل پر کاشتکاروں کی مناسب رہنمائی کرتا ہے۔ جدید کاشتکاری کے سلسلہ میں محکمہ زراعت کاشتکاروں کو درج ذیل سہولتیں فراہم کرتا ہے۔

1- فصلوں کے یکساں اگاؤ اور پانی کے مناسب استعمال کے لئے زمین کو لیزر کے ذریعے ہموار کرنا۔

2- زمین کو کٹاؤ سے بچانے کے لئے مناسب جگہوں پر بند باندھنا۔

3- پانی کے ضیاع کو روکنے اس کے بہتر استعمال اور وقت کی بچت کے لئے پکے کھال بنانا۔

4- ٹربائن / ٹیوب ویلز کی تنصیب۔

5۔ زمین و پانی کا معیار پرکھنے کے لئے زمین و پانی کا تجزیہ

6۔ زرعی زہروں اور کھادوں کے معیار کو برقرار رکھنے کے لئے قانون کے مطابق کارروائی کرنا

7۔ علاوہ ازیں فصل کی بیجائی سے کٹائی تک کے تمام مراحل پر مختلف امور سے متعلق محکمہ زراعت (توسیع) کاشتکاروں کے لئے درج ذیل خدمات فراہم کرتا ہے:۔

I۔ ہر سیزن کے اوائل میں فیلڈ سٹاف کی ٹریننگ کا اہتمام کرنا۔

II۔ بمطابق علاقہ جات فصل کی جدید اقسام کو روشناس کروانا اور بیج کی رسائی کو ممکن بنانا۔

III۔ جدید طریقہ ہائے کاشت بذریعہ مشینری ممکن بنانا اور سیڈ گریڈرز کے ذریعے کاشتکاروں کے اپنے پاس رکھے بیج کو صاف کرنا۔

IV۔ بیج کی مناسب مقدار بلحاظ موسم، مناسب و متناسب کھادوں کا استعمال، بروقت کاشت، کم پانی اور آبپاشی کا اہم مراحل پر استعمال، بلحاظ جڑی بوٹی مناسب بوٹی مار زہر کا استعمال، کیڑوں مکوڑوں و بیماریوں کے ممکنہ حملہ سے قبل مناسب تدابیر جیسے امور سے کسانوں کو بروقت آگاہ کرنا۔

V۔ زرعی نمائشی پلاٹس کا اہتمام کرنا اور زمینداروں کو سفارش کردہ پیداواری امور سے آگاہ کرنا۔

VI۔ کیڑے یا بیماری کے اچانک حملہ کی صورت میں بذریعہ اخبارات، لٹریچر، ریڈیو، ٹی وی پر اعلانات، ذاتی و اجتماعی روابط کے ذریعہ کاشتکاروں کو مناسب حکمت عملی اختیار کرنے کی ترغیب دینا۔

VII۔ حکومت پنجاب کی جانب سے مخصوص کردہ وقت میں گندم و دھان کے سیزن کے دوران کم از کم دو دفعہ ہر گاؤں میں فارمرز ٹریننگ پروگرام کا انعقاد کرنا، کسانوں کی اس تربیت کا بندوبست زرعی گریجوایٹ کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔

VIII۔ توسیعی عملہ کا فصلوں کی پسٹ سکاؤٹنگ کرنا اور کاشتکاروں کو بروقت بیماری و کیڑے کے حملہ سے متعلق آگاہ کرنا۔

IX۔ پسٹ وارننگ اینڈ کوالٹی کنٹرول کے شعبہ کا ہمہ وقت فیلڈ میں وزٹ کرنا، پسٹ سکاؤٹنگ کرنا اور کسی بھی بیماری یا کیڑے مکوڑے کے حملہ کی صورت میں موقع پر ہدایات دینا اور پھر محکمہ زراعت (توسیع) کے ساتھ مل کر اس حملہ کو کنٹرول کرنا۔

(ب) محکمہ زراعت (توسیع) کا عملہ حکومت پنجاب کی طرف سے طے شدہ شیڈول کے تحت کم از کم دو دفعہ فصل گندم کے دوران، دو دفعہ فصل دھان کے دوران، چھ دفعہ فصل کپاس کے دوران، دو دفعہ فصل کماد کے دوران اور ایک ایک دفعہ فصل مکئی، فصل چنے اور فصل سورج مکھی کے دوران تقریباً تمام مواضعات میں جہاں ان فصلات کی کاشت ہوتی ہے، کاشتکاروں کے لئے ٹریننگ کا اہتمام کرتا ہے، جن کا ٹرینر ایک زرعی گرایجویٹ ہوتا ہے۔ اس فصل کے دوران زمین کی تیاری، مناسب بیجوں اور کھادوں و زرعی ادویات کے استعمال سے لے کر فصل کی برداشت و مارکیٹنگ تک کے تمام مراحل کی رہنمائی کی جاتی ہے۔ مزید براں دوسرے تمام مسائل مثلاً قرضہ کے حصول، پیداوار کی فروخت وغیرہ میں بھی مناسب رہنمائی کر کے زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کے علاوہ فصل کی حالت کا سروے کرنے، کیڑوں و بیماریوں کی پسٹ سکاؤٹنگ، جڑی بوٹیوں کے کنٹرول وغیرہ کے مرحلوں پر دفتری اوقات میں کاشتکاروں کی دہلیز پر انفرادی اور مجموعی طور پر بھی کاشتکاروں سے رابطہ کیا جاتا ہے۔ پبلسٹی ورک کے دوران بھی کاشتکاروں سے رابطہ ہوتا رہتا ہے۔ علاوہ ازیں سبزیات و باغات کے سلسلہ میں بھی کاشتکاروں کو موقع اور وسائل کے مطابق معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔ فیلڈ اسسٹنٹ جو کہ اپنی یونین کونسل کے اندر زرعی امور کا انچارج ہوتا ہے ہر وقت اپنے علاقہ میں ہمہ تن مصروف رہتا ہے اور یہ کہ کاشتکاروں کے لئے رابطہ کا ایک آسان ذریعہ ہے جب کہ زراعت آفیسر پورے مرکز کے علاقہ میں زرعی توسیعی کاموں کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

محترمہ چیئرپرسن: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب والا! اس سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ ہر سیزن کے اوائل میں فیلڈ سٹاف کی ٹریننگ کا اہتمام کرنا۔ میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ ملک خدا بخش بچہ، ایوب خان کے زمانے میں وزیر خوراک تھے، نواب آف کالاباغ اس وقت گورنر تھے۔۔۔

محترمہ چیئرپرسن: آپ ضمنی سوال کریں۔

چودھری اعجاز احمد سماں: میکسی پاک بیج انہوں نے اس وقت امپورٹ کیا تھا۔ اس وقت جن لوگوں کو ٹریننگ دی گئی ان لوگوں کے نام بتادیں اور آج جن لوگوں کو ٹریننگ دی گئی ہے ان کے

بھی نام بتادیں۔

محترمہ چیئر پرسن: یہ سوال آپ لکھ کر بھیج دیں وہ آپ کو صحیح بتادیں گے۔آپ کوئی ضمنی سوال کریں۔

چودھری اعجاز احمد سماں: محترمہ!اگر سوال کی سمجھ نہیں آئی تو میں دوبارہ سمجھا دیتا ہوں۔جواب میں لکھا ہوا ہے کہ حکومت پنجاب کی جانب سے مخصوص کردہ وقت میں گندم و دھان کے سیزن کے دوران کم از کم دو دفعہ ہر گاؤں میں فارمرز ٹریننگ پروگرام کا انعقاد کرنا،کسانوں کو اس کی تربیت کا بندوبست زرعی گریجویٹ کے ہاتھوں میں ہوتا ہے۔اس ایوان میں ایسے ایسے وزیر زراعت اور بڑے قابل آدمی رہے ہیں۔جیسے سر جوگیندرا سنگھ جن کا باہر نام لکھا ہوا ہے،ملک خدا بخش بچہ جنہوں نے یہاں میکسی پاک بیج امپورٹ کیا تھا اور گندم میں Green Revolution ان کی وجہ سے آیا تھا۔یہ اتنا بتادیں کہ آج کس کس موضع میں ٹریننگ دی جارہی ہے۔

محترمہ چیئر پرسن: آپ تشریف رکھیں۔اگلا سوال چودھری خضر الیاس ورک صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر!سوال نمبر 4706 .On his behalf۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔(معزز رکن نے چودھری خضر الیاس ورک کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 4706 دریافت کیا)

محترمہ چیئر پرسن: جی،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

آئل سیڈ ریسرچ انسٹیٹیوٹس کی تفصیل اور کارکردگی

*4706 چودھری خضر الیاس ورک: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اس وقت صوبہ میں کتنے Oil seeds ریسرچ انسٹیٹیوٹس نے کون کون سے نئے بیج کس کس فصل کے مارکیٹ میں متعارف کروائے ہیں؟

(ب) صوبہ کے seeds ریسرچ انسٹیٹیوٹس نے Oil seeds کے جو بیج متعارف کروائے ہیں ان کے نام کیا ہیں؟

(ج) سال 1991 سے آج تک کا seeds ریسرچ انسٹیٹیوٹ کا بجٹ کتنا ہے اور کتنا عملہ کام کر رہا ہے؟

وزیر زراعت:

(الف) ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ، فیصل آباد کے ذیلی ادارہ تحقیقات روغندار اجناس، فیصل آباد (Oilseeds Research Institute, Faisalabad) کے مندرجہ ذیل شعبہ جات،(Sub-stations) اس وقت صوبہ پنجاب میں تحقیقاتی سرگرمیاں سرانجام دے رہے ہیں۔

1۔ شعبہ تحقیقات روغندار اجناس، خانپور (Oilseeds Research Sub-stations, Khanpur)

2۔ شعبہ تحقیقات جوجوبا، بہاولپور، Jojoba Research Sub-station, Bahawalpur

3۔ شعبہ تیلدار اجناس، پیپلاں (Oilseeds Research Sub-station, Piplan)

4۔ شعبہ تمباکو تحقیقاتی سٹیشن، ساہیوال (Tabacco Research Station, ahiwal)

ادارہ ہذا نے اب تک مندرجہ ذیل فصلوں کے نئے بیج مارکیٹ میں متعارف کروائے ہیں۔

فصل/اقسام

I۔ رایا سرسوں (Rapeseed & Mustard) پیلا رایا، رایا انمول، خانپور رایا

II۔ سویابین (Soybean) فیصل سویابین

III۔ مونگ پھلی (Groundnut) نمبر 334، بارانی

IV۔ السی (Linseed) چاندنی

V۔ تل (Sesamum) ٹی ایس۔3

(ب) ادارہ ہذا نے مستقبل میں جو بیج متعارف کروانے ہیں ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

I۔ رایا سرسوں (Rapeseed& Mustard)

آر۔بی۔جے۔96024، آر۔بی۔جے 96026

II۔ سورج مکھی (Sunflower) ایف۔ایچ۔106، ایف۔ایچ۔245

III۔ تل (Sesamum) 97004، 96006

IV۔ سویابین (Soybean) 95-1

V۔ السی (Linseed) ایل۔ایس۔99، ایل۔ایس۔95

VI۔ مونگ پھلی (Groundnut) 93-7

(ج) آئل سیڈ ریسرچ انسٹیٹیوٹ فیصل آباد کا پچھلے چودہ سال کا بجٹ 1991 تا 2004 کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ادارہ تحقیقات روغندار اجناس فیصل آباد اور اس کے ذیلی شعبہ جات میں منظور شدہ عملہ کی تعداد 212 ہے اور اس وقت کل 186 افراد حاضر سروس ہیں۔ جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: اس میں میرا supplementary question یہ ہے کہ ہمارے ریسرچ انسٹیٹیوٹس کے بجٹ میں ایک تو Establishment Charges ہوتے ہیں اور دوسرا ان کے Operational Research جو کہ ان کے Primary Functions کے اخراجات ہوتے ہیں تو ان دونوں اخراجات میں گورنمنٹ کوئی تناسب برقرار رکھتی ہے کہ Primary Functions پر زیادہ پیسے خرچ ہوں۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین رائے اعجاز احمد کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: جی، لودھی صاحب!

وزیر زراعت: جناب چیئرمین! رانا صاحب یہ پوچھ رہے ہیں کہ ان کے Operation Head اور گورنمنٹ لیول پر جو ملازمین ہیں ان کا کیا rational ہے لیکن میں انہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے ریسرچ انسٹیٹیوٹس کو اس ضمن میں اس انداز سے نہیں دیکھا جا سکتا کہ non-development پر 85 فیصد بجٹ لگے اور میں نے یہ خود محسوس کیا تھا اور اس کا 15 فیصد ریسرچ پر لگے۔ اس لئے یہ figures بالکل صحیح ہیں کہ non-development پر زیادہ پیسا خرچ ہو رہا ہے اور ریسرچ پر کم خرچ ہو رہا ہے۔ اسی لئے میں نے پہلے بھی یہ گزارش کی تھی کہ چیف منسٹر پنجاب نے اب یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم اس کو 60/40 کی ratio پر لے کر جا رہے ہیں یعنی ہم 60 percent non-development پر خرچ کریں گے اور 40 فیصد ریسرچ پر خرچ کریں گے تو رانا صاحب کو اس انداز سے نہیں دیکھنا چاہئے کہ اس پر خرچ زیادہ ہو رہا ہے اور آمدنی کم ہو رہی ہے۔ ان ریسرچ سنٹروں کا کام صرف یہ ہے کہ ہم ریسرچ کر کے نئی نئی variety سامنے لے کر آئیں اور اس نئی variety کو اپنے ماحول کے مطابق ڈھالنے کے بعد اس کو فیلڈ میں لے کر جائیں۔ کسی وقت ایک ایک variety کو 10/10 دفعہ مختلف انداز میں آزمانا پڑتا ہے اس لئے اس کو اس ضمن میں نہ دیکھیں بلکہ یہ دیکھیں کہ since partition ہم نے اس میں کتنی ترقی کی ہے۔ آپ گندم کی بات کریں، آپ کپاس کی بات کریں، آپ رائس کی بات کریں یا دیگر فصلوں کی بات

کریں تو انشاء اللہ .We are comming up امید یہ ہے کہ ان ریسرچ سنٹروں کے بل بوتے پر ہی اس progress میں top کریں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے میرے سپلیمنٹری سوال کے جواب کو الجھا دیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں کہ 2000-2001 میں Establishment Charges ایک کروڑ 42 لاکھ روپے ہیں اور ریسرچ پر Operational Charges، یہ کہتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ بیج پر ریسرچ کرتے ہیں، پھر دس دفعہ کرتے ہیں وہ سارے Operational Charges ہیں۔ Operational Charges صرف 19 لاکھ روپے ہیں جبکہ Establishment Charges ایک کروڑ 42 لاکھ ہیں یعنی ایک کروڑ 42 لاکھ روپے کی وہ صرف تنخواہیں لیتے ہیں اور ریسرچ کا انہوں نے صرف ایک دفعہ تجربہ کیا یا دس دفعہ کیا، اس کے اوپر انہوں نے پورے سال میں صرف 19 لاکھ روپے خرچ کئے۔

جناب چیئرمین: اس کا جواب تو انہوں نے دے دیا۔ اب بات یہ ہے کہ اس میں ان کا بہتری کا کوئی ارادہ ہے یا نہیں، یا ہم انڈین کا کماد کا بیج اگائیں گے یا انڈیا کے بیج سمگل ہو کر آئیں گے وہ لگائیں گے۔ ان کے جواب سے ثابت ہوتا ہے کہ ریسرچ پر پیسے کم لگ رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ ہاں، یہ درست ہے کہ پہلے 85 فیصد Establishment پر خرچہ آتا تھا اور Operation پر صرف 15 فیصد تھا۔ اب یہ ہمارے وزیر اعلیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ 40 فیصد اس طرف ہو گا اور 60 فیصد اس طرف ہو گا۔ 15 فیصد اور 85 فیصد والا جواب انہیں 2004-09-09 کو موصول ہوا ہے اور میں نے جو ایک کروڑ 42 لاکھ اور 19 لاکھ، ایک کروڑ 20 لاکھ اور 14 لاکھ ایک کروڑ 87 لاکھ Establishment Charges اور صرف 20 لاکھ ریسرچ پر، یہ 2004 تک کی figure ہے۔ اب یہ فرمائیں کہ اب انہوں نے بہتری کر کے جو 40 فیصد اور 60 فیصد کی ratio قائم کی ہے اس سال اس پر عملدرآمد ہوا ہے؟

جناب چیئرمین: لودھی صاحب! آپ ہاؤس کو یقین دہانی کرائیں کہ ہم اس سال میں یہ کریں گے۔ ویسے ریسرچ پر ہمارا کام کم ہے جبکہ ہمارا زرعی ملک ہے۔

وزیر زراعت: جناب چیئرمین! ہم نے اسی لئے اس پر اصولی فیصلہ کیا ہے کہ ہم اس کو 40/60 فیصد پر لے جائیں۔ رانا صاحب اگر figure پر جائیں گے تو میں یہ admit کرتا ہوں کہ اس میں discrepancy ہے لیکن میں تو گزارش یہ کر رہا ہوں کہ We have taken notice of

that. کہ ہم نے Operational Head کو high کرنا ہے۔

جناب چیئرمین: یہ بات نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ آپ وہاں لگانا چاہتے ہیں یا نہیں؟

وزیر زراعت: جناب والا! ابھی کریں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ کب کریں گے؟

جناب چیئرمین: یہ اگلے سال 07-2006 میں کریں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! 06-2005 میں انہوں نے کچھ نہیں کیا؟

جناب چیئرمین: ملک محمد اقبال چنڑ صاحب!

چودھری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، اصغر علی گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! بہت مہربانی کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ اگر تو آپ نے چیئر پر بیٹھ کر منسٹروں کا دفاع کرنا ہے اور اس اسمبلی کے اندر رفاہ اور اچھائی کے جو کام ہو رہے ہیں ان کو وزراء کی کمزوریوں کی وجہ سے دبا دینا ہے پھر تو زراعت اس ملک میں ترقی نہیں کر سکتی کہ تین سال سے کرسیوں پر بیٹھے ہیں، development 15 percent پر خرچ ہو رہا ہے اور 85 percent non development پر خرچ ہو رہا ہے۔ بتاؤ! یہ ملک زراعت کے اعتبار سے تباہ نہ ہو تو کیا ہو گا؟ میں یہ برملا کہتا ہوں کہ اس وقت پنجاب کے اندر زراعت بری طرح سے تباہی کی طرف جا رہی ہے۔ کوئی کسانوں کا پرسان حال ہے اور نہ ہی ان کے بارے میں کوئی سوچا جاتا ہے۔ کپاس کا بحران آتا ہے تو زمینداروں کو اس کے پیسے نہیں ملتے، جب گندم کا بحران آتا ہے تو اس کے پیسے نہیں ملتے، گنے کا بحران آتا ہے تو اس کے پیسے نہیں ملتے۔ یعنی جب اجلاس ہوتے ہیں تو اس وقت یہ بات نہیں کی جاتی اور جب اجلاس ختم ہو جاتے ہیں تو منسٹر صاحب ہمیں یقین دلاتے ہیں کہ کھاد کی قیمت نہیں بڑھے گی۔ کھاد کی قیمت ایک سال کے اندر 10/10 دفعہ بڑھتی ہے اور کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: اصغر گجر صاحب! ایسا ہے کہ ہم پھر زراعت پر بحث کا دن مقرر کر دیتے ہیں۔ میرا خیال ہے یہ مناسب رہے گا۔ تشریف رکھیں۔ ملک محمد اقبال چنڑ صاحب!

ملک محمد اقبال چنڑ: سوال نمبر 4837

پنجاب سیڈ کارپوریشن، اغراض و مقاصد، سٹاف اور آمدن و اخراجات کی تفصیل

*4837 **ملک محمد اقبال چنڑ:** کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب سیڈ کارپوریشن کب، کن مقاصد کے لئے قائم کی گئی تھی؟

(ب) اس وقت صوبہ میں کس کس ضلع میں اس کے دفاتر کام کر رہے ہیں؟

(ج) اس وقت مذکورہ دفاتر میں کتنے ملازم کام کر رہے ہیں؟

(د) سال 2001 سے آج تک حکومت نے کتنی گرانٹ پنجاب سیڈ کارپوریشن کو سال وار کس کس مد میں فراہم کی تھی؟

(ہ) اس عرصہ کے دوران پنجاب سیڈ کارپوریشن کو کتنی آمدن کس کس مد میں ہوئی؟

(و) اس عرصہ کے دوران کتنی رقم بطور تنخواہ اس کارپوریشن کے ملازمین کو حکومت کے طرف سے دی گئی؟

(ز) اس عرصہ کے دوران اس کارپوریشن نے کسانوں کے لئے کیا خدمات سرانجام دیں، تفصیلاً بیان فرمائیں۔

وزیر زراعت:

(الف) بیج کو فصل کی بنیاد کا درجہ حاصل ہے اور یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ صرف خالص، صحت مند اور تصدیق شدہ بیج کا استعمال کسی بھی فصل کی پیداوار میں 15 تا 20 فیصد اضافہ کو یقینی بناتا ہے۔ پاکستان میں تصدیق شدہ بیجوں کی فراہمی کے لئے پنجاب سیڈ کارپوریشن محکمہ زراعت پنجاب کے ذیلی ادارہ کی حیثیت سے 1976 میں قائم کیا گیا جس کے بڑے بڑے مقاصد یہ تھے:۔

1۔ زرعی تحقیقی اداروں کے اشتراک سے کلیدی و بنیادی بیج کی جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ سیڈ پروڈکشن فارمز پر افزائش کا نظام قائم کرنا۔

2۔ سرکاری فارمز کا نظم و نسق حکومت کی ہدایات اور ضوابط کے تحت چلانا۔

3۔ تصدیق شدہ بیج کی وسیع پیمانے پر افزائش کے لئے رجسٹرڈ کاشتکاروں کے رقبہ پر عصر حاضر کی ٹیکنالوجی فارمز ایڈوائزری سروس کے ذریعے بہم پہنچانا۔

4۔ سیڈ سر ٹیفیکیشن کے ماہرین کی تصدیق کردہ پیداوار کی پروکیورمنٹ کا مربوط بندوبست کرنا۔

5۔ خرید کردہ تصدیق شدہ بیج کی سیڈ پروسیسنگ پلانٹس پر صفائی، سکھائی، درجہ بندی وکیمیاوی عمل اور پیکنگ سائنسی مراحل میں تیار کرنا۔

6۔ بیج کو مارکیٹنگ تک سائنٹیفک سٹورز میں محفوظ کرنا۔

7۔ بیج کو بروقت باآسانی اور نہایت ارزاں نرخوں پر کاشتکار کی دہلیز تک پہنچانے کے لئے مارکیٹنگ کے موثر انتظامات کرنا۔

8۔ تصدیق شدہ بیج کے استعمال کا شعور بیدار کرنے کے لئے کاشتکاروں کو ذرائع ابلاغ و ماڈل فارمز کے ذریعے ترغیب دینا۔

9۔ فاضل بیج کو بیرون ملک کے لئے زرمبادلہ کمانا اور درآمدی بیجوں کی ملک ہی میں تیاری کو ممکن بناکر خاطر خواہ زرمبادلہ بچانا۔

10۔ نجی شعبے میں بیجوں کی صنعت قائم کرنے والوں کو تکنیکی رہنمائی وبنیادی بیج کی فراہمی میں معاونت کرنا۔

(ب) صوبہ پنجاب میں سیڈ کارپوریشن کے مراکز کی تفصیل۔

نمبر شمار	مراکز
1۔	پنجاب سیڈ کارپوریشن پاکپتن روڈ، ساہیوال۔
2۔	پنجاب سیڈ کارپوریشن پیرووال، خانیوال
3۔	پنجاب سیڈ کارپوریشن چوک بہادر پور چوک رحیم یار خان
4۔	پنجاب سیڈ کارپوریشن نزد کوکا کولا فیکٹری بالمقابل اسلم فلنگ سٹیشن ملتان
5۔	پنجاب سیڈ کارپوریشن ماڈل ٹاؤن سی نزد مسجد قبا بہاولپور
6۔	پنجاب سیڈ کارپوریشن اعوان چوک نوشہرہ روڈ، گوجرانولہ
7۔	پنجاب سیڈ کارپوریشن A-1 بلاک ایکس ماڈل ٹاؤن، ڈیرہ غازی خان
8۔	پنجاب سیڈ کارپوریشن اولڈ بروک بانڈ سٹور بھکر روڈ، نزد ڈائیو واڈہ جھنگ
9۔	پنجاب سیڈ کارپوریشن 625۔اے سیٹلائٹ ٹاؤن، سرگودھا۔
10۔	پنجاب سیڈ کارپوریشن 44 گرین مارکیٹ علامہ اقبال ٹاؤن ملتان روڈ، لاہور
11۔	پنجاب سیڈ کارپوریشن نزد لاری اڈہ فتح جنگ
12۔	پنجاب سیڈ کارپوریشن 248۔ڈی نزد ریلوے گیٹ چشتیاں

13- پنجاب سیڈ کارپوریشن چوبارہ روڈ نزد مسلم کمرشل بنک، لیہ
14- پنجاب سیڈ کارپوریشن 1-این شرقی کالونی، وہاڑی
15- پنجاب سیڈ کارپوریشن مارکیٹ کمیٹی سٹور غلہ منڈی 8 ایم ایل پیپلاں
16- پنجاب سیڈ کارپوریشن بھکر
17- پنجاب سیڈ کارپوریشن ایوب ایگریکلچر ریسرچ انسٹیٹیوٹ جھنگ روڈ فیصل آباد
18- پنجاب سیڈ کارپوریشن 10 گرین مارکیٹ، راجن پور

(ج) پنجاب سیڈ کارپوریشن میں افسران و عملہ کی تعداد ضلع وہیڈ کوارٹرز پر درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام ضلع	تعداد افسران	تعداد عملہ	ٹوٹل
1-	فتح جنگ	2	5	7
2-	گوجرانوالہ	3	5	8
3-	میانوالی	5	8	13
4-	سرگودھا	1	9	10
5-	جھنگ	1	3	4
6-	فیصل آباد	1	4	5
7-	لاہور	1	3	4
8-	لیہ	-	2	2
9-	ساہیوال	17	99	116
10-	وہاڑی	1	4	5
11-	ملتان	1	3	4
12-	بہاولپور	1	6	7
13-	لودھراں	-	1	1
14-	خانیوال	24	227	251
15-	رحیم یار خان	13	47	60
16-	ڈیرہ غازی خان	1	2	3
17-	راجن پور	1	2	3
18-	ہیڈ کوارٹرز	35	80	115

(د) پنجاب سیڈ کارپوریشن محکمہ زراعت حکومت پنجاب کا ذیلی ادارہ ہے مگر یہ حکومت پنجاب سے کوئی فنڈز حاصل نہیں کرتا اور حکومت نے سال 2001 سے آج تک کوئی گرانٹ کسی مد میں فراہم نہیں کی۔

(ہ)

سال	(ٹیکس ادائیگی کے بعد) منافع کروڑوں	(ٹیکس ادائیگی کے بعد) منافع ملین میں	ذریعہ آمدن
2000-2001	70,640,474/-	70.64	فروخت بیج گندم، کاٹن لفٹ، بیج کپاس اور فروخت بیج دیگر چھوٹی فصلیں وغیرہ
2001-2002	5,982,381/-	05.98	ایضا
2002-2003	27,341,393/-	27.34	ایضا

(و) اس کارپوریشن کے ملازمین کو حکومت پنجاب کی طرف سے کوئی تنخواہ نہیں دی گئی تاہم پنجاب سیڈ کارپوریشن کی اپنے وسائل سے 2001 سے اب تک ادائیگی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ز) پنجاب سیڈ کارپوریشن کی شاندار کارکردگی کی تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

جناب محمد وقاص: جناب چیئرمین! جو لسٹ ہمیں فراہم کی گئی ہے اس کے مطابق راولپنڈی ڈویژن جو شمالی پنجاب ہے یعنی جہلم، اٹک، چکوال اور راولپنڈی میں کوئی بھی دفتر پنجاب سیڈ کارپوریشن کا نہیں ہے۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ شمالی پنجاب بڑی زرخیز زمین والا علاقہ ہے کیا انہوں نے اس علاقے کو زراعت کے خانے سے نکال دیا ہے؟

وزیر زراعت: جناب چیئرمین! میرے دوست سیڈ کارپوریشن کی بات کر رہے ہیں۔ انہوں نے شمالی پنجاب کی بات کی ہے تو انھیں علم ہونا چاہئے کہ وہاں پر زرعی یونیورسٹی کام کر رہی ہے۔ چکوال اور اٹک میں ہمارے ریسرچ سنٹر کام کر رہے ہیں۔ وہ علاقہ بڑا زرخیز ہے اور وہ پنجاب کا دل ہے۔ یہ کیوں وہم کر رہے ہیں؟ جہاں تک پنجاب سیڈ کارپوریشن کی بات ہے تو اس کے پراسیسنگ پلانٹ ہیں، ایک رحیم یار خان میں ہے اور ایک بہاولپور میں ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: ان کا سوال یہ ہے کہ راولپنڈی ڈویژن میں نہیں ہے۔ آپ یہ کہیں کہ وہاں ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے نہیں بنایا گیا یا اگر بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں تو پھر یہ جواب دیں۔

وزیر زراعت: فتح جنگ میں ہے اور اگر ضرورت ہو گی تو ہم وہاں پر بھی بنا دیں گے۔

جناب چیئرمین: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر زراعت: میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

بہاولنگر میں اتوار بازاروں کا قیام

*1552 محترمہ نور النساء ملک: کیا وزیر زرعی مارکیٹنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے بڑے شہروں کی طرح بہاول نگر میں اتوار بازار نہیں لگائے جاتے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اتوار بازار لگانے کی ذمہ داری ضلعی حکومت کی ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت شہریوں کی سہولت کی خاطر بہاول نگر میں اتوار بازار لگانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زرعی مارکیٹنگ:

(الف) جی ہاں۔ یہ درست ہے کہ صوبے کے بڑے شہروں کی طرح بہاولنگر میں اتوار بازار نہیں لگائے جاتے۔

(ب) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ج) فی الحال بہاولنگر میں اتوار بازار لگانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں مورخہ 30-12-04 کو ضلعی پرائس کنٹرول کمیٹی کا اجلاس بلایا گیا تھا۔ جس میں تاجران، آڑھتیان، کریانہ مرچنٹس ایسوسی ایشن اور صارفین کے نمائندوں نے شرکت کی۔ انہوں نے مندرجہ ذیل وجوہات کی بناء پر ضلع بہاولنگر میں اتوار بازار نہ لگانے کا مشورہ دیا۔

(I) ضلع بہاولنگر ایک زرعی ضلع ہے۔

(II) زیادہ تر سبزیاں اور فروٹ وغیرہ مقامی سطح پر ہی اگائے جاتے ہیں۔

(III) ضلع میں کل آبادی کا تقریباً 80 فیصد دیہات ہیں۔

(IV) کسان لوگ زیادہ تر اپنی ضروریات کے لئے سبزیاں، پھل، دالیں، چاول وغیرہ خود کاشت کرتے ہیں۔

(V) شہروں، قصبوں اور دیہات میں ہر چیز وافر مقدار میں موجود ہوتی ہے۔

(VI) عوام کا اتوار بازاروں سے اشیاء خریدنے کا رجحان نہ ہے۔

(VII) ماہ رمضان میں مقامی حکومت اتوار بازار لگواتی ہے۔ جس سے کوئی خاطر خواہ نتائج برآمد

نہیں ہوتے کیونکہ ان بازاروں سے ضلع کی کل آبادی کا 10 سے 15 فیصد حصہ ہی مستفید ہوتا ہے۔

محکمہ زراعت، 1999 تا حال، بیرون ملک ٹریننگ حاصل کرنے والے آفیسرز کی تفصیلات

*5005 چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جنوری 1999 سے آج تک محکمہ زراعت فیلڈ سٹاف کے کتنے افسران کو کن کن ممالک میں ٹریننگ کے لئے بھیجا گیا ان افراد کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، تجربہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ان آفیسرز کی نامزدگی کس طریق کار کے تحت کن کن افسران نے کی تھی؟ ان افسران کے نام، عہدہ، گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ج) جن افسران کو بار بار فارن ٹریننگ پر بھیجا گیا ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل دی جائے نیز ان کو بار بار فارن ٹریننگ پر بھیجنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت:

(الف) یکم جنوری 1999 سے آج تک محکمہ زراعت فیلڈ سٹاف کے کل 43 افسران کو بیرون ملک ٹریننگ کے لئے بھیجا گیا۔ ان افسران کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، تجربہ اور موجودہ تعیناتی کی تفصیلات منسلکہ ضمیمہ (الف) میں درج ہیں جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے تاہم شعبہ وار تفصیل درج ذیل ہے:-

1-	شعبہ تحقیق	36
2-	شعبہ توسیع	4
3-	شعبہ فیلڈ	2
4-	شعبہ اطلاعات	1
	میزان	43

(ب) مندرجہ بالا افسران کی نامزدگیاں برائے بیرون ملک تربیت پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کی وضع کردہ پالیسی کے تحت ان کی سنیارٹی، عمر، تجربہ، متعلقہ مضمون، تعلیمی قابلیت اور سپانسرنگ ایجنسی کے شرائط کے مطابق ان کی متعلقہ مجاز اتھارٹی نے منظور کر

کے محکمہ کو سفارشات پیش کیں جن کی جانچ پڑتال کرنے کے بعد پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کے قائم کردہ بورڈ (پراونشل سپیشل سلیکشن بورڈ) کی منظوری / توثیق اور بعد ازاں وفاقی حکومت کی منظوری حاصل کرنے کے بعد زیر عمل آئیں۔

(ج) کسی بھی افسر کو بار بار فارن ٹریننگ پر نہیں بھیجا گیا۔

پنجاب سیڈ کارپوریشن، کروڑوں روپے مالیت کے بیج کا ضیاع اور حکومتی اقدامات

*5635- چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 7- جولائی 2004 کے موقر اخبار کی خبر کے مطابق پنجاب سیڈ کارپوریشن کا کروڑوں روپے کا بیج ضائع ہو گیا ہے؟

(ب) یہ بیج کس کس فصل کا تھا اور کس کس سٹور میں کتنے عرصہ سے پڑا ہوا تھا؟

(ج) اگر حکومت نے اس بیج کے ضائع ہونے کے بارے میں کوئی انکوائری کمیٹی تشکیل دی ہے تو اس کمیٹی میں شامل ممبران کے نام، عہدہ اور گریڈ وغیرہ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) یہ بیج ان سٹوروں میں جن افسران و اہلکاران کی نگرانی میں پڑا ہوا تھا ان کے نام بیان فرمائیں۔

(ہ) کیا حکومت اس نقصان کے ذمہ داران سے اس بیج کی قیمت وصول کرنے اور ان کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت:

(الف) 7- جولائی 2004 کو روزنامہ "نوائے وقت" میں کروڑوں روپے کا بیج ضائع ہونے کی سرخی کے ساتھ شائع ہونے والی خبر حقائق پر مبنی نہیں۔ اس خبر کی اشاعت کے اگلے ہی روزنامہ "نوائے وقت" سمیت قومی اخبارات میں پنجاب سیڈ کارپوریشن کی جانب سے اس خبر کو غلط اور بے بنیاد قرار دیتے ہوئے یہ واضح کیا گیا کہ اولاً بیج کپاس کی فروخت میں بچ جانے والی مقدار کے بارے میں خراب یا ضائع ہونے کا تاثر دینا درست نہیں اس لئے کہ بچنے والے بیج میں سے اعلیٰ معیار کی مقدار آئندہ سال فروخت کرنے کے

لئے پی ایس سی سٹورز میں خصوصی انتظامات کے ساتھ محفوظ کر لی جاتی ہے۔ دوسرا قابل ذکر امر یہ ہے کہ سرکاری شعبے کے ادارہ کی حیثیت سے پنجاب سیڈ کارپوریشن منظور شدہ اقسام کا بیج وافر مقدار میں فراہم کرنے کا بندوبست کرتی ہے تاکہ اعلیٰ پیداواری صلاحیت کے بیج کی کاشت سے بہتر پیداوار حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ معیار کی روئی اور ریشہ کی نفاست و پختگی وغیرہ کے عوامل کو برقرار رکھتے ہوئے عالمی مارکیٹ میں ملکی ساکھ کو بحال رکھا جا سکے۔ منظور شدہ اقسام کے بیج کی مطلوبہ مقدار کا ہدف مقرر کرنے کے لئے شروع ہی سے بڑا سائنٹیفک نظام قائم کیا گیا ہے جس کے مطابق اقسام کے اعتبار سے بیجوں کی مقدار کا تعین کسانوں کی رائے پر مبنی تفصیلی سروے، ڈیلرز سروے، مقابل نجی کمپنیوں کی خرید کردہ اقسام کے بارے میں فیڈرل سیڈ سرٹیفکیشن محکمہ سے حاصل کردہ معلومات اور محکمہ زراعت کے شعبہ توسیع، شعبہ تحقیق اور بریڈرز صاحبان سے تفصیلی اجلاسوں میں حاصل کردہ آراء کی روشنی میں کیا جاتا ہے۔ بیج کپاس کی خاطر خواہ مقدار اس لئے بھی سٹاک میں رکھی جاتی ہے تاکہ شدید بارشوں و سیلاب جیسی آفات و ہنگامی صورتحال میں دوبارہ کاشت کے لئے بیج کپاس کاشتکاروں کو بروقت مہیا کیا جا سکے۔ موسمی شدائد کے اسی خدشہ کے پیش نظر دوبارہ کاشت کے لئے بیج کی فوری فراہمی کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت پنجاب بھی پی ایس سی کو محدود مقدار میں بیج کپاس دوسرے صوبوں خاص طور پر سندھ و بلوچستان کو فراہم کرنے کا پابند بناتی ہے تاکہ صوبہ پنجاب میں بیج کپاس کی قلت واقع نہ ہو۔ یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ موجودہ مینجنگ ڈائریکٹر کے دور سے قبل ماضی میں، اس سال کی نسبت دگنی تگنی مقدار میں بھی بیج کپاس فروخت ہونے سے بچ جاتا رہا مگر پی ایس سی حکومت سے کوئی گرانٹ، سبسڈی یا سندھ سیڈ کارپوریشن کی طرح انتظامی اخراجات کے لئے حکومت پنجاب کے سالانہ بجٹ سے کوئی رقم لئے بغیر پنجاب سیڈ کارپوریشن ذاتی وسائل سے بچ جانے والے بیج کا خسارہ کاشتکاروں اور ملک کے وسیع تر مفاد میں برداشت کرتی آئی ہے اور یہ خسارہ کسی حد تک اعلیٰ معیار کا بیج آئندہ سیزن کے لئے محفوظ کرتے ہوئے اور اعلیٰ کوالٹی کی روئی بہتر نرخوں پر فروخت کر کے پورا کیا جاتا رہا۔ یہاں یہ بات توجہ ہے کہ اس سال پنجاب سیڈ کارپوریشن کے بیج گندم، بیج دھان، مکئی، دالوں اور سبزیوں کے بیجوں کی تمام مقدار

فروخت ہو جانے اور حالیہ خریف کے دوران بیج کپاس کی کچھ مقدار بچ جانے کے باوجود پنجاب سیڈ کارپوریشن نے اعلیٰ معیار کی روئی کی بہتر نرخوں پر فروخت سے خاطر خواہ نفع کمایا ہے۔ حالیہ سیزن کے دوران بیج کپاس کی تمام مقدار فروخت نہ ہو سکنے پر تحقیقات کرنے والی کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق اس سال سرکاری و نجی شعبے کا کافی مقدار میں بیج کپاس بچ جانے کے بڑے بڑے اسباب درج ذیل ہیں:۔

1۔ سرکاری و نجی شعبے کا منظور شدہ اقسام کا 40 فیصد سے زائد بیج فروخت نہ ہو سکا اس لئے کہ ساڑھے پانچ سو سے زائد رجسٹرڈ کی گئی سیڈ کمپنیوں میں سے بیشتر زیادہ سے زیادہ منافع کمانے کے لالچ میں نام نہاد نئی اور غیر منظور شدہ اقسام کے نام پر بیج کپاس کی بلیک مارکیٹنگ پر مبنی کاروبار تک محدود ہیں۔

2۔ جنرز، آڑھتیوں، کاشتکاروں اور زرعی تحقیقی اداروں کے عملہ و دیگر غیر مستند ذرائع کی جانب سے غیر منظور شدہ اقسام اور نئی اقسام کے نام پر ناقص و جعلی بیج کپاس کے کھلم کھلا کاروبار پر متعلقہ محکموں کا کنٹرول نہ ہونے کے برابر ہے۔

3۔ تقریباً 30 فیصد رقبے پر پڑیوں و کھیلیوں کے ذریعے کاشت کے سبب تصدیق شدہ بیج کی مجموعی مانگ میں کافی کمی واقع ہوئی ہے۔

4۔ زرعی ماہرین کی جانب سے ذرائع ابلاغ کے ذریعے تواتر کے ساتھ کپاس کا بیج خود تیار کرنے کی ترغیب پر کاشتکاروں میں گھر کے رکھے ہوئے بیج کا رجحان تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ وائرس سے خوف زدہ کاشتکار گھر کے رکھے ہوئے بیج یا قریبی کاشتکاروں سے حاصل کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔

5۔ پنجاب سیڈ کارپوریشن پر نئی اقسام کا بیج کپاس دوسرے صوبوں کو فراہم کرنے پر پابندی سے پی ایس سی کی مجموعی فروخت پر بڑے منفی اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ اس ضمن میں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ حالیہ سیزن کے دوران پنجاب سیڈ کارپوریشن کو پرانی اقسام کے بیج کپاس کی صرف فیصد مقدار دوسرے صوبوں کو فراہم کرنے کی اجازت دی گئی جب کہ نئی اقسام کا بیج اس خدشے کے پیش نظر فراہم کرنے سے منع کیا گیا تاکہ پنجاب میں بیج کی قلت واقع نہ ہو اس صورتحال کے سبب یہ ادارہ دوسرے صوبوں کو نئی اقسام کا 26 ہزار من بیج فروخت نہ کر سکا اس لئے بھی کہ اگر خدانخواستہ غیر موافق موسمی شدائد یا شدید بارشوں کی وجہ سے دوبارہ کاشت کے لئے بیج کی ضرورت پڑ جاتی تو اس کا ذمہ دار کون ہوتا، کیونکہ نجی شعبہ تو ایسی کوئی ذمہ داری قبول نہیں کرتا۔

6۔ کپاس کی قسم نایاب۔78 پر وائرس کے شدید حملہ کی وجہ سے اس ورائٹی کا بیج کاشت و تیار کرنے پر حکومت پنجاب نے گزشتہ سال پابندی عائد کر دی تھی مگر ملک کے وسیع تر مفاد

میں حکومت کے اس حکم نامہ کی تعمیل سرکاری ادارہ ہونے کے ناتے صرف پنجاب سیڈ کارپوریشن ہی نے کی جس کے سبب اسے صوبہ سندھ میں اس قسم کے بیج کی 40تا45ہزار من بیج کی مارکیٹ سے ہاتھ دھونا پڑا جبکہ نجی شعبہ نے حکومت پنجاب کی جانب سے نایاب۔78 کے بیج پر پابندی کے حکم نامہ کی پرواکئے بغیر رحیم یار خان میں تقریباً ایک لاکھ من بیج نایاب۔78 تیار کر کے صوبہ سندھ میں فروخت کیا جس سے یہ بات واضح ہے کہ ملکی مفاد کے منافی متروک ہونے والی اقسام پر پابندی کا اطلاق بھی سرکاری شعبے کا یہی ادارہ کرتا ہے۔ نجی شعبہ ذاتی مفاد اور اندھا دھند نفع کے لالچ میں ایسی کسی پابندی کی پروا نہیں کرتا۔ لہذا درج بالا حقائق کی بناء پر غیر منظور شدہ اور متروک شدہ بیجوں کی فروخت کا دھندہ بڑھنے کے باعث پنجاب سیڈ کارپوریشن کے منظور شدہ اقسام کے بیج کپاس کی فروخت بے حد متاثر ہوئی۔

(ب) یہ بیج فصل کپاس کا تھا جو ماہ فروری، مارچ سے پنجاب سیڈ کارپوریشن کے مراکز فروخت واقع، رحیم یار خان، بہاولپور، راجن پور، ڈی جی خان، ملتان، وہاڑی، خانیوال، چیچہ وطنی، ساہیوال، فیصل آباد، سرگودھا، لیہ، بھکر اور پیپلاں کو فروخت کے لئے بھجوایا گیا جہاں پر اس بیج کی فروخت مارچ تا جون 2004 تک جاری رہی جبکہ فروخت نہ ہو سکنے والی مقدار انہی مراکز کے سٹورز میں خصوصی انتظامات کے تحت محفوظ کر دی گئی ہے تاکہ مطلوبہ معیار کے مطابق اس کی کوالٹی برقرار رکھتے ہوئے اسے آئندہ سال فروخت کیا جا سکے۔

(ج) بیج کپاس کی درج بالا مقدار فروخت نہ ہو سکنے کے اسباب معلوم کرنے کے لئے قائم کی گئی کمیٹی تین ارکان پر مشتمل تھی جس کے سربراہ گریڈ بیس کے آفیسر عبدالشکور شاد، ڈپٹی مینجنگ ڈائریکٹر پنجاب سیڈ کارپوریشن تھے جب کہ دیگر ممبران میں 19 گریڈ کے دو افسران نزاکت علی بھٹی، ڈائریکٹر مارکیٹنگ و تعلقات عامہ اور محمد شفیع رامے منیجر مارکیٹنگ پنجاب سیڈ کارپوریشن ہیڈ کوارٹرز شامل تھے۔

(د) یہ بیج کپاس جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا گیا ہے ماہ فروری، مارچ سے پنجاب سیڈ کارپوریشن کے جن مراکز فروخت کو فراہم کیا گیا اس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	مرکز فروخت	نام انچارج مارکیٹنگ آفیسر	بیج کپاس کی فراہم کردہ مقدار	فروخت کردہ مقدار	بچنے اور محفوظ کئے گئے کپاس کی مقدار
1۔	ساہیوال	شیر محمد بھٹی	2889 من	2753 من	136 من
2۔	خانیوال	محمد اختر طاہر	26523 من	13740 من	12783 من

3-	رحیم یار خان	محمد اختر بھٹی	18010من	16565من	1445من
4-	ڈی جی خان	محمد منظور	4915من	4915من	---
5-	ملتان	زاہد اسحاق	16058من	9437من	6621من
6-	جھنگ	خالد شہزاد	3312من	3312من	---
7-	وہاڑی	محمد صادق	8395من	5735من	2660من
8-	چشتیاں	رانا محمد سلیم	6964من	6964من	---
9-	سرگودھا	سہیل بخاری	1684من	1684من	---
10-	فیصل آباد	عبدالغفار	1389من	1389من	
11-	بہاولپور	زاہد پرویز	12171من	6558من	5613من
12-	بھکر/پیپلاں	محمد استحاق	5340من	5340من	---
13-	راجن پور	شوکت ڈوگر	4282من	4282من	
14-	دوسرے صوبے	----	9480من	9480من	---
	کل میزان		131943من	102685من	29258من

(ہ) یہ وضاحت پہلے بھی کی جا چکی ہے کہ فروخت سے بچ جانے والا بیج ضائع ہونے کے زمرے میں نہیں آتا۔ اس بیج کو آئندہ سیزن تک محفوظ کرنے کے خصوصی انتظامات سے اس کی پیداواری صلاحیت و دیگر معیار ہرگز متاثر نہیں ہوئے چونکہ ان مراکز فروخت کے درج بالا افسران بیج کو خراب یا ضائع کرنے کے مرتکب نہیں ہوئے چنانچہ ان کے خلاف کوئی کارروائی زیر غور نہیں ہے۔

ضلع پاکپتن، واٹر مینجمنٹ سے متعلقہ مسائل اور حکومتی اقدامات

*5677 چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع پاکپتن میں واٹر مینجمنٹ کی کتنی ٹیمیں یکم جولائی 2004 سے کام کر رہی ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ٹیمیں نہ ہونے سے ضلع پاکپتن میں کھالہ جات کو پختہ کرنے میں مشکلات پیش آ رہی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلعی حکومت پاکپتن اور محکمہ زراعت کی منظوری کے باوجود محکمہ خزانہ نے ملازمین کی پاکپتن میں تعیناتی کی منظوری نہ دی ہے؟ اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں۔

(د) واٹر مینجمنٹ کے کتنے ملازمین/افسران 30-جون 2004 کو فالتو قرار دے کر صوبائی ہیڈ کوارٹر پر تعینات کئے گئے ہیں؟

(ہ) ضلع پاکپتن کی زراعت کی ترقی میں رکاوٹ اور نقصان کا کون ذمہ دار ہے؟

وزیر زراعت:

(الف) ضلع پاکپتن میں ضلعی آفیسر (اصلاح آبپاشی) کام کر رہا ہے۔ یہاں پر نیشنل ڈرینج پروگرام کے تحت 30۔ جون 2004 تک دو فیلڈ ٹیمیں کام کرتی رہی ہیں۔ اس منصوبہ کی تکمیل کے بعد یہ دفاتر بند ہو گئے تھے لیکن اب عارف والا اور پاکپتن تحصیلوں میں ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر کے دفاتر کی منظوری یکم جولائی 2004 سے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ پاکپتن اور پنجاب حکومت سے ہو چکی ہے، علاوہ ازیں قومی منصوبہ برائے اصلاح آبپاشی کے تحت نئے دفاتر بھی کام کرنا شروع کر دیں گے۔

(ب) تحصیل پاکپتن اور عارف والا میں نئے دفاتر کھولنے کے لئے منظوری ہو چکی ہے۔ نیشنل پروگرام برائے اصلاح کھالہ جات کے تحت بھرتی بھی مکمل ہو چکی ہے اور منتخب شدہ افسران متعلقہ ٹریننگ سنٹرز پر تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ تربیت کی تکمیل کے بعد ان افسران کو فیلڈ میں تعینات کر دیا جائے گا۔

مذکورہ پروگرام کے تحت ضلع پاکپتن میں سات ذیلی دفاتر قائم کر دیئے گئے ہیں اور اب زمینداران کو کھالہ جات کی اصلاح کے لئے کوئی دشواری نہیں ہوگی۔

(ج) محکمہ خزانہ حکومت پنجاب نے ملازمین کی تعیناتی کی منظوری دے دی ہے۔

(د) ضلع پاکپتن سے واٹر مینجمنٹ کے کسی افسر کو فالتو قرار دیکر صوبائی ہیڈکوارٹر میں تعینات نہیں کیا گیا ہے۔

(ہ) حکومت پنجاب اور ضلعی حکومت ضلع میں زراعت کی ترقی کے لئے کاوشیں کر رہی ہیں اور نیشنل پروگرام برائے اصلاح کھالہ جات کا چار سالہ پروگرام شروع کیا گیا ہے، جس کے تحت ضلع میں تقریباً 1000 کھالہ جات پختہ کئے جائیں گے، جس کے نتیجہ میں زراعت میں مزید ترقی ہوگی۔

کسانوں کے لئے رعایتی اور سبسڈائزڈ سکیموں کا دوبارہ اجراء

*5782 رانا تجمل حسین: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سابق حکومتوں نے صوبہ ہذا کے کسانوں کے لئے مختلف ٹریکٹروں کی خرید پر سبسڈی دے رکھی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ سبسڈی اب ختم کر دی گئی ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کسانوں کو مختلف ٹریکٹروں کی خریداری پر سبسڈی دینے اور ان کو رعایتی نرخوں پر ٹریکٹر دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر زراعت:

(الف) ہاں! یہ درست ہے کہ سابق حکومتیں صوبہ ہذا کے کسانوں کو ٹریکٹروں کی خرید میں سبسڈی دیتی رہی ہیں مثلاً 95-1994 کے دوران حکومت پاکستان نے عوامی ٹریکٹر سکیم کے تحت بیس ہزار درآمدی ٹریکٹرز رعایتی قیمت (ایک لاکھ پچاس ہزار روپے فی ٹریکٹر) پر کاشتکار حضرات کو فراہم کئے۔ جس سے کاشتکاروں کو فی ٹریکٹر ستر ہزار روپے کی بچت ہوئی۔ اسی طرح 1998 کے دوران گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت پانچ ہزار مقامی ٹریکٹر کاشتکاروں میں رعایتی قیمت پر تقسیم کئے گئے اور فی ٹریکٹر ایک لاکھ روپے سبسڈی گئی۔

(ب) ہاں! یہ بھی درست ہے کہ اب یہ سبسڈی ختم کر دی گئی ہے۔

(ج) فی الحال حکومت وقت کسانوں کو ٹریکٹر کی خرید پر سبسڈی دینے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی ہے۔ جہاں تک سبسڈی نہ دینے کی وجوہات کا تعلق ہے وہ یہ ہے کہ کیونکہ پاکستان WTO کا ممبر ملک ہے اور WTO کے چارٹر کے مطابق حکومت پاکستان کسی قسم کی سبسڈی فوری طور پر نہیں دے سکتی۔

تاہم حکومت کی طرف سے ٹیکسوں کی مد میں چھوٹ دیئے جانے کی وجہ سے بین الاقوامی مارکیٹ میں قیمتوں کے مقابلے میں پاکستان میں اس وقت بھی ٹریکٹروں کی قیمتیں بہت کم ہیں۔

سرکاری زرعی فارمز کا رقبہ اور 2002 تا 2004 آمدن و اخراجات کی تفصیل

*6069 جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

پنجاب بھر میں کل کتنے سرکاری زرعی فارم ہیں۔ ان کا کتنا رقبہ ہے؟ سالانہ آمدنی اخراجات اور منافع پیداوار برائے سال 2004-2000 بیان فرمائی جائے۔

وزیر زراعت:

صوبہ بھر میں محکمہ زراعت پنجاب کے پاس کل 93 زرعی فارمز ہیں۔ ان میں سے 58 ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد، 32 شعبہ توسیع اور 3 پنجاب سیڈ کارپوریشن کے پاس ہیں۔ ان سرکاری زرعی فارمز کی شعبہ وار مطلوبہ تفصیلات ضمیمہ (الف)، (ب) اور (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

ضلع لاہور اور شیخوپورہ۔ پنجاب ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ سپلائی کارپوریشن کی واجب الوصول رقم کی تفصیلات

*6070 جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

ضلع لاہور اور شیخوپورہ میں پنجاب ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ سپلائی کارپوریشن کی طرف سے جن جن افراد کے ذمہ واجب الادا رقوم ہیں، ان کے نام وپتاجات نیز ہر ایک کے ذمہ کتنی رقم کب سے واجب الادا ہے۔ ان کے نام وپتاجات کیا ہیں۔ ہر ایک کے ذمہ کتنی رقوم کب سے واجب الادا ہیں؟

وزیر زراعت:

حکومت پنجاب نے محکمہ ہذا 11۔ اپریل 1998 سے بند کر دیا ہے۔ بمطابق ریکارڈ اس محکمہ نے سال 88-1985 میں یوریا کھاد اور زرعی ادویات قرضہ پر دی تھیں۔ جس میں سے 2,09,356.00 روپے واجب الادا ہیں۔ نام وپتاجات باقیدار مع رقم واجب الادا (اصل زر) کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام وپتاجات باقیدار	رقم واجب الادا (اصل زر)
1۔	چوہدری گلفام اشرف، موضع پونڈنی، تحصیل فیروزوالا ضلع شیخوپورہ	6,62,000/- روپے
2۔	زبیر فرید شاہ، قلعہ مسیتا، تحصیل فیروزوالا ضلع شیخوپورہ	14,453/- روپے
3۔	حاجی مشتاق احمد، موضع کوٹ نذیر تحصیل فیروزوالا ضلع شیخوپورہ	32,903/- روپے

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے زیر انتظام زرعی فارمز سے متعلقہ تفصیلات

*6073 ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے زیر انتظام کتنے زرعی فارمز ہیں، ہر فارم کا زیر کاشت کتنا رقبہ ہے؟ الگ الگ تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) ان فارمز میں گزشتہ پانچ سال کے دوران کون کون سی فصلیں کتنے کتنے رقبہ پر کاشت کی گئیں؟ ہر فارم کی الگ الگ تفصیل بمطابق ریکارڈ گرداوری پٹواری نہر مہیا کی جائے۔

(ج) ان فارمز کا مینجمنٹ ڈھانچہ کیا ہے؟ گزشتہ پانچ سال کا گوشوارہ آمدن و خرچ بابت ہر فارم الگ الگ تفصیل ایوان میں پیش کیا جائے۔

وزیر زراعت:

(الف) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے زیر انتظام کل پانچ زرعی فارم ہیں، ہر فارم کا نام اور زیر کاشت رقبہ درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام فارم	زیر کاشت رقبہ کنال	زیر کاشت رقبہ ایکڑ
1	123ج-ب راجے والا	00	50
2	124ج-ب چوہڑ ماجرا	00	19
3	217ر-ب اکیرہ فارم	00	80
4	218ر-ب پروکا فارم	00	154
5	211ر-ب پارس فارم	00	710

(ب) ان فارمز میں گزشتہ پانچ سالوں کے دوران کاشت کی گئی فصلیں اور زیر کاشت رقبہ کی الگ الگ تفصیل بمطابق ریکارڈ گرداوری پٹواری نہر ملحقہ نمبر 1 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ فارم بنیادی طور پر یونیورسٹی کے طلباء کے لئے علمی، تحقیقی اور تجرباتی مقاصد کے لئے بنائے گئے ہیں اور تجارتی مقاصد کے لئے نہیں ہیں۔ ان فارمز کی گزشتہ پانچ سالوں کی آمدن اور خرچ کا گوشوارہ (ملحقہ نمبر 2) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

زراعت کی ترقی و اصلاح کے لئے وفاقی گرانٹس اور استعمال کی تفصیل

*6074 ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) وفاقی حکومت کی جانب سے سال 2000 سے 2004 تک زراعت کے شعبہ میں مختلف سکیموں کے تحت کس کس مد میں کتنی گرانٹ دی گئی اور متذکرہ امداد زمینداروں کو

کس ذریعہ سے فراہم کی گئی؟

(ب) موجودہ مالی سال (2004-05) میں وفاقی حکومت کی جانب سے زرعی شعبہ میں کتنی گرانٹ فراہم کی جارہی ہے اور کن کن سکیموں کے ذریعے یہ امداد زمیندار تک پہنچائی جا رہی ہے؟ تفصیل ایوان میں فراہم کی جائے۔

وزیر زراعت:

(الف) وفاقی حکومت کی جانب سے سال 2000 سے 2004 تک محکمہ زراعت حکومت پنجاب کے جن جن شعبہ جات کو جتنی گرانٹ وصول ہوئی جس کی شعبہ وار تفصیلات درج ذیل ہیں:۔

نمبر شمار	نام شعبہ	رقم روپوں میں
1۔	شعبہ اطلاعات	16,80,00
2۔	شعبہ اصلاح آبپاشی	53,10,00,000
3۔	شعبہ ریسرچ	3,18,60,000
4۔	شعبہ توسیع	14,81,43,00
5۔	ریڈک وہاڑی	29,42,000
	میزان	71,56,25,000

متذکرہ بالا امداد زمینداروں کو جن مقاصد کے لئے فراہم کی گئی، ان سکیموں کی شعبہ وار تفصیلات درج ذیل ہیں:۔

1۔ شعبہ اطلاعات: وفاقی حکومت کی طرف سے Integration of agri.res&ext activities سکیم کے تحت نظامت زرعی اطلاعات پنجاب کو مالی سال 2002-03 میں مبلغ -/9,40,000 روپے جبکہ مالی سال 2003-04 میں مبلغ -/7,40,000 روپے زرعی لٹریچر پرانٹ کرنے کے لئے مہیا کئے گئے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

	فلپ چارٹ برائے فصلات		پیداواری منصوبہ جات برائے فصلات
I	دھان 400 کا پیاں	I	مسور 2000 کا پیاں
II	آم 300 کا پیاں	II	شلغم، خربوزہ، دھنیا 6000 کا پیاں
III	مونگ پھلی 100 کا پیاں	III	مٹر، سرخ مرچ 4000 کا پیاں
IV	ترشاوہ پھل 200 کا پیاں	IV	گاجر، بند گوبھی، شملہ مرچ 6000 کا پیاں
		V	کماد فلپ چارٹ مع جیکٹس 430 کا پیاں

درج بالا تمام فلپ چارٹس کو شعبہ توسیع کے زیر اہتمام کاشتکاروں کی تربیت کے لئے استعمال کیا گیا جبکہ تمام مطبوعات ڈائریکٹر جنرل زراعت توسیع کے توسط سے کاشتکاروں کو فراہم کی گئیں۔

2۔ شعبہ اصلاح آبپاشی:۔ وفاقی حکومت کی جانب سے سال 2000 سے 2004 تک زرعی (منصوبہ اصلاح آبپاشی) کے تحت کھالوں کی اصلاح اور ہمواری زمین کے لئے مندرجہ ذیل سکیموں کے لئے 531.294 ملین روپے گرانٹ دی گئی۔

نمبر شمار	نام منصوبہ	آبپاشی سکیمیں	بارانی سکیمیں	میزان
1	خشک سالی کی فوری بحالی کا منصوبہ (DERA)	117.339 ملین روپے	212.251 ملین روپے	329.59 ملین روپے
2	فصلوں کی زیادہ سے زیادہ پیداوار کا منصوبہ (CMP)	8.441 ملین روپے	0 ملین روپے	8.441 ملین روپے
3	قومی منصوبہ برائے اصلاح	166.032 ملین روپے	27.231 ملین روپے	193.263 ملین روپے

3۔ شعبہ ریسرچ: وفاقی حکومت کی جانب سے سال 2000 سے 2004 تک زراعت کے شعبہ میں صرف ایک ہی مد یعنی زرعی تحقیق اور شعبہ توسیع کے مربوط نظام Integrated agri.res& ext activities (IAREA) کے لئے مندرجہ ذیل گرانٹ ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد کو دی گئی۔

سال	فراہم کردہ گرانٹ (روپوں میں)
2002-03	1,76,35,000
2003-04	1,42,25,000
میزان	3,18,60,000

متذکرہ بالا امداد وفاقی حکومت نے تحقیق کے علاوہ پنجاب کے آبپاشی اور بارانی علاقوں میں جدید ترین ٹیکنالوجی کے حصول برائے کاشت گندم، کماد، دھان، کپاس، مونگ پھلی، چنا اور باغات کی دیکھ بھال کے لئے فراہم کی۔ چنانچہ ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد، شیخوپورہ، ملتان، چکوال، لیہ، بہاولپور، خوشاب اور بھکر کے اضلاع میں اپنے ملحقہ تحقیقاتی اداروں کے توسط سے ساڑھے بارہ ایکڑ یا اس سے کم رقبہ والے کاشتکار حضرات کو جدید ترین پیداواری ٹیکنالوجی کی طرف راغب کرنے کے لئے ان کی تربیت، کسان ڈے منانے، ورکشاپ منعقد کروانے، لٹریچر کی اشاعت اور نمائشی پلاٹ بشمول بیج، کھاد اور دوسری ضروریات کی مد میں یہ امداد خرچ کی۔

4۔ شعبہ توسیع: وفاقی حکومت کی جانب سے سال 2000 سے 2004 تک زرعی توسیع شعبہ میں درج ذیل ترقیاتی منصوبہ جات اور ان کے تحت دی گئی گرانٹس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

1۔ منصوبہ برائے فروغ پیداوار کے لئے مہیا کئے گئے فنڈ 92.581 ملین روپے Crop Maximization Project (CMP)

2۔ منصوبہ برائے مربوط زرعی تحقیق و توسیع کو مہیا کئے گئے فنڈ 47.237 ملین روپے Integrated agri.res& ext activities (IAREA)

3۔ بورے والا کپاس وائرس کنٹرول کے منصوبے کے لئے مہیا کئے گئے فنڈ 8.325 ملین روپے (Managing Burewala Strain of Cotton Virus(BSCV)، اس سلسلہ میں زمینداروں کو درج ذیل ذرائع سے امداد فراہم کی گئی:۔

(1) منصوبہ برائے فروغ پیداوار کی تفصیل Crop Maximization Project (Cmp) یہ منصوبہ مئی 2000 سے اگست 2005 تک پاکستان اور آزاد کشمیر کے 109 دیہاتوں میں شروع کیا گیا ہے۔ اس منصوبے کے تحت پنجاب کے ہر 6۔ اضلاع میں ایک یونین کونسل کو منتخب کیا گیا ہے۔ اس طرح پنجاب کے 49 دیہاتوں میں یہ منصوبہ چل رہا ہے۔ اضلاع، یونین کونسل اور گاؤں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	ضلع	یونین کونسل	تعداد گاؤں
1۔	مظفر گڑھ	مہارہ	9
2۔	رحیم یار خان	ٹبی گلن	10
3۔	ساہیوال	L 69/141	6
4۔	سرگودھا	45/SB	7
5۔	سیالکوٹ	مالومے	12
6۔	گوجرانوالہ	تلونڈی موسیٰ خان	5

اس منصوبہ کے تحت درج ذیل سہولتیں زمینداروں کو پہنچائی جارہی ہیں۔

(الف) زرعی توسیع کی خدمات: اس منصوبہ کے تحت متعلقہ یونین کونسل میں ایک زراعت افسر توسیع اور ہر گاؤں میں ایک فیلڈ اسسٹنٹ (زرعی وسیع) کو خدمات کے لئے تعینات کیا گیا ہے۔

(ب) زرعی مشینری پول کا قیام: اس منصوبے کے تحت متعلقہ اضلاع کے زمینداروں کی سہولت کے لئے دو تا تین زرعی مشینری کے مراکز قائم کئے گئے ہیں۔ ان مراکز کے قیام کے لئے نصف رقم حکومت نے مہیا کی ہے جب کہ باقی نصف رقم زمینداروں نے اکٹھی کر کے فراہم کی ہے۔

(ج) فراہمی قرضہ جات برائے فصلات: اس منصوبہ کے تحت مذکورہ گاؤں کے زمینداروں کو کھاد، بیج اور کیڑے مار دواؤں کی خریداری کے لئے زرعی ترقیاتی بنک کی وساطت سے کم شرح سود پر قرضے فراہم کئے جارہے ہیں۔ اس مقصد کے لئے وفاقی وزارت خوراک و زراعت اور لائیو سٹاک نے زرعی ترقیاتی بنک کے ساتھ ایک معاہدہ کیا۔ مذکورہ زمینداروں تک کم شرح سود پر قرض فراہم کر رہا ہے۔

(2) منصوبہ برائے مربوط زرعی تحقیق و توسیع Integrated Agri Research and Extension Activies (IAREA) یہ منصوبہ وفاقی حکومت نے پاکستان کے چاروں صوبوں اور آزاد کشمیر میں شروع کیا ہے۔ یہ ترقیاتی منصوبہ مارچ 2002 سے جون 2005 تک نافذالعمل رہے گا۔ اس منصوبہ کے تحت زمینداروں کو زرعی توسیع کی وساطت سے درج ذیل سہولتیں فراہم کی جا رہی ہیں:۔

(الف) زمینداروں کو جدید پیداواری ٹیکنالوجی کی فراہمی: اس منصوبہ کے تحت زمینداروں کی صلاحیت کو بڑھانے کے لئے شعبہ ریسرچ کی طرف سے منظور شدہ پیداواری ٹیکنالوجی کو عام زمیندار تک پہنچانے کے لئے ہر زراعت افسر توسیع اپنے حلقہ میں زمینداروں کے کھیت میں پانچ بڑی فصلوں یعنی گندم، کپاس، چاول، مکئی اور کماد کے دو دو نمائشی بلاک لگا رہا ہے۔ ان نمائشی بلاکوں میں جدید اقسام، وقت پر کاشت، صحیح طریقہ کاشت، مناسب شرح بیج، مناسب کھاد اور زرعی ادویات کی ترویج کی جاتی ہے۔

(ب) کماد میں ٹشو کلچر کے ذریعے کاشتہ بیج کی فراہمی:۔ اس منصوبہ کے تحت ٹوبہ ٹیک سنگھ اور منڈی بہاؤالدین کے اضلاع میں گنے کے کاشتکاروں کو ٹشو کلچر کے ذریعہ سے بنایا ہوا بیج فراہم کیا جا رہا ہے ہر سال یعنی 04-2003 اور 05-2004 کے دوران 92 زمینداروں کو ایک ایک ایکڑ کا بیج فراہم کیا جا رہا ہے۔

(ج) پیراشوٹ کے ذریعہ دھان کی پنیری کی کھیت میں منتقلی: اس منصوبہ کے تحت پیراشوٹ کے ذریعہ دھان کی پنیری کی کھیت میں منتقلی کی ٹیکنالوجی کے فروغ کے لئے گوجرانوالہ، سیالکوٹ اور حافظ آباد کے اضلاع میں 226 یونین کونسلوں میں 226۔ ایکڑ کے لئے 45200 پیراشوٹ ٹرے نصف قیمت پر زمینداروں کو فراہم کی گئی ہیں۔ ضلع وار یونین کونسلوں کی تعداد درج ذیل ہے:۔

1۔	گوجرانوالہ	85
2۔	سیالکوٹ	112
3۔	حافظ آباد	29

(د) آم پر پھل کی مکھی کا کنٹرول: اس مد میں آم کے پیداواری اضلاع یعنی ملتان، مظفر گڑھ، خانیوال، بہاولپور اور رحیم یار خان میں زمینداروں کو آم پر پھل کی مکھی کے تدارک کے لئے ہر یونین کونسل میں پانچ پانچ ایکڑ پر مشتمل آموں کے باغ کو جنسی پھندے اور دوائی

فراہم کی گئی ہے۔ ضلع وار یونین کونسلوں کی تعداد درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام ضلع	تعداد یونین کونسل
1۔	ملتان	75
2۔	خانیوال	77
3۔	مظفر گڑھ	104
4۔	بہاولپور	85
5۔	رحیم یار خان	136

(ز) کپاس میں گلابی سنڈی کے کنٹرول کے لئے پی۔بی روپ کا استعمال: اس مقصد کے لئے وہاڑی اور خانیوال کی 50 یونین کونسلوں میں جہاں ہر سال گلابی سنڈی کا شدید حملہ ہوتا ہے، اس کو کنٹرول کرنے کے لئے پی۔بی روپ کے استعمال کے فروغ کے لئے پانچ پانچ ایکڑ پر مشتمل بلاک کے لئے پی۔بی روپ نصف قیمت پر فراہم کئے جا رہے ہیں۔ ضلع وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ وہاڑی 25 یونین کونسلیں 125۔ایکڑ

2۔ خانیوال 25 یونین کونسلیں 125۔ایکڑ

(ہ) فراہمی کتابچہ جات و فلپ چارٹ: شعبہ زرعی توسیع کے ذریعے گاؤں گاؤں زمینداروں کے ٹریننگ پروگرام کے تحت لٹریچر کی اشاعت کے لئے ہر سال 9 لاکھ 40 ہزار روپے فراہم کئے جا رہے ہیں یہ لٹریچر جو کہ پیداواری ٹیکنالوجی پر مشتمل ہوتا ہے، عام زمینداروں کو مفت فراہم کیا جاتا ہے۔

(و) زرعی ویب سائٹ کا قیام: اس منصوبے کے تحت ایک زرعی ویب سائٹ WWW. AGRI.PUNJAB.GOV.PK جاری کی گئی ہے جو کہ 200 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس پر عام زمیندار کو درج ذیل معلومات مہیا کی جا رہی ہیں۔

(1)۔ بڑی فصلوں کی پیداواری ٹیکنالوجی

(2)۔ فصلوں کے اہداف اور زیر کاشت رقبہ جات

(3)۔ موسم کی صورتحال

(4)۔ زمینداروں کے لئے خصوصی پیغامات

(5)۔ زرعی ادویات کے نمونہ جات کی رپورٹ

(6)۔ پسٹ وارننگ کی رپورٹ

(7)۔ پسٹ الرٹ کی رپورٹ

(8)۔ زراعت کے مختلف شعبہ جات کا تعارف

(3) بورے والہ وائرس کو کنٹرول کرنے کا منصوبہ Managing Burewala Strain of Cotton Virus (BSCV) ۔ وفاقی وزارت زراعت و خوراک اور لائیو سٹاک نے درج بالا منصوبہ دسمبر 2002 تا 30-جون 2006 تک کے لئے شروع کیا ہے۔ اس منصوبے سے زرعی توسیع کے ذریعے وہاڑی، خانیوال، پاکپتن اور ساہیوال کے اضلاع میں جہاں اس وائرس کا شدید حملہ نوٹ کیا گیا ہے زمینداروں کو اس وائرس سے بچاؤ کے لئے انسدادی تدابیر کی ترویج کے لئے گاؤں گاؤں جاکر زمینداروں کو تربیت دی جاتی ہے۔ اس منصوبے میں لٹریچر کی اشاعت کے لئے سات لاکھ پچاس ہزار روپے مختص کئے گئے ہیں نیز عملہ کو سہولت کے لئے آسان اقساط پر موٹر سائیکل بھی فراہم کئے جارہے ہیں۔

5۔ چیف کوآرڈینیٹر (ریڈک وہاڑی): ریجنل ایگریکلچرل اکنامک ڈویلپمنٹ سنٹر برائے وہاڑی کو 03-2002 میں IAREA پراجیکٹ کی تکمیل کے لئے 1.157 ملین روپے (11 لاکھ 57 ہزار روپے) اور سال 04-2003 کے لئے 1.785 ملین روپے (17 لاکھ 85 ہزار روپے کل 2.942 ملین روپے (29 لاکھ 42 ہزار روپے) کی گرانٹ وصول ہوئی۔ یہ گرانٹ براہ راست کسانوں میں تقسیم نہ کی گئی لیکن RAEDC کیمپس کی طرف سے مختلف کسانوں کو ان کے گھروں پر ٹریننگ پروگراموں پر خرچ ہوئی اس کے علاوہ کسانوں کی معاشی حالت کو بہتر بنانے کے لئے مختلف زرعی شعبہ جات سے فصلات کی پیداواری ٹیکنیکس اور جدید زرعی ٹیکنالوجی پر خرچ کی گئی۔

(ب) موجودہ مالی سال 05-2004 میں وفاقی حکومت کی جانب سے زرعی شعبہ میں جتنی گرانٹ فراہم کی گئی اور جن جن سکیموں کے ذریعے یہ امداد زمینداروں تک پہنچائی گئی ان کی شعبہ وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ شعبہ اطلاعات: مالی سال 05-2004 کے دوران نظامت زرعی اطلاعات پنجاب کو اہم فصلوں کی پیداواری ٹیکنالوجی کے لٹریچر پرنٹ کرنے کے لئے مبلغ 9,40,000 روپے مہیا کئے گئے ہیں۔ یہ مطبوعات ڈائریکٹر جنرل زراعت (توسیع) کے توسط سے کاشتکاروں کو فراہم کی جائیں گی تاکہ وہ مختلف فصلوں کی جدید

پیداواری ٹیکنالوجی سے آگاہ ہوسکیں۔

2۔ شعبہ اصلاح آبپاشی: موجودہ مالی سال05-2004 میں وفاقی حکومت کی جانب سے صدر پاکستان کے "قومی منصوبہ برائے اصلاح کھالہ جات" کے تحت747ملین (74کروڑ70لاکھ) کی رقم فراہم کی گئی ہے یہ رقم کاشتکار خود اپنے کھالہ جات کی اصلاح کے لئے استعمال ہونے والے تمام میٹریل کی خریداری کے لئے خرچ کریں گے۔اس سکیم کے تحت پنجاب میں 1,736 آبپاش کھالوں کی اصلاح و پختگی کی جارہی ہے اور 215 سکیمیں بارانی علاقوں میں مکمل کی جارہی ہیں۔

3۔ شعبہ ریسرچ: موجودہ مالی سال05-2004 سے ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد کوایک ہی مد یعنی زرعی تحقیق اور شعبہ توسیع کے مربوط نظام Integrated agri. res. & ext activities (IAREA) کے تحت مندرجہ ذیل گرانٹ متذکرہ بالابیان کردہ مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے دی گئی:۔

سال	فراہم کردہ گرانٹ (روپوں میں)
2004-05	ایک کروڑ چار لاکھ پینتیس ہزار(1,04,35,000)

4۔ شعبہ توسیع: موجودہ سال05-2004 میں جز(الف) میں بیان کی گئی سکیمیں جاری ہیں۔سال05-2004 کے لئے ان سکیموں کی مختص شدہ رقوم درج ذیل ہیں:۔

1	منصوبہ برائے فروغ پیداوار (CMP)	3,23,11,000/-روپے
2	منصوبہ برائے مربوط زرعی تحقیق و توسیع (IAREA)	78,85,000/-روپے
3	منصوبہ بورے والا وائرس کنٹرول (BSCV)	45,25,000/-روپے
	میزان	4,47,21,000/-روپے

5۔ چیف کوآرڈینیٹر (ریڈک وہاڑی) موجودہ سال05-2004 میں کوئی امداد فراہم نہیں کی گئی۔

ضلع لودھراں، اسسٹنٹ ایگریکلچر انجینئر (فیلڈ) کی اسامیوں کی تعداد

*6253: سید محمد رفیع الدین بخاری: کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے تمام اضلاع ماسوائے لودھراں کے محکمہ زراعت کے field ونگ میں اسسٹنٹ ایگریکلچر انجنیئر کی اسامیاں ہیں؟

(ب) کیاحکومت لودھراں میں بھی اسسٹنٹ ایگریکلچر انجینئر (فیلڈ) کی اسامیcreate کرنے کاارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیاہیں؟

وزیرزراعت:

(الف) صوبہ پنجاب کے 34 میں سے 30 اضلاع میں اسسٹنٹ ایگریکلچر انجینئر فیلڈ کی اسامیاں موجود ہیں، جبکہ درج ذیل چار اضلاع میں اسسٹنٹ ایگریکلچر انجینئر (فیلڈ) کی اسامیاں موجود نہ ہیں:۔

1۔	لودھراں	2۔	پاکپتن
3۔	منڈی بہاؤالدین	4۔	حافظ آباد

(ب) موجودہ set up میں ضلع لودھراں میں شعبہ زرعی انجینئرنگ کا یونٹ آفس موجود ہے، جہاں پر یونٹ سپروائزر نائب زرعی انجینئر ملتان کی زیر نگرانی کاشتکاروں کو بلڈوزر و دیگر مشینری کرایہ پر مہیا کر رہا ہے۔ فی الوقت اس ضلع میں صرف چار عدد بلڈوزر ہیں جن سے کاشتکاروں کی ضروریات احسن طریقے سے پوری کی جارہی ہیں۔ محکمہ زراعت کے شعبہ فیلڈ ونگ نے ضلع لودھراں میں نائب زرعی انجینئر فیلڈ کی نئی اسامی پیدا کرنے کی ضرورت اس لئے محسوس نہ کی ہے کیونکہ ایک تو اس ضلع میں بلڈوزر کی ڈیمانڈ زیادہ نہ ہے، دوسرا گورنمنٹ کے اخراجات کو کم سے کم سطح پر رکھنا ضروری تھا۔ تاہم ضلع لودھراں میں اسسٹنٹ ایگریکلچر انجینئر فیلڈ کی نئی اسامی صرف اس صورت میں پیدا کی جا سکتی ہے اگر وہاں بلڈوزر کی ڈیمانڈ زیادہ ہو تاکہ ان پر اٹھنے والے انتظامی اخراجات کو justify کیا جا سکے لہذا محکمہ نے بلا ضرورت یہ اسامی پیدا نہ کر کے گورنمنٹ کے اخراجات کی بچت کی۔

ضلع لودھراں۔ اسسٹنٹ ایگریکلچر انجینئر (ویل ڈریلنگ) کی اسامی کی منظوری

*6254: سید محمد رفیع الدین بخاری: کیا وزیرزراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے تمام اضلاع میں اسسٹنٹ ایگریکلچر انجینئر Well Drilling کی اسامیاں ہیں مگر ضلع لودھراں میں مذکورہ اسامی ابھی تک منظور نہ کی گئی ہے؟

(ب) کیا حکومت ضلع لودھراں میں بھی مذکورہ اسامی create کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت:

(الف) صوبہ پنجاب کے 34 میں سے 30 اضلاع میں اسسٹنٹ ایگریکلچر انجینئر (ویل ڈریلنگ) کی اسامیاں موجود ہیں جبکہ درج ذیل چار اضلاع میں اسسٹنٹ ایگریکلچر انجینئر (ویل ڈریلنگ) کی اسامیاں موجود نہ ہیں:۔

1۔ لودھراں 2۔ پاکپتن

3۔ منڈی بہاؤالدین 4۔ حافظ آباد

(ب) موجودہ set up میں ضلع لودھراں میں ویل ڈریلنگ کا کام نائب زرعی انجینئرنگ ویل ڈریلنگ ملتان سرانجام دیتے ہیں کیونکہ ضلع لودھراں میں فی الوقت تین ہینڈ بورنگ پلانٹ ہیں جن سے ٹیوب ویل بورنگ کی ضروریات احسن طریقے سے پوری کی جارہی ہیں۔ محکمہ زراعت کے شعبہ فیلڈ ونگ نے ضلع لودھراں میں نائب زرعی انجینئر ویل ڈریلنگ کی نئی اسامی پیدا کرنے کی ضرورت اس لئے محسوس نہ کی ہے کیونکہ ایک تو اس ضلع میں بورنگ پلانٹ کی ڈیمانڈ زیادہ نہ ہے دوسرا گورنمنٹ کے اخراجات کو کم سے کم سطح پر رکھنا ہے۔ تاہم ضلع لودھراں میں اسسٹنٹ ایگریکلچر انجینئر ویل ڈریلنگ کی نئی اسامی صرف اس صورت میں پیدا کی جاسکتی ہے اگر وہاں بورنگ پلانٹ کی ڈیمانڈ زیادہ ہو تاکہ ان پر اٹھنے والے انتظامی اخراجات کو justify کیا جاسکے۔ لہذا محکمہ نے بلا ضرورت یہ اسامی پیدا نہ کر کے گورنمنٹ کے اخراجات کی بچت کی۔

تحصیل خیرپور ٹامیوالی۔ دفتر واٹر مینجمنٹ کی بحالی

*6286 میاں محمد لطیف عاقل پنوار راجپوت: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ خیرپور ٹامیوالی (تحصیل) ایک بہت بڑا زرعی علاقہ ہے، جو گندم، سورج مکھی اور کاٹن کی کاشت کا مرکز ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس تحصیل سے Water Management کا دفتر ختم کر دیا گیا ہے؟ وجوہات بیان فرمائیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کروڑوں روپے مالیت کا سامان جو Water Management کی ملکیت تھا، وہ کباڑ خانوں میں پڑا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ارد گرد کی تحصیلوں میں Water Management کے دفاتر موجود ہیں؟

(ہ) کیا حکومت پنجاب اس دفتر کو دوبارہ بحال کرنا چاہتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر زراعت:

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ ایشین ڈویلپمنٹ بنک کے تعاون سے سال 01-2000 تک تحصیل خیر پور ٹامیوالی میں واٹر مینجمنٹ کا دفتر کام کرتا رہا ہے جو کہ اس منصوبہ کی تکمیل پر بند کر دیا گیا۔ اس تحصیل میں واٹر مینجمنٹ کا کوئی دفتر تا حال کام نہیں کر رہا۔ واٹر مینجمنٹ کے نیشنل پروگرام کے تحت کھالہ جات کی تعمیر کے لئے ضلع بہاول پور میں نئے دفاتر کھولے جا رہے ہیں۔ خیر پور ٹامیوالی میں بھی عنقریب دفتر کھول دیا جائے گا۔

(ج) درست نہ ہے۔ دفتر واٹر مینجمنٹ، خیر پور ٹامیوالی کا تمام ریکارڈ مع سٹور دفتر ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر محکمہ زراعت (توسیع) کی پرانی بلڈنگ میں محفوظ پڑا ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ ماسوائے خیر پور ٹامیوالی کے ضلع بہاول پور کی تمام تحصیلوں میں واٹر مینجمنٹ کے دفاتر موجود ہیں۔

(ہ) واٹر مینجمنٹ کے نیشنل پروگرام کے تحت کھالہ جات کی تعمیر کے لئے ضلع بہاول پور میں 18 نئے دفاتر کھولے جا رہے ہیں۔ خیر پور ٹامیوالی میں عنقریب دفتر کھول دیا جائے گا۔

ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ زراعت کے دفاتر اوران کی کارکردگی

*6360 لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ زراعت کے کتنے دفاتر کام کر رہے ہیں؟ تحصیل وار ان کی تفصیل مہیا کی جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ زرعی ادویات میں ملاوٹ کی شکایات عام ہیں، محکمہ نے ان شکایات کے ازالہ کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں، کیا یہ بھی درست ہے کہ اس ملاوٹ میں محکمہ کے لوگ شامل ہیں؟

(ج) کیا محکمہ نے ملاوٹ کی شکایت پر کوئی مقدمات درج کئے ہیں اور اگر ایسا ہے تو اس کی تفصیل بتائی جائے۔

(د) کیا حکومت زرعی ادویات میں ملاوٹ کے خاتمہ کے لئے کوئی ٹھوس اقدامات کرنے کو تیار ہے اور اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر زراعت:

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ زراعت کے مختلف شعبہ جات کے ضلع کی سطح پر 8 اور تحصیل کی سطح پر 16 دفاتر کام کر رہے ہیں ان کی شعبہ وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

	ضلع کی سطح پر تعداد	تحصیل کی سطح پر تعداد
شعبہ توسیع	1	4
شعبہ اصلاح آبپاشی	1	4
شعبہ پسٹ وارننگ	1	3
پنجاب سیڈ کارپوریشن	1	--
شعبہ کراپ رپورٹنگ سروس	1	2
شعبہ ریسرچ	1	--
شعبہ معاشیات و تجارت	1	--
شعبہ زرعی انجینئرنگ	1	3
کل تعداد	8	16

ان دفاتر کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ ضلع گوجرانوالہ میں زرعی زہروں کی ملاوٹ کی شکایت عام ہے۔ اگر کبھی کبھار کوئی شکایت زمینداروں یا دیگر ذرائع سے موصول ہو تو اس پر فوراً کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے انسپکٹر زرعی ادویات تحصیل کی سطح پر یہ فرائض سرانجام دے رہے ہیں اور باقاعدگی سے ڈیلرز کی پڑتال کرتے رہتے ہیں۔ ملاوٹ ثابت ہونے کی صورت میں پیسٹی سائیڈ آرڈیننس 1971 ترمیم شدہ 1997 کے تحت کارروائی عمل

میں لائی جاتی ہے، اس سے ملاوٹ میں کافی حد تک کمی ہوئی ہے اور زمینداروں کو معیاری زہریں مہیا ہو رہی ہیں۔ محکمہ کے لوگ عمومی طور پر زرعی ادویات میں ملوث نہیں ہیں تاہم محکمہ کو جہاں سے بھی اپنے کسی اہلکار کے خلاف کسی قسم کی شکایت موصول ہوتی ہے تو محکمہ اس پر انکوائری کروا کر متعلقہ آفیسر یا اہلکار کے خلاف قانون کے مطابق سخت کارروائی کرتا ہے۔

(ج) محکمہ زراعت توسیع گوجرانوالہ نے ملاوٹ اور دوسری بے ضابطگیوں پر سال 2000-04 کے دوران 80 مقدمات درج کروائے ہیں اور چھاپے مار کر جعلی اور ملاوٹ شدہ ادویات بھی پکڑی ہیں۔ مقدمات کی تفصیل منسلکہ ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) حکومت زرعی ادویات میں ملاوٹ کی روک تھام کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کر رہی ہے:۔

1۔ حکومت اس کام کو مزید موثر بنانے کے لئے پیسٹی سائیڈ آرڈیننس میں مناسب ترامیم کا عمل جاری رکھے ہوئے ہے۔

2۔ صوبائی سطح پر ایڈیشنل سیکرٹری زراعت کی زیر قیادت ٹاسک فورس قائم کی گئی ہے جو زرعی ادویات کی کوالٹی کو بہتر بنانے کے فرائض سرانجام دے رہی ہے۔

3:۔ ضلع کی سطح پر ڈسٹرکٹ آفیسر زراعت (توسیع) اور تحصیل کی سطح پر ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر زراعت (توسیع) کو انسپکٹر زرعی ادویات کے اختیارات تفویض کئے گئے ہیں۔

4۔ صرف ان کمپنیوں اور ڈیلروں کی رجسٹریشن کی جاتی ہے جو قانونی معیار پر پورا اترتے ہوں۔

5۔ ضلع کی سطح پر تمام ڈیلروں کی تحفظ نباتات اور مناسب زرعی زہروں کے استعمال کے متعلق تربیت کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

شعبہ توسیع محکمہ زراعت رحیم یار خان، 2004 تا حال بھرتی کی تفصیل

*6416 انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک محکمہ زراعت شعبہ توسیع ضلع رحیم یار خان میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، قابلیت، پتاجات اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے تو میرٹ لسٹ فراہم کی جائے نیز میرٹ بنانے کا طریق کار بیان فرمائیں؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) جن افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیاان کے نام، ولدیت، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے نیز رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات کیاہیں؟

(ہ) جن افراد کو وزیر زراعت اور وزیر اعلیٰ کے احکامات کی روشنی میں بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، پتاجات اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر زراعت:

(الف) یکم جنوری2004 سے آج تک محکمہ زراعت شعبہ توسیع ضلع رحیم یار خان میں کوئی بھرتی نہ کی گئی ہے۔

(ب) بھرتی نہ کی گئی اس لئے میرٹ لسٹ بھی نہیں بنی ہے۔

(ج) بھرتی نہ کی گئی اس لئے ریکروٹمنٹ کمیٹی کی فہرست بھی نہیں بنی۔

(د) بھرتی نہ کی گئی اس لئے رولز میں نرمی کی تفصیل مہیا کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(ہ) وزیر زراعت اور وزیر اعلیٰ کے احکامات کی روشنی میں بھی کوئی اہلکار بھرتی نہ کیا گیا۔

رحیم یار خان شعبہ تحقیق محکمہ زراعت میں 2004 تاحال بھرتی کی تفصیل

*6417 انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری2004 سے آج تک محکمہ زراعت شعبہ ریسرچ ضلع رحیم یار خان میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، قابلیت، پتاجات اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے تو میرٹ لسٹ فراہم کی جائے نیز میرٹ بنانے کا طریق کار بیان فرمائیں؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) جن افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیاان کے نام، ولدیت، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے نیز رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات کیاہیں؟

(ہ) جن افراد کو وزیر زراعت اور وزیر اعلیٰ کے احکامات کی روشنی میں بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، پتاجات اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر زراعت:

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک محکمہ زراعت شعبہ تحقیق ضلع رحیم یار خان میں کوئی بھرتی نہ کی گئی ہے۔

(ب) چونکہ بھرتی نہ کی گئی اس لئے میرٹ لسٹ بھی نہیں بنی ہے۔

(ج) چونکہ بھرتی نہ کی گئی اس لئے ریکروٹمنٹ کمیٹی بھی نہ تشکیل دی گئی۔

(د) چونکہ بھرتی نہ کی گئی اس لئے مزید تفصیلات پیش نہیں کی جاسکتیں۔

(ہ) چونکہ بھرتی نہ کی گئی اس لئے مزید تفصیلات پیش نہیں کی جاسکتیں۔

رحیم یار خان محکمہ زراعت کراپ رپورٹنگ سروس میں جنوری 2004 تاحال بھرتی کی تفصیل

*6419 شیخ عزیز اسلم: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک محکمہ زراعت کراپ رپورٹنگ سروس ضلع رحیم یار خان میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، قابلیت، پتاجات اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے تو میرٹ لسٹ فراہم کی جائے نیز میرٹ بنانے کا طریق کار بیان فرمائیں؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) جن افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے نیز رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) جن افراد کو وزیر زراعت اور وزیر اعلیٰ کے احکامات کی روشنی میں بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، پتاجات اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر زراعت:

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک محکمہ زراعت کراپ رپورٹنگ سروس ضلع رحیم یار خان میں پانچ افراد کو بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، قابلیت، پتا جات اور ڈومیسائل کی تفصیل منسلکہ ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) کراپ رپورٹنگ سروس میں ریکروٹمنٹ (بھرتی) کا میرٹ پنجاب کی سطح پر کیا گیا ہے، میرٹ لسٹ اور میرٹ بنانے کا طریقہ (بمطابق مروجہ میرٹ پالیسی) ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پنجاب گورنمنٹ ریکروٹمنٹ پالیسی کے مطابق تعلیمی قابلیت کے نمبر 80، تحریری ٹیسٹ کے نمبر 10 اور انٹرویو کے نمبر بھی دس ہیں۔ تمام امیدواروں کا دس نمبروں کا تحریری ٹیسٹ لیا گیا ہے، کامیاب امیدواروں میں سے باقی دس نمبروں کا انٹرویو لے کر کامیاب ہونے والے امیدواروں کو میرٹ کی بنیاد پر بھرتی کیا گیا۔

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل منسلکہ ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) کسی فرد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی نہیں کیا گیا۔

(ہ) کسی فرد کو وزیر زراعت اور وزیر اعلیٰ کے احکامات کی روشنی میں بھرتی نہیں کیا گیا۔

محکمہ زراعت شعبہ فیلڈ رحیم یار خان، جنوری 2004 تاحال بھرتی کی تفصیل

*6420 **شیخ عزیز اسلم**: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک محکمہ زراعت شعبہ فیلڈ ضلع رحیم یار خان میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، قابلیت، پتا جات اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے تو میرٹ لسٹ فراہم کی جائے نیز میرٹ بنانے کا طریق کار بیان فرمائیں؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) جن افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے نیز رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) جن افراد کو وزیر زراعت اور وزیر اعلیٰ کے احکامات کی روشنی میں بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، پتاجات اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر زراعت:

(الف) یکم جنوری2004 سے آج تک محکمہ زراعت شعبہ فیلڈ ضلع رحیم یار خان میں کوئی بھرتی نہ کی گئی ہے۔

(ب) بھرتی نہ کی گئی اس لئے میرٹ لسٹ بھی نہیں بنی ہے۔

(ج) بھرتی نہ کی گئی اس لئے ریکروٹمنٹ کمیٹی کی فہرست بھی نہیں بنی۔

(د) بھرتی نہ کی گئی اس لئے رولز میں نرمی کی تفصیل مہیا کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(ہ) وزیر زراعت اور وزیر اعلیٰ کے احکامات کی روشنی میں بھی کوئی اہلکار بھرتی نہ کیا گیا۔

تحصیل ٹیکسلا۔ سبزی منڈی سے متعلقہ تفصیل

*6440 جناب محمد وقاص: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل ٹیکسلا میں قائم سبزی منڈیوں کی تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) ہر سبزی منڈی کا رقبہ اور دکانوں کی تفصیل الگ بیان کی جائے؟

(ج) گزشتہ دو سالوں میں ان دکانوں سے حاصل ہونے والی آمدن مفصل طور پر بیان کی جائے۔ منڈی کے اخراجات کی تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر زراعت:

(الف) تحصیل ٹیکسلا میں کوئی بھی سبزی منڈی نہ ہے۔

(ب) جواب جز (الف) میں دیا گیا ہے۔

(ج) جواب جز (الف) میں دیا گیا ہے۔

ضلع راولپنڈی۔ تعینات زراعت آفیسرز اور خالی اسامیوں کی تفصیل

*6441 جناب محمد وقاص: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع راولپنڈی میں اس وقت جو زراعت آفیسر تعینات ہیں ان کے نام، مدت ملازمت، تعیناتی کی جگہ اور گزشتہ پانچ برسوں میں ہونے والی پروموشنز کی تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) محکمہ کے پاس ضلع راولپنڈی میں گریڈ 16 یا 17 کی کتنی پوسٹیں خالی ہیں؟

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو انہیں پُر کرنے کا کب تک ارادہ ہے؟

وزیر زراعت:

(الف) ضلع راولپنڈی میں اس وقت محکمہ زراعت کے شعبہ توسیع کے دس زراعت افسر اور شعبہ پسٹ وارننگ اینڈ کوالٹی کنٹرول کا ایک زراعت افسر کام کر رہا ہے۔ شعبہ وار مزید تفصیلات درج ذیل ہیں:۔

1۔ شعبہ توسیع

ضلع راولپنڈی محکمہ زراعت شعبہ توسیع میں زراعت افسران (بی ایس 17) کی کل 22 اسامیاں منظور شدہ ہیں اور اس وقت دس زراعت افسر کام کر رہے ہیں، جن میں چار ریگولر اور چھ کنٹریکٹ کی بنیاد پر کام کر رہے ہیں۔ ان کی تفصیل ضمیمہ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ علاوہ ازیں گزشتہ پانچ سالوں میں درج ذیل زراعت افسران کی اگلے عہدے میں ترقی ہوئی۔

نمبر شمار	نام زراعت آفسر	عہدہ و ترقی	مستقل / عارضی
1-	مرزا شفیق الرحمٰن	نائب ضلعی افسر زراعت (توسیع) راولپنڈی	مستقل بنیاد پر
2۔	چودھری سیف الرحمٰن	نائب ضلعی افسر زراعت (توسیع) کوٹلی ستیاں	عارضی بنیاد پر
3۔	زاہد حسین ذکی	نائب ضلعی افسر زراعت (توسیع) گوجر خان	۔ایضاً۔
4۔	ملک اعجاز احمد	نائب ضلعی افسر زراعت (توسیع) ٹیکسلا	۔ایضاً۔
5۔	خالد محمود	نائب ضلعی افسر زراعت (توسیع) مری	۔ایضاً۔

2۔ شعبہ پسٹ وارننگ

نام	مدت ملازمت	تعیناتی کی جگہ	کیفیت
عبدالرازق	01-04-2001	تحصیل مری ضلع راولپنڈی	یہ افسر فیلو شپ پروگرام میں شامل ہونے کے لئے جاپان چلا گیا ہے۔ گزشتہ پانچ برسوں میں ضلع راولپنڈی میں کسی زراعت افسر کی پرموشن نہیں کی گئی۔

(ب)

1۔ شعبہ توسیع

محکمہ زراعت شعبہ توسیع راولپنڈی میں زراعت افسر (بی ایس 17) کی 12۔اسامیاں خالی ہیں۔

2۔ شعبہ پسٹ وارننگ

محکمہ زراعت شعبہ پسٹ وارننگ راولپنڈی میں گریڈ سترہ کی ایک پوسٹ خالی ہے۔

(ج)

1۔ شعبہ توسیع

مندرجہ بالا خالی اسامیاں محکمہ زراعت شعبہ توسیع راولپنڈی میں پُر کرنے کے لئے متعلقہ حکام سے اجازت لینے کے لئے معاملہ زیر غور ہے۔ جونہی اجازت ملی ان اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن سے رجوع کیا جائے گا۔

2۔ شعبہ پسٹ وارننگ

اسامی پُر کرنے کے لئے گورنمنٹ نے منظوری کے لئے S& GAD ڈیپارٹمنٹ میں کیس بھیجا ہوا ہے۔

ضلع وہاڑی۔ 2003 تا 2005، مارکیٹ کمیٹیوں کے چیئرمینوں، آمدن و خرچ اور منصوبہ جات کی تفصیل

*6458 **جناب طاہر اقبال چودھری**: کیا وزیر زرعی مارکیٹنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع وہاڑی میں کل کتنی مارکیٹ کمیٹیاں ہیں؟

(ب) سال 2003 سے 2005 تک ان تمام مارکیٹ کمیٹیوں کی کل آمدن کتنی تھی اور یہ کہاں خرچ ہوئی؟

(ج) ان مارکیٹ کمیٹیوں کے کون کون سے منصوبے مکمل ہو چکے ہیں، ہر منصوبے کی مالیت کتنی ہے اور کتنے منصوبے زیر تکمیل ہیں؟

(د) ضلع بھر کی مارکیٹ کمیٹیوں کے 2003 سے کون کون چیئرمین رہے اور ان کا تقرر کس اتھارٹی نے کب کیا؟ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ:

(الف) ضلع وہاڑی میں تین مارکیٹ کمیٹیاں ہیں۔

1۔ مارکیٹ کمیٹی وہاڑی 2۔ مارکیٹ کمیٹی میلسی

3۔ مارکیٹ کمیٹی بورے والہ

(ب) ضلع وہاڑی کی مارکیٹ کمیٹیوں کی کل آمدن دوران سال 04-2003 اور 05-2004

نمبر شمار	نام مارکیٹ کمیٹی	کل آمدن 2003-04	کل آمدن 2004-05
1۔	وہاڑی	5770252.00روپے	4282403.00روپے
2۔	میلسی	2672555.00روپے	3747341.00روپے
3۔	بورے والہ	5319223.00روپے	9054423.00روپے

ضلع وہاڑی کی مارکیٹ کمیٹیوں کے خرچ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع وہاڑی میں صرف کمیٹی بورے والہ نے ترقیاتی کام کروائے ہیں، ان کے منصوبہ جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ضلع بھر کی مارکیٹ کمیٹیوں کے 2003 سے چیئرمینوں کی تفصیل

نمبر شمار	نام مارکیٹ کمیٹی	نام چیئرمین	تاریخ تقرری	تقرر کرنے والی اتھارٹی
1۔	وہاڑی	محمد شعبان خان بدھ	18-02-02	ضلع ناظم بعد از منظوری ضلعی اسمبلی وہاڑی
2۔	میلسی	خان محمد سردار خان لکھچی	18-02-02	ضلع ناظم بعد از منظوری ضلعی اسمبلی وہاڑی
3۔	بورے والہ	چودھری محمد یونس	23-08-02	۔ایضاً۔

ضلع وہاڑی میں 2003 تا 2005، جعلی زرعی ادویات کی روک تھام کے لئے حکومتی اقدامات

*6459 جناب طاہر اقبال چودھری: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع وہاڑی میں جعلی زرعی ادویات کی فروخت کی روک تھام کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(ب) سال 2003 سے جنوری 2005 تک ضلع وہاڑی میں کتنے افراد کو جعلی زرعی ادویات فروخت کرنے پر گرفتار کیا گیا، کتنا جرمانہ کیا، کتنی سزا دی گئی؟ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے۔

وزیرزراعت:

(الف) جعلی زرعی ادویات کی روک تھام کے لئے زرعی زہروں کے آرڈیننس 1971، ترمیم شدہ1997، 2004 کے تحت مندرجہ ذیل اقدامات کئے جارہے ہیں۔

1۔ درآمد کنندہ کوزرعی ادویات پیک کرواکر تقسیم کنندہ کومہیا کرنے کا پابند کیا گیا ہے۔

2۔ پیکنگ پلانٹ رجسٹرڈ کروانا لازم قرار دیا گیا ہے۔ کوئی پلانٹ رجسٹریشن کے بغیر پیکنگ نہیں کرسکتا۔ ہر پلانٹ کے ساتھ لیبارٹری بھی لازم ہے۔

3۔ پیکنگ پلانٹ جو زہر پیک کرتا ہے اس کا ریفرنس سیمپل بھی اپنے پاس رکھنے کا پابند ہے۔

4۔ پیکنگ پلانٹس اور زرعی ادویات کے سٹوروں سے بلا امتیاز نمونے لئے جاتے ہیں اور لیبارٹری سے ان کی کوالٹی چیک کرائی جاتی ہے۔

5۔ ڈیلر حضرات کی ٹریننگ لازمی قرار دی گئی ہے، ٹریننگ کے بعد ہی زرعی ادویات فروخت کرنے کا لائسنس جاری کیا جاتا ہے۔

6۔ بغیر لائسنس کے کوئی آدمی زرعی ادویات فروخت نہیں کرسکتا۔

7۔ درآمد کنندگان و تقسیم کنندگان کو اپنے ڈیلرز بنانے اور ڈیلر شپ سرٹیفکیٹ جاری کرنے کا پابند کیا گیا ہے۔

8۔ دفعہ 26۔اے کے تحت یہ قانون ناقابل دست اندازی پولیس بنادیا گیا ہے۔

9۔ پیسٹی سائیڈ انسپکٹروں پر مشتمل چھاپہ مار پارٹیاں تشکیل دی جاتی ہیں تاکہ لوگ جعلی زرعی زہروں کا کاروبار نہ کرسکیں۔

10۔ اس ایکٹ کے تحت تقسیم کنندہ کو بھی رجسٹرڈ کیا جاتا ہے تاکہ کوئی پارٹی بغیر رجسٹریشن یہ کاروبار نہ کرسکے۔

11۔ کسی بھی تقسیم کنندہ/ڈیلر یا کسی بھی متعلقہ شخص کا نمونہ غیر معیاری/ جعلی آنے پر ان کے خلاف باقاعدہ ایف آئی آر درج کروائی جاتی ہے تاکہ جرائم پیشہ افراد کی حوصلہ شکنی ہو۔

(ب) 2003 سے جنوری2005 تک ضلع وہاڑی میں20۔افراد کو گرفتار کیا گیا جن میں سے ایک فرد کو2003 میں بری کردیا گیا، لیکن باقی19۔افراد کے خلاف کیس ابھی عدالت میں زیر سماعت ہیں۔

غلام محمد آباد، فیصل آباد، سبزی و فروٹ منڈی کی صفائی

*6535 محترمہ کنول نسیم: کیا وزیرزراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سبزی و فروٹ منڈی غلام محمد آباد فیصل آباد کے انتظامی معاملات کو احسن طریقے سے چلانے کے لئے حکومت نے انتظامی کمیٹی تشکیل دی ہوئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ منڈی کو صاف ستھرا رکھنے کے لئے حکومت کسی مجاز فرم کو صفائی کے کام کا ٹھیکہ دیتی ہے۔ اس کام پر ہونے والے اخراجات کی تفصیل سال 2001 سے جنوری 2005 مع فرم کے نام ایوان میں پیش کی جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سبزی و فروٹ منڈی میں صفائی و ستھرائی کا انتظام انتہائی ناقص ہے، صارفین اور آڑھتیوں کو اس ضمن میں شدید مشکلات کا سامنا ہے؟

(ہ) کیا حکومت مذکورہ سبزی و فروٹ منڈی میں صفائی و ستھرائی کے انتظامات کو بہتر بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو وجہ بیان کی جائے؟

وزیر زراعت:

(الف) درست نہ ہے۔ سبزی و فروٹ منڈی غلام محمد آباد، فیصل آباد کے انتظامی معاملات مارکیٹ کمیٹی فیصل آباد سرانجام دے رہی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ مارکیٹ کمیٹی فیصل آباد سبزی و فروٹ منڈی غلام محمد آباد کو صاف رکھنے کے لئے ہر سال بذریعہ نیلام عام ٹھیکہ پر دیتی ہے۔ اس کام پر ہونے والے اخراجات کی تفصیل سال 2001 سے جنوری 2005 مع نام فرم درج ذیل ہے:۔

سال	اخراجات (روپے)	نام فرم / ٹھیکیدار
2001-02	1,80,000/-	خالد حسین ولد حاکم علی سکنہ کھوہ والا چوک چوہڑ ماجرہ فیصل آباد
2002-03	2,23,800/-	سید فیاض الحسن ولد سید اختر حسین شاہ سکنہ مکان نمبر D435/، گلی نمبر 2 غلام محمد آباد، فیصل آباد
2003-04	1,87,700/-	۔ایضاً۔
2004-05	2,38,000/-	اعجاز احمد ولد نور احمد، چک نمبر 64ج۔ب فیصل آباد

(ج) ٹھیکیدار سبزی و فروٹ منڈی غلام محمد آباد فیصل آباد میں صفائی کا کام باقاعدگی سے کرتا ہے۔ تاہم حالیہ بارشوں کی وجہ سے منڈی میں صفائی کروانے میں مشکلات درپیش آئی ہیں۔ لیکن اب صفائی کا کام احسن طریقے سے سرانجام دیا جا رہا ہے اور کسی قسم کی شکایت کی صورت میں فوری ازالہ کیا جاتا ہے۔

(د) سبزی و فروٹ منڈی غلام محمد آباد، فیصل آباد میں صفائی و ستھرائی بہتر طریقہ سے ہو رہی ہے اور اس کو مزید بہتر کروانے کے لئے عملی اقدامات کئے جا رہے ہیں؟

محکمہ زراعت، لاہور، شیخوپورہ اور اوکاڑہ، 2003 تا حال،
بھرتی سے متعلقہ تفصیلات

*6621 رانا سرفراز احمد خان: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ زراعت لاہور، قصور، شیخوپورہ اور ضلع اوکاڑہ میں جنوری 2003 تا حال بھرتی ہونے والے افراد کے نام، ولدیت، پتاجات، تعلیمی قابلیت، تاریخ تقرری اور ڈومی سائل کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ سے متعلقہ جملہ تفصیلات اور کون کون سے اخبار میں اشتہار دیا گیا ہے، مکمل تفصیلات مہیا کی جائیں؟

(ج) جن افراد کو قواعد و ضوابط میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان سے متعلقہ اتھارٹی کے متعلق تفصیلات مہیا کی جائیں؟

وزیر زراعت:

(الف) محکمہ زراعت لاہور، قصور، شیخوپورہ اور ضلع اوکاڑہ میں جنوری 2003 تا حال بھرتی ہونے والے افراد کی کل تعداد 538 ہے جن کی شعبہ وار تفصیل درج ذیل ہے:-

نام شعبہ	تعداد بھرتی افراد
شعبہ پلاننگ اینڈ ایوولیوشن سیل	2
شعبہ زرعی اطلاعات	2
شعبہ باغبانی	14
شعبہ تحقیق	26
شعبہ زرعی انجینئرنگ	21
شعبہ توسیع	43
شعبہ کراپ رپورٹنگ سروس	32
شعبہ اصلاح آبپاشی	398
کل تعداد	538

ان تمام افراد کے نام، ولدیت، پتاجات، تعلیمی قابلیت، تاریخ تقرری اور ڈومی سائل کی شعبہ وار تفصیلات ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) ان تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا۔ جملہ تفصیلات اور اخباری اشتہارات کی شعبہ وار تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کسی فرد کو قواعد و ضوابط میں نرمی کر کے بھرتی نہیں کیا گیا۔

محکمہ اصلاح آبپاشی دیپالپور و رینالہ خورد، ملازمین کو تنخواہ کی ادائیگی

*6678 محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دیپال پور اور رینالہ خورد (ضلع اوکاڑہ) میں اصلاح آبپاشی کے دونوں دفاتر میں تقریباً 22۔افراد کام کر رہے ہیں اور ان کی تنخواہ کے لئے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے بجٹ بھی مختص کیا ہوا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان افراد کی تنخواہ کے لئے باقاعدہ منظوری فنانس ڈیپارٹمنٹ نے دینا ہے جو ابھی تک نہیں دی گئی۔ حکومت ان ملازمین کو تنخواہ کب تک دینے کا ارادہ رکھتی ہے، جو سال سے نہیں ملی ہے۔اگر نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں، اگر ہاں تو کب تک، نیز ملازمین کی تفصیل بتائی جائے۔

وزیر زراعت:

(الف) ضلع اوکاڑہ میں اصلاح آبپاشی کے دونوں دفاتر دیپالپور اور رینالہ خورد میں 18 افراد کام کر رہے ہیں اور ضلعی حکومت نے 39۔افراد کی تنخواہوں کے لئے باقاعدہ بجٹ مختص کر رکھا ہے۔

(ب) ضلعی حکومت اوکاڑہ نے دیپال پور اور رینالہ خورد میں اصلاح آبپاشی کے دفاتر کھولنے کے لئے کیس محکمہ زراعت کو بھجوایا جو کہ محکمہ زراعت نے قواعد و ضوابط کے مطابق جانچا اور محکمہ خزانہ، حکومت پنجاب کو یہ دفاتر کھولنے کی سفارش کے ساتھ بھجوا دیا۔ یہ کیس اس وقت محکمہ خزانہ میں زیر غور ہے اور محکمہ خزانہ کی منظوری کے بعد ضلعی حکومت اوکاڑہ مذکورہ افراد کو تنخواہوں کی ادائیگی کر دے گی۔

تفصیل ملازمین برائے دفتر اصلاح آبپاشی رینالہ خورد اور دیپال پور درج ذیل ہے:۔

دفتر دیپالپور

1۔ محمد سعید ولد محمد علی ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر

2۔ محمد یاسین ولد سردار محمد واٹر مینجمنٹ سپروائزر

3۔ محمد امجد ولد محمد اکرام واٹر مینجمنٹ سپروائزر
4۔ شوکت جہانگیر ولد محمد ادریس سینئر کلرک
5۔ لیاقت بھٹی ولد محمد صدیق ٹریکٹر آپریٹر
6۔ ریاض احمد ولد علی محمد نائب قاصد
7۔ پیر بخش ولد محمد علی چوکیدار
8۔ محمد فیاض ولد جان محمد ڈرائیور

دفتر رینالہ خورد

1۔ گلزار احمد ولد غلام عباس ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر
2۔ محمد اقبال ولد غلام حسین واٹر مینجمنٹ آفیسر
3۔ محمد اسمٰعیل ولد محمد دین واٹر مینجمنٹ سپروائزر
4۔ محمد سعید ولد خادم حسین سینئر کلرک
5۔ محمد اشرف ولد محمد حسین ٹریکٹر آپریٹر
6۔ اصغر بھٹی ولد محمد دین نائب قاصد
7۔ محمد بوٹا ولد محمد یوسف چوکیدار
8۔ محمد اکرم ولد بشیر احمد راڈمین
9۔ محمد جمیل ولد مہر دین راڈمین
10۔ لال دین ولد تاج دین ڈرائیور

شعبہ توسیع محکمہ زراعت، 2004 تا حال، بھرتی سے متعلقہ تفصیل

*6681 لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک محکمہ زراعت شعبہ توسیع میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، قابلیت، پتا جات اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے، تو میرٹ لسٹ فراہم کی جائے نیز میرٹ بنانے کا طریق کار بیان فرمائیں؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) جن افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے نیز رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) جن افراد کو وزیر متعلقہ اور وزیر اعلیٰ کے احکامات کی روشنی میں بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، پتاجات اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(و) اگر مذکورہ بھرتی سے قبل اخبارات میں تشہیر ہوئی، تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے۔

وزیر زراعت:

(الف) محکمہ زراعت پنجاب (شعبہ توسیع) میں پہلے مرحلے (Phase-1) میں سکیل نمبر 1 تا 10 تک 25 فیصد خالی اسامیوں پر بااختیار ضلعی ریکروٹمنٹ کمیٹیوں کے ذریعہ تقریباً تمام اضلاع میں میرٹ پر آنے والے امیدواروں کو 31۔ دسمبر 2003 تک بھرتی کیا گیا۔ ان امیدواروں کی تعیناتی کی سفارشات حکومت پنجاب کے جاری کردہ ریکروٹمنٹ پالیسی بمطابق مراسلہ نمبر SOR-III(S&GAD)2-15/2003 مورخہ 03-05-05 کے تحت مرتب کیں اور کامیاب امیدواروں کے تقرری احکام بھی اسی پالیسی کے تحت جاری کئے۔ چند اضلاع میں اگرچہ ساری دفتری کارروائی دسمبر میں مکمل کی گئی تاہم تقرری احکامات یکم جنوری 2004 کے بعد جاری کئے۔ جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے۔ جن اضلاع میں بھرتی کی گئی ان اضلاع کی میرٹ لسٹیں بالترتیب ضلع وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ میرٹ بنانے کا طریق کار حکومت کی وضع کردہ ہدایات نمبر SOR-III(S&GAD)2-15/2003 مورخہ 03-05-05 کے تحت اپنایا گیا۔ (نقل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) اور تمام امیدواروں کو مطلوبہ تعلیمی قابلیت کے علاوہ اضافی تعلیمی قابلیت اور تجربہ وغیرہ کے اضافی نمبر دے کر میرٹ لسٹیں مرتب کی گئیں۔ علاوہ ازیں گورنمنٹ کی ہدایات کے مطابق معذور افراد کا 2 فیصد کوٹا اور حاضر سروس و ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کے بچوں کے لئے 20 فیصد کوٹا کو دوران بھرتی ملحوظ خاطر رکھا گیا۔ تاہم دوران ملازمت وفات یا طبی لحاظ سے نااہل ہونے والے سرکاری ملازمین کے بچوں کو سکیل نمبر 1 تا 5

میں ملازمتیں دی گئیں۔ان کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جن اضلاع میں یکم جنوری 2004 تاحال بھرتی کی گئی ان اضلاع کے میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، عہدہ گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی بالترتیب ضلع وار ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) یکم جنوری 2004 تاحال رولز میں نرمی کر کے کسی بھی اہلکار کو بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

(ہ) وزیر زراعت اور وزیر اعلیٰ پنجاب کے احکامات کی روشنی میں کسی بھی اہلکار کو بھرتی نہ کیا گیا ہے بلکہ تمام افراد کو میرٹ اور حکومت کے مقرر کردہ کوٹا کے تحت بھرتی کیا گیا ہے۔

(و) رولز کے مطابق بھرتی کو مزید شفاف اور میرٹ پر بنانے کے لئے قومی اخبارات روزنامہ "جنگ"، "نوائے وقت"، "خبریں"، "پاکستان"، "جذبہ"، "آواز" اور "اوصاف" وغیرہ میں باقاعدہ خالی اسامیوں کی تشہیر کی گئی تھی۔ان اخبارات میں چھپنے والے اشتہارات کی عکسی نقول ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

محکمہ زراعت شعبہ پسٹ وارننگ، 2004 تاحال،
بھرتی سے متعلقہ تفصیل

*6684 چودھری محمد اشرف کمبوہ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک محکمہ زراعت شعبہ پسٹ وارننگ میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، قابلیت، پتاجات اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے، تو میرٹ لسٹ فراہم کی جائے نیز میرٹ بنانے کا طریق کار بیان فرمائیں؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) جن افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے نیز رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) جن افراد کو وزیر متعلقہ اور وزیر اعلیٰ کے احکامات کی روشنی میں بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، پتاجات اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(و) اگر مذکورہ بھرتی سے قبل اخبارات میں تشہیر ہوئی، تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے؟

وزیر زراعت:

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک محکمہ زراعت شعبہ پسٹ وارننگ میں کوئی بھرتی نہ کی گئی۔

(ب) چونکہ بھرتی نہ کی گئی اس لئے میرٹ لسٹ بھی نہیں بنی ہے۔

(ج) چونکہ بھرتی نہ کی گئی اس لئے میرٹ بنانے والے ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم نہیں کی جاسکتی۔

(د) چونکہ بھرتی نہ کی گئی اس لئے مزید تفصیلات پیش نہیں کی جاسکتیں۔

(ہ) چونکہ بھرتی نہ کی گئی اس لئے مزید تفصیلات پیش نہیں کی جاسکتیں۔

پنجاب سیڈ کارپوریشن، 2004 تا حال، بھرتی سے متعلقہ تفصیل

*6685 چوہدری محمد اشرف کمبوہ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک پنجاب سیڈ کارپوریشن محکمہ زراعت میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، قابلیت، پتاجات اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے، تو میرٹ لسٹ فراہم کی جائے نیز میرٹ بنانے کا طریق کار بیان فرمائیں؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) جن افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے نیز رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) جن افراد کو وزیر متعلقہ اور وزیر اعلیٰ کے احکامات کی روشنی میں بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، پتاجات اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(و) اگر مذکورہ بھرتی سے قبل اخبارات میں تشہیر ہوئی، تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے؟

وزیر زراعت:

(الف) مندرجہ ذیل جن افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے والد وفات پا چکے تھے، یا وہ پہلے سے کارپوریشن میں ملازم تھے، انہیں 17-A. Appointment and Conditions of Service Rules 1974 کے تحت رکھا گیا۔ دیگر کسی قسم کی کوئی بھرتی نہیں کی گئی۔

نمبر شمار	نام	ولدیت	عہدہ	قابلیت	پتاجات	ڈومیسائل
1۔	سجاد احمد	ممتاز احمد	جونیئر کلرک	ایف اے	خانیوال	خانیوال
2۔	عمران انجم	عبداللطیف	گریس مین			
3۔	عباد محمد سرور	غلام سرور	جونیئر کلرک	میٹرک	لاہور	لاہور
4۔	امیر امان اللہ	امان اللہ مسیح	نائب قاصد	میٹرک	ساہیوال	ساہیوال
5۔	خضر حیات	ارشاد نبی	جونیئر کلرک	میٹرک	ساہیوال	ساہیوال

(ب) متعلقہ نہ ہے۔

(ج) متعلقہ نہ ہے۔

(د) متعلقہ نہ ہے۔

(ہ) متعلقہ نہ ہے۔

(و) متعلقہ نہ ہے۔

انجینئرنگ ونگ محکمہ زراعت، 2004 تا حال، بھرتی سے متعلقہ تفصیل

*6704 چودھری محمد اکرم گجر: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک محکمہ زراعت انجینئرنگ ونگ میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل اور پتاجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ فراہم کی جائے؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اگر یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کرکے کی گئی ہے تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے؟

(ہ) جن افراد کو رولز میں نرمی کرکے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت مع رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر زراعت:

(الف) محکمہ زراعت انجینئرنگ ونگ میں جنوری 2004 سے آج تک کل 65 افراد کو بھرتی کیا گیا۔ ان میں سے 38 افراد کو بھرتی پالیسی 2003 کے تحت کنٹریکٹ پر بھرتی کیا گیا، 26 افراد کو پنجاب سول سرونٹس ایکٹ 1974 کی شق 17-A کے تحت طبی وجوہ کی بناء پر ریٹائرڈ اور دوران سروس فوت شدہ ملازمین کے بچوں کے طور پر بھرتی کیا گیا اور ایک فرد کو معذور افراد کے کوٹا کے تحت بھرتی کیا گیا۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 38 افراد کو حکومت کی بھرتی پالیسی 2003 میں وضع کردہ ضوابط کے تحت بھرتی کیا گیا۔ میرٹ لسٹ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

1۔ فرد کو معذور افراد کے کوٹا میں بھرتی کیا گیا (سیریل 65) میرٹ لسٹ کی نقل (بی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ 26 افراد کو (سیریل 39 تا 64) پنجاب سول سرونٹس ایکٹ 1974 کی شق 17-A کے تحت طبی وجوہ کی بناء پر ریٹائرڈ اور دوران سروس فوت شدہ ملازمین کے بچوں کے طور پر بھرتی کیا گیا۔ ان کے لئے میرٹ کی ضرورت نہ ہے اور دیگر شرائط کا اطلاق نہ ہوتا ہے۔

(ج) 38۔افراد کو (سیریل 1 تا 38) بھرتی کرنے والی مختلف کمیٹیوں کی ہر دفتر کے لحاظ سے تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) یہ بھرتیاں باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کرکے کی گئیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) کسی فرد کو رولز میں نرمی کرکے بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

شعبہ شماریات محکمہ زراعت،2004تاحال،
بھرتی سے متعلقہ تفصیل

*6708چودھری محمد اکرم گجر:کیاوزیرزراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری2004سے آج تک محکمہ زراعت شعبہ شماریات میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا، ان کے نام،ولدیت،عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت،ڈومی سائل اورپتاجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگران افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیاتو میرٹ بنانے کا طریق کاراور میرٹ لسٹ فراہم کی جائے؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اگر یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کرکے کی گئی ہے،توان اخبارات کے نام،تاریخ مع نقل فراہم کی جائے؟

(ہ) جن افراد کو رولز میں نرمی کرکے بھرتی کیا گیا،ان کے نام،ولدیت،عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت مع رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیرزراعت:

(الف) محکمہ زراعت کراپ رپورٹنگ سروس میں یکم جنوری2004سے آج تک بھرتی ہونے والے154افراد کے نام،ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت،پتاجات اور ڈومی سائل کی تفصیل (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہ تمام افراد کنٹریکٹ کی بنیاد پر مورخہ 30-06-06تک کے لئے بھرتی کئے گئے۔

(ب) کراپ رپورٹنگ سروس محکمہ زراعت میں تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تھا۔ میرٹ لسٹ ضمیمہ(ب)ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ میرٹ بنانے کا طریق کار پنجاب گورنمنٹ ریکروٹمنٹ مروجہ میرٹ پالیسی کے مطابق تعلیمی قابلیت کے نمبر80اور انٹرویو کے نمبر20 تھے۔ جن میں سے10نمبروں کا تحریری ٹیسٹ لیا گیا۔ کامیاب امیدواروں کا10نمبر کاانٹرویولیاگیا۔

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل ضمیمہ (ج) میں درج ہے جو ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(د) یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کر کے کی گئی۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	تاریخ اشاعت	نام اخبار
1۔	08-01-04	1۔ نوائے وقت 2۔ آواز
2۔	09-03-04	1۔ خبریں 2۔ آواز

(ہ) کسی فرد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی نہیں کیا گیا۔

صوبہ میں گندم، گنا اور مکئی کی فی ایکڑ پیداوار، اقسام، ریسرچ سنٹرز اور دیگر معلومات کی تفصیل

*6804 رانا سرفراز احمد خان: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ پنجاب میں اس وقت گنے اور مکئی کی کون کون سی اقسام کاشت کی جاتی ہیں، ان کی فی ایکڑ پیداوار کیا ہے؟

(ب) صوبہ پنجاب میں گنے اور مکئی نیز گندم کے بارے کتنے ریسرچ سنٹرز قائم ہیں اور کہاں کہاں واقع ہیں نیز یہاں پر تعینات سکالرز / اہلکاران کے نام بیان فرمائیں؟

(ج) متذکرہ فصلوں کے کون کون سے بیج کن کن ممالک سے درآمد کئے جاتے ہیں کیا حکومت ان بیجوں پر subsidy دیتی ہے؟

(د) صوبہ بھر میں زراعت کے شعبے میں کتنے پی۔ایچ۔ڈی افراد ہیں اور سالانہ کتنے افراد پی۔ایچ۔ڈی شعبہ زراعت میں کر رہے ہیں نیز حکومت ان افراد کو کیا سہولیات مہیا کرتی ہے؟

وزیر زراعت:

(الف) صوبہ پنجاب میں اس وقت گنے اور مکئی کی مندرجہ ذیل اقسام کاشت کی جاتی ہیں:۔

گنے اور مکئی کی کاشتہ اقسام

گنا کی اقسام

1۔	سی او 1148	2۔	سی او ایل 54
3۔	سی او ایل 29	4۔	سی او ایل 275
5۔	سی او ایل 975	6۔	بی ایل 4

7۔	بی ایف	162	8۔	پولڈا	
9۔	سی پی	33-43	10۔	ٹرائی ٹان	
11۔	سی او جے	84	12۔	ایس پی ایف	234
13۔	سی پی	90	14۔	سی او ایل	79

مکئی کی اقسام

ہائی بریڈ اقسام

1۔	3335	2۔	32 F 10
3۔	33556	4۔	34 N 43
5۔	32 W 86	6۔	3203 W
7۔	6525	8۔	میجک
9۔	974 AW	10۔	گاسٹ 8288
11۔	گاسٹ 8362	12۔	3062
13۔	3012	14۔	919
15۔	پیسفک 984	16۔	پیسفک 798

ترقی دادہ اقسام

1۔	صدف	2۔	گولڈن
3۔	اگیتی 85	4۔	ساہیوال 2002
5۔	اگیتی 2002	6۔	نیلم
7۔	اکبر	8۔	سلطان

ان فصلات کی فی ایکڑ اوسط پیداوار برائے سال 2000-1999 تا 04-2003 درج ذیل ہے:۔۔

فی ایکڑ پیداوار منوں میں

سال	گنا	مکئی
1999-2000	437	21.54
2000-01	471	20.40
2001-02	525	20.49
2002-03	489	22.82
2003-04	520	25.86

(ب) صوبہ پنجاب میں گنے کے چار اور مکئی کے سات نیز گندم کے دو ریسرچ سنٹرز قائم ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے، نیز یہاں پر تعینات سکالرز/اہلکاران کے نام منسلکہ ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نمبر شمار	نام ریسرچ سنٹر	تعداد سکالرز	تعداد اہلکاران
1-	شوگر کین ریسرچ انسٹیٹیوٹ فیصل آباد	26	76
2-	شوگر کین ریسرچ سب سٹیشن خان پور	2	4
3-	شوگر کین ریسرچ سب سٹیشن بہاول پور	1	4
4-	شوگر کین ریسرچ سب سٹیشن تریٹ مری	-	7
	میزان	29	91

مکئی

نمبر شمار	نام ریسرچ سنٹر	تعداد سکالرز	تعداد اہلکاران
1-	تحقیقاتی ادارہ مکئی، جوار، باجرہ یوسف والا ساہیوال	15	80
2-	مکئی سیڈ فارم چک نمبر 86/9-L ساہیوال	1	2
3-	مکئی سیڈ فارم چک نمبر 11/14-L اقبال نگر ساہیوال	1	9
4-	مکئی بریڈنگ سب سٹیشن چھرہ پانی، مری	1	5
5-	جوار ریسرچ سٹیشن، ڈیرہ غازی خان	1	2
6-	مکئی ریسرچ سٹیشن، فیصل آباد	5	15
7-	باجرہ ریسرچ سٹیشن، راولپنڈی	3	14
	میزان	27	127

گندم

نمبر شمار	نام ریسرچ سنٹر	تعداد سکالرز	تعداد اہلکاران
1-	ادارہ تحقیقات گندم، فیصل آباد	24	71
2-	سب سٹیشن تحقیقات گندم، مری	1	1
	میزان	25	72

(ج) صرف مکئی کی دوغلی اقسام (ہائی برڈ) کے بیج بین الاقوامی کمپنیاں امریکہ، فرانس و دیگر یورپی ممالک تھائی لینڈ، ملائیشیا اور انڈونیشیا وغیرہ سے درآمد کرتی ہیں۔ حکومت ان بیجوں کی درآمد پر کوئی subsidy نہ دیتی ہے۔

(د) صوبہ بھر میں محکمہ زراعت کے شعبہ توسیع میں کل 18۔افراد پی ایچ ڈی ہیں جبکہ مزید 20۔افسران کو زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں پی ایچ ڈی کروانے کی سہولت دے رکھی ہے جبکہ شعبہ تحقیق میں 91 پی ایچ ڈی افراد خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ مزید سال 2005-06 میں 18۔افراد پی ایچ ڈی مکمل کریں گے۔ ہر تعلیمی سال کے شروع میں پی ایچ ڈی کے لئے دلچسپی رکھنے والے افسران سے درخواستیں وصول کی جاتی ہیں اور ان کے کاغذات کی مکمل جانچ پڑتال کے بعد تین سال کی تعلیمی رخصت مع پوری تنخواہ کی سہولت مہیا کی جاتی ہے۔ پی ایچ ڈی مکمل کرنے والے افسران کو حکومت کی

طرف سے ماہانہ -/5000 روپے پی ایچ ڈی الاؤنس دیا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین: تحاریک استحقاقات موجود نہیں ہیں، اس لئے اب تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ!

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب چیئرمین! زراعت کا محکمہ اس قدر اہم ہے لیکن لودھی صاحب نے تمام سوالات کو جس طریقے سے بلڈوز کیا ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: محترمہ! ہم اس پر بحث کے لئے ایک دن مقرر کریں گے۔ راجہ صاحب اور لودھی صاحب فیصلہ کر کے ایوان کو بتائیں کہ زراعت پر بحث کس دن رکھنی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! Coming week میں رکھ لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے کوئی تاریخ مقرر کر لیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

ایم پی اے صاحبان کو اپنی گاڑیوں سے نیلی ریوالونگ لائٹس اتارنے کا سرکولر جاری کیا جانا

میاں یاور زمان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، میاں یاور زمان!

میاں یاور زمان: جناب چیئرمین! مجھے کل سیکرٹری پنجاب اسمبلی کی طرف سے ایک چٹھی موصول ہوئی ہے۔ جس میں مجھے تنبیہہ کی گئی ہے کہ میں اپنی گاڑی سے بلیو ریوالونگ لائٹس اتار دوں جو کہ غیر قانونی ہے۔ اس کے ساتھ ایک عدد سرکولر ہوم ڈیپارٹمنٹ کا بھی لف ہے۔

جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے یہ اعزاز حاصل ہے کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کا یہاں نمائندہ موجود ہوں۔ یہ پاکستان مسلم لیگ (نواز شریف) گورنمنٹ کا خاصہ رہا ہے کہ اس نے ملک سے وی آئی پی کلچر کا خاتمہ کیا، وی آئی پی لاؤنجز کو ختم کیا حتی کہ ایم این ایز اور ایم پی ایز کی نمبر پلیٹوں کو بھی انہوں نے غیر قانونی قرار دیا اور صوبائی وزراء اور مشیران کو قومی جھنڈے اپنی

گاڑیوں پر لہرانے سے بھی منع کیا۔ ہر خاص اور عام کے درمیان امتیاز ختم کرنے کی ہماری گورنمنٹ نے کوشش کی۔ اب جبکہ میں اپوزیشن کے اندر ہوں تو 23 اراکین صوبائی اسمبلی کا نام اس لسٹ کے اندر موجود ہے اور سر فہرست میرا نام ہے کہ میں بھی ان لوگوں میں شامل ہوں جو ان لائٹس کا استعمال کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کا انتہائی افسوسناک اقدام ہے اور اس قسم کی کارروائیوں کے ذریعے وہ میری شہرت کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ ہماری ہی جماعت کے خواجہ سعد رفیق صاحب اور جناب زعیم قادری صاحب آج جیل کے اندر پڑے ہیں اور وہ اسی disinformation کی وجہ سے جیل کا منہ دیکھ رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جھوٹ کا پلندہ ہے اور سراسر غلط ہے۔ اس پر وزیر انچارج مجھے فوری طور پر جواب دیں۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر قانون صاحب اس کا جواب دیں کہ یہ لیٹر جاری کیا گیا ہے، یہ کیوں جاری کیا گیا ہے؟ یا تو سب ایم پی ایز کو جاری ہوتا۔ یہ لیٹر اپوزیشن کو کیوں جاری کیا گیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: یہ صرف اپوزیشن کو ہی جاری نہیں کیا گیا۔

جناب چیئرمین: یہ information سیکرٹری اسمبلی کو کس نے دی ہے کہ یہ لائٹس ان لوگوں نے لگائی ہوئی ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! اس میں ابتدائی طور پر بات یہ ہے کہ آپ کو یاد ہو گا کہ اسی معزز ایوان میں جب رانا آفتاب صاحب نے یہ پوائنٹ اٹھایا تھا کہ بعض لوگوں نے غیر قانونی طور پر جھنڈے لگائے ہوئے ہیں۔ میں نے ان سے اتفاق کیا تھا اور میں نے کہا تھا کہ یہ بات نہ صرف جھنڈوں تک محدود ہے بلکہ بعض لوگوں نے گاڑیوں پر بلیو ریوالونگ لائٹس بھی لگائی ہوئی ہیں۔ بعض لوگوں نے مجوزہ قانون سے انحراف کرتے ہوئے نمبر پلیٹس بھی لگائی ہوئی ہیں۔ بعض لوگوں نے کالے شیشے لگائے ہوئے ہیں۔ میری اس اسمبلی سٹیٹمنٹ کے بعد آئی جی پی آفس اور ہوم ڈیپارٹمنٹ نے ہدایات جاری کی ہیں کہ جہاں کہیں خلاف ورزی ہو رہی ہے تو ان لوگوں کے خلاف کارروائی کی جائے۔ یہ کسی ایک کے خلاف نہیں ہے بلکہ یہ ہدایت کی گئی ہے کہ اگر کوئی شخص بلیو ریوالونگ لائٹ لگاتا ہے تو وہ نہ لگائے اور اگر لگائی ہو تو اس کو اتروا دیا جائے۔ یہ نہ صرف ممبران اسمبلی تک ہے بلکہ آپ نے اخبارات میں پڑھا ہو گا کہ ہائی کورٹ نے باقاعدہ اپنے جوڈیشل افسران کو بھی یہ ہدایات جاری کی ہیں کہ کوئی جوڈیشل افسر بھی بلیو ریوالونگ لائٹ نہ لگائے کیونکہ یہ صرف اور صرف پولیس کے لئے مختص ہے۔

جناب چیئرمین: یہ ہر ایم پی اے کو جانی چاہئے۔ انہوں نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے کہ یہ کس نے کیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور :اس کے بعد یہاں اسمبلی میں یہ بات دیکھی گئی ہے اور اسمبلی سیکرٹریٹ کو باقاعدہ گاڑیوں کے نمبر دیئے گئے ہیں کہ ان ان گاڑیوں پر یہ لائٹس لگی ہوئی ہیں۔ یہ 23 کے قریب اراکین ہیں جن کی گاڑیوں کے نمبر بھی دیئے گئے ہیں۔ ان میں OKC-45 میاں یاور زمان صاحب کی گاڑی بتائی گئی ہے کہ اس پر بلیو ریوالونگ لائٹ لگی ہوئی ہے اور لکھا یہ گیا ہے کہ ان ممبران کو کہا جائے کہ مہربانی کر کے یہ لائٹس استعمال نہ کریں۔ ہم نے یہ request کی ہے۔ اگر اس میں ہم نے کوئی غلطی کی ہے تو آپ بتادیں۔ اگر معزز رکن کہتے ہیں کہ وہ استعمال نہیں کرتے تو ٹھیک ہے بات ختم ہو گئی۔ ہم نے اس میں کوئی قانونی کارروائی نہیں کی ہے۔

جناب سپیکر! اگر کسی صاحب کو صرف یہی کہا جائے کہ نیلی ریوالونگ لائٹ خلاف قانون ہے۔ اس کو براہ مہربانی استعمال نہ کیا جائے۔ اگر یہ کہنا غلط ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس سے کسی ممبر کا استحقاق مجروح ہوا ہے تو میں اس کے لئے معذرت خواہ ہوں۔ ہم نے تو ایک قانون کی بات کی ہے کہ فلاں گاڑی پر یہ لائٹ دیکھی گئی ہے۔ مہربانی کر کے اس کو استعمال نہ کریں۔ اگر استعمال نہیں کرتے تو میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اگر یہ کرتے ہیں تو آئندہ نہ کریں تو ہم تب بھی ان کے شکر گزار ہیں۔ ہم نے تو یہ کہا ہے۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب! اس میں ایک ضمنی سوال ہے کہ میں چودھری پرویز الٰہی صاحب کی والدہ کے جنازے پر گیا تو سابق آئی جی کے ساتھ اسکواڈ چل رہی تھی۔ کیا سابق آئی جی کو اسکواڈ allowed ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میری گزارش یہ ہے کہ میں جس particular معاملے پر بات کر رہا ہوں۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ اس کا جواب بھی کل تک لے آئیں۔ اگر آپ نے یہ لائٹ نہیں لگائی تو راجہ صاحب کے بیان کے بعد آپ کو stress نہیں کرنا چاہئے۔ اگر لگائی ہے تو فاضل ممبران سے میری درخواست ہے کہ وہ نہ لگائیں۔

میاں یاور زمان: اس میں میرا نام ہے۔

جناب چیئر مین: اور بھی کافی ممبران ہیں۔

میاں یاور زمان: میری بات سنیں۔ باقی سارے تو حکومتی بیڑے کے ہیں۔ میں تو اپوزیشن کا آدمی ہوں، میں تو نہیں لگاؤں گا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کا انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ درست نہیں ہے جس کی وجہ سے آج خواجہ سعد رفیق صاحب جیل میں پڑے ہیں، ہمارے زعیم قادری صاحب بھی جیل میں پڑے ہیں اور انہوں نے on the floor of the House قرآن اٹھا کر کہا ہے کہ جو الزامات مجھ پر لگائے گئے ہیں یہ جھوٹے ہیں۔ اب یہ ایک حوالدار کی بات کو درست مانتے ہیں لیکن ایک ایم این اے کی بات کو درست نہیں مانتے۔ ان بے چاروں کو بلاوجہ جیل میں ڈالا ہوا ہے یہ بھی اسی کی chain بنتی ہے۔ مجھے انہوں نے بلاوجہ پورے پنجاب کے اندر گھما دیا ہے کہ میں illegal بتیاں لگا رہا ہوں حالانکہ میں اس قسم کا بندہ نہیں ہوں۔

جناب چیئر مین: تشریف رکھیں۔ آپ کی بات سن لی ہے۔

ملک نذر فرید کھوکھر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، نذر فرید کھوکھر صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔

ملک نذر فرید کھوکھر: جناب چیئر مین! ابھی یہاں پر جو فہرست پیش کی گئی ہے جو بتیاں لگاتے ہیں اس فہرست میں میرا ذکر بھی آیا ہے تو میں یہ عرض کروں گا کہ میں نے آج تک یہ نیلی بتی کبھی نہیں لگائی۔ البتہ ایک دفعہ دیوان اخلاق صاحب کی ان کے حلقے میں ڈکیتی ہوئی تھی، وہ رات کو گاڑی میں جا رہے تھے اور ان کی گاڑی کو روک کر ان کا اسلحہ بھی چھین لیا گیا اور ان سے رقم بھی چھین لی گئی تو اس ڈکیتی کے بعد دیوان صاحب نے کچھ دن اپنی گاڑی پر رات کے وقت نیلی بتی لگائی تھی۔ چونکہ وہ ڈاکو آج تک نہیں ملے یہ دو سال پہلے کی بات ہے تو انہوں نے اپنی گاڑی پر کچھ دن صرف رات کے وقت بتی لگائی ہے تو میں چونکہ ان کے ساتھ ہوتا ہوں، میری گاڑی کا نمبر بھی اس لئے دے دیا گیا۔ بہر حال اس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے، جنہوں نے نام بھیجے ہیں اگر ان سے غلطی ہوئی ہے تو کوئی بات نہیں راجہ صاحب نے کہا ہے کہ اگر معزز ممبر یہ سمجھتے ہیں کہ وہ نہیں لگاتے تو وہ کہہ دیں کہ وہ نہیں لگاتے۔ میں ان کی بات کے جواب میں یہ کہہ رہا ہوں کہ میں بتی نہیں لگاتا۔ اگر کبھی میری گاڑی پر کوئی بتی لگی ہوئی نظر آجائے تو جو سزا کسی بھی معزز ممبر کی ہو سکتی ہے وہ مجھے بھی دے دی جائے۔

محترمہ نشاط افزاء: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ! آپ بات کریں۔

محترمہ نشاط افزاء: جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے راجہ بشارت صاحب سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ ہمیشہ فرماتے ہیں کہ ہم آہنی ہاتھوں سے اس قانون پر عملدرآمد کرائیں گے تو میری ان سے بڑی مؤدبانہ گزارش ہے کہ انہوں نے سارے ملک میں خاص طور پر پنجاب میں کھانوں پر پابندی لگائی ہوئی ہے لیکن آدھے پنجاب میں لوگ شادی پر مسلسل کھانے دے رہے ہیں۔ سب سے بڑی بات DHA کا علاقہ ان کی ناک کے نیچے ہے اور اس میں ایک کمیونٹی سنٹر مخصوص کر دیا گیا ہے جہاں پر مسلسل کھانے ہو رہے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ کمیونٹی سنٹر والے کہہ رہے ہیں کہ ہمارے اوپر ان کا قانون لاگو نہیں ہے۔ لاء منسٹر صاحب توجہ فرمائیں کہ کمیونٹی سنٹر والوں سے دریافت کیا گیا کہ آپ یہاں کھانے کیوں دے رہے ہیں تو ان کا کہنا تھا کہ ہمارے اوپر پنجاب حکومت کا کوئی قانون لاگو نہیں ہے۔ میں آپ سے گزارش کر کے یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کیا DHA کا علاقہ آپ کی حکومت سے باہر ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے اوپر کور کمانڈر کا حکم چلتا ہے۔ kindly آپ اس کی وضاحت پوچھیں کہ یہ کس طرح کا قانون ہے؟

جناب چیئرمین: محترمہ! یہ قانون بنا دیا گیا ہے، انشاء اللہ اس پر عملدرآمد ہو گا۔

محترمہ نشاط افزاء: وہاں پر کھانے مسلسل دیئے جا رہے ہیں، وہاں آپ کے آہنی ہاتھ کیوں نہیں چلتے؟

جناب چیئرمین: قانون بنا دیا ہے اس پر عملدرآمد ہو گا، کہیں بھی روٹی نہیں چلے گی۔

جناب محمد وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی۔

جناب محمد وقاص: جناب چیئرمین! میں راجہ بشارت صاحب کی توجہ چاہتا ہوں کہ ایک ستر سالہ بوڑھا جس کا نام انجینئر سلیم اللہ ہے، وہ دل کا مریض ہے اور اس وقت PIC میں زیر علاج ہے۔ جو لاہور میں ریلی ہوئی تھی اس کی وجہ سے انہیں 25۔ تاریخ کو پہلے ہی گرفتار کر لیا گیا تھا وہ جے یو پی اور متحدہ مجلس عمل کے ذمہ دار ہیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اس وقت پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں زیر علاج ہیں اور زیر حراست بھی ہیں۔ کل جب مجھے اطلاع ملی تو انتہائی افسوس

ہوا کہ اس ستر سالہ بوڑھے کو PIC میں جس بستر پر لٹایا گیا ہے ان کی ٹانگ کو بیڑی لگائی گئی ہے کیا وہ اتنا خطرناک مجرم ہے کہ اس کو بیڑی لگانی پڑی کہ کہیں وہ فرار نہ ہو جائے تو میں محترم راجہ بشارت صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اس کو دیکھیں۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب! آپ ذرا چیک کر کے بتائیں کہ کیا مسئلہ ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین: وقاص صاحب! تشریف رکھیں۔ آج جمعہ کا دن ہے اور wind up کرنا ہے۔

جناب محمد وقاص: جناب چیئرمین! میری بات تو سن لیں۔

جناب چیئرمین: میں نے آپ کی بات سن لی ہے اور راجہ صاحب نے بھی سن لی ہے۔ انہوں نے آپ کی بات کا جواب جیب میں تو نہیں رکھا ہوا کہ فوراً جواب دے دیا جائے۔ پلیز تشریف رکھیں۔

جناب محمد وقاص: جناب چیئرمین! مسئلہ یہ ہے کہ محترم وزیر اعلیٰ نے یہیں پر کہا تھا کہ وہ تمام اسیران کو رہا کریں گے تو کیا وہ ستر سالہ بوڑھا، بے شک اس نے جلوس نکالا ہو، بے شک اس نے اس کی قیادت کی ہو، اس کا جرم اتنا بڑا ہے کہ اس کی ٹانگ کو بیڑی لگائی گئی ہے۔ وہ دل کا مریض بھی ہے۔ پلیز اسے ذرا دیکھ لیں۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب اسے دیکھ لیں گے۔

محترمہ نشاط افزاء: جناب والا! میری بات کا جواب نہیں آیا۔

تحاریک التوائے کار

جناب چیئرمین: محترمہ! میں نے رولنگ دے دی ہے۔ پلیز تشریف رکھیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 824 حاجی محمد اعجاز، ملک اصغر علی قیصر کی ہے۔

ستوکتلہ میں ڈاکوؤں کے ہاتھوں قتل ہونے والے ٹھیکیدار کی ایف آئی آر درج کرنے میں تاخیر

حاجی محمد اعجاز: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ

28-نومبر 2005 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق صوبائی دارالحکومت لاہور میں ڈکیتی، چوری کی وارداتوں کے دوران لاکھوں مالیت کی نقدی،زیورات، غیر ملکی کرنسی، موبائل فون چھیننے کی 15 وارداتیں ہوئیں۔ ڈکیتی کی ایک واردات کے دوران مزاحمت کرنے پر ایک ٹھیکیدار کو قتل کر دیا گیا۔ ستوکتلہ میں موٹر سائیکل سوار دو ڈاکوؤں نے کام کرنے والے ٹھیکیدار کو مزاحمت کرنے پر فائرنگ کر کے قتل کر دیا اور گھر سے نقدی لوٹ کر فرار ہو گئے۔ جبکہ پولیس واردات کی FIR درج کرنے کی بجائے ابھی تک اس مسئلہ پر تحقیق کر رہی ہے کہ یہ ڈکیتی کی واردات ہے یا کہ قتل کی واردات۔ پولیس کی اس قسم کی غیر قانونی اور غیر اخلاقی حرکات مقدمات تاخیر سے درج کرنے میں رکاوٹ ہیں اور ان سے ملزمان کو فائدہ پہنچتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، راجہ بشارت صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب چیئرمین! معزز رکن نے 28-نومبر کی ایک اخباری خبر کو بنیاد بنا کر کچھ وارداتوں کی نشاندہی کی ہے کہ اس دن لاہور میں کتنے واقعات ہوئے۔ اس دن کے واقعات کے متعلق محکمہ پولیس سے ڈکیتی اور چوری کے مقدمات کی رپورٹ مانگی گئی۔ پہلے محترم نے تھانہ شفیق آباد کی بات کی تھی تو وہاں ایک دفعہ 392 ت پ کا مقدمہ درج تھا۔۔۔

جناب چیئرمین: چودھری ظہیر اور ثقلین صاحب! اگر باتیں کرنی ہیں تو باہر تشریف لے جائیں، باہر جا کر باتیں کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! پہلا مقدمہ تھانہ شفیق آباد میں درج ہوا ہے اور یہ تین چار چوری اور ڈکیتی کے مقدمات کے حوالے سے میں بات کرنا چاہتا ہوں اور میرے محترم بھائی نے نشاندہی یہ کی ہے کہ وارداتیں ہوئی ہیں لیکن ملزمان گرفتار نہیں ہوئے۔ اس میں تقریباً پانچ مقدمات چوری، ڈکیتی اور قتل کی وارداتوں کے ہوئے ہیں، پانچ میں سے چار کے ملزمان trace ہو چکے ہیں اور وہ گرفتار بھی ہو گئے ہیں اور ان کے خلاف چالان مکمل کر کے عدالت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ سب سے پہلے گزارش میں یہ کرنا چاہوں گا کہ ایک مقدمہ 392، (ت پ) 1031/2005 جو تھانہ شفیق آباد کا تھا اس میں ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں۔ اسی طرح دفعہ (ت پ) 392 کا ایک اور مقدمہ نمبر 706/2005 میں بھی ملزمان کی گرفتاری کے لئے کوشش کی جا رہی ہے اس میں گرفتار نہیں ہوئے ہیں، اسی طرح 2005 کا مقدمہ نمبر 819 یہ بھی دفعہ

392 ت پ کا ہے اس میں ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں، مقدمہ نمبر 575 بھی دفعہ 379 (ت پ) کا مقدمہ ہے اس میں بھی ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں۔ میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جس خبر کو آپ نے بنیاد بنا کر جس دن کی بات کی تھی اس دن جتنے مقدمات درج ہوئے ہیں اس دن کے تقریباً 95 فیصد مقدمات ایسے ہیں کہ جن کے ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں، پولیس نے مقدمات بھی درج کئے ہیں، تفتیش بھی کی ہے اور باقاعدہ چوری شدہ سامان کو recover بھی کیا ہے اس لئے یہ تاثر قطعی طور پر غلط ہے کہ پولیس نے مقدمات درج کئے ہیں، چوروں کو گرفتار کیا ہے اور نہ ہی کوئی اور کارروائی کی ہے اگر اس کے علاوہ مزید کوئی specifically کسی مقدمہ کے متعلق پوچھنا چاہتے ہیں تو میں آپ کی خدمت میں وہ ریکارڈ دے سکتا ہوں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ سو فیصد کلی طور پر کارروائی کی گئی بلکہ کوشش کی گئی ہے اور 95 فیصد مقدمات workout ہوئے ہیں۔ جتنی وارداتیں ہوئی ہیں ان پر مقدمات سو فیصد درج ہوئے ہیں، اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ تاثر غلط تھا کہ پولیس نے مقدمے درج کئے ہیں اور نہ ہی ملزمان کو گرفتار کیا ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب والا! راجہ صاحب نے بڑی ٹھیک بات کی ہے لیکن اس میں تھوڑی سی بات یہ ہے کہ روزانہ ڈکیتی کی وارداتیں ہو رہی ہیں، عورتوں سے پرس چھینے جا رہے ہیں۔ موبائل فون چھینے جا رہے ہیں۔ کل میرے ایک دوست کی بیٹی میڈیکل کالج میں ایک فنکشن کے لئے گئی تو وہ گیٹ سے باہر نکل کر اپنے باپ کا انتظار کر رہی تھی کہ میرا باپ آئے گا اور مجھے لے کر جائے گا۔ اس کے باپ کو تھوڑی دیر ہو گئی اس لڑکی نے اپنے باپ کو فون کیا۔ فون کرنے کے بعد اس نے اپنا ہاتھ نیچے کیا ایک اوباش نوجوان نے اس کا فون چھینا اور نو دو گیارہ ہو گیا۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پولیس سے کہا جائے کہ وہ اس سلسلہ میں ایک تو مقدمات جلد درج کرے، دوسرا یہ جو ڈکیتی کی وارداتیں ہو رہی ہیں، خدا کے لئے ان پر توجہ دی جائے اور ان کو کنٹرول کیا جائے۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب! پولیس کو احکامات جاری کریں کہ جہاں پر عورتوں نے جانا ہوتا ہے مثلاً انار کلی، لبرٹی وغیرہ وہاں پر پولیس کا گشت زیادہ کیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ٹھیک ہے۔ جناب والا! میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ عام طور پر تاثر یہ ہوتا تھا کہ پولیس ڈکیتی کا مقدمہ درج نہیں کرتی بلکہ چوری کا مقدمہ درج کرتی ہے اسی لئے میں نے specifically جرم زیر دفعہ 392 (ت پ) کا عرض کیا تھا یعنی جو جرم ہوا ہے اسی کے تحت مقدمات بھی درج کئے گئے ہیں اور اس کو باقاعدہ بہتر بنانے کی کوشش کی جائے گی۔

جناب چیئرمین: یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے ٹرانسپورٹ منسٹر کی توجہ چاہتی ہوں۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ٹرانسپورٹ کا محکمہ ان کی مرضی سے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! ابھی تحریک التوائے کار چل رہی ہیں اور اس میں آپ ٹرانسپورٹ کے محکمہ کا پوائنٹ آف آرڈر لے آئے ہیں۔ ایک دفعہ ان کو تو ختم کر لیں۔

جناب چیئرمین: وہ اپنے پرس چوری کے حوالے سے بات کرنا چاہ رہی ہیں۔ ان کا پرس چوری ہوا ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب چیئرمین! میں آپ کو بتاتی ہوں کہ لاقانونیت کا یہ عالم ہے کہ ایک دفعہ نہیں بلکہ دو دفعہ میرے ہاتھ سے پرس چھینا گیا۔ میں نے ایس ایچ او سے شکایت کی تو ایس ایچ او نے کہا کہ اس نے کس رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ میں نے جواب دیا کہ مجھے تو اس وقت یہ بھی پتا نہیں چلا کہ میرے ساتھ ہوا کیا ہے؟ آپ کہتے ہیں کہ کپڑے کیسے پہنے تھے؟ ایس ایچ او نے کہا کہ وہ موٹا تھا یا پتلا؟ میں نے کہا کہ یہ تو آپ کو پتا ہو گا۔ رات کو آپ کے پاس آ کر جمع کرواتے ہیں۔

جناب چیئرمین: محترمہ! ان کو علم ہے کہ ایم پی اے کے پاس زیادہ پیسے ہوتے ہیں۔ آپ پرس میں پیسے نہ رکھا کریں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب چیئرمین! میں تو مزدور ہوں، پیدل جاتی ہوں۔ میں اپنے گھر کے پاس سے گزر رہی تھی کہ مجھ سے پرس چھین لیا گیا۔ ایک دفعہ میں اقبال ٹاؤن کے علاقے میں تھی اور مجھ سے پرس چھین لیا گیا۔ میں اپنی دوست کے گھر پیدل گئی اور اس سے پیسے لے کر اپنے گھر گئی۔ مقصد یہ ہے کہ پولیس جو گشت کرتی ہے انہیں ہدایت کی جائے کہ وہ ادھر ادھر اپنے علاقے میں دیکھا کریں کہ ہو کیا رہا ہے۔

جناب چیئر مین: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 825 حاجی محمد اعجاز، ملک اصغر علی قیصر صاحب کی ہے۔

مانگا پنڈ لاہور میں کمسن بچی کے ساتھ زیادتی
کے ملزم کی گرفتاری میں تاخیر

ملک اصغر علی قیصر: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 28۔نومبر 2005 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق مانگا پنڈ لاہور میں ایک اوباش نوجوان اکبر نے آٹھ سالہ بچی کے ساتھ زبردستی کر ڈالی۔ ملزم فرار ہو گیا مقدمہ درج ہونے کے باوجود ابھی تک پولیس ملزم کو گرفتار نہیں کر سکی۔ کمسن بچیوں سے زبردستی کے واقعات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ پولیس ملزمان کو گرفتار نہیں کرتی یا پھر بھاری رشوت نذرانہ وغیرہ لے کر چھوڑ دیتی ہے۔ جس کی وجہ سے ملزمان ایسی وارداتیں کرتے ہیں۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئر مین: جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئر مین! اس میں گزارش یہ ہے کہ یہ تحریک التوائے کار حقائق پر مبنی نہیں ہے۔ یہ 28 تاریخ کی ایک اخباری خبر کو بنیاد بنا کر تحریک التوائے کار دی گئی اور اس میں کہا یہ گیا کہ پولیس نے ابھی تک مقدمہ درج نہیں کیا جبکہ 28 تاریخ کی اخبار میں یہ خبر آئی ہے اور مقدمہ 26 تاریخ کو درج ہو چکا تھا۔ اسی طرح یہاں پر کہا گیا ہے کہ مقدمہ درج ہونے کے باوجود پولیس نے ابھی تک ملزم گرفتار نہیں کیا۔ ملزم بھی گرفتار ہو چکا ہے اس کا چالان بھی مکمل ہو چکا ہے اور ملزم جوڈیشل حوالات میں ہے اور چالان عدالت میں پیش کیا جا چکا ہے۔

جناب چیئر مین: جی، ملزم بھی گرفتار ہے اور، پرچہ بھی درج ہے۔ اب آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

ملک اصغر علی قیصر: جناب چیئر مین! میں یہ عرض کروں گا کہ ایک تو راجہ صاحب نے کہا ہے کہ میں نے یہ لکھا ہے کہ مقدمہ درج نہیں ہوا ہے۔ میری تحریک میں یہ بات موجود ہے کہ مقدمہ درج ہونے کے باوجود ملزم گرفتار نہیں ہوا۔ بہر حال اگر ملزم گرفتار ہو گیا تو یہ ایک اچھی بات ہے۔

جناب چیئرمین! کل بھی میری اسی طرح کی ایک تحریک تھی جس پر ایوان میں بحث ہوئی اور پھر جناب سپیکر نے کہا تھا کہ اس پر ایک مخصوص وقت مقرر کرتے ہیں۔ اس شہر میں واقعات بہت بڑھ رہے ہیں اس کے علاوہ میں نے کل کا اخبار پڑھا تو ایک واقعہ سبزہ زار کالونی کا تھا جس میں آٹھ سالہ بچی کے ساتھ اسی طرح زیادتی کی گئی۔ یہ بڑھتے ہوئے واقعات اس ایوان اور اس حکومت کے لئے alarming situation ہے کہ معصوم بچیوں کے ساتھ شہر کے مختلف کونوں میں جرائم ہو رہے ہیں۔ کل راجہ صاحب نے بھی کہا تھا کہ اس پر بحث کر لیتے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ اس کے لئے وقت مخصوص کر کے announce کیا جائے تاکہ اس پر law and order کے دن کی بحث میں یا پھر علیحدہ طور پر صرف اسی issue پر بحث کی جائے۔

جناب چیئرمین: فیصلہ کر کے ایوان کو بتا دیں گے اور بحث رکھیں گے۔ شکریہ۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

پنجاب پبلک سیفٹی کمیشن کی کمیٹی کا اجلاس نہ کیا جانا

چودھری زاہد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

چودھری زاہد پرویز: جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے راجہ بشارت صاحب کی توجہ چاہتا ہوں کہ 15-12-2005 کو پنجاب پبلک سیفٹی کمیشن کی کمیٹی بنی ہے۔ اس کا باقاعدہ نوٹیفکیشن ہو گیا ہے اس کا ایک ممبر میں ہوں اور ایک فرزانہ راجہ ہیں۔ قانون کی رو سے یا آئین کی رو سے ہر ماہ اس کی میٹنگ ہونا ضروری ہے لیکن تین ماہ گزرنے کے باوجود ابھی تک اس کی کوئی میٹنگ نہیں ہوئی۔ نہ تو اس کا کوئی سیکرٹریٹ ہے، آیا یہ کمیٹی چلنی ہے یا اس کو قائم ہونے سے پہلے ہی ختم کر دیا جانا ہے۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔ راجہ صاحب! یہ کوئی سیفٹی کمیشن کے ممبر ہیں اس حوالے سے بات کر رہے ہیں کہ کوئی میٹنگ نہیں ہوئی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میں اس حوالے سے چیک کر کے آپ کو بتا سکتا ہوں کہ اس کی constitution مکمل ہو چکی ہے یا نہیں لیکن ڈسٹرکٹس کی کمیٹیز مکمل کی جا رہی

ہیں اور جیسا کہ آپ کے نوٹس میں ہے کہ تمام ڈسٹرکٹس میں الیکشنز ہو رہے ہیں۔ اس دفعہ وہ constitutions مکمل ہو جائیں تو پھر اس کے اجلاس ہوا کریں گے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ حکومت نے دفعہ 144 پر دوبارہ ایک ماہ کے لئے extention کر دی ہے۔ ہمارے ملک کے آئین میں freedom of Assembly, Freedom of movement کی بات کی گئی ہے۔ ایسے کون سے برے حالات ہیں کہ باقی صوبوں میں دفعہ 144 نافذ نہیں ہے لیکن پنجاب میں نافذ ہے۔ پنجاب میں ہم نے پہلے ایک ماہ کے لئے نافذ کیا اور اب دوبارہ نافذ کر دیا ہے حالانکہ یہ معاملہ اضلاع کا ہوتا ہے لیکن پالیسی فیصلے حکومت پنجاب کرتی ہے۔ میں راجہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ کیا حکومت کا کوئی ارادہ ہے؟

جناب چیئرمین: راجہ صاحب! یہ حکومت کی مرضی اور اس کا حق ہے، آپ تشریف رکھیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): نو، نو۔ اس کا کوئی right نہیں ہوتا۔۔۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب! تشریف رکھیں۔

لیڈی ہیلتھ ورکروں کے مسائل کا ازالہ

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک اہم مسئلہ ہے کہ میرے حلقے کے لئے لیڈی ہیلتھ ورکروں کا کوٹا nil ہے۔ میرے adjoining حلقے کے لئے 19/19 لیڈیز ہیلتھ ورکرز ہیں۔ میں نے محترم وزیر صحت صاحب سے کل یہ گزارش کی تھی اور اب میں یہ آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں جبکہ میں نے پچھلے اجلاس میں محترم راجہ بشارت صاحب کی توجہ بھی اس طرف دلائی تھی کہ باہر کچھ خواتین آئی ہوئی ہیں جنہیں overage قرار دیا گیا ہے۔ اس پر جناب نے بھی رولنگ دی تھی کہ ہاں ان کو relaxation دی

جائے گی اور وہ پہلے ہی گورنمنٹ کی سروس میں ہیں۔ بجائے اس کے ان کے grivances دور کئے جاتے، میرے حلقے کو nil کر دیا گیا ہے۔ یہ کتنی بڑی زیادتی ہے کہ میرے adjoining حلقے میں 19 سیٹیں اور میرے حلقے میں زیرو۔ اس کا کوئی نہ کوئی جواب دیا جائے کہ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟

جناب چیئرمین: وزیر صحت صاحب! ان کی بات کا مفصل جواب سوموار کو پیش کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں ایک بات اور یہاں پر بتانا چاہتا ہوں کہ لارنس گارڈن میں کسی قسم کی گاڑی اور موٹر سائیکل کی کوئی اجازت نہیں ہے۔ میری بات کا یقین کریں کہ معذور عورتیں جو بیچاری وہاں بیس بیس سال سے نماز پڑھ رہی ہیں۔ وہ بے چاری پتا نہیں کس مصیبت سے آتی ہیں لیکن محکمہ زراعت کے افسران کی گاڑیاں اور موٹر سائیکلیں اندر جاتی ہیں، میں نے لودھی صاحب سے ایک دن گزارش کی تھی کہ کم از کم معذور عورتوں کو جمعہ کی نماز کے لئے گاڑی پر اندر آنے دیں۔ انہیں اجازت نہیں ہے لیکن سرکاری افسران کی گاڑیاں اور موٹر سائیکلیں لارنس گارڈن میں دندناتی پھرتی ہیں۔ یا تو انہیں بھی بند کر دیں یا پھر کم از کم عورتوں کے لئے جمعہ کے لئے گاڑیوں کو اندر جانے کی اجازت دے دیں۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب! اس پر بھی سوموار کو جواب دے دیں گے کہ کیا ہو رہا ہے یا نہیں ہو رہا۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! یہ محکمہ زراعت سے متعلق مسئلہ ہے اور محکمہ زراعت کی گاڑیاں ہیں اور لارنس گارڈن بھی محکمہ زراعت والوں کا ہے۔

جناب چیئرمین: لودھی صاحب! سوموار کو اس کا جواب لے آئیں جو بھی ہے۔

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا جائے گا)

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2006

MR CHAIRMAN: Now we take up the Provincial Motor Vehicle (Amendment) Bill 2006. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:

> "That the Provincial Motor Vehicle (Amendment) Bill 2006, as recommended by the Standing Committee on Transport, be taken into conisdertion at once.

MR CHAIRMAN: The motion moved is:

> that the Provincial Motor Vehicle (Amendment) 2006, as recommended by the Standing Committee on Transport, be taken into consideration at once.

There are three amendments in the motion. The first amendment is from Rana Aftab Ahmad Khan, Rana Sanaullah Khan, Mr. Samiullah Khan, Syed Nazim Hussain Shah, Malik Asghar Ali Qaiser, Raja Muhammad Shafqat Khan Abbasi (Advocate), Raja Riaz Ahmad, Ch Zahid Pervaiz, Lala Shakeel ur Rehman(Advocate), Syed Hassan Murtaza Sheikh Ejaz Ahmad, Dr. Asad Ashraf, Mr Ehsan ul Haq Ahsan Naulatia, Babu Nafees Ahmad Ansari, Malik Muhammad Iqbal Channer, Sheikh Tanveer Ahmad, Mr Muhammad Ajasam Sharif, Mr Javed Hassan Gujjar, Rao Ejaz Ali Khan, Mr Muhammad Yar Mummunka, Ms Azma Zahid Bokhari, Mrs Faiza Ahmad, Mrs Farzana Raja, Mr Ejaz Ahmad Samma, Mr Tanvir Ashraf Kaira, Dr Asad Muazzam, Mirza Muhammad Afzal, Mr Ishtiaq Ahmad Mirza, Mr Amir Fida Piracha, Mr Tahir Akhtar Malik, Ch Asghar Ali Gujjar, Dr Syed Waseem Akhtar, Syed Ehsanullah Waqas, Mr Muhammad Waqas, Ch Muhammad Shaukat, Syed Ejaz Hussain Bokhari, Mr Arshad Mehmood Baggu, Mrs Tahira Munir and Ms Zaib un Nisa Qureshi Rana Aftab Ahmad Khan or any mover may.....

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! اس بل کی ضرورت کا ہمیں احساس ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ اس بل کا آنا اور اس قانون سازی کی بڑی ضرورت تھی۔ اس میں صرف ایک اعتراض ہے اور اس سے

پہلے کچھ دوستوں نے لاء منسٹر صاحب سے discuss کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر انہیں غور کرنا چاہئے اور جس طرح سے باقی ساری ترامیم پر consensus ہوا ہے تو اس کے متعلق اگر وہ تھوڑا سا غور فرما لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ۔۔۔

جناب چیئرمین: وہ کیا ہے؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! میں عرض کر دیتا ہوں کہ clause 4 ہے کہ:

If the motorcycle is owned by the accused or any of his blood relations, the same shall not be released before or during the trial of the offence and may be forfeited at the time or conviction of the accused.

جناب چیئرمین! اب اس میں یہ ہے کہ ایک نوجوان غلطی سے یا سرکشی سے موٹر سائیکل لے کر روڈ پر آ کر ون ویلنگ کرتا ہے۔ ٹھیک ہے یہ legislation ضروری ہے۔ اس پر conviction ہونی چاہئے fine ہونا چاہئے لیکن بات یہ ہے کہ اگر اس کی موٹر سائیکل forfeit ہوتی ہے اور during trial اس نے release نہیں ہونا یا تو پھر ٹرائیل کی مدت مقرر کر دی جائے کہ within one month summary trial ہی ہونا ہے تا کہ within one month یا within two weeks اس کا trail conclude ہو جائے تو ٹھیک ہے اس کا فیصلہ ہو جائے۔ اگر conviction ہونی ہے تو وہ ہو جائے اور اگر وہ بری ہو تو اس کے ساتھ ہی موٹر سائیکل ریلیز ہو جائے لیکن یہاں پر ہمارے ملک میں trial تو دو دو سال مکمل نہیں ہوتا تو پھر in case کہ دو سال بعد وہ ملزم بے گناہ ثابت ہو جاتا ہے تو پھر دو سال میں تو اس کی موٹر سائیکل کا ایک پرزہ بھی اسے نہیں ملے گا بلکہ جہاں پر وہ بند ہو گا وہ کسی نہ کسی طرح تمام پرزہ جات کسی کے استعمال میں آ جائیں گے۔ اس میں ہمارا یہ concern ہے کہ لاء منسٹر صاحب اس کو یا تو delete کر دیں یا پھر اس کو modify کر دیں کہ trial سے پہلے اگر اس کو سپرد داری پر دے دیا جائے اور اس کے بعد اگر conviction ہو تو چلو ٹھیک ہے for future ہو جائے۔ اگر ملزم بری ہو تو پھر اس کو اتنی سزا کیوں ملے یا پھر trial کا کوئی پیریڈ ہو کہ ایک ہفتہ، دو ہفتہ یا ایک ماہ میں ہو جائے ۔۔۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! تشریف رکھیں۔ لاء منسٹر سے پوچھ لیتے ہیں۔ جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئر مین! میری گزارش یہ ہے کہ رانا صاحب اور ہم اس پر بیٹھ کر بات کر لیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ principally اس بات کو طے کر لیا جائے کہ بل کی باقی کلاز یا concept پر کوئی اعتراض نہیں ہے تو اس کو پیرتک pending فرمالیں۔ اس ایک کلاز کو jointly amend کر کے لے آتے ہیں اور سوموار کو پاس کر لیں۔

جناب چیئر مین: رانا صاحب۔ ٹھیک ہے؟

رانا ثناء اللہ خان: ٹھیک ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئر مین! ہم نے یہ پرائیویٹ بل پیش کیا تھا تو حکومت نے کہا کہ ہم ون ویلنگ پر قانون لا رہے ہیں تو آپ ہمارے ساتھ coordinate کر لیں۔ مجھے اور احسان اللہ وقاص صاحب کو اس کمیٹی میں شامل کیا گیا۔ اس اسمبلی میں، میں ٹرانسپورٹ منسٹر اور ان کی منسٹری اور خصوصاً اُن کے سیکرٹری اور قانون سازی کے جتنے لوگ جن میں نقوی بھی ہیں، میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہ پہلی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ کمیٹی میں اتنے اچھے طریقے سے اس بل کو thrash out کیا گیا، اتنے اچھے طریقے سے اس بل کو پیش کیا گیا اور سیکرٹری ٹرانسپورٹ، دوسرے لوگوں اور منسٹر صاحب نے اس طریقے سے بل پیش کیا اور میں ہاؤس کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ون ویلنگ کے تحت صرف لاہور میں پچھلے چار مہینوں میں 72 کے قریب teenagers نوجوانوں کی deaths ہوئی ہیں اور اسی طرح 79 کے قریب serious injuries ہوئی ہیں---

جناب چیئر مین: وہ تو بات ہو گئی ہے۔ اب آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئر مین! میرا مقصد یہ ہے کہ اس کو بڑے اچھے طریقے سے thrash out کیا گیا تھا۔ میں ان سے اتفاق کرتا ہوں کہ اس حد تک اس قانون پر فوری عملدرآمد ہونا چاہئے اور اس کو فوری نافذ ہونا چاہئے کیونکہ روز ایک دو اموات ہو رہی ہیں تو میں وزیر ٹرانسپورٹ رانا شمشاد احمد خان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں، ان کی منسٹری کو، ان کے سیکرٹری صاحب کو اور نقوی صاحب جن کا لاء ڈیپارٹمنٹ سے تعلق ہے۔ ہم سب نے بڑے اچھے طریقے سے کمیٹی میں بیٹھ

کر اس کو thrash out کیا تھا۔

جناب چیئرمین: جی! احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ اس پر جس پوائنٹ کے بارے میں رانا ثناء اللہ صاحب نے فرمایا ہے اسی پر کمیٹی کے اندر بھی میں نے resevation کا اظہار کیا تھا کہ پولیس کے پاس جو چیز چلی جاتی ہے وہ پھر واپس نہیں ملتی۔ گزشتہ دنوں میرے ایک دوست کی ڈکیتی میں موٹر سائیکل چھین لی گئی جو دو دن کے بعد برآمد ہو گئی اور اس کے بعد جب ہم موٹر سائیکل لینے گئے تو پولیس والوں نے اس کا انجن بھی اتار لیا ہوا تھا اور ٹینکی بھی اتار لی تھی۔ دوسری میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ ہم نے یہ amendment بھی دی ہے کہ اس کی اچھی طرح سے تشہیر کی جائے۔ اس کے بارے میں لوگوں کو آگاہ کیا جائے۔ اس قانون کے لئے ٹی وی اور اخبارات کے ذریعے مؤثر تشہیر کا انتظام بھی کیا جائے۔ قانون بن جانے کے بعد پولیس والے دہاڑیاں لگانا شروع کر دیں گے۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! جو آپ نے فیصلہ کرنا ہے بیٹھ کر بات کر لینا۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئرمین! میں نے amendment دی ہوئی ہے اس پر بھی میں درخواست کروں گا کہ یالاء منسٹر یقین دہانی کرا دیں۔۔۔

جناب چیئرمین: میری بات سنیں، کسی اور ممبر کو بھی آپ بات کر لینے دیں۔ اسے پیر کو لے آئیں اس کو کر دیں گے، ٹھیک ہے۔ اب محترمہ نشاط افزا صاحبہ بات کر لیں اب میرے پاس ٹائم ہے۔ آپ اس وقت مجھ سے ناراض ہو رہی تھیں۔ آپ میری بڑی بہن ہیں، ہم آپ کا دل دکھانا نہیں چاہتے۔

محترمہ نشاط افزا: بہت شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی بڑی ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ ہم یہاں پر اپنی کوئی ذاتی بات کرنے تو آتے نہیں ہیں ہم تو اپنی عوام کی بات یہاں کرتے ہیں۔ تو میں پھر آپ کی وساطت سے راجہ بشارت صاحب کی ہی۔۔۔

جناب چیئرمین: محترمہ! وہ بات سن لی تھی اور میں نے اس پر رولنگ دے دی تھی کہ آئندہ اس پابندی پر سختی سے عملدرآمد کریں گے۔ اگر کھانا پکے گا تو ہم جا کر اس کھانے کو اٹھا کر باہر پھینک دیں گے، تشریف رکھیں میری بہن۔

محترمہ نشاط افزا: جناب چیئرمین! میں ان کو کچھ اور بات کہنا چاہ رہی تھی۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، کر لیں دو منٹ کے لئے کر لیں۔

محترمہ نشاط افزا: جناب چیئرمین! میں راجہ صاحب کی توجہ چاہتی ہوں۔ میری گزارش ہے کہ میں صرف اپنی بات نہیں کر رہی ہوں بلکہ یہ بات میں اپنے پنجاب کے آٹھ کروڑ عوام کی آہ و بکا، ان کی درد بھری چیخ ان کی نذر کرنا چاہتی ہوں۔ پھر وہی بات کہ "موضوع بہت پرانا ہے مگر سوال ایک نیا ہے۔" میں ان سے گزارش یہ کرنا چاہتی ہوں کہ ہمارے شہنشاہ نما حکمران جن تک عوام کی رسائی نہیں ہو سکتی یہ اسمبلی ہی ایک ایسا پلیٹ فارم ہے جہاں سے اپوزیشن اپنے غریب عوام کی آواز ان کے کانوں تک پہنچاتی ہے تاکہ یہ سنیں، بے شک اس پر عملدرآمد ہماری کسی بات پر نہیں ہوتا۔ 8-مارچ کو اخبار میں شہ سرخیوں سے، یہ پرانی بات ہے مگر میرا سوال ان سے نیا ہے کہ 8-اکتوبر کو اخبار میں شہ سرخیوں سے بڑی نمایاں خبر لگی کہ وزیراعلیٰ صاحب نے پتنگ بازی پر پابندی عائد کر دی ہے اور اس کے نیچے راجہ بشارت صاحب کی چھوٹی شہ سرخی میں یہ خبر نمایاں طور پر لگی کہ "خلاف ورزی کرنے والوں کے ساتھ آہنی ہاتھوں سے نمٹا جائے گا۔"

جناب چیئرمین: جی، بی بی آپ کی بات سن لی ہے۔

محترمہ نشاط افزا: نہیں جناب والا! یہ میرے آٹھ کروڑ عوام کی بات ہے۔ یہ میرا سوال ہے جو میں ان سے پوچھنا چاہ رہی ہوں مگر جناب والی! اسی رات ان کے اپنے ہی شہر راولپنڈی میں اس پابندی کے باوجود ایک معصوم بچی کا قتل ہوا۔ میں ان سے صرف یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ یہ مجھے بتائیں کہ وزیراعلیٰ پنجاب کا جو حکم نامہ ہے اس کی دھجیاں کیونکر بکھیر دی جاتی ہیں۔ ان کے حکم نامے اور ان کے فیصلے کی تعمیل کیوں نہیں ہوتی؟ اور راجہ بشارت صاحب کے آہنی ہاتھ وہ سنگلاخ تاریں کس طرح کاٹ کر ان کو مفلوج بنا دیتی ہیں کہ وہ پتنگ بازیاں اور ہر غلط کام چلتا رہتا ہے۔ میں ان سے یہ سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا ختم ہو گیا ہے اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 20-مارچ 2006 سہ پہر 3 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

803

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،20۔مارچ2006

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

1۔ سوالات

(محکمہ جات داخلہ و جیل خانہ جات)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

غیر نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

2۔ توجہ دلاؤ نوٹس

3۔ سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

1۔ مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی گاڑیاں مصدرہ 2005(۔۔۔جاری)

2۔ مسودہ قانون کریمنل پراسیکیوشن سروس (تشکیل، فرائض اور

اختیارات) پنجاب مصدرہ 2005

805

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا چوبیسواں اجلاس

سوموار، 20-مارچ 2006

(یوم الاثنین، 19- صفر المظفر 1427ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 40 منٹ
پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شوکت حسین مزاری منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری غلام رسول نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَo ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟
وَكَانُوا۟ يَتَّقُونَo لَهُمُ ٱلْبُشْرَىٰ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَفِى ٱلْءَاخِرَةِ ۚ لَا
تَبْدِيلَ لِكَلِمَٰتِ ٱللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُo وَلَا يَحْزُنكَ قَوْلُهُمْ ۘ
إِنَّ ٱلْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ۚ هُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُo

سُوْرَةُ یُونس آیات 62 تا65

سن رکھو کہ جو خدا کے دوست ہیں ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گےo (یعنی) جو لوگ ایمان لائے اور پرہیزگار رہےo ان کے لیے دنیا کی زندگی میں بھی بشارت ہے اور آخرت میں بھی۔ خدا کی باتیں بدلتی نہیں۔ یہی تو بڑی کامیابی ہےo اور (اے پیغمبر) ان لوگوں کی باتوں سے آزردہ نہ ہونا (کیونکہ) عزت سب خدا ہی کی ہے وہ (سب کچھ) سنتا (اور) جانتا ہےo

وما علینا الا البلاغo

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ داخلہ اور جیل خانہ جات کے سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایک دو سوال ہو لینے دیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

ملازمت سے نکالے گئے حبیب بنک کے ملازمین پر پولیس کا تشدد

جناب ارشد محمود بگو: میری گزارش یہ ہے کہ وقفہ سوالات شروع ہو چکا ہے لیکن میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں کہ بڑا اہم مسئلہ ہے اور پنجاب کے لوگوں سے متعلقہ ہے۔ دو ہفتے سے اخبارات میں یہ خبریں آ رہی ہیں کہ حبیب بنک کے نان کلیریکل سٹاف کے 2300 کے قریب لوگوں کو بغیر نوٹس دیئے نکال دیا گیا ہے۔ ان تمام کا تعلق پنجاب سے ہے۔ انہوں نے قلم چھوڑ ہڑتال کی ہوئی تھی۔ پرسوں لاہور میں مال روڈ برانچ پر پولیس اندر داخل ہو گئی اور وہاں پر نان کلیریکل سٹاف پر اور وہاں کے آفیسرز پر پولیس نے بہت تشدد کیا ہے۔ اس کو ایک ایس۔پی مہر طیب چیمہ کمان کر رہا تھا۔ میں حکومت سے یہ کہوں گا کہ جن بے چارے لوگوں کی روٹی چھین لی گئی ہے۔ جب حبیب بنک کی پرائیویٹائزیشن ہو رہی تھی تو کہا گیا تھا کہ کسی ملازم کو نہیں نکالا جائے گا لیکن ظلم یہ ہے کہ انہوں نے سب سے پہلی تلوار نان کلیریکل سٹاف پر چلائی ہے، جو بے چارے گن مین ہیں، جو peons ہیں اور بیس بیس سال سے بنکوں میں نوکریاں کر رہے ہیں ان کو انہوں نے ایک کک لگا کر باہر پھینک دیا ہے۔ میں وزیر قانون سے آپ کی وساطت سے کہوں گا کہ ان کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ ایک پرامن احتجاج بنک کے اندر کر رہے ہیں تو پولیس نے اندر داخل ہو کر تشدد کیا ہے اور چالیس کے قریب بنک آفیسرز اور نان کلیریکل سٹاف کو زخمی کیا ہے۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اس آفیسر کے خلاف انکوائری hold کریں۔ اگر اس نے اپنی مستی میں، جو پولیس بعض دفعہ کر جاتی ہے، اگر کیا ہے تو اس آفیسر کے خلاف کارروائی بھی ہونی چاہئے اور ایکشن بھی ہونا چاہئے۔

محترمہ فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! محمد علی نے ملک کے لئے بہت خدمت انجام دی ہے۔ ان کی وفات ہو گئی ہے۔ ان کے لئے دعائے خیر کی جائے۔

رانا آفتاب احمد خان: ابھی ان کا جنازہ نہیں ہوا اور دفنانے سے پہلے دعائے خیر نہیں ہوتی۔

جناب قائم مقام سپیکر: ابھی ان کا جنازہ نہیں ہوا۔

مسلم لیگ کے کنونشن کے لئے پولیس کے ذریعہ مسافر بسوں کو قبضہ میں لینا

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کے علم میں کوئی چیز لانا چاہتا ہوں کہ آج کے اخبار میں خبر ہے کہ آج اجلاس ختم ہو جائے گا مگر میرے بڑے بھائی راجہ صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ اس اجلاس میں لاء اینڈ آرڈر پر بھی بحث ہو گی، زراعت پر بھی بحث ہو گی اور آبپاشی پر بھی بحث ہو گی۔ اس کے بعد آج لوگ سب سے زیادہ پریشان ہیں کہ مسلم لیگ کا جو کنونشن ہو رہا ہے اس میں جو لوگ سفر کرنے والے ہیں ان کے لئے سب بسیں پکڑ لی گئی ہیں اور یہ مسئلہ وبال جان بن گیا ہے۔ آپ ضرور کنونشن کریں۔ یہ آپ کا حق ہے۔but not to be expense of persons جو کہ سفر کرتے ہیں۔ انہوں نے اگر پولیس کے ذریعے کنونشن کرنا ہے تو اس کو بجائے سیاسی کنونشن کے سرکاری کنونشن declare کریں۔ ان کے پٹواری، پولیس، کارپوریشن کے لوگ یا جو ٹیچرز ہیں ان کے ذریعے کر لیں مگر لوگ اس وقت اتنے پریشان ہیں۔ میں خود فیصل آباد سے تین آدمیوں کو ساتھ بٹھا کر لایا ہوں یہاں پر ان کی ہائی کورٹ میں تاریخ تھی۔ اس پر لاء منسٹر صاحب وضاحت فرمائیں کہ کیا یہ کنونشن سرکاری ہے یا سیاسی ہے؟ اگر یہ سیاسی ہے تو بسوں کو کرائے پر لیں اور ان کو استعمال کریں۔ اگر یہ سیکرٹری، ڈی سی او یا ایس پی ٹریفک نے کرنا ہے تو یہ زیادتی ہے۔ اس پر ضرور کچھ نہ کچھ کرنا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہوں گا کہ پہلے جناب ارشد محمود بگو صاحب نے جس واقعہ کی نشاندہی کی ہے اور کسی پولیس افسر کی زیادتی کی بات کی ہے تو پہلے ہم واقعہ کی تحقیقات کر لیں کہ کیا یہ واقعہ ہوا ہے یا نہیں لیکن اگر کسی نے یہ واقعہ کیا ہے اور اس میں اگر پولیس افسر کی زیادتی پائی گئی تو انشاء اللہ ضرور کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر! دوسری میں گزارش یہ کرنا چاہتا تھا کہ رانا آفتاب صاحب نے کنونشن کی بات کی ہے تو ایک پولیٹیکل پارٹی کا کنونشن ہے اور آپ یقین رکھیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس پر ایک پیسا بھی سرکاری وسائل سے نہیں لگائیں گے اور ہماری جماعت ہی اس پر خرچ کرے گی لیکن جہاں

تک بسوں کو پکڑنے کا تعلق ہے تو انہوں نے ایک اخباری خبر کا حوالہ دیا ہے۔ میں گزارش یہ کر رہا ہوں کہ آج 20 تاریخ ہے اور 19 تاریخ کا یہ واقعہ ہے اس لئے اخبار میں آیا ہے۔ کنونشن 23 تاریخ کو ہونا ہے اور بسیں 18 یا 19 تاریخ کو پکڑ لی ہیں یہ درست بات نہیں ہے۔ اس لئے میں رانا صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ نہ کسی ایس پی نے بس پکڑنی ہے بلکہ ہم نے خود اس کا کرایہ دینا ہے، تمام ممبران اسمبلی نے دینا ہے، ہمارے مسلم لیگ کے عہدیداروں نے کرایہ دینا ہے۔ یہ سیاسی کنونشن ہے اور سیاسی طور پر ہی کیا جائے گا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں ان کی سٹیٹمنٹ کو چیلنج کرتا ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ "Dawn" ایک بڑا authentic اخبار ہے، یہ پولیس لائن فیصل آباد میں کسی independent person سے چیک کروالیں یہاں پر اگر بسیں نہ پکڑی ہوں تو جو بھی راجہ صاحب اس کے لئے تجویز کریں گے میں اس کے لئے تیار ہوں۔ اگر through departments پکڑی گئی ہیں تو یہ غلط ہے، آپ "Dawn" اخبار کو دیکھ سکتے ہیں کہ پولیس لائن میں بسیں کھڑی ہیں اور کس طریقے سے کھڑی کی گئی ہیں۔ گوجرانوالہ میں زاہد پرویز بتا رہے ہیں کہ پولیس پکڑ کر لے جا رہی ہے۔ آپ اس کو کہیں کہ ہماری گورنمنٹ ہے اور ہم نے ہر طرح سے کنونشن کرنا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: رانا صاحب تھوڑی سی تسلی رکھیں۔ ابھی کنونشن 23 کو ہونا ہے اور آپ کو آج سے ہی problem ہونا شروع ہو گیا ہے۔ آپ تسلی رکھیں۔ سیاسی جماعتوں کے functions ہوتے رہتے ہیں، اس سے پہلے بھی ہوتے رہے ہیں اور آئندہ بھی ہوں گے۔ آپ آج ہی گرمی محسوس کر رہے ہیں۔ آپ مہربانی فرمائیں اور تسلی رکھیں۔

رانا آفتاب احمد خان: مگر آپ کنونشن پیسا دے کر کریں، ٹی ایم او سے پیسے نہ لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں categorically کہتا ہوں کہ یہ محض پوائنٹس سکور کرنے کے لئے کیا جا رہا ہے۔ ہم نے کسی سے کوئی پیسا نہیں لینا اور ہماری جماعت نے خود یہ کنونشن کرنا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: یہ انتظار کریں دودھ کا دودھ، پانی کا پانی ہو جائے گا۔

جناب ظہور احمد خان ڈاہا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی!

جناب ظہور احمد خان ڈاہا: جناب سپیکر! میں ہاؤس کی توجہ جو قاضی حسین احمد صاحب نے انٹرویو میں سٹیٹمنٹ دی ہے اس کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ انہوں نے سٹیٹمنٹ یہ دی ہے کہ وہ اسامہ بن لادن سے ملتے رہے ہیں اور اسامہ بن لادن یہاں منصورہ میں بھی آئے ہیں اور وہ پشاور میں مقیم ہیں۔ اس کے ساتھ انہوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ وہ نواز شریف کی favour کرتے تھے اور وہ نواز شریف کے لئے فنڈ بھی دینے کے لئے تیار تھے تاکہ وہ power میں آئے۔ اس قسم کے بیانات سے ہماری حکومت کو embarrassment ہوئی ہے اور اس قسم کی سٹیٹمنٹ سے آئندہ ہمارے ملک کو بھی نقصان پہنچ سکتا ہے تو میں ایم ایم اے کی لیڈر شپ سے گزارش کروں گا کہ خدا کے لئے اس قسم کی سٹیٹمنٹ سے پرہیز کریں تاکہ ملک کو مزید نقصان نہ پہنچے۔ شکریہ

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! یہ اسامہ کس کی پیداوار ہے، کس نے اسامہ کو پیدا کیا؟ اسامہ تو خود یہاں لایا گیا اور اس کو بسایا گیا اور تمام این جی اوز اس کو بلاتے تھے، ملتے تھے اور وہاں اجلاس ہوتے تھے۔ اب یہ کہتے ہیں کہ اسامہ زہر بن گیا ہے۔ سب سے پہلے مجاہد کو کس نے وہاں stand کیا، امریکہ نے خود support کیا، امریکہ نے خود اسلحہ دیا، روس کے خلاف جو بھی کارروائی ہوتی تھی وہ امریکہ کے ذریعے ہوتی تھی۔ آج انہی مجاہدین کو دہشت گرد کہا جا رہا ہے۔ ان کو آج اس بات کی بڑی تکلیف ہو رہی ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میری دو گزارشات ہیں۔ ایک جس کے پرہیز کرنے کی طرف انہوں نے توجہ دلائی ہے لیکن اس سے پہلے جو کنونشن ہو رہا ہے اسی جگہ پر جماعت اسلامی نے کنونشن کے لئے درخواست دی تھی، باقاعدہ اس کی ہمیں اجازت دی گئی اور ہماری جماعت اسلامی کا کنونشن ہونے سے دو تین دن پہلے اجازت ختم کر دی گئی اور ہمیں تمام چیزیں اٹھا کر آدم خیل جانا پڑا۔ کیا یہ مینار پاکستان صرف سرکاری پارٹی کے لئے ہے، کیا دوسری پارٹیوں کو سیاسی کام کرنے کی اجازت نہیں ہے؟ [******************]

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

---

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ صاحب! آپ بڑے عرصے بعد آئے ہیں، کہاں تھے آپ؟

ایک آواز: دبئی سے آئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اچھا ماشاء اللہ۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ آج مسلم لیگ پاکستان (ق) کے جنرل سیکرٹری نے فرمایا ہے کہ نواز شریف صاحب کو ہمارے ساتھ اتحاد کرنا چاہئے اور اگر وہ ہمارے ساتھ اتحاد کریں تو اس پر ہم خوشی محسوس کریں گے۔ آج یہ (ق) لیگ والے دوست جو ہمارے سامنے بیٹھے ہیں، یہاں پر یہ نواز شریف کی بڑی مخالفت کرتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ نواز شریف ہمیں چھوڑ کر بھاگ گیا ہے، ہم نے اس کو نہیں چھوڑا۔ میں آج ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ آپ کو چھوڑ کر بھاگ گیا ہے تو آج جب آپ کی حکومت ختم ہونے والی ہے، آخری سانس لے رہی ہے آج ان کو نواز شریف پھر بہت پیارا لگ رہا ہے۔ آج (ق) لیگ والے یہ سن لیں کہ نہ (ن) لیگ نے آپ کو ٹکٹ دینا ہے، نہ پیپلز پارٹی نے آپ کو ٹکٹ دینا ہے اس کے بعد آپ دوبارہ اسمبلی میں نہیں آسکتے، نہیں آسکتے۔

وزیر زراعی مارکیٹنگ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر زراعی مارکیٹنگ: جناب سپیکر! میری آپ کی وساطت سے گزارش یہ ہے کہ محترم راجہ ریاض صاحب تازہ تازہ دبئی یاترہ کرکے آئے ہیں تو بہت زیادہ charge لگتے ہیں۔۔۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! مجھے فخر ہے میں جس پارٹی میں پہلے دن تھا آج بھی اسی میں ہوں۔ یہ جو جیتے ہیں یہ اس جانور کا سارا گوشت کھا چکے ہیں، اب ہڈیاں آئی ہیں تو یہ چھوڑ کر بھاگنے والے ہیں۔

وزیر زراعی مارکیٹنگ: جناب سپیکر! میں راجہ صاحب کی خدمت اقدس میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ہماری قسمتوں کے فیصلے انہوں نے نہیں کرنے، وہ ہماری لیڈر شپ نے کرنے ہیں اور ہم نے کرنے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ محترم احسان اللہ وقاص صاحب نے ڈاہا صاحب کی بات پر defend کیا تو میری گزارش ہے کہ آئی ایس آئی اس ملک کا ایک بہت ہی ذمہ دار اور حساس ادارہ ہے اس کے بارے میں انہوں نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں وہ حذف کئے جائیں۔

جناب صبغت اللہ چودھری (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چودھری صاحب!

جناب صبغت اللہ چودھری (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہوں گا کہ صاحبان ممبر و محراب آج بر دشتہ ہیں اور ان کا ماضی ہمارے سامنے ہے۔[*********]

جناب قائم مقام سپیکر: تمام غیر پارلیمانی الفاظ کو میں حذف کرتا ہوں۔ جو بھی بحث کریں اس میں ایک دوسرے کے احترام کا خیال رکھیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

ٹرانسپورٹ کے کرایہ میں اضافہ

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! جس طریقے سے میرے بھائی نے یہاں پر گفتگو کی اس کا مجھے افسوس ہو رہا ہے۔ اتنے پڑھے لکھے آدمی ہو کر، اتنی پڑھی لکھی اسمبلی ہے تو بجائے اس کے کہ عوام کے کسی مسائل پر بات کی جاتی۔ میں آپ کی توجہ ایک اہم موضوع کی جانب دلانا چاہتی ہوں۔ ٹرانسپورٹ منسٹر یہاں پر تشریف فرما نہیں ہیں شاید میری بات ان تک پہنچ جائے۔ آج تک ٹرانسپورٹ کا کرایہ جس حد تک بڑھا ہے وہ انتہائی تکلیف دہ ہے۔ ویسے تو مہنگائی نے ہی عوام کی کمر توڑ دی ہے مگر ایک ہفتے میں پرائیویٹ بسوں کے دو دفعہ کرائے بڑھے ہیں۔ یہاں پر ٹرانسپورٹ منسٹر تو موجود نہیں ہیں شاید ان کے سیکرٹری وغیرہ موجود ہوں تو میں ان سے عرض کروں گی کہ ایک سٹاپ پر پانچ روپے تک کرایہ بڑھا ہے۔ خواتین جو صبح سویرے گھر سے نکلتی ہیں اور ڈیفنس اور ماڈل ٹاؤن کے گھروں میں کام کرتی ہیں۔ وہ زیادہ سے زیادہ پندرہ سو روپے کماتی ہیں۔ آپ سوچیں کہ جب ان کو ایک ہزار روپے کرایہ دینا پڑے گا تو وہ باقی اخراجات کیسے پورا کریں گی؟ میں وزیر صاحب سے درخواست کروں گی کہ براہ مہربانی وہ تمام ٹرانسپورٹ جنہوں نے بے تحاشہ کرائے بڑھائے ہیں، جن ٹرانسپورٹ کمپنیوں نے ایک سٹاپ کا کرایہ پانچ روپے تک بڑھایا ہے ان کو سختی سے ہدایت کی جائے کہ وہ اپنے کرائے ایک ماہ پہلے جو کرایہ تھا اس پر لے کر آئیں۔ نہ تو ان کے پاس کوئی روٹ ہے اور نہ ہی کرایہ نامہ ہے۔ جب ان کا جی چاہتا ہے وہ کرایہ بڑھا دیتے ہیں۔ اس طریقے

---

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

سے غریب آدمی جس کی کمر پہلے ہی مہنگائی کی وجہ سے ٹوٹی ہوئی ہے باقی رہی سہی کسر ٹرانسپورٹ والوں نے پوری کر دی ہے۔ راجہ بشارت صاحب جو کہ یہاں پر تشریف فرما ہیں ان سے میری مودبانہ گزارش ہے کہ براہ مہربانی! ٹرانسپورٹ کے محکمہ کو یہ درخواست کریں کہ غریبوں پر اتنا بوجھ نہ ڈالیں کہ وہ تو پہلے ہی چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ کرایہ کی حد وہاں پر واپس جائے جو پہلے تھی۔ اس ہفتے میں دو دفعہ کرایہ بڑھا ہے۔ میں یہ چاہوں گی کہ راجہ صاحب کھڑے ہو کر کم از کم ان غریب لوگوں کی تسلی کے لئے دو الفاظ بول دیں۔ صبح کے وقت جب میں آتی ہوں تو بس میں غریب عورتیں جیسے رو رہی ہوتی ہیں اس کا آپ اندازہ نہیں کر سکتے۔ شکریہ

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

حویلی کورنگاں ملتان میں آتشزدگی کے واقعہ میں ہلاک ہونے والوں کے لواحقین کو حکومتی اعلان کے باوجود مالی امداد میں تاخیر

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں ایک اہم issue کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ملتان کے اخبارات میں ایک خبر چھپی ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ لاہور کے لوگوں کی موٹر سائیکلیں جنوبی پنجاب کے لوگوں کی زندگیوں سے بھی اہم ہیں۔ نیچے لکھا ہے کہ 21۔ ستمبر 2005 کو حویلی کورنگاں میں ایک منی سینما میں آتشزدگی کا واقعہ ہوا۔ اس واقعہ میں 20 بچے اور 2 جوان افراد ہلاک ہو گئے۔ ٹوٹل 22 ہلاکتیں ہوئیں۔ ہلاک ہونے والوں کی عمریں 10 سال سے 15 سال کے قریب تھیں۔ چھ بچے موقع پر ہلاک ہوئے جبکہ باقی بچے نشتر ہسپتال میں عدم توجہی کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔ حادثے کے ایک ماہ بعد حکومتی امداد کا اعلان ہوا جو عیدالفطر پر ملنا تھی۔ ڈی آئی جی ملتان نے عید سے دو روز قبل حویلی کورنگاں آ کر پولیس فنڈز سے ایک ایک ہزار روپے عیدی، سویاں اور چینی دی اور کہا کہ جونہی حکومتی امداد آئی آپ کو مل جائے گی۔ اس حادثے کو ساڑھے پانچ ماہ گزر گئے ہیں مگر حکومتی لاپرواہی کا مظاہرہ یہ ہے کہ فروری 2006 میں لاہور ریلی کے دوران جن کے موٹر سائیکل جلے ان کو چند دن میں نئی موٹر سائیکلیں دے دی گئیں جس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ جو لوگ ملتان کے اس واقعہ میں ہلاک ہو گئے ہیں، کئی ماہ گزر گئے ہیں، متاثرین کو ایک ایک ہزار روپے دیئے گئے ہیں۔ میں حکومت پنجاب سے یہ

گزارش کرتا ہوں کہ جس طرح حکومت نے ان کی امداد کا اعلان کیا تھا ان کو ضرور امداد فراہم کریں۔

دوسری بات یہ ہے کہ بجٹ سے پہلے آج اجلاس کا آخری دن ہے۔ بجٹ اجلاس میں اکثر جنوبی پنجاب کے لوگوں کا یہ مطالبہ ہوتا ہے۔ ان میں سے کچھ مجھ جیسے بولنے والے ہوتے ہیں اور کچھ متاثرین ہوتے ہیں لیکن وہ چپ رہتے ہیں۔ انہی میں سے ایک نے مجھے کہا ہے کہ بات کرتے جاؤ۔ میری گزارش ہے کہ اس دفعہ بجٹ بناتے وقت جنوبی پنجاب کی محرومیوں کے پیش نظر ماضی کے برعکس اگر زیادہ فنڈ رکھ دیئے جائیں تو میرا خیال ہے کہ اس سے موجودہ حکومت کا بول بالا ہوگا اور اگر جنوبی پنجاب کے کسی نمائندے کو بھی بجٹ سازی میں شریک کر لیا جائے اور ان کو بھی اگر اعتماد میں لے لیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے نہ صرف ہماری محرومیاں ختم ہوں گی بلکہ ان کی بھی نیک نامی ہوگی۔ شکریہ

محترمہ پروین مسعود بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ پروین مسعود بھٹی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتی ہوں کہ آج بھی وزیر تعلیم تشریف نہیں رکھتے۔ میں نے اپنا سوال دیا تھا جو کہ ایک سال کے بعد آیا۔ اس میں چونکہ ایک گھنٹہ ہوتا ہے اور کئی محکمے سوالات میں ہوتے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ ایک دن میں ایک محکمہ ہی رکھا کریں۔ میرا ایک سوال تھا کہ جب بھرتی کے لئے درخواستیں لی جاتی ہیں تو درخواستوں کے فارم کے ساتھ تقریباً سو روپیہ لیا جاتا ہے اور بعض اوقات اس سے بھی زیادہ لیتے ہیں۔ میں نے سوال یہ کیا تھا کہ اس سو روپیہ کو ختم کیا جائے۔ یہاں پر انہوں نے circular ساتھ لگایا ہوا ہے کہ ہم نے یہ آرڈرز تمام محکموں کو دیئے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ حکومت کے بڑے بلند بانگ دعوے ہیں کہ ہم نے یہ کر دیا وہ کر دیا، ابھی یہاں پر بات ہو رہی تھی کہ انہوں نے ایجوکیشن کے حوالے سے بہت ساری پالیسیاں بنائی ہیں۔ یہاں پر جو پالیسی بنائی گئی ہے اس پر ابھی تک عملدرآمد نہیں ہوا۔ پچھلے دنوں میوزیم میں درجہ چہارم کی جو بھرتیاں ہوئی ہیں ان سے بھی پیسے لئے گئے۔ جب آپ ایک Rule بناتے ہیں تو اس پر عملدرآمد کیوں نہیں ہو سکتا؟ یہاں پر ابھی بحث ہو رہی تھی کہ نواز شریف دور میں کچھ نہیں کیا گیا۔ نواز شریف دور کا پتا چلتا ہے کہ انہوں نے موٹروے بنایا، انہوں نے سائیکل رکشا کو ختم کیا، انہوں نے ایجوکیشن میں گھوسٹ سکولوں کو ختم کیا۔ اس حکومت نے کیا کیا؟ آج میں کہتی ہوں کہ یہ اپنے ہی قانون بناتے ہیں اور ان پر بھی

عملدرآمد نہیں ہو رہا۔ یہ میرا معاملہ نہیں ہے، یہ بہت سے لوگوں کا مسئلہ ہے جو کہ پہلے ہی بے روزگار ہوتے ہیں اور انہیں فارموں کے ساتھ پیسے دینے پڑتے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے کہوں گی کہ اس قانون پر عملدرآمد کیوں نہیں ہوا؟

سوالات

(محکمہ جات داخلہ و جیل خانہ جات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ اب وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔

جناب محمد وقاص: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 1400 ہے۔

قابل ضمانت جرم کے قیدیوں کے لئے ضمانت کا انتظام

*1400 **جناب محمد وقاص:** کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اڈیالہ جیل راولپنڈی میں جنوری 2003 تک کتنے ایسے ملزمان قید ہیں جن کا جرم قابل ضمانت ہے لیکن ان کے لئے ضمانت کا انتظام کرنے والا کوئی نہیں ہے؟

(ب) اگر ایسے کچھ قیدی ہیں جن کے لئے ضمانت کا انتظام نہیں تو کیا حکومت ان کے لئے کوئی متبادل سوچ رہی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات

(الف) اڈیالہ جیل راولپنڈی میں جنوری 2003 تک 60 ایسے حوالاتی بند ہیں، جن کے جرائم قابل ضمانت ہیں، ان کی ضمانت کا بندوبست کرنے والا کوئی نہ ہے۔

(ب) جہاں تک حکومتی اقدامات کا تعلق ہے مورخہ 30۔ نومبر 2002 کو فاضل جسٹس علی نواز چوہان لاہور ہائی کورٹ راولپنڈی بنچ راولپنڈی نے جیل ہذا کا دورہ کیا اور 406 حوالاتی جو قابل ضمانت جرائم میں ملوث تھے کو شخصی ضمانت پر رہا کر دیا۔

اس کے علاوہ ہر ماہ کے آخری جمعتہ المبارک کو راولپنڈی اور اسلام آباد کے سیشن جج صاحبان اڈیالہ جیل راولپنڈی کا دورہ کرتے ہیں اور معمولی جرائم میں ملوث حوالاتیوں کو جن کی ضمانت دینے والا کوئی نہ ہو ذاتی مچلکہ جات پر جیل سے رہا کر دیا جاتا ہے۔

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! ہمارے جیل خانہ جات کے وزیر محترم نوانی صاحب کا ایک اچھا پارلیمانی role ہے۔ اور میرا حسن زن بھی ہے کہ وہ ایک اچھے وزیر بھی ہیں۔ میں ان کی توجہ چند چیزوں کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ پچھلے مہینے پانچ دن کے لئے مجھے خود اڈیالہ جیل جانا پڑا۔ اس لئے میرے پاس first hand information ہے۔ میں نے یہ جو سوال کیا تھا کہ اڈیالہ جیل میں کتنے ایسے قیدی یا حوالاتی ہیں کہ جن کو ضمانت پر رہا کیا جا سکتا ہے لیکن ان کے لئے کوئی ضامن نہیں ہے۔ اس وقت اڈیالہ جیل کی صورتحال یہ ہے کہ اس میں 1900 قیدیوں کی گنجائش ہے جبکہ 5500 قیدی اس میں موجود ہیں۔ گویا تین گنا زیادہ قیدی ہیں۔ ہمارا اندازہ یہ ہے کہ پانچ سے چھ سو قیدی ایسے ہیں کہ جن کو رہا کیا جا سکتا ہے۔ جن کا کوئی زیادہ جرم نہیں بنتا۔ جن کے کوئی ضامن میسر نہیں ہیں لیکن اس کے لئے ابھی تک جس طرح انہوں نے کہا لیکن یہ بہت کم ہے۔ اگر جس طرح پچھلے ہمارے پرائیویٹ ممبرز ڈے پر جسٹس آف پیس کے حوالے سے ایک بات آئی تھی کہ تمام ممبران اسمبلی کو جسٹس آف پیس کا درجہ دیا جائے تو میری ان سے یہ گزارش ہو گی اور یہ اس طرف بھی بات کریں کہ کیا یہ ہو سکتا ہے ممبران اسمبلی جن کا یہ استحقاق ہے کہ وہ اپنی جیل کو inspect کر سکتے ہیں، کیا انہیں یہ اختیار دیا جا سکتا ہے کہ وہ اپنی ذاتی ضمانت پر معمولی جرم میں ملوث لوگوں کو رہا کرا سکیں؟ اس پر جواب دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر جیل خانہ جات!

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! میرے بھائی نے یہ سوال کیا ہے کہ آیا کسی پرائیویٹ آدمی یا کسی ایم پی اے کو کسی ملزم کی رہائی کا اختیار دیا جا سکتا ہے؟ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ کورٹس کا معاملہ ہے اور کورٹس اسی لئے بنتی ہیں کہ کوئی کیس چھوٹا ہو یا کوئی گھناؤنی قسم کا، ان کو کورٹس ہی deal کرتی ہیں تو میں اسے دیکھ لیتا ہوں لیکن مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اس طرح کے اختیارات کسی ایک ordinary person کو مل سکتے ہیں۔ میری سمجھ سے یہ بات بالاتر ہے۔ اگر جسٹس آف پیس میں کوئی اس طرح کی پروویژن ہوئی تو ہم اس کو دیکھ لیتے ہیں اور پھر اس پر بات کر لیتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! believe کہ وقاص صاحب کا جو سوال ہے اور انہوں نے جو اس کو construe کیا ہے in the answer, the Minister for prsions has given اس پر تھوڑا سا difference ہے۔ اگر 1900 قیدی ہیں اور اس میں 1900 قیدی رکھنے کی گنجائش ہے اور 5500 افراد جیل کے اندر موجود ہیں جن میں petty جرائم والے ایسے لوگ موجود ہیں جن کی ضمانت صرف کوئی شخص دے تو اس کی ضمانت ہو سکتی ہے۔ Definitely it's a court matter لیکن اس کا طریق کار وضع ہے۔ اگر اس میں community public service interaction راولپنڈی شہر کے اندر اڈیالہ جیل ہے، راولپنڈی شہر کے ڈسٹرکٹ ناظم، راولپنڈی شہر کے لاء منسٹر، راولپنڈی شہر کے عوامی نمائندوں پر مشتمل ایک ایسی باڈی بنا دیں جو 50 سے لے کر 100 افراد پر محیط ہو اور جو لوگ معاشرے کے اندر ایک reputation رکھتے ہوں، قابل عزت لوگ ہوں تو یہ پریکٹس اس وقت کم از کم 80 سے 90 ممالک کے اندر adopt ہو چکی ہے---

وزیر خوراک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کیا پارلیمانی سیکرٹری کوئی ضمنی سوال پوچھ سکتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ انہوں نے سوال نہیں کیا بلکہ وہ اس چیز کی وضاحت کر رہے ہیں۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! تجویز دیں تو سر آنکھوں پر۔ ویسے وہ ضمنی سوال نہیں پوچھ سکتے۔ میں نے رولنگ مانگی ہے---

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب سپیکر! That is a lack of my knowledge اگر ایسا تھا تو مجھے پتا نہیں تھا۔ I am sorry for that.

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی نے کہا کہ ان پڑھ آدمی ہیں جناب! معاف کر دیں)

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر اس پر میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ میرے بھائی ملک محمد احمد خان نے بہت اچھی بات کی ہے۔ ہمارا ڈیپارٹمنٹ ہر مہینے کے آخر میں یا عموماً جمعہ کے دن سیشن جج کیونکہ ماہانہ انہوں نے ایک دفعہ جیل کا visit کرنا ہوتا ہے اور جب بھی وہ visit کرتے ہیں تو ہم انہیں request کرتے ہیں اور میں نے خاص طور پر اپنے ڈیپارٹمنٹ کو کہا ہے کہ جب بھی سیشن جج صاحب اپنے tour پر آئیں تو انہیں request کریں اور پوری ایک لسٹ دیں کہ یہ معمولی جرم میں ملوث لوگ ہیں لہذا آپ ان کی ضمانتیں لے لیں اور وہ ان کی ضمانتیں لیتے ہیں اور ایک دفعہ اسی اڈیالہ جیل میں جسٹس چوہان صاحب گئے تو ہمارے سپرنٹنڈنٹ جیل نے انہیں request کی کہ اتنے لوگ اس جیل میں پڑے ہیں۔ آپ آج اس کے visit پر آئے ہیں تو اگر آپ حکم صادر فرمائیں تو کافی لوگ cases سے bail out ہو سکتے ہیں تو انہوں نے ایک دن میں 406 آدمیوں کو bail out کیا اور اسی طریقہ سے ہر مہینے کے آخر میں 100,150,200 تک لوگ bail out ہوتے ہیں۔ ہم یہ کام کرتے ہیں اور regularly اس بات پر ہماری توجہ ہے اور ہم کر رہے ہیں۔

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! سوال کے جز (الف) میں جواب دیا گیا ہے کہ اڈیالہ جیل میں جنوری 2003 تک 60 ایسے حوالاتی بند ہیں جن کے جرائم قابل ضمانت ہیں لیکن ان کی ضمانت دینے کے لئے بندوبست کرنے والا کوئی نہیں۔ میں راجہ بشارت صاحب کی توجہ اس طرف چاہوں گا کہ جس وقت کوئی بھی مجرم bailable offence میں پکڑا جاتا ہے تو اس کو 24 گھنٹے کے اندر اندر مجاز عدالت میں پیش کرنا ہوتا ہے۔ مجسٹریٹ یا جوڈیشل آفیسر کے سامنے جب کسی ملزم کو پیش کیا جاتا ہے تو کیا وہ اس وقت کسی کا شخصی ضمانت نامہ نہیں لے سکتا یا اسے لینا چاہئے کہ اگر سات بندے اڈیالہ جیل میں بند ہیں اور کوئی بھی جج صاحب ہفتہ یا پندرہ دن بعد جاتے ہیں تو اتنی دیر تو وہ حبس بے جا میں رہے گا تو کیا یہ ہو سکتا ہے کہ جج ایک bailable offence میں اگر کسی بندے کے پاس ضامن نہیں ہے۔ اگر وہ کورٹ میں جا کر پیش ہوتا ہے تو جوڈیشل مجسٹریٹ اس وقت اس کو کہے گا کہ آپ اپنا شخصی ضمانت نامہ دیں تو میں آپ کو ریلیز کر دیتا ہوں تو کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ نہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر جیل خانہ جات!

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! آپ کو بھی پتا ہے کہ جب جوڈیشل ریمانڈ پر لوگ جاتے ہیں تو وہ جیل میں جاتے ہیں اور جب ان کا کیس ٹرائل ہوتا ہے تو تب وہ کورٹس میں جاتے ہیں یا ان کی کوئی bail apply ہو تب ان کی bail ہوتی ہے۔ جن آدمیوں کا یہ ذکر کر رہے ہیں چونکہ یہ پرانا جواب آیا ہوا ہے لیکن اس وقت تو وہ bail out بھی ہو گئے ہیں اور میں ہاؤس کی انفارمیشن کے لئے بتاتا چلوں کہ ہر مہینے، یہ میں نے پچھلے مہینے کی انفارمیشن لی ہے کہ 179 لوگ معمولی جرائم میں ملوث تھے تو جب سیشن جج جیل میں visit پر گئے تو سپرنٹنڈنٹ نے انہیں request کی تو 179 لوگوں کی انہوں نے bail لی۔ ہم اس بات پر کام کرتے ہیں کیونکہ جس طرح یہ بات کر رہے ہیں کہ انہیں کورٹ میں پیش کیا جائے۔ کورٹ میں پیش کرنا جیل ڈیپارٹمنٹ کا کام نہیں ہے کیونکہ کورٹس کا ایک طریق کار ہے کہ جب کورٹس میں ملزم پیش ہوتے ہیں تو judicial remand پر انہیں جیل میں بھیجا جاتا ہے۔ جب بعد میں کوئی ان کی bail apply کرے گا تو تب وہ bail out ہوں گے یا ان کا کیس ٹرائل ہو گا تو تب عدالت میں پیش ہوں گے۔ ویسے وہ روزانہ تو پیش نہیں ہوتے۔

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! یہ جواب نہیں بنتا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جو آپ سوال کر رہے ہیں اسی کا جواب انہوں نے دیا ہے۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: شکریہ۔ جناب سپیکر! جز (ب) کے اندر جواب دیا گیا ہے کہ فاضل جسٹس علی نواز چوہان صاحب نے 406 حوالاتی جو قابل ضمانت جرائم میں ملوث تھے، کو شخصی ضمانت پر رہا کر دیا۔ قابل ضمانت اور ناقابل ضمانت law کے اندر کسے کہتے ہیں کہ جو ان کے اندر Judiciary کا حق ہے کہ وہ انہیں bail پر رہا کر دے یا نہ کرے۔ قابل ضمانت وہ ہیں جنہیں Judiciary کبھی بھی جیل نہیں بھیج سکتی سوائے اس کے کہ وہ bail bond نہ دیں۔ اس میں ملزم کو ایک اور رعایت یہ ہوتی ہے کہ کوئی متعلقہ تھانہ کا ایس ایچ او بھی ضمانت پر رہا کر سکتا ہے۔ یہ 406 حوالاتی ایسے ہیں جو ایک ایک سال یا اس سے زائد عرصہ بھی جیل میں پڑے رہے ہوں گے اور ان کا کوئی ضمانت دینے والا نہیں ہے۔ اب جب اس کا ٹرائل ہو گا تو ممکن ہے کہ کسی کو

سزا تو دو سال ہو یا کسی کو 15 دن یا دو ماہ یا تین ماہ کی ہو۔ جیل اتھارٹیز جیل مینوئل کے تحت پابند ہوتے ہیں کہ جس قیدی کو جس بھی دفعہ کے تحت وہ جیل میں ہے وہ اس کی رپورٹ سیشن جج کو کریں کہ یہ ایک معمولی جرم کے اندر جس کی possibility یا maximum punishment وہ ایک سال، چھ مہینے یا تین مہینے ہے تو یہ صرف bail bond کی وجہ سے جیل میں پڑا ہوا ہے۔ جیل اتھارٹیز according to Jail Manual سیشن جج کو مطلع نہیں کرتیں تو اخبارات میں بار بار آتا ہے کہ دو سال سے ایک فرد اس جرم کے اندر جو قابل ضمانت ہے جیل میں پڑا ہوا ہے جس کا کوئی ضمانت نامہ دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ وزیر موصوف سے سوال یہ ہے کہ ایسے کیس جن کی law کے اندر زیادہ سے زیادہ سزا چھ ماہ ہے اور وہ دو، دو سال یا ڈیڑھ سال یا سات ماہ یا چار مہینے سے جیل میں پڑے ہوئے ہیں جن پر maximum اگر جرم ثابت ہو جائے تو اس کی سزا چھ ماہ ہے۔ اگر جیل کا سپرنٹنڈنٹ یا اتھارٹی ان کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں کہ maximum سزا سے زیادہ۔ میں اس کی مثالیں دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بات سمجھ میں آ گئی ہے۔ اس کا جواب منسٹر دیں گے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! مجھے یہ بات سمجھ نہیں آئی کہ یہ تو پراسیکیوشن کا کام ہے اور جیل والوں کا تو کام ہی نہیں ہے۔ ہمارے پاس تو جو آدمی آتا ہے ہم نے اس کو رکھنا ہے۔ جب اس کی bail ہو گی اور اس کا پروانہ آئے گا تو ہم نے اسے باہر بھیج دینا ہے۔ جب پروانہ آئے گا کہ اس کو سزا کر دی ہے تو اس کے مطابق ہم نے deal کرنا ہے لیکن میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ ہم اس میں پورا contribute کرتے ہیں اور ڈیپارٹمنٹ والے کوشش کرتے ہیں کیونکہ سیشن جج پر لازم ہے کہ وہ جس ضلع کا بھی ہو اس ضلع کی جیل کو inspect کرے اور وہ rules کے مطابق پابند ہے۔ جب وہ آتا ہے تو ہم request کرتے ہیں اسی لئے تو میں نے کہا ہے کہ پچھلے ایک مہینے میں 180 آدمی bale out ہوئے ہیں۔ یہ میں نے فروری کی بات کی ہے تو یہ ہمارے ڈیپارٹمنٹ کی effort ہے تو تب ہی 180 آدمی bail out ہوئے ہیں اور ہم جس طرح یہ کوشش کرتے ہیں یہ اس کوشش کا نتیجہ ہے کہ میں نے ایک جیل اڈیالہ کی مثال دی کہ پچھلے مہینے میں ہم نے 180 آدمی bail out کروائے ہیں۔ میں خود بھی بہت کوشش کرتا ہوں اور ڈیپارٹمنٹ کو direct کرتا ہوں کہ یہ جو چھوٹے اور معمولی کیسز ہیں ان پر آپ خود نوٹس لیا کریں اور ان کو request کیا کریں۔ سیشن جج جب ہر مہینے visit کرتا ہے تو ہم اس کے نوٹس میں لاتے ہیں اور وہ کیس کی نوعیت کو دیکھتے

ہوئے اس پر عملدرآمد کرتے ہیں۔ یہ صرف کورٹ کا معاملہ ہے ہم300آدمیوں کے نام recommendکرتے ہیں اس میں سے یہ ڈیڑھ سو لے لیتے ہیں اور ڈیڑھ سو نہیں لیتے ہم ان کو directتو کر نہیں کر سکتے۔ ہمارا ڈیپارٹمنٹ باقاعدگی کے ساتھ ہر مہینے فہرستیں کورٹس میں بھیجتا ہے اور ہم ان کے کیس کی نوعیت اور جرم کورٹس میں بھیجتے ہیں وہ آگے کورٹ کا کام ہے کہ اس میں کیا ایکشن لیتا ہے، ہم تو ان کو صرفinformہی کر سکتے ہیں ان کوdirectنہیں کر سکتے۔

جناب احسان الحق نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ 406قیدی جیل میں موجود کل قیدیوں کا 15فیصد بنتے ہیں۔ آپ اندازہ کریں ہماریwrit of governmentکا کہ 15فیصد وہ لوگ ہیں جن کا کوئی والی وارث نہیں ہے اس لئے وہ جیل میں پڑے ہوئے ہیں۔ میں اس میں دو باتیں quoteکروں گا۔ دنیا کے اندر دو لاء چلتے ہیں ایک وہcriminalکے قوانین جو اسلام نے دئیے ہیں ایک وہ ہیں جوGreek Mythologyسے لئے جاتے ہیں۔ اگر قاضی سو مجرموں کو غلطی کرتے ہوئے چھوڑ دے تو یہ جرم کم ہے اس جرم سے جس میں قاضی غلطی کرتے ہوئے ایک بے گناہ کو سزا دے دے یہی ایک حدیث مبارکہ میں آتا ہے سوال یہ ہے کہ اگر سیشن جج نے ماہانہ دورے کے اندر صحیح کام کر کے بے گناہ اور معمولی گناہ کے لوگوں کو جیلوں سے نکالا ہوتا تو ایک جیل میں سے ایک ہائی کورٹ کے جج کو چار سو چھ قیدی نکالنے نہ پڑتے اس میں سیشن جج اور سپرنٹنڈنٹ جیل نے وہ کردار ادا نہیں کیا جو جیل مینوئل کے اندر ہے کہday by dayسپرنٹنڈنٹ جیل ایک ایک قیدی کا مکمل جائزہ لے اس کے جرم کا، اس کے ٹرائیل کا اور اس کی دفعات کا آیا جس جرم کے اندر یہ قیدی جیل میں پڑا ہوا ہے اس کی زیادہ سے زیادہ سزا کیا ہے اور وہ کب سے یہاں پڑا ہوا ہے۔ ہماری یہاںwrit of governmentیہ ہے کہ چار سو چھ قیدی اور ممکن ہے کہ ان میں سے کچھ قیدی ہوں جو قابل ضمانت جرم کی دفعات کے اندر ڈیڑھ سال، سات مہینے، آٹھ مہینے اور نو مہینوں سے جیل میں پڑے ہوں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس پر میرے خیال میں کافی تفصیل سے بات ہو چکی ہےI thinkاس پر actہو چکا ہے اور اس پر عمل ہو رہا ہے۔ باقی آپ جتنے ایم پی ایز صاحبان موجود ہیں آپ بھی کسی غریب کی اگر اعانت کرنا چاہیں تو You can move an application to the Judge and also make a requestکہ اتنے لوگ اس جیل میں ناحق پڑے ہیں یا ان کی قید کب تک بنتی ہے۔ اس کوtakeoverکر لیں اس میں آپ اپنا وکیل رکھ کر ان کی مدد کر

سکتے ہیں۔ یہ بس ہو گیا ہے اب اگلا سوال ارشد محمود بگو کا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2319 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

سیالکوٹ میں پولیس سٹیشنز سے علیحدہ قائم تفتیشی سنٹرز کی تفصیل

*2319 جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے تفتیشی سیل کو محکمہ پولیس سے علیحدہ کرنے کا اعلان کیا ہے اگر ایسا ہے تو یکم جنوری 2002 سے آج تک ضلع سیالکوٹ میں تفتیشی سنٹرز کو محکمہ پولیس سے علیحدہ کرنے کے لئے حکومت نے کتنے فنڈز فراہم کئے اور یہ فنڈز کہاں کہاں استعمال ہوئے؟

(ب) ان میں سے کتنے فنڈز خرچ ہوئے اور کتنے ابھی تک خرچ نہیں ہوئے؟

(ج) اس ضلع میں آج تک کتنے اور کون کون سے تفتیشی سنٹرز کو تھانہ جات سے علیحدہ جگہ فراہم کی گئی ہے؟

(د) اگر ابھی تک کسی بھی تفتیشی سنٹر کو تھانہ سے علیحدہ جگہ نہیں دی گئی تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت نے تفتیشی سیل کو محکمہ پولیس سے علیحدہ کرنے کا اعلان کیا ہے۔ ضلع سیالکوٹ کی پولیس کے تفتیشی سیل کو مالی سال 03-2002 میں برائے انوسٹی گیشن مبلغ -/2398000 روپے الاٹ ہوئے، اس رقم میں سے مبلغ -/526814 روپے آج تک درج ذیل تفصیل کے مطابق خرچ ہوئے ہیں۔

1۔	تھانہ بیگوالہ	-/26101 روپے
2۔	تھانہ سول لائن	-/58038 روپے
3۔	تھانہ سمبڑیال	-/48710 روپے
4۔	تھانہ بمبانوالہ	-/32990 روپے
5۔	تھانہ کوتوالی	-/34800 روپے
6۔	تھانہ صدر سیالکوٹ	-/37740 روپے

7-	تھانہ سول لائن	-/7675روپے
8-	تھانہ موترہ	-/6450روپے
9-	بمبانوالہ	-/19250روپے
10-	تھانہ رنگ پورہ	-/41590روپے
11-	تھانہ نیکاپورہ	-/81970روپے
12-	تھانہ کینٹ	-/53235 روپے
13-	تھانہ سٹی ڈسکہ	-/55520روپے
14-	تھانہ صدر سیالکوٹ	-/23790روپے

(ب) ٹوٹل فنڈ مبلغ -/2398000روپے میں سے مبلغ -/526814روپے خرچ ہوئے اور بقایا رقم مبلغ -/1871186 روپے ابھی تک خرچ نہ ہوئی ہے۔

(ج) ضلع ہذا میں ہر تھانہ میں تفتیشی سٹاف علیٰحدہ علیٰحدہ تعینات کیا گیا ہے اور تمام تفتیشی سنٹرز تھانہ جات میں بنائے گئے ہیں۔ البتہ ڈی ایس پی تفتیشی کو علیٰحدہ دفتر فراہم کیا گیا ہے۔

(د) تھانہ میں تفتیشی سنٹر کو تھانہ سے علیٰحدہ کوئی جگہ نہ دی گئی ہے کیونکہ کوئی دیگر سرکاری عمارت نہ ہونے کی وجہ سے تمام تفتیشی سنٹرز تھانہ جات میں بنائے گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ضمنی سوال؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں نے جز(ب) میں یہ پوچھا تھا کہ یہ جو انہوں نے ہمیں investigation کا تحفہ دیا ہے اور آپریشن پولیس کو علیٰحدہ علیٰحدہ کیا ہے لیکن حالت یہ ہے کہ ابھی تک یہ محسوس بھی نہیں ہوتا ہے کہ انوسٹی گیشن کے پاس جا رہے ہیں یا آپریشن پولیس کے پاس جا رہے ہیں؟ میں نے ان سے سوال پوچھا تھا کہ ایک سال میں آپ نے سیالکوٹ کی پولیس انوسٹی گیشن کو کتنا فنڈ دیا ہے تو انہوں نے کہا کہ ہم نے ٹوٹل فنڈ 23 لاکھ 98 ہزار روپے انوسٹی گیشن کو دیا ہے اور جو ٹوٹل خرچ ہوا ہے وہ 5 لاکھ 26 ہزار 8 سو چودہ روپے ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ انہوں نے ایک سال میں کتنے فیصد انوسٹی گیشن پر خرچ کیا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس کو ورک آؤٹ کیا جا سکتا ہے، اس کی total allocation سے جو خرچ ہوا ہے اس کو نکالیں تو اس کی average نکل آئے گی۔ ابھی میں کمپیوٹر لے کر یہاں نہیں کر سکتا وہ تو دونوں figures ان کے پاس موجود ہیں اس کو ورک آؤٹ کیا جا سکتا ہے لیکن ہم نے آپ کی اطلاع کے لئے اس سوال کو update کرتے ہوئے نہ صرف 03-2002 بلکہ 06-2005 تک کے figures دیئے ہیں اور میں آپ سے یہ توقع کر رہا تھا کہ آپ مجھ سے latest پوچھیں گے کہ کیا اس میں بتدریج اضافہ ہوا ہے یا نہیں تو اس کے لئے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پہلے سال خرچ میں ضرور کمی تھی لیکن بعد میں جس طرح انوسٹی گیشن کو علیحدہ کیا گیا اس طرح سے اس کا خرچ بھی بڑھتا گیا اور اگر آپ ملاحظہ فرمائیں جو میں آپ کو update کرتے ہوئے کہہ رہا ہوں کہ 04-2003 میں 20 لاکھ 38 ہزار روپے allocate کیا گیا تھا اس میں سے 20 لاکھ 30 ہزار روپے خرچ ہوئے۔ 05-2004 میں 21 لاکھ 6 ہزار روپے allocate کیا گیا تھا اس میں سے 13 لاکھ 94 ہزار روپے خرچ ہوئے ہیں۔ 06-2005 میں 29 لاکھ روپے allocate ہوئے ہیں اور ابھی تک وہ چل رہے ہیں اور سال مکمل ہونے تک اس کا جواب دے دیا جائے گا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا راجہ صاحب سے particular سوال یہ تھا کہ انہوں نے پہلے سال 93 فیصد خرچ کیا۔ چلیں! یہ پہلا سال تھا لیکن اب راجہ صاحب نے جو figures دی ہیں وہ بھی کوئی اچھی پوزیشن نہیں ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ inefficiency ہوتی ہے یہ کوئی efficiency نہیں ہے کہ جب آپ کو ایک بجٹ allocate کیا جاتا ہے اگر وہ بجٹ خرچ نہیں ہوتا تو یہ بھی اس محکمے کی نااہلی ہوتی ہے۔ یہ مجھے آخری figure بتا دیں کہ 2006 میں کتنے فیصد خرچ کیا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس وقت تک 29 لاکھ روپے ہم نے allocate کیا ہے اور update میں اس لئے نہیں دے سکتا کہ جب سال مکمل ہو گا پھر ہم تمام تھانوں سے figures لیں گے اور پھر بتا سکیں گے کہ اس کی کتنی percentage خرچ ہوئی ہے کیونکہ یہ بجٹ چل رہا ہے اور 30۔ جون تک چلنا ہے اس لئے 30۔ جون سے پہلے یہ نہیں دی جا سکتی۔ دوسری بات میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح آپ نے فرمایا ہے کہ یہ فنڈز اگر کوئی محکمہ زیادہ خرچ کرے تو اس کی efficiency ہوتی ہے، یہ کوئی ڈویلپمنٹ کے فنڈز نہیں ہیں جو ہم نے ہر مہینے اس کی percentage دیکھنی ہو کہ اتنا آپ نے خرچ کرنا تھا وہ آپ نے نہیں کیا بلکہ یہ فنڈز ہر تھانے

کو دیئے جاتے ہیں۔ ملزمان کی خوراک کے لئے، سٹیشنری کے لئے اور اگر کوئی پٹواری سے نقشہ بنوانا ہے تو اس کی فیس دینے کے لئے اور بعض دفعہ چھوٹے موٹے اخراجات ہوتے ہیں ان کے لئے یہ پیسے دیئے جاتے ہیں اس لئے اس میں یہ presume کر لینا کہ کل مختص شدہ رقم خرچ نہیں ہوئی اس سے گورنمنٹ یا ڈیپارٹمنٹ کی efficiency میں کوئی فرق آتا ہے اس سے یہ تاثر مناسب نہیں ہے کیونکہ یہ اخراجات non development کے ہیں، یہ کوئی development کے اخراجات نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال جناب محمد وقاص صاحب کا ہے۔

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2008 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

قیدیوں کی فلاح و بہبود کے لئے N.G.Os کا کردار

*2008 جناب محمد وقاص: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا قیدیوں کو بنیادی انسانی ضروریات کی فراہمی اور صاف ستھرا ماحول فراہم کرنے کے لئے N.G.Os سے مدد لی جا سکتی ہے؟

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ایسی کتنی N.G.Os یہ کام کر رہی ہیں؟

(ج) حکومت اس سلسلے میں N.G.Os کو ترغیب دینے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات

(الف) یہ درست ہے کہ بنیادی انسانی ضروریات کی فراہمی اور صاف ستھرا ماحول فراہم کرنے کے لئے جیل انتظامیہ سہولیات اسیران کو مہیا کرتی ہے۔ اس کے علاوہ بعض این۔جی۔اوز بھی وقتاً فوقتاً اسیران کو سہولیات کے لئے معاونت کرتی رہتی ہیں۔

(ب) ایسی۔این جی۔اوز اور فلاحی ادارے جو اسیران کی فلاح و بہبود کے لئے کام کر رہے ہیں ان کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) حکومت ایسی این جی اوز کو ترغیب دینے کے لئے انہیں جیلوں میں جا کر اسیران سے ملنے کی اجازت بمطابق جیل قوانین دیتی ہے اور ان کے فلاح اسیران اقدامات کو سراہا جاتا ہے۔ مزید برآں میڈیا بھی اچھے کام کروانے والوں کی تشہیر کرتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ این جی اوز جن کے متعلق میں نے سوال کیا تھا کہ کیا ان سے مدد لی جا سکتی ہے؟ جز (الف) ہے کہ کیا قیدیوں کو بنیادی انسانی ضروریات کی فراہمی اور صاف ستھرا ماحول فراہم کرنے کے لئے این جی اوز سے مدد لی جا سکتی ہے تو انہوں نے جواب دیا ہے کہ بنیادی انسانی ضروریات کی فراہمی جیل کی انتظامیہ کرتی ہے۔ جواب میں پہلا حصہ جو ہے کہ "بنیادی انسانی ضروریات کی فراہمی اور صاف ستھرا ماحول فراہم کرنے کے لئے جیل انتظامیہ سہولیات اسیران کو مہیا کرتی ہے"۔ یعنی بنیادی ماحول فراہم کرنا جیل کا کام ہے لیکن میں وزیر صاحب سے گزارش کروں گا کہ مثلاً بنیادی سہولت ایک میڈیکل کی ہے، کیا جیل میں ہسپتال ہوتا ہے؟ میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ جیلوں کے اندر اور خاص طور پر پنڈی اڈیالہ جیل میں ایک ایک بیڈ پانچ ہزار روپے ماہانہ پر فروخت ہوتا ہے۔ وہاں پر مریض نہیں رہتے بلکہ جو قیدی ہیں اور جن کے پاس پیسے ہوتے ہیں، وہ جیل سپرنٹنڈنٹ، ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کو پانچ ہزار روپے ماہانہ رشوت دیتے ہیں اور اپنے آپ کو جیل میں admit کرا لیتے ہیں۔ ایسی صورتحال کے تدارک کے لئے آپ کیا کہنا چاہیں گے؟

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! میں اس سے انکار نہیں کرتا کہ اس معاشرے میں کرپشن ہے اور اگر میں اس بات سے straight away back out کروں تو میں سمجھتا ہوں کہ کوئی آدمی یہ بات تسلیم نہیں کرے گا۔ یہ ہمارے معاشرے کا ایک ناسور ہے جو ہر آدمی کی سمجھ میں آتا ہے کہ ہر ڈیپارٹمنٹ میں چاہے کوئی پرائیویٹ ہے یا سرکاری اس میں کرپشن ہے لیکن ہم بحیثیت ڈیپارٹمنٹ اور بحیثیت منسٹر پوری کوشش کرتے ہیں اور خاص طور پر موجودہ گورنمنٹ نے اور چیف منسٹر نے بہت کوشش کی ہے کہ جیل ریفارمز کے نام پر بہت بڑی تبدیلیاں جیلوں میں کی ہیں۔ اس میں خوراک ہے، ہم نے اس کو مکمل طور پر تبدیل کر دیا ہے، ابھی کوئی بھی میرا دوست اگر visit کرے تو وہ یہ ضرور کہے گا کہ اس میں بہتری پہلے سے بہت زیادہ ہے اب خوراک بہت زیادہ بہتر ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح میں میڈیکل کی بات کرتا ہوں۔ میڈیکل میں بھی ہم نے بہت سارے اقدامات اٹھائے ہیں اور ان سے کچھ نہ کچھ بہتری ضرور آئی ہے، جس طرح میرے بھائی ذکر فرما رہے ہیں کہ بیڈ بکتے ہیں اور وہاں پیسے لئے جاتے ہیں۔ ہم اپنی طرف سے ایمانداری سے کوشش کرتے ہیں اور پورے ڈیپارٹمنٹ میں ہم اس بات کی کوشش کر رہے ہیں کہ ان باتوں کو

ختم کیا جائے۔ میں یقین سے یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ اگر بہت زیادہ کمی نہیں تو تھوڑی کمی اس کرپشن میں، اس ڈیپارٹمنٹ میں آئی ہے لیکن اگر اس طرح کا کوئی particular caseان کے ذہن میں آئے اور ان کے نوٹس میں ہے تو یہ مجھے بتائیں ہم اس پر سختی سے نوٹس لیں گے، اس پر ایکشن لیں گے۔ اس طرح کہ اگر کل میں جب بھی کسی جیل کے visitپر جاتا ہوں تو میں وہاں ان قیدیوں کو کہتا ہوں کہ آپ مجھے خط لکھا کریں۔ اس سے بہت زیادہ informationملتی ہے۔ آپ یقین کریں کہ جو خط مجھے لکھے جاتے ہیں ان پر میں ایکشن کرتا ہوں۔ ایک high rank officersکی میں انکوائری کراتا ہوں اور اس پر ایکشن بھی لیا جاتا ہے اور جو ڈیپارٹمنٹ کے high ranksکے لوگ ہیں اگر جب بھی کوئی بات ان کے نوٹس میں آتی ہے تو وہ بھی اس پر ایکشن لیتے ہیں۔ ہم اس بات کو اس طرح acceptنہیں کرتے کہ چونکہ معاشرے میں کرپشن ہے اس لئے ہم اس پر خاموش ہو کر بیٹھ جائیں، ہم خاموش ہو کر نہیں بیٹھتے، ہمارے نوٹس میں جو بھی بات آتی ہے ہم اس کا ایکشن لیتے ہیں اور اس کے خلاف بھرپور کوشش کرتے ہیں کہ اس طرح کے واقعات رونما نہ ہوں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: ضمنی سوال۔ جناب سپیکر! انہوں نے این، جی، اوز کی لسٹ کا جو پیپر دیا ہے اس میں 46 این، جی، اوز دی ہیں۔ اس میں آپ دیکھیں کہ 38 این، جی، اوز فیصل آباد کی ہیں۔ باقی پورے پنجاب کی آٹھ این، جی، اوز ہو گئیں۔ میرا ان سے ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا ملتان کی جیل کے لئے، بہاولپور کی جیل کے لئے، اب بننے والی وہاڑی کی جیل کے لئے یا ڈی، جی، خان کی جیل کے لئے اگر ان کے پاس کوئی این، جی، اوز آ کر رجسٹرڈ ہونا چاہیں تو محترم وزیر جیل خانہ جات کیا اس بات کی یقین دہانی کرائیں گے کہ اگر وہ ان کے معیار پر پورا اتریں تو یہ ان کو رجسٹرڈ کر کے ان این، جی، اوز کو بھی یہ موقع فراہم کریں گے کہ وہ جا کر اپنی اپنی جیلوں میں، اپنے علاقے کے لوگوں کی خدمت کر سکیں؟

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! ہم تو کوشش کرتے ہیں اور اس میں کوئی Northیا South کی بات نہیں ہے۔ اگر وہاں بھی کوئی این، جی، اوز صدیقی صاحب لے کر آنا چاہیں اور وہ کام کرنا چاہیں تو ہم ان کو welcomeکرتے ہیں، ہم تو ان کو encourageکرتے ہیں اور بڑی supportکرتے ہیں۔ جیلوں میں جو بھی کسی طریقے سے بھی ہمارا کوئی ہاتھ بٹائے گا تو ہم ان کو کیوں discourageکریں گے؟ ہم تو ان کو encourageکرتے ہیں اور کوئی آدمی انفرادی طور پر بھی

میرے پاس آتا ہے تو اسی وقت میں آئی، جی کو ہدایت کرتا ہوں کہ ان کے ساتھ بیٹھ کر اگر یہ کوئی اچھا کام کرنا چاہتا ہے تو ان کو welcome کریں اور ان کو پوری طرح facilitate کریں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اگلا سوال محترمہ زیب النساء قریشی!

محترمہ زیب النساء قریشی: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2811 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

دربار داتا صاحب کی حدود و گردونواح سے جرائم پیشہ افراد کا خاتمہ

*2811 محترمہ زیب النساء قریشی: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) دربار حضرت داتا گنج بخش کے احاطہ میں اور ارد گرد جرائم پیشہ افراد معصوم بچوں اور بچیوں کو ورغلاء کر اغوا کی وارداتوں کی روک تھام کے لئے حکومت اور دربار انتظامیہ نے کیا اقدامات کئے ہیں؟

(ب) دربار پر قائم پولیس چوکی نے 1999 سے آج تک اس ضمن میں کتنے مقدمات درج کئے ہیں، کتنے مجرم پکڑے گئے۔ تمام تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) دربار حضرت داتا گنج بخش ؒ کے گردونواح میں اغواء بچگان کی واردات کے انسداد کے لئے پولیس چوکی داتا دربار کے ملازمین اور لیڈیز فورس کی دربار کی حدود، احاطہ، بازار اور تمام گیٹ ہائے پر باوردی اور سفید پارچہ جات میں ڈیوٹی لگائی جاتی ہے جو جرائم پیشہ افراد پر کڑی نگاہ رکھتے ہیں۔ علاوہ ازیں محکمہ اوقاف کے گارڈز اور خادمین بھی اس سلسلہ میں ڈیوٹی سرانجام دیتے ہیں۔

(ب) سال 1999 سے آج تک اغواء بچگان کے سلسلہ میں 4 مقدمات درج ہوئے ہیں۔ جن میں کوئی ملزم گرفتار نہ ہوا ہے۔ درج شدہ مقدمات کی تفصیل ذیل ہے۔

I۔ مقدمہ نمبر 377 مورخہ 99-09-08 جرم 363 ت۔ پ تھانہ لوئر مال لاہور عدم پتا مورخہ 2000-01-25

II۔ مقدمہ نمبر 552 مورخہ 99-12-13 جرم 363 ت پ تھانہ لوئر مال لاہور عدم پتا مورخہ 2000-03-28

III- مقدمہ نمبر 720 مورخہ 15-01-2000 جرم 365 ت۔پ تھانہ لوئر مال لاہور، اخراج مورخہ 29-10-2000

IV- مقدمہ نمبر 508 مورخہ 18-08-99 جرم 363 ت۔پ تھانہ لوئر مال لاہور زیر تفتیش۔

محترمہ زیب النساء قریشی: ضمنی سوال۔ جناب سپیکر! سوال کے جواب جز (الف) میں انہوں نے یہ لکھا ہے کہ "دربار حضرت داتا گنج بخش رح کے گردونواح میں اغواء بچگان کی واردات کے انسداد کے لئے پولیس چوکی داتا دربار کے ملازمان اور لیڈیز فورس کی دربار کی حدود، احاطہ، بازار اور تمام گیٹ ہائے پر باوردی اور سفید پارچہ جات میں ڈیوٹی لگائی جاتی ہے جو جرائم پیشہ افراد پر کڑی نگاہ رکھتے ہیں"۔ میں عرض کروں گی کہ اس کے باوجود یہاں ابھی بھی جرائم ہوتے رہتے ہیں اور بہت سارے ایسے واقعات ہوئے ہیں۔ میں نے خود ان کو دیکھا ہے کہ لڑکیوں کو اغواء کر کے لوگ لے جاتے ہیں۔ کیا اس کے علاوہ محکمہ کوئی اور انتظامات یہاں کرنا چاہے گا؟

دوسرا اس سوال کے جواب جز (ب) میں انہوں نے لکھا ہے کہ "سال 1999 سے آج تک اغواء بچگان کے سلسلہ میں 4 مقدمات درج ہوئے ہیں جن میں کوئی ملزم گرفتار نہ ہوا ہے۔" میں نے خود دیکھا ہے، میں اندر وہاں گئی تھی، ایک لڑکے کو اندر بند کر رکھا تھا اور میں نے جب پوچھا کہ یہ کون لڑکا ہے تو انہوں نے بتایا کہ اس نے بچے کو اغواء کیا ہے۔ اس لڑکے نے خود یہ بتایا تھا کہ میں بچے کو یہاں نہر پر پانی پلانے کے لئے لے کر جا رہا تھا تو اس طرح کے واقعات آئے دن ہوتے رہتے ہیں اور داتا دربار میں ہزاروں کے حساب سے لڑکیاں، بچے اور عورتیں آتی رہتی ہیں تو یہاں آپ کون سے ایسے اقدامات کر رہے ہیں کہ لوگوں کو سہولت میسر ہو لیکن ابھی تک میں تو اس سے مطمئن نہیں ہوں کہ جو وہاں کے حالات ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! پہلی گزارش تو یہ ہے کہ اس میں update figures جو ہیں وہ یہ ہیں کہ اس وقت تک بچوں کے اغواء سے متعلق 12 مقدمات درج کئے گئے ہیں اور 12 میں سے 5 چالان ہوئے ہیں، بچے برآمد ہوئے ہیں۔ 2 مقدمات خارج ہوئے ہیں اس لئے کہ وہ بے بنیاد مقدمات تھے، 5 ابھی تک زیر تفتیش ہیں، اس سلسلے میں کام ہو رہا ہے اور بچوں کی تلاش کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ دوسری میں اس سلسلے میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ

جس طرح محترمہ نے فرمایا ہے کہ حکومت نے اس سلسلے میں مزید اقدامات کیا کئے ہیں؟ میں معذرت کے ساتھ تھوڑا سا تفصیل کے ساتھ جواب دینا چاہوں گا کہ آج سے کچھ عرصہ پہلے چائلڈ پروٹیکشن بیورو کے نام سے وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک ادارہ قائم کیا تھا اور اس ادارے کا مقصد یہ تھا کہ بے سہارا بچوں کو وہاں پر پناہ دی جاتی ہے، ان کو رہائش اور تعلیم وغیرہ کی سہولیات دی جاتی ہیں۔ اس ادارے کے ذمہ بھی یہ کام لگایا گیا تھا کہ وہ داتا دربار پر ان بچوں کو خاص طور پر وہاں پر جو بے سہارا پھر رہے ہوتے ہیں اور جو کہ سب سے زیادہ vulnerable ہوتے ہیں، جن کو وہاں سے اکیلا دیکھ کر اغواء کر لیا جاتا ہے ان بچوں کو وہاں سے اپنی تحویل میں لے اور پھر ان کی بہتر تعلیم اور سہولیات کے لئے اقدامات کرے۔ اس سلسلے میں اس وقت تک ادارہ ہذا نے 23 بچے وہاں سے لئے ہیں۔ ان کے والدین سے باقاعدہ رابطہ کیا ہے اور اس وقت وہ بچے اس چائلڈ پروٹیکشن بیورو میں باقاعدہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ان کی نگہداشت گورنمنٹ آف پنجاب اس خصوصی ادارے کے ذریعہ سے کر رہی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت پنجاب کا ایک احسن اقدام تھا کہ ہم نے یہ بات نہ صرف پولیس پر چھوڑی ہے بلکہ اس کے لئے ایک علیحدہ ادارہ قائم کیا ہے اور جو ادارہ اب بہتر طور پر کام کر رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ادارے کے قیام کے بعد وہاں پر بچوں کے اغواء کی وارداتیں کم ہوئی ہیں اور اس میں مزید آگے چل کر انشاء اللہ تعالیٰ کمی آئے گی۔

حاجی محمد اعجاز: ضمنی سوال۔ جناب سپیکر! یہ حضور داتا گنج بخش کے گردونواح کی بات ہو رہی ہے تو میں آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ وہاں دربار کے ارد گرد جتنی بھی گلیاں ہیں، وہاں اتنی زیادہ منشیات فروخت ہوتی ہے اور منشیات استعمال کی جاتی ہے، کیا حکومت کوئی ایسا کام کرنا چاہتی ہے کہ وہاں پر جو لوگ منشیات فروخت کرتے ہیں یا منشیات استعمال کرتے ہیں اس پر کوئی پابندی لگائے یا اس کا کوئی ایسا تدارک کرے کہ وہاں منشیات بکیں اور نہ وہاں پر کوئی منشیات استعمال کرے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ یہ سوال چونکہ specifically بچوں کے اغواء سے متعلقہ تھا لہذا میں نے اس کا specific جواب دیا ہے لیکن محترم اعجاز صاحب نے جس طرح فرمایا ہے کہ وہاں پر گلیوں میں جو منشیات فروخت ہوتی ہیں اس سلسلے میں بھی پولیس کو کارروائی کرنی چاہئے تو میں ان سے گزارش یہ کرتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس بابت ضرور کارروائی ہو گی۔ ہوم سیکرٹری صاحب بیٹھے ہیں، متعلقہ حکام بھی بیٹھے ہیں وہ اس کا نوٹس لیں گے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ پولیس کو خصوصی طور پر یہ task دیا جائے گا

کہ وہاں جو لوگ اس قسم کے جرائم میں ملوث ہیں ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ راجہ صاحب نے ابھی بڑی وضاحت کی ہے مگر میں ان کے علم میں اضافہ کرتا ہوں کہ میرے پاس یہ ایک weekly cutting edge magazine ہے۔ اس میں یہ لکھا ہے کہ police patronizing drug peddlers اس magzaine میں انہوں نے تھانہ وار drug paddlers کے نام لکھے ہیں۔ آخر میں کیپیٹل پولیس آفیسر کی طرف سے لکھا گیا ہے، اس نے کہا ہے کہ We will see it ہم interrogate کریں گے، دیکھیں گے، یہ میں آپ کو بھجوا رہا ہوں، شاید آپ کی نظر سے نہ گزرا ہو۔ آپ اس کو دیکھیں کہ انہوں نے تھانہ وار by name تفصیلاً لکھا ہے۔ مثلاً یہاں لکھا ہے کہ They are selling drugs in the areas of رمضان عرف جانی، لیاقت، عاشق Garden Town Police Station. یعنی انہوں نے باقاعدہ تھانہ وار لکھا ہوا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: چونکہ آج کا سوال بچوں کے اغواء سے متعلق تھا اسی لئے میں نے اسی بابت specifically جواب عرض کیا ہے لیکن میں مشکور ہوں کہ آپ یہ بات ہمارے notice میں لائے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں ضرور کارروائی کی جائے گی۔ شکریہ

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! دوسرا بھی ہے کہ:

> There is another alarming situation "flesh trade flourishing in Pakistan"

یہ جو skin trade ہو رہا ہے یہ بھی لے لیں، اس میں بھی کافی لوگوں کے نام ہیں۔ یہ بھی آپ کے علم میں آ جائے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے کچھ informations دینا چاہوں گی کہ چائلڈ پروٹیکشن بیورو نے جنوری 2006 سے لے کر اب تک تقریباً 26 gangs کو unearth کیا ہے۔ اس میں 14 کے خلاف انکوائری ہو رہی ہے۔ اس کے علاوہ 25 کے قریب بچوں کو داتا دربار کے احاطے سے protective custody میں لیا گیا ہے اور ان کی دیکھ بھال اب بیورو کر رہا ہے۔ شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور داخلہ: This is not a supplementary question یہ ایک point of explanation ہے otherwise it was an

honour of Ch Iqbal Sahib وہ ہمارے بڑے سینئر ممبر ہیں۔

There is nothing confined in the rules that a Parliamentary Secretary cannot ask a question. It is just a question of tactics that how we take it.

Anyway بات اس لئے کرنا چاہوں گا، نوانی صاحب تک تو ہم یہ بات پہلے پہنچا چکے ہیں۔ یہ بات بچوں کے اغواء سے متعلقہ ہے اور جیل کے ساتھ بھی متعلقہ ہے یعنی یہ interrelated بات ہے۔ یہ تینوں چیزیں Public Service Community, Stewards, Community Public Service پچاس سے زیادہ ملکوں پر مشتمل ہمارے Parliamentary Precedents کی کتاب نیچے لائبریری میں موجود ہے۔ پچاس سے زیادہ ممالک جہاں پر پارلیمنٹ قائم ہے جہاں پر elected representatives ہوتے ہیں وہاں پر بھی community service ہے۔ اس community service کا کیا کام ہے؟ جیسے جیل میں 1900 قیدیوں کی گنجائش ہے لیکن 5500 اندر بند ہیں، petty matters میں لوگ بند ہیں۔ community service کے لئے وہاں کی responsible گورنمنٹ نے، ایڈمنسٹریشن نے جو 50 لوگ depute کئے ہیں وہ 50 لوگ وہاں پر جائیں، دیکھیں کہ جو لوگ وہاں سے نکالے جا سکتے ہیں انھیں نکالیں۔ monthly basis پر ان کو نکال کر ان کا ایک data محکمہ جیل اور محکمہ ہوم کو بھجوا دیں۔ This was the point which I wanted to raise۔ اس کو اگر ضمنی سوال سمجھ لیا گیا تو I am sorry for that کیونکہ being part of the government وہ بات غلط تھی۔ And its a point of explanation. دوسری میری گزارش یہ ہے کہ whatever we take it کہ محکمہ جیل میں کرپشن ہوتی ہے یا نہیں؟ But this is on record منسٹر صاحب جب بات کرتے ہیں تو پھر اسے ہم explanation کے طور پر prolong کر دیتے ہیں۔ This is on record this time کہ محکمہ جیل کے اندر کرپشن واقعتاً کم ہو چکی ہے۔ اس کا ریکارڈ یہی weekly cutting edge magazine ہے جو ابھی ابھی رانا صاحب نے وزیر قانون کو دیا ہے اسی کے اندر موجود ہے۔ Because they are the one who are investigating these type of things اسی weekly cutting edge magazine کے اندر محکمہ جیل میں جو کرپشن

میں کمی واقعہ ہوئی ہے اس کی انہوں نے اپنے پچھلے شمارے میں ضلع وار تفصیل دی ہے کہ محکمہ جیل کے اندر کرپشن میں کمی واقع ہوئی ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! سوال نمبر 2075، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ جناب میں بھی اس بات کی تائید کرتا ہوں کہ جیل میں کرپشن کم ہوئی ہے اور کھانے کا معیار بھی بہتر ہوا ہے۔

کوٹ لکھپت اور کیمپ جیل میں قیدیوں کی گنجائش اور موجودہ صورتحال کی تفصیل

***2075 سید احسان اللہ وقاص:** کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کوٹ لکھپت اور کیمپ جیل میں کتنے قیدی رکھنے کی گنجائش ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کی جیلوں میں بند قیدیوں کی تعداد گنجائش سے کم از کم تین گنا زیادہ ہے؟

(ج) موت کی سزا کے قیدی کی رہائشی کوٹھڑی کا رقبہ کیا ہے؟ نیز ایک کوٹھڑی میں کتنے قیدی رکھے جاتے ہیں؟

(د) موت کے قیدی کو دن میں کتنی بار کوٹھڑی سے باہر نکالا جاتا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف)

i۔ سنٹرل جیل لاہور میں اسیران رکھنے کی گنجائش 1043 ہے جبکہ اس وقت اس جیل میں 3969 اسیران مقید ہیں۔

ii۔ اسی طرح ڈسٹرکٹ /کیمپ جیل میں اسیران رکھنے کی گنجائش 994 ہے جبکہ اس جیل میں 2956 اسیران مقید ہیں۔

(ب) اس وقت پنجاب کی جیلوں میں اسیران رکھنے کی کل گنجائش 17637 ہے جبکہ پنجاب بھر کی جیلوں میں تقریباً 3 گنا اسیران کی گنجائش سے زیادہ مقید ہیں۔ اس سلسلہ میں حکومت پنجاب نے موجودہ جیلوں میں توسیعی پروگرام اور نئی جیلوں کی تعمیر کا مندرجہ ذیل کام شروع کیا ہوا ہے۔

i۔ حکومت پنجاب نے مالی سال03-2002میں مبلغ103.700ملین روپے کی خطیر رقم مختص کی ہے۔ جیلوں میں32عدد سزائے موت کے کمرے (Death Cell)اور2 اضافی بارکوں کی تعمیر کا کام شروع کیا ہوا ہے۔ مزید برآں اضافی غسل خانوں / لیٹرینوں میں اضافے کی سہولیات بھی تکمیل کے مراحل میں ہیں۔ اس کے علاوہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ اور وہاڑی میں نئی جیلوں کی تعمیر مالی سال04-2003میں مکمل ہونے کی توقع ہے۔ مزید برآں ضلع لیہ اور بھکر میں نئی جیلوں کی تعمیر اگلے مالی سال میں شروع ہونے کی توقع ہے۔

(ج) سزائے موت کے قیدی کی رہائشی کوٹھڑی کا رقبہ 10x12 ہے۔ جیل مینوئل کے قاعدہ نمبر332کے تحت ایک کوٹھڑی میں صرف ایک قیدی سزائے موت کو رکھا جاتا ہے لیکن گنجائش کی کمی کی وجہ سے مقررہ تعداد سے زائد قیدی سزائے موت بھی مقید ہیں جس کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اضافی تعمیر برائے کوٹھڑی سزائے موت زیر تعمیر ہیں۔ جن کا ذکر جز(ب) میں درج ہے۔

(د) قیدی سزائے موت کو دن میں دو بار ٹہلائی کے لئے کوٹھڑی سے باہر نکالا جاتا ہے۔ یعنی پاکستان پریژن رولز1978کے قاعدہ نمبر340(I)کے تحت صبح کے وقت آدھا گھنٹہ اور شام کو گنتی بند ہونے سے قبل آدھا گھنٹہ ٹہلائی اور جسمانی ورزش کے لئے سہولت مہیا کی جاتی ہے تاکہ ان اسیران کی صحت برقرار رہے۔

(اذان عصر)

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! ضمنی سوال کرنے سے پہلے عرض کرتا ہوں کہ آج ہماری گیلری میں جناب اسحاق ڈار صاحب جو کہ ہمارے اسی ہاؤس کے منتخب سینیٹر ہیں تشریف لائے ہیں اور جناب پرویز ملک صاحب تشریف لائے ہیں۔ میں دل کی گہرائیوں سے ان کا خیر مقدم کرتا ہوں۔

(معزز اراکین حزب اختلاف کی طرف سے ڈیسک بجا کر مہمانوں کا خیر مقدم کیا گیا)

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! کافی تفصیل سے جواب دیا گیا ہے۔ جز(ج) میں، میں سزائے موت کے قیدیوں کے بارے میں concern ہوں اور اس کے بارے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے جواب کے مطابق سزائے موت کی کوٹھڑی 10x12 فٹ کی ہوتی ہے۔ اس

میں کم از کم چھ افراد رکھے جاتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ 17 افراد ہیں۔ سزائے موت کی کوٹھڑی میں 12 یا 17 افراد لیٹا تو ایک طرف رہا وہ وہاں سارے کے سارے بیٹھ بھی نہیں سکتے، وہ اتنی چھوٹی جگہ ہے۔ اس جواب میں لکھا گیا ہے کہ 24 گھنٹوں میں صرف دو دفعہ ٹہلائی کے لئے ان کو نکالا جاتا ہے تو میں یہ ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ جیل انتظامیہ کے لئے ممکن ہے کہ رولز کو relax کر کے سزائے موت کے قیدیوں کو اپنی بیرک کے احاطہ کے اندر سارا دن باہر نکلنے کی اجازت دی جائے؟

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! میرے جذبات بھی اسی طرح ہیں جیسا کہ احسان اللہ وقاص صاحب کے ہیں۔ میرا بھی یہی ذہن ہے کہ جس طریقے سے سزائے موت کے قیدیوں کو رکھا جاتا ہے وہ قابل رحم ہے۔ یہ ان کے ساتھ انتہائی بے انصافی ہے۔ death cell کے لئے ہمارے رولز میں یہ provision ہے کہ ایک قیدی ایک death cell میں رہ سکتا ہے لیکن اب وہاں ایک سیل میں 12/13 بلکہ 15 قیدی ہیں۔ جب ہم ان پر سختی کرنے کے لئے رولز پر سختی کرتے ہیں تو جہاں انھیں سہولت دینے کی بات ہے تو ہمیں وہاں بھی انصاف کرنا چاہئے۔ میں یہ بات admit کرتا ہوں اور جو احسان اللہ وقاص صاحب کے جذبات ہیں میرے ان سے بھی زیادہ ہیں کہ محکمہ کی طرف سے ان لوگوں کے ساتھ بہت زیادتی ہو رہی ہے۔ رولز کے مطابق ایک death cell میں ایک قیدی کو رکھنا چاہئے لیکن یہ معاملہ کوئی ایک دن کا نہیں ہے بلکہ اس میں پچھلے 50/55 سال کی ہسٹری ہے۔ اب ہماری حکومت نے اس پر خاص توجہ دے کر اس پر بہت زیادہ بجٹ allocate کیا ہے۔ death cell میں اضافہ کیا ہے 12/13 نئی جیلیں بنا رہے ہیں تاکہ over population کو دور کیا جائے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں نے ان سے گزارش کی ہے کہ اگر rules میں یہ لکھا ہوا ہے کہ death cell میں سزائے موت کا صرف ایک قیدی ہونا چاہئے لیکن انہوں نے rules کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ایک ایک death cell میں 12 سے 17 تک قیدی رکھے ہوئے ہیں۔ رولز میں یہ لکھا ہوا ہے کہ قیدی کو ٹہلائی کے لئے آدھ گھنٹہ صبح اور آدھ گھنٹہ شام کو نکالا جائے گا تو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ رولز relax کر کے ان کی صحت اور ان کی ذہنی سطح بہتر بنانے کے لئے اس کو ٹھڑی سے نکال کر سارا دن اسی احاطہ میں رکھنے کے لئے تیار ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے اس معاملے میں وضاحت کر دی ہے کہ وہ آپ کی اس بات سے متفق ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے اس پر پارلیمانی سیکرٹری مہر فضل سمرا صاحب کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائی تھی اور ان کے ذمے لگایا تھا کہ آپ ان تمام رولز کو دیکھیں اور جہاں جہاں رولز میں ترمیم کرنے کی ضرورت ہو ان میں ترمیم کی سفارش کریں۔ اب ان کی سفارشات آ گئی ہیں اور انہوں نے سب سے زیادہ death cells میں جو سزائے موت کے قیدی ہیں ان کے بارے میں اپنی سفارشات تجویز کی ہیں کہ ان کے رولز میں ترمیم کی جائے۔ انہوں نے آج ہی مجھے بتایا کہ انہوں نے اپنی سفارشات بھجوا دی ہیں۔ ان کے ساتھ جو زیادتی ہو رہی ہے یہ آج کی گورنمنٹ نہیں کر رہی آبادی بڑھتی گئی اور کسی گورنمنٹ نے بھی اس کا کوئی سدباب نہیں کیا لیکن ہم accommodation بڑھانے کے لئے سدباب کر رہے ہیں اور رولز میں ترمیم کرنے کی بھی کوشش کر رہے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ ان کو سہولیات دی جائیں۔ میں جب جیل visit پر گیا تو میں نے خود ان سے کہا کہ آپ تو یہاں بیٹھ نہیں سکتے تو سوتے کیسے ہیں؟ لیکن ہماری مجبوری یہ ہے کہ ان قیدیوں کو سزائے موت ہوئی ہے اور ہم نے ان کو death cells میں رکھنا ہے۔ جناب احسان اللہ وقاص صاحب نے جو تجویز دی ہے ہم بیٹھ کر اس پر work out کر لیتے ہیں اگر feasible ہوا تو ہم اس پر ہمدردانہ غور کریں گے۔ وفاقی وزیر قانون سے میری بات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ ہم کوئی ترمیم کر رہے ہیں کہ جن کو سیشن جج سزائے موت دے انھیں سزائے موت کا قیدی تصور نہ کریں جب تک عدالت کی طرف سے فائنل فیصلہ نہ آئے اس وقت تک ان قیدیوں کو ڈیتھ سیل میں نہیں رکھا جائے گا۔ اگر ایسا ہو جائے تو پھر ہم بہت سے لوگوں کو accommodate کر سکیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس پر جتنی بہتری ہو سکے کرنی چاہئے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ہمارے وزراء صاحبان اندازے سے جواب دیتے ہیں۔ جواب شروع کرتے ہیں کہ ہمارے جذبات بھی یہی ہیں اس کے بعد کمیٹی کو

لے آتے ہیں پھر ترامیم کو لے آتے ہیں حالانکہ ان کو پتا ہی نہیں ہوتا کہ کیا ترامیم ہو رہی ہیں۔ایک منسٹر جو ایک اتھارٹی ہے اس کے جذبات نہیں ہوتے۔جذبات تو ان کے ہوتے ہیں جن کا اختیار نہیں ہوتا لیکن جن کا اختیار ہوتا ہے انہوں نے حکم دینا ہوتا ہے اور عمل کروانا ہوتا ہے۔وزیر موصوف نے جس کمیٹی اور جن ترامیم کی بات کی اس کمیٹی کی کیا سفارشات ہیں؟اور اس اہم مسئلے پر کب تک ان لوگوں کو ریلیف دے سکتے ہیں؟Within a week, or within a month?یہ معاملہ اتنا سادہ ہے کہ آج تمام اضلاع کی جیلوں میں کیمرے لگے ہوئے ہیں۔سپرنٹنڈنٹ جیل کے آفس میں ٹی وی پڑا ہوتا ہے اور اس میں پوری جیل کیsurveillanceہو رہی ہوتی ہے۔اب تو یہ مسئلہ اتنا آسان ہو گیا ہے کہ ڈیتھ سیل میں کیمرے نصب ہوں اور چوبیس گھنٹے ان کیactivities کوwatchکیا جائے۔ڈیتھ سیلز میں خطرناک قیدی ہیں تو ان کے سارے دن کیactivities watchکی جا سکتی ہیں اور انھیں اس احاطہ میں پابند کر دیا جائے۔انہوں نے کہا ہے کہ میرے جذبات تو یہ ہیں لیکن تین سال سے ان کے جذبات نے ان پر کوئیaffectنہیں کیا۔

جناب قائم مقام سپیکر:تین سال سے نہیں وہ پچھلے پچاس سال کی بات کر رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان:جناب والا!پچھلے پچاس سالوں سے جو لوگ تھے ان کے جذبات نہیں تھے۔آج ان کے جذبات ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر:وہ کہہ رہے ہیں کہ کمیٹی کی رپورٹ آ گئی ہے عنقریب اس میں ترمیم کی جائے گی۔

رانا ثناء اللہ خان:جناب سپیکر!آپ ان کوbail outکر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر:میںbail outنہیں کر رہا بلکہ انہوں نے جو وضاحت کی ہے میں اس کی بات کر رہا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان:جناب سپیکر!آپ کو یا مجھے کیسے پتا ہے کہ پہلے وزیر جیل خانہ جات کے یہ جذبات تھے یا نہیں لیکن ان کے جذبات تو ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر:وہ بات اور ہے کہ ایک وزیر جیل خانہ جات نے کہا تھا کہ میں پورے پاکستان میں جیلوں کا جال بچھا دوں گا۔

رانا ثناء اللہ خان:لیکن تین سالوں سے ان کے جذبات نے ان کوaffectنہیں کیا۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! میں راناثناء اللہ صاحب کی بات پر کیا کہوں؟ میں اپنے جذبات کی بات کر رہا ہوں۔ جناب والا! راتوں رات یا دو سالوں میں اتنی بڑی accommodation قائم نہیں کی جاسکتی کہ تمام کو علیحدہ کر دیا جائے۔ میں نے اپنی مجبوریوں کی بھی بات کی ہے کہ جیلز overpopulated ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے جو وفاقی وزیر کے حوالے سے بات کی ہے میرے خیال میں وہ سب سے زیادہ موثر ہے۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! میں اس بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تقریباً تمام سنٹرل جیلوں میں cells 32/32 زیر تعمیر ہیں، 13/14 جیلیں زیر تعمیر ہیں اور دو جیلیں مکمل ہونے والی ہیں۔ میں ان کی بات پر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس حکومت کے جو جذبات ہیں ان پر action بھی کیا ہے۔ ہم نے بیرکس بڑھائی ہیں، death cells بڑھائے ہیں، نئی جیلوں پر کام شروع ہو چکا ہے۔ کوئی ایسا magic تو ہے نہیں کہ راتوں رات بلڈنگ کھڑی کر لیں۔ ہم نے انہی جذبات کو مد نظر رکھتے ہوئے جیلوں کی تعداد بڑھائی ہے۔ موجودہ جیلوں میں بیرکس بڑھائی ہیں۔ ان میں ڈیتھ سیلز بڑھائے ہیں۔ ابھی میرے دوست وقاص صاحب نے جس جیل کی بات کی ہے اس میں 32 اضافی سیل شروع کئے تھے جو تقریباً مکمل ہو چکے ہیں۔ یہیں پر دو بیرکس شروع کی تھیں جو تقریباً مکمل ہو چکی ہیں۔ ہم خالی باتیں نہیں کرتے بلکہ اپنے جذبات پر عمل بھی کرتے ہیں۔ اس وقت کم از کم بارہ ایسی جیلیں ہیں جن پر کام شروع ہو چکا ہے۔۔۔

راناثناء اللہ خان: جناب والا! میرا question definite تھا وزیر موصوف definite جواب دیں۔

وزیر جیل خانہ جات: یہ definite جواب ہے کہ ہم نے overpopulation کو ختم کرنے کے لئے بارہ جیلیں شروع کی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ بتا رہے ہیں کہ اتنے ڈیتھ سیلز بنائے ہیں۔

راناثناء اللہ خان: جناب والا! یہ definite جواب دیں کہ ان قیدیوں کو within a week, within a month or three months یا کب تک ریلیف پہنچا دیں گے؟

وزیر جیل خانہ جات: جہاں ہمارے پاس 17 ہزار قیدی رکھنے کی گنجائش تھی ہم نے اسے دو سالوں

میں بیس ہزار کر دیا ہے۔ لہذا اب ہمارے پاس بیس ہزار قیدی رکھنے کی گنجائش ہے۔ اس کے علاوہ بارہ سے چودہ جیلیں بنا رہے ہیں جن میں لیہ کی جیل پر کام شروع ہو چکا ہے، بھکر کی جیل پر کام شروع ہو چکا ہے، پاکپتن کی جیل پر کام شروع ہو چکا ہے، وہاڑی اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کی جیلیں مکمل ہو چکی ہیں۔ آپ بتائیں کہ یہ definite ہے یا اندازہ ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: Any how اب وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔ اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں؟

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

پولیس ہاؤسنگ سوسائٹی فیصل آباد کے لئے خرید کردہ اراضی کی تحقیقات

*2834 محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) فیصل آباد میں پولیس ہاؤسنگ سوسائٹی کب اور کس ادارے کی جانب سے رجسٹرڈ کی گئی؟

(ب) مذکورہ ہاؤسنگ سوسائٹی کے لئے کتنا رقبہ خریدا گیا اس کی فی مرلہ اور فی کنال قیمت اب کیا ہے؟

(ج) جس علاقے میں جگہ خرید کی گئی وہاں پر زمین کی خرید کے وقت سرکاری قیمت فی مرلہ کیا تھی نیز مالک اراضی کا نام کیا تھا؟

(د) زمین کی خرید کے لئے جو پرچیز کمیٹی تشکیل دی گئی اس کے ممبران کے نام، عہدہ اور تعداد کیا تھی؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سوسائٹی کی پرچیز کمیٹی کے ممبران نے اختیارات سے تجاوز کرتے ہوئے سرکاری فنڈز کو ذاتی مصرف میں لاتے ہوئے خورد بُرد کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پرچیز کمیٹی نے کاغذات میں زمین انتہائی مہنگے داموں خریدی جبکہ ادائیگی نہایت کم کی اور بقیہ رقم کمیٹی کے ارکان نے خورد برد کر لی ہے؟

(ز) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پرچیز کمیٹی اراکین کے خلاف سوسائٹی کی زمین کی خرید کے سلسلے وافر رقم ہضم کرنے کے الزام ہیں، مثلاً اختیارات سے تجاوز، فراڈ، دھوکہ دہی اور غبن وغیرہ کی تحقیقات ہو رہی ہے؟

(ح) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو پرچیز کمیٹی کے اراکین پر قائم کردہ الزامات کی تحقیقات کب تک مکمل ہوں گی نیز کیا حکومت انکوائری کمیٹی کے نام، بلحاظ عہدہ اور دیگر کوائف سے آگاہ کرنے کو تیار ہے اور الزام کنندگان کے خلاف جرم ثابت ہونے پر سخت ترین کارروائی کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان کریں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) فیصل آباد ایجوکیشن سوسائٹی بحوالہ رجسٹریشن نمبر 209/DDSW/FSD/92 مورخہ 15-02-92 میں حکومت پنجاب نظامت معاشرتی بہبود میں رجسٹرڈ کی گئی۔ بعد ازاں اس کے نام میں ترمیم کر کے اسے "فیصل آباد پولیس ویلفیئر سوسائٹی فیصل آباد" کے نام سے موسوم کیا گیا۔

(ب) مذکورہ ہاؤسنگ سوسائٹی کے لئے کل 1676 مرلہ، 6 سرساہی رقبہ خرید کیا گیا جس کی سرکاری قیمت -/14,500 روپے فی مرلہ ہے جبکہ ملحقہ علاقوں میں قیمت خرید 25/30 ہزار روپے مرلہ ہے۔ مجوزہ جگہ سے ایک کلومیٹر کے فاصلہ پر 80 ہزار سے ایک لاکھ روپیہ فی مرلہ کے حساب سے فروخت ہو رہی ہے۔

(ج) بوقت خرید جگہ کی سرکاری قیمت -/14,500 روپیہ فی مرلہ تھی۔ مالک اراضی کا نام میاں عبدالحمید پوری ولد دوست محمد پوری سکنہ مکان نمبر P-142 فیصل آباد حال مقیم 100 ماڈل ٹاؤن لاہور مختار عام منجانب طلعت ہارون زوجہ ہارون رشید مختار عام منجانب یوسف ہارون ولد ہارون رشید ہے۔

(د) فہرست ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) یہ درست نہ ہے یہ صرف اور صرف ملازمین کو آسان اقساط پر پلاٹ کی صورت میں جگہ کا مہیا کرنا تھا اس میں کسی قسم کی خورد برد کا عمل دخل نہ ہے۔

(و) یہ بھی درست نہ ہے زمین بالکل صحیح قیمت پر خرید کی گئی ہے اور پرچیز کمیٹی نے کسی قسم کی رقم خورد بُرد نہ کی ہے۔

(ز) یہ بھی درست نہ ہے۔ پرچیز کمیٹی ممبران کے خلاف کسی قسم کی کوئی انکوائری نہ کی جارہی ہے۔

(ح) متعلقہ نہ ہے۔

جیلوں میں اصلاحات کے لئے کمیشنز کی سفارشات اور عملدر آمد کی تفصیل

*2076 سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جیل خانہ جات کی اصلاح کے لئے 1967 سے آج تک مختلف کمیشن بنائے گئے؟

(ب) کیا حکومت وضاحت کرے گی کہ ان تمام کمیشنز / کمیٹیز کی سفارشات کے مشترک نکات کیا تھے اور اس میں کتنے نکات / سفارشات پر عملدر آمد کیا گیا؟

(ج) کیا اس وقت بھی جیلوں کی اصلاح اور سفارشات کے لئے کوئی کمیشن / کمیٹی موجود ہے اگر ہے تو اس کے ارکان کون ہیں اور کیا حکومت کوئی ایسی کمیٹی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، جو سابقہ تمام کمیشنز/ کمیٹیز کی سفارشات پر عمل در آمد کا جائزہ لے اور سفارشات پر عمل در آمد یقینی بنائے؟

وزیر جیل خانہ جات

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔ مختلف کمیشن جو کہ تشکیل دیئے گئے ان کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تمام کمیشنز کی مشترکہ سفارشات میں اسیران کی فلاح و بہبود و اہلکاروں کی فلاح و بہبود کے منصوبے شامل تھے، لیکن مالی دشواریوں کی وجہ سے عملدر آمد نہ ہو سکا تاہم موجودہ حکومت نے ایک پریزن ریفارم کمیٹی تشکیل دی ہے جس کا اجلاس مورخہ 10-اپریل 2003 کو منعقد ہوا، جس کی سفارشات پر مرحلہ وار عملدر آمد کیا جارہا ہے۔

(ج) حال ہی میں موجودہ حکومت نے ایک ریفارمز کمیٹی تشکیل دی ہے، جس کے ارکان اور دائرہ اختیار کا تعین کر دیا گیا ہے۔ تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ کمیٹی کا پہلا اجلاس 10-04-2003 کو منعقد ہوا جس کی سفارشات پر عملدرآمد ہو رہا ہے۔

نان گزیٹڈ ملازمین اور عام شہری کے لئے اسلحہ کی سہولت کا اجراء

*2868 محترمہ ثمینہ نوید: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب صرف کلاس 1 آفیسر، ٹیکس گزار فرد اور وی۔آئی۔پی اشخاص کو اسلحہ لائسنس جاری کرتی ہے جبکہ عوام الناس اور نان گزیٹڈ ملازمین کو محروم کر دیا گیا ہے؟

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت عوام الناس اور نان گزیٹڈ ملازمین کو بھی اسلحہ لائسنس جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) حکومت پنجاب و وفاقی حکومت کی پالیسی اور احکامات نمبری (NO.5-1/03(ARMS مورخہ 18۔جولائی 2002 کے مطابق انکم ٹیکس / زرعی ٹیکس گزار سول آفیسر گریڈ 17 یا اس سے بہتر افسران ڈاکٹر، انجنیئر اور وکلاء حضرات کو اسلحہ لائسنس جاری کئے جاتے ہیں۔

(ب) مندرجہ بالا اشخاص کے علاوہ دیگر عام شہریوں کو وزارت داخلہ اسلحہ لائسنس جاری کرتی ہے۔

صوبہ میں جیلوں، گنجائش، موجودہ تعداد اور نئی جیلوں کی تعمیر کی تفصیلات

*3433 رانا تجمل حسین: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں جیلوں کی تعداد، پرانی اور نئی جیلیں جو 1990 کے بعد تعمیر کی گئی ہیں۔ الگ الگ تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کی تمام جیلوں میں گنجائش سے زائد قیدی مقید ہیں۔ ہر جیل کی الگ الگ تفصیل بتائی جائے ؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے مزید نئی جیلیں تعمیر کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ کتنی زیر تعمیر ہیں اور یہ منصوبہ کب تک مکمل ہو جائے گا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے قیدیوں کی فلاح و بہبود اور تعلیم و تربیت کے چند پروگرام بنا رکھے ہیں تو یہ کون کون سے پروگرام ہیں۔ تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے ؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ جیل میں مقید افراد کو کھانا بھی دیا جاتا ہے۔ کھانے کے مینو اور شیڈول سے ایوان کو آگاہ کیا جائے ؟ نیز قیدیوں کو علاج معالجہ کی کون کون سی سہولیات میسر ہیں ؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ قیدیوں اور جیل کی دیکھ بھال کے لئے ہر جیل میں عملہ متعین کیا گیا ہے ؟

(ز) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ مسائل حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں ؟

وزیر جیل خانہ جات

(الف) صوبہ پنجاب میں اس وقت 30جیلیں موجود ہیں۔ ان کی جیل وار تفصیل ضمیمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ اس وقت پنجاب کی جیلوں میں گنجائش سے زائد قیدی مقید ہیں۔ جیل وار تفصیل ضمیمہ (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جی ہاں یہ درست ہے کہ حکومت جیلوں میں قیدیوں کی تعداد گنجائش کے مطابق کرنے کے لئے مختلف اقدامات اٹھا رہی ہے۔ نئے گیارہ اضلاع میں نئی جیلیں تکمیل کے آخری مراحل میں ہیں جبکہ مندرجہ ذیل اضلاع میں جیلیں بنانے کے لئے سکیم کو سالانہ ترقیاتی منصوبہ 2003-04 میں شامل کر لیا گیا ہے۔

i۔ ڈسٹرکٹ جیل، لیہ مبلغ172.134 ملین روپے

ii۔ ڈسٹرکٹ جیل، بھکر مبلغ155.00 ملین روپے

iii- ڈسٹرکٹ جیل، اوکاڑہ مبلغ 203.380 ملین روپے
Iv- ڈسٹرکٹ جیل، پاکپتن مبلغ 198.996 ملین روپے

اس کے علاوہ خواتین کی دو نئی جیلوں، بچوں کی ایک جیل اور ایک سنٹرل جیل کی تعمیر کے لئے بھی ضروری اقدامات کئے جا رہے ہیں، جبکہ حکومت پنجاب نے Access to Justices Programme کے تحت مبلغ 303.789 ملین مختص کئے ہیں اور تعمیر شروع ہے، تفصیل ضمیمہ (ہ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اسیران کو مفید شہری بنانے کے لئے اپنی مدد آپ کے تحت مختلف جیلوں میں ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ پروگرام شروع کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ گورنر پنجاب کی خصوصی دلچسپی سے زنانہ جیل ملتان میں ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ (VTI) کا منصوبہ تقریباً -/22,95,850 روپے کی لاگت سے مکمل کیا گیا ہے جس میں بیک وقت 100 خواتین اسیران کو ٹریننگ دی جا رہی ہے۔

نمبر شمار	نام ٹریڈ	تعداد اسیران
1-	سکن کیئر / ہیئر کٹنگ	20 عدد
2-	لٹریسی پروگرام	40 عدد
3-	ایمبرائیڈری کورس	20 عدد
4-	ڈریس میکنگ	20 عدد

بورسٹل جیل فیصل آباد میں ووکیشنل ٹریننگ کے علاوہ میٹرک تک سکول کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ چنیوٹ ایجوکیشنل سکالر شپ اس سلسلہ میں تمام اخراجات برداشت کرے گا۔ اس طرح ویمن ایڈ ٹرسٹ (WAT) نے سنٹرل جیل راولپنڈی میں ایک ٹیلرنگ ٹریننگ سنٹر قائم کیا ہے۔ جہاں نو عمر قیدیوں کو ٹریننگ دی جاتی ہے جبکہ دنیاوی و دینی تعلیم کے حصول کے بعد جو اسیران ان میں کامیابی حاصل کر لیتے ہیں انہیں قوانین کے مطابق تعلیمی معافی دی جاتی ہے۔ تفصیل ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مندرجہ بالا اقدامات کے علاوہ غیر سرکاری فلاحی تنظیمیں بھی اسیران کی اصلاح کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ اس سلسلہ میں سپرنٹنڈنٹ صاحبان کو ہدایات دی جا چکی ہیں کہ وہ ان سے رابطہ کر کے تعاون حاصل کریں اور اسیران کی فلاح و بہبود کے سلسلہ میں

ضروری سہولیات مہیا کریں۔ حال ہی میں غیر سرکاری تنظیموں کے تعاون سے لاکھوں روپے ادا کر کے بہت سے اسیران رہا کرائے گئے۔ سینکڑوں غریب اسیران کو کپڑے اور استعمال کی ضروری اشیاء مہیا کی گئی ہیں۔

(ہ) حکومت کی خصوصی دلچسپی کی وجہ سے جیل میں مقید افراد کو کھانے کی اشیاء کی مقدار بڑھانے کے لئے جیل رولز میں ترامیم کر دی ہیں۔ جس کی تفصیل ضمیمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ اسیران کے علاج و معالجہ کے لئے حکومت پنجاب نے مندرجہ ذیل سہولیات فراہم کی ہیں۔

نمبر شمار	کل تعداد عملہ	کیفیت
1	40 میڈیکل افسر	بڑی جیلوں میں دو اور چھوٹی جیلوں میں ایک میڈیکل افسر تعینات ہوتے ہیں۔
2	49 ڈسپنسرز	بڑی جیلوں میں 2/3 اور چھوٹی جیلوں میں ایک ڈسپنسر تعینات ہوتے ہیں۔
3	49 نرسنگ اردلی	ہر جیل میں 2 نرسنگ اردلی موجود ہیں۔
4	60 ٹیکنیشن	صرف بڑی جیلوں میں ٹیکنیشن تعینات ہیں۔

جیسا کہ جیلوں میں موجود تعداد مقررہ گنجائش سے تقریباً 3 گنا زائد ہے اس لئے حفظان صحت اور صفائی کے سلسلہ میں خصوصی اقدامات کئے ہیں جن میں جیل ہسپتال میں ٹائلز اور کچن میں گلیز و ٹائلز کی تنصیب شامل ہے علاوہ ازیں تمام جیلوں میں وائٹ واشنگ مکمل کی گئی ہے۔

(و) جی ہاں یہ درست ہے کہ قیدیوں اور جیل کی دیکھ بھال کے لئے ہر جیل میں عملہ متعین کیا گیا ہے جس کی تفصیل ضمیمہ (ز) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی۔

(ز) مندرجہ بالا جز میں کئے گئے استفسار میں جز (الف) سے لے کر (و) تک تفصیلی جواب اثبات میں ہے اور حکومت مذکورہ مسائل حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور مرحلہ وار ان کو پایہ تکمیل تک پہنچا رہی ہے۔

گوجرانوالہ میں خواتین پولیس سٹیشن کا قیام

*2915 لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

کیا اس وقت ضلع گوجرانوالہ میں کوئی خواتین پولیس سٹیشن کام کر رہا ہے اگر کر رہا ہے تو کس جگہ پر اور اس سٹیشن میں تعینات عملہ کی تعداد اور عہدے بیان کئے جائیں اگر کوئی سٹیشن کام نہیں کر رہا تو کیا حکومت گوجرانوالہ ضلع میں خواتین کے لئے کوئی پولیس سٹیشن قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

اس وقت ضلع گوجرانوالہ میں خواتین کا کوئی بھی پولیس سٹیشن قائم نہ ہے۔ جس کے قیام کے لئے حکومت کو تحرک کیا گیا ہے۔ جس کے متعلق کارروائی جاری ہے۔

فیکٹریوں میں کام کرنے والے قیدیوں کے معاوضہ کا تعین اور طریقہ ادائیگی

*3520 محترمہ فرزانہ راجہ: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مختلف قسم کی قید کاٹنے والے قیدیوں سے مختلف فیکٹریوں میں کام لیا جاتا ہے؟

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ان کو کام کرنے کا معاوضہ دیا جاتا ہے۔ اگر ہاں تو کب اور کیسے دیا جاتا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) یہ بات درست ہے کہ مختلف قسم کی قید بسر کرنے والے قیدیوں سے مختلف کام لئے جاتے ہیں چونکہ اسیران کو تعزیرات پاکستان کے تحت قید بامشقت کی سزا عدالتوں کی جانب سے دی گئی ہوتی ہے جس پر عملدرآمد کروانے کا محکمہ جیل خانہ جات پابند ہوتا ہے۔

(ب) اس ضمن میں وضاحت ہے کہ جیلوں کی مختلف فیکٹریوں میں کام کرنے والے قیدیوں کو کوئی معاوضہ نہیں دیا جاتا کیونکہ ان کی قید بامشقت ہوتی ہے۔ لیکن سنٹرل جیل، لاہور، فیصل آباد میں قالین سازی اور ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ میں فٹبال سینے کا کام پرائیویٹ فرموں کو ٹھیکہ پر دیا گیا ہے۔ یہ قیدی زیادہ تر ناخواندہ یا نیم خواندہ ہوتے ہیں۔ نیز یہ قالین بافی کے ہنر سے اور دیگر صنعتی کاموں سے نابلد ہوتے ہیں۔ اس لئے ٹھیکیدار پہلے

انہیں کام سکھاتے ہیں۔ یہ کام سیکھنا ان کے لئے آئندہ زندگی میں فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔ ٹھیکیدار قیدی کو ٹھیکے کی رقم کے علاوہ یومیہ 10 روپے فی قیدی incentive money بمطابق قواعد دیتے ہیں مزید برآں اس مشقت کے عوض پاکستان پریزن رولز کے مطابق سزا میں معافی بھی دی جاتی ہے۔ دراصل پاکستان پریزن رولز810 کے مطابق ٹریننگ کا مقصد اصلاح اسیران ہے تاکہ وہ رہائی کے بعد مفید شہری بن سکے۔

ضلع شیخوپورہ میں قتل و دیگر وارداتوں اور پولیس مقابلوں کی تفصیلات اور حکومتی اقدامات کی تفصیل

*3392 میاں خالد محمود: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع شیخوپورہ میں سال2000 سے اکتوبر2003 تک قتل اور ڈکیتی کی کتنی وارداتیں ہوئیں، کتنے مقدمے رجسٹرڈ ہوئے اور اب تک کتنے مقدموں کے چالان عدالتوں میں پیش ہو چکے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ضلع شیخوپورہ میں دوسرے اضلاع سے زیادہ ڈکیتی اور قتل جیسے جرائم ہوتے ہیں؟

(ج) ضلع شیخوپورہ میں سال2000 سے اکتوبر2003 تک کتنے پولیس مقابلے ہوئے اور ان میں کتنے پولیس والے شہید ہوئے اور کتنے ڈاکو مارے گئے، پولیس اہلکاروں کے پسماندگان کو حکومت کی طرف سے کیا سہولتیں اور امداد دی گئی ہے۔ تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(د) حکومت شیخوپورہ میں جرائم کی روک تھام کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) سال2000 سے اکتوبر2003 تک قتل کے 1497 اور ڈکیتی کے 1497 مقدمات درج ہوئے ان میں سے قتل کے 1370 ڈکیتی کے 1162 مقدمات چالان عدالت ہو چکے ہیں۔

(ب) دیگر اضلاع کے کرائم فگرز کے موازنہ سے نسبتاً جرم زیادہ نہ ہے۔

(ج) سال 2000 سے اکتوبر 2003 تک ضلع ہذا میں کل 68 پولیس مقابلے ہوئے جن میں 8 پولیس والے شہید ہوئے اور 41 ملزمان مارے گئے۔ پولیس پسماندگان کو حکومت کی طرف سے 3 لاکھ روپے بطور امداد دی جاتی ہے اور شہید کے بچوں کو پولیس میں بھرتی کیا جاتا ہے۔

(د) شیخوپورہ میں ہر ممکن طریقہ سے جرائم کی روک تھام کے لئے اقدامات کئے گئے ہیں۔ جو درج ذیل ہیں:

1۔ گشت میں اضافہ کیا گیا ہے۔
2۔ 2 گزٹیڈ آفیسر روزانہ ساری رات کے لئے گشت کرتے ہیں
3۔ دیہاتوں میں ٹھیکری پہرے کا بندوبست کیا گیا ہے۔
4۔ لنک روڈوں پر موٹر سائیکل گشت کا انتظام کیا گیا ہے۔
5۔ بسوں میں باقاعدگی سے گن مینوں کی چیکنگ کی جاتی ہے۔
6۔ وقتاً فوقتاً مشکوک گاڑیوں اور موٹر سائیکل سواروں کی چیکنگ کی جاتی ہے۔
7۔ کمرشل ایریا میں مختلف اوقات میں پکٹ ہائے لگائی جاتی ہیں۔
8۔ بازاروں میں پیدل گشت کا بندوبست کیا جاتا ہے۔
9۔ ٹیکسی سٹینڈز پر منیجر حضرات کو تنبیہ کی گئی ہے کہ کرائے پر کاریں لینے والوں کا شناختی کارڈ لیا جائے اور نوٹ کیا جائے۔
10۔ بنک، منی چینجر، پٹرول پمپوں کی سیکورٹی بذریعہ باقاعدہ گشت کی جاتی ہے۔
11۔ تمام بڑی شاہراؤں پر تمام رات مسلح جوان سرکاری گاڑی میں گشت کرتے ہیں۔

قیدیوں کے لئے ٹیلی فون کارڈ کی سہولت کا اجراء

*3521 محترمہ فرزانہ راجہ: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

کیا حکومت صوبہ میں قید کئے گئے افراد کو ٹیلی فون کارڈ کی سہولت دینے کے لئے تیار ہے اگر ہاں تو کب تک نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات:

حکومت پنجاب جیل میں مقید اسیران کو ٹیلی فون کی سہولت دینے کا فی الحال کوئی ارادہ نہیں رکھتی ہے، البتہ خط وکتابت کی کافی سہولت دی گئی ہے کیونکہ ٹیلی فون کی سہولت جیل کے نظم وضبط اور سکیورٹی کے نقطہ نظر سے مناسب نہ ہے۔

ضلع فیصل آباد میں پولیس آفیسرز و دیگر ملازمین کی تفصیل

*3454 محترمہ نورالنساء ملک: کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں پولیس افسران کی تعداد مع نام، عہدہ و سکیل بتائی جائے؟

(ب) مذکورہ ضلع میں انسپکٹر، سب انسپکٹر اور اسسٹنٹ سب انسپکٹر کی تعداد بتائی جائے نیز موجودہ عرصہ تعیناتی بھی تحریر کیا جائے؟

(ج) ضلع بھر میں کانسٹیبلان کی تعداد کیا ہے تھانہ وائز الگ الگ تفصیل بتائی جائے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ کانسٹیبلان کی موجودہ تعداد آبادی کے لحاظ سے پوری نہ ہے؟

(ہ) اگر جز (د) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت عوام کی جان و مال کی حفاظت کے لئے مزید بھرتی کرنے کو تیار ہے؟

وزیراعلیٰ:

(الف) ضلع فیصل آباد میں پولیس افسران کی تعداد 15 ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ کیپٹن (ر) محمد امین ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر (سکیل 19)
2۔ اسامہ ممتاز ایس پی صدر (سکیل 18)
3۔ عبداللہ خالد ایس پی تفتیشی سٹاف (سکیل 18)
4۔ اے ایس پی سول لائن محمد نعیم شیخ (سکیل 17)
5۔ چودھری مشتاق ڈی ایس پی انویسٹی گیشن (سکیل 17)
6۔ امتیاز احمد چیمہ ڈی ایس پی انویسٹی گیشن (سکیل 17)
7۔ محمد جمیل ڈی ایس پی پیپلز کالونی (سکیل 17)
8۔ طاہر مقصود ڈی ایس پی گلبرگ (سکیل 17)
9۔ الطاف حسین شاہ ڈی ایس پی انویسٹی گیشن (سکیل 17)
10۔ اعجاز احمد خان اے ایس پی جڑانوالہ (سکیل 17)
11۔ رانا مسرور احمد ڈی ایس پی سمندری (سکیل 17)
12۔ میر واعظ اے ایس پی صدر (سکیل 17)
13۔ میاں منصور احمد ڈی ایس پی ہیڈ کوارٹر (سکیل 17)
14۔ راؤ سلیم اختر ڈی ایس پی تاندلیانوالہ (سکیل 17)
15۔ حق داد للہ ڈی ایس پی لیگل (سکیل 17)

(ب) ضلع ہذا میں 76۔انسپکٹر، 277 سب انسپکٹر، 370 اسسٹنٹ، سب انسپکٹر تعینات ہیں جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع فیصل آباد میں 4462 کانسٹیبلان تعینات ہیں اور ان کی تھانہ وار تفصیل ذیل ہے۔

1۔	تھانہ کوتوالی	76	2۔	تھانہ ریل بازار	79
3۔	تھانہ سول لائن	110	4۔	تھانہ سرگودھا روڈ	123
5۔	تھانہ نشاط آباد	133	6۔	تھانہ گلبرگ	92
7۔	تھانہ جھنگ بازار	105	8۔	تھانہ فیکٹری ایریا	118
9۔	تھانہ غلام محمد آباد	143	10۔	تھانہ پیپلز کالونی	150
11۔	تھانہ بٹالہ کالونی	99	12۔	تھانہ ڈی ٹائپ کالونی	114
13۔	تھانہ صدر	115	14۔	تھانہ ڈجکوٹ	52
15۔	تھانہ چک جھمرہ	123	16۔	تھانہ ٹھیکریوالہ	77
17۔	تھانہ جڑانوالہ	119	18۔	تھانہ لنڈیانوالہ	57
19۔	تھانہ ستیانہ	81	20۔	تھانہ کھرڑیانوالہ	93
21۔	تھانہ سٹی سمندری	57	22۔	تھانہ صدر سمندری	74
23۔	تھانہ ترکھانی	40	24۔	تھانہ تاندلیانوالہ	105
25۔	تھانہ بالک	61	26۔	تھانہ گڑھ	33
27۔	تھانہ ماموں کانجن	42			

(د) یہ درست ہے کہ کانسٹیبلان کی موجودہ تعداد آبادی کے لحاظ سے پوری نہ ہے۔

(ہ) سوال ہذا متعلقہ حکومت ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ۔ڈیوٹی پر موجود اہلکاران کے رویے کی تفصیل اور جیل میں منشیات کی صورتحال

*3552 محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں ڈیوٹی پر موجود اہلکار رشوت کے عوض قیدیوں کی ملاقات میں آنے والے سامان کو بغیر چیک کئے جیل میں لے جانے دیتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جیل میں منشیات کا دھندہ ہوتا ہے؟

(ج) کیا کبھی کسی پولیس اہلکار کو اس سلسلے میں سزا ہوئی؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) اس ضمن میں وضاحت ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں اسیران کی ملاقات کے لئے انہیں سامان دینے کے لئے کسی قسم کی رشوت نہیں لی جاتی اور تمام سامان باقاعدہ چیک کرنے کے بعد جیل کے متذکرہ اسیران کو پہنچا دیا جاتا ہے۔

(ب) جی نہیں۔ یہ سراسر الزام ہے۔

(ج) جی ہاں۔ وارڈر سجاد حسین رنگے ہاتھوں چرس جیل کے اندر سمگل کرتا پکڑا گیا تھا جس کے قبضے سے 275 گرام چرس برآمد ہوئی تھی۔ اس کے خلاف فی الفور تھانہ بی ڈویژن شیخوپورہ میں پرچہ درج کروایا گیا۔ آج کل وہ شیخوپورہ جیل میں بند ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے خلاف محکمہ جاتی تادیبی کارروائی پنجاب ریمول فرام سروس (سپیشل پاورز) آرڈیننس 2000 کے تحت عمل میں لائی جا رہی ہے۔

ضلع گجرات۔ قتل، اغواء، پولیس مقابلوں اور دیگر وارداتوں کی تفصیلات

*3504 جناب تنویر اشرف کائرہ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں سال 1999 سے اکتوبر 2003 تک قتل، اغواء، ڈکیتی، چوری، زناء اور فراڈ کی کتنی وارداتیں ہوئیں اور کتنے مقدمے درج ہوئے اور اب تک کتنے مقدموں کے چالان عدالتوں میں پیش کئے جا چکے ہیں۔ تھانہ وار تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) سال 1999 سے اکتوبر 2003 تک مذکورہ ضلع میں کتنے پولیس ملازمین معطل اور کتنے ملازمین کو برطرف کیا گیا۔ تفصیل بیان کی جائے؟

(ج) ضلع گجرات میں سال 1999 سے آج تک کتنے پولیس مقابلے ہوئے اور ان مقابلوں میں کتنے پولیس والے شہید ہوئے اور کتنے ڈاکو مارے گئے۔ شہید ہونے والے پولیس ملازمین کے پسماندگان کو حکومت نے کیا سہولتیں مہیا کی ہیں؟ تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) ضلع گجرات کے مطلوبہ کوائف ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران ملازمین پولیس 15 انسپکٹر، 81 سب انسپکٹر، 143 اسسٹنٹ سب انسپکٹرز، 71 ہیڈ کانسٹیبلان، 208 کانسٹیبلان معطل ہوئے اور 5 انسپکٹر، 18 سب انسپکٹر، 33 اسسٹنٹ سب انسپکٹر، 20 ہیڈ کانسٹیبلان، 201 کانسٹیبلان برطرف ہوئے۔

(ج) مذکورہ عرصہ کے دوران ضلع ہذا میں 40 پولیس مقابلے ہوئے اور 11 پولیس ملازمین شہید ہوئے۔ 39 مجرمان اشتہاری دوران پولیس مقابلہ ہلاک ہوئے اور شہداء پولیس ملازمین کے ورثاء کو ہر ماہ تنخواہ تقسیم کی جاتی ہے۔ شہداء کے بچوں کو محکمہ میں ملازمت فراہم کی جا چکی ہے۔

قانون کمسن مجرمان کے ناجائز استعمال اور حکومتی کارروائی کی تفصیل

*3587 راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کی مختلف جیلوں سے Juvenile offender Act کی آڑ میں 11 قیدیوں کی سزائے موت عمر قید میں تبدیل کرتے ہوئے جیل حکام کی ملی بھگت سے رہا کر دیئے گئے ہیں حالانکہ یہ قیدی اس قانون کے تحت رعایت کے مستحق نہ تھے؟

(ب) حکومت نے ان واقعات میں ملوث سپرنٹنڈنٹ و دیگر حکام کے خلاف کیا اقدامات کئے۔ اگر کوئی انکوائری عمل میں لائی گئی ہے تو اس کی کیا رپورٹ ہے؟

(ج) کیا مذکورہ رہائی پانے والے 11 قیدیوں کے معاملات عدالت عالیہ یا عدالت عظمیٰ میں بھی زیر سماعت تھے؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) یہ درست نہ ہے۔ صرف وہی کمسن اسیران جن کی عمر بوقت ارتکاب جرم 18 سال سے کم پائی گئی اور ان کی اپیلیں عدالت عظمیٰ سے بھی خارج ہو چکی تھیں ان کو صدر پاکستان

کے حکم مجریہ 01-12-3 کی تعمیل میں خصوصی معافی دی گئی اور مندرجہ ذیل اسیران کی سزائے موت عمر قید میں تبدیل کر دی گئی۔

1۔	شیر خان ولد فتح خان	سنٹرل جیل راولپنڈی
2۔	خوشحال ولد حاجی جلال دین	سنٹرل جیل راولپنڈی
3۔	رؤف ولد تیمور	سنٹرل جیل راولپنڈی
4 ۔	آصف ولد نیاز	ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد
5۔	محمد خلیل ولد عطار	سنٹرل جیل راولپنڈی
6 ۔	اخلاق احمد ولد جہانداد	سنٹرل جیل راولپنڈی
7۔	مشتاق ولد محمد صدیق	سنٹرل جیل ساہیوال
8۔	پرویز ولد طفیل	سنٹرل جیل لاہور

تاہم ایک قیدی مسمی شیر خان ولد فتح خان کی اپیل سپریم کورٹ میں زیر سماعت تھی، جس پر عدالت عظمیٰ نے متعلقہ سپرنٹنڈنٹ جیل کے خلاف کارروائی کا حکم دیا جبکہ قیدی مذکورہ مسمی شیر خان ولد فتح محمد کی اپیل بھی عدالت میں زیر سماعت ہے اور اسے تافیصلہ اپیل گرفتار کر کے سنٹرل جیل راولپنڈی میں بند کر دیا گیا ہے۔

(ب) ۔ایضاً۔

(ج) ۔ایضاً۔

پی پی۔112 گجرات۔پولیس سٹاف کی منظور شدہ اور موجودہ اسامیوں کی تعداد

*3505 جناب تنویر اشرف کائرہ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی۔112 گجرات کے تھانوں میں انسپکٹرز، سب انسپکٹرز، اسسٹنٹ سب انسپکٹرز، ہیڈ کانسٹیبلز اور کانسٹیبلز کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کیا ہے اور اس وقت موجود نفری کی تعداد کیا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ نفری منظور شدہ اسامیوں کی تعداد سے کم ہے۔اگر ہاں تو کیا حکومت اس کمی کو دور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) حلقہ پی پی-112 گجرات میں تھانہ سٹی لالہ موسیٰ مکمل شامل ہے۔اس کے علاوہ تھانہ صدر لالہ موسیٰ کے 56 پولنگ سٹیشنوں میں سے 43 شامل ہیں۔ تھانہ ٹکرالی کے 74 میں سے 9 تھانہ کھاریاں کے 108 میں سے 9 تھانہ صدر گجرات کے 75 میں سے 19، تھانہ کنجاہ کے 97 میں سے 11 اور تھانہ سول لائن کے 65 میں سے ایک پولنگ سٹیشن شامل ہے۔ تفصیل نفری تھانہ جات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ موجودہ نفری منظور شدہ اسامیوں کی تعداد سے کم ہے جس کو پورا کرنے کے لئے کئی بار افسران بالا کو تحریر کیا جا چکا ہے۔

مذہبی فرائض کی مثالی بجاآوری پر اقلیتی قیدیوں کے لئے قید میں رعایت

*3627 جناب نوید عامر: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہر ماہ رمضان المبارک کی خوشی میں تمام مسلمان قیدیوں کو روزے رکھنے پر قید میں رعایت دی جاتی ہے؟

(ب) کیا اقلیتی قیدیوں کو بھی ان کے مذہب کے مطابق روزے رکھنے پر قید میں رعایت دی جاتی ہے؟

(ج) اگر جز (ب) کا جواب نفی میں ہے تو کیا حکومت اقلیتی قیدیوں کو بھی ان کے مذہبی فرائض کی بجاآوری پر قید میں رعایت دینے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) رمضان المبارک میں قیدیوں کو روزہ رکھنے پر قید میں معافی کے سلسلے میں کوئی قانون نہ ہے تاہم عید کے موقع پر حکومت پاکستان قیدیوں کے لئے معافی کا اعلان کرتی ہے جس سے کثیر تعداد میں اسیران مستفید ہوتے ہیں۔

(ب) اقلیتی قیدیوں کو بھی مسلمان اسیران کی طرح روزے رکھنے پر قید میں رعایت نہیں دی جاتی ہے تاہم حکومت پاکستان کی طرف سے عید کے موقع پر جو معافی ملتی ہے اس کا اطلاق اقلیتی قیدیوں پر بھی ہوتا ہے۔

(ج) اقلیتی قیدیوں کو بھی بائبل اور گیتا کی تعلیم حاصل کرنے پر قید میں رعایت دیئے جانے کی سفارش ہوم ڈیپارٹمنٹ کو بھیجی جا چکی ہے۔ جیل مینوئل میں ضروری ترامیم کے بعد جس طرح مسلمان قیدیوں کو تعلیم القرآن کورسز پاس کرنے پر قید میں رعایت دی جاتی ہے بالکل اسی طرح بائبل اور گیتا کے کورسز پاس کرنے پر رعایت مل سکے گی۔ سفارش کردہ چٹھی کی کاپی ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گوجرانوالہ اکتوبر 2002 تا اکتوبر 2003 درج مقدمات کی تمام تفصیلات

*3518 چودھری زاہد پرویز: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

یکم اکتوبر 2002 سے 31۔اکتوبر 2003 تک ضلع گوجرانوالہ میں قتل، اقدام قتل، چوری، ڈکیتی، راہزنی، زناء بالجبر، اغواء، اغواء برائے تاوان اور دیگر جرائم کے کل کتنے مقدمات درج ہوئے، نامزد ملزمان میں سے کتنے گرفتار کئے، کتنے مفرور/اشتہاری ہیں۔ کتنے ملزمان کو چالان کیا گیا اور کتنے ملزمان کو کتنی کتنی سزا ہوئی۔ مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیراعلیٰ:

یکم اکتوبر 2002 سے 31۔اکتوبر 2003 تک ضلع گوجرانوالہ میں قتل کے 304، اقدام قتل 399، چوری 1495، ڈکیتی 78، راہزنی 696، زنا بالجبر 122، اغواء 248، اغواء برائے تاوان 7 اور دیگر جرائم کے 9888 مقدمات درج ہوئے۔ نامزد ملزمان میں سے 13414 ملزمان گرفتار ہوئے، 388 ملزمان مفرور اشتہاری ہیں۔ 13752 ملزمان کے چالان مجاز عدالت میں دائر کئے گئے اور 228 ملزمان کو سزا ہوئی۔ جن کی تفصیل ذیل ہے۔

سزائے موت	11 ملزمان
عمر قید	7 ملزمان
دس یا دس سال سے زائد	9 ملزمان
پانچ سال سے دس سال تک	19 ملزمان
تین سال سے پانچ سال تک	19 ملزمان

ایک سال سے تین سال تک	33ملزمان
چھ ماہ سے ایک سال تک	41ملزمان
ایک ماہ سے چھ ماہ تک	91ملزمان

ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ۔ قیدیوں کی تعداد، گنجائش، سہولیات اور دیگر متعلقہ تفاصیل

*3774 میاں خالد محمود: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں اس وقت کتنے قیدی ہیں اور گنجائش سے کتنے قیدی زیادہ رکھے گئے ہیں؟

(ب) ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں قیدیوں کو جیل کے قواعد کے مطابق کیا کیا سہولتیں میسر ہیں؟

(ج) سال 2000 سے 2003 کے دوران ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ کی انتظامیہ کو قیدیوں کی خوراک، لباس، رہائش اور علاج معالجہ کے لئے کتنے فنڈ دیئے گئے اور کیا فنڈز وقت مقرر پر خرچ کئے گئے ہر سال کی الگ الگ تفصیل بتائی جائے؟

(د) ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں کل کتنا عملہ تعینات ہے۔ نام، عہدہ، گریڈ اور عرصہ تعیناتی بتایا جائے؟

(ہ) ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں مزید بیرکوں کی تعمیر کے لئے گزشتہ تین سالوں میں کتنے فنڈز کا مطالبہ کیا گیا اور کتنے فنڈز مہیا کئے گئے۔ تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں 590 اسیران کی گنجائش ہے جب کہ اس وقت جیل ہذا میں 1867 اسیران ہیں اور اس طرح 1277 اسیران گنجائش سے زیادہ رکھے گئے ہیں۔

(ب) ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں جیل قوانین کے مطابق تمام سہولتیں میسر ہیں۔ جن میں ملاقات، خوراک، لباس اور ادویات کی فراہمی شامل ہے۔

(ج) دوران سال 2000 تا 2003 خرچہ کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

مد بجٹ	2002-03	2001-02	2000-01	ریمارکس
خوراک	97,69,146	84,83,240	67,17,516	
لباس		2,55,708	180581	مبلغ 63 ملین کے بقایا جات بابت ملبوسات و پارجہ جات اسیران محکمہ خزانہ نے ابھی تک فراہم نہیں کئے۔
ادویات	341970	262147	357168	-
ورکس و مرمت وغیرہ	79500	255000	52400	-

(د) ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں کل عملہ کی تعداد 235 ملازمین پر مشتمل ہے۔ جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں بیرکوں کی تعمیر کے لئے گزشتہ تین سالوں میں ڈویلپمنٹ فنڈز جن کا مطالبہ کیا گیا اور جو مہیا کئے گئے کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

سال	نام منصوبہ	مطالبہ فنڈز	جو مہیا کئے گئے
2002-03	2 نمبر اضافی بیرکس	6.351 ملین روپے	2.500 ملین روپے
2003-04	۔ایضاً۔	6.351 ملین روپے	6.351 ملین روپے
2004-05	۔ایضاً۔	9.649 ملین روپے	6.351 ملین روپے

صوبہ میں CSP اور رینکر DPOs کے کوٹا اور تعیناتی کی تفصیل

*3530 رانا آفتاب احمد خان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب کے کن کن اضلاع میں ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر (C.S.P (D.P.O اپنے فرائض منصبی سرانجام دے رہے ہیں اور کتنے ایسے ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر ہیں جو رینکر ز ہیں ہر ضلع کی علیحدہ علیحدہ تفصیل مع گریڈ سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا پنجاب میں C.S.P اور رینکرز DPOs اپنے اپنے کوٹا کے مطابق تعینات ہیں۔ اگر ہاں تو تفصیل سے بیان کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) پنجاب کے 25 اضلاع میں CSP آفیسرز اپنے فرائض منصبی سرانجام دے رہے ہیں جبکہ 8 اضلاع میں رینکرز پولیس آفیسرز اپنے فرائض منصبی سرانجام دے رہے ہیں۔ ان کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ واضح ہو کہ پی ایس پی اور صوبائی آفیسران کی بطور ضلعی پولیس آفیسر تعیناتی کا کوئی کوٹا مقرر نہ ہے۔

گوجرنوالہ، سنٹرل جیل۔قیدیوں کی گنجائش، کھانے کی سہولت و خرچہ اور دیگر تفاصیل

*3885 لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ) اور چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اس وقت گوجرانوالہ سنٹرل جیل میں کتنے قیدیوں کی گنجائش ہے اور کتنے قیدی جیل میں بند ہیں؟

(ب) کتنے قیدیوں کو جیل سے کھانا فراہم کیا جاتا ہے، کھانے میں کیا دیا جاتا ہے اور اس پر ماہوار کتنا خرچہ آتا ہے۔کتنے قیدیوں کو گھر سے کھانا منگوانے کی سہولت حاصل ہے؟

(ج) کیا حکومت پنجاب گوجرانوالہ سنٹرل جیل میں گنجائش سے زیادہ قیدی ہونے کی بناء پر گوجرانوالہ میں کوئی ڈسٹرکٹ جیل بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) سنٹرل جیل گوجرانوالہ میں 913 قیدی رکھنے کی گنجائش ہے جبکہ اس وقت سنٹرل جیل گوجرانوالہ میں 3701 قیدی اور حوالاتی بند ہیں۔

(ب) 3695 قیدی و حوالاتیاں کو جیل سے کھانا فراہم کیا جاتا ہے اور کھانے میں چائے، روٹی، گوشت بڑا، مرغی، آلو انڈے، سبزی، سیاہ چنے، دال چنا، دال ماش، دال مونگ، دال مسور، کھجوریں، پلاؤ اور زردہ چاول مقرر کردہ سکیل کے مطابق فراہم کی جاتی ہیں جبکہ ماہوار خرچ مبلغ چھبیس لاکھ ساٹھ ہزار چار سو روپے آتا ہے اور صرف چھ اسیران نے گھر سے کھانا منگوانے کی اجازت طلب کی ہے جو کہ دے دی گئی ہے۔

(ج) جی ہاں۔حکومت پنجاب موجودہ سنٹرل جیل کو ڈسٹرکٹ جیل میں تبدیل کر کے موضع بکھڑایوالی، گوندلانوالہ علی پور روڈ پر نیو سنٹرل جیل بنانا چاہتی ہے اور یہ سکیم ADP Book 2004-05 میں شامل ہے اور مورخہ 2۔دسمبر 2004 کو اس کی Administrative approval مبلغ 32.872 ملین بھی دے دی گئی ہے۔مطلوبہ

فنڈز کی فراہمی کے بعد پرائیویٹ زمین کی ایکوزیشن کی کارروائی ضلع انتظامیہ کی معاونت سے شروع کی جائے گی۔

صوبہ میں قائم سیفٹی کمیشنز، چیئرمینز اور کارکردگی کی تفصیلات

*3531 رانا آفتاب احمد خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

پنجاب کے کن کن اضلاع میں سیفٹی کمیشن بنائے گئے ہیں اور کب سے اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں نیز چیئرمین سیفٹی کمیشنز کے نام اور اب تک ان کی Progress سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ:

پنجاب کے 34 اضلاع میں سے 31 اضلاع میں پبلک سیفٹی کمیشن بنائے گئے ہیں۔

25 اضلاع میں مورخہ 15-10-2002 سے پبلک سیفٹی کمیشن کام کر رہے ہیں۔ جن کی فہرست ضمیمہ (پ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ چھ اضلاع میں مورخہ 15-10-2002 سے کام کر رہے ہیں جن کی فہرست ضمیمہ (ت) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

چیئرمین پبلک سیفٹی کمیشن کے نام کی لسٹ اور کارکردگی جھنڈی (الف) اور (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل جھنگ۔ قیدیوں کی گنجائش، موجودہ تعداد اور حکومتی اقدامات کی تفصیل

*3975: جناب فیصل حیات جبوآنہ: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ڈسٹرکٹ جیل جھنگ میں کل کتنے قیدیوں کی گنجائش ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل جھنگ میں اس وقت گنجائش سے بہت زیادہ قیدی رکھے ہوئے ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک، اس معاملے کو حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) ڈسٹرکٹ جیل جھنگ میں اس وقت 758 اسیران جیل کی گنجائش ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل جھنگ میں اس وقت 2121 قیدیان مقید ہیں جبکہ اس جیل میں 758 اسیران جیل کی گنجائش ہے جو کہ مقررہ گنجائش سے تقریباً دوگنا زیادہ ہے۔

(ج) حکومت اس معاملے کو حل کرنے کے لئے مزید بیرک اور لیٹرین، باتھ کی تعمیر کرنے کے لئے درج ذیل رقم مختص کی ہے جس پر کام جاری ہے۔

بیرک ایک عدد 60 اسیران کے لئے 1.436 ملین

لیٹرین، باتھ روم کے لئے 1.436 ملین

جبکہ اسیران سزائے موت کے 24 عدد سیلوں کی تعمیر کے لئے خط وکتابت جاری ہے۔ جبکہ ڈسٹرکٹ جیل ٹوبہ ٹیک سنگھ کی تعمیر اس سال 04-2003 کے آخر تک پایہ تکمیل تک پہنچ جائے گی جس سے ڈسٹرکٹ جیل جھنگ میں اسیران کی تعداد کافی حد تک کم ہو جائے گی۔ over crowding کو مزید کم کرنے کے لئے گوجرانوالہ میں نئی سنٹرل جیل کے لئے اراضی حاصل کی جارہی ہے۔ جبکہ خاص طور پر زنانہ جیل اور بچوں کی جیل راولپنڈی اور ساہیوال میں تعمیر کی جائیں گی۔ فیصل آباد میں زنانہ جیل اور ساہیوال میں بچوں کی جیل کے لئے جگہ مختص ہے۔ فنڈز کی دستیابی پر ان کی تعمیر شروع ہو جائے گی۔ جبکہ راولپنڈی میں جگہ کی دستیابی کا مسئلہ طے ہونا باقی ہے جو کہ جلد ہی حل کر لیا جائے گا۔ اسی طرح موجودہ جوڈیشل لاک اپ کی توسیع ومرمت کے لئے 33.778 ملین کا تخمینہ حکومت پنجاب کو بھیجا گیا ہے۔ نیز نئی جوڈیشل لاک اپ کی تعمیر کے لئے حکومت سے درخواست کی گئی ہے۔ مزید برآں نئی جیلوں کی تعمیر اور موجودہ جیلوں کی توسیع کا کام بھی مرحلہ وار جاری ہے جن کی تفصیل اس طرح ہے۔

1۔	ڈسٹرکٹ جیل ٹوبہ ٹیک سنگھ	تکمیل کے آخری مراحل میں
2۔	ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی	۔ایضاً۔
3۔	ڈسٹرکٹ جیل لیہ	فنڈز منظور ہو چکے ہیں تعمیر کا کام شروع ہونے والا ہے۔
4۔	ڈسٹرکٹ جیل اوکاڑہ	فنڈز کے ملنے پر تعمیر کا کام شروع ہو جائے گا۔

5۔	ڈسٹرکٹ جیل پاکپتن	۔ایضا۔
6۔	ڈسٹرکٹ جیل خانیوال	ان جیلوں کی تعمیر کے لئے زمین کے حصول کے لئے خط وکتابت جاری ہے۔
7۔	ڈسٹرکٹ جیل حافظ آباد	۔ایضا۔
8۔	ڈسٹرکٹ جیل نارووال	۔ایضا۔
9۔	ڈسٹرکٹ جیل خوشاب	۔ایضا۔
10۔	ڈسٹرکٹ جیل بھکر	۔ایضا۔
11۔	ڈسٹرکٹ جیل لودھراں	۔ایضا۔

مندرجہ بالا مقامات پر نئی جیلوں کی تعمیر سے پنجاب بھر میں جیلوں کے حالات کافی بہتر ہو جائیں گے جس سے نہ صرف صحت و صفائی کا نظام بہتر ہو گا بلکہ بہت سی انتظامی خرابیاں دور کرنے میں مدد ملے گی۔

داتا دربار لاہور کے گردونواح سے نشہ بیچنے اور کرنے والوں کے خاتمہ کے لئے حکومتی اقدامات

*3543 محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دربار داتا صاحب کے گرد و نواح میں نشہ کرنے اور بیچنے والے لوگوں کی بھرمار ہے؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ مذہبی مقام کے باہر سے ان لوگوں کو ہٹانے کا کوئی پروگرام رکھتی ہے؟ تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) داتا دربار مذہبی مقام کے گردونواح میں نشہ کرنے والے اور فروخت کرنے والوں کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی کرتے ہوئے سال رواں میں منشیات فروشوں کے خلاف 29 مقدمات درج کئے ہیں جن مقدمات کی فہرست ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) لاء اینڈ آرڈر اور جرائم کی روک تھام کے لئے مشکوک افراد کی نگرانی جاری ہے جن کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی کا تحرک کیا جائے گا۔

ایف۔سی کالج لاہور۔تعینات پولیس ملازمین کی تفصیل ووجوہات

*3710 ڈاکٹر اسد اشرف: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گزشتہ کئی ماہ سے لاہور کے چار پولیس سٹیشنز کے بے شمار پولیس ملازمین ایف۔سی کالج میں ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں، ان تھانوں / ڈیوٹی دینے والوں کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل مہیا کی جائے؟

(ب) کیا لاہور شہر کے باقی سکولوں / کالجوں کی حفاظت کے لئے بھی مذکورہ کالج کی طرح پولیس ملازمین کی ڈیوٹی لگائی جاتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ شہر میں امن وامان کی صورتحال تسلی بخش نہیں ہے اور ہر روز حادثات، قتل، چوری اور ڈکیتی کے واقعات ہو رہے ہیں، چار تھانوں کی پولیس صرف ایک کالج کی حفاظت کے لئے لگائی گئی ہے آخر کیوں، کیا حکومت نفری کو ہٹانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں تفصیل مہیا کی جائے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) ماہ مارچ 2003 میں ایف سی کالج کی privatization کی گئی اور یہ Prysbeterian Church کے حوالے کیا گیا اسلامی جمعیت طلبہ اسلام سے تعلق رکھنے والے طالب علم اور کالج کے کچھ پروفیسر ز حضرات اور ملازمین نے منفی ردعمل کا اظہار کیا، بین الاقوامی صورتحال کو مدنظر رکھتے ہوئے اور اپنے ملک کی ساکھ کو متاثر ہونے اور امن وامان کو برقرار رکھنے کے لئے پولیس ملازمین کو ڈیوٹی پر مامور کیا گیا، اللہ کے فضل وکرم سے تمام صورتحال کو خوش اسلوبی سے نمٹایا گیا ہے۔ نفری کا انچارج محمد علی نیکوکار ASP گلبرگ سرکل اور محمد یاسر انسپکٹر SHO تھانہ گلبرک ہوتے ہیں۔

(ب) لاہور شہر کے دیگر سکولوں / کالجوں میں جب بھی لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا ہو تو ڈیوٹی لگائی جاتی ہے۔

(ج) یہ بات غلط ہے کہ شہر میں امن وامان کی صورتحال تسلی بخش نہیں ہے، بلکہ امن وامان کی صورتحال تسلی بخش ہے۔ جب سے ایف سی کالج کی صورتحال بہتر ہوئی ہے نفری میں کمی کر دی گئی ہے۔ چار تھانوں کی نفری نہیں لگائی جاتی ہے بلکہ پولیس لائن سے نفری لگائی جاتی ہے، حالات مزید خوشگوار ہونے پر نفری ہٹالی جائے گی۔

One Wheelingکے سد باب کے لئے اقدامات

*3735 محترمہ نگہت پروین میر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جنوری2003 تا دسمبر2003 پنجاب میں سڑکوں پرone wheelingکرتے ہوئے، کتنے نوجوان ہلاک اور کتنے زخمی ہوئے نیز کتنے نوجوانوں کے خلاف اس جرم پر کیا کیا کارروائی کی گئی۔ تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ب) one wheelingکے سد باب کے لئے حکومت نے اب تک کیا اقدامات کئے ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) جنوری2003 تا دسمبر2003 پنجاب میں سڑکوں پر one wheelingکرتے ہوئے دو نوجوان ہلاک اور83 زخمی ہوئے۔ ٹریفک پولیس پنجاب نے57536 موٹر سائیکل سواروں کے خلاف موٹر وہیکل آرڈیننس 1965 کی متعلقہ دفعات کے تحت قانونی کارروائی عمل میں لائی۔ 19173 موٹر سائیکل سواروں کو بند تھانہ جات کیا گیا اور تیز رفتاری کے جرم میں89 عدد مقدمات زیر دفعہ279ت۔پ درج رجسٹر ہوئے۔

(ب) اگر حکومت پنجاب اس بارے میں کوئی حکمت عملی وضع کرے گی تو ٹریفک پولیس پنجاب اس پر عملدرآمد کروانے کے لئے ہر ممکن اقدامات کرے گی۔

جیلوں میں ہلاک ہونے والے قیدیوں کی تفصیل

*3749 راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری1999 سے آج تک پنجاب کی جیلوں میں کتنے قیدی، پولیس یا جیل حکام کے تشدد سے مضروب ہوئے یا ہلاک ہوئے۔ ان واقعات پر ذمہ داران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی؟

(ب) متذکرہ عرصہ کے دوران طبعی یا غیر طبعی موت مرنے والے قیدیوں کی تفصیل سال وار اور جیل وائز بتائی جائے؟

(ج) اس عرصہ کے دوران کتنے جیل حکام / سٹاف کے خلاف قیدیوں کی شکایت پر محکمانہ

کارروائی عمل میں لائی گئی اس کی تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یکم جنوری 1999 سے آج تک پنجاب کی جیلوں میں جیل حکام کے تشدد سے مضروب یا ہلاک ہونے والے اور ان واقعات کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

اس عرصہ کے دوران پنجاب کی جیلوں میں کہیں بھی ایسا کوئی واقعہ رونما ہوا ہے تاہم مورخہ 02-11-17 کو ڈسٹرکٹ جیل قصور میں دو اسیران جیل کے عملہ کے تشدد سے ہلاک ہوئے اور ذمہ دار اہلکاران کے خلاف زیر دفعہ 302 تعزیرات پاکستان کے تحت مقدمہ درج کروایا گیا جو کہ اس وقت بعدالت جناب ایڈیشنل سیشن جج قصور میں زیر سماعت ہے۔ علاوہ ازیں درج ذیل ذمہ دار اہلکاران کے خلاف محکمانہ کارروائی عمل میں لائی گئی اور انہیں قرار واقعی سزائیں دی گئیں۔

1۔	بشیر احمد خان، ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ	بنیادی سکیل میں سے تین ترقیاں مستقل طور پر منہا کر دی گئیں۔
2۔	محمد حسین، اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	بنیادی سکیل میں سے تین ترقیاں مستقل طور پر منہا کر دی گئیں۔
3۔	محمد منشاء سندھو، اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	بنیادی سکیل میں سے تین ترقیاں مستقل طور پر منہا کر دی گئیں۔
4۔	محمد بوٹا، چیف وارڈر	نوکری سے برخاستگی
5۔	محمد نذیر وارڈر	نوکری سے برخاستگی
6۔	عمر حیات وارڈر	نوکری سے برخاستگی
7۔	حکومت علی وارڈر	نوکری سے برخاستگی

(ب) متذکرہ عرصہ کے دوران طبعی یا غیر طبعی موت مرنے والے قیدیوں کی تفصیل سال وار اور جیل وائز ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ (غیر طبعی موت مرنے والوں کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) متذکرہ عرصہ کے دوران اسیران کی شکایت پر 40 ملازمین جیل کے خلاف کارروائی عمل میں لائی گئی جس کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گاڑیوں کی باڈی سے باہر سریے اور گارڈرز کی نقل و حمل پر حکومتی اقدامات کی تفصیل

*3757: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ بھر میں ٹریکٹر، ٹرالہ اور ٹرک وغیرہ کے ذریعے سریا، اینگل آئرن اور لوہے کے گارڈرز وغیرہ نقل و حمل کے وقت باڈی سے باہر لٹکا ہوتا ہے جو مسافر حضرات کی جان کے لئے خطرہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ رات کے وقت ٹرالیاں بغیر سرخ لائٹ کے ہائی وے پر چلتی ہیں؟

(ج) اگر درج بالا کا جواب ہاں میں ہے تو حکومت اس سلسلہ میں کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) تمام صوبہ کی حدود میں کسی بھی ٹریکٹر ٹرالی اور ٹرکوں کے ڈرائیورز کو اینگل آئرن اور لوہے کے گارڈر وغیرہ نقل و حمل کے وقت باڈی سے باہر لٹکانے کی اجازت نہ ہے۔ تاہم سال 2003 میں ایسے خلاف ورزی کرنے والے 2697 ٹریکٹر ٹرالیوں اور ٹرکوں کے خلاف قانونی کارروائی کی گئی ہے۔

(ب) صوبہ کی حدود میں رات کے وقت ٹریکٹر ٹرالیوں کو بغیر سرخ لائٹ کے چلنے کی ہرگز اجازت نہ ہے، لیکن سال 2003 میں ایسی خلاف ورزی کرنے والی 1021 ٹریکٹر ٹرالیوں کے خلاف قانونی کارروائی کی گئی ہے اور ان پر ریفلیکٹر لگائے گئے ہیں۔

(ج) سوال کا یہ حصہ حکومت پنجاب سے متعلقہ ہے۔ ٹرانسپورٹ کے متعلق۔

تھانہ گڑھی شاہو لاہور کی حدود میں خاتون صحافی و دیگر افراد پر تشدد، مقدمہ اور حکومتی کارروائی کی تفصیل

*3819 محترمہ کنول نسیم: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 2۔ ستمبر 2003 کو علاقہ تھانہ گڑھی شاہو لاہور میں فیملی میگزین (نوائے وقت، لاہور) کی خاتون صحافی محترمہ فرزانہ چودھری، اس کے شوہر اور بھائی کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا، خاتون صحافی کے کپڑے پھاڑ دیئے اور مار مار کر لہولہان کر دیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ خاتون صحافی پر تشدد کرنے والا گڑھی شاہو یونین کونسل نمبر 75 کا ناظم اوراس کا والد ہے جبکہ اس جرم میں اس کے دیگر ساتھی بھی شامل ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ تشدد کا نشانہ بننے والوں کا میو ہسپتال سے میڈیکل کروانے کے بعد ملزمان کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اب تک کتنے ملزم گرفتار کئے گئے، کتنے ملزم مفرور ہیں، اب تک کی گئی تفتیش سے کیا نتائج برآمد ہوئے، ملزمان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی اگر چالان مکمل ہو گیا ہے تو کس عدالت میں پیش کیا گیا؟

وزیراعلیٰ:

(الف) یکم ستمبر 2003 بوقت 12:30 بجے دن علاقہ تھانہ گڑھی شاہو لاہور میں جب D.C.O صاحب لاہور کے حکم پر سیوریج سروے کے لئے متعلقہ ٹیم مع T.M.O گلی ریلوے واشنگ لائن میں آئے تو فیملی میگزین نوائے وقت، لاہور کی خاتون صحافی فرزانہ چودھری اس کے خاوند اور بھائی کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ خاتون صحافی کی قمیض پوشیدنی پھاڑ دی گئی۔ اس کے خاوند اور بھائی کو شدید مضروب کیا گیا۔

(ب) یونین کونسل نمبر 75 کے ناظم محمد فیاض ورک اس کے والد اور چچا کے للکارنے پر محمد اسلم اور محمد انور ملزمان نے خاتون صحافی کی قمیض پوشیدنی پھاڑ دی۔ محمد منیر اور ثاقب ملزمان نے اس کے خاوند اور بھائی کو آہنی راڈ سے شدید مضروب کیا۔ اس جرم میں ناظم اور اس کا والد اور دیگر ساتھی شامل ہیں۔

(ج) تشدد کا نشانہ بننے والوں کا میو ہسپتال سے ملاحظہ کرانے کے بعد ملزمان کے خلاف مقدمہ نمبر 210/03 مورخہ 03-09-01 جرم 148/149,337 A1,AII,AIII ت پ تھانہ گڑھی شاہو لاہور درج رجسٹر ہوا۔

(د) مقدمہ ہذا میں 13 ملزمان کو گرفتار کر کے حوالات جوڈیشل بھجوایا گیا ہے۔ کوئی ملزم مفرور نہ ہے۔ بعد تکمیل تفتیش چالان مرتب کر کے بعدالت جناب شاہد نصیر ASJ لاہور دیا گیا ہے۔ مقدمہ زیر سماعت ہے جس کی آئندہ تاریخ پیشی 04-02-09 مقرر ہے۔

پنڈی بھٹیاں۔پٹوار خانہ کے چوری شدہ ریکارڈ سے متعلق حکومتی کارروائی کی تفصیل

*4001 ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 03-08-03 کو پنڈی بھٹیاں کے ایک پٹوار خانہ سے محکمہ مال کا پورا ریکارڈ جس میں خصوصاً کوٹ نکہ کا مکمل ریکارڈ جو کہ پرت سرکار سے لے کر پرت پٹوار تک و انتقالات چوری ہو گئے جو پولیس نے مقدمہ نمبر 326/2003 مورخہ 04-08-03 کو درج رجسٹر کیا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا اب تک مال مقدمہ برآمد ہوا اور ملزمان گرفتار ہوئے ہیں۔اگر ایسا نہیں ہوا تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ مال کے کوٹ نکہ کے پٹوار خانہ کا ریکارڈ چوری ہوا جس پر مقدمہ نمبر 326 مورخہ 03-08.03 جرم 409/380/457 ت پ، 5/2/47/PCA تھانہ پنڈی بھٹیاں درج رجسٹر ہوا۔

(ب) مال مقدمہ برآمد ہو چکا ہے۔ ملزمان محمد یوسف پٹواری اور محمد جہانگیر پٹواری گرفتار ہوئے۔ تفصیل مقدمہ ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

فیصل آباد۔ٹریفک پولیس کی تعداد اور ڈیوٹیز کی تفصیل

*4100 جناب محمد نواز ملک: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) فیصل آباد میں ٹریفک پولیس کی نفری کتنی ہے اور کہاں کہاں تعینات ہے، کون کون سا علاقہ ان کے دائرہ کار میں ہے؟

(ب) مذکورہ شہر میں ون۔وے کئے گئے ایریاز میں ملازمین کو ڈیوٹی دینے کے لئے کس اتھارٹی / حکم سے تعینات کیا جاتا ہے۔ تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) فیصل آباد میں ٹریفک پولیس کی نفری درج ذیل ہے۔

ایس پی	01

ڈی ایس پی	01
انسپکٹر	10
سب انسپکٹر	22
اے ایس آئی	27
ہیڈ کانسٹیبل	35
ایف سی	230

تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) کسی بھی سڑک کو ون وے کرنے کا اختیار ٹریفک پولیس کے پاس نہ ہے بلکہ اگر ٹریفک کے بہاؤ کو بہتر کرنے کے لئے مجاز اتھارٹی کسی روڈ کو ون وے کر دے تو عمل درآمد کروانے کے لئے نفری تعینات کر دی جاتی ہے۔

فیصل آباد۔ وارداتوں میں اضافے اور حکومتی اقدامات کی تفصیل

*4101 جناب محمد نواز ملک: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد میں ڈکیتی، چوری اور قتل و غارت کی وارداتوں میں دن بہ دن اضافہ ہو رہا ہے، پولیس اور علاقہ وائز کمیٹیاں کیا فرائض انجام دے رہی ہیں۔ ان کی تعداد کیا ہے۔ ان میں سے کون کون ممبر ہیں۔ ان کی کارکردگی کی رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ کمیٹیاں اپنے فرائض صحیح طور پر انجام نہیں دے رہیں، کیا حکومت ان کی جگہ نئی کمیٹیاں بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے کہ سال 2003 میں قتل ڈکیتی و چوری کی وارداتوں میں اضافہ ہوا ہے لیکن یہ اضافہ صرف اسی سال میں نہیں ہوا بلکہ یہ معمول کا اضافہ ہے جو کہ ہر سال گزشتہ سال کی نسبت ہوتا ہے جس کی وجوہات درج ذیل ہیں۔

1۔ آبادی میں اضافہ

2۔ بے روزگاری

3۔ اخلاقی اقدار کی کمی

4۔ پولیس کے پاس آبادی اور جرائم میں اضافہ کی نسبت وسائل اور نفری کی شدید کمی۔

درج بالا وجوہات کے علاوہ ایک اور اہم وجہ یہ بھی ہے کہ فیصل آباد صنعتی اور کاروباری شہر ہے۔ پنجاب کے تقریباً تمام اضلاع سے لوگ روزگار کی خاطر نقل مکانی کر کے فیصل آباد میں آ رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے آبادی کی تعداد میں دن بدن غیر معمولی اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ باہر سے آنے والے لوگ بھی جرائم میں اضافہ کا سبب ہیں۔ ضلعی حکومتوں کے انتخابات کے بعد ناظمین یونین کونسل و کونسلر حضرات جرائم کے انسداد میں اپنے اپنے علاقہ میں مقامی پولیس کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں اور ان کی رائے کو خصوصی اہمیت دی جاتی ہے۔ انتخابات کے بعد ناظمین و کونسلرز کی موجودگی میں ماضی میں قائم کی گئی کمیٹیاں غیر موثر ہو کر رہ گئی ہیں۔

(ب) انتخابات کے بعد ناظمین و کونسلر حضرات کے علاوہ کوئی علاقہ وائز کمیٹی کام کر رہی ہے اور نہ ہی ناظمین و کونسلر حضرات کی موجودگی میں نئی کمیٹیاں بنانے کی ضرورت ہے۔

خانیوال۔ سرائے سدھو اور دیگر تھانہ جات کی حدود میں ہونے والی وارداتوں کی تفصیلات

*4122 مخدوم سید محمد مختار حسین شاہ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) 26۔دسمبر 2003 سے آج تک ضلع خانیوال کے تھانہ سرائے سدھو، حویلی کورنگا اور عبدالحکیم میں ڈکیتی، راہزنی اور چوری کی کتنی وارداتیں ہوئیں۔ ان کی تفصیل تھانہ وائز فراہم کی جائے؟

(ب) ہر واردات میں کتنا سامان لوٹا گیا اور کتنا برآمد ہوا؟

(ج) آج تک کتنے ملزمان گرفتار ہوئے اور کتنے ابھی تک مفرور ہیں؟

(د) کیا حکومت ان علاقہ جات میں امن و عامہ کی صورت حال بحال کرنے اور ڈاکوؤں کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) مورخہ 26۔دسمبر 2003 سے 04-02-16 تک تھانہ سرائے سدھو، حویلی کورنگا اور عبدالحکیم میں ذیل وارداتیں ہوئیں۔

1۔تھانہ سرائے سدھو:	ڈکیتی	01	راہزنی	02	چوری	12
2۔تھانہ حویلی کورنگا:	ڈکیتی	01	راہزنی	01	چوری	5
3۔تھانہ عبدالحکیم:	ڈکیتی	0	راہزنی	01	چوری	09

(ب)

1۔	تھانہ سرائے سدھو:	لوٹاہوامال کی مالیت	174900
		برآمدگی مال کی مالیت	154900
2۔	تھانہ حویلی کورنگا:	لوٹاہوامال کی مالیت	394900
		برآمدگی مال کی مالیت	159900
3۔	تھانہ عبدالحکیم:	لوٹاہوامال کی مالیت	274520
		برآمدگی مال کی مالیت	185200

(ج) مورخہ 26۔دسمبر 2003 سے 2004-02-16 تک تھانہ جات میں ملزمان گرفتار اور مفروران کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام تھانہ جات	ملزمان گرفتار شدہ تعداد	مفرور شدہ ملزمان
1۔	سرائے سدھو	32	09
2۔	حویلی کورنگا	09	10
3۔	عبدالحکیم	23	10

(د) اس بارے میں عرض ہے کہ مقامی تھانہ جات اپنے اپنے علاقہ میں امن عامہ قائم کرنے اور ڈاکوؤں کے خلاف بمطابق قانون مؤثر کارروائی کر رہے ہیں۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

بھکر۔جیل کی تعمیر اور قیدیوں کو عدالتوں میں پیش کرنے پر ہونے والے اخراجات کی تفصیل

429 جناب حفیظ اللہ خان نوانی: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بھکر میں جیل موجود نہ ہے قیدیوں کو میانوالی جیل میں رکھا جاتا ہے، بھکر سے میانوالی قیدیوں کو لانے اور بھکر میں عدالتوں میں پیش کرنے پر کتنے اخراجات سالانہ آتے ہیں؟

(ب) بھکر میں جیل کتنے عرصہ میں مکمل ہو جائے گی؟

وزیر جیل خانہ جات

(الف) جی ہاں۔اس وقت ضلع بھکر میں کوئی جیل موجود نہ ہے اور قیدیوں کو میانوالی جیل میں رکھا جاتا ہے۔
بھکر سے میانوالی قیدیوں کو لانے اور بھکر میں عدالتوں میں پیش کرنے کی ذمہ داری محکمہ پولیس کی ہے ان اخراجات کی تفصیل صحیح طور پر محکمہ پولیس ہی دے سکتا ہے۔

(ب) ضلع بھکر میں تعمیر ہونے والی جیل کا تخمینہ 309.605 ملین ہے اور حکومت پنجاب نے رواں مالی سال کے لئے مبلغ 30.000 ملین فنڈز فراہم کئے ہیں یہ جیل انشاء اللہ تقریباً تین سال میں مکمل ہو جائے گی۔

بھکر۔ڈی ایس پی لیگل، دیگر آفیسرز کی تعداد اور عرصہ تعیناتی

430 جناب حفیظ اللہ خان نوانی: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع بھکر میں DSP لیگل کے علاوہ کتنے افسران (لیگل) تعینات ہیں؟

(ب) یہ افسران بھکر میں کتنے عرصہ سے تعینات ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ کہ ڈی ایس پی لیگل بھکر کے علاوہ ضلع بھکر میں مندرجہ ذیل انسپکٹر لیگل تعینات ہیں:۔

1۔ محمد علی، انسپکٹر لیگل
2۔ رب نواز، انسپکٹر لیگل
3۔ محمد اصغر، انسپکٹر لیگل
4۔ تنویر حسین، انسپکٹر لیگل
5۔ محمد شعیب، انسپکٹر لیگل

(ب) ان انسپکٹران لیگل کا عرصہ تعیناتی درج ذیل ہے:۔

نمبر	نام	تاریخ تعیناتی
1۔	محمد علی، انسپکٹر لیگل	9-6-92 (جو اب بعدہ ڈی ایس پی لیگل ترقی پا چکا ہے اور اب اس کی پوسٹنگ بطور DSP/L انوسٹی گیشن راولپنڈی ہو چکی ہے)
2۔	ربنواز، انسپکٹر لیگل	29-11-1993
3۔	محمد اصغر، انسپکٹر لیگل	23-09-1999
4۔	تنویر حسین، انسپکٹر لیگل	24-05-2000
5۔	محمد شعیب، انسپکٹر لیگل	23-06-2000

فیصل آباد / راولپنڈی۔ خاتون قیدیوں کے لئے اضافی عمارت کی تعمیر اور دیگر تفصیلات

432 محترمہ شاہین عتیق الرحمن: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) فیصل آباد اور راولپنڈی کی جیلوں میں (سزا یافتہ) خاتون قیدیوں کے لئے اضافی عمارت تعمیر کرنے کے بارے میں آئندہ کیا منصوبہ بندی کی گئی ہے جس کی انتظامی منظوری دی جا چکی ہے؟

(ب) بہاولپور اور فیصل آباد کی بورسٹل جیلوں میں نو عمر (15 سال سے کم عمر قیدی) بچوں کی تعداد کیا ہے، کیا حکومت 20 سال سے کم عمر لڑکیوں کے لئے کوئی بورسٹل جیل بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) ساہیوال کے سرٹیفائیڈ سکول کی اس وقت کیا حالت ہے، اس کو بند کرنے کی کیا وجوہ ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) فیصل آباد میں ایک زنانہ جیل اور راولپنڈی جیل میں خاتون قیدیوں کے لئے اضافی بیرکس کے لئے ترقیاتی منصوبہ کی 2004-05 میں منظوری دی گئی تھی، سال 2005-06 میں ان سکیموں کو شامل نہ کیا گیا۔ تاہم آئندہ مالی سال 2006-07 میں ان سکیموں کو دوبارہ شامل کیا جارہا ہے تاکہ خواتین اسیران کے لئے علیحدہ جیل تعمیر کی جاسکے۔ جس کے لئے پرائیویٹ زمین کے حصول کے لئے مطلوبہ رقم ڈسٹرکٹ کلکٹر راولپنڈی کو بذریعہ ایگزیکٹو انجینئر پراونشل بلڈنگز ڈویژن راولپنڈی جون 2005 میں ادا کر دی گئی تھی۔ مزید برآں راولپنڈی جیل میں توسیعی منصوبے کے تحت اضافی بیرک برائے خواتین اسیران مطلوبہ فنڈز کی دستیابی پر شروع کر دی جائے گی۔

(ب) اس وقت بہاولپور بورسٹل جیل میں 03 نوعمر اور فیصل آباد بورسٹل جیل میں 260 نوعمر (15 سال سے کم عمر اسیران) موجود ہیں جن کو کمپیوٹر اور قالین بافی اور ٹیلرنگ کا کام سکھایا جارہا ہے اور کھیل کے مواقع بھی فراہم کئے جاتے ہیں۔ مزید برآں حکومت بیس سال سے کم عمر لڑکیوں کے لئے کوئی بورسٹل جیل بنانے کا ارادہ نہیں رکھتی تاہم ایسی نوعمر لڑکیوں کو خواتین کی جیل کے اندر ہی علیحدہ احاطہ / بیرک میں رکھا جاتا ہے۔

(ج) یہ سوال محکمہ ریکلیمیشن پروبیشن سے متعلقہ ہے کیونکہ سرٹیفائڈ سکول اسی محکمہ کے ماتحت کام کرتا ہے جس کے بارے میں مکمل تفصیل وہی بتا سکتے ہیں۔

لاہور۔ جنوری 2004 تا اگست 2005، ایس ایس پی (انوسٹی گیشن) کی زیر سربراہی کیسز کی تفتیش اور متعلقہ دیگر تفصیلات

:434 محترمہ شاہین عتیق الرحمن: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

لاہور کے ایس ایس پی (انوسٹی گیشن) کی سربراہی میں جنوری 2004 سے اگست 2005 تک کتنے کیس رجسٹر کئے گئے اور درج شدہ ایف آئی آرز کی تعداد کتنی ہے، ان میں سے کتنے کیسوں کی تفتیش کی گئی، کتنی ریکوریاں کی گئیں اور عدالتوں میں بھیجے جانے والے کیسوں کی نوعیت کیا ہے؟

وزیر اعلیٰ:

سوال نمبر434 کے بارہ میں سینئر سپرنٹنڈنٹ آف پولیس انوسٹی گیشن برانچ لاہور سے موصولہ رپورٹ کے اعداد و شمار اس طرح پائے گئے ہیں۔

کرائم فگرز از مورخہ 01-01-04 تا 31-08-05

عرصہ	نوعیت	کل	چالان	اخراج	عدم پتا	یکسو کئے گئے مقدمات تعداد	زیر تفتیش
01-01-04 تا 31-08-05	کرائم برخلاف اشخاص	18591	14743	2161	772	17676	915
01-01-04 تا 31-08-05	کرائم برخلاف اشخاص	11465	3831	672	5729	10232	1173
01-01-04 تا 31-08-05	کرائم برخلاف اشخاص	13930	3729	1328	293	11350	2580
01-01-04 تا 31-08-05	کرائم برخلاف اشخاص	8108	2416	378	2479	5273	2835
01-01-04 تا 31-08-05	میزان	52034	30719	4539	3273	44531	7503

کرائم برخلاف اشخاص

عرصہ	سزا	بری
01-01-04 تا 31-12-04	09	54

کرائم برخلاف پراپرٹی (برآمدگی)

عرصہ	مسروقہ	بازیافتہ
01-01-04 تا 31-12-04	14202794143	591443852

کرائم برخلاف اشخاص

عرصہ	سزا	بری
01-01-05 تا 31-08-05	01	09

کرائم برخلاف پراپرٹی (برآمدگی)

عرصہ	مسروقہ	بازیافتہ	سزا	بری
01-01-04 تا 31-06-04	1173455044	371640913	43	2

عرصہ زیر بحث کے دوران مجموعی طور پر فیصلہ شدہ مقدمات کی تعداد

سزا	بری
203	69

عرصہ زیر بحث کے دوران مجموعی طور پر کل 7503 مقدمات یکسو کئے گئے جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ انوسٹی گیشن ونگ اپنے پیشہ ورانہ امور کو محنت اور دلچسپی سے سرانجام دے رہا ہے اور عدالتوں میں مقدمات کی پیروی کا سلسلہ بھی قابل ذکر ہے۔

مزید برآں از مورخہ 01-01-04 تا 31-08-05 مجموعی طور پر 7503 مقدمات زیر تفتیش پائے گئے جن میں آج تک زیر تفتیش مقدمات میں کافی کمی پائی گئی ہے اور SSP انوسٹی گیشن ونگ کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کروائی گئی ہے جن کی سربراہی میں انوسٹی گیشن جملہ مقدمات کی یکسوئی کے لئے شب و روز سرگرم عمل ہے۔

صوبائی دارالحکومت میں جہاں جرائم پیشہ گروہوں کی بیخ کنی عوام کی جان و مال کی حفاظت کے حوالہ سے پہلے سے طے شدہ حکمت عملی کو مزید بہتر اور نتیجہ خیز بنایا جارہا ہے وہاں انوسٹی گیشن ونگ کے پیشہ ورانہ کام کے سلسلہ میں میٹنگوں کا سلسلہ جاری و ساری ہے اور کرائم کے حوالہ سے منعقدہ میٹنگوں میں آپریشنز اور انوسٹی گیشن ونگ کے اعلیٰ افسران کو پیشہ ورانہ امور میں بہتری پیدا کرنے کی خصوصی ہدایات دی جارہی ہیں۔

جیلوں میں بند منشیات کے عادی اور ذہنی معذور افراد کی تفصیل

439 محترمہ شاہین عتیق الرحمن: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ذہنی طور پر بیمار اور منشیات کے عادی بہت سے افراد کو جیلوں میں بند کر دیا گیا ہے؟

(ب) ایسے افراد کی کل تعداد کیا ہے اور وہ کون کون سی ڈسٹرکٹ جیلوں میں قید ہیں؟ ذہنی طور پر بیمار اور منشیات کے عادی افراد کے بارے میں الگ الگ تفصیل مہیا کی جائے؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) جی ہاں، یہ درست ہے کہ ذہنی طور پر بیمار افراد کسی نہ کسی جرم کی پاداش ہی میں پنجاب میں

جیلوں میں بند ہیں اور اسی طرح منشیات کے عادی افراد بھی منشیات کے کیسوں میں بند ہیں۔

(ب) اس وقت پنجاب کی جیلوں میں بند ذہنی طور پر بیمار افراد کی کل تعداد 121 ہے جن کی جیل وار تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پنجاب کی جیلوں میں بند ذہنی طور پر بیمار افراد کا باقاعدہ علاج کیا جاتا ہے۔ مزید برآں ہر ماہ ذہنی امراض کے ہسپتال کی ٹیم معائنہ کرتی ہے اور ان کی تجویز کردہ ادویات جیل ہسپتال سے مہیا کی جاتی ہیں۔ ان اسیران کی دیکھ بھال کے لئے خصوصی عملہ تعینات ہے جو کہ صفائی، خوراک اور لباس وغیرہ کا خیال رکھتا ہے۔

اس وقت پنجاب کی جیلوں میں بند منشیات کے عادی افراد کی کل تعداد 2403 ہے، جن کی جیل وار تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پنجاب کی جیلوں میں بند منشیات کے عادی افراد کے لئے جیل ہسپتال میں علیحدہ وارڈ موجود ہیں، جہاں پر میڈیکل آفیسر جیل ایسے افراد کا خصوصی معائنہ کرتے ہیں۔ علاج معالجے کے علاوہ اس سلسلہ میں اگر خصوصی خوراک کی ضرورت ہو تو وہ بھی مہیا کی جاتی ہے۔

ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی، اغواء شدہ نوزائیدہ بچے کی بازیابی کے لئے حکومتی اقدامات

445 محترمہ شاہین عتیق الرحمن: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نومبر 2005 میں ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی سے ایک نوزائیدہ بچے کو اغواء کر لیا گیا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے معزی نوزائیدہ بچے کی بازیابی کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) گزارش ہے کہ ماہ نومبر 2005 میں نہیں بلکہ ماہ اکتوبر 2005 میں ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی سے ایک نوزائیدہ بچے کے اغواء کا وقوعہ سرزد ہونا پایا گیا ہے۔ تفصیل اس طرح ہے کہ مسماۃ صحیبہ نازنین زوجہ محمد آفتاب قوم مغل سکنہ دھمیال گاؤں موہڑہ فقیراں نے

مقامی پولیس تھانہ نیوٹاؤن کو تحریر کرایا کہ مورخہ 05-10-16 بوقت 12.00 بجے رات ڈیلوری کیس کے سلسلہ میں ہولی فیملی ہسپتال وارڈ نمبر 278 بیڈ نمبر 3 پر ایڈمشن ملا۔ اس کے ہاں مورخہ 05-10-17 کو بوقت 7.00 بجے ایک بچے کی پیدائش ہوئی۔ قریب 8.30 بجے رات ایک عورت باحلیہ بھاری جسامت، کالی رنگت، شلوار قمیض برنگ سفید وارڈ میں آئی اور اسے کہا کہ اس کے بچے کو زکام ہوگیا ہے وہ بچے کو ہمراہ لے جا کر سٹیم کروا کر لاتی ہے جو اس نے اعتبار کرتے ہوئے اپنا بچہ اس کے حوالے کر دیا کافی دیر انتظار کے باوجود وہ عورت واپس نہ آئی جس پر مقدمہ نمبر 550 مورخہ 05-12-18 بجرم 363 ت پ تھانہ نیوٹاؤن درج کیا گیا۔

دوران تفتیش 2 مستورات 1۔ مسماۃ بشیراں بی بی المعروف نذیراں زوجہ یعقوب مسیح 2۔ مسماۃ صفیہ نصیر زوجہ منور مسیح سکنائے نیو کٹاریاں سابقہ ریکارڈ یافتہ کے گھروں پر ریڈ کئے گئے مگر پتا چلا کہ وہ سکونت ترک کر کے چلی گئی ہیں۔ آئندہ ان کا کوئی پتا نہ چل سکا ہے۔ تفتیش مقدمہ جاری ہے۔ بچہ /معنوی کی بازیابی اور نامعلوم ملزمان کی تلاش / گرفتاری کے لئے جملہ وسائل بروئے کار لائے جا رہے ہیں۔

(ب) ہر ممکن کوشش جاری ہے۔ انشااللہ کامیابی سے ہمکنار ہوں گے۔

سیالکوٹ گوجرانوالہ روڈ پر ہونے والے حادثات اور متعلقہ دیگر تفصیلات

462 چودھری ممتاز علی: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) یکم جنوری 2004 سے 31۔ دسمبر 2005 تک سیالکوٹ، گوجرانوالہ روڈ پر کتنے روڈز حادثات ہوئے ہیں۔ ان حادثات میں کتنے افراد ہلاک ہوئے ہیں۔ ان کے نام، پتاجات کیا ہیں؟

(ب) اس سڑک پر روزانہ گزرنے والی گاڑیوں کی تعداد کتنی ہے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) اس ضمن میں گزارش ہے کہ سیالکوٹ، گوجرانوالہ روڈ پر ہونے والے حادثات کی

تفصیل درج ذیل ہے:۔

یکم جنوری 2004 تا 31 دسمبر 2005

سال	کل حادثات	ملک	غیر ملک	ہلاک
2004	62	38	24	42
2005	74	52	22	66
میزان	136	90	46	108

ہلاک ہونیوالوں کی تفصیل سال 2004 اور سال 2005 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) گوجرانوالہ، سیالکوٹ روڈ پر چلنے والی گاڑیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ صبح 7:00 بجے تا 7:00 بجے شام 57,600 فی منٹ تقریباً 80

2۔ شام 7.00 بجے تا بجے تا 7.00 بجے صبح 21,600 فی منٹ تقریباً 30

راجہ ریاض احمد: فیصل آباد میں بھی کروڑوں روپے کا غبن ہوا ہے اور اس سلسلے میں ایک انکوائری کمیٹی بنی تھی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب والا! وہاں پر کروڑوں روپے کا غبن ہوا ہے اس لئے مہربانی فرما کر اس سوال کو pending کر دیا جائے۔

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ معزز اراکین کی دو رخصت کی درخواستیں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں اس ایک سوال کو pending کر دیتا ہوں۔ اب آگے چلتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ آپ اس سوال کو کیوں pending فرما رہے ہیں؟ ہم نے اس سوال کا جواب دیا ہوا تھا۔ اس کا اگر موقع آتا تو ہم اس کا جواب بھی دیتے۔

جناب والا جو سوالات ایوان میں پیش نہیں ہو سکے میں نے ان کے جوابات ایوان کی میز

And that is now presumed to be answered sir.پر رکھ دیئے ہیں۔
میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا تھا۔(قطع کلامیاں)
جناب والا! رولز کے مطابق میں نے اس سوال کا جواب دے دیا ہے۔
جناب قائم مقام سپیکر: تشریف رکھیں۔

I think it will be presumed as answered even on that day when it comes back again.

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں گزارش یہ کر رہا ہوں کہ آج جب وقفہ سوالات شروع ہوا تو آدھا گھنٹہ ہم نے پوائنٹ آف آرڈرز پر ضائع کیا۔ اگر پوائنٹ آف آرڈر پر یہ وقت ضائع نہ ہوتا تو شاید وہ question take up ہو جاتا۔ اب اس سوال کی باری نہیں آئی ہے۔ معزز رکن جو خود اس وقت پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے تھے اگر ان کو interest ہوتا تو اس وقت یہ کھڑے ہو کر کہہ سکتے تھے کہ اس سوال کو out of turn لے لیں۔ شاید میں اس میں agree کر جاتا لیکن جب وہ سوال نہیں آیا اور وقفہ سوالات ختم ہو گیا اب اس کے بعد وہ فرما رہے ہیں کہ اس سوال کو pending کر لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ قواعد و ضوابط کے مطابق بھی درست نہیں ہے۔ میں اس کا جواب دے چکا ہوں بقیہ سوالات ایوان کی میز پر lay کر چکا ہوں اور It is presumed to be answered. اگر اس سلسلے میں یہ مزید کوئی سوال کرنا چاہتے ہیں تو fresh question کریں تو میں اس کا جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔
جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ آپ اس پر دوبارہ fresh question کریں۔(قطع کلامیاں)
راجہ ریاض احمد: جناب والا! آپ نے اسے مؤخر کر دیا ہے۔
جناب قائم مقام سپیکر: تشریف رکھیں۔ I am not allowing that thing. میں یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ نے یہی سوال raise کیا ہے کہ آپ اس پر بحث کروانا چاہتے ہیں۔ آپ fresh question کریں۔ I will take it up. آج تو وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے۔
رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! بے شک راجہ صاحب کا پوائنٹ valid ہو گا لیکن آپ نے رولنگ دی ہے کہ یہ سوال pending ہو گیا ہے۔
جناب قائم مقام سپیکر: میں نے ابھی رولنگ دی نہیں تھی ان کو ایک اجازت دی تھی اور اجازت

دینا.It was not a ruling. It was anاس اجازت کے ساتھ اب میں یہ کہتا ہوں کہ میں اس بات کی اجازت دے رہا ہوں کہ آپ fresh question put upکر لیں اس سے زیادہ اور کیا ہو؟ (قطع کلامیاں)

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! آپ نے خود یہ کہا کہ میں اس سوال کو pendingکرتا ہوں۔ میں آپ کے اس رویہ کے خلاف واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز رکن راجہ ریاض احمد ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تو اب غلط بات ہے۔یہ سوالات layہو گئے ہیں۔ میں اب سیکرٹری اسمبلی سے درخواست کروں گا کہ وہ رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

درخواست ہائے رخصت

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب محمد یار ہراج

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد یار ہراج ایم پی اے پی پی-215 خانیوال کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

It is requested that my absence from the Assembly session from 14th to 24th November 2005, may kindly be excused and I may be granted the leave for the said period. Thanks.

جناب قائم مقام سپیکر: سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

محترمہ میمونہ نبیل

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محترمہ میمونہ نبیل ایم پی اے W-347 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

With due deference, it is submitted that my one

year old son is suffering from severe burn injuries in an accident who needs my personal attention and care. In view of the foregoing, I shall not be able to attend the presently ongoing 24th session of the Assembly. It is, therefore, requested that I may be granted leave from attending the session.

جناب قائم مقام سپیکر: سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

سپیشل کمیٹی کی رپورٹ بابت نشان زدہ سوال نمبر 6036 پیش کردہ جناب سمیع اللہ خان کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب قائم مقام سپیکر: جناب محمد اجمل چیمہ وزیر انڈسٹریز سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

وزیر صنعت: میں نشان زدہ سوال نمبر 6036 پیش کردہ جناب سمیع اللہ خان کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔ ڈاکٹر فرزانہ نذیر مجلس قائمہ برائے تحفظ ماحولیات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ اس کو pending کرتے ہیں۔ اب آدھے گھنٹے کے لئے وقفہ نماز ہوتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز عصر کے لئے آدھ گھنٹہ کا وقفہ کیا گیا)

(نماز عصر کے وقفہ کے بعد 5 بج کر 43 منٹ پر جناب قائم مقام سپیکر

کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

توجہ دلاؤ نوٹس

ستوکتلہ روڈ (لاہور) پر بنک گارڈ کے قتل

اور ڈکیتی پر حکومتی کارروائی

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم Call Attention Notices کو لیتے ہیں۔ پہلا نوٹس حاجی محمد اعجاز کا ہے۔ جی، حاجی صاحب!

حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 10-مارچ 2006 کو ستوکتلہ روڈ لاہور پر ڈاکوؤں نے بنک کے باہر گارڈ قتل کر کے چالیس لاکھ روپے لوٹ لئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے سٹی پولیس چیف نے ملزمان کی گرفتار کے لئے تین ٹیمیں تشکیل دی ہیں۔ مگر اس کے باوجود پولیس ملزمان کو گرفتار نہیں کر سکی؟

(ج) کیا اس واقعہ کی ایف آئی آر درج ہوئی ہے اگر ہاں تو کس تھانہ میں درج رجسٹرڈ ہوئی؟

(د) کیا اس واقعہ میں ملزمان نامزد ہیں۔ اگر ہاں تو ان کے نام اور پتا جات کی تفصیل دی جائے؟

(ہ) ملزمان کو گرفتار کرنے کے لئے اب تک پولیس نے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

(ز) پولیس نے اب تک جو جو افراد گرفتار کئے ہیں ان کے نام اور پتا جات کی تفصیل دی جائے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر!

(الف) مورخہ 10-مارچ 2006 کو سکیورٹی گارڈ عسکری بنک سے چالیس لاکھ روپے کی رقم تھیلے میں ڈال کر کیش وین میں ڈال رہے تھے کہ دو کس نامعلوم مسلح ملزمان نے فائرنگ کر کے گارڈ کو ہلاک کر کے رقم لوٹ کر فرار ہو گئے۔

(ب) ملزمان کی گرفتاری کے لئے تین ٹیمیں تشکیل دی گئیں۔ جو زیر نگرانی زاہد عباس ڈی ایس پی انوسٹی گیشن سٹی سرکل لاہور۔ میاں خان ڈی ایس پی سٹی سرکل لاہور، اختر

علی خان ڈی ایس پی سی آئی اے لاہور کی نگرانی میں کام کر رہی ہیں۔

(ج) ایف آئی آر نمبر79 مورخہ 2006-03-10 بجرم 302/394 ت پ تھانہ اکبری گیٹ لاہور درج رجسٹر کی گئی ہے

(ہ،و) ملزمان کی گرفتاری کے لئے بنک سے کیمرہ فلم حاصل کر کے ان کی گرفتاری کے لئے ہر ممکن وسائل استعمال کئے جا رہے ہیں۔اب تک اس سلسلے میں کسی شخص کی گرفتاری عمل میں نہ لائی گئی۔

جناب سپیکر!اس سلسلے میں عرض ہے کہ چونکہ ایف آئی آر میں کسی کو نامزد نہیں کیا گیا تھا لیکن اس کے باوجود ہمیں تھوڑا ساclueملا ہے کیونکہ بنک کے باہر کیمرے نصب تھے ان کی وجہ سے یہ clueملا ہے ان کی مدد سے ہم نے کچھ لوگوں کو حراست میں لیا ہے۔اس وقت تک ان لوگوں سے تین ڈکیتیاں برآمد کر چکے ہیں اور ہمیں پورا یقین ہے کہ یہ ڈکیتی بھی ان سے ہمیں برآمد ہو جائے گی اس سلسلہ میں تفتیش کر رہے ہیں۔اس وقت تک ہم نے دس لوگ زیر حراست لئے ہیں اور ان کے نام نہیں بتانا چاہوں گا کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ ان سے ہمیں مزید انکشافات کی توقع ہے۔میں اتنا ضروری عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں positive clues ملے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد اس مقدمے کو یکسو کر لیا جائے گا۔شکریہ

حاجی محمد اعجاز:جناب سپیکر!میری عرض یہ ہے کہ سکیورٹی گارڈز کا کام یہ ہے کہ کسی چیز کی حفاظت کرنا جبکہ یہاں پر یہ ہوتا ہے کہ جو بنک سے رقم لاتا ہے ایک طرف سکیورٹی گارڈ نے گن کو لٹکایا ہوتا ہے اور دوسری طرف اس نے رقم والا بیگ پکڑا ہوتا ہے۔جب ایک سکیورٹی گارڈ گن کو استعمال نہیں کر سکتا اس کا یہ کام ہی نہیں ہے کہ وہ بنک سے رقم لائے اس کا کام تو یہ ہے کہ وہ پوزیشن سنبھال کر کھڑا ہو تاکہ جو آدمی بنک سے رقم لے کر آ رہا ہے تو وہ اس پر توجہ دے کہ کوئی آدمی اس کو چیک تو نہیں کر رہا۔مگر ہوتا یہ ہے کہ گن مین خود ہی اندر سے رقم لاتے ہیں،خود ہی رقم ڈالتے ہیں اور گن کندھوں پر لٹکائی ہوتی ہے۔میری وزیر قانون سے گزارش ہے کہ ان باتوں پر توجہ دی جائے کیونکہ ڈکیتی اچانک نہیں ہوتی یا حادثے کے طور پر نہیں ہوتی بلکہ اس کے لئے ملزم باقاعدہ پلاننگ کرتے ہیں کہ کہاں کوئی خامی رہ گئی ہے وہیں وہ واردات کرتے ہیں۔دوسری بات یہ ہے کہ جو انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے ٹیمیں تشکیل دی ہیں۔آج اس واردات کو تقریباً دس دن ہو گئے ہیں مگر ابھی تک کوئی ملزم گرفتار نہیں ہوا۔میری ان سے گزارش ہے کہ اس پر توجہ دیں۔یہ پنجاب کے لوگوں کا پیسا ہے

اور چالیس لاکھ روپے کوئی معمولی رقم نہیں ہے۔اس لئے وزیر موصوف یہ فرمادیں کہ ملزم کب تک گرفتار ہو جائیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! معزز رکن نے دو نکات کی نشاندہی فرمائی ہے۔پہلا یہ کہ سکیورٹی گارڈ کا کام نہیں ہے کہ وہ کیش کو ہینڈل کرے یا ٹرانسفر کرے۔ میں ان سے کلی طور پر اتفاق کرتا ہوں۔ بارہا تمام بنکوں کو ہوم ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ وہ کیش ہینڈلنگ کے لئے اور کیش کی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقلی کے لئے باقاعدہ وضع کردہ طریق کار کے مطابق سکیورٹی ایجنسیوں کی بلٹ پروف گاڑیوں کے ذریعے کیش ٹرانسفر کریں۔ مگر اس کے باوجود اگر کوئی ان ہدایات پر عملدرآمد نہیں کرتا تو پھر اس کا یہی نتیجہ نکلتا ہے اور نقصان ان کا بھی ہوتا ہے۔ قابل افسوس بات یہ ہے کہ انسانی جانوں کا بھی ضیاع ہوتا ہے اس لئے میں معزز رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے دوبارہ ہدایات جاری کی جائیں گی اور اس بات کو یقینی بنایا جائے گا کہ جو بنک کیش کو deal کرتے ہیں وہ کیش کے ٹرانسفر اور ہینڈلنگ کے لئے باقاعدہ طریق کار پر عملدرآمد کروائیں۔ دوسری بات معزز رکن نے کہا ہے کہ ٹیمیں جو تشکیل دی گئی ہیں انہوں نے اب تک کیا کارروائی کی ہے؟ میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ ان تینوں ٹیموں نے تقریباً دس کے قریب گرفتاریاں کی ہیں اور ان ملزمان سے ہم تین ڈکیتیاں برآمد کر چکے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ کیمرے کے ذریعے ہمیں جو clue ملا ہے ہمیں یقین ہے کہ یہ ڈکیتی بھی برآمد ہو گی۔ شکریہ

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! ہم تین سال سے جتنے بھی توجہ دلاؤ نوٹسز ہیں ان میں دیکھتے آئے ہیں کہ وزیر قانون ہمیشہ ہر نوٹس پر ہو جائے گا، انشاء اللہ ہو جائے گا۔ وزیر قانون صاحب پولیس کی کارکردگی کو اس طرح defend نہ کریں کیونکہ پچھلے دس ماہ کا لاہور پولیس کا جو ریکارڈ ہے اس میں جو ڈکیتیاں ہوئی ہیں اور لوگوں کا سامان جو کیش کی صورت میں، زیورات کی صورت میں، 15 کروڑ روپے سے زیادہ پچھلے 10 ماہ کے دوران جنوری سے اکتوبر تک کا جو انہوں نے جاری کیا ہے کہ لاہور میں کتنے کی ڈکیتی ہوئی اور پچھلے 10 ماہ میں 15 کروڑ روپے سے زائد مالیت کی چیزیں لوٹی گئی ہیں۔ خصوصاً میں کہوں گا کہ چونکہ یہ Call Attention Notice لاہور پولیس کے حوالے سے ہے اور لاء منسٹر صاحب نے یہ تین ٹیمیں تشکیل دی ہیں جن کا براہ راست تعلق

انوسٹی گیشن یا دیگر اداروں سے ہے لیکن میں ان کی توجہ چاہوں گا کہ بنیادی طور پر لاہور آپریشن ونگ کی کارکردگی جیسے میں ریکارڈ سے کہہ رہا ہوں کہ یہ 15 کروڑ روپے سے زیادہ کی مالیت کی چیزوں کی ڈکیتیاں پچھلے 10 ماہ میں ہوئی ہیں تو بدقسمتی سے آپریشن ونگ کو کچھ تو سیاسی ڈیوٹی دی جاتی ہے اور پھر کچھ ایسی چیزیں آجاتی ہیں جیسے اگر وی آئی پی، وی وی آئی پی موومنٹ ہو تو ساری آپریشن پولیس وہاں چلی جاتی ہے۔ یہ بسنت آ گیا یہ issue نہیں ہے یعنی بسنت پر پولیس سارے کام چھوڑ کر سیڑھیاں لے کر بسنت کو کنٹرول کر رہی تھی تو میں سمجھتا ہوں کہ لاہور آپریشن کی کارکردگی نہایت ناقص ہے۔ لاء منسٹر اس حوالے سے اس کو بہتر بنائیں تاکہ ایسے واقعات کم سے کم ہو سکیں اور انسانوں کا ضیاع یقینی بات ہے کہ وہ پیسے سے زیادہ قیمتی ہے تو میں لاء منسٹر کی توجہ چاہوں گا کہ یہ جو ٹیمیں بنائی ہیں، ان کی کارکردگی بھی سامنے ہے اور ہمیشہ ہر Call Attention Notice کے پر لاء منسٹر ایک ہی طرح کا فقرہ کیونکہ تین سال کی لاء منسٹر کی گفتگو کا ریکارڈ نکلوا کر دیکھیں کہ اگر اس میں زیر زبر کا بھی فرق ہو گا تو مجھے آپ جو جرمانہ کرنا چاہیں میں دے دوں گا کہ لاء منسٹر نے فرمایا ٹیمیں تشکیل دے دی گئی ہیں، ایسے ہو جائے گا، ویسے ہو جائے گا۔ تین سال سے ہم سنتے آ رہے ہیں اور اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا، جب Call Attention Notice ہوتا ہے تو سنگین سے سنگین جرم اس Call Attention Notice میں آ جاتا ہے۔ یہ آپریشن ونگ کی دیگر دلچسپیوں اور سرگرمیوں کو کنٹرول کریں اور انہیں کرائم کنٹرول پر لگائیں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں انتہائی معذرت سے گزارش کروں گا کہ معزز رکن کی یہ ایک جنرل آبزرویشن ہے کوئی specific بات نہیں ہے اور میں نے یہ قطعی طور پر نہیں کہا کہ یہ ہو جائے گا یا وہ ہو جائے گا۔ ہم یہ کر چکے ہیں اور میں آپ سے استدعا کروں گا کہ اگر ہمارے ساتھ ابھی بیٹھ جائیں تو میں اس مقدمے کا پورا ریکارڈ آپ کو دکھا دوں گا اور اس ریکارڈ میں اب تک جو پیشرفت ہے اس سے انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی تسلی ضرور ہو گی لیکن چونکہ ابھی میں نے پہلے یہ گزارش کی تھی کہ یہ واقعہ 3-10 کا ہے اور اب 20 تاریخ ہے۔ ابھی تو پہلا ریمانڈ بھی 14 دن کا پورا نہیں ہوتا تو اس لئے ہمیں یہ موقع تو دیں ان سے ہم نے مزید تفتیش کرنی ہے۔ ابھی سے اگر میں ان کا نام دے دوں تو صبح اخبارات میں نام آ جائیں تو پھر اس مقدمے کی تفتیش، نہ صرف اس مقدمے کی تفتیش بلکہ باقی جو انکشافات ہونے ہیں وہ بھی لازمی طور پر effect ہوں گے لیکن میں آپ کو تسلی

کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ آئیں، ہمارے ساتھ بیٹھیں۔ اس کے بعد بھی جو Call Attention Notice آ رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کرائم کو روکنا انسانی بس میں ہی نہیں ہے لیکن پولیس کی اصل کارکردگی آپ detection سے ہی دیکھ سکتے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ detection کے حوالے سے میں نے آپ کو گزارش کی ہے کہ ہم اس معاملے کو تقریباً detect کر چکے ہیں۔ شکریہ

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میں اپنی اس تحریک کو stress نہیں کرتا لیکن میں صرف ایک بات راجہ بشارت صاحب سے کہنا چاہتا ہوں کہ جو قتل ہونے والے بیچارے سکیورٹی گارڈز کمپنیوں کے ملازم ہوتے ہیں اور کمپنیاں بنکوں سے تو زیادہ چارج کرتی ہیں لیکن انہیں نہایت کم تنخواہ دیتی ہیں۔ کیا قتل ہونے والے گارڈز کو compensation دینے کے لئے راجہ صاحب کوئی مہربانی فرمائیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! کمپنیوں کے سیکورٹی گارڈز باقاعدہ insured ہوتے ہیں اور انہیں insurance money definitely ملی ہوگی۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! اسی حوالے سے میری بھی ایک گزارش ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! گزشتہ اجلاس کے موقع پر میں نے ڈاکٹر جاوید خواجہ صاحب لاہور کے بڑے مایہ ناز ڈاکٹر اور شریف آدمی تھے جو کہ روزانہ 300 سے زیادہ مریضوں کا مفت علاج کرتے تھے اور پاکستان کے top کے معدے کے سرجن اور سپیشلسٹوں میں سے ایک تھے لیکن کسی سے بھی ایک پیسا نہیں لیتے تھے جو کہ فجر کی نماز پڑھ کر اپنے کلینک پر جاتے تھے اور شام تک مریضوں کو دیکھتے تھے تو فجر کی نماز کے بعد کلینک پر جاتے ہوئے انہیں قتل کر دیا گیا اور میں نے یہ درخواست کی تھی کہ دو دفعہ اس حوالے سے میں نے Call Attention Notice دیا لیکن اسے نہیں لایا گیا اور آپ نے حکم فرمایا تھا کہ اگلی دفعہ لے آئیں لیکن اس کے باوجود نہیں لایا گیا تو اتنا بڑا آدمی جس کے جنازے میں 50 ہزار سے زائد لوگ شریک تھے اور سارا دن لوگ اتنے سوگوار تھے اور سارا دن ٹریفک بند رکھی ہے اور اتنا اہم واقعہ شہر کے اندر ہو اور میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ خود چیف منسٹر صاحب کو اور لاء منسٹر صاحب کو ان کے گھروں میں جانا چاہئے تھا کہ

بین الاقوامی سطح کے معروف ڈاکٹر کو قتل کیا گیا اور کسی نے ان کا پوچھا تک نہیں ہے اور یہ سوال دیا تو اسے بھی یہاں پر نہیں لایا تو میں یہ درخواست کروں گا لاء منسٹر صاحب کہ ڈاکٹر جاوید خواجہ کے قتل کی تفتیش اور ملزمان کی گرفتاری کے لئے خصوصی ٹیمیں بنائی جائیں اور انہیں فوری طور پر گرفتار کیا جائے اور یہ سامنے لایا جائے کہ اتنے عظیم آدمی کو کس نے شہید کیا ہے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں معزز رکن کے ساتھ بیٹھ جاؤں گا اور اس وقت مقدمہ کی تفتیش کرنے والوں کو بھی بلا لوں گا اور اس سے پہلے بھی میرے قابل احترام رکن پولیس سے متعلقہ بے شمار معاملات میرے نوٹس میں لائے ہیں اور میں نے کوشش کی ہے کہ ان کی تسلی کرائی جائے۔ میں گزارش کروں گا کہ کل کسی وقت میرے ساتھ بیٹھ جائیں تو متعلقہ تفتیشی افسران کو بلا کر اس مقدمے میں اب تک ہونے والی پیشرفت سے ان کو آگاہ کر کے ان سے رائے بھی لی جائے گی اور ان کی مشاورت سے معاملات کو آگے بڑھایا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، Next is ملک محمد اقبال چنڑ اور شیخ تنویر احمد صاحب!

سرگودھا میں ڈاکوؤں کے ہاتھوں دو طلباء کی ہلاکت اور ملزمان کے خلاف حکومتی کارروائی

ملک محمد اقبال چنڑ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 9-مارچ 2006 کو سرگودھا میں ڈاکوؤں نے ڈی ایس پی کے بیٹے وسیم حسن شاہ سمیت دو طلبا کو قتل کیا اور ان کے استاد کو شدید زخمی کر دیا؟

(ب) پولیس نے اس سلسلے میں اب تک کیا اقدامات اٹھائے ہیں ان کی تفصیل دی جائے؟

(ج) پولیس نے اس سلسلے میں جو ملزمان گرفتار کئے ہیں ان کے نام و پتا جات کی تفصیل بتائی جائے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر!

الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 9/8 کی درمیانی شب دو کس نامعلوم ڈاکوؤں نے گلی نمبر 4 بشیر کالونی سرگودھا میں کرایہ پر حاصل کردہ ایک بیٹھک میں رہائش پذیر دو طالب

علموں کو دوران ڈکیتی مزاحمت پر اسلحہ آتشیں کی مدد سے قتل کر دیا۔ ان میں سے ایک مقتول ڈی ایس پی کلور کوٹ جناب نیامت اللہ شاہ کا بیٹا وسیم حسن شاہ تھا، دوسرے مقتول طالب علم کا نام حافظ بلال احمد تھا۔ علاوہ ازیں ان دونوں کے ساتھ رہائش پذیر حافظ شیراز انسٹرکٹر گورنمنٹ ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ سرگودھا بھی دوران واردات زخمی ہوا۔

(ب) وقوعہ کی ایف آئی آر نمبر 143 مورخہ 2006-03-09 بجرم 302/394 ت پ تھانہ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا درج رجسٹر ہوئی۔ مقدمہ کی سنگین نوعیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی تفتیش ایس پی انوسٹی گیشن صدر سرگودھا کر رہے ہیں۔ اس ٹیم میں کریم نواز ایس ڈی پی او، ڈی ایس پی صدر سرکل غلام جیلانی ٹوانہ اور انسپکٹر شیر احمد ٹوانہ، انسپکٹر ضرار احمد، ایس ایچ او تھانہ سیٹلائٹ ٹاؤن، سب انسپکٹر محمد اشرف، اے ایس آئی بشیر احمد، اے ایس آئی سجاد احمد اور دیگر افسران کر رہے ہیں۔

(ج) مقدمہ ہذا نامعلوم ملزمان کے خلاف درج ہوا تاہم مقدمہ ہذا کے سلسلے میں نہایت باریک بینی کے ساتھ مشتبہ افراد کو شامل تفتیش کیا جا چکا ہے اور اس وقت تک latest صورتحال یہ ہے کہ تین لوگ گرفتار ہوئے ہیں ان کے نام معزز رکن کو بتا دوں گا۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! دن بدن پنجاب میں کرائم کی شرح بڑھ رہی ہے۔ اس سلسلے میں حکومت پنجاب کیا اقدام کر رہی ہے؟ دن بدن ڈکیتی، car snatching، کار لفٹنگ، قتل اور دن دیہاڑے سرعام ڈکیتیاں ہوتی ہیں تو اس سلسلے میں حکومت پنجاب نے کیا اقدامات کئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: وہ اس سے related تو نہیں ہے وہ علیحدہ آپ question raise کر رہے ہیں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اگر اس سلسلے میں یہ general statement چاہتے ہیں تو میں دینے کے لئے تیار ہوں۔ پولیس کو ہم نے زیادہ وسائل فراہم کئے ہیں اور نئی گاڑیاں لے کر دی ہیں، تفتیش کے لئے پولیس کے اخراجات مزید بڑھائے ہیں، پولیس پٹرولنگ پوسٹ قائم کی جا رہی ہیں، پولیس کی نفری کو بڑھایا جا رہا ہے، نئی بھرتی کی جا رہی ہے۔ سو بے شمار ایسے اقدامات ہیں جو ہم نے کئے ہیں۔ اگر آپ موقع دیں تو میں ان کی تفصیل بتانے کے لئے تیار ہوں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس question سے وہ بات related نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

رپورٹ

(توسیع)

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر فرزانہ نذیر مجلس قائمہ برائے تحفظ ماحولیات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مجلس قائمہ برائے تحفظ ماحولیات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

The Punjab Prohibition on Use of Rubber and Plastic Cans for keeping Victuals Bill 2003 (Bill No.21 of 2003) moved by Mrs Maha Raja Tareen, MPA

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تحفظ ماحولیات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-اپریل 2006 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب والا! ماحولیات کے بارے میں وقت چاہئے pollution کو ختم کرنا ہے اس لئے توسیع لے رہی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

The Punjab Prohibition on Use of Rubber and Plastic Cans for keeping Victuals Bill 2003 (Bill No.21 of 2003) moved by Mrs Maha Raja Tareen, MPA

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تحفظ ماحولیات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-اپریل 2006 تک توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

The Punjab Prohibition on Use of Rubber and Plastic

Cans for keeping Victuals Bill 2003 (Bill No.21 of 2003) moved by Mrs Maha Raja Tareen, MPA

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تحفظ ماحولیات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-اپریل 2006 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: اب Privilege Motions لیتے ہیں۔ یہ تحریک محترمہ ثمینہ نوید کی ہے وہ تشریف نہیں رکھتیں اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی صاحب کی ہے۔

ڈی پی او ملتان کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ملاقات سے انکار

(---جاری)

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! آج وزیر قانون صاحب نے ڈی پی او ملتان کو بلایا تھا اور اجلاس شروع ہونے سے پہلے ان کے دفتر میں ملاقات ہوئی۔ اس میں، میں نے ڈی پی او صاحب سے یہ پوچھا کہ جو وقوعہ ہوا ہے اس کے بارے میں کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ درست ہوا ہے یا غلط ہوا ہے جس پر انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایسا کوئی دانستہ نہیں کیا، انہوں نے مجھے کافی دیر انتظار کروایا تھا۔ انہوں نے کہا کہ میں ایسا کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا اور مزید یہ ہے کہ چونکہ میں نے اپنی تحریک 28-دسمبر کو جمع کروائی تھی اس تحریک کا اچھا فائدہ یہ ہوا کہ جب یہاں سے نوٹس گیا تو حکومت نے ان سے جواب طلب کیا تو جنوری کے مہینے سے ہی ان کا رویہ میرے ساتھ نہایت مثبت ہو گیا تھا تو تحریک استحقاق پیش کرنے کا اصل مقصد تو یہی ہوتا ہے کہ جیسے ہم منتخب نمائندے افسران کی عزت اور احترام میں کبھی کوئی کمی نہیں رکھتے اسی طرح ہم سمجھتے ہیں کہ جو افسران ہیں ان کے بھی فرائض میں یہ شامل ہے کہ وہ منتخب نمائندے کے احترام میں کسی قسم کی کمی نہ کریں کیونکہ ہمیں اجتماعی نمائندگی کے لئے جانا ہوتا ہے۔ دونوں ہی ایک نظام کے پہیے ہیں اگر دونوں مل جل کر ایک دوسرے کے ساتھ چلیں گے تو یہ گاڑی اچھے طریقے سے چلے گی۔ ان کی اس یقین دہانی پر کہ انہوں نے ایسا کوئی دانستہ نہیں کیا تھا اور آئندہ بھی ان کا رویہ ایک منتخب نمائندے کے ساتھ مثبت ہو گا اس

پر میں اپنی تحریک پر زور نہیں دیتا اور میں وزیر قانون کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے بلا تفریق منتخب نمائندے کی عزت کو اپنی عزت سمجھا اور اچھا کام کیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے، یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک پیر رفیع الدین بخاری صاحب کی ہے۔

ای ڈی او (ہیلتھ) لودھراں کا معزز رکن کے ساتھ نامناسب رویہ

سید محمد رفیع الدین بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 2۔جنوری 2006 کو میں اپنے حلقہ کے عوامی مفاد کے مسئلہ کے حل کے لئے ڈاکٹر حبیب الرحمٰن ای ڈی او (ہیلتھ) لودھراں کو فون کیا اور ان سے ملاقات کے لئے ٹائم لیا تو انہوں نے کہا کہ آپ میرے دفتر آجائیں۔ میں فوراً ان کے آفس میں چلا گیا وہ مجھے دیکھتے ہی باہر چلے گئے میں تین گھنٹے تک ان کا وہاں انتظار کرتا رہا موصوف تین گھنٹے کے بعد دفتر واپس آئے تو میں نے اپنا مسئلہ ان کو بیان کیا انہوں نے مجھے ٹرخانہ شروع کر دیا کہ اب دفتر میں فلاں نہیں ہے، فلاں چھٹی پر ہے آخر کار انہوں نے مجھ سے لڑائی شروع کر دی کہ آپ ایم پی اے صاحبان بلاوجہ ہم جیسے افسران کو تنگ کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ جاؤ میں آپ کا کام نہیں کرتا آپ نے جو میرا کرنا ہے کر لیں اس کے علاوہ بھی انہوں نے میرے خلاف نازیبا الفاظ بولے اس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب سپیکر! میرے ساتھ اس معاملے میں پیر صاحب کی discussion بھی ہوئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دینی چاہئے۔

MR. ACTING SPEAKER: This is referred to the Privilege Committee.

اگلی تحریک سید احسان اللہ وقاص صاحب کی ہے۔

ضلع ناظم اور پولیس انتظامیہ کی غفلت اور نااہلی کی وجہ سے شر پسندوں کا اسمبلی بلڈنگ کو نشانہ بنانا

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ تحریک پڑھی جا چکی ہے۔ یہ پنجاب اسمبلی پر حملہ کے بارے میں ہے اس کا جواب آج ارشاد فرمانا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں استدعا کروں گا کہ اس کو آپ اگلے اجلاس تک pending فرما لیں کیونکہ اس وقت کچھ انکوائریاں بھی ہو رہی ہیں، کچھ لوگوں کی bail petitions pending ہیں، کچھ کو گرفتار کیا ہوا ہے، کچھ bail پر رہا ہو کر آ گئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت میرٹ پر اس بات کو discuss کرنا کہ کیا وجوہات تھیں، ابھی ہم خود بھی کسی حتمی نتیجے پر نہیں پہنچے، ابھی investigation جاری ہیں اس لئے میری استدعا ہو گی کہ اس کو اگلے اجلاس تک pending فرما لیا جائے میں اس کا جواب دوں گا۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اس پر پچھلے دنوں بھی میں نے discussion کی تھی کہ ہم ہر روز یہاں تحاریک استحقاق پیش کرتے ہیں کہ یہ اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ پنجاب اسمبلی پر حملہ ہونا میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس کا سب سے بڑا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میں نے یہ کہا تھا کہ یہاں پر اس وقت میں بھی موجود تھا۔ میں تھوڑی دیر پہلے نکل گیا تھا۔ یہاں پر کافی ممبران موجود تھے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ اس پر ہاؤس کی ایک کمیٹی بنا دیں جو اگلے اجلاس تک بیٹھ کر فیصلہ کر لے اور fix کر لے کہ اس میں کون involve تھے یہ کس نے کیا اور کس کا قصور ہے۔ اس لئے میری درخواست ہے کہ اس کمیٹی کے بارے میں ہاؤس سے پوچھ لیں کیونکہ اگر یہ کمیٹی بن جائے تو اگلے اجلاس تک وہ رپورٹ بھی آ جائے گی اور اس پر کام بھی بہتر طریقے سے ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں اس حوالے سے اتفاق کرتا ہوں کہ جو بات احسان

اللہ وقاص صاحب نے تحریک استحقاق میں دی ہے اور صحیح معنوں میں یہ واحد ایسی تحریک استحقاق ہے جس میں یہ لکھا گیا ہے کہ اس سے نہ صرف میرا بلکہ اس پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے اور وہ حقیقتاً ہے کہ ہوا ہے۔ اگر اس معزز ایوان کی شان میں کوئی بات کی جاتی ہے اور اس کو نقصان پہنچایا جاتا ہے تو بلاشبہ وہ اس پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے اس حد تک میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں اور اسی لئے میں اس پر وقتی طور پر کوئی ایسی بات غیر ذمہ داری سے نہیں کہنا چاہتا جو ultimately اس بات کو affect کرتی ہو کہ بارہا یہ واقعہ ہوا ہے اس سے کسی کو انکار نہیں اور اس واقعہ کے محرکات دیکھنا اور اس کی تہہ تک جانا میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان کے ہر رکن کا یہ حق بنتا ہے کہ اس کے محرکات کو جانے اور اس کو تفصیل بتائی جائے کہ کیا محرکات تھے، کس واقعہ کے نتیجے میں یہ سارے حالات پیدا ہوئے اس لئے میری آپ سے استدعا ہو گی کہ اس کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending کریں جو investigation کی رپورٹ آتی ہے میں معزز ایوان کو بتاؤں گا اور اس پر میں خود آپ سے گزارش کروں گا کہ اس معزز ایوان کی کمیٹی بنا کر ان تمام محرکات کو دیکھا جائے۔

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سمیع اللہ صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میں تین ساڑھے تین سال سے دیکھ رہا ہوں کہ جو کام لاء منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ اس کو پہلے pending کروایا آج تک اور اب اگلے اجلاس تک کہہ رہے ہیں۔ ہم اس سے اتفاق کرتے ہیں کہ یہاں پر کوئی ایسی بات نہ کہہ دی جائے جس کا حقائق سے تعلق نہ ہو تو جو استحقاق کمیٹی ہے میری بھی دو تحاریک گئی تھیں میں نے بھی دیکھا کہ وہ کس طرح سے کام کرتی ہے تو یقینی بات ہے کہ وہ یہی کام کرتی ہے جس کی طرف لاء منسٹر اشارہ کر رہے ہیں وہ وہاں شاہ صاحب کو بلائیں گے اور جو ممبرز موجود تھے ان کو بلائیں گے اور متعلقہ ایجنسی یا ادارے ہیں جو ذمہ دار ہیں ان کو بلائیں گے وہاں وہ سارا کریں گے ویسے یہ روٹین میں ہماری یہ روایت ہے کہ ہم نہ تو ہاؤس کی کوئی کمیٹی بناتے ہیں اور جو لاء منسٹر فرما رہے ہیں کہ اگلے اجلاس تک، یقینی بات ہے وہ استحقاق کمیٹی ہی اس کو دیکھ لے بجائے اس کے کہ ہاؤس کی کوئی کمیٹی دیکھے یا کوئی اور ادارہ دیکھے، یہ روایت ہے کہ وہ سارے معاملات جن کی طرف لاء منسٹر اشارہ کر رہے ہیں ان کو استحقاق کمیٹی دیکھے اور وہ دیکھتی رہی ہے یہ پریکٹس ہے اس لئے میری استدعا ہے کہ جب ہم چھوٹے چھوٹے مسائل پر

معاملات استحقاق کمیٹی کو بھیجتے ہیں تو جیسے لاء منسٹر نے یہاں برملا اعتراف کیا ہے کہ یہ پہلی تحریک ہے جس سے واقعی ایوان کا استحقاق حقیقی معنوں میں مجروح ہوا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ پچھلی بار انہوں نے اگر اس کو pending کروایا ہے تو اس ایوان کے تقدس کو دنیا کے سامنے اس طرح نہ رکھیں کہ ہم ایک انفرادی استحقاق کو تو فوراً accept کر لیں جیسا کہ ابھی یہاں ایک دو ہوئی ہیں، فوراً چلی گئی ہیں لیکن جو ایوان کا حقیقی معنوں میں تقدس مجروح ہوا ہے اس پر ایک بار pending ہوئی ہے، اب اگلے سیشن تک pending ہو گی اور پھر اس کے بعد بھی پتا نہیں ہے اس لئے اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ وہ سارے معاملات وہاں دیکھ لئے جائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! مجھے افسوس ہے کہ میرے معزز بھائی میری بات کو شاید سمجھ نہیں سکے۔ میں نے کلی طور پر اس بات سے اتفاق کیا ہے کہ یہ جو اسمبلی کو آگ لگانے کا واقعہ ہوا ہے اس سے اس پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ معزز رکن نے اس میں اس بات کا اظہار بھی کیا ہے کہ اس سلسلے میں کس کس کے خلاف کارروائی کی جائے۔ معزز رکن نے اس میں general بات نہیں کی بلکہ دو افراد کے متعلق specifically کہا ہے کہ یہ ان کی نااہلی کی وجہ سے واقعہ ہوا ہے اب ہم انکوائری کر رہے ہیں۔ انکوائری میں مثال کے طور پر ہم کسی اور کو ذمہ دار ٹھہراتے ہیں تو پھر already جو ہم ایک تحریک استحقاق کمیٹی کو refer کر چکے ہوں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے ایک دائرہ کار محدود ہو جائے گا تو میں نے صرف استدعا یہ کی ہے کہ اس کو pending کر لیں، پہلے ہمیں انکوائری کی رپورٹ آنے دیں، اسے ہم معزز رکن کی خدمت میں پیش کریں گے، مطمئن ہوئے تو ٹھیک ہے، نہیں تو یہ تحریک استحقاق Privilege Committee کے پاس جائے، in any case Privilege Committee فیصلہ کرے، مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ شکریہ

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میرا اس سلسلے میں جو تجربہ ہے میں ان کے ساتھ exchange کر رہا ہوں۔ اسلام آباد میں آصف زرداری صاحب کی آمد کے موقع پر ہمارے ساتھ جو ہوا اس پر میں نے ایک تحریک استحقاق دی۔ اس میں ایک ڈی، ایس، پی کے سٹار لگا ہوا تھا، میں نے نام پڑھا اور میں نے وہ نام لکھ کر دے دیا کہ اس نے ہمارا privilege breach کیا ہے کہ وہاں جو گرفتاری کی یا جو بھی ہوا، جب وہ privilege کمیٹی کے پاس گیا تو پنڈی پولیس نے اس ڈی، ایس، پی کے بارے میں یہ کہا کہ جس کا آپ نے badge پر نام پڑھ کر استحقاق کمیٹی کو دیا ہے وہ ہم نے جب

اس دن کی ڈیوٹی چیک کی، جس دن آصف زرداری صاحب اسلام آباد آئے تو اس وقت وہ پریذیڈنٹ کی ڈیوٹی پر تھا اس لئے آپ نے جو اس ڈی، ایس، پی کا نام اپنی تحریک استحقاق میں لکھ دیا ہے وہ تو پریذیڈنٹ کی ڈیوٹی پر تھا، وہ کیسے ممکن ہے کہ وہ ایئرپورٹ پر آئے اور آ کر آپ کے ساتھ بدتمیزی کرے یا اس کا جو بھی معاملہ ہوا؟اس کے بعد یقینی بات ہے کہ اس ادارے نے پوری investigation کی اور پھر وہ نام ملتا تھا یا کچھ اور مسئلہ تھا، پھر وہ اصلی ڈی، ایس، پی جس کو ہم نے پہچان بھی لیا کہ ہاں یہ ڈی، ایس، پی تھا وہ نام شاید ایک طرح سے تھا یا جو بھی تھا تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر فرض کریں کہ انہوں نے کسی کا نام اس پر لکھا ہے تو اگر استحقاق کمیٹی میں، جیسا کہ میری استحقاق کمیٹی میں ہوا کہ نام میں نے کسی اور کا لکھ دیا اور وہ کسی اور ڈیوٹی پر تھا تو پھر اصلی بندہ سامنے آ گیا۔ اب اس میں بھی جن کے نام انہوں نے لکھے ہیں، فرض کریں کہ انہوں نے میری اطلاع کے مطابق میاں عامر کا نام لکھا ہے یا ضلعی ناظم کا لکھا ہے یا انہوں نے لاہور پولیس کو موردالزام ٹھہرایا ہے تو اگر استحقاق کمیٹی میں یہ حقائق سامنے آئیں گے، یہ پریکٹس ہے کہ اگر حقائق سامنے آئیں اور پھر اصلی جو ایجنسی ہے یا اصلی جو اس کا ذمہ دار ہے اس تک پہنچیں تو استحقاق کمیٹی اس کو بلا لیتی ہے۔ یہ بڑا سادہ سا معاملہ ہے، یہ اتنا پیچیدہ نہیں ہے اس لئے میں لاء منسٹر سے بھی گزارش کروں گا کہ یہ غیر معمولی تحریک استحقاق ہے اس کو اس طرح سے زیر بحث لانا اور اس پر بار بار زور دینا مجھے بھی اچھا نہیں لگتا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں پھر یہ استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ شاید میرے معزز بھائی اس بات کو سمجھ نہیں رہے یا تو آپ یہ فرما دیں کہ ہم اپنی انکوائری کو ختم کر دیں اور استحقاق کمیٹی کو ہی چلنے دیں۔ اس کے ساتھ اور مزید بھی نقصانات ہوئے ہیں، اسمبلی کا نقصان سب سے مقدم لیکن اور بھی معاملات ہم دیکھ رہے ہیں۔ میں نے معزز رکن کی خدمت میں یہ نہیں کہا کہ اس کو withdraw کر لیں، pending کرنے کے لئے کہا ہے اور معزز رکن میری بات سے اتفاق کرتے ہیں لیکن سمیع اللہ صاحب جو ہیں، میں ان سے استدعا کروں گا کہ خدا کے لئے اس بات کو غلط معنوں میں نہ لیا جائے۔ میں تو یہ استدعا کر رہا ہوں کہ میں نے اس کو oppose نہیں کرنا، صرف اس کو pending کر لیں۔

جناب سمیع اللہ خان: [*********]

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جس انداز سے میں جواب دے رہا ہوں، وہ شخص جس کو حقائق کا علم نہیں وہ اگر یہ زبان استعمال کرے تو یہ غلط بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ان الفاظ کو کارروائی سے expunge کیا جاتا ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! شور سے اس کا فیصلہ نہیں ہوگا۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔ شور کی بات نہیں۔ بات یہ ہے۔۔۔

جناب سمیع اللہ خان: لاء منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ شاہ صاحب اس پر زور نہیں دے رہے ہیں۔ اگر شاہ صاحب زور نہیں دے رہے تو یقینی بات ہے کہ میں نے ساری بحث غلط کی ہے اور اگر شاہ صاحب اس کو press کر رہے ہیں تو پھر غلط بیانی پر لاء منسٹر صاحب معذرت کریں۔ (شور و غل)

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، انہوں نے ایسی بات کوئی نہیں کی۔ لاء منسٹر نے قطعاً یہ نہیں کہا کہ ان کی بات سے وہ disagree کر رہے ہیں، وہ یہ بات کہہ رہے ہیں کہ چونکہ یہ ایک اہم واقعہ ہے، پہلے ہی اس کی ایک investigation چل رہی ہے، unless اس investigation سے کوئی چیز سامنے نہیں آتی، باقی آپ کے point of view سے وہ متفق ہیں کہ It has to go to Privilege Committee اور یہ جائے گی لیکن اس رپورٹ کو آنے دیں اور اگلے سیشن تک اس کو pending کیا جائے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس سے کوئی ایسا مسئلہ پیدا ہوگا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ 14-فروری 2006 کا یہ واقعہ ہے اور دیکھ لیں کہ آج 20-مارچ 2006 ہے۔ ایک مہینے سے زیادہ کا عرصہ ہو چکا ہے۔ یہ فرما دیں کہ investigation کے لئے ان کو کتنے مہینے چاہئیں، کتنے سال چاہئیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، وہ اگلے اجلاس کا کہہ رہے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ ٹھیک ہے لیکن میری اس میں درخواست یہ ہے کہ اس کا طریق کار تو یہ ہے کہ یا اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔ دوسرا اس میں یہ ہے کہ یہاں پر اس ہاؤس کی کمیٹی اس پر بنا دی جائے کیونکہ یہ مسئلہ تو بڑا اہم ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سپیشل حالات میں اس پر سپیشل کام ہونا چاہئے کہ گورنمنٹ اگر سوا مہینے میں یہ determine نہیں کر سکی کہ اسمبلی پر کن لوگوں نے حملہ کیا تھا اور ان کو کتنے مہینے چاہئیں یہ determine کرنے کے لئے کہ

کون لوگ تھے جنھوں نے اسمبلی پر حملہ کیا تھا؟ میں نے آپ سے پہلے جو درخواست کی تھی کہ اس میں آپ بیشک اپوزیشن سے کسی کو نہ رکھیں، اس میں ٹریژری بنچوں سے آپ ایک کمیٹی بنادیں، اپنی سربراہی میں بنادیں، وہ کمیٹی یہ probe کرے، یہ سارے سامنے آجائیں گے، سارے حالات، یہاں پر جو ایم پی اے موجود تھے ان کی statements آجائیں گی، یہاں پر اسمبلی کے جو لوگ موجود تھے ان کی statements آجائیں گی۔ سارا ریکارڈ ہاؤس کمیٹی کے سامنے آجائے گا اور اگلے اجلاس میں یہاں پر پیش ہو جائے گا۔ راجہ صاحب جو فرمارہے ہیں کہ میں اگلے اجلاس میں اس کمیٹی کی رپورٹ ہاؤس میں پیش کردوں گا۔ ہوتا یہ ہے کہ جب یہ وقت گزر جاتا ہے، معاملہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے، ماحول تبدیل ہو جاتا ہے تو اس وقت تو ہم بھی نہیں پوچھتے کہ آپ کمیٹی کی رپورٹ یہاں پر پیش کریں، کمیٹی کی اگر کوئی رپورٹ ہوتی بھی ہے تو وہ سرد خانے میں پڑی رہتی ہے۔ اگر آپ کی سربراہی میں یہ کمیٹی بنے گی یا یہ استحقاق کمیٹی میں معاملہ جائے گا تو یقینی طور پر وہ ہاؤس میں دوبارہ آئے گا۔ میری آپ سے یہ درخواست ہے اور میں لاء منسٹر سے بھی یہ کہوں گا کہ ہم اس کو leak out نہیں کریں گے، کیا leak out ہوگا؟ کمیٹی نے تو یہ probe کرنا ہے کہ کون لوگ حملے میں ملوث تھے اور کن لوگوں نے حملہ کیا ہے؟ کن کی negligency تھی جس کی وجہ سے اسمبلی پر حملہ ہوا ہے تو میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اپنی سربراہی میں یہ کمیٹی تشکیل دے دیں جس میں دو تین آدمی گورنمنٹ کے رکھ لیں، ایک دو اپوزیشن کے رکھ لیں، وہ کمیٹی اگلے اجلاس میں اسمبلی میں رپورٹ پیش کردے، معاملہ ختم ہو جائے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ معاملہ اتنا آسان نہیں ہے۔ اگر آپ تحریک استحقاق کو پڑھیں تو اس میں انہوں نے ایس ایس پی (آپریشن) کو اس کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے، انہوں نے ڈسٹرکٹ ناظم لاہور کو اس کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے، legally speaking اور rules کے مطابق اگر آپ اس کو کمیٹی کے سپرد کرتے ہیں تو وہ دونوں حضرات جن کو ابھی تک۔۔۔

(اذان مغرب)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے جو باتیں کہی ہیں ان میں اس لحاظ سے weight ہے کہ 14-فروری کو صرف مال روڈ پر تقریباً 27/28 کروڑ روپے کا نقصان ہوا جس میں سے اس ایوان کے ایک رکن کی کمپنی کا بھی کروڑوں روپے کا نقصان ہوا ہے۔ وہ لوگ کون تھے؟

حکومت کو اس بارے میں investigation کے لئے ٹائم ملنا چاہئے۔ اگر اسمبلی کے نقصان کی بات کی جاتی ہے تو درست ہے، ہونی چاہئے۔ ہمارے پورے ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوا ہے لیکن آپ دیکھیں کہ اس دن لوگوں کے کوٹ اتروا کر پیسے لوٹے گئے، سیف توڑے گئے، خواتین سٹاف کو مارا گیا، گاڑیاں الٹائی گئیں، آگ لگائی گئی یعنی مال روڈ پر تباہی پھیر دی گئی اور اس کے بعد کوئی گاہک مال روڈ پر آنے کو تیار نہیں ہے۔ بزنس کیمونٹی بہت پریشان ہے۔ آج یہاں پر اسمبلی کے حوالے سے بات تو کی جارہی ہے۔ جن لوگوں نے یہ حرکت کی ہے اگر حکومت یہ چاہتی ہے کہ وہ لوگ منظر عام پر آئیں تو پھر اس پر ضرور بات ہونی چاہئے۔ اس دن جو کچھ ہوا آپ یقین کریں کہ اس پر میرا دل روتا ہے۔ ہماری اسمبلی کے ایک رکن کی کمپنی کو clear cut لوٹا گیا، clear cut تباہی مچائی گئی، سٹاف کے بازو تک توڑے گئے لیکن وہ یہاں پر اسمبلی کا رکن ہونے کے باوجود کچھ نہیں کر سکا۔ اگر حکومت ان لوگوں کو پکڑنا چاہتی ہے، کچھ کرنا چاہتی ہے اور اس کے لئے کچھ وقت مانگتی ہے تو اس پر ہمارے اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو کیوں اعتراض ہے؟ اس دن مال روڈ پر ایسا لگ رہا تھا جیسے کہ کوئی بمباری ہوئی ہے۔ شکریہ

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ میری تحریک استحقاق ہے اور میں اسے کسی قیمت پر، کبھی بھی واپس نہیں لوں گا۔ آپ نے reject کرنا ہے تو بے شک کریں لیکن میری گزارش یہ ہے کہ اس اسمبلی بلڈنگ کو بنے ہوئے 70 سال ہو چکے ہیں اور تاریخ میں ایسا واقعہ پہلی دفعہ ہوا ہے۔ دوسرا میں نے اپنی تحریک میں صرف یہ لکھا ہے کہ ضلعی ناظم اور پولیس کی نااہلی کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا ہے۔ میں نے کسی کا نام نہیں لکھا۔ میں خود یہاں پر اسمبلی میں موجود تھا، میرے ساتھ بریگیڈیر حسن صاحب یہاں اسمبلی میں موجود تھے۔ ہم نے خود اپنی آنکھوں سے جو کچھ دیکھا وہی بیان کیا ہے۔ میرے بھائی شیخ علاؤالدین صاحب نے جو کچھ بیان فرمایا ہے ہم اس سے پوری طرح اتفاق کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس کی بھی انکوائری کروائیں۔ جن لوگوں نے یہ سب کچھ کیا ہے حکومت کے پاس ساری کی ساری ویڈیو فلمیں موجود ہیں۔ جن لوگوں نے توڑ پھوڑ کی ہے، زیادتی کی ہے ان کی ویڈیو بنی ہوئی ہے لیکن انہوں نے سعد رفیق کو پکڑ کر اندر کر دیا ہے۔ اس طرح تو مسئلے کا حل نہیں نکلے گا۔ اگر پولیس اسی طرح کی ہی investigation کرنا چاہتی ہے تو پھر اس کا کیا فائدہ ہے؟ پولیس نے تو علماء کرام کو گرفتار کر کے جیلوں میں ڈال دیا ہے۔ مولانا ڈاکٹر سرفراز نعیمی صاحب کو جیل میں بند کر دیا گیا ہے۔ کیا ڈاکٹر سرفراز نعیمی صاحب نے یہ توڑ پھوڑ کی ہے؟ اسمبلی پر

حملہ اتنا بڑا واقعہ ہے جبکہ آپ اس بارے میں سنجیدہ ہی نہیں ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ معزز رکن نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے اس کے متعلق میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ اس سے نہ صرف آپ کا بلکہ اس پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لیکن اگر آپ اس کے ذریعے سیاست کرنا چاہتے ہیں تو پھر مجھے وقت دیں۔ جو حقائق ہیں وہ ہم سامنے لائیں گے۔ میں اس تحریک کو defend بھی کروں گا اور سارے حقائق بھی آپ کے سامنے رکھ دیئے جائیں گے۔ آپ مجھے کچھ وقت دے دیں، اگلے اجلاس تک اس کو pending فرمالیں۔ چونکہ آج اجلاس ختم ہو رہا ہے لہذا اس تحریک کو آپ اگلے اجلاس تک pending فرمالیں تو میں حالات و واقعات آپ کے سامنے رکھوں گا اور تمام دوست بھی اپنے اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں گے۔ یہ تو نہیں کہ اپوزیشن کی طرف سے تو سب دوست بات کرتے رہیں اور ہمیں جواب کا موقع ہی نہ دیا جائے۔ ابھی شیخ علاؤالدین صاحب نے بھی بات کی ہے۔ ہم اس کو باقاعدہ debate کریں گے، جو رپورٹ آئے گی اس کو debate کریں گے۔ آپ بے شک اس کے لئے کوئی دن مقرر کر دیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے تو تسلیم کر لیا ہے کہ ہمارے پاس سارا ریکارڈ موجود ہے۔ ہم وہ پیش کریں گے۔ ہم تو کہتے ہیں کہ وہ پیش کریں۔ ہم کب منع کر رہے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ آپ وہ سارا ریکارڈ استحقاق کمیٹی میں لائیں۔ پوری اسمبلی نے، ہم نے اس بات کی پہلے ہی مذمت کی ہے، جس نے بھی یہ کارروائی کی ہے، ہم اس کی مذمت کرتے ہیں۔ تحریک ناموس رسالت ﷺ ہم سیاسی مقصد کے لئے استعمال کر رہے ہیں اور نہ ہی ہم یہ چاہتے ہیں۔ جنھوں نے دکانوں کو لوٹا ہے ہم ان کی مذمت کرتے ہیں، جنھوں نے شرپسندی کی ہے ہم ان کی بھی مذمت کرتے ہیں۔ آپ اس کو کسی فورم پر لے کر آئیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک خود حکومت کی طرف سے لائی جانی چاہئے تھی۔ مشترکہ طور پر یہ بات یہاں آنی تھی۔ یہ ایک بہت بڑا واقعہ ہے۔ پنجاب اسمبلی کی عمارت پر پتھراؤ کیا گیا ہے۔ میں یہاں پر موجود تھا، بریگیڈیر حسن صاحب یہاں پر موجود تھے۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ دو سو پولیس والے اسمبلی کی بلڈنگ کے پیچھے کھڑے تھے۔ ہم ان کی منتیں کرتے رہے کہ یار سامنے سے بلڈنگ تباہ ہو رہی ہے آپ لوگ جا کر بچائیں تو انہوں نے کہا کہ ہم نہیں جاتے۔ اگر investigation ہو گی تو وہ پوچھیں گے کہ کس کی ڈیوٹی یہاں پر لگی ہوئی تھی؟ مجھے تو نہیں پتا کہ اس دن ڈیوٹی پر پولیس انسپکٹر صاحب کا کیا نام تھا؟ وہ بلڈنگ کے

پیچھے تھے جبکہ سامنے سے اسمبلی پر، ہم پر سنگ باری ہو رہی تھی۔ اس وقت اسمبلی بلڈنگ کے اندر پانچ منٹ کے لئے کھڑا ہونا مشکل تھا کیونکہ یہاں پر بہت زیادہ آنسو گیس تھی۔ وہ پتھراؤ کرنے والوں پر آنسو گیس پھینکنے کی بجائے اسمبلی بلڈنگ پر پھینک رہے یہ اسمبلی کی تاریخ کا سب سے سنجیدہ واقعہ ہے اس پر جو بھی کارروائی کی جائے ہم ساتھ دیں گے۔ میرے سب ساتھیوں کا تو مطالبہ ہی یہی ہے کہ جو بھی اس کے ذمہ داران ہیں، جو بھی اس کے ملزم ہیں، جو بھی اس کے مجرم ہیں ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے، اس بارے میں ایمانداری کے ساتھ تحقیق ہونی چاہئے۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ اسمبلی کی جو تضحیک ہوئی، اسمبلی کا جو استحقاق پامال کیا گیا وہ باعث شرم ہے۔ تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے بطور مسلمان اس ہاؤس کے تمام ممبران اور عام شہریوں کا یہ ایمان ہے کہ:

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ یثرب کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اسمبلی کو بنے ہوئے 64 سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے۔ تحریک ختم نبوت چلی، بنگلہ دیش نامنظور تحریک چلی، ایوب خان کی آمریت کے خلاف تحریک چلی، 1977 میں نظام مصطفیٰ تحریک چلی، مال روڈ پر جلسے جلوس ہوئے لیکن اتنی بڑی جرات، حماقت کبھی کسی نے نہیں کی۔ sanctity of the House اپنی جگہ لیکن یہاں تو اس August House کو آگ لگانے کی کوشش کی گئی۔ ہم ان تمام رویوں کی بھرپور مذمت کرتے ہیں۔ ہماری یہ خواہش ہے کہ جو لوگ اس میں involve تھے ان کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سماں صاحب!

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! میرے معزز بھائی نے یہ فرمایا ہے کہ پہلی دفعہ اسمبلی پر اس طرح حملہ ہوا ہے۔ 1929 میں بھگت سنگھ کے خلاف پرچہ درج ہوا تھا وہ بھی اسی اسمبلی پر حملہ تھا، اسے میانوالی جیل میں رکھا گیا اور کیمپ جیل میں شام پانچ بجے اسے پھانسی لگائی گئی وہ بھی پنجاب میں اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میرے خیال میں بہتر یہ ہوگا کہ پانچ دس آدمیوں کے نام ادھر سے لے لیں اور بیس پچیس کے ادھر سے لے لیں اور اس پر عام بحث کروالیں کیونکہ ماحول

کچھ اسی طرح کا چل رہا ہے۔ میں اس تحریک کو oppose ہی نہیں کر رہا، اس کے باوجود آپ سب کو تقریر کے لئے وقت دے رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے جو تجویز پیش کی ہے کہ اس پر عام بحث ہونی چاہئے، ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں، منظور کرتے ہیں اس پر عام بحث ہونی چاہئے۔ اس معاملے کا صرف ایک پہلو یہ ہے کہ اسمبلی حملہ ہوا جس سے تمام ہاؤس کا تقدس پامال ہوا یا استحقاق مجروح ہوا لیکن اس کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اس بلڈنگ میں لگے ہوئے کیمرے اس بات کے گواہ ہیں کہ یہاں کوئی ہزار، دو ہزار یا دس ہزار کا mob نہیں آیا کہ جس نے آ کر اسمبلی چیمبر پر حملہ کیا۔ ٹوٹل چھ سات آدمی تھے، ان کی تصاویر ویڈیو میں موجود ہیں۔ آخر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس دن کس کی ذمہ داری تھی کہ وہ اسمبلی چیمبر کو تحفظ فراہم کرتا اور کون اس ذمہ داری کو پورا کرنے میں ناکام ہوا ہے؟ ان کے خلاف حکومت نے کیا ایکشن لیا ہے؟ کچہری میں صرف ریکارڈ کو آگ لگی تھی اور اس وقت کے وزیر اعلیٰ نے لاہور کے تمام ذمہ داران آفیسرز کو معطل کر دیا تھا اور ان کے خلاف انکوائری کرائی تھی کہ کون آدمی ذمہ دار ہے لیکن یہاں پر حکومت نے یہ ایکشن لیا ہے کہ جس دن واقعہ ہوا ہے اس کے تمام ذمہ داران کو ایک ایک رینک ترقی دے دی گئی ہے۔ لاء منسٹر صاحب نے کہا کہ اس پر سیاست نہیں ہونی چاہئے لیکن میں کہتا ہوں کہ حکومت اس پر سیاست کر رہی ہے اور انہوں نے بے گناہ لوگوں کو پکڑ کر جیلوں میں بند کیا ہوا ہے۔ 88 کے قریب کارکن اس وقت بھی کیمپ جیل میں بند ہیں۔ یہ ثابت کر دیں کہ ان میں سے کسی ایک آدمی کا بھی تعلق مسلم لیگ (ن)، پیپلز پارٹی یا ایم ایم اے سے ہے۔ وہاں پر اشرف رضوی صاحب اور ان کے ساتھ تقریباً چھ اور علماء ہیں جنھیں انہوں نے اب نظر بند کیا ہے۔ یعنی کب کا واقعہ ہے لیکن اب انھیں نظر بند کیا ہے۔ مولانا سرفراز نعیمی صاحب اور انجینئر سلیم اللہ صاحب کو ہسپتال میں ہتھکڑیاں لگائی ہوئی ہیں۔ یہ سیاسی استحکام ہے جو حکومت کر رہی ہے۔ زعیم قادری صاحب اور سعد رفیق صاحب نے on oath یہ کہا کہ ہم نہ صرف اس معاملے میں ملوث ہیں بلکہ ہم اس بات کا بھی oath دیتے ہیں کہ ہم نے کسی آدمی کو instigate کیا ہو۔ حکومت نے کم از کم اڑھائی تین سو آدمیوں کو موقع پر گرفتار کیا ہے یہ ان میں سے کسی ایک آدمی کا کسی بھی سیاسی جماعت کے ساتھ تعلق ثابت کر دیں۔ یہ ثابت نہیں کر سکے۔

جناب سپیکر! جس دن یہ اجلاس شروع ہوا اس دن وزیر اعلیٰ صاحب نے کہا کہ راجہ صاحب اور رانا ثناء اللہ صاحب بیٹھ جائیں تو ہم اس معاملے کو resolve کر دیں گے اور جو بے گناہ آدمی ہیں انھیں چھوڑ دیں گے۔ اب راجہ صاحب پچھلے سترہ دن سے میرے ساتھ صبح دوپہر شام کر رہے ہیں اب کل 11.00 بجے کا ٹائم مقرر کیا ہے لیکن ان کو پیچھے سے کوئی اجازت ملے تو تب بات بنے گی۔ ان کو پیچھے سے کوئی indication ہو تو تب بات ہے۔ حکومت اس معاملے کو صرف اور صرف سیاسی انتقام کے طور پر استعمال کر رہی ہے اور انہوں نے اپنے سیاسی مخالفین پر جھوٹے مقدمے درج کئے ہیں۔ انہوں نے ان کے خلاف دہشت گردی کی دفعات لگائیں۔ ان کے اوپر چادریں ڈال کر ان کو دہشت گرد بنا کر عدالتوں میں پیش کیا گیا۔ ان کی تضحیک کی گئی اور ایک ایک آدمی کو دس دس مقدموں میں گرفتار کیا گیا۔ اگر ان کو ناموس رسالت اور اس ہاؤس کے استحقاق کا پاس ہے تو انھیں اس معاملے کو سیاست کے طور پر استعمال نہیں کرنا چاہئے تھا۔ سیاسی انتقام نہیں لینا چاہئے تھا۔ اس دن قائد ایوان نے کہا کہ ہم کسی بے گناہ کو ایک دن بھی نہیں رکھیں گے لیکن انہوں نے آج تک اس بات کو فائنل نہیں کیا کہ اس میں کون گناہ گار ہے اور کون بے گناہ ہے؟ میں روزانہ ان سے ملتا رہا ہوں لیکن انہوں نے آج تک اس بات کو فائنل نہیں کیا کہ اس میں اتنے آدمی گناہ گار ہیں اور اتنے آدمی بے گناہ ہیں؟ صرف اسی بات پر لگے ہوئے ہیں کہ آج دیکھتے ہیں، کل دیکھتے ہیں پرسوں دیکھتے ہیں۔ ان کے پاس وڈیو موجود ہے۔ اس اسمبلی بلڈنگ کی وڈیو موجود ہے اور ایک ایک آدمی identifiable ہے۔ ایک ایک ملزم identifiable ہے۔ انہوں نے جو دو اڑھائی سو آدمیوں کو پکڑا ہوا ہے ان میں جو آدمی identify ہیں ان کی لسٹ دیں کہ یہ آدمی گناہ گار ہیں اور باقی آدمیوں کو چھوڑ دیں اور اگر کوئی نہیں پکڑا گیا تو اس کو پکڑیں لیکن خواہ مخواہ سیاسی لیڈروں کو سیاسی جماعتوں کے کارکنوں کو انتقام کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ یہ ناموس رسالت کو سیاسی انتقام کے حربے کے طور پر استعمال کر رہے ہیں جو کہ انتہائی قابل مذمت ہے اور یہ حکومت کر رہی ہے۔ مجھے پتا ہے کہ اس میں راجہ صاحب کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ مجھے پتا ہے کہ وہاں تک ان کی کتنی رسائی ہے؟ یہ روز اسی بات میں لگے ہوئے ہیں کہ آج بات ہو جائے، صبح بات ہو جائے، شام بات ہو جائے لیکن ان کی بات نہیں ہوتی۔ میں بالکل اس بات کی تائید کرتا ہوں کہ اس پر بحث ہونی چاہئے اور اس کے لئے time limit مقرر کریں اور یہ بتائیں کہ دو دن میں یا چار دن میں فائنل کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے دونوں طرف کی باتیں سنی ہیں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! رانا صاحب نے حکومت کو accuse کیا ہے کہ گورنمنٹ نے پکڑا ہوا ہے۔ میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی اسی لئے عرض کیا تھا کہ حکومت کو ایک ایسے issue پر embarrass کرنا جس کا حقائق کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے مناسب نہیں ہے۔ اس دن وزیر اعلیٰ صاحب نے یہاں فرمایا تھا کہ جو لوگ اس میں ملوث نہیں ہیں ان کو رہا کیا جائے۔ میں رانا صاحب سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بتا دیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی اس سٹیٹمنٹ کے بعد ان کے کتنے لوگ رہا ہوئے ہیں، کتنے لوگوں کے detention order واپس کئے گئے ہیں؟ لیکن اگر یہ، یہ توقع کرتے ہیں کہ جو لوگ واقعتاً ان واقعات میں ملوث ہیں ان کا نام بھی درمیان میں سے نکال دیا جائے تو وہ نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے میں کہہ رہا ہوں کہ جیسے جیسے انوسٹی گیشن آگے جا رہی ہے اس میں جو لوگ ملوث نہیں ہیں وہ نکل رہے ہیں لیکن یہ اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے۔ یہ سعد رفیق کے متعلق بات کرتے ہیں کہ خواجہ سعد رفیق نے حلفاً یہ کہا کہ میں بے گناہ ہوں لیکن میں بھی یہ بات حلفاً کہنے کے لئے تیار ہوں کہ جب انھیں باہر سے سگنل آتا ہے تو وہ وہ کچھ کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں جو انھیں نہیں کرنا چاہئے۔ یہ ہوتا ہے، ہوا ہے اور میرے بھائی بھی اسی بات سے آگاہ ہیں۔ اس وقت مبارکیں دی جاتی ہیں، اس وقت کہا جاتا ہے کہ انشاء اللہ جمعہ کی بھی تیاری ہے۔ یہ کون کرتا ہے، ان کے پیچھے کون ہے؟ میں یہی تو آپ سے مہلت مانگ رہا ہوں کہ آپ ہمیں مہلت دیں۔ آج تک اپوزیشن نے ایک بندہ بھی nominate نہیں کیا کہ ہم اس کو پہچانتے ہیں اور اسے رکھ لیں۔ وہ لوگ باہر سے نہیں آئے تھے۔ اب یہ سارا گورنمنٹ کے کندھوں پر ہے اور گورنمنٹ ہی اس کے لئے کر رہی ہے۔ میں پھر وثوق کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ جو لوگ بے گناہ ہیں ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جائے گی لیکن جو لوگ اس میں genuinely involve ہیں وہ بھی اتفاق کرتے ہیں اور ہم بھی اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ ان لوگوں کو کیفر کردار تک پہنچنا چاہئے لیکن اس کے لئے تھوڑا سا صبر کیجئے۔ تھوڑا سا صبر سے کام لیجئے، میرے پاس اس بات کا کوئی اختیار نہیں ہے کہ میں کہوں کہ کسی گناہ گار کو جیل سے باہر نکال دیا جائے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے پاس ایسا کوئی اختیار نہیں ہے۔ عدالتیں موجود ہیں۔ اگر

آج تک کسی کے خلاف کوئی ٹھوس شواہد موجود نہیں تھے تو ان کی مجاز عدالتوں سے ضمانتیں کیوں منسوخ ہوئیں؟ وہاں پر صفائی دی جاتی، وہاں سے ضمانتیں کروائی جاتیں۔ گورنمنٹ نے oppose کرنا ہے اور ہم نے oppose کیا اگر مواد موجود ہوتا تو وہاں سے ان کی ضمانتیں ہو جاتیں لیکن اگر یہ گورنمنٹ سے کوئی favour چاہتے ہیں کہ ہم عدالتوں کے فیصلوں کے باوجود extra judicial ان کے لیڈران کو باہر لے آئیں تو وہ نہیں ہو سکتا۔ اس میں ہم بے بس ہیں۔ اس لئے آپ سے میری استدعا ہوگی کہ جیسے شیخ صاحب نے کہا اور باقی دوستوں نے بھی کہا کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ اس میں thorough probe کی ضرورت ہے کہ وہ کون سے عوامل تھے۔ اس وقت اسی ایوان میں یہ کہا جاتا تھا کہ حکومت کے خلاف یہ تحریک چل گئی ہے۔ یہ نظام مصطفیٰ کی تحریک ہے اور حکومت کو بہا کر لے جائے گی۔ یہ باتیں آپ لوگ کرتے رہے ہیں، ہم نہیں کرتے تھے اور یہ باتیں اخبارات میں آتی رہی ہیں۔ آپ نے ناموس رسالت کو حکومت کے خلاف تحریک کی بنیاد بنایا یہ ہم نے نہیں بنایا تھا۔ آپ کے قائدین کے بیان تھے کہ حکومت آج جانے والی ہے، کل جانے والی ہے، حکومت کا تختہ الٹ دیں گے۔ اخبارات میں ایسے ایسے بیانات بھی دیئے گئے جو treason کا باعث بنتے تھے۔ حکومت وقت کے خلاف بغاوت کے بیانات بنتے تھے لیکن ہم نے پھر بھی سیاسی رواداری کا ثبوت دیا۔ اس لئے میری استدعا ہے کہ آپ اسے pending فرما دیں اور جب اس پر بات ہو گی تو پھر کھل کر بات کر لیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! راجہ صاحب کی بات سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ اپوزیشن کی طرف سے جو بیانات دیئے گئے ہیں ان سے متاثر ہو کر یا ان سے خفا ہو کر یہ مقدمات بنائے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ اپوزیشن nominate کرے۔ کیا ملزمان کو ہم نے nominate کرنا ہے؟ انوسٹی گیشن ہماری ذمہ داری ہے؟ آج اس بات کو ایک مہینے سے اوپر ہو گیا ہے۔ لاء منسٹر صاحب مجھے یہ بتائیں کہ انوسٹی گیشن کے لئے ضابطہ فوجداری میں چودہ دن کا ٹائم دیا گیا ہے لیکن آج اس بات کو ایک مہینہ ہو گیا ہے۔ یہ چودہ دن میں ثابت کیوں نہیں کر سکے کہ یہ گناہ گار ہیں یا بے گناہ ہیں؟ یہ آج بھی کہہ رہے ہیں کہ جو بے گناہ ہوں گے ہم ان کو چھوڑ دیں گے۔ وزیر اعلیٰ آج سے سترہ دن پہلے کہتے ہیں کہ جو بے گناہ ہو گا اس کو ایک دن بھی نہیں رکھوں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ہم نے ان کے لوگ چھوڑے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: وہ تو detainees تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر: راناصاحب! ان کا مطلب یہی ہے۔ بات یہ ہے کہ ۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: آپ نے assist کرنا ہے کہ یہ لوگ ہیں۔ آپ جو کام کرواتے ہیں کم از کم ان کو تسلیم کریں۔ آپ نے میرے پاس بیٹھ کر خود کروائے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے دونوں اطراف سے points سن لئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت بڑا اہم مسئلہ ہے۔ اس اہم مسئلے میں جہاں آپ سب کی رائے یہی ہے کہ اس کے خلاف ایکشن ہونا چاہئے It should go to the Privilege Committee لیکن پورے ہاؤس سے میری ایک گزارش ہے کہ جہاں آپ نے اتنے دن صبر و تحمل دکھایا ہے وہاں اگر آپ کچھ عرصہ اور تحمل کر لیں تو کوئی حرج نہیں۔ I assure you that it will go to the Privilege Committee بلکہ اس کے بعد اگر آپ اس پر open discussion کرنا چاہیں گے تو ہم اس پر open discussion بھی کروا دیں گے۔ اس وقت میں یہی گزارش کروں گا کہ اس کو فی الحال pending کیا جاتا ہے Till next session and I assure you that it will go to the Privilege Committee. (نعرہ ہائے تحسین)

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں آپ کی اس direction کو appreciate کرتا ہوں لیکن میں آپ سے ایک استدعا کرتا ہوں کہ انہوں نے آج سے سترہ دن پہلے چیف منسٹر نے کہا کہ ہم ایک دن کسی بے گناہ کو جیل میں نہیں رکھیں گے۔ آج محترم وزیر قانون صاحب کہہ رہے ہیں کہ جو بے گناہ ہوں گے ہم ان کو چھوڑ دیں گے۔ یعنی آج تک تقریباً ایک مہینہ گزر گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے کہا ہے کہ ... after finding

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! اب فائنل یہ بتا دیں کہ ایک دن سے مراد ان کی ایک مہینہ ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ان کے چھموں کو چھوڑیں آپ یہ تو بتا دیں کہ کتنے لوگ آپ کے چھوڑے گئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: راناصاحب! دیکھیں وہ تو یہ کہہ رہے ہیں کہ جو بے گناہ ہیں ان کو چھوڑ دیا گیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! چھوڑے ہیں اور ان کے کہنے پر چھوڑے ہیں، ان کی لسٹ کے مطابق چھوڑے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! محترم وزیر قانون صاحب اس بات کو confus کر رہے ہیں۔ دیکھیں اس میں دو categories تھیں۔ ایک لوگ وہ تھے جو مقدمات میں گرفتار تھے اور جن کا investigation میں یہ decide ہونا تھا کہ یہ گناہ گار ہیں یا بے گناہ ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی کل ان سے میٹنگ ہے؟

رانا ثناء اللہ خان: جی ہاں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کل ان سے مل لیں۔ مزید اس پر discuss کر لیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں تو ان سے روز ملتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، کل گیارہ بجے آپ نے ان سے ملنا ہے تو آپ اس مسئلے پر مزید ان سے discuss کر لیں۔

رانا ثناء اللہ خان: لیکن ان کے پاس ہوتا کچھ نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ان کے ساتھ discuss کر لیں May be many other things come.

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں ایک منٹ میں اپنی بات explain کر دیتا ہوں۔ اس سلسلے میں دو categories تھیں۔ ایک وہ لوگ تھے جن کے خلاف مقدمات ہیں جن کا investigation میں decide ہونا تھا کہ کون گناہ گار ہے اور کون بے گناہ ہے اور ایک category وہ تھی جن پر کوئی الزام نہیں تھا کوئی مقدمہ نہیں تھا اور ان کو صرف apprehension پر نظر بند کیا ہوا تھا۔ ان لوگوں کو چھوڑا گیا ہے لیکن جو لوگ مقدمات میں گرفتار ہیں 88 تو ابھی کیمپ جیل میں پڑے ہیں۔ تقریباً دس کے قریب علماء جیل میں پڑے ہیں۔ اس کے علاوہ ہمارے آدمی پڑے ہیں۔ ان میں سے کسی آدمی کے متعلق انہوں نے ابھی decide نہیں کیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جن پر آپ کا اعتراض ہے ان سے آپ مل لیں اور discuss کر لیں۔ اب چونکہ وقفہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ میں آدھے گھنٹے کے لئے وقفہ نماز کرتا ہوں اور اس مسئلے کو pending کر کے dispose of کرتا ہوں۔ باقی اس کے بعد take up کیا جائے گا۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لئے آدھ گھنٹے کا وقفہ کیا گیا)

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے وقفہ کے بعد جناب قائم مقام سپیکر

(7 بج کر 16 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں۔ میں شیخ اعجاز صاحب کو دعوت دوں گا کہ وہ اپنی تحریک پیش کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! جب تک مجھے کاپی ملتی ہے میں ایک مسئلہ کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ بعد میں take up کریں گے پہلے تحریک کو take up کرتے ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! بڑا اہم مسئلہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ابھی پہلے اس کو take up کریں because we have to go long way. آپ نے move کی ہوئی ہے جو کہ pending تھی۔

شیخ اعجاز احمد: یہ سپورٹس کے متعلقہ ہے یا ہاؤسنگ کے!

جناب قائم مقام سپیکر: یہ سپورٹس کے متعلق ہے۔

نئے سپورٹس رولز کی تشکیل سے ٹیکنیکل سٹاف کی ترقی میں رکاوٹ کا خدشہ

(---جاری)

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! ہاؤس میں understanding بنی تھی کہ میں بطور محرک، منسٹر صاحب اور دو چار ساتھی جو سپورٹس سے متعلقہ ہیں وہ منسٹر صاحب کے کمرے میں مل بیٹھ کر detail discussion کرتے ہیں تو اس میں ہمارے علاوہ سیکرٹری سپورٹس، ایڈیشنل سیکرٹری سپورٹس بھی آئے ہوئے تھے اور ٹریژری بنچز سے بھی کچھ دوست شامل تھے تو ہماری ان رولز پر detail discussion ہوئی ہے۔ اس میں جو sense prevail ہوئی ہے وہ یہ تھی کہ منسٹر صاحب یہ assurance دے دیں کہ جو رولز محکمے نے بنائے ہیں اس کی بہتری کے لئے ہماری طرف سے اس کے بعد اگر کوئی تجاویز آتی ہیں یا ہم رولز کو for the welfare of the department amend کرنا چاہتے ہیں تو منسٹر صاحب اگر اس بات پر assurance دے دیتے ہیں تو پھر میں اس کو press نہیں کرتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر سپورٹس!

وزیر خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم: شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسا کہ فاضل ممبر نے آپ کی خدمت میں گوش گزار کیا ہے۔ آج ہماری تفصیلاً میٹنگ ہوئی تھی اور ان کے جو خدشات تھے کہ ایک رولز amend کئے گئے ہیں جن سے کہ employees کے تحفظات پوری طرح protect نہیں کئے گئے، میں نے اس سلسلے میں ان کو یقین دہانی بھی کرائی ہے اور سارے رولز بھی ان کو دکھائے ہیں۔

MR ACTING SPEAKER: He wants assurance in the House.

وزیر خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم: جناب سپیکر آئندہ بھی اس کی improvement کے لئے ان کی طرف سے کوئی تجاویز آئیں گی تو ہم ان کو رولز میں corporate کریں گے اور گورنمنٹ اس کو سنجیدگی سے take up کرے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جی، ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلی تحریک بھی شیخ اعجاز احمد کی ہے اور یہ بھی move ہو چکی تھی۔

فیصل آباد کی غلام محمد آباد کالونی کے نصف رہائشیوں کو مالکانہ حقوق سے محروم رکھنا (--- جاری)

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! یہ جو تحریک التوائے کار تھی اس میں میرے حلقہ کے اندر گزشتہ چالیس سال سے معاملہ pending چلا آ رہا تھا اور ہزاروں لوگ اس کے متاثرین تھے، مالکانہ حقوق کے بارے میں متعدد بار کوشش کی گئی لیکن اس پر کوئی عملدرآمد نہ ہوا۔ میں نے ذاتی طور پر بھی تین چار مرتبہ منسٹر موصوف کو اس بارے میں توجہ دلائی اور بالآخر میں نے یہ تحریک التوائے کار پیش کی۔ یہ ہاؤس میں lay ہو چکی ہے اور آج وزیر صاحب نے اس کا جواب دینا ہے۔ ہاؤس شروع ہونے سے پہلے وزیر صاحب نے جو مجھے باتیں بتائی تھیں وہ پہلے اس کا جواب دے دیں پھر ایک دو معاملات ہیں جو کہ میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! شیخ صاحب نے جو تحریک پیش کی ہے اس کا جواب اس طرح ہے کہ غلام محمد آباد کالونی فیصل آباد E-Block کے کچھ حصہ پر 1958 اور 1962 میں لوگ غیر قانونی طور پر آباد ہو گئے۔ نتیجتاً موقع پر نقشے میں رد و بدل ہوا۔ مذکورہ بلاک کا ترمیمی نقشہ موقع کے مطابق مجاز اتھارٹی کے زیر غور ہے۔ جس کی منظوری کے بعد مکینوں کو پالیسی کے مطابق مالکانہ حقوق دیئے جا سکیں گے۔

جناب سپیکر! یہ جواب محکمے کی طرف سے آیا ہے اور اس میں، میں تھوڑا سا بتاتا چلوں کہ میری فاضل رکن کے ساتھ بات ہوئی ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے اس کو approve کر دیا ہے اور اگلی کابینہ کی میٹنگ میں ہم اس مسئلے کو discuss کر رہے ہیں۔ اس کی جو price assessment ہے اور جو اس میں تاخیر ہے اور جو پیریڈ کی extension دینی ہے اس سلسلے میں کابینہ کی میٹنگ میں discuss کر کے کوئی فیصلہ کر سکیں گے۔ اس سے پہلے میں نے اپنے فاضل رکن کو بتا دیا ہے کہ اگر ان کو اس میں کوئی ترمیم یا کسی حوالے سے بات کرنی ہو تو وہ کر سکتے ہیں۔ یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ یہ ان کی تحریک التوائے کار ہے اس لئے مجھے اپنی reservations سے آگاہ کر دیں اور میں پوری کوشش کروں گا کہ ان کو مطمئن کیا جائے۔

ملک اصغر علی قیصر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ فیصل آباد کی بیشتر کالونیاں جس میں پیپلز کالونی، ڈی ٹائپ کالونی، سمن آباد وغیرہ ہاؤسنگ کے under آتی تھیں اس میں انہوں نے ایک تو time limit مقرر کی اور اس کی درخواستیں لے کر terms and conditions کے مطابق اس کو regularize کرنا تھا۔ ہم نے متعدد بار وہاں کے ڈائریکٹر سے بھی رابطہ کیا کہ جو سڑکیں رہ گئی ہیں ان کے لئے آپ ان کی تاریخوں کو دوبارہ کیوں announce نہیں کرتے تو انہوں نے کہا کہ ہم نے سیکرٹری ہاؤسنگ کو سمری بنا کر بھیجی ہوئی ہے۔ اس بات کو تقریباً دو سال ہو گئے ہیں۔ میں نے پہلے بھی چھ سات ماہ قبل وزیر صاحب سے درخواست کی تھی کہ یہ بڑا اہم issue ہے، وہ چونکہ regularlize نہیں ہوئیں، ان کی sale dead نہیں بنیں، نہ تو وہ اپنے گھروں کو بنانے کے لئے قرضہ لے سکتے ہیں، نہ کسی کی ضمانت دے سکتے ہیں۔ وہ ایسے ہی تصور کئے جا سکتے ہیں کہ جیسے غیر قانونی بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس حوالے سے سمری تقریباً دو سال سے سیکرٹری

ہاؤسنگ کے پاس پھر رہی ہے۔۔۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ تحریک التوائے کار میں moverکے علاوہ کوئی دوسرا اس پر بحث نہیں کر سکتا یا بول نہیں سکتا اس حوالے سے میں آپ کی رولنگ چاہوں گا۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! یہ میرا حلقہ ہے اور میں اس حوالے سے بات کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! آپ کی بات ٹھیک ہے مگر اصولاً یہ شیخ اعجاز صاحب کا معاملہ ہے اس لئے He should take up، ملک صاحب آپ تشریف رکھیں۔ جی، شیخ اعجاز صاحب! آپ بات کریں اور میں چودھری ظہیر الدین کا بھی point outکرنے پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے جو جواب دیا ہے کہ اس motionکے بعد وزیر اعلیٰ پنجاب نے باقاعدہ جو approved planہے، جو پہلے منظور ہوا تھا اس پر عملدرآمد نہ ہو سکا۔ انہوں نے اس نقشہ کی منظوری دے دی ہے۔ میری ایک تو ان سے درخواست یہ ہے کہ اب جو approved planہے کہ جس کی انہوں نے منظوری دی ہے اور ڈیپارٹمنٹ کا جو جواب ہے وہ مجھے فراہم کر دیں۔ دوسرا وزیر صاحب نے اس حوالے سے painلی ہے اور باقاعدہ اس کو persueکیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے جو کام کیا ہے وہ بڑی دیر تک لوگوں کو یاد رہے گا۔ میں اس پر وزیر موصوف کا بڑا مشکور ہوں کہ انہوں نے اس معاملہ کو take upکیا اور نقشہ وزیر اعلیٰ پنجاب سے منظور کروایا۔ اس سے وہاں کے سینکڑوں مکین جو disturbتھے، جن کو مالکانہ حقوق نہیں مل رہے تھے اب وہ مل جائیں گے۔ اس سلسلہ میں میری درخواست یہ ہے کہ ایک تو approved planمجھے دیا جائے جو انہوں نے منظور کر لیا ہے۔ دوسرا یہ کہ اس میں ایک دو باتیں انتہائی relevantہیں۔ اس سے قبل بھی وزیر صاحب سے discussionہوئی ہے۔ ایک بات یہ ہے کہ یہ specificallyبتا دیں کہ کب تک یہ پلاٹس جن کا میں نے ذکر کیا ہے ان کو regularlizeکر دیا جائے گا اور کب تک ڈی بلاک کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دے دیئے جائیں گے۔ تیسری بات یہ کہ اب انہوں نے pricesکو assessکرنا ہے کیونکہ یہ بڑی دیر سے

معاملہ پڑا ہوا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کریڈٹ ان کو جاتا ہے۔price assessment کے حوالے سے ان کو چاہئے کہ دس مرلہ سے کم تو محکمہ کی پالیسی توdeclare ہوئی ہے۔ ایک تو دس مرلہ سے اوپر کی جو انہوں نےprice assessment کرنی ہے اس میں سٹیٹ ہولڈرز کی شمولیت ضروری ہے چونکہ یہ میرا حلقہ ہے اور اس وجہ سے میرا اس معاملہ سے direct concern ہے اس لئے میری درخواست ہے کہ جب یہprice assessment کرنے لگیں توPrice Assessment Committee کا قیام عمل میں آنا چاہئے تاکہ اس میٹنگ میں، میں موجود ہوں تاکہ لوگوں کے تحفظات کا خیال رکھا جاسکے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ معاملہ کابینہ میں پیش ہو اور چونکہ متعلقہ وزیر صاحب اس حلقہ سے تعلق نہیں رکھتے اس لئے اس کمیٹی میں Mover بیٹھنا ضروری ہے۔ یہtime limit بتائیں کیونکہ چالیس سال بعد ان غریب لوگوں کی سنی جارہی ہے تو یہ ضرور بتایا جائے کہ کب تک اس کوregularlize کر دیا جائے گا اور ان کو sale agreement جاری کئے جائیں گے ؟ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی بات بڑی مثبت ہے اور ہاؤسنگ منسٹر کی بات بھی بڑی مثبت ہے۔ میں اپنے بھائی ملک قیصر صاحب کےpoint کو بھی اس میں شامل کرنا چاہوں گا کہ جوpoint انہوں نےraise کیا ہے اس کو بھیconsider کیا جائے جو کہ ایک اہم بات ہے۔ جب یہ پالیسی بنائی جائے اس میں قیصر صاحب کے پوائنٹ کو، آپ کی تجاویز کو اور ان کی اپنی جو تجاویز ہوں گی ان کو بیٹھ کر دیکھ لیا جائے کیونکہ یہ معاملہ بار بار نہیں ہوتا اس لئے اس پر ایسی پالیسی بنائی جائے کہ جس سے تمام لوگوں کو فائدہ پہنچے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک ایسےissue کی طرف دلانا چاہتی ہوں جس سے مجھے بڑاconcern ہے اور وہ یہ ہے کہ جب میں نے آپ سے out of turn question مانگا تھا اور آپ نے مجھے سارے ہاؤس کے سامنےflatly refuse کیا تھا۔ آج شیخ صاحب کا مسئلہ ٹھیک ہے وہ بہت اہم ہے لیکن کئی ایسے اہم مسائل ہیں جو ہم بھی ہاؤس کے اندر لے کر آئے ہیں۔ 869 کو آپ نےallow کیا ہے اور 831 میرے ہاتھ میں ہے اور 830 بی بی کے ہاتھ میں ہے۔ یہ کیاdiscrimination ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ بی بی میں نے نہیں کیا۔ اس وقت جناب چیئرمین نے کیا ہو گا۔۔۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! آپ نے کہا کہ یہ ہاؤس کے رولز کے مطابق نہیں ہے۔ میری جو grievances اس پر ہیں ان کی remedy کون کرے گا یعنی This is very discriminating کہ جو بات ہم کرنا چاہتے ہیں اس کے بارے میں آپ allow نہیں کرتے اور ان کو out of turn Adjournment Motion پڑھنے کی اجازت دے دی۔ اگر میں رنگ روڈ پر out of turn question مانگ رہی تھی تو آپ نے مجھے اجازت نہیں دی۔ This is very strange میں اس پر protest کرتی ہوں کہ یہ بڑی غلط بات ہے کہ آپ خواتین کو اسمبلی میں بٹھا کر discourage کر رہے ہیں This is very strange یعنی 830,831 ہمارے ہاتھ میں ہے اور آپ نے 869 کو allow کر دیا ہے یعنی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! آپ کی بات بالکل صحیح ہے۔ I agree with you دیکھیں ناں! آپ نے جو point raise کیا ہے It should not have happened. I agree with you کہ It should not have happened but it has happened now اگر۔۔۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! آج کے بعد کوئی بھی چیز out of turn نہیں لی جائے گی۔ It is justified اگر پھر یہی بات ہو تو آپ یہاں پر آج ruling دیں کہ out of turn question allow ہوگا اور نہ Adjournment Motion پڑھی جائے گی۔ پھر ٹھیک ہے۔ یعنی یہ تو عجیب سی بات ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر کوئی ایمرجنسی کا معاملہ ہے تو اس کا out of turn ہونا ضروری ہے تو اس کے لئے ہاؤس کی رائے لے سکتے ہیں ایسی کوئی بات نہیں لیکن مجھے آپ کی بات سے اتفاق ہے اور آپ نے جو point raise کیا ہے۔

You are very much correct. I am with you and for this you will be compensted Inshallah.

ڈاکٹر اسد معظم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی فرمائیں!

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! جیسے آپ نے ملک اصغر علی قیصر صاحب کی request پر۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے ملک صاحب کا ہی نہیں بلکہ جو اچھا پوائنٹ کسی طرف سے بھی raise ہو تو اسے consider کیا ہے۔

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! فتح آباد شرقی بھی اسی طرح کے مسئلے کا شکار ہے تو میری آپ سے درخواست ہے کہ وزیر موصوف کو کہیں کہ میرے بھی علاقے کو اس کے ساتھ consider کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ان سے چیمبر میں مل لیں۔ بات کر لیں تو پھر اس کے بعد جیسے ہو گا When the turn comes, I will take it up اگلی تحریک محترمہ فرزانہ راجہ کی 830 ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی بات ہو گئی ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! یہ انتہائی اہم نوعیت کا معاملہ ہے اور آپ دیکھیں کہ چالیس سال بعد یہ حل ہونے جا رہا ہے۔ میں نے آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب سے assurance مانگی ہے کہ یہ کب تک اس کو۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے تو آپ کو open چٹ دے دی ہے کہ آپ تجویز دیں۔ اس سے زیادہ آپ اور کیا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ آپ جو تجویز دیں گے میں اس کو شامل کر لوں گا۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میری گزارش سن لیں کہ میں نے ان سے صرف اس سے relevant بات کی ہے۔ ابھی آپ نے اس کو dispose of کرنا ہے لیکن میں تو خود اس کو کسی اور طرف نہیں لے گیا بلکہ میں نے یہ بات کی ہے کہ ایک تو یہ بتا دیں کہ specific period دے دیں اور Price Assessment Committee کے متعلق میں نے گزارش کی ہے کہ وہ اس کو form کریں تاکہ ہم لوگ اس میں بیٹھیں، وہاں کی price کو set کریں اور approved plan کی کاپی مجھے دے دیں۔ یہ تین باتیں ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! آپ اپنی تجاویز انہیں دے دیں اس کے بعد وہ آپ کو specific date دیں گے۔ پہلے آپ ان کو تجاویز تو دیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! پہلے یہ تین باتوں کا ہاؤس کے اندر جواب تو دے لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! یقینی طور پر میں شیخ اعجاز صاحب کا پہلے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے گورنمنٹ کے اس move کو appreciate کیا ہے اور اس کا یقینی طور پر میں اکیلا حق دار نہیں ہوں، پوری کابینہ، وزیر اعلیٰ صاحب بھی اس مبارکباد کے حق دار ہیں۔ میں یہ بھی بات بتانا چاہتا ہوں کہ جو بات شیخ اعجاز صاحب نے کہی ہے کہ Price Assessment Committee میں mover کو ضرور شامل کیا جائے اور یہ بات بھی میں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ کابینہ میں اسی Price Assessment کے بارے میں ہی فیصلہ کرنا ہے کہ آیا کیا Price Assessment Committee ہی اس کو decide کرے گی یا چیف منسٹر صاحب یا کابینہ کوئی اور موقف پیش کریں گے۔ اگر کوئی ایسی بات ہے تو میں شیخ اعجاز صاحب کی as a mover یہ request ضرور کابینہ میں پیش کروں گا کہ Price Assessment Committee میں جب اگر تعین کیا جائے یا رکھا جائے تو انہیں ضرور اس میں شامل کیا جائے تاکہ یہ بھی اپنی رائے اس کمیٹی میں دے سکیں۔۔۔

ملک اصغر علی قیصر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ کابینہ کے پاس اور کوئی کام نہیں ہے۔ ایک طریق کار کے مطابق پہلے ہی ڈی سی او چیئرمین ہوتا ہے اور وہ ہر ضلع میں Price Assessment Committee exist کر رہی ہوتی ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! اس میں کافی بڑا finance involve ہے کیونکہ اس وقت کی اور آج کی پرائس میں بڑا فرق ہے لہذا ہمیں approval کابینہ سے ہی لینی پڑے گی تاکہ ہم اسی Price Assessment Committee سے اگر چیف منسٹر صاحب یا کابینہ approve کرتے ہیں تو ہم Price Assessment Committee سے کروالیں اگر کوئی اور تجویز بھی ہو گی تو یقینی طور پر میں یہ رائے ضرور پیش کروں گا کہ Assessment Committee میں mover کو رکھا جائے۔

جناب سپیکر: دوسری بات انہوں نے کہی ہے کہ جو نقشہ approve ہوا ہے انہیں وہ چاہئے تو میں ان سے request کروں گا کہ یہ میرے چیمبر میں تشریف لائیں تو میں انہیں دکھا سکتا ہوں مگر اس کی کاپی شاید میں فراہم نہ کر پاؤں کیونکہ ابھی وہ کیمٹی سمری کی صورت میں ہے اور ابھی ہم publically اس کو disclose نہیں کر سکتے۔ بہت شکریہ

جناب محمد عبداللہ وینس: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد عبداللہ وینس: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے میرے بھائی ہاؤسنگ منسٹر پر put question کر رہے ہیں تو یہ ان کی خوش بختی ہے کہ ماشاء اللہ ان کے پاس question تو ہے ناں۔ ان کے پاس ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ تو ہے ناں تو میری منسٹر صاحب سے یہ گزارش ہے کہ پنجاب کے اندر ان کے ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ صرف لاہور، فیصل آباد، راولپنڈی، گوجرانوالہ کے لئے ہیں تو انہوں نے چھوٹے شہروں کے لئے کیا کیا ہے؟ وہاں پر غریب لوگ بس رہے ہیں۔ میرے شہر بہاولنگر میں پتا ہی نہیں ہے کہ ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ کے اندر کوئی اس کا عمل دخل ہے یا نہیں ہے؟ میری منسٹر صاحب سے یہ گزارش ہے کہ جب انہوں نے پورے پنجاب کو equal ساتھ لے کر چلنا ہے تو چھوٹے شہروں کے لئے ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ کیا کر رہا ہے؟

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی نے جنوبی پنجاب کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ادھر بھی کچھ کریں تو جناب قائم مقام سپیکر مسکرائے)

جناب قائم مقام سپیکر: This is not question hour ویسے وہ آپ سے کوئی انفارمیشن لینا چاہتے ہیں تو وہ آپ کو علیحدگی میں دے دیں گے۔

جناب محمد عبداللہ وینس: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر تھا اور ماشاء اللہ منسٹر صاحب بڑی محنت کرتے ہیں اور وہ بڑے سمارٹ اور ینگ ہیں تو اگر یہ مجھے بتا دیں کیونکہ پتا نہیں کب ہاؤسنگ کی باری آئے اور ہو سکتا ہے کہ اسی بات پر تھوڑا بہت کام میرے ضلع کے اندر بھی شروع ہو جائے۔ ایک کوارٹر کے لئے مجھے ایک بندے نے کہا کہ ایک کوارٹر خالی ہوا جو 1934 کا بنا ہوا ہے جس کے اندر پاکستان کا نہ ہمارے منسٹر صاحب کا کوئی عمل دخل ہے تو اس پر میرے پاس 40 درخواستیں ہیں

اور میں وہ لے کر پھر رہا ہوں کہ وہ ایک کوارٹر مجھے الاٹ کیا جائے۔۔۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میں نے اپنے فاضل رکن کی درخواست سنی ہے اور یہ پنجاب کی سطح پر کوارٹر کے مسئلے کو discuss کر رہے ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ میرے چیمبر میں تشریف لائیں تو اس کوارٹر کے مسئلے کو حل کر دوں گا۔ بہت شکریہ

جناب محمد عبداللہ وینس: جناب سپیکر! یہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے۔ یہ چیمبر کا مسئلہ نہیں ہے۔ میں جو مسئلہ بیان کر رہا ہوں پورے ڈسٹرکٹ کا اور ماشاء اللہ ہمارے ڈسٹرکٹ سے پورے آٹھ ایم پی ایز ہیں اور ہماری ڈویژن کے اندر۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ان کا مقصد یہ ہے housing policy in the major urban areas جو ہو رہی ہیں تو باقی اضلاع میں بھی کی جائے۔

جناب محمد عبداللہ وینس: جناب سپیکر! یہ پورا major issue ہے اور مجھے ہاؤس کے اندر منسٹر صاحب تھوڑا سا بریف کر دیں۔ سوال ہوا ہے تو صرف فیصل آباد، لاہور، گوجرانوالہ اور اس کے علاوہ کبھی اور کسی کی بات ہی نہیں ہوئی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب! مجھے یہ بتائیں کہ۔۔۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ تحریک التوائے کار کے ٹائم میں تحریک التوائے کار ہی مخصوص کی جائیں۔ میں فاضل رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کے لئے بھی ہم نے پلان سوچ رکھا ہے اور اگر یہ کوئی نیا سوال put کریں تو میں اس کا جواب دینے کے لئے تیار ہوں مگر اس وقت تحریک التوائے کار کا ٹائم ہے۔ یقینی طور پر بھی باقی اور بھی تحاریک التوائے کار pending ہیں۔ ذرا ان پر بھی discussion کی جائے۔ بہت شکریہ

جناب محمد عبداللہ وینس: جناب سپیکر! سوال تو میں تب کروں کہ اگر وہاں ہاؤسنگ ہو تو۔ میرے پاس تو کوئی سٹرکچر ہی نہیں ہے جس پر میں سوال کروں تو وہاں پر یہ کچھ دیں۔ جس طرح میرے

بھائی سوال کر رہے ہیں کہ یہ کالونی یہاں بننی چاہئے تھی، یہاں بنے اور وہاں کیوں بن گئی ہے۔ میرے پاس تو کچھ ہے ہی نہیں۔ تین چار ڈویژنوں میں کوئی نہیں بنی ہوئی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے آپ کو وضاحت کر دی ہے اور آپ ان سے مل لیں وہ آپ کی تسلی کرا دیں گے And then you can bring in a question on this issue آخری تحریک التوائے کار محترمہ فرزانہ راجہ کی ہے۔ Not present, disposed of اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2005

MR. ACTING SPEAKER: Now we take up the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2005.

Now we resume consideration on the Provincial Motor Vehcicles (Amendment) Bill 2005 on Friday 17th March 2006, the Minister for Law had moved the motion that the Bill be taken into consideration at once. There are three amendments in it. Rana Aftab Ahmad Khan or Rana Sanaullah Khan may move the first amendment.

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! یہ واک آؤٹ کر کے جا رہے ہیں۔

MR. ACTING SPEAKER: On what grounds?

رانا آفتاب احمد خان یا رانا ثناء اللہ خان جو move کرنا چاہیں؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس پر آخری دن یہ بات ہوئی تھی کہ لاء منسٹر سے جس معاملے کی نشاندہی کی تھی تو انہوں نے کہا تھا کہ ٹھیک ہے ہم اس پر amendment لے آتے ہیں اگر یہ اس پر agree ہیں اور یہ amendment لے آئے ہیں تو باقی amendments ہم withdraw

کر لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس میں استدعا یہ ہے کہ آج صبح ساڑھے دس بجے ہم نے میٹنگ رکھی تھی محض اتفاق ہے کہ اس میں رانا صاحب تشریف نہیں لا سکے۔ اس میں ہم نے باقاعدہ بہت غور سے دوبارہ دیکھا ہے اور ارشد بگو صاحب بھی ہمارے ساتھ موجود تھے تو جن خدشات کا اظہار محترم رانا صاحب نے کیا تھا وہ تقریباً ہم نے پوری debate کر کے دور کرنے کی کوشش کی ہے اس میں ان کا سب سے بڑا point یہ تھا کہ اگر کسی کی موٹر سائیکل قبضے میں لی جاتی ہے تو جب تک اس کو سپرداری پر نہیں دیا جائے گا اس موٹر سائیکل کے نقصان کا احتمال ہے۔ ہم نے اس کو باقاعدہ thrash out کیا اور ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ باقاعدہ CRPC میں اس کی provision موجود ہے کہ کس دفعہ کے تحت موٹر سائیکل واپس لی جا سکتی ہے۔ لہذا ایک قانون کی موجودگی میں اس کو لانے کی ضرورت نہیں ہے لیکن اس کے باوجود میں گزارش کرتا ہوں کہ آج سے دو دن پہلے جب یہ بل پیش ہوا تھا تو محترم ارشد بگو صاحب نے فرمایا تھا کہ انتہائی محنت سے اس پر سٹینڈنگ کمیٹی میں کام کیا گیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ آج اگر ہم اس کو متفقہ طور پر پاس کر لیتے ہیں تو اگر اس کی implementation میں کسی بھی سٹیج پر ہمیں کوئی کمی محسوس ہوتی ہے تو we can also come back کوئی ایسی بات نہیں ہے لیکن ہماری پوری کوشش رہی ہے کہ اپوزیشن کے نقطہ نظر کو اس پر accommodate کریں اور ہم نے accommodate کیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جس طرح اس آخری دن بات ہوئی ہے یہ جو محترم لاء منسٹر صاحب فرمایا ہے یہ اس spirit کے مطابق نہیں ہے۔ جو انہوں نے فرمایا ہے دیکھیں یہ بڑے clear cut الفاظ ہیں۔

> If the motorcycle is owned by the accused of any of his blood relation the same shall not be released...

یہاں پر "shall" کا لفظ ہے جو یہ فرما رہے ہیں کہ CRPC میں پہلے سے موجود ہے، یہ "shall" اس کو روکے گا۔ یہاں "shall" کا لفظ ہے shall not be released before or during the trial یعنی جب تک وہ کیس ٹرائل ہوتا رہے گا آپ کو تو پتا ہی ہے کہ ہماری عدالتوں

میں ٹرائیل کا جو معاملہ ہے کہ وہ سال بھی چلتا ہے اور دو سال بھی چلتا ہے اب اس کے بعد اگر accused جو ہے وہ acquit ہو جاتا ہے یا اس کا جرم ثابت نہیں ہوتا تو اس کی موٹر سائیکل اس وقت تک پرزوں میں بٹ چکی ہو گی اور اس کا نام ونشان بھی نہیں ملے گا۔ میں نے یہ عرض کی تھی کہ آپ موٹر سائیکل کو سپرد داری پر رہنے دیں اس کو delete کر لیں۔ ایک آدمی کا چالان ہوتا ہے اس کے بعد اس کا ٹرائل ہوتا ہے اگر وہ مجرم ثابت ہو گا تو اس کو سزا ہو جائے گی اور ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی آدمی کسی اپنے عزیز کا موٹر سائیکل وہ یہ کہہ کر کہ مجھے فلاں جگہ جانا ہے، مجھے ہسپتال جانا ہے یا کسی کام کے لئے جانا ہے اور وہ کسی جائز کام کے لئے لے کر جائے اور راستے میں وہ ون ویلنگ کر لے یا اس شبے میں پولیس والا اس کو گرفتار کر لے تو وہ موٹر سائیکل سے بھی محروم ہو گیا اور اس مجرم کی یا تو bail ہو جائے گی یا پھر اس کو حوالات بھیجا جائے گا۔ اس دن یہ بات لاء منسٹر صاحب نے تسلیم کی تھی کہ یہ بات درست ہے اور ہم اس کی amendment لے آتے ہیں اور ہم نے کہا تھا کہ اگر آپ اس کی amendment لے آتے ہیں تو باقی amendment ہم واپس لے لیتے ہیں اور یہ بل پاس ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں رانا صاحب سے بالکل اتفاق کرتا ہوں اور میں اس میں گزارش کر رہا ہوں کہ آپ کے تمام خدشات کو دیکھا گیا ہے اور یہ آپ تصحیح فرمالیں کہ یہ بل جو ہم ابھی پاس کرنے جا رہے ہیں اس میں ہے کہ:

> the motorcycle ceased and detained under sub-section 3 by any Police Officer

(اذان عشاء)

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ accordingly اس کو دیکھا جائے تو

> We have taken care of that...so the motorcycle ceased and detained unders sub-section 3 by any Police Officer may not be released before or during the trial of the offence and may be forfeited at the time of conviction of the accused.

اس میں لفظ "may" آ گیا ہے "shall" نہیں ہے اور اس کے بعد جس طرح میں نے CRPC کا ذکر کیا ہے اگر اگلی clause آپ ملاحظہ فرمائیں تو اس کے تمام offences under CRPC ہی ٹرائل ہونے ہیں تو اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ جس خدشے کا اظہار آپ نے کیا ہے اس کا حل نکالا جا چکا ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں جس خدشے کا اظہار کیا گیا جس کو لاء منسٹر نے تسلیم کیا اب اس کو دوبارہ لاء ڈیپارٹمنٹ نے اس کے لفظ کو تبدیل کیا ہے لیکن اس سے purpose اور apprehension دور نہیں ہوتا۔ اب اس کو دیکھ لیں جیسا کہ انہوں نے کہا ہے کہ:

> The motorcycle ceased and detained under sub-section 3 by any Police Officer may not be released before or during trial of the offence and may be forfeited at the time of conviction of the accused.

اب یہ جو ہے یہ discretion یا یہ عدالت کا اختیار کہ وہ سزا دے یا نہ دے اب legislation میں تو اس کو اس طرح سے نہیں لا سکتے کہ جی سزا عدالت لازمی دے گی اور نہ ہی یہ کہہ سکتے ہیں کہ لازماً اس کو forfeit کرے گی لیکن بات یہ ہے کہ جب انہوں نے ٹرائل کا لفظ درمیان میں ڈال دیا ہے کہ جب تک ٹرائل ہو گا اس وقت تک cease اور detain موٹر سائیکل کو release نہیں کیا جائے گا۔ اب اس کے پیچھے کوئی logic نہیں ہے۔ دیکھیں، آج تک کبھی یہ سنا ہے کہ ایک ملزم نے قتل کیا ہو اور اس کی سزا اس کی بندوق کو دی گئی ہو۔ اب موٹر سائیکل نے ویلنگ خود تو نہیں کی اس پر جو سوار ہے اس نے کی ہے موٹر سائیکل اگر از خود ہی wheeling کرنی جانتا ہے تو لاء منسٹر صاحب بتا دیں یا ان کا ڈیپارٹمنٹ بتا دے کہ موٹر سائیکل ایسے پائے جاتے ہیں کہ جو خود بخود ہی wheeling کرنا شروع کر دیتے ہیں تو پھر تو ٹھیک ہے کہ ان کو forfeit کرنا یا ان کو cease کرنا مناسب ہے، جب موٹر سائیکل کے اوپر بیٹھا جو سوار ہے اس نے غلطی کی ہے، اس نے جرم کیا ہے، موٹر سائیکل کو تو سزا ہونی نہیں ہے۔ سزا تو اس کے اوپر بیٹھا آدمی جو جرم کرے گا اس کو ہو گی تو اس لئے اس موٹر سائیکل کو پولیس کے پاس دے دینا، کیا اس بات سے لاء منسٹر صاحب انکار کریں گے کہ پولیس

آفیسروں کے پاس جتنی گاڑیاں ہیں ان سب کو انھوں نے اسی طرح سے cease یا detain کیا اور اس کے بعد وہ کسی کی سپر د داری کروا لیتے ہیں؟ یہ معاملہ پچھلے دنوں اخبارات میں بھی آیا اور بڑا debate ہوا کہ پولیس آفیسران کی اکثریت وہ گاڑیاں استعمال کرتی ہے جو گاڑیاں recover ہوتی ہیں اور recovery کے بعد مالکان کو نہیں دی جاتیں اور وہ پولیس آفیسران استعمال کرتے ہیں۔ اب اگر تو یہ پولیس کو موٹر سائیکل کی سہولت اس طرح سے دینا چاہتے ہیں کہ گورنمنٹ نہ دے اور ان کو موٹر سائیکل کی جب ضرورت پڑا کرے گی تو وہ دس پندرہ موٹر سائیکلوں کا لکھ دیا کریں گے کہ انھوں نے wheeling کی ہے، بس ٹھیک ہے۔ پھر سال دو سال وہ موٹر سائیکل چلایا، اس کے بعد اس کی جو حالت ہوئی، اس کے بعد وہ واپس کر دیا یا وہ forfeit ہو گیا۔ اب اس میں یہ ہے کہ اس کے پیچھے کوئی logic نہیں ہے۔ یہ defective and faulty legislation ہے۔ آج تک کسی ایکٹ یا کسی legislation میں ایسا نہیں ہوا کہ جس اسلحہ سے یا جس ذریعہ سے کوئی آدمی جرم کرے اس کو سزا دینے والی بات ہو۔ موٹر سائیکل wheeling خود نہیں کرتا، wheeling اس پر بیٹھا آدمی کرتا ہے، وہ مجرم ہے، اس کا جرم ہے، اس کو سزا ہونی چاہئے۔ موٹر سائیکل کو نہ تو سزا بعد میں ہونی ہے، یہ تو صرف اس کے مالک کو سزا دینے والی بات ہے اور انھوں نے اس کے ساتھ یہ بھی رکھا ہے کہ یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ موٹر سائیکل کے مالک نے wheeling کی ہے، ہو سکتا ہے کہ موٹر سائیکل کسی اور کا ہو، اس کے بھائی کا ہو، اس کے والد کا ہو یا اس کے کسی عزیز کا ہو کیونکہ اس میں blood relation کا لفظ بھی استعمال کیا ہوا ہے اب blood relation میں تو پورا خاندان آجاتا ہے۔ اس لئے میں محترم لاء منسٹر سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ ایک دو لفظوں کے آگے پیچھے کرنے سے اس apprehension کا جس کا میں نے اظہار کیا تھا اور محترم لاء منسٹر صاحب نے اس کو تسلیم کیا کہ یہ بات درست ہے اس کا ازالہ نہیں ہوتا، آپ ان دو لائنوں کو delete کر دیں، اس کے بعد ٹھیک ہے کہ جو آدمی جرم کرے گا اور جب وہ ثابت ہو جائے گا تو اس کے بعد اس کو آپ جرمانے کی سزا رکھیں، پانچ ہزار، دس ہزار، اب موٹر سائیکل تو تقریباً ساٹھ، ستر ہزار کی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں چونکہ اس کمیٹی میں شروع سے لے کر آخر تک شامل رہا ہوں اور میں نے اس دن بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا اس میں، میں نے برملا اس کا اظہار کیا تھا کہ اس بل پر جتنی محنت کی گئی ہے، مجھے کمیٹی میں بیٹھ کر بھی خوشی ہوئی تھی اور کیونکہ ہم mover

تھے اور ہم نے ہی یہ پرائیویٹ بل پیش کیا تھا کہ روز ایک تو نوجوان مرتے ہیں ان کو روکنے کے لئے خدا کے لئے قانون بنایا جائے۔ پھر ہمارے اس بل پر لاء منسٹر نے ہمیں کہا کہ ہم یہ بل لا رہے ہیں آپ ہمارے ساتھ co-op کر لیں، کمیٹی میں ہم آپ کو شامل کر لیتے ہیں۔ اب رانا صاحب نے جو دلیل یہاں پر دی ہے، وہ میرے بڑے بھائی بھی ہیں، ہم سے سینئر بھی ہیں، اگر یہ کمیٹی میں شامل ہوتے تو جس طرح ہمیں بریفنگ دی گئی تھی اور جس طرح ہمیں بتایا گیا تھا، شاید اس point سے یہ میرا خیال ہے کہ متفق ہو جاتے کہ یہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ مقصد یہ ہے کہ one wheeling کو روکنا ہے۔ اس طرح تو جو teenager ہے وہ تو نہیں رکے گا۔ کون روکے گا؟ اس کا والد، اس کے gardian روکیں گے۔ وہ آدمی روکے گا کہ جس کی موٹر بائیک وہ لے کر آئے گا۔ اس کو موٹر سائیکل اگر نہیں ملے گی تو وہ رکے گا۔ اب رانا صاحب نے یہ کہا ہے کہ موٹر سائیکل کو تو سزا نہیں دی جا سکتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایک آدمی کا لائسنسی ریوالور ہے اور وہ میرا ریوالور ہے اور کوئی آدمی جا کر کسی کو فائر مار دیتا ہے تو مجھے سزا ملے گی کیونکہ وہ میرا ریوالور ہے اور میرا ریوالور misuse ہوا ہے لہذا مجھے سزا اس میں ضرور ملے گی، قانون اس میں موجود ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ آج جو one wheeling پر legislation ہے میں اس پر بہت interested ہوں، اس لئے میں نے اس دن بھی کہا تھا کہ ہمارے جو میڈیکل افسر آئے تھے انھوں نے کہا تھا کہ صرف لاہور میں 79 نوجوانوں کی پانچ چھ مہینوں میں موت ہوئی ہے۔ اسی طرح 100 کے قریب serious injury جن کو آئی ہے اور وہ روز one wheeling teenagers کرتے ہیں۔ کمیٹی نے یہ سفارش کی تھی کہ خدا کے لئے اس بل کو جلدی لائیں اور اس پر سخت سے سخت ایکشن لینا چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سمری ٹرائل ہونا ہے، یہ وہ ٹرائل نہیں ہے کہ اس میں سال لگے گا، دو سال لگیں گے، سمری ٹرائل میں تو اسی وقت مجسٹریٹ کہتا ہے کہ لائیں جی اس پر دو arguments کریں اور اسی دن اس کا فیصلہ ہو جاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو amendments ہم نے دی ہیں، ہم نے اسی لئے گورنمنٹ کے ساتھ صبح 10 بجے، میں نے بھی بیٹھنا تھا، رانا صاحب نے بھی بیٹھنا تھا، ہم سب دوستوں نے بیٹھنا تھا، اس وقت لاء ڈیپارٹمنٹ کے لوگ بھی آئے ہوئے تھے، ٹرانسپورٹ کے لوگ بھی آئے ہوئے تھے، ہم نے اس پر discussion کرنی تھی، اگر رانا صاحب اس کمیٹی میں شامل ہوتے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کا جو اختلاف ہے یہ definite ختم ہو جاتا۔ میں کہتا ہوں کہ اگر کسی کا ایک دفعہ موٹر سائیکل تھانے میں آ گیا تو کوئی آئندہ کسی کو موٹر سائیکل

نہیں دے گا، یہ بات طے ہے۔ نوجوان تو موٹر سائیکل لے جائیں گے تو میں اپنے دوستوں سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ بل بڑا اہم ہے اور اس پر ٹرانسپورٹ کے سیکرٹری آغا ندیم نے بڑی اچھی بریفنگ دی تھی، ان کے لاء ڈیپارٹمنٹ نے ہمیں بڑی بریفنگ دی تھی اور اس پر تین میٹنگیں ہوئی تھیں، اس میں ہم نے یہ سارا بل thrash out کر کے decide کیا تھا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس بل پر یہ اضطراب چونکہ رانا صاحب کا آگیا ہے اور "shall" کی جگہ گورنمنٹ نے "may" کر دیا ہے اور اس کے لئے C.R.P.C میں جو پراپرٹی ہوتی ہے اس کے لئے کوئی بندش نہیں ہوتی، C.R.P.C میں یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی سپرد داری پر کوئی چیز لینا چاہتا ہے تو وہ کورٹ میں application دے گا کہ مجھے سپرد داری پر یہ چیز دے دی جائے، یہ کورٹ کی discretion ہے کہ وہ اس کو دیتی ہے یا نہیں دیتی، میں سمجھتا ہوں کہ اس بل کو آنا چاہئے، آج سیشن ختم ہو رہا ہے، اس بل کو منظور ہونا چاہئے ورنہ میں آپ سے کہتا ہوں کہ روز ایک دو بچے، ہمارے نوجوان expire ہوں گے۔ شکریہ

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! بگو صاحب نے جو فرمایا ہے، میں یہ گزارش کروں گا کہ انھوں نے جو یہ فریم کیا ہے، اس میں کوئی logic نہیں بنتی۔ اب آپ دیکھیں کہ ایک آدمی موٹر سائیکل اپنے کسی عزیز کی یعنی یہاں blood relation کا لفظ ہے تو blood relation کا لفظ جو ہے ایک تو یہ ہے کہ میرا اس پر apprehension یہ ہے کہ یہ misuse ہو گا یعنی یہ لازمی نہیں ہے کہ اگر ایک آدمی one wheeling کرتا ہے تو پولیس اس کا موٹر سائیکل پکڑے گی۔ ہمارے معاشرے میں ایسا ہوا ہے کہ جب حدود آرڈیننس آیا، جب کسی بھی جرم کی سزا کو enhance کیا گیا یا اسے سخت کیا گیا تو ہمیشہ اس کو پولیس نے یا متعلقہ جو لاء فورسنگ ایجنسیز ہیں انھوں نے اپنے ریٹ بڑھانے کے لئے اور اپنی کرپشن کو دوگنا کرنے کے لئے اس سختی کو in that way استعمال کیا۔ اگر ایسا نہیں ہوا تو میں غلط ہوں اور اگر ایسا ہوا ہے کہ جب بھی آپ نے کسی قانون کی سزا کو بڑھایا ہے تو اس کو otherwise بھی کچھ لوگوں نے، میں سب کی بات نہیں کرتا لیکن کچھ لوگوں نے استعمال کیا ہے۔ میرا اس میں استدلال یہ ہے کہ اس کو ہماری پولیس misuse کرے گی اور لوگوں کے موٹر سائیکل دانستہ طور پر cease اس لئے کرے گی کہ ان موٹر سائیکلوں کو بعد میں اپنے استعمال میں لائے گی یا ان نئے موٹر سائیکلوں کے پرزے نکال کر اپنے پرانے موٹر سائیکلوں میں replace کر کے اپنے استعمال میں لائے گی۔ ایک تو میرا یہ apprehension ہے کہ اس کا misuse ہو گا اور

اس misuse کو اس طرح سے روکا نہیں جا سکتا۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ آپ دیکھیں کہ اس میں یعنی کتنا difference ہے کہ ایک آدمی جو موٹر سائیکل پر one wheeling کرتا ہے، جو جرم کرتا ہے اس کو تو سزا صرف پانچ ہزار روپیہ جرمانہ ہے یعنی جیسا انھوں نے کہا کہ سمری ٹرائل ہو گا، ایک آدمی جس نے جرم کیا اس کا سمری ٹرائل ہو گا تو اس کو انھوں نے کہا ہے کہ یا تو اس کو چھ ماہ سزا ہو گی extended to six months or with fine of five thousand rupees یعنی کہ دونوں نہیں ہیں۔ اب اس میں یہ ہے کہ یہ ہو گا یہی کہ اس میں پانچ ہزار روپے تک ہے، وہ جرمانہ ہزار بھی ہو سکتا ہے، پانچ سو بھی ہو سکتا ہے، دو ہزار بھی ہو سکتا ہے، چار ہزار بھی ہو سکتا ہے۔ اب جس آدمی نے موٹر سائیکل کے اوپر جرم کیا ہے، اس کو تو صرف پانچ ہزار روپے جرمانہ ہے اور جس آدمی کا موٹر سائیکل وہ اس کی مرضی کے بغیر لے آیا ہے اور اس نے اسے یہ نہیں کہا کہ جاؤ میرا موٹر سائیکل لے جاؤ اور جا کر وہاں one wheeling کرو اس کو جرمانہ 65 ہزار روپے ہے تو یہ اس میں کوئی ratio نہیں بنتا، اس کا کوئی تک نہیں بنتا۔ اس میں اگر یہ بڑھانا چاہتے ہیں تو موٹر سائیکل کی قیمت کے برابر جرم کرنے والے کا fine بڑھا دیں۔ موٹر سائیکل کی قیمت اگر 65 ہزار روپے ہے تو یہ fine کو 5 ہزار کی بجائے 65 ہزار روپے کر دیں۔ اگر وہ دوسری دفعہ جرم کرتا ہے تو انہوں نے کہا ہے کہ اسے جرمانہ 10 ہزار ہو گا تو آپ 10 ہزار کی بجائے ایک لاکھ کر دیں لیکن اس آدمی کو جرمانہ کریں جو جرم کرتا ہے۔ اب جرم کرنے والے کو تو 5 ہزار روپے fine ہے اور جس کا موٹر سائیکل ہے، جو گھر بیٹھا ہے، جسے پتا ہی نہیں ہے، جس نے اسے اس مقصد کے لئے بھیجا ہی نہیں ہے کہ one wheeling کرو تو اس کو 65 ہزار روپے سزا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ارشد بگو صاحب کے جو خدشات ہیں وہ اپنی جگہ پر صحیح ہیں مگر جو بات رانا صاحب نے کہی ہے وہ بالکل درست ہے۔ جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ جرم کرنے والے کو تو 5 ہزار روپے جرمانہ جبکہ جس کی موٹر سائیکل ہے اسے 65 ہزار کی سزا ملے گی۔ پھر اس چیز کی کیا گارنٹی ہے کہ پولیس اسے misuse نہیں کرے گی۔ جب قوانین بنائے جاتے ہیں تو اس میں یہ بات مدنظر رکھی جاتی ہے کہ کسی کی victimization نہ ہو، unnecessary victimization نہ ہو۔ اس میں تو unnecessary victimization کا احتمال ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ teenagers کرائے کے موٹر سائیکل لے آتے ہیں۔ جو

موٹر سائیکل دیتے ہیں ان پر آپ یہ پابندی لگا دیں کہ وہ لائسنس دیکھ کر دیں۔ وہ لائسنس نہیں دیکھتے یا کسی دوسرے کا لائسنس دکھا کر وہ موٹر سائیکل لے آتے ہیں تو اس لئے اس میں بڑی discrepancies ہے۔ لہذا میں رانا صاحب کی بات سے اتفاق کرتا ہوں۔

MR. ACTING SPEAKER: Time is extended for half an hour.

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ بل کے پرنسپلز پر جو اس وقت تک بات ہوئی ہے میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔ جن خدشات کا رانا صاحب نے اظہار کیا ہے میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ ہم اس کو دیکھ چکے ہیں۔ ابھی انہوں نے blood relation کی بات کہی ہے وہ بھی درست نہیں ہے کیونکہ اس میں blood relation کا کہیں ذکر نہیں آتا۔

جناب سپیکر! ہم بل کے اصولوں پر تو بات کر سکتے ہیں لیکن آگے چل کر ترامیم ہم وہی لے سکتے ہیں جو ہم نے دی ہوں۔ اب میں انتہائی معذرت کے ساتھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری آپس کی بات چیت کا ایک علیحدہ پہلو ہے لیکن۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے ہم سے agree کیا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: اگر میری پوری بات سن لیں تو وضاحت ہو جائے گی۔ میں پھر اس بات کو دہراتا ہوں کہ جن خدشات کا آپ نے اس دن ذکر فرمایا تھا وہ ہم دیکھ چکے ہیں۔ آپ نے blood relation کے حوالے سے فرمایا تھا وہ اس میں موجود نہیں ہے۔ آپ کے خدشات کے پیش نظر وہ بات ختم ہو چکی ہے۔ دوسرا آپ نے یہ فرمایا تھا کہ موٹر سائیکل forefeit نہ کی جائے تو "shall" کی بجائے "may" آ چکا ہے۔ بگو صاحب نے فرمایا ہے، قانون میں درج ہے کہ سمری ٹرائل ہونا ہے۔ اس لئے اس بات کا خدشہ نہیں ہے کہ سالوں موٹر سائیکل وہاں پڑی رہے گی۔ اگر مجھ سے ذاتی حیثیت میں آپ پوچھتے ہیں تو اس میں سب سے بڑا اگر کوئی deterrant ہے تو وہ صرف اور صرف موٹر سائیکل کو ضبط کرنے کا ہی deterrant ہے۔ کیونکہ اگر کسی گھر میں شام کو موٹر سائیکل واپس نہیں جائے گا تو وہ دوسرے دن بچے کو کبھی one wheeling کے لئے نہیں آنے دیں گے تو یہ سب سے بڑا deterrant ہے لیکن اس کے باوجود ہم نے اس کو "may" کر دیا ہے۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ یہ ایک نیک نیتی کے ساتھ قانون سازی کی جا رہی ہے۔ عوام کو تنگ کرنے کے لئے نہیں بلکہ ہم آئے دن دیکھتے ہیں اور اخبارات میں پڑھتے ہیں کہ جوان بچے اس کی وجہ سے موت کے منہ میں جا رہے ہیں۔ یقین کیجئے کہ جو بچے اس میں ضائع ہوتے ہیں وہ

معصوم بچے نہیں ہوتے، وہ old age نہیں ہوتے بلکہ جوان بچے ہوتے ہیں جن سے ماں باپ نے ہزاروں امیدیں وابستہ کی ہوتی ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا بل ہے کہ جس کو کم از کم عوام میں ضرور پذیرائی ملے گی اور لوگ آپ کے اس act کو appreciate کریں گے۔ میں پھر اپنی بات کو دہرانا چاہتا ہوں آج اس بل کے پاس ہونے کے بعد اگر آگے چل کر اس میں کوئی lacuna in its practical implementation نظر آیا تو اسے دور کرنے کے لئے ہر وقت ہمارے پاس فورم موجود ہے اور آپ کے پاس اختیار موجود ہے۔ اس لئے میری آپ سے استدعا ہو گی کہ آپ اس بل کو پاس ہونے دیں اور اگر implementation میں کہیں ہم اس میں کوئی خامی دیکھیں گے تو آپ ترمیم لے کر آئیے گا اس پر غور کیا جا سکتا ہے۔ شکریہ

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ایک تو وزیر قانون صاحب نے یہ کہا کہ اگر کوئی ترمیم کرنی ہے تو اسے یہ لے آتے۔ جب پہلے دن بات ہوئی ہے تو اس دن وزیر قانون صاحب نے میرے اس استدلال کو درست تسلیم کیا اور انہوں نے کہا کہ ہم اس کے مطابق اس کو amend کر دیتے ہیں۔ اب جو وہ وضاحت پیش کر رہے ہیں، مثال کے طور پر موٹر سائیکل میری ہے اور میرا کوئی عزیز اس موٹر سائیکل کو لے کر چلا گیا ہے، یا جس طرح شاہ صاحب نے کرائے کی مثال دی ہے یا even میں سمجھتا ہوں کہ اگر موٹر سائیکل باپ کی ہے اور وہ بیٹا لے گیا ہے تو کیا باپ یا والدین بچوں کو یہ کہتے ہیں کہ آپ جا کر one wheeling کریں؟ اگر کوئی بچہ ماں باپ کی مرضی کے بغیر یا ان سے چوری چھپے گھر سے موٹر سائیکل نکال کر لے جائے اور باہر جا کر one wheeling کرے تو اس کی سزا ماں باپ کو ملنی چاہئے؟ یعنی یہ تو وزیر قانون صاحب ایسا قانون بنا رہے ہیں کہ ماں باپ کو سزا دی جائے کہ آپ کے بچے جرم کیوں کر رہے ہیں؟ کل یہ کہیں گے کہ ان کو ایسی سزا دی جائے کہ وہ بچوں کو موٹر سائیکل تو کیا بلکہ بچوں کو پیدا کرنا ہی بند کر دیں کیونکہ جو بچے جرم کریں گے ان کے ماں باپ کو سزا دی جائے گی۔ یہ اس استدلال پر قانون سازی کر رہے ہیں کہ اگر کسی کا بچہ یا عزیز کوئی جرم کرتا ہے تو اس کی سزا والدین کو دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! حکومت کی اس کوشش کو جتنا بھی سراہا جائے کم ہے۔ میں نے ابھی یہ بل دیکھا ہے۔ عملی طور پر بھی جانتا ہوں اور آپ کی توجہ اس طرف چاہتا ہوں کہ جتنے بھی بچے موٹر سائیکلوں پر one wheeling کرتے ہیں ان میں سے اکثریت ان کی ہوتی ہے جنھوں نے موٹر

سائیکلیں کرائے پر حاصل کی ہوتی ہیں۔اب اس حوالے سے یہ بل بالکل خاموش ہے، کہیں کرائے کا ذکر نہیں ہے۔ جو کچھ رانا ثناء اللہ صاحب کہہ رہے ہیں میں اس سے agree نہیں کرتا کیونکہ deterrent ہونا چاہئے ، موٹر سائیکل ضبط بھی ہونی چاہئے لیکن عملی طور پر یہ ہوتا ہے کہ اگر سو روپے فی گھنٹہ موٹر سائیکل کرائے پر ملتی ہے تو اتوار والے دن بچوں کو وہی موٹر سائیکل دو سو روپے فی گھنٹہ میں ملتی ہے اور وہ لے لیتے ہیں۔ جب وہ لے لیتے ہیں تو اس پر جا کر وہ one wheeling کرتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کرائے پر موٹر سائیکل دینے والوں کو بھی پکڑا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ہم نے یہ نہیں دیکھنا کہ موٹر سائیکل کا مالک کون ہے۔ جس موٹر سائیکل پر one wheeling ہو رہی ہے اس کو پکڑا جائے گا۔ بات تو سیدھی ہے چاہے وہ کرائے کی ہو یا اپنی ہو۔

میاں ماجد نواز: جناب سپیکر! اگر وہ کسی عزیز کی موٹر سائیکل لے کر گیا ہے، کرائے پر لی گئی ہے یا اسے غلط استعمال کیا گیا ہے تو جس نے اسے موٹر سائیکل دی ہے، جس کو یہ پتا ہے یہ teenager ہے یہ اس طرح کی حرکتیں کر سکتا ہے تو اس کو بھی سزا ضرور ملنی چاہئے۔اگر ان لوگوں کو سزا نہیں ملے گی، انھیں احساس نہیں ہو گا تو وہ پھر بچوں کو موٹر سائیکل دے دیں گے۔ کرائے کی وجہ سے دے دیں گے، پیسے کے لالچ میں دے دیں گے یا ان کے insist کرنے پر دے دیں گے۔ان لوگوں کو اسی صورت میں احساس ہو گا جب ان کی موٹر سائیکل بند ہو گی۔یہ ٹھیک ہے کہ موٹر سائیکل استعمال کرنے والے کو تو سزا ملے لیکن جس نے موٹر سائیکل دی ہے اسے بھی احساس ہونا چاہئے، اگر اس کی موٹر سائیکل بند ہو گی تو اسے پتا چلے گا کہ میں نے موٹر سائیکل کسی غیر ذمہ دار آدمی یا بچے کو دی ہے اور اس نے اس کے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہے۔یہ بالکل ہونا چاہئے اور ہم سمجھتے ہیں کہ جب تک موٹر سائیکل بند نہیں ہو گا اس وقت تک ان لوگوں کو احساس نہیں ہو گا کہ ہم کن بچوں کو موٹر سائیکل دے رہے ہیں اور اس وجہ سے کیسے کیسے حادثات ہو رہے ہیں۔ان کے اس عمل سے کسی بچے کی جان جا رہی ہے تو ان لوگوں کو بالکل احساس دلایا جانا چاہئے۔اس سلسلے میں اگر مزید سختی کی جائے تو وہ بھی بہتر ہے۔

وزیر جیل خانہ جات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں! یہ کوئی بحث تو ہو نہیں رہی۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ بل پیش ہوا ہے آپ اس کی رولز کے مطابق proceeding شروع کریں۔ اگر کسی کی ترمیم ہے تو وہ اس پر بات کرے۔ اگر کسی نے اس بل کے پرنسپلز کو oppose کرنا ہے تو جب آپ reading شروع کریں گے تو وہ اس وقت کر لے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ ابھی کس چیز پر بحث ہو رہی ہے؟ جب آپ اس کی reading شروع کریں گے اور جو جو مراحل آئیں گے، جو جو اس میں شامل ہو گا۔ وہ اس میں oppose کرے گا اور پھر اس پر بحث کرے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی بات بجا ہے لیکن میری کوشش تھی کہ consensus ہو جائے تو بہتر ہے۔ بلڈوز کرنا ہے تو پھر علیحدہ بات ہے لیکن اگر آپ نے ایک قانون لانا ہے۔
Then this House has every right to discuss on that. There is no harm in it.

(نعرہ ہائے تحسین)

میری ذاتی رائے یہ ہے کہ اگر آپ اسے متفق ہو کر پاس کریں گے تو اس میں آپ کی عزت ہے آپ کی بہتری ہے اور ہاؤس کی بھلائی ہے۔ That's why I am giving floor to every-body اگر نہیں سننا تو پھر نہیں سنتے۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب والا! مجھے اس پر اتنا بڑا objection ہے کہ یہاں پر جو بھی قانون سازی ہوتی ہے۔ اس رولز کی کتاب میں اس کا ایک طریق کار ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ بجا ہے۔

وزیر جیل خانہ جات: آپ اسی طریق کار کے تحت discussion کروا سکتے ہیں۔ یہ نہیں کہ ابھی بل پیش ہوا اور سارے اٹھ پڑے۔ اگر میری کوئی ترمیم ہے اور میں نے اسے oppose کرنا ہے تو اس کا کوئی طریق کار ہے۔ اس طریق کار کے مطابق اسے oppose کریں گے اور اس پر discussion ہو گی۔ اگر رانا صاحب چاہتے ہیں کہ اس بل کے ذریعے کیس کی سماعت ہونے تک موٹر سائیکل پولیس کی تحویل میں نہ رہے تو اس کے لئے وہ ترمیم دیتے۔ ان کے ساتھ ایک consensus ہوا تھا اس پر انہوں نے کہا کہ اس میں blood relation کی بات نہ ہو تو وہ کاٹ دی گئی۔ انہوں نے "shall" کا کہا تو اسے "may" کر دیا کہ اب یہ عدالت کی صوابدید ہو گی۔ بگو صاحب نے کہا کہ اس کا summary trial ہو لیکن حکومت کہتی ہے کہ summary trial میں

delayہو جائے گا۔ جناب والا!اس میں توtotal discretionہے جب"shall"کو کاٹ کر "may"کر دیا جائے تو ساری صوابدید عدالت کی آ جائے گی۔ وہ اسےreleaseکر سکتی ہے۔ ابھی یہاں پر بات ہوئی کہ جب ایک موزر سے فائر کیا جاتا ہے تو بندہ مر جاتا ہے۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ جب تک کیس کا فائنل فیصلہ نہ ہو جائے وہ موزر کبھی مالک کو واپس ہوتا ہے؟ وہ موزر فائنل فیصلے تک ضبط رہتا ہے۔۔۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! سب نے تقریریں کی ہیں ان کو بات کر لینے دیں۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں اور میرا جائز پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ یہ جوproceedingہو رہی ہے یہ غلط ہو رہی ہے یہ رولز کے خلاف ہو رہی ہے۔ میں اسی کوpoint outکر رہا ہوں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! پلیز تشریف رکھیں، میری بات سنیں۔ نوانی صاحب! آپ کی بات بالکل صحیح ہے اس کے مطابق ہو گا لیکن میں یہ بات کر رہا تھا کہ جب یہ بل میرے سامنے آیا تو اس میں یہ تاثر مل رہا تھا کہ اس پر An agreement has been reached. This is what I went through. لیکن اگر اس میں رانا صاحب نے ایکpoint raiseکیا ہے اور وزیر قانون نے اس کا جواب دیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ دونوں نزدیک ہیں۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے جس میں کوئی مخاصمہ کرنا ہے اس لئے میں اسی کوشش میں تھا کہ یہ دونوں اسی پوائنٹ پر متفق ہو جائیں تاکہ We shall go through it

وزیر جیل خانہ جات: جناب والا! یہ کامChairکا نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں صرف ایک لائن میں نوانی صاحب کی بات کا جواب دیتا ہوں۔ نوانی صاحب فرما رہے ہیں کہ آپprocedureکوfollowکریں۔last dayجب یہ بل پیش ہوا تو میں نے اس خدشے کا اظہار کیا اور لا منسٹر صاحب نے خودofferکی کہ ہم اس سے متعلقہ ترمیم لے آتے ہیں تو اس بات پر اتفاق ہوا تھا۔ اب جو ترمیم وہ لائے ہیں میں اس سے مطمئن نہیں ہوں۔ اس کاprocedureبھی یہی بنتا ہے اور on the floor of the House

commitment کے بعد طریق کار بھی یہی بنتا ہے کہ جب میں ان کی ترمیم سے مطمئن نہیں ہوں۔ انہوں نے کہا تھا کہ یہ میرے اعتراض کے مطابق ترمیم لائیں گے تو آپ آج اس پر قانون سازی نہ کریں بلکہ اسے adjourn کریں اور میں اس پر ترمیم لے آتا ہوں۔

شیخ اعجاز احمد: بالکل ٹھیک ہے۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جو یہ ترمیم لائے ہیں انہوں نے اس پر میرے ساتھ consult نہیں کیا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! consult کرنے کے لئے میٹنگ رکھی تھی لیکن اگر آپ تشریف نہ لائیں تو اس میں ہمارا قصور نہیں ہے۔ رانا صاحب! آپ کے جو خدشات تھے وہ دور ہو چکے ہیں۔ آپ نے blood relation کی بات کی وہ کاٹ دیا گیا، آپ نے "shall" کی بات کی وہ "may" کر دیا گیا۔ اب یہ کہنا کہ اس کو آپ کی وجہ سے pending کر دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: any how رانا صاحب! جو بات آپ کر رہے ہیں۔ لا منسٹر صاحب نے already آپ کو ایک offer دی ہے۔ in the best interest of this House میں سمجھتا ہوں کہ

If you review what you have said and what the Law Minister has said, is the same thing.

آپ نے کہا کہ میں ابھی ترمیم پیش کرتا ہوں اسے pending کیا جائے لیکن انہوں نے کہا کہ اگر later on you can bring any amendment آپ اس میں کوئی سقم دیکھیں تو تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی اتنا بڑا سقم نہیں ہے۔ آپ سے میری استدعا ہے کہ اسے as it is کرنے دیں کیونکہ "shall" سے "may" ہو گیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس میں کوئی بچ باقی رہ جائے گی تو

> This House is always there to look into that and we can always bring an improvement in that. This is what I want to make a request and this is my point of veiw.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں نے اس سے متعلقہ جتنے بھی اعتراضات کئے ہیں وزیر قانون نے

ان میں کسی ایک کو بھی rule out نہیں کیا۔ میں نے کہا کہ یہ misuse ہو گا تو انہوں نے اس کا جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا کہ موٹر سائیکل destroy ہو جائے گا تو انہوں نے اس بات کا جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا کہ دیکھیں موٹر سائیکل میرا ہے اور لا منسٹر صاحب لے جاتے ہیں اور جا کر one wheeling کرتے ہیں اور یہ وہاں پر پکڑے جاتے ہیں۔ اب فیصلہ یہ ہوتا ہے کہ لا منسٹر صاحب کو دو ہزار روپے جرمانہ اور مجھے ساٹھ ہزار روپے جرمانہ۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: آپ کو تو لاکھ روپے جرمانہ ہونا چاہئے جو غلط کام کروا رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: اگر میں ان کے لحاظ میں ان کو اچھا سمجھتے ہوئے چونکہ میری نظر میں یہ شریف آدمی ہیں اچھے آدمی ہیں میں نے کہا کہ ٹھیک ہے موٹر سائیکل لے جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جو spirit آپ کی ہے۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: اب ان کو جرمانہ 2ہزار اور مجھے 60ہزار یا تو اس 5ہزار کو 65ہزار کر دیں۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب والا! یہ لوگوں کو کرائے پر موٹر سائیکلیں دینا بند کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! جہاں آپ یہ سوچ رہے ہیں کہ موٹر سائیکل کا غلط استعمال کیا جائے گا وہاں دوسری طرف بھی غلط استعمال ہو سکتا ہے۔ بفرض محال جب تک ایک بچے کو یہ خوف نہیں ہو گا اور یا اسے موٹر سائیکل دینے والے کو یہ خوف نہیں ہو گا کہ کل یہ موٹر سائیکل ضبط ہو گا اس وقت تک وہ بار بار دیتے رہیں گے اور وہ بچے بار بار غلط کام کرتے رہیں گے۔ لہذا میں یہ گزارش کروں گا کہ خدشہ دونوں طرف ہے۔ آپ سمجھ دار آدمی ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

And you are a law knowing person. You know it very well. I would suggest.

کہ آپ اس پوائنٹ پر بضد نہ ہوں۔ اگر آپ محسوس کرتے ہیں کہ
It is being wrongly utilized then an amendment can come later.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں نے یہ عرض کیا ہے کہ میں تو اس لئے موٹر سائیکل دوں گا کہ مجھے انہوں نے کہا کہ میں نے کسی عزیز کو ملنے جانا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ضروری نہیں۔ دوسرے دوست بھی لے جاتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ کا بیٹا، میرا بیٹا، آپ کا عزیز، میرا عزیز، ہم دونوں اس بات پر

bound ہیں کہ ہم اس کو اچھی تربیت دیں، اس کو اچھی بات سمجھائیں۔ ورنہ آج سے چودہ سو سال پہلے اللہ کے نبی ﷺ نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ باپ کے جرم کا بیٹا اور بیٹے کے جرم کا باپ سزاوار نہیں ہوگا۔ جو آدمی جرم کرے گا جو ون ویلنگ کرے گا وہی سزا پائے گا، دوسرا آدمی سزا نہیں پائے گا۔ اگر تو میں کہوں کہ یہ موٹر سائیکل لے جائیں اور جا کر مال روڈ پر ون ویلنگ کریں پھر تو ساتھ مجھے بھی سزا ملنی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: راناصاحب! آپ اسے دوسرے رنگ میں لے رہے ہیں لیکن میں کہہ رہا ہوں کہ بفرض محال اس بچے کو بار بار موٹر سائیکل مل رہا ہے پھر تو وہ یہ کرتا رہے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! جو بچے ون ویلنگ کرتے ہیں ان میں سے 99 فیصد ایسے ہیں جن کا اپنا موٹر سائیکل نہیں ہوتا۔ باپ کا ہوتا ہے، بھائی کا ہوتا ہے یا چچا کا ہوتا ہے۔ ان کا قصور یہ ہوتا ہے کہ وہ صبح ساڑھے پانچ بجے موٹر سائیکل دے کر گھر سے انھیں نکالتے ہیں۔ کیا ان کو نہیں پتا کہ صبح نماز کے وقت ان کا بچہ موٹر سائیکل لے کر کہاں جا رہا ہے؟ ان کو پتا ہوتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! انہوں نے کوئی کام نہیں کرنا۔ حکومت مجرموں کے ماں باپ کے ذریعے کروائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: ان کو ایک سبق دینے کے لئے۔

رانا ثناء اللہ خان: ایک ملزم 302 کا جرم کرے تو اس کے باپ کو پکڑ کر اس پر 302 لگا دیں۔ یہ بڑا آسان طریقہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ بات نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ اگر کسی چیز سے جرم ہو رہا ہے تو اس کو روک دیا جائے جس چیز سے جرم ہو رہا ہے۔ مثلاً ایک بندوق ہے اگر عام آدمی بغیر لائسنس اسے اٹھا کر پھرے گا تو وہ ایک جرم ہے لائسنس چاہے آپ کا ہوگا لیکن وہ بندوق تو ضبط ہوگی۔ It is the same thing.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! بسیں ہیں ویگنیں ہیں یہ راہ چلتے آدمی کو ہلاک کر دیتی ہیں۔ کبھی اس کے مالک کو کبھی اس کی بس کو forfeit کیا ہے؟ ڈرائیور پر ہی مقدمہ ہوتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بس یا ویگن بھی سپرداری پر جاتی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: نہیں، کبھی نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہوتی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: چلیں، اس کے متعلق جو متعلقہ قانون ہے اس کا وزیر قانون صاحب حوالہ دے دیں کہ روڈ پر جتنی بھی پبلک ٹرانسپورٹ چلتی ہے اور ڈرائیور لاپرواہی کرتے ہوئے ایک نہیں بلکہ کئی کئی بندے ہلاک کر دیتا ہے ڈرائیور پر جو مقدمہ ہوتا ہے وہ 302 کا نہیں ہوتا 322 کا ہوتا ہے۔ اس کی دوسرے دن تھانے میں bail ہو جاتی ہے اور اس کے علاوہ مجھے بتا دیں کہ کسی کی بس آج تک forfeit ہوئی ہو؟ بس مالک تو کبھی دیت بھی نہیں دیتا۔ یہ اب ایک نیا طریقہ اپنا رہے ہیں۔ جو پبلک ٹرانسپورٹ ہے۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں بھی اسی سلسلے میں ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! میں نے ابھی کسی کو floor نہیں دیا۔ ان کو بات کرنے دیں۔ میں آپ کو موقع دوں گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں نے بھی اسی سلسلے میں ضروری بات کرنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب والا میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہم اس پر عام بحث تو نہیں کر رہے۔ I am making a request اس میں جتنی بحث کریں گے کوئی فائدہ نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں بھی اسی سلسلے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: مہربانی کریں، آپ بیٹھیں پلیز۔ شیخ صاحب! میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ پھر وہی بحث چلے گی کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پہلے ہی اسی قسم کا قانون موجود ہے۔ کسٹم کا جب مال پکڑا جاتا ہے تو اس کے ساتھ ہی اس گاڑی کو بھی ضبط کیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب سمیع اللہ خان!

جناب سمیع اللہ خان: جناب والا! میں خصوصی طور پر Chair کی جو spirit ہے اس کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح سے موٹر سائیکل کے دو پہیے ہیں اور اگر کوئی نوجوان اس موٹر سائیکل کو دو پہیوں پر چلانے کی بجائے ایک پہیے پر چلاتا ہے تو یقینی بات ہے کہ وہ جرم ہے۔ اسی طرح اس ہاؤس کے بھی دو پہیے ہیں ایک اقتدار والا اور ایک اپوزیشن والا۔ ہم بھی یہ چاہتے ہیں کہ وزیر قانون صاحب یہاں پر one wheeling نہ کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ نہیں کر رہے۔ وہ تو بار بار request کر رہے ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب والا! یہ صرف one wheeling کے شوق میں اس بل کو اس طرح سے نہ کریں کہ اس ہاؤس میں بھی ہمیں یہ لگے جس طرح روڈ پر one wheeling کرنا جرم ہے اسی طرح آپ کی جو spirit ہے کہ اس ہاؤس کے دونوں پہیے مل کر یہ قانون سازی کریں تو میری یہ گزارش ہے کہ وزیر قانون سوچیں اور جس طرح رانا صاحب نے اپنا point of view پیش کیا ہے اس کے مطابق بل پر نظر ثانی کریں اور اس بل کو pending کریں تا کہ one wheeling کے ذریعے اس بل کو bulldoze نہ کیا جا سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: خان صاحب! میں یہ عرض کروں گا کہ میں نے رانا صاحب سے گزارش کی ہے He will concede to my request کہ and I have full faith with this assurance کہ اگر اس میں کوئی نقص ہو گا تو بعد میں اس بل میں ترمیم لے آئیں گے۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! آپ دیکھیں کہ جب بھی آپ کوئی قانون بناتے ہیں تو قانون کی definition بڑی precise سی یہ ہے کہ Where your common sense does not agree it means there is breach of some law. اب یہ فیصلہ خود میں آپ پر چھوڑتا ہوں۔ میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ کی common sense اس بات پر agree کرتی ہے۔ جیسا کہ رانا صاحب نے کہا ہے کہ پبلک ٹرانسپورٹ ایک ڈرائیور چلا رہا ہے۔ اب مالک اس کو اس لئے نہیں دیتا، ابھی ہمارے معزز رکن یہ کہہ رہے تھے اور 93 کے تحت

سمگلنگ کا حوالہ دے رہے تھے۔ سمگلنگ اور چیز ہے، پستول کا، weapon کا استعمال اور چیز ہے۔ ٹرانسپورٹ کا استعمال اور چیز ہے۔ قوانین جو بنتے ہیں وہ انسانوں کے لئے بنتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! ان کو بات کرنے دیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! اس لئے میری آپ سے یہ استدعا ہے کہ جو بعد میں آپ نے کرنا ہے، بعد میں آپ کو احساس ہو کہ آپ نے یہ غلط فیصلہ کیا تھا اور اس کو ہم نے amend کرنا ہے تو اس کو آج ہی کیوں نہ کر لیا جائے۔ رانا صاحب کی بات درست ہے آپ خود دیکھیں۔ اس میں آپ پولیس کو لائسنس نہ دیں۔ پولیس کے پاس جب موٹر سائیکل چلی جائے گی اور اس کی جو حالت ہو گی وہ آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ اسی طریقے سے پھر یہ بھی قانون بنا دیں کہ اگر بس کا ڈرائیور کوئی حادثہ کرتا ہے تو بس کو بھی ضبط کر لیا جائے۔ بس بھی اس وقت تک واپس نہ جائے جب تک اس کا فیصلہ نہ ہو جائے۔ اس ملک میں یہ قانون موجود ہے جب بس سپرداری پر مل سکتی ہے، کار سپرداری پر مل سکتی ہے، آپ کی گاڑی کا بھی اگر خدانخواستہ کوئی حادثہ ہوتا ہے تو آپ بھی اپنی گاڑی کو سپرداری پر لے کر آتے ہیں تو اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ اس سلسلے میں پولیس کو لائسنس نہ دیں اور اس بات کی راجہ صاحب سے بھی استدعا کریں گے کہ آپ خود ہی اس کو سوچیں۔ دیکھیں! آپ نے ہمیشہ اقتدار میں نہیں رہنا کل کو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم ادھر ہوں اور آپ ادھر ہوں۔

ایک معزز رکن: یہ نہیں ہو سکتا۔

سید ناظم حسین شاہ: چلو، راجہ صاحب کے ساتھ یہ نہیں ہو سکتا، پہلے بھی وزیر قانون تھے، اب بھی وزیر قانون ہیں پھر بھی وزیر قانون ہوں گے۔ ہم کہتے ہیں کہ چلو hat-trick کریں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے مگر آپ یہ دیکھیں کہ اس پر آپ بھی اس چیز پر متفق ہوں گے کہ اگر ایک بس کا ڈرائیور کوئی accident کرتا ہے تو بس کبھی ضبط نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح سے موٹر سائیکل کے سلسلے میں بھی پولیس کو موٹر سائیکل ضبط کرنے کے اختیارات نہ دیں۔ ان کے ماں باپ کو اس کی سزا نہیں ملنی چاہئے۔ یہی میری گزارش ہے۔ بہت بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: ملک نذر فرید کھوکھر!

ملک نذر فرید کھوکھر: جناب والا!اب بحث کا جو لا متناہی سلسلہ شروع ہو گیا ہے میرے خیال میں اس کا ایک ہی حل ہے۔one wheeling کو ہم نے ختم کرنا ہے تو پھر ایسا ہے کہ موٹر سائیکل تین پہیوں والا کر دیتے ہیں اس سے یہ ساری بحث ختم ہو جائے گی۔(قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب!آپ بات کریں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی(ایڈووکیٹ): شکریہ۔جناب سپیکر!اس بات پر بہت زور دیا گیا کہ ہم نے"shall"کی جگہ"may"کر دیا ہے۔ حالانکہ قانون کی نظر میں"shall"بھی "may"ہوتا ہے اور"may"بھی"may"ہوتا ہے۔اگر اس لفظ کی penalty نہ دی گئی ہو اور اگر penalty provide کی گئی ہو تو تب وہ"shall"ہوگا۔اگر"shall"کی penalty نہیں ہے تو"may"ہوگا۔اس میں یہ لکھا گیا ہے کہ پولیس آفیسر جو ہے وہ موٹر سائیکل کو قبضے میں لے گا۔اس کی سزا نہیں ہے۔قانون کی نظر میں اگر کسی معاملے میں اور میں یہ بھی عرض کروں گا کہ وزیر مواصلات جناب ظہیر صاحب کے بس کی بات نہیں ہے۔ظہیر صاحب"may"کو "shall"اور"shall"کو"may"کہیں گے اور ان کو سمجھ نہیں آئے گی۔ میں قانونی بات کر رہا ہوں کہ اگر تو اس میں یہ provide کیا گیا ہے کہ"shall"کے ساتھ penalty ہوگی تو وہ "shall"ہوگا۔اگر وہ"shall"جس کے آگے penalty provide نہیں کی گئی یعنی پولیس آفیسر اس کو cease نہیں کرتا تو وہ"shall"بھی"may"ہی ہوگا لہذا اس بحث کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

ہمارے دوست نے بات کی ہے کہ ایک ہی مقدمہ جس کی سزا سزائے موت ہوتی ہے وہ مقدمہ attempt on life جس کی عمر قید ہوتی ہے کسی کو زخمی کرنے کی ہوتی ہے اور نارکوٹکس کیس میں جہاں death punishment دی جاتی ہے کسی ٹرک سے کسی کار سے کسی موٹر سائیکل سے اگر ہیروین یا چرس نکلتی ہے تو وہ پولیس اپنے قبضے میں نہیں رکھ سکتی۔ وہ مقدمہ جس کی سزا آپ دو ماہ یا چھ ماہ رکھ رہے ہیں اس کے لئے آپ اس کی موٹر سائیکل واپس نہیں کر رہے ہیں یہ قرین انصاف نہیں ہے۔باقی تو جنرل لاز ہیں اس سے بھی یہ متصادم ہے اس لئے یہ زیادتی والی بات ہے اور تیسری یہ بات کہ آپ کے کہہ دینے سے کہ اس کا سمری ٹرائل ہوگا۔پولیس آفیسر اگر میرا موٹر سائیکل لے جاتا ہے میں کہتا ہوں کہ I want to contest this case تو اس کا ٹرائل ہوگا اور full-fledged trial ہوگا اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ مقدمے کا جلدی

فیصلہ ہو لیکن ہو گا نہیں۔ سمری سے مراد سمری نہیں ہو گی۔ پنجاب پولیس کو کون نہیں جانتا پنجاب کی پولیس کیا کچھ نہیں کرتی۔ جب معاملہ سپریم کورٹ میں جاتا ہے تو وہاں پر عدالتیں پہلا سوال یہ کرتی ہیں کہ یہ مقدمہ کس صوبے سے ہے اس لئے کہ یہاں جتنی recoveries ہوتی ہیں ساری کی ساری fake and phoney recoveries ہوتی ہے۔اس لئے وہ موٹر سائیکل بھی misuse کریں گے اور اس قانون کو بھی misuse کریں گے۔اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس معاملے کو انا کا مسئلہ نہ بنایا جائے۔اگر 307 یا 302 کے کیس میں ایک آدمی موٹر سائیکل پر جا کر فائر نگ کر کے آتا ہے تو وہ موٹر سائیکل release ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔وزیر قانون صاحب!آپ نے کچھ کہنا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا!میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ساری جو بحث ہے ہم سیکشن 2 پر کر رہے ہیں۔ سیکشن 2 کی آگے پانچ سب کلازیں ہیں۔ جن میں اپوزیشن کی طرف سے ترامیم آئی ہیں اور اس وقت سب سے زیادہ جس بات پر اعتراض کیا جا رہا ہے وہ سب کلاز 4 ہے جس پر ہم بات کر رہے ہیں۔ راناصاحب سے تو چونکہ ہاؤس میں بات ہوئی تھی لیکن ہاؤس میں بات اس وقت ہوئی تھی کہ جب یہ بل circulate ہو چکا تھا۔ میں اس کے بعد کی تو بات نہیں کرتا کیونکہ اس کے بعد ہاؤس میں یہ ہماری بات ہو چکی تھی اور ہم نے کہا تھا کہ اس پر consensus develop کر لیا جائے گا۔ اس سے پہلے راناصاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے میرے دوسرے معزز دوست بات کر رہے تھے ان میں سے کسی ایک دوست کی بھی اس پورے بل میں کوئی amendment نہیں آئی۔ کسی نے بات ہی نہیں کی اور شاہ صاحب کی طرف سے amendments موجود ہیں لیکن یقین کیجئے کہ جس پر آپ ابھی بات کر رہے تھے کہ راناصاحب کا فرمانا بالکل درست ہے اس پر آپ نے خود amendment دی ہی نہیں ہے۔ جو بات آپ کے پہلے وہم و گمان میں بھی نہیں تھی اور راناصاحب کے point out کرنے کے بعد آپ نے کہہ دیا کہ یہ بھی ہونی چاہئے، یہ بھی ہونی چاہئے، اصولی طور پر اگر ہم بل کو آگے بڑھانے کی کوشش کریں تو آپ میں سے ماسوائے راناصاحب کے کوئی دوست بھی اس بات پر بات کرنے کا مجاز نہیں ہے۔اس لئے ہم نے آپ کو اتنی دیر اس لئے سنا کہ رانا صاحب کے ساتھ ہماری ایک gentleman promise تھی کہ انہوں نے دو خدشات کا اظہار کیا تھا اور ہم نے ان دونوں کو اپنی دانست کے مطابق حل کرنے کی کوشش کی ہے لیکن باقی دوست کہتے ہیں کہ موٹر سائیکل ضبط کر لی جائے اور

درمیان میں پستول کی بھی بات آ گئی۔یہ بل آپ کے سامنے ہے کہ کسی دوست نے کوئی amendment دی ہو۔ ابھی رانا صاحب جرمانے کی بات کر رہے تھے، اس میں جتنی amendments آئی ہیں آپ نے جرمانہ بڑھانے کی بات کی ہے، جرمانہ کم کرنے کی بات نہیں کی۔ ہم دسویں جماعت پاس بچے سے 5 ہزار روپے جرمانے کی بات کر رہے ہیں اور آپ 10 ہزار روپے جرمانہ لینا چاہتے ہیں تو اس طرح سے آپ اس کے والدین پر بوجھ نہیں ڈال رہے۔کیا وہ جیب تراش ہے کہ وہ جیبیں کاٹ کر وہ جرمانہ ادا کرے گا؟ خدا کے لئے اس کو تھوڑا سا realistic ہو کر سوچیں ہم نے اس بات کی کوشش کی ہے کہ اس بات کا تدارک کیا جائے کہ جو بچے ون ویلنگ کرتے ہیں ان کے لئے بھی deterrence ہو اور ان کے والدین کے لئے بھی deterrence ہو اور اتنی deterrence ہو کہ کل وہ بچہ کہیں عادی مجرم نہ بن جائے۔اس کے لئے سزا بھی مقرر کی جا سکتی تھی لیکن ہم نے سزا مقرر نہیں کی کہ کل وہ بچہ جیل میں جائے گا تو آج وہ مجرم نہیں ہے تو جیل میں جا کر وہ مجرم بن کر باہر نکلے گا تو اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس کو ہمیں تھوڑی سی اچھی sense میں لینا چاہئے اور میں پھر آپ کو یقین دلاتا ہوں اور میں رانا صاحب کو پھر علیحدہ کر کے بات کرتا ہوں کہ اس دن انہوں نے کھڑے ہو کر point out کیا اس کے علاوہ آپ کے کسی بھائی کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ یہ amendment دینی ہے اور کسی نے دی ہی نہیں اور آج ہم تقریریں کر رہے ہیں کہ یہ ہو جائے گا، وہ ہو جائے گا، کیسے ہو جائے گا؟ اگر آپ نے amendment دی ہوتی تو آپ اس پر بات کرتے۔اس لئے میں بالخصوص رانا صاحب سے استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے آپ کے خدشات کو دور کرنے کی نیک نیتی سے کوشش کی ہے۔اگر آپ دن میں تشریف لے آتے تو ہم شاید اس سے مزید آگے بڑھ کر آپ کو accommodate کرتے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ this is not end of the world. کہ آج یہاں پر یہ بات ختم ہو جائے گی.We are open to logic. میں پھر یہ دہراتا ہوں کہ میں نے بارہا یہ کہا ہے اور Chair نے بھی یہ فرمایا ہے کہ اگر implementation side پر کہیں کوئی lacuna نظر آتا ہے تو.We can again come back اور amendment لا سکتے ہیں اس لئے میری یہ استدعا ہو گی کہ اس کو مزید آگے چلایا جائے اور اس کو پاس فرمایا جائے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر!اس سے پہلے بھی یہاں شادی بیاہ پر کھانوں کا ایک بل پاس ہوا تھا اور اس وقت بھی ہم نے جن خدشات کا اظہار کیا تھا اس وقت انہوں نے اس کو تسلیم نہیں کیا تھا لیکن بعد

میں وہ معاملہ جب سپریم کورٹ میں گیا تو پھر وہی باتیں درست ثابت ہوئیں۔ آج میں سمجھتا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب کی شاید کوئی مجبوری ہے کہ اجلاس شاید آگے نہیں چل رہا تو یہ چاہتے ہیں کہ کم از کم ایک بل پاس ہو جائے۔ میں ان کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ دیکھیں، بات یہ ہے کہ اگر کوئی practically violation کرتا ہے تو کانسٹیبل یا کوئی پولیس آفیسر روکتا ہے تو وہ سو، دو سو روپے رشوت لے کر اسے چھوڑ دیتا ہے یا اس کا چالان کرتا ہے تو اس کو سو دو سو جرمانہ ہو جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اب اس کے بعد کوئی موٹر سائیکل سوار بھی violation نہیں کرے گا کیونکہ اب صرف اور صرف الزام یہ ہوگا کہ اس نے ون ویلنگ کی ہے۔ یہ تو کہتے ہیں کہ teenager، میں کہتا ہوں کہ ہمارے پولیس آفیسر 60/60 سال کے بوڑھوں سے بھی ون ویلنگ کروائیں گے اور وہ جس موٹر سائیکل پر ہاتھ ڈالیں گے اس کی کم از کم رشوت 15/20 ہزار ہوگی کیونکہ انہیں پتا ہوگا کہ یہ ہمیں 60/70 ہزار کا فائدہ دے رہے ہیں تو 10/15 ہزار روپیہ لیں گے۔ موٹر سائیکل غریب کی سواری ہے اور یہ اس کی فیملی کار ہے۔ ایک آدمی صبح دفتر بھی موٹر سائیکل پر جاتا ہے، وہ اپنے بچوں کو سکول چھوڑنے بھی اسی موٹر سائیکل پر جاتا ہے، واپسی پر اسے سکول سے بھی لاتا ہے تو اب اس کا teenager بچہ اس موٹر سائیکل پر ون ویلنگ کرتا ہے تو وہ پوری فیملی disturb ہو گی۔ اگر انہیں اس بچے کا اتنا احساس ہے کہ اسے 5 ہزار جرمانہ کرنا ہے اس سے زیادہ نہیں کرنا ہیں تو اسے لوگوں کی جیبیں کاٹنا پڑیں گی، اس کو جیل نہیں بھیجنا وہ مجرم بن جائے گا تو پھر اس کے باپ کا کیا قصور ہے؟ اس کو آپ صرف ون ویلنگ کے اوپر 60/65 ہزار روپے کا جرمانہ لگا رہے ہیں تو میری یہ گزارش ہے کہ یہ بالکل logic نہیں بنتی۔ آپ نے اگر اس کو ہر قیمت پر ہی پاس کروانا ہے تو آپ ایسا کریں کہ چونکہ اس کے misuse ہونے کا احتمال ہے تو آپ اس کو delete کر کے پورا بل carry کرائیں، یہ within 5 minutes پاس ہو جاتا ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں اس لئے اس سے اتفاق نہیں کرتا کہ جب تک ملزم کے ساتھ موٹر سائیکل نہیں پکڑا جائے گا اس وقت تک آپ ون ویلنگ پر کبھی رکاوٹ نہیں ڈال سکتے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں پہلے اپنی بات مکمل کر لوں۔ یہ جو forfeited والی بات ہے اس کو اگر یہ delete کر دیں اور باقی within 5 minutes پاس ہو جائے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! forfeit کورٹ نے کرنا ہے یہ کورٹ کو پورا اختیار ہے۔ ہم کورٹ کے اختیارات اپنے ہاتھ میں کیوں لیں؟ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اتنا agree کر گئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ آپ فی الحال Let the Bill be passed unanimously.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! مجھے ان کی آخری بات کا جواب دینے دیں۔ یہ دیکھیں۔

Offence under the section shall be cognizable and the police officer may cease and detain the motorcycle.

یہ پولیس کو اختیار ہے۔ اس کو یہ نکال دیں اور باقی بل within 5 minutes پاس کروا لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں پڑھ دیتا ہوں۔ یہ غلط فرما رہے ہیں۔ میں پڑھ دیتا ہوں آپ غور فرمالیں۔ جناب سپیکر! اس کی reading یہ ہے۔

> The motorcycle ceased and detained under sub-section (3) by any police officer may not be released before or during the trial of the offence and may be forfeited at the time of conviction.

جب اس کو سزا ہو جائے گی پھر وہ forfiet ہو گا اور وہ سزا عدالت نے کرنی ہے، پولیس افسر نے نہیں کرنی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ دیکھیں۔ انہوں نے یہ پڑھا ہے لیکن اس کا ترجمہ انہوں نے صحیح نہیں کیا۔ یہ ہے "The same shall not be released." یعنی same shall not be release ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: forfeited کی بات اور ہے۔ release ایک اور چیز ہے۔ (قطع کلامیاں)

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ before trial اگلے کو سزا دینے والی بات ہے یعنی forfeited جب trial conclude ہو گا اس سے پہلے پوری فیملی اور اس مجرم کے ماں باپ کو سزا دینے والی بات ہے۔ یہ اس سے پہلے کی بات ہے۔ یہ ceased and detained, and may not released کے الفاظ کو نکال دیں، باقی بل کو پاس کروا لیں اور اگر یہ بعد میں دیکھیں کہ affective نہیں ہے آپ اس کو 3 or 6 months دیکھ لیں اگر یہ affective نہیں ہے

اور آپ سمجھتے ہیں کہ اس اختیار کو دیئے بغیر پولیس کام نہیں کر سکتی تو آپ اس پر amendment لے آئیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: آپ تین مہینے میں دیکھ لیں، اس کے بعد آپ amendment لے کر آ جائیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس پر amendment لانا ان کے لئے آسان ہے یا میرے لئے آسان ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: آپ ہم سے بات کر لیں پھر اس کو دیکھ لیں گے۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میں صرف اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ

You are a bridge between opposition and the treasury benches.

جناب والا نے اپوزیشن کو بڑی خوبصورتی سے assurance دی ہے کہ اگر اس میں کوئی lacuna رہ گیا تو آپ فرما رہے ہیں کہ میں آپ کو assurance دیتا ہوں کہ آپ اس پر جو بھی amendment لانا چاہیں وہ لے آئیں اور انہوں نے بھی کہہ دیا ہے کہ میں فوراً قبول کروں گا تو جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اس کے بعد ضد برائے ضد آگے بڑھانا اور پھر ایوان کا وقت ضائع کرنا کوئی مناسب بات نہیں ہے۔ آپ کی assurance اس ہاؤس کے اندر سب سے بڑی assurance ہے You are Custodian of the House. اور آپ سے بڑی assurance اور کون سی ہو سکتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ اس کو آگے بڑھائیں اور میں رانا صاحب سے request کروں گا کہ سپیکر صاحب کی بات کو مانتے ہوئے اس کو آگے چلنے دیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ یہ اس ہاؤس کی history میں پہلی مرتبہ ہو رہا ہے کہ گورنمنٹ ایک legislation کروا رہی ہے اور legislation کرتے وقت وہ اس بات کی assurance دے رہی ہے کہ اگر اس میں کوئی defect ہو گا تو پھر بعد میں ہم آپ کی بات سن لیں گے اور بعد میں اس میں amendment کر دیں گے۔ اگر اس legislation میں کوئی defect ہو گیا تو بعد میں ہم آپ کی بات سن لیں گے اور بعد میں اس میں amendment ہو جائے گی۔ میرے خیال میں یہ تاریخ میں پہلی دفعہ ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے جو خدشہ ظاہر کیا ہے اس پر بات ہو رہی ہے۔ وہ تو کہہ رہے ہیں کہ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں یہ ہے کہ یا تو یہ کہہ دیں کہ یہ خدشہ غلط ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں دوبارہ ان الفاظ کو دہرانا چاہتا ہوں کہ رانا صاحب کے جو خدشات ہیں اور وہ اس وقت بیان کر رہے ہیں۔ وہ بالکل بے بنیاد ہیں۔ ہم commitment کے مطابق amendments لے آئے ہیں۔ میں پھر اس بات کو دہرانا چاہتا ہوں کہ in the course of implementation اگر کوئی lacuna کہیں سامنے آتا ہے تو ہم اس میں مزید کام کرنے کے لئے تیار ہیں۔ یہ ہر وقت amendment لا سکتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس سے پہلے انہوں نے مجھے چار مرتبہ یہ کہا ہے کہ اگر اس میں کوئی معاملہ ہے تو آپ amendment لے آئیں۔ آپ کہتے ہیں کہ یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ بالکل بے بنیاد ہے۔ میں نے جن خدشات کا اظہار کیا ہے، انہوں نے کیا کسی ایک کا جواب بھی دیا ہے؟ انہوں نے ایک کا بھی جواب نہیں دیا پھر انہوں نے یہ کہا ہے کہ ماں باپ کو سزا دینا بڑا ضروری ہے۔

MR ACTING SPEAKER: I am of the view that after thorough discussion from both sides, the House should adopt this unanimiously in principle.

میں سارے ہاؤس سے request کر رہا ہوں کہ اس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ جس پر مزید بحث ہو۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ریکارڈ پر آگیا ہے لیکن جیسا کہ لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ کسی بھی stage پر اگر یہ محسوس ہوا تو it can be sent back to the House and House is giving the assurance ہم assurance دے رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: کیا؟

جناب قائم مقام سپیکر: اگر ہاؤس کو کسی stage پر محسوس ہوا کہ یہ غلط ہے تو وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم کریں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں نے جن خدشات کا اظہار کیا ہے کہ یہ by the Police

misuseہو گا۔ ایک بچے کی حرکت سے پوری familyکو penalizeکیا جائے گا اور جرم کرنے والے کو جرمانہ ہو گا دو ہزار اور جس کا کوئی گناہ نہیں ہے جو پیچھے بیٹھا ہے اور جس کے علم میں بھی نہیں ہے اس کو 65ہزار جرمانہ ہو گا۔ ان خدشات کا یا یہ اٹھ کر جواب دے دیں یا پھر یہ کہیں کہ یہ خدشات اگر درست ہوئے تو ہم اس پر۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر آپ کے point of viewکے مطابق ایسے ہی ہوا۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ ایسا نہیں ہو گا لیکن اگر واقعی ایسے ہوا تو وہ اس چیز کی assuranceدے رہے ہیں کہ پھر اس میں مزید amendmentکی جا سکتی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! "اگر" کا کون فیصلہ کرے گا۔ کیا پولیس اس کو misuseنہیں کرے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر ہوا تو ہم بھی موجود ہیں، آپ بھی موجود ہیں، لاء منسٹر بھی موجود ہیں اور ہاؤس بھی موجود ہے۔ I am giving the direction to the House

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! چودھری صاحب ابھی کھڑے ہوئے تھے تو میرے ذہن میں یہ بات آگئی ہے کہ فیصل آباد میں کل سے تقریباً چار سو بسیں انہوں نے پکڑوائی ہیں۔ چودھری صاحب انچارج منسٹر ہیں اور جو 23تاریخ کا جلسہ ہے اس کے لئے وہاں پر پانچ سو بسیں بھر کر لانا ان کی ذمہ داری ہے۔ انہوں نے کل کی چار سو بسیں پکڑوا کر بند کروائی ہوئی ہیں اور لوگ سڑکوں پر دھکے کھا رہے ہیں، لوگوں کو زبردستی بسوں سے اتار کر ڈرائیوروں کو وہاں پر بند کیا ہوا ہے، ان کی کاپیاں چھین لی گئی ہیں۔ یہ اس پولیس کی بات کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس بارے میں پہلے discussہو چکا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! انہوں نے پٹواریوں، ٹیچروں اور سرکاری ملازمین کو بسوں میں بھر بھر کر 23تاریخ کو لانا ہے اور اس کے لئے چار سو بسیں چار دن پہلے ہی پکڑ کر انہوں نے وہاں پر بند کروائی ہیں۔ یہ خود فون پر پوچھتے رہے ہیں کہ کتنی بسیں ہو گئی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چودھری صاحب۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ یہ بالکل ایک الزام ہے اور رانا ثناء اللہ صاحب غلط بات کر رہے ہیں۔ کوئی بسیں نہیں پکڑی جا رہیں۔ 23مارچ کا دن جو کہ

ہمارے لئے۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ فیصل آباد میں بسیں اس وقت بھی کھڑی ہیں۔ یہ بھی کلمہ پڑھیں کہ نہیں پکڑی گئیں۔ جب لوگوں کو زبردستی وہاں پر بسوں سے اتار کر سڑکوں پر ذلیل کیا گیا ہے۔ لوگ کرایہ دے کر گھر کو جانے کے لئے بیٹھے تھے ان کو زبردستی تھپڑ مارے گئے ہیں اور ان کو گریبان سے پکڑ کر اتارا گیا۔ (قطع کلامیاں)

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں آپ سے اس بات پر ملتمس ہوں کہ یہ طریق کار ٹھیک نہیں ہے۔ انہوں نے تھوڑی دیر بعد واک آؤٹ کرنا ہے اس لئے یہ شور شرابہ کر رہے ہیں۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ڈیڑھ گھنٹے سے انہوں نے مختلف وجوہات سے ہاؤس کو آپ کی leniency کی وجہ سے یرغمال بنایا ہوا ہے۔ میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ آپ نے جو assurance دی ہے۔ اس پر آپ implement کروائیں اور legislation کو شروع کیا جائے۔ یہ کبھی کوئی بات شروع کر دیتے ہیں اور کبھی کوئی بات شروع کرتے ہیں۔ یہاں پر ایسے ایسے لوگوں کو آپ نے بات کرنے کی اجازت دی کہ جن کی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ ابھی شفقت عباسی صاحب کی بات میں میں صرف اپنا نام سن سکا ہوں جو مجھے سمجھ آیا ہے۔ مجھے کسی نے بتایا تھا کہ یہ راولپنڈی میں پریکٹس کرتے ہیں اور ان کی تقریباً 95 فیصد bails accept ہو جاتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جج صاحب کو ان کی بات کی سمجھ ہی نہیں آتی اور وہ کہتے ہیں کہ accepted اور وہ بے چارے اس وجہ سے بچ جاتے ہیں کہ ہمیں ان کی بات کی سمجھ نہیں آئی۔ آپ بھی اسی طرح کر رہے ہیں کہ جس کی بات سمجھ نہیں آتی۔ اس کے بعد آپ کہتے ہیں، accepted۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ بھی ان کو accept کر لیں۔ ایسی کیا بات ہے؟ (قطع کلامیاں) جی، عباسی صاحب

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جس طرح انہوں نے فرمایا ہے کہ میں وکالت کرتا ہوں، فلاں کرتا ہوں۔ مجھے اپنی وکالت کے پیشے پر بہت خوشی اور ناز ہے۔ میں ایم پی اے سے پہلے بھی وکیل تھا اور آج بھی میں اپنے آپ کو سپریم کورٹ کا وکیل کہتا ہوں۔ مجھے ایم پی اے سے زیادہ خوشی ہے کہ میں پنجاب بار کونسل کا پانچ سال رکن رہا۔ آج بھی پورے پاکستان کی apex Bar ہے جس کو سینیٹ اور قومی اسمبلی سے بھی زیادہ عزت و احترام سے دیکھا جاتا ہے۔ پاکستان بار کونسل کے بیس لوگ ہوتے ہیں اور میں اس کا منتخب آدمی

ہوں۔ظہیر صاحب کو سمجھ نہیں آتی،ان کو کیا سمجھ نہیں آتا؟میں انھیں سمجھانے کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔رانا ثناء اللہ نے لاالہ الا اللہ محمدرسول اللہ پڑھ کر کہا۔میں بھی کلمہ پڑھتا ہوں لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ یہ[****************]

جناب قائم مقام سپیکر: میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں،کسی کو جھوٹا مت کہیں۔

Now the motion moved and the question is:

> "That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2005, as recommended by Standing Committee on Transport , be taken into consideration at once."

(The motion was carried)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

MR ACTING SPEAKER: Now we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE 2

MR ACTING SPEAKER: Now Clause 2 of the Bill is under consideration. There are 8 amendments in it.

The first amendment is from......

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر!کورم پورا نہیں ہے گنتی کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا ہے۔لہذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

Movers press نہیں کرتے۔

The question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

---

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

CLAUSE 1

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR ACTING SPEAKER: Now, Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is-

"That Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

MR ACTING SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move-

"That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2005 be passed."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is-

"That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2005 be passed."

(The Bill was passed)

مسودہ قانون کریمینل پراسیکیوشن سروس (تشکیل، فرائض اور اختیارات) پنجاب مصدرہ 2005

MR ACTING SPEAKER: The Punjab Criminal Prosecution Service (Constitution, Functions and Powers) Bill 2005 (Bill No.25 of 2005).

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move that:

> "The Punjab Criminal Prosecution Service (Constitution, Functions and Powers) Bill 2005, as recommended by Special Committee, be taken into consideration at once."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "The Punjab Criminal Prosecution Service (Constitution, Functions and Powers) Bill 2005, as recommended by Special Committee, be taken into consideration at once."

There are two amendments in this motion. The first amendment is from Rana Sana Ullah Khan, Rana Aftab Ahmad Khan, Raja Muhammad Shafqat Khan Abbasi(Advocate), Mr Ehsan-ul-Haq Ahsan Noulatia, Rana Mashhood Ahmad Khan, Malik Asghar Ali Qaiser, Sh.Ejaz Ahmad, Ch.Zahid Pervaiz, Ms.Azma Zahid Bokhari, Mrs.Farzana Raja, Mr Ejaz Ahmad Samma, Syed Hassan Murtaza, Mr Amir Fida Piracha, Mr Ishtiaq Ahmad Mirza, Rana Sana Ullah Khan may move it or any other mover may move it.

RAJA MUHAMMAD SHAFQAT KHAN ABBASI (Advocate): Sir, I move that:

> "The Punjab Criminal Prosecution Service (Constitution, Functions and Powers) Bill 2005, as recommended by Special Committee, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31 May 2006."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is that-

> "The Punjab Criminal Prosecution Service (Constitution, Functions and Powers) Bill 2005, as recommended by Special Committee, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31 May 2006."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: I oppose it Sir.

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ جو بل پیش کیا گیا ہے اس کا circulate ہونا بہت ضروری ہے۔ اس لئے کہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 140 میں ایڈووکیٹ جنرل کا ذکر ہے جو کہ ایک constitutional court ہے، جو حکومت پنجاب کا پرنسپل لاء آفیسر ہوتا ہے۔ اسی طرح آرٹیکل 100 اٹارنی جنرل اور اس کے فرائض کو deal کرتا ہے۔ فیڈریشن آف پاکستان کا جو پرنسپل لاء آفیسر ہوتا ہے Supereme Court, High Court and in all the courts یہ ایک ایسا قانون ہے جس میں ہم ایک پراسیکیوٹر جنرل لے کر آ رہے ہیں وہ پراسیکیوٹر جنرل لے کر نہیں آ رہے۔ میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ابھی قانون نہیں بنا، پراسیکیوٹر جنرل کا لفظ کسی قانون میں defined نہیں ہوا لیکن ان کی بہادری اور دلیری کو ہم سلام کرتے ہیں کہ انہوں نے پراسیکیوٹر جنرل کو تمام conditions طے کرنے سے پہلے appoint کر دیا، notify کر دیا۔ یہ بھی اپنی مثال آپ ہے کہ آج تک اس طرح نہیں ہوا۔

محترمہ پروین سکندر گل: جناب سپیکر! کوئی سمجھ نہیں آ رہی کہ وہ کس چیز کو پوائنٹ آؤٹ کر رہے ہیں۔ آپ mike کے سسٹم کو سیکرٹری صاحب سے ensure کروائیں، تین سال سے mike ٹھیک نہیں ہو رہے۔ کوئی اچھی بات ہو رہی ہو تو اس کی بھی سمجھ نہیں لگتی۔ ابھی بھی جو فاضل ممبر بات کر رہے ہیں ان کی کسی بھی بات کی صحیح سمجھ نہیں آ رہی۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! آپ mike کو صحیح طرح استعمال کریں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں بعض دوستوں کو سمجھا سکتا ہوں، بعض کو نہیں سمجھا سکتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی آواز کم آ رہی ہے، آپ mike کو استعمال کریں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ اگر یہ بل پنجاب کے 34 اضلاع کے ڈسٹرکٹ بار کو بھیجا جاتا، پنجاب کے تمام سیشن ججز کو بھیجا جاتا تو ان کا ایک ہی خیال ہوتا اور وہ اس کو oppose کرتے اس لئے کہ یہ ہم parallel نظام لے کر آ رہے ہیں۔ آج بھی ہر تحصیل اور ضلع کی سطح پر عدالت میں پبلک پراسیکیوٹر، ڈسٹرکٹ اٹارنی اور ڈپٹی ڈسٹرکٹ اٹارنی کام کر رہے ہیں۔ وہ صرف یہاں ہی نہیں بلکہ لاہور ہائی کورٹ میں بھی کام کر رہے ہیں۔ پنجاب میں چالیس سے زیادہ لاء آفیسر جس میں دس ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل اور تیس اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل یہی پراسیکیوشن کا کام کر رہے ہیں۔ ہم یہ سمجھنے سے ہی قاصر ہیں کہ آئین کا آرٹیکل 140 جو یہ کہتا ہے کہ ایڈووکیٹ جنرل صوبے کا سب سے بڑا constitutional court ہونے کے ناتے سے تمام معاملات میں حکومت کو advice کرے گا، تمام legal matters خواہ وہ فوجداری ہوں، دیوانی ہوں یا constitutional ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہاؤس کا وقت آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس لئے اس بات کو ہمارے ٹریژری بنچز والے دوست سمجھ نہیں سکے کہ یہ معاملہ سپریم کورٹ سے strike down ہو جائے گا۔ آپ اسمبلی کی ایک لیجسلیشن سے پراسیکیوٹر جنرل لگا رہے ہیں۔ آئین پاکستان میں پراسیکیوٹر جنرل جس کو define کیا گیا ہے وہ پورے صوبے کا انچارج ہوتا ہے جو تمام معاملات کا انچارج ہوتا ہے اس پر یہ بل لے کر آ رہے ہیں۔ مجھے پورا یقین ہے کہ سپریم کورٹ میں یہ معاملہ strike down ہو

جائے گا اس لئے کہ جس طرح رانا ثناء اللہ خان کہہ رہے تھے کہ شادیوں کا قانون جب آیا اور ہماری بات نہیں سنی گئی تو پھر وہ strike down ہوا۔ میرے ٹریژری بنچز کے یہ دوست اس وقت بھی مذاق کر رہے تھے جب یہ بہت جوش و خروش کے ساتھ نیو مری ڈویلپمنٹ اتھارٹی بنا رہے تھے۔ ان کا یہ خیال تھا کہ اسمبلی قانون بنا دے گی تو اگلے چھ مہینوں میں لوگوں نے جو پلاٹ لئے تھے وہاں پر کام شروع ہو جائے گا۔ اس معاملے کو بھی سپریم کورٹ آف پاکستان نے روک دیا۔ اس لئے میں اپنے ٹریژری بنچز کے بھائیوں سے درخواست کروں گا کہ وہ تنخواہ لیتے ہیں، ایم پی اے ہیں ان کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے کام چھوڑ کر، دل و دماغ کے ساتھ یہاں بیٹھا کریں کیونکہ جب جگ ہنسائی ہوتی ہے تو صرف حکومت کی ہی نہیں ہوتی پوری پنجاب اسمبلی کی ہوتی ہے۔ اب بھی ہم ایک ایسا قانون بنانے جا رہے ہیں جو کہ پاکستان کے آئین کے ساتھ متصادم ہے۔ اس لئے آرٹیکل 140 کہتا ہے کہ:

140.(1) The Governor of the Province shall appoint a person, being a person qualified to be appointed a Judge of the High Court, to be the Advocate General for the Province.

(2) It shall be the duty of the Advocate-General to give advice to the Provincial Government upon such legal matters, and to perform such other duties of a legal character, as may be referred or assigned to him by the Provincial Government.

اسی طرح Provincial Law Officers کا ایک قانون 1938 سے چل رہا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ عباسی صاحب نے جو

amendment move کی ہے وہ یہ ہے کہ اس کو عوام الناس میں مشتہر کیا جائے۔ میں وقت کی کمی کے پیش نظر یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ عباسی صاحب اپنے آپ کو صرف اس تک ہی محدود رکھیں کیونکہ باقی جن امور پر وہ بات کرنا چاہ رہے ہیں ان کی آگے amendments ہیں۔ جس وقت relevant amendment آئے گی اس پر وہ بول لیں۔ یہ اس وقت پراسیکیوٹر جنرل پر بات کر رہے ہیں اس بارے میں ان کی آگے amendment ہے یہ اس وقت بات کر لیں مگر اس وقت یہ دلائل دیں کہ اس کو مشتہر کیوں کرنا چاہئے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہتر ہوگا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، عباسی صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ یہ آئین سے متصادم ہے۔ جناب والا! پنجاب کے 34 اضلاع کے ڈسٹرکٹ بار سے پوچھا جائے کہ وہ کیا کہتے ہیں، پنجاب کے حاضر سروس سیشن ججز سے پوچھا جائے کہ وہ کیا کہتے ہیں، پنجاب کے ایڈووکیٹ جنرل سے پوچھا جائے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں عباسی صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ آئین کی متعلقہ شق بتا دیں کہ جس کی خلاف ورزی کر کے ہم پراسیکیوشن سروس شروع کر رہے ہیں تاکہ ہم اس سے مستفید ہو سکیں، جو یہ بار بار کہہ رہے ہیں کہ یہ آئین سے متصادم ہے، آئین سے متصادم ہے تو یہ اس شق کا حوالہ دے دیں۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ کوئی صاحب کہیں مہمان گئے اور میزبان نے ان کے سامنے کھانا رکھا تو مہمان جب تقریباً سارا کھانا کھا چکے تو میزبان نے ان سے کہا کہ جناب! جب کھانا کھائیں تو درمیان میں پانی بھی پی لیتے ہیں۔ مہمان نے کہا کہ جب درمیان آئے گا تو پی لیں گے۔ اس لئے جب وقت آئے گا تو وہ بتا دیں گے کہ کون سی شق ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! وہ فرما رہے ہیں کہ یہ آئین سے متصادم ہے تو میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ مجھے کم از کم وہ شق بتا دیں کہ جس کے تحت یہ آئین سے متصادم ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ irrelevant بولے جا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت پنجاب کو اعزاز حاصل ہے کہ پورے پاکستان میں پنجاب حکومت پہلی حکومت ہے کہ جو ایک آزاد پراسیکیوشن سروس لے کر آ رہی ہے۔ ساری دنیا اس کو appreciate کر رہی ہے اور میرے بھائی اس کو آئین سے متصادم قرار دے رہے ہیں۔ میں اپنی education کے لئے ان سے پوچھ رہا ہوں کہ اگر وہ شق کا فرما دیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

وزیر مال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر مال: جناب سپیکر! عباسی صاحب کہہ رہے ہیں کہ اس بل کو عوام کے لئے مشتہر کیا جائے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ آئین کے لحاظ سے سات کروڑ عوام نے ہم لوگوں کو بھیجا ہے کہ ہماری طرف سے آپ جاؤ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہی عوام ہیں جو کہ اس ہاؤس میں بیٹھے ہیں۔ ہم لوگ عوام کی نمائندگی کر رہے ہیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! انہوں نے صحیح کہا کہ ہمیں لوگوں نے ووٹ دے کر اسمبلی میں بھیجا کہ ہم اسمبلی میں ان کی بات کریں۔ قانون اور رولز کے مطابق سنٹر سے حکم آئے اور ہم قانون بنا دیں۔ وہ قانون سپریم کورٹ میں جا کر strike down ہو جائے۔ یہ ہماری ڈیوٹی نہیں ہے اور ہم ایسی لیجسلیشن کا حصہ نہیں بنیں گے جو سپریم کورٹ میں strike down ہو۔ کریمنل پروسیجر کوڈ کی شق 492,493,495 پراسیکیوشن کے لئے deal کرتی ہے۔ کریمنل پروسیجر کوڈ سارا سسٹم، فوج داری نظام اس کا پروسیجر، عدالتوں کا پراسیکیوٹر کس طرح appoint ہو گا، کس عدالت میں کس طرح ہو گا، کس طرح اپنا مقدمہ واپس لے سکتا ہے یہ سب کچھ CRPC میں متعین ہے۔ اس کے علاوہ جتنی کریمنل پروسیجر کوڈ پر مرکز نے لیجسلیشن کی ہو گی تو یہ right بھی ان کا ہو گا۔ یہ جو لیجسلیشن بنا رہے ہیں یہ ساری کی ساری deal CRPC کرتا ہے۔ پہلے تو دیکھیں کہ CRPC شروع ہی پراسیکیوشن سے ہوتی ہے۔ پراسیکیوشن کی ہم definition کیا کر رہے ہیں اور CRPC میں کیا definition ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! آپ نے to the point جو بحث کرنی ہے جلدی کر لیں کیونکہ اس پر انہوں نے بھی جواب دینا ہے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! CRPC کے پہلے Chapter کا سیکشن 4 definition کو deal کرتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ پراسیکیوٹر کون سا ہے اور جو ہم لے کر آ رہے ہیں وہ کون سا ہے، کیا ایک ہی مقصد ہے، کیا انہوں نے پراسیکیوشن ہی کرنی ہے؟ سیکشن 4 میں پڑھ دیتا ہوں:۔

> "Public Prosecutor" means any person appointed under section 492, and includes any person acting under the directions of a Public Prosecutor and any person conducting a prosecution on behalf of the State in any High Court in the exercise of its original criminal jurisdiction.

یہ پراسیکیوشن کی جو definition ہے جو کہ ایک جامع ہے جو کہ آج سے سو سال پہلے CRPC میں انگریز دے کر چلے گئے۔ آج تک اسی طرح ہی ہے جو definition اس بل میں کی گئی ہے اس پر میں بعد میں آؤں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ ساری چیزیں سپیشل کمیٹی میں تو ڈسکس ہوئی ہوں گی؟

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اس میں party نہیں تھا۔ اسی طرح CRPC 492 کا Chapter 9 جو ہے وہ پبلک پراسیکیوٹر کو deal کرتا ہے۔

جناب محمد عبداللہ وینس: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد عبداللہ وینس: جناب سپیکر! میرا بڑا valid point ہے۔ میرے بھائی جو بات on the floor of the House کر رہے ہیں یہ ویسے بھی illegal process ہے کہ جب بھی ملکوں کے سفیر ایک دوسرے کو ملتے ہیں جن کو ایک دوسرے کی زبان سمجھ نہیں آتی تو انہوں نے اپنے ساتھ ایک ٹرانسلیٹر رکھا ہوتا ہے، عباسی صاحب جو بول رہے ہیں وہ سمجھ میں تو آ نہیں رہا اور

رانا ثناء اللہ صاحب نے تو ٹرانسلیٹر رکھا ہوتا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کبھی serious بات بھی کر لیا کریں۔ تشریف رکھیں۔ جی، عباسی صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! راجہ صاحب نے کہا تھا کہ کون سی provision ہے، میں بتا رہا ہوں کہ Criminal Procedure Code جو سو سال پہلے آیا اور ساری Criminal Proceeding کو پورے پاکستان میں regulate کرتا ہے تو کیا وہ اس معاملے میں خاموش ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ صرف وہ بات کریں کہ why do you want to oppose? آپ اس پر بات کریں، پچاس یا ساٹھ سال کی بات نہ کریں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): اس لئے کہ یہ آئین کے contrary ہے۔ یہ میں ان کو پڑھ کر سناتا ہوں کیونکہ ان کے پاس ٹائم نہیں ہے اور یہ ووٹ لے کر آ گئے ہیں اور یہ گھگھو شاہ ہیں انہوں نے نہیں پڑھنا اور میں انہیں پڑھاؤں گا اور سمجھاؤں گا اور رات بارہ بجے بھی بیٹھنا پڑا تو میں انہیں سمجھاؤں گا CRPC کیا ہوتی ہے اور چودھری ظہیر صاحب کو صحیح سمجھاؤں گا۔

> The Provincial Government may appoint, generally, or in any case, or for any specified class of cases, in any local area, one or more officers to be called Public Prosecutors.

اب اس میں appointment اور ساری چیزیں رکھی گئی ہیں۔

> The District Magistrate, or subject to the control of the District Magistrate, the Sub-Divisional Magistrate, may in absence of the Public Prosecutor, or where no Public Prosecurtor has been appointed, appoint any other person, not being an officer of Police below such rank as the Provincial Government may prescribe in this behalf to be Public Prosecutor for the purpose of any case.

آگے وہ کہتے ہیں کہ کن معاملات میں اس کا فنکشن کس طرح ہوگا، کیا اس میں وکالت نامے کی ضرورت ہوگی، ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ میں کیا ایڈووکیٹ جنرل criminal side پر بھی appear ہوگا یا نہیں ہوگا اس لئے گزارش یہ تھی کہ CRPC کے chapter کا میں حوالہ دے رہا ہوں 492 سے 495 onword یہ deal کرتا ہے پراسیکیوشن کو اس لئے نہ صرف ڈسٹرکٹ بار میں کہتا ہوں کہ وکیلوں کی تمام انجمنیں پنجاب بار کونسل، پاکستان بار کونسل، تمام سیشن ججز، اس معاملے کے وقت ہمیں ایڈووکیٹ جنرل کو بھی یہاں بلانا چاہئے کہ ان کے اس پر کیا views ہیں اس لئے کہ ہم وہ چیز حاصل کرنے جا رہے ہیں جو آئین کے تحت ہم حاصل نہیں کر سکتے۔ مجھے کوئی اعتراض نہ ہوتا اگر ہم آئین کے اندر پراسیکیوٹر جنرل کی definition دے دیتے، آئین میں ترامیم کر کے پراسیکیوٹر جنرل کو آپ نے اتنی powers دے دی ہیں جس کو appoint کرنے سے لے کر کیس داخل کرنے تک، case withdraw کرنے تک سارے کے سارے معاملات اس کو دے دیئے ہیں اس لئے ضروری یہ ہے کہ اس معاملے کو سرکولیشن کیا جائے تاکہ ایڈووکیٹ جنرل کی رائے بھی آئے، اٹارنی جنرل آف پاکستان کی رائے بھی آئے اس لئے کہ اس قانون میں لکھا گیا ہے کہ پراسیکیوٹر جنرل پنجاب Liaison Officer ہوگا with Advocate General and Attorney General تو عام زبان میں Liaison Officer کسی محکمہ کے پیروکار کو کہتے ہیں۔ کیا پراسیکیوٹر جنرل کو پیروکار کے طور پر ہم یہاں لے کر آ رہے ہیں اس لئے یہ ضروری ہے کہ اس کی سرکولیشن کی جائے۔

جناب سپیکر! ضرورت اس لئے بھی ہے کہ سب نے حوالہ دینا تھا۔ 1937 کا پنجاب Law Department Manual 1938 یہ کہتا ہے کہ:

> Advocate General will be directly responsible for the conduct of criminal business of the crown in the High Court and in the ex-officio public procedure.

اب 1937 سے انڈیا پاکستان میں وہ Manual یہ کہتا ہے کہ ایڈووکیٹ جنرل responsible ہوگا تمام criminal business کا اور یہ قانون ہم آج لے کر آ رہے ہیں جس میں تمام criminal business اور criminal معاملات کو پراسیکیوٹر جنرل کے ہاتھ میں دے رہے ہیں اور اس پراسیکیوٹر جنرل کو right of appointment بھی دے رہے ہیں کہ وہ لاء آفیسر کو appoint کرے گا اس لئے انہوں نے اب وہ نقل کر لی کہ نیب آرڈیننس جو فوجیوں کے

زمانے میں آیا اور جسے آئین کے تحت پروٹیکشن حاصل ہے اس نیب آرڈیننس کو پاکستان کی پارلیمنٹ اور پاکستان کی اسمبلیاں touch نہیں کر سکتیں، اس میں ترمیم نہیں کر سکتیں، اس کا کام ہم change نہیں کر سکتے جب تک صدر پاکستان جنرل مشرف صاحب کا حکم نہ ہو، ان کی consent نہ لی جائے اور اس قانون میں لکھا یہ گیا تھا کہ پراسیکیوٹر جنرل اس لئے کہ وہ جنرل اس وقت بھی تھے جنہوں نے کہا کہ یہاں کا جو پرنسپل لاء آفیسر ہو گا جو نیب کو deal کرے گا احتساب کے کیسز میں اسی کی نقل کر کے پراسیکیوٹر جنرل appoint کرنے کے لئے اس میں کہا گیا ہے۔ اس لئے ضرورت اس بات کی ہے جیسا کہ میں نے کہا کہ list C.R.P.C concurrent میں آتی ہے Criminal Procedure Code جو فیڈرل نے amendments وقتاً فوقتاً کی ہیں لہذا یہ ان کا right ہے کہ Criminal Procedure Code میں ایسی conformity ہو جو چاروں صوبوں میں ہو، جو چاروں صوبوں میں ایک ہی قانون نافذ ہو۔ یہ ان کا right ہے۔ دوسرے نمبر پر یہ اس لئے کہ یہ strike down ہو جائے گا کہ آپ اس میں powers کو curtail کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اس میں ایک provision ہے جس میں وہ deal کرتے ہیں ایڈووکیٹ جنرل اور کلاز 11 آپ curtail کر رہے ہیں اٹارنی جنرل کو جو constitutional post ہے جس کو آئین میں define کیا گیا ہے۔ اس میں آپ کہہ رہے ہیں کہ

> without prejudice to the power conferred under any law on the office of the Attorney General of Pakistan and the Advocate General, the Prosecutor General and the Additional Prosecutor General may depute any Prosecutor otherwise qualified for conducting the prosecution before the Supreme Court, the High Court and the Federal Shariat Court. The Prosecutor General shall keep liaison with the office of Attorney General of Pakistan and Advocate General in reaching the criminal matter, pending in a court.

جناب والا! پرنسپل لاء آفیسر (ایڈووکیٹ) پرنسپل لاء آفیسر (ایڈووکیٹ جنرل)، Principal Law Officer of the Federation of Pakistan, he is the Attorney General of Pakistan who can appear in any court of

law in Pakistan. ہم اس کی powers کو اس سے curtail کرتے ہوئے یہ سیکشن 11 لارہے ہیں جو ناانصافی ہے، جو unreasonable بات ہے جو اس معیار پر نہیں آتا اور یہ کیا کہتے ہیں کہ Prosecutor General shall keep liaison with the office of the Attorney General. کا ترجمہ رانا ثناء اللہ صاحب کریں گے۔ میں تو Liaison Officer کو پیروکار سمجھتا ہوں۔ اب ایک پیروکار کو آپ اتنے اختیارات دے رہے ہیں کہ وہ پراسیکیوٹر جنرل ایڈیشنل appoint کرے، ڈپٹی اٹارنی جنرل، ڈپٹی پراسیکیوٹر، ڈسٹرکٹ پراسیکیوٹر، اسسٹنٹ پراسیکیوٹر اور پراسیکیوٹر کی appointment کا ان کو right دے رہے ہیں اس لئے میں کہتا ہوں کہ اس پر جلدی نہ کریں کیونکہ یہ معاملات خراب ہو جائیں گے۔ اعلیٰ عدالتوں میں ایک لڑائی پیدا ہو جائے گی ان constitutional offices کے خلاف اس لئے اسی بات پر اتفاق کر کے یہ سرکولیٹ کریں اور اخبارات میں یہ شائع ہو، میگزین میں یہ شائع ہو جو jurists سزا دیں وہ آرٹیکل لکھیں، ریٹائرڈ سیشن ججز، ریٹائرڈ ہائی کورٹ والے اپنی opinion لکھیں۔ اگر وہ سارے کہتے ہیں کہ ماشاء اللہ بہت اچھا قانون ہے پھر تو ٹھیک ہے ورنہ اس اسمبلی میں تو ہماری پچھلے دو سال کی کارکردگی نیو مری ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے سامنے ہم نے جو کاوش کی وہ بھی آپ کے سامنے تھی۔ سپریم کورٹ نے اس کا کیا حشر کیا، شادی آرڈیننس کا کیا کیا؟ اس لئے اس کی سرکولیشن ضروری ہے۔

جناب سپیکر! تیسری بات یہ ہے کہ اس قانون میں یہ بات بھی کہی گئی کہ اٹارنی جنرل کسی ایک آدمی کو appoint نہیں کر سکتا۔ پراسیکیوٹر جنرل، ایڈووکیٹ جنرل کسی ایک آدمی کو appoint نہیں کر سکتا ہم یہاں سیکشن 8 میں کیا کہہ رہے ہیں کہ Government may appoint Additionl Advocate General اس لئے

> The Government shall appoint District Public Prosecutor in such Districts who shall be the officer-in-charge of the prosecution in the district within the meaning of the code.

اب آپ کہہ رہے ہیں کہ ہم ان کی appointment کریں گے as may be prescribed کہ جو رولز میں prescribed ہوگا ہم اس کے تحت appointments کریں گے۔ یہ ایک اور خلاف ورزی ہے کہ پولیس کے ایک کانسٹیبل اور ایک اے ایس آئی کو پبلک سروس کمیشن کے

ذریعے induct کرتے ہیں اور یہاں آپ کہہ رہے ہیں کہ گورنمنٹ جو رولز بنائے گی، prescribe کرے گی اس کے تحت اپنے منظور نظر لوگوں کو induct کر دیا جائے گا یہ بھی proper بات نہیں ہے، یہ بھی ٹھیک بات نہیں ہے اس لئے کہ جتنے معاملات ہیں وہ صاف ستھرے اور شفاف ہونے چاہئیں اس کے لئے ضروری ہے کہ regular appointments کی جائیں۔ شروع میں appointments پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہونی چاہئیں۔ اگر ایک اے ایس آئی کے لئے ایف اے یا بی اے پاس کو لیتے ہیں اسی طرح پبلک سروس کمیشن کے ذریعے یہاں ہم کیا کہہ رہے ہیں کہ:

> All the appointments except that of Prosecutor General to the various courts shall be made through the initial recruitment as may be prescribed.

عدالتیں یہ کہتی ہیں، قانون یہ کہتا ہے کہ چیزیں صاف ستھری اور شفاف انداز میں ہونی چاہئیں۔ اٹارنی جنرل کے پاس appointing authority نہیں ہے لیکن ہم اس کو یہ اختیار دے رہے ہیں کہ وہ appoint کر سکتا ہے۔ پھر یہ ہے کہ اتنی terms and conditions کہ Prosecutor کا اتنا بڑا آفس، اتنی فوج ظفر موج کے باوجود ہم نے اس کو یہ اختیار دیا کہ وہ پرائیویٹ وکیل engage کر سکتے ہیں، ایک پرائیویٹ وکیل engage کرنے سے کرپشن پیدا ہو گی بڑے بڑے وکیل engage کئے جائیں گے۔ سب سے زیادہ اعتراض والی بات یہ ہے کہ ہم ان کو پورے پنجاب کے prosecution کا انچارج بنا رہے ہیں۔ تمام کورٹس میں، تمام criminal معاملات کا بھی انچارج بنا رہے ہیں اور ہم ان پر یہ قدغن نہیں لگا رہے ہیں کہ وہ اپنی پرائیویٹ پریکٹس نہیں کر سکتے۔ ہم ان کو یہ اختیار بھی دے رہے ہیں کہ آپ prosecution بھی کریں اور ساتھ ساتھ اپنے سول کیسز، ایل ڈی اے کے کیسز اور باقی معاملات بھی کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی مناسب بات نہیں ہے۔ قانون کسی ایک آدمی کو سامنے رکھ کر نہیں بنایا جاتا، یہاں آدمی پہلے رکھا جاتا ہے پھر قانون بنایا جاتا ہے اور اس قانون میں بھی یہی نظر آتا ہے کہ ہر جگہ جہاں گورنمنٹ کا ذکر ہے گورنمنٹ کے ساتھ prosecution جنرل کا ذکر ہے وہ appoint کرے گا، وہ یہ کرے گا، وہ کرے گا۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ قانون بہت ضروری ہے کہ اس کو widely circulate کر کے باقی صوبائی حکومتوں سے اور لاء آفیسرز سے opinion لی جائے کہ وہ اس معاملے میں کیا کہتے ہیں؟ پاکستان پینل کوڈ میں strike down کی provision

جو against human bodies کے جرائم deal کرتے ہیں، قتل اقدام قتل، کسی کو مارنا اور زخمی کرنا ان کا حق جو victim کو ہوتا ہے، legal heir کو ہوتا ہے، یہاں یہ اختیار prosecutor کو بھی دے رہے ہیں کہ وہ بھی ایسے مقدمات withdraw کر سکتا ہے اس لئے یہ ساری چیزیں سپریم کورٹ کی judgement کے خلاف اور قانون کے متصادم ہیں اس لئے بہت ضروری ہے کہ اس کو آج جلدی میں نہ کریں اس کو circulate کریں اور تھوڑا وقفہ لے لیں تاکہ اس میں opinions آ سکیں مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس میں میری استدعا یہ ہے کہ میں نے تو پہلے ہی گزارش کی تھی کہ یہ ایک ایسا قانون ہے جس کی اپنی افادیت ہے اور میں اپنے بھائی شفقت عباسی صاحب سے یہ استدعا کروں گا، یہ خود ایک وکیل ہیں اور انہیں اس بات کو appreciate کرنا چاہئے تھا کہ حکومت پنجاب نے یہ initiative لیا ہے اور ایسا قانون لے کر آ رہے ہیں جس میں ہم prosecution بہتر کرنے کی بات کر رہے ہیں اور جب prosecution بہتر ہو گی تو انشاء اللہ اس کے نتائج بھی بہتر ہوں گے اور اس صوبے میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بھی بہتر ہو گی اور عوام کے جان و مال کا تحفظ بھی ہو گا۔

جناب سپیکر! جیسے میں نے پہلے بھی یہ کہا ہے اور ہماری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے اور ہماری خواہش ہے کہ ہم بھی اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلیں اور ان کی طرف سے جو بہتر تجاویز آتی ہیں ان تجاویز کو ہم adopt کریں اور اس سے پہلے جو بل پیش ہوا ہے اس میں، میں نے آپ کی خدمت میں گزارش کی تھی اور ہم نے اس بات کا اعتراف کیا تھا کہ آج صبح دس بجے ہماری ایک میٹنگ تھی لیکن رانا صاحب کی مصروفیت کی وجہ سے وہ میٹنگ نہیں ہو سکی اس لئے اس میں confusion ہوا اور اس بل میں بھی ہم نے آپس میں یہ طے کیا تھا کہ اس میں جو کچھ ترامیم ہیں اگر وہ قواعد و ضوابط کے مطابق ہیں اور in the best interest of this legislation ہے تو ہمیں کوئی ضرورت نہیں ہے کہ ہم اس پر اعتراض کریں۔ آج سے تین چار دن پہلے جس دن رانا صاحب سے میری بات ہوئی تھی تو ایک appointment of Prosecutor General کے constitution پر بات ہوئی تھی پھر appointment کے حوالے سے بات ہوئی تھی تو میں نے رانا صاحب سے گزارش کی تھی کہ آپ amendment دیں اور بعد میں اس پر بیٹھ

کر بات کر لیں لیکن دن میں ہمیں موقع نہیں ملا تھا ابھی میری رانا صاحب سے بات ہوئی ہے تو ان کی دو amendments جو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے پہلے بھی ہم نے agree کیا ہوا ہے وہ اگر آ جائے تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ بل متفقہ طور پر پاس ہو گا تو اس legislation کی ایک اپنی creditability ہو گی۔ میں نے رانا صاحب اور باقی دوستوں سے بھی گزارش کی ہے اور ارشد بگو صاحب سے میری پہلے بات ہوئی تھی اور اس میں جو amendments اس سے پہلے suggest کی گئی ہیں وہ میری اور ارشد بگو صاحب کی طرف سے joint amendments ہیں کیونکہ ہم نے اس کو پہلے thrash out کر لیا تھا تو اس لئے وہ ہماری joint ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس میں سارے دوستوں کی input موجود ہے اور اگر آج ہم اس کو پاس کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچھا بل ہو گا جس میں صحیح معنوں میں یہ کہا جا سکے گا کہ اس میں تمام اس ہاؤس کی کاوشیں شامل ہیں اور اس کو ظاہری بات ہے کہ appreciate کیا جائے گا۔ میں نے رانا صاحب سے استدعا کی ہے انہوں نے اس پر مہربانی فرمائی ہے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ہم نے اس طرح سے اس میں amendments دی ہوئی ہیں جو joint ہیں وہ اور جو رانا صاحب کی ہیں وہ ہم جو گورنمنٹ کی original clause ہیں ان کو vote out کروائیں گے اور پھر take up کروالیں گے۔

جناب سپیکر! عباسی صاحب میرے بھائی ہیں میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ ان کی بھی input اس میں شامل ہے آپ سے بھی میں نے دن میں گزارش کی تھی آپ نے جو فرمایا تھا سر آنکھوں پر انشاء اللہ اس کو بھی دیکھیں گے۔

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سمیع اللہ صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! یہ اپوزیشن کا حق ہوتا ہے کہ وہ کسی مسئلے کو oppose کرے، اس پر discussion کرے اور گورنمنٹ کو مجبور کرے کہ وہ better situation میں اور اس کو بہتر طریقے سے مزید refine کر کے اس بل کو لائے۔ جب یہ بل ابھی پیش نہیں ہوا تھا تو میں نے لاء منسٹر صاحب سے اور لاء ڈیپارٹمنٹ سے پوچھتا تھا کہ یہ بل کب آئے گا؟ جب سے میں اسمبلی میں آیا ہوں تو میں تین بلوں میں interested تھا ایک شادی کے کھانوں کا بل جو repeal ہوا اس پر مجھے بہت خوشی تھی کیونکہ نواز شریف صاحب کے دور میں لوگ اس کو دعائیں دیتے تھے۔

دوسرا جوون ویلنگ کا بل پیش ہوا ہے اور تیسرا یہ والا بل۔ میں اپنے دوستوں سے کہوں گا بد قسمتی یہ ہے کہ ہمارے دوست پڑھتے بھی نہیں ہیں اکثر دوست پڑھتے نہیں ہیں۔ یورپ کے بعد اگر اچھی efforts کی ہے تو وہ پاکستان میں پنجاب اسمبلی نے کی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یورپ میں prosecution بالکل علیحدہ ہے، پولیس کا اور انوسٹی گیشن کا علیحدہ علیحدہ ڈیپارٹمنٹ ہے۔ میں نے اس کی background پڑھی ہے، یہ 1986 میں بھی پیش ہوا تھا لیکن اس وقت بیوروکریسی اس کو پاس کرنا نہیں چاہتی تھی وہ نہیں چاہتی تھی کہ یہ اختیار بھی ہم سے چھینا جائے اس لئے وہ بل پیش کرنے نہیں دیا اور وہ پس دیوار زندہ چلا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ راناصاحب بھی وکیل ہیں، میں بھی وکیل ہوں اور جتنے ہم وکیل ہیں اس سے وکیلوں کو بہت روزگار ملنا ہے۔ ہر ڈسٹرکٹ میں دس سے بیس وکیلوں کی Prosecutor Branch میں appointments ہونی ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بل بہت اہم ہے۔ پہلے ہوتا یہ تھا کہ 302 کا مقدمہ درج ہوتا تھا اگر کوئی بے گناہ ہوتا تھا تو پولیس لکھ دیتی تھی۔ کورٹ اس کو مانتی نہیں تھی۔ اب ایسا نہیں ہوگا۔ یہ بل جب prosecutor کے پاس جائے گا تو prosecutor انوسٹی گیشن افسر سے پوچھے گا کہ بتاؤ تمہارے پاس کیا شہادت ہے جو تم نے اس بندے کو involve کیا ہے۔ اس کے ثمرات بہت ہوں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم اپوزیشن کے ہی سہی لیکن ہمیں گورنمنٹ کی اچھی باتوں کو بھی appreciate کرنا چاہئے اور ہم سب کر رہے ہیں اور میں اس بل کے حوالے سے لاء ڈیپارٹمنٹ، اس ہاؤس اور وزیراعلیٰ پنجاب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ یہ ایک بہترین effort ہے اس کا سارا کریڈٹ گورنمنٹ کو جاتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ اعجاز صاحب!

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! اگرچہ میری بل میں amendment نہیں ہے لیکن میں نے صرف ایک بات ہاؤس کے علم کے لئے اور اپنے علم کے لئے بھی لاء منسٹر صاحب سے آپ کی وساطت سے پوچھنی ہے کہ جب یہ amendments آ رہی ہیں اور یہ بل آج ہاؤس کے اندر lay کیا گیا ہے اور اس کے lay کئے جانے سے قبل جبکہ آج ہم اس پر amendments لے کر آ رہے ہیں اور آج یہ بل lay ہوا ہے اس سے قبل پراسیکیوٹر جنرل کا جو تقرر ہے وہ قانون کے مطابق کیا جا سکتا ہے۔ مجھے صرف اس بات کا جواب دے دیں اور آیا پراسیکیوٹر جنرل کا تقرر کر دیا گیا ہے اور اگر کر دیا

گیا ہے تو وہ کس قاعدے اور قانون کے تحت کیا گیا ہے اور اگر نہیں کیا گیا تو اس کا جواب دے دیں اور اگر کر دیا گیا ہے تو ان کا نام بتادیں؟ یہ میری آپ سے گزارش ہے کیونکہ یہ معزز ایوان جس کے اندر آج ہم بیٹھ کر legislation کرنے جا رہے ہیں۔ یہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس legislation سے قبل ہی پراسیکیوٹر جنرل کا تقرر کر دیا گیا ہے تو یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔ اگر کر دیا گیا ہے تو ان صاحب کا نام بتادیں اور اگر نہیں کیا گیا تو یہ بھی on the of the House لاء منسٹر صاحب اس کے بارے میں روشنی ڈالیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! آپ شروع کریں، میں محترم بھائی کو جواب دے دیتا ہوں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! اس بات کا جواب پہلے floor پر آ جانا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ باقاعدہ ایک پوسٹ ہوتی ہے۔ لیجسلیشن ابھی ہو رہی ہے اور اس کو باقاعدہ ہم نے regularize بھی کرنا ہے لیکن اس سے پہلے ہم نے ایک post create کی تھی اور میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرتا چلوں کہ یہ بل ہم آج پاس کر رہے ہیں لیکن اس کے لئے محکمہ خزانہ کی طرف سے باقاعدہ ہمیں رقوم بھی مل چکی ہیں، اس کا بجٹ بھی منظور ہو چکا ہے کیونکہ ہم یہ دیانتداری کے ساتھ محسوس کرتے تھے کہ ہم کوئی غلط کام کرنے نہیں جا رہے اور یہ اس صوبے کی requirement تھی تو post create کی گئی تھی اور اس created post پر ایک صاحب کی تعیناتی کی گئی اور وہ جو صاحب ہیں ان کا نام چودھری مشتاق ہے، وہ ہائیکورٹ کے ایک ریٹائرڈ جج ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں نے یہ پوچھا ہے اور آج چونکہ بڑا اچھا ماحول جا رہا تھا، اس سے پہلے جو one wheeling کا قانون آیا ہے اس پر بھی یہاں پر بھرپور بات ہوئی ہے اور اس کو بالآخر اکثریت کی بناء پر پاس کر لیا گیا ہے۔ بات صرف یہ ہے کہ یہ post create کرنا administrative matter ہے اور no doubt کہ سی ایم صاحب کو اختیار ہے اور حکومت پنجاب کو اختیار ہے کہ پوسٹیں create کرے اور صوبے کی ویلفیئر کے لئے، قانون کی عملداری کے لئے اور اس کو بہتر کرنے کے لئے یہ کام کرے۔ ہم ہر اچھے کام کے لئے ان کے ساتھ ہیں لیکن آپ یہ بتائیں کہ جس سیٹ کو create کیا گیا ہے اور جس پر راجہ صاحب نے فرمایا ہے کہ محکمہ خزانہ نے ہمیں اجازت دے دی ہے اور اس پر ہم نے چودھری مشتاق صاحب کو appoint کر دیا ہے میرا سوال یہ ہے کہ یہ جب

ہم اس پر بحث کر رہے ہیں، ابھی ہماری amendments آرہی ہیں اور آج کے اس اجلاس کے اختتام تک ہم اس نتیجہ پر پہنچ جائیں گے کہ یہ بل پاس ہوتا ہے یا نہیں ہوتا ہے لیکن کیا اس سے پہلے یہ تقرری ہو سکتی ہے؟ صرف دو لفظوں میں یہ جواب دے دیں کہ جس کی ابھی ہم legislation کرنے جا رہے ہیں اس post کی تقرری ہو سکتی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ تقرری جو ہم نے کی ہے وہ باقاعدہ قانون کے مطابق کی ہے، created post کے against کی ہے۔ دوسرا میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جس پراسیکیوٹر جنرل کی آج آپ qualification منظور کر رہے ہیں، جس شخص کا ہم نے تقرر کیا ہے اگر وہ اس required qualification پر پورا نہ اترتا ہوا تو ہم اسے واپس لے لیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! محترم راجہ صاحب نے وضاحت فرمائی ہے کہ ہم نے تقرری قانون کے مطابق کی ہے اور جن صاحب کی تقرری کی ہے وہ ایک ریٹائرڈ جج ہیں اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر وہ اس معیار پر پورے نہ اترتے ہوئے تو ہم ان کو فارغ کر دیں گے۔ میں ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ یہ چودھری مشتاق صاحب جو ہیں یہ ریٹائرڈ جج ہیں یا ان ججوں میں سے ہیں جو مجھے یاد آ رہا ہے کہ جو ججز، ججز کیس میں فارغ ہوئے تھے on the ground of corruption or any other case کہ ان لوگوں کو ہائیکورٹ میں as Judge غلط طور پر appoint کیا گیا تھا اور اس کے بعد ان ججز پر کیس ہوا تھا اور اس کیس میں پھر وہ فارغ کر دیئے گئے تھے، یہ کنفرم جج نہیں تھے، یہ ریٹائر نہیں ہوئے بلکہ ان کو اس ججز کیس کی وجہ سے فارغ کر دیا گیا تھا، کیا یہ وہی مشتاق صاحب ہیں یا کوئی اور ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں جب تک اپنی معلومات کو update نہ کر لوں میں کچھ کہنا نہیں چاہوں گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ یہ وہی ہیں تو پھر کیا یہ معیار کے متعلق ہاؤس کو آگاہ کر دیں گے؟ پھر واقعی وہ معیار پر تو پورے نہیں اترتے ہوں گے، پھر یہ ان کو فارغ کر دیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں نے گزارش یہ کی ہے کہ جب ایک اچھا gesture آ رہا ہے، ہم ایک بہتر ماحول میں اس لیجسلیشن کو لے کر جا رہے ہیں تو بعد میں ہم دیکھیں گے۔ میں پھر یہ دہرانا چاہتا ہوں کہ آج آپ جو qualification طے کر رہے ہیں اسی معیار کے مطابق وہ لوگ ہوں گے اور اگر ہمیں قانونی طور پر کوئی بار ہوا تو ہم کیوں کریں گے؟ شکریہ

MR ACTING SPEAKER: Time is extended for another half an hour.

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! یہ جو ہم legislation کر رہے ہیں یہ آپ اندازہ کریں کہ اتنی اہم post ہے جس پر پورے پنجاب کا ایوان بیٹھا ہے، روکھڑی صاحب نے کھڑے ہو کر کہا ہے کہ ہمیں بھوک لگی ہوئی ہے اور باقی منسٹر بھی بڑے بیچارے تنگ پڑے ہوئے ہیں، کچھ باہر بیٹھے ہوئے ہیں، اتنی اہم legislation ہم کرنے جا رہے ہیں اور اس legislation کے لئے جس کے لئے اس پورے ایوان کا آپ نے تیسری مرتبہ ٹائم بڑھایا ہے کیونکہ آج اجلاس نے prorogue ہونا ہے اور آج ہم اس کو نمٹانا چاہتے ہیں۔ اس legislation کے واسطے جس شخصیت کو ہم صوبہ کے اندر لانا چاہتے ہیں یہ حکومت پنجاب پر question mark ہے کہ اتنی جلدی کس بات کی تھی؟ اب ہم نے کہا کہ اس کو circulate کرنا چاہئے، جو اس کے stakeholders ہیں ان کا point of view سامنے آنا چاہئے، یہ amendments ہم لے کر آ رہے ہیں تو یہ بہت بڑا question mark ہے کہ اگر آپ لوگوں نے اس amendment کے پاس ہوئے بغیر ہی ایک صاحب کی تقرری بھی کر دی ہے اور تقرری بھی اس صاحب کی کر دی ہے جو ہمارے علم میں بات آئی ہے کہ جن پر reservation ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں اس کو clarify کر چکا ہوں اور assurance دے چکا ہوں کہ اگر وہ متعلقہ جو معیار آج ہم مقرر کر رہے ہیں اس پر پورے نہ اترتے ہوئے تو ان کی تقرری ختم کر دی جائے گی۔ دوسرا اگر ان کی کوئی ایسی حیثیت جو qualification کے ساتھ متصادم ہوئی تو وہ بھی automatically ختم ہو جائے گی۔ اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ کوئی جواز نہیں ہے۔

شیخ اعجاز احمد: چلیں۔ جناب سپیکر! اب آخری بات یہ ہے کہ اس میں ہمارا point of view یہ ہے کہ چاہئے تو یہ تھا کہ جب تک اس ہاؤس کے اندر یہ legislation نہ ہو جاتی اس وقت تک

تقرری نہیں ہونی چاہئے تھی۔اگر انہوں نے کر لی ہے تو چلیں ٹھیک ہے، جو راجہ صاحب نے فرمایا ہے کہ اگر وہ مقررہ معیار کی اہلیت جو انہوں نے اس legislation کے اندر رکھی ہے اس پر پورا نہیں اترتے تو انہوں نے اس ہاؤس کو ensure کرایا ہے کہ وہ ان کو remove کر دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ وہ qualification پر پورا اترتے ہیں، اگر آپ point out کر دیں گے کہ وہ پورا نہیں اترتے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> ‘That the Punjab Criminal Prosecution Service (Constitution, Functions and Powers) Bill 2005, as recommended by Special Committee, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31 May 2006.‘

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: The second amendment is from Rana Sanaullah Khan, Rana Aftab Ahmad Khan, Raja Muhammad Shafqat Khan Abbasi(Advocate), Mr Ahsan ul Haq Ahsan Noulatia, Rana Mashhood Ahmad Khan, Malik Asghar Ali Qaiser, Sh Ejaz Ahmad, Ch Zahid Pervaiz, Ms Azma Zahid Bokhari, Mrs Farzana Raja, Mr Ejaz Ahmad Samma, Syed Hassan Murtaza, Mr Amir Fida Piracha, Mr Ishtiaq Ahmad Mirza, Sh Ejaz Ahmad or any other member may move it.

SH EJAZ AHMAD: Sir, I move -

> “That the Punjab Criminal Prosecution Service (Constitution, Functions and Powers) Bill 2005, as recommended by Special Committee, be

referred to a Select Committee consisting of the following members with instructions to report up to 15 May 2006:"

1. Mr Afzal Sultan Dogar, MPA
2. Haji Muhammad Ijaz, MPA
3. Mr Arshad Mehmood Baggu, MPA
4. Mr Sibghat Ullah Chaudhry, MPA
5. Mr Najaf Abbas Sial, MPA
6. Syed Abbas Mohi-ud-Din, MPA
7. Mirza Furqan Ali Mughal, MPA
8. Mr Yasir Arfat Khan Jatoi, MPA
9. Mian Saif Ullah Owaisi, MPA
10. Mr Javed Hassan Gujjar, MPA
11. Miss Shaheen Atiq-ur-Rehman, MPA
12. Miss Samina Naveed, MPA

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Criminal Prosecution Service (Constitution, Functions and Powers) Bill 2005, as recommended by Special Committee, be referred to a Select Committee consisting of the following members with instructions to report up to 15th May 2006"

1. Mr Afzal Sultan Dogar, MPA
2. Haji Muhammad Ijaz, MPA
3. Mr Arshad Mehmood Baggu, MPA
4. Mr Sibghat Ullah Chaudhry, MPA
5. Mr Najaf Abbas Sial, MPA

6. Syed Abbas Mohi-ud-Din, MPA
7. Mirza Furqan Ali Mughal, MPA
8. Mr Yasir Arfat Khan Jatoi, MPA
9. Mian Saif Ullah Owaisi, MPA
10. Mr Javed Hassan Gujjar, MPA
11. Miss Shaheen Atiq-ur-Rehman, MPA
12. Miss Samina Naveed, MPA

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I oppose it.

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں نے یہ جو amendment دی ہے اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ یہ Select Committee میں پیش کی جاتی ہے۔ وزیر صاحب نے اس کو oppose کیا ہے لیکن میں اس کو press کرتا ہوں کہ اسے Slect Committee کو بھجوایا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ یہ پہلے سے ہی Standing Committee سے ہو کر آئی ہے اس لئے مزید Select Committee کے پاس بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is -

> That the Punjab Criminal Prosecution Service (Constitution, Functions and Powers) Bill 2005, as recommended by Special Committee, be referred to a Select Committee consisting of the following members with instructions to report up to 15 May 2006:-

1. Mr Afzal Sultan Dogar, MPA
2. Haji Muhammad Ijaz, MPA
3. Mr Arshad Mehmood Baggu, MPA

4. Mr Sibghat Ullah Chaudhry, MPA
5. Mr Najaf Abbas Sial, MPA
6. Syed Abbas Mohi ud Din, MPA
7. Mirza Furqan Ali Mughal, MPA
8. Mr Yasir Arfat Khan Jatoi, MPA
9. Mian Saif Ullah Owaisi, MPA
10. Mr Javed Hassan Gujjar, MPA
11. Miss Shaheen Atiq-ur-Rehman, MPA
12. Miss Samina Naveed, MPA

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: Now the motion moved and the question is -

"That the Punjab Criminal Prosecution Service (Constitution, Functions and Powers) Bill 2005, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: Now we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE 3

MR ACTING SPEAKER: Now Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR ACTING SPEAKER: Now Clause 4 of the Bill is under consideration. There are three amendments in it. The first amendment is from Rana Sanaullah Khan.

RANA SANAULLAH KHAN: Sir, I move:

> That in clause 4 of the Bill, as recommended by Special Committee, the words "and such other Public Prosecutors as the Prosecutor General or the Government may appoint from time to time" be omitted.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> That in clause 4 of the Bill, as recommended by Special Committee, the words "and such other Public Prosecutors as the Prosecutor General or the Government may appoint from time to time" be omitted.

The amendment moved and the question is -

> That in clause 4 of the Bill, as recommended by Special Committee, the words "and such other Public Prosecutors as the Prosecutor General or the Government may appoint from time to time" be omitted.

(The motion was carried.)

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ amendment carry ہوئی ہے میں اس مرحلے پر وزیر قانون کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اس ترمیم پر اچھے طریقے سے غور و فکر کیا۔ میں ہاؤس کے ان ممبران کو جو صرف "Ayes" اور "Noes" میں لگے رہتے ہیں، دو لفظوں میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ

Additional کی تعیناتی ہونی ہے۔ اس کے بعد پھر Prosecutor General Prosecutor General, Deputy Prosecutor Gerneral and Assistant Prosecutor General کی تعیناتی ہونی ہے اور اس کے بعد یہ بات بھی ساتھ رکھی گئی تھی کہ اس کے علاوہ اور جتنے بھی کوئی Special Prosecutors حکومت یا Prosecutor General مقرر کرنا چاہے تو کرے۔ اس سے اس پوری سروس پر negative impact آنا تھا اور یہ لوگ پھر خود کام کرنے کے عادی نہ رہتے بلکہ ہر ایک کو یہ سہارا ہوتا کہ وہ باہر سے کوئی Special Prosecutor مقرر کر لیں۔ ہمارے ملک میں ایسی مثالیں موجود ہیں کہ اس اختیار کو، اس discretion کو غلط استعمال کیا گیا اور بعض cases میں وکلاء کو پچاس پچاس لاکھ روپے تک بھی فیس دی گئی اور اس طرح سے سرکاری خزانہ کا نقصان کیا گیا۔ میری اس ترمیم کے ذریعے یہ دروازہ اب بند ہو گیا ہے۔ وزیر قانون صاحب نے اس ترمیم کو منظور کیا ہے تو میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

MR ACTING SPEAKER: The second amendment is from Minister for Law and Parliamentary Affairs or Mr Arshad Mehmood Baggu. Minister for Law and Parliamentary Affairs or Mr Arshad Mehmood Baggu may move it.

MR ARSHAD MEHMOOD BAGGU: Sir, I move:

> That in Clause 4 of the Bill, as recommended by Special Committee, for the words “from time to time”, appearing at the end, the words "under section 8(6) of this Act" be substituted.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is-

> That in Clause 4 of the Bill, as recommended by Special Committee, for the words "from time to time", appearing at the end, the words "under section 8(6)of this Act" be substituted.

The amendment moved and the question is-

> That in Clause 4 of the Bill, as recommended by Special Committee, for the words "from time to time", appearing at the end, the words "under section 8(6) of this Act" be substituted.

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: The third amendment is from Raja Muhammad Shafqat Khan Abbasi.

RAJA MUHAMMAD SHAFQAT KHAN ABBASI(Advocate): Sir, I move:

> That in Clause 4 of the Bill, as recommended by the Special Committee, after the words "time to time" appearing at the end, the words “through Public Service Commission” be added.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> That in Clause 4 of the Bill, as recommended by the Special Committee, after the words "time to time" appearing at the end, the words “through Public Service Commission” be added.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: I oppose it, sir.

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بل میں اس طرح دیا گیا ہے کہ:

> "4. **CONSTITUTION:** The service shall consist of the Prosecutor General, Additional Prosecutor General, Deputy Prosecutors General, District Public Prosecutors, Deputy District Pulic Prosecutors, Assistant District Public

Prosecutors and such other Public Prosecutors as the Prosecutor General or the Governemnt may appoint from time to time

اس کے مطابق ہم Prosecutor General کو یہ right دے رہے ہیں دنیا کے کسی قانون میں یہ بات نہیں ہے کہ Prosecutor General کو بھی یہ right دیا جائے کہ وہ بھی Public Prosecutors, Deputy District Public Prosecutors or Assistant District Public Prosecutors بھرتی کرے۔ اگر یہ واقعی اپنے من پسند لوگوں کو نہیں لانا چاہتے اگر ہم واقعی اس کو بہت خوبصورت اور effective بنانا چاہتے ہیں تو پھر ضروری ہے کہ ہم بہت لائق اور اچھے لوگوں کو بڑے ہی transparent طریقے سے لائیں جو میری nomination پر نہ ہو، وزیر اعلیٰ کی نامزدگی کی وجہ سے نہ کسی اور بڑے کی نامزدگی کی وجہ سے بلکہ ان کی inductment پنجاب پبلک سروس کمیشن کے امتحان کے ذریعے آنی چاہئے جبکہ اس قانون میں یہ دیا گیا ہے کہ:

"Prosecutor General or the Government may appoint from time to time

اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ یہ جتنی بھی بھرتیاں ہوں ساری کی ساری پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہونی چاہئیں۔ جس طرح کہ باقی نوکریوں میں ہوتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں نے اس ترمیم کو oppose کیا اور میں اپنے بھائی سے درخواست کروں گا کہ وہ اسی بل کے Section-8 کی sub-clause-4 پڑھ لیں۔

(4) No direct recruitment shall be made on regular basis to the posts of District Public Prosecutor, Deputy District Public Prosecutor, Assistant District Prosecutor, Additional Prosecutor General and Deputy Prosecutor General except on the recommendation of the Punjab Public Service Commission.

So already this is catered for.

بہت شکریہ

راجہ محمد شفقت خان عباسی(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں کلاز8 کا سیکشن 1 پڑھتا ہوں

(1) The Government may appoint Additional Prosecutors General and Deputy Prosecutors General to conduct criminal cases in the Supreme Court, the High Court, the Federal Shariat Court or any other Special Court.

اس میں "may" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

(2) The Government shall appoint a District Public Prosecutor in each district who shall be the officer in charge of the prosecution in the district within the meanings of the Code.

اس میں وہ appointments ہیں جو کہ regular ہیں

Those appointments which are regular in nature, those will be made through Public Service Commission.

جو inintial appointments ہوں گی وہ گورنمنٹ appoint کرے گی یا پھر پراسیکیوٹر جنرل کریں گے۔اس لئے میں کہتا ہوں کہ کوئی بھرتی

Whether it is the initial appointment; whether it is regular appointment; that should be made through Public Service Commission.

وزیر قانون و پارلیمانی امور:جناب سپیکر!اگر initial appoint کو بھی دیکھا جائے تو اس وقت already جو ہمارے پراسیکیوٹر کام کر رہے ہیں جنھیں ہم نے اس سروس میں induct کرنا ہے وہ already پبلک سروس کمیشن سے ہی clear ہو کر آئے ہیں، ہمارے ڈسٹرکٹ اٹارنی، ڈپٹی ڈسٹرکٹ اٹارنی

which are already recommended by Public Service Commission.

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب والا! یہاں دیا گیا ہے کہ:

(3) All the appointments, except that of the Prosecutor General, to various posts in the Service shall be made through initial recruitment in the manner as may be prescribed.

Who will prescribe those rules? Government will not make the rules, it is the Prosecutor General who has got the power to make the regulation...

اب تو پراسیکیوٹر جنرل رولز اور ریگولیشن بھی فریم کرے گا۔ اسی طرح initial appointments بھی وہی کرے گا۔

That's why I say that initial appointments should be made through Public Service Commission.

تمام کی تمام پوسٹس امتحان کے ذریعے، پبلک سروس کمیشن کے ذریعے fill کی جانی چاہئیں نہ کہ حکومت یا پراسیکیوٹر جنرل ان کو appoint کرے۔ جب گورنمنٹ کی اپنی will, wish یا discretion ہو گی تو پھر اس کی ساکھ نہیں رہے گی۔ جس چیز کے لئے ہم اتنی بڑی exercise کر رہے ہیں کہ ہم ایڈووکیٹ جنرل کو بھی by pass کر رہے ہیں، ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل جو بطور لاء آفیسر کام کر رہے ہیں، اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل کام کر رہے ہیں ہم ان کے parrallel ایک پوری فوج ظفر موج لا رہے ہیں اور اس کی appointing authority پراسیکیوٹر جنرل کو دے رہے ہیں اسی لئے میں کہہ رہا ہوں کہ تمام appointments پبلک سروس کمیشن کے ذریعے کی جائیں۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! عباسی صاحب تو لمبی بات کر رہے ہیں۔ ہم نے جو consensus develop کیا تھا وہ اسی لئے کیا تھا کہ اپوزیشن کی جو logical amendments بنتی تھیں وہ ہم نے own کر لیں لیکن اگر ہم نے سبھی ترامیم کو اسی طرح لینا ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ consensus کا کوئی فائدہ نہ ہوا۔ عباسی صاحب سے میری استدعا ہے کہ ہم نے بڑے غور سے اس کو دیکھا ہے اور میرے بھائی وکیل بھی ہیں۔ میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ ہمارے پاس already جو لوگ سروس میں ہیں ہم نے ان کو بھی دیکھنا ہے تو بعد ازاں اس

میں جتنی بھی recruitments ہوں گی وہ تمام پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہوں گے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> That in Clause 4 of the Bill, as recommended by the Special Committee, after the words "time to time appearing at the end, the words "through Public Service Commission" be added.

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: The question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-5

MR ACTING SPEAKER: Now Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-6

MR ACTING SPEAKER: Now Clause 6 of the Bill is under consideration. There are three amendments in it. The first amendment is from Rana Sanaullah Khan.

RANA SANAULLAH KHAN: Sir, I move:

> That in Clause 6 of the Bill, as recommended by the Special Committee, for sub-clause (5), the following be substituted:-

(5) The Prosecutor General shall not be removed prior to the completion of his tenure.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

That in Clause 6 of the Bill, as recommended by the Special Committee, for sub-clause (5), the following be substituted:-

(5) The Prosecutor General shall not be removed prior to the completion of his tenure.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: I oppose it, sir.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں نے اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ ترمیم move کی تھی کہ یہ جو ایک اتنا high office ہے اس پر جو آدمی کام کرے اسے اپنے tenure کی satisfaction ہو اور اسے تحفظ حاصل ہو۔ اس کے متعلق راجہ صاحب نے کہا ہے کہ ہم رولز بنائیں گے اور ان رولز میں ہم اس بات کو مد نظر رکھیں گے کہ اس آدمی کو اپنا پیریڈ مکمل کرنے سے پہلے بلا جواز اسے اس آفس سے remove نہ کیا جا سکے تاکہ وہ اپنے فرائض اس انداز سے ادا کر سکے کہ وہ effective بھی ہوں اور independent بھی ہوں۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is -

That in Clause 6 of the Bill, as recommended by Special Committee, for sub-clause (5), the following be substituted:-

(5) The Prosecutor General shall not be removed prior to the completion of his tenure.

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: The second amendment is from Minister for Law and Parliamentary Affairs and Mr Arshad

Mehmood Baggu.

MR ARSHAD MEHMOOD BAGGU: I move:

> That in Clause 6 of the Bill, as recommended by Specail Committee, in sub-clause (6), after the words High Court, appearing in line 2, the comma and words, the Federal Shariat Court be inserted.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is -

> That in Clause 6 of the Bill, as recommended by Specail Committee, in sub-clause (6), after the words High Court, appearing in line 2, the comma and words, the Federal Shariat Court be inserted.

The amendment moved and the question is -

> That in Clause 6 of the Bill, as recommended by Specail Committee, in sub-clause (6), after the words High Court, appearing in line 2, the comma and words the Federal Shariat Court be inserted.

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: The third amendment is from Raja Muhammad Shafqat Khan Abbasi.

RAJA MUHAMMAD SHAFQAT KHAN ABBASI (Advocate) Sir, I move -

> That in Clause 6 of the Bill, as recommended by Special Committee, after sub-clause (7), the following new sub-section (8) and (9) be added namely:-

" (8) The Prosecutor General shall hold full time office and shall not hold any other office nor he shall appear in any private case in any court of law.

(9) the Prosecutor General shall seek advice from time to time from the Advocate General Punjab upon legal matters. "

MR ACTING SPEAKER: The motion is -

That in clause 6 of the Bill, as recommended by Special Committee, after sub-clause (7), the following new sub-section (8) and (9) be added namely:-

" (8) The Prosecutor General shall hold full time office and shall not hold any other office nor he shall appear in any private case in any court of law.

(9) the Prosecutor General shall seek advice from time to time from the Advocate General Punjab upon legal matters. "

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: I oppose it, sir.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، عباسی صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا یہ یقین ہے کہ اس پر لاء منسٹر صاحب کو اعتراض نہیں ہوگا کیونکہ ہم پراسیکیوٹر جنرل کو ایڈووکیٹ جنرل سے بھی بڑا آفس دے رہے ہیں اس کی terms and conditions کے حوالے سے گزارش ہے کہ وہ صاحب پرائیویٹ پریکٹس نہ کریں تاکہ وہ fulfledged prosecution کے بزنس کو سنبھالیں۔ اگر وہ

سول کیس کرے گا، ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ میں اپنی پرائیویٹ پریکٹس بھی کرے گا تو یہ معاملہ suffer کرے گا اس لئے میں باقی ساری باتوں کو چھوڑ دیتا ہوں لیکن اس بات پر insist کرتا ہوں کہ اگر یہ واقعی کہتے ہیں کہ اس بل سے بہت بڑا انقلاب آئے گا تو اس وقت تک انقلاب آ نہیں سکتا جب تک وہ اپنے آفس کو fulfledge نہ دیکھیں۔ He shold not appear in any court of law in private cases.

جناب والا! مجھے بھی پتا ہے اور آپ کو بھی بخوبی علم ہے کہ وکلاء صاحبان بیٹھے ہیں۔ ان کی پرائیویٹ پریکٹس زیادہ چلتی رہے گی کیونکہ اسے علم ہو گا کہ پیچھے ایڈیشنل پراسیکیوٹر جنرل کام کرتے رہیں گے اور میری پرائیویٹ پریکٹس ہوتی رہے گی اس لئے بھی ضروری کہ not only in the criminal cases تمام کیسز خواہ وہ ایل ڈی اے کے ہوں یا پنجاب گورنمنٹ کے وہ ان کی پوری concentration سے پیروی کرے۔ اگر وہ fulfledge ٹائم دے گا تو وہ اپنے محکمے کو صحیح طریقے سے run کر سکے گا، اس کو supervise کر سکے گا اور اپنے ماتحت عملے کو دیکھ سکے گا اس لئے اس میں انا کی کوئی بات نہیں ہے۔ میں باقی ترامیم چھوڑنے کے لئے تیار ہوں اگر یہ اس کو induct کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! ہم نے اس میں exactly وہی terms and conditions رکھی ہیں جو ایڈووکیٹ جنرل کے لئے ہیں تو جیسے ایڈووکیٹ جنرل گورنمنٹ کی اجازت کے بغیر پیش نہیں ہو سکتا اس کے لئے بھی وہی رکھا گیا ہے کہ وہ گورنمنٹ کی اجازت کے بغیر پیش نہیں ہو گا۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب والا! یہ کہاں رکھا گیا ہے؟ ایڈووکیٹ جنرل تو ایک آئینی پوسٹ ہے۔ Constitution میں نہیں لکھا جاتا ہے لیکن ایڈووکیٹ جنرل پیش نہیں ہوتا۔ اگر یہ اس میں رکھ لیں تو اس کا کیا نقصان ہے؟ اور گورنمنٹ کی کیا جگ ہنسائی ہونی ہے؟ یہ تو فائدے کی بات ہے کہ وہ fulfledge ٹائم اس سروس کا ایڈوائزر اور انچارج ہو گا اور باقی معاملات دیکھے گا ہی نہیں، سوچے گا بھی نہیں۔ آج اگر مسٹر A لگا ہے کل مسٹر B ہو گا اور پرسوں مسٹر C ہو گا۔ اس لئے اگر ہم یہاں provide کر دیں گے۔ یہ کلاز add کر دیں گے کہ وہ کسی کورٹ آف لاء میں پریکٹس نہیں کرے گا تو اس سے کوئی نقصان نہیں ہو گا۔ بلکہ اس میں فائدہ ہی فائدہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر قانون و پارلیمانی امور!

وزیر زرعی مارکیٹنگ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ راجہ شفقت عباسی صاحب کو اگر ensure کروا دیا جائے کہ یہ مستقبل میں پراسیکیوٹر جنرل ہوں گے تو میرے خیال میں سارے معاملات بہتر ہو جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر قانون صاحب کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: نہیں۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> That in Clause 6 of the Bill, as recommended by the Special Committee, after sub-clause (7), the following new sub-clauses (8) and (9) be added namely:-
>
> " (8) The Prosecutor General Shall hold full time office and shall not hold any other office nor he shall appear in any private case in any court of law.
>
> (9) The Prosecutor General shall seek advice from time to time from the Advocate General Punjab upon legal matters. "

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: The question is -

> "That Clause 6 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill. "

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR ACTING SPEAKER: Now clause 7 of the Bill is under consideration. There are seven amendments in it. The first amendment is from Raja Muhammad Shafqat Khan Abbasi.

Time is further extended for further half an hour.

RAJA MUHAMMAD SHAFQAT KHAN ABBASI(Advocate): Sir, I move -

> That in clause 7 of the Bill, as recommended by the Special Committee, after the word years appearing in line 3, the words and not more than fifty five years be inserted.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is -

> That in Clause 7 of the Bill, as recommended by the Special Committee, after the word years appearing in line 3, the words and not more than fifty five years be inserted.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: I oppose it, sir.

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!یہ ترمیم میں نے اس لئے پیش کی ہے کہ کوئی ایسی گورنمنٹ نہ آجائے کیونکہ یہ تو بڑے سمجھدار لوگ ہیں جس طرح راجہ صاحب نے فرمایا ہے کہ جس پر اسیکیوٹر جنرل کا تقرر کیا گیا ہے میں اسمبلی کو بتاؤں گا۔ان کا میرے دل میں احترام ہے لیکن میں یہ گزارش کروں گا کہ upper age limit must be 55 years تاکہ وہ صحت مند ہو، توانا ہو اگر کوئی 62 سال کا بزرگ appoint ہوگا تو پھر وہ اپنے کام کے ساتھ انصاف نہیں کر سکے گا۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس کی عمر 45 سال سے کم نہ ہو اور 55 سے زیادہ نہ ہو۔تاکہ وہ اپنے آفس سے اور اس نئی سروس کے ساتھ انصاف کر سکے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر قانون و پارلیمانی امور!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میرے خیال میں یہ جناب شفقت عباسی صاحب کی طرف سے زیادتی ہے کہ میرے خیال میں 55 سال سے اوپر کے لوگ آج اس ملک میں اور صوبے میں یعنی جتنے بھی اچھی پریکٹس والے لوگ ہیں وہ تمام 55 سال سے زیادہ کی عمر کے ہیں اس لئے اس کو 55 سال تک limit کرنا quality کے لحاظ سے پراسیکیوٹر جنرل کا راستہ روکنے والی بات ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ اعجاز احمد!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! جیسا کہ راجہ صاحب نے کہا ہے کہ 55 سالہ جو ہمارے ساتھی ہیں وہ quality کو maintain کرنے کے لئے بہتر ہیں اور راجہ شفقت عباسی صاحب کی ان کے ساتھ زیادتی ہے۔ میں بھی یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت جو ہمارے پچاس سالہ یا پچپن سالہ وزیر ہیں یا ممبر ہیں ان کے ساتھ بھی بڑی زیادتی ہے کہ ان کو یہاں پر اس وقت تک بھوکا بٹھایا ہوا ہے۔ ان میں جناب والا! کئی شوگر کے مریض بھی ہیں تو اللہ نہ کرے کہ ان کو کوئی ایسا problem ہو تو اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس وقت کھانے کا وقفہ کرنا چاہئے۔ میں یہ بڑی serious بات کر رہا ہوں۔ خاص طور پر کچھ وزراء نے مجھے اس حوالے سے اشارے بھی کئے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نیچے کیفے ٹیریا کھلا ہوا ہے جس کو بھوک لگی ہے وہ وہاں پر جا سکتا ہے۔

شیخ محمد اعجاز: جناب والا! اس کے علاوہ ہماری جو خواتین اراکین ہیں ان کو تو جانے کی اجازت دے دی جائے۔ "Ayes" اور "Noes" ہم کہہ لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیونکہ یہ ایک بہت important matter ہے
And I think for the first time the Assembly is sitting so long because it is a very important matter.

شیخ اعجاز احمد: جناب والا! یہ بڑی سنجیدہ بات ہے اور خاص طور پر جو above 50 years لوگ ہیں ان پر خصوصی توجہ دی جائے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is -

> That in Clause 7 of the Bill, as recommended by the Special Committee, after the word years

appearing in line 3, the words and not more than fifty five years be inserted.

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: The second amendment is from Rana Sanaullah Khan.

RANA SANAULLAH KHAN: Sir, I move:

That in clause 7 of the Bill, as recommended by Special Committee, in para (a), the expression, "or for the periods aggregating" appearing in line 1, be deleted.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is -

That in clause 7 of the Bill, as recommended by Special Committee, in para (a), the expression, "or for the periods aggregating" appearing in line 1, be deleted.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: I oppose it, sir.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں نے یہ ترمیم اس خیال سے move کی ہے کہ اس میں دس سال کا تجربہ رکھا گیا ہے یعنی جس شخص کا بطور ایڈووکیٹ دس سال کا تجربہ ہو تو وہ اس پوسٹ پر تعینات ہو سکتا ہے۔ اب اس میں aggregate کرنے سے اس بات کا احتمال ہے کہ ایک آدمی تین سال پریکٹس کرتا ہے اس کے بعد وہ بزنس کرنے کے لئے چلا جاتا ہے پھر تین سال بعد واپس آتا ہے پھر آکر چار سال پریکٹس کرتا ہے پھر بیرون ملک بھاگ جاتا ہے وہاں سے واپس آتا ہے اور پھر دو سال پریکٹس کرتا ہے اور اس طرح سے اس کا aggregate period اگر شامل کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح سے low quality کے لوگ اس profession میں آنے کے امکانات ہیں اور پھر ایسا ہو سکتا ہے کہ بعض لوگ جن کے پاس سفارش ہو، جن کے پاس otherwise وسائل ہوں اور اثر انداز ہو کر اس پوسٹ پر تعینات ہو سکتے ہیں اس لئے یہ مناسب

ہوتا کہ جو آدمی مسلسل دس سال سے اسprofession میں ہو تو وہ ہی ان عہدوں پر آکر کام کرے۔اسی سے اس سروس کی کارکردگی بہتر اورeffective ہو سکتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا!اس میں میری گزارش یہ ہے کہ آئین کے آرٹیکل 193 میں یہ الفاظ موجود ہیں اور جو ایک ہائی کورٹ کے جج بننے کے لئےqualification ہے اسی کے مطابق یہsame ہے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> That in clause 7 of the Bill, as recommended by Special Committee, in para (a), the expression "or for the periods aggregating" appearing in line 1, be deleted.

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: The third amendment is from Rana Sanaullah Khan.

RANA SANAULLAH KHAN: Sir, I move -

> That in clause 7 of the Bill, as recommended by Special Committee, in para (a), for the word "ten appearing in line 2, the word "fifteen" be substituted.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is -

> That in Clause 7 of the Bill, as recommended by Special Committee, in para (a), for the word "ten appearing in line 2, the word "fifteen" be substituted.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: I oppose it, sir.

جناب قائم مقام سپیکر: رانا ثناء اللہ خان!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ جو میں نے دس سال کی جگہ پندرہ سال کا کہا ہے تو اس میں ہائی کورٹ کے جج کی جو qualifications ہیں ان میں بھی پندرہ سال لکھا ہوا ہے۔ پندرہ سال کسی کی بطور لاء آفیسر، بطور وکیل پریکٹس ہو تو اسے ہائی کورٹ میں elevate کیا جاتا ہے۔ یہ بھی چونکہ بہت اہم ذمہ داری ہے تو اس میں بھی میرا خیال ہے کہ دس سال کا تجربہ تھوڑا ہے اگر پندرہ سال کا تجربہ کر لیا جائے تو اس کے بہتر نتائج ہوں گے۔ ویسے بھی جیسا کہ راجہ صاحب نے کہا کہ 55 کے level پر جا کر لوگ کافی تجربہ کار اور جہاں دیدہ ہو جاتے ہیں۔ یہ جو تقریباً پچاس اور پچپن تک ہے یہ کم از کم پندرہ اور بیس سال کا تجربہ بنتا ہے۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ دس سال کی بجائے پندرہ سال کر دیا جائے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! Again for the sake of repetition, I would say کہ آئین کے آرٹیکل 193 میں already دس سال ہی mention ہے ہم نے وہیں سے لے کر اس کو دس ہی لکھا ہے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is -

> That in clause 7 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in para (a), for the word "ten" appearing in line 2, the word "fifteen" be substituted.

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: The fourth amendment is from Raja Muhammad Shafqat Khan Abbasi.

RAJA MUHAMMAD SHAFQAT KHAN ABBASI(Advocate): Sir, I do not press it.

MR ACTING SPEAKER: The fifth amendment is from Minister for Law Parliamentary Affairs and Mr Arshad Mehmood Baggu.

MR ARSHAD MEHMOOD BAGGU: Sir, I move -

> That in Clause 7 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in para (a), the words "or has performed functions as a prosecutor in the Punjab, under any law, for such period" appearing in lines 2-4, be omitted.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is -

> That in clause 7 of the Bill, as recommended by Special Committee, in para (a) the words or has performed functions as a prosecutor in the Punjab, under any law, for such period appearing in lines 2-4, be omitted.

The amendment moved and the question is.

> "That the clause 7 of the bill as recommended by the Special Committee, in para (a), the words "or has performed functions as a Prosecutor in the Punjab, under any law, for such period" appearing in lines 2-4, be omitted."

(The motion was carried)

MR ACTING SPEAKER: The 6th amendment is from Minister for Law Parliamentary Affairs and Mr Arshad Mehmood Baggu.

MR ARSHAD MEHMOOD BAGGU: I move:

That in Clause 7 of the Bill, as recommended by the Special Committee, for para (b), the following be substituted:-

(b) he is a Law Graduate and has for a period of not less than seventeen years, been a member of the prescribed civil service; or”

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

That in clause 7 of the Bill, as recommended by the Special Committee, for para (b), the following be substituted:-

(b) he is a Law Graduate and has for a period of not less than seventeen years, been a member of the prescribed civil service; or”

The amendment moved and the qeustion is that:-

That in clause 7 of the Bill, as recommended by the Special Committee, for para (b), the following be substituted:-

(b) he is a Law Graduate and has for a period of not less than seventeen years, been a member of the prescribed civil service; or

(The motion was carried)

MR ACTING SPEAKER: The 7th amendment is from Minister for Law Parliamentary Affairs and Mr Arshad Mehmood Baggu.

MR ARSHAD MEHMOOD BAGGU: I move that:

That in clause 7 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in para (c), the full-stop appearing at the end, be substituted by a semi-colon and the word or be added and the following new paras (d) and (e) be added thereafter:-

(d) he has, for a period not less than five years, performed functions of and Additional Prosecutor General; or"

(e) he has, for a period not less than seven years, performed the functions of a District Public Prosecutor or has performed functions of a Prosecutor in the Punjab, under any law, for a period of not less than fifteen years.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

That in clause 7 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in para (c), the full-stop appearing at the end, be substituted by a semi-colon and the word or be added and the following new paras (d) and (e) be added thereafter:-

(d) he has, for a period not less than five years, performed functions of and Additional Prosecutor General; or

(e) he has, for a period not less than seven years, performed the functions of a District Public Prosecutor or has performed functions of a Prosecutor in the Punjab, under any law, for a period of not less than fifteen years.

The amendment moved and the question is that:-

That in clause 7 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in para (c), the full-stop appearing at the end, be substituted by a semi-colon and the word or be added and the following new paras (d) and (e) be added thereafter:-

(d) he has, for a period not less than five years, performed functions of and Additional Prosecutor General; or

(e) he has, for a period not less than seven years, performed the functions of a District Public Prosecutor or has performed functions of a Prosecutor in the Punjab, under any law, for a period of not less than fifteen years.

(The motion was carried)

MR ACTING SPEAKER: The question is:

That in clause 7 of the Bill, as recommended, do stand part of the Bill.

(The Motion was carried)

CLAUSE-8

MR ACTING SPEAKER: Now, clause 8 of the Bill is under consideration. There are 4 amendments in it. The first amendment is from Raja Muhammad Shafqat Khan Abbasi.

RAJA MUHAMMAD SHAFQAT KHAN ABBASI (Advocate): I move:

> that in Clause 8 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (3), for the words "in the manner as may be prescribed" appearing at the end, the words "through competitive examination to be held by the Punjab Public Service Commission" be substituted.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved:

> That in clause 8 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (3), for the words "in the manner as may be prescribed" appearing at the end, the words "through competitive examination to be held by the Punjab Public Service Commission" be substituted.

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جیسے میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ:

> The government shall appoint District Public Prosecuter in each district, who shall be the Officer Incharge of the prosecution in the district within the meaning of that court. All the appointments except Prosecuter General to

various posts in service shall be made through initail recruitment in a manner has may be prescribed.

جناب! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ پورے پنجاب میں جو initial recruitments کرنے جا رہے ہیں، وہ right اپنے پاس کیوں رکھ رہے ہیں؟ راجہ صاحب نے جواب دیا تھا کہ regular appointments through Punjab Public Service Commission ہوں گی لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ ساری کی ساری initial appointments through competitive examination of Punjab Public Service Commission ہونی چاہئے تاکہ چیزیں transparent رہیں۔ اس لئے جیسا انہوں نے کہا کہ Government may appoint Additional Prosecuter General اس لئے ضروری ہے کہ transparensy اور اس سروس کے مفاد کے لئے کسی کی ذاتی پسند اور ناپسند سے بالاتر ہو کر اچھے اور قابل لوگ exam پاس کر کے initial recruitment میں بھی جائیں اور regular میں بھی جائیں جو re-provide کیا ہے اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ اگر آپ regular appointments through Punjab Public Service Commission کر رہے ہیں تو یہ initial appointments کیوں اپنے پاس رکھ رہے ہیں؟ جیسے پہلے کہا کہ initial apointments through the prescribed اور اس قانون کے تحت regulation پر اسیکیوٹر جنرل خود بنائیں گے۔ اس قانون کے تحت پراسیکیوٹر جنرل کو بھی right ہے کہ وہ اپنے پسند کے بندے nominate کر سکیں اور اپنے بندوں کو appoint کر سکیں۔ اس کے سال، دو سال بعد جب وہ egularize ہوں گے تو دیکھا جائے گا اس لئے لاء منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ اگر آپ معاملات واقعی صاف ستھرے اور transparent رکھنا چاہتے ہیں تو

All the appointments should be made through the competitive examination held by the Punjab Public Service Commission. Thank you.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے اور میں نے پہلے بھی استدعا کی ہے کہ جتنی بھی regular appointments ہیں وہ ہم پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے کریں گے۔ initial recruitment contract پر بھی ہو سکتی ہے اس لئے ہم نے اپنے آپ کو پابند نہیں کیا۔ شکریہ

MR ACTING SPEAKER: The motion moved and the question is:

> That in clause 8 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (3), for the words in the manner as may be prescribed appearing at the end, the words through competitive examination to be held by the Punjab Public Service Commission be substituted.

(The motion was lost)

MR ACTING SPEAKER: The 2nd amendment is from Minister for Law Parliamentary Affairs and Mr Arshad Mehmood Baggu.

MR ARSHAD MEHMOOD BAGGU: I move:

> That in clause 8 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (4), in the proviso, for the word “prosecutors appearing in line 2, the words” on regular basis be inserted.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> That in clause 8 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (4), in the proviso, for the word “prosecutors appearing in line 2, the words” on regular basis be inserted.

The motion moved and the question is:

> That in clause 8 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (4), in the proviso, for the word "prosecutors appearing in line 2, the words" on regular basis be inserted.

(The motion is carried)

MR ACTING SPEAKER: The 3rd amendment is form, Ranan Sana Ullah Khan, Mr Amir Fida Piracha, Rana Aftab Ahmad Khan, Mr Ahsan ul Haq Ahsan Noulatia, Raja Muhammad Shafqat Khan Abbasi, Syed Hassan Murtaza, Mr Ejaz Ahmad Samma, Malik Asghar Ali Qaiser, Mirza Muhammad Afzaal(Advocae), Ms Azma Zahid Bokhari. Rana Sana Ullah Khan may move it.

RANA SANA ULLAH KHAN: That in clause 8 of the Bill, as recommended by the Special Committee, sub-clause(6) be deleted.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is -

> That in clause 8 of the Bill, as recommended by the Special Committee, sub-clause(6) be deleted.

The amendment moved and the question is

> That in clause 8 of the Bill, as recommended by the Special Committee, sub-clause(6) be deleted.

(The motion was carried)

MR ACTING SPEAKER: Since the sub-clause (6) of clause 8, has been deleted. Therefore, the fourth amendment from Minister for Law Parliamentary Affairs and Mr Arshad Mehmood Baggu, being redundant, is inadmissible.

The question is:

"That clause 8 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR ACTING SPEAKER: Now clause 9 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Minister for Law and Parliamentary Affairs and Mr Arshad Mehmood Baggu.

MR ARSHAD MEHMOOD BAGGU: Sir, I move -

That in clause 9 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (5), in para (a), after the words "return the same" appearing at the beginning, the words within three day be inserted.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is -

That in clause 9 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (5), in para (a), after the words "return the same" appearing at the beginning, the words "within three days" be inserted.

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

That in clause 9 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (5), in para (a), after the words "return the same" appearing at the beginning, the words "within three days" be inserted.

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR ACTING SPEAKER: Now clause 10 of the Bill is under consideration. There are six amendments in it. The first amendment is from Minister for Law and Parliamentary Affairs.

MINISTER FOR LAW: Sir, I move -

> That in clause 10 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (3), in para (a) for the figure "8" appearing at the end, the figure "9" be substituted.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is -

> That in clause 10 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (3), in para (a) for the figure "8" appearing at the end, the figure "9" be substituted.

The amendment moved and the question is -

> That in clause 10 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (3), in para (a) for the figure "8" appearing at the end, the figure "9" be substituted.

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: The second amendment is from Mr Amir Fida Piracha, Rana Aftab Ahmad Khan, Mr Ahsan ul Haq Ahsan Noulatia, Raja Muhammad Shafqat Khan Abbasi, Syed Hassan Murtaza, Mr Ejaz Ahmad Samma, Malik Asghar Ali Qaiser, Mirza Muhammad Afzaal(Advocte), Ms Uzma Zahid Bokhari.

RAJA MUHAMMAD SHAFQAT KHAN ABBASI (Advocate): Sir, I do not press it.

MR ACTING SPEAKER: The third amendment is from Minister for Law and Parliamentary Affairs and Mr Arshad Mehmood Baggu.

MR ARSHAD MEHMOOD BAGGU: Sir, I move -

> That in clause 10 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (3), in para (b), after the words "call for a report" appearing at the begining, the words "within a specified time" be inserted.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is -

> That in clause 10 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (3), in para (b), after the words "call for a report" appearing at the begining, the words "within a specified time" be inserted.

The amendment moved and the question is -

> That in clause 10 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (3), in para (b), after the words "call for a report" appearing at the begining, the words "within a specified time" be inserted.

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: The fourth amendment is from Minister for Law and Parliamentary Affairs and Mr Arshad Mehmood Baggu.

MR ARSHAD MEHMOOD BAGGU: Sir, I move -

> That in clause 10 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (3), in para (c),

after the words "call for a record or any other Document" appearing at the beginning, the words "within a specified time" be inserted.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is -

That in clause 10 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (3), in para (c), after the words "call for a record or any other document" appearing at the beginning, the words "within a specified time" be inserted.

The amendment moved and the question is:

That in clause 10 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (3), in para (c), after the words "call for a record or any other document" appearing at the beginning, the words "within a specified time" be inserted.

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: The fifth amendment is from Minister for Law and Parliamentary Affairs and Mr Arshad Mehmood Baggu.

MR ARSHAD MEHMOOD BAGGU: Sir, I move -

That in clause 10 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (3), in para (d), the word "and", appearing at the end, be omitted and in para (e), in sub-para (iii), the full-stop appearing at the end be substituted by a semi-colon and the word "and" be added, and the following new para (f) be added thereafter:-

(f) at any stage of a trial before any trial court subordinate to the High Court before the

judgement is passed, the Prosecutor General or any Prosecutor specifically authorized by him may, for reasons to be recorded in writing, inform the court on behalf of the Government that the Prosecutor shall not prosecute the accused upon the charge and thereupon all proceedings against the accused shall be stayed and he shall be discharged of and from the same:

Provided that such discharge shall not amount to an acquittal unless the court directs otherwise.

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ میری آخری amendment ہے۔ ہم نے 16 کے قریب amendments دی تھیں۔ اس کے لئے میٹنگ ہوئی تھی اور گورنمنٹ نے جو اس میں بہتر amendments تھیں تو ان 16 میں سے 11 amendments منظور کیں۔ اکثر کورٹس میں یہ ہوتا ہے کہ جب پولیس چالان پیش کرتی ہے یا پراسیکیوٹر کوئی چالان پیش کرے گا۔ وہاں پر بعض جج یہ لکھ دیتے ہیں کہ جس پراسیکیوٹر نے یہ کیس کیا ہے اس نے فلاں فلاں negligencies کی ہیں۔ ہم نے اس پر fix کیا ہے کہ اگر کورٹ پراسیکیوٹر کے خلاف کچھ لکھے گی تو پھر وہ پراسیکیوٹر کے پاس آئے گا اور پھر ڈیپارٹمنٹ اس کے خلاف action لے گا۔ اس لئے یہ amendment ہم نے دی ہے۔

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

That in clause 10 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (3), in para (d), the "and" appearing at the end, be omitted and in para (e), in sub-para (iii), the full-stop appearing at the end be substituted by a semi-colon and the word "and" be added, and the following new para (f) be added thereafter:-

(f) at any stage of a trial before any trial court subordinate to the High Court before the judgement is passed, the Prosecutor General or any Prosecutor specifically authorized by him may, for reasons to be recorded in writing, inform the court on behalf of the Government that the Prosecutor shall not prosecute the accused upon the charge and thereupon all proceedings against the accused shall be stayed and he shall be discharged of and from the same:

Provided that such discharge shall not amount to an acquittal unless the court directs otherwise.

The amendment moved and the question is:

That in clause 10 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (3), in para (d), the "and" appearing at the end, be omitted and in para (e), in sub-para (iii), the full-stop appearing at the end be substituted by a semi-colon and the word "and" be added, and the following new para (f) be added thereafter:-

(f) at any stage of a trial before any trial court subordinate to the High Court before the judgement is passed, the Prosecutor General or any Prosecutor specifically authorized by him may, for reasons to be recorded in writing, inform the court on behalf of the Government that the Prosecutor shall not prosecute the accused upon the charge and thereupon all proceedings against the accused shall be stayed

and he shall be discharged of and from the same:

Provided that such discharge shall not amount to an acquittal unless the court directs otherwise.

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: The sixth amendment is from Mr Amir Fida Piracha, Rana Aftab Ahmad Khan, Mr Ehsan Ul Haq Ahsan Noulatia, Raja Muhammad Shafqat Khan Abbasi, Syed Hassan Murtaza, Mr Ejaz Ahmad Samma, Malik Asghar Ali Qaiser, Mirza Muhammad Afzaal(Advocate), Ms Azma Zahid Bokhari. Mr Amir Fida Piracha may move it. He does not press it.

The question is -

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is-

"That clause 11 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE 12

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is-

"That clause 12 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE 13

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. There are two amendment in it. The first amendment is from Mr Amir Fida Piracha, Rana Aftab Ahmad Khan, Mr Ahsan Ul Haq Ahsan Noulatia, Raja Muhammad Shafqat Khan Abbasi, Syed Hassan Murtaza, Mr Ejaz Ahmad Samma, Malik Asghar Ali Qaiser, Mirza Muhammad Afzaal(Advocate), Ms Azma Zahid Bokhari.

راجہ محمد شفقت خان عباسی(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس لئے کہ right of appeal سی آر پی سی میں provided ہے۔ ٹھیک ہے کہ A 717 ڈیل کرتی ہے وہ victim کو، victim کے legal heirs کو right دیتے ہیں۔ اگر کوئی آدمی بری ہو جاتا ہے acquittal کے خلاف تو legal heir can file an appeal against acquittal چونکہ یہ CRPC میں شامل ہے۔ اس لئے میں اس کو move نہیں کرتا۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:-

> That in clause 13 of the Bill, as recommended by the Special Committee, in sub-clause (6), after para (ii) the following new para (iii) be added:-
>
> "(iii) court in a district, a person aggrieved by the order may file an appeal."

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: The question is:

"That clause 13 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: Addition of new Clause 13-A. The 2nd amendment is from Raja Muhammad Shafqat Khan Abbasi.

RAJA MUHAMMAD SHAFQAT KHAN ABBASI(Advocate) Sir, I move:-

> That after clause 13 of the Bill, as recommended by the Special Committee, after clause 13, the following be added as new Clause 13-A:-
>
> "13-A. **Remedy in case of neglect etc. by the Prosecutor:** Where the Government, on the basis of any complaint or information from any aggrieved person, has reason to believe that any Prosecutor or Officer of the service has committed any act of neglect, omission or commission, failure or excess, the Government shall take remedial steps including initiating disciplinary proceedings under any law for the time being in force, registration of case and imposition of fine which may extend to fifty thousand rupees."

MR ACTING SPEAKER: Time is further extended for half an hour.

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): چودھری ظہیر صاحب سے پوچھ لیں کہ ان کی سمجھ میں آ رہی ہے یا سمجھاؤں۔ کیونکہ انہیں صحیح سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ اس لئے کہ جب ہم نے پراسیکیوٹر جنرل کا لفظ استعمال کیا، یہ لفظ ہم نے نیب سے لیا کیونکہ نیب کا جو پراسیکیوٹر جنرل ہے اس کا نام بھی پراسیکیوٹر جنرل استعمال کیا گیا۔ اس میں بھی یہ provision ہے کہ کوئی لاء آفیسر under the NAB Ordinance اگر وہ neglect کرے گا، اپنی ڈیوٹی ایمانداری سے نہیں کرے گا تو اس کے خلاف any reason to believe، کوئی information from the aggrieved party or from any quarter سے ہو گی، اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ اس کے خلاف ایکشن لیا جائے گا۔ اس کے خلاف مقدمے کی رجسٹریشن، اس کے خلاف

penalty بذریعہ fine ہونی چاہئے۔ اس میں بھی اسی چیز کو سامنے رکھتے ہوئے ہم نے کہا کہ یہ جو پراسیکیوٹر حضرات پنجاب میں appoint ہونے جا رہے ہیں۔ جن کو پنجاب کے خزانے سے مراعات ملیں گی۔ یہ ادارہ اپنی مثال آپ ہو گا ان کو بھی چیک کرنے کے لئے کوئی قانون یا کوئی provision ہونی چاہئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس میں جو move کیا گیا ہے اس میں وزیر قانون اس clause کی اہمیت کے بارے میں بتائیں گے لیکن پراسیکیوشن سروس کو علیحدہ کر کے عارضی پراسیکیوٹر کے اوپر penal clause لگا دینا میرا خیال ہے کہ کیا law of negligence ہمارے پاس پہلے نہیں ہے، عباسی صاحب کو اس پر further press نہیں کرنا چاہئے۔ یہ بات ایسے ہی ہے کہ جیسے CRPC کے ہوتے ہوئے ایک formal قانون اور دے دیں۔ پراسیکیوٹر کے لئے اگر اسی کی کوتاہی ہو گی تو اس کی سزا پہلے ضابطہ کار کے اندر موجود ہے۔ This is the biggest initiative of this Government میں یہ سمجھتا ہوں کہ پنجاب گورنمنٹ کا یہ وہ کارنامہ ہے جو انہوں نے انجام دیا ہے۔ ہم خواہ مخواہ تعریف کرنے والے لوگ نہیں ہیں۔ پراسیکیوشن کو علیحدہ کر کے اس ملک میں عدل کے نظام کو انہوں نے بچا لیا ہے تو عباسی صاحب کو اس کی تعریف کرنی چاہئے۔

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! ملک صاحب کس رولز کے تحت بات کر رہے تھے؟ mover نے اس کو move کیا ہے اور وزیر قانون نے اس کو oppose کیا ہے۔ ملک صاحب کس رولز کے تحت یہ ساری گفتگو کر رہے تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ اپنی رائے دے رہے تھے۔ چونکہ یہ ایک اہم معاملہ ہے اس پر رائے دینا کوئی بری بات نہیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ملک صاحب تو باہر چلے گئے میں ان

سے یہ پوچھتا ہوں کہ پاکستان میں کون سا ایسا codified law of tod کی شکل میں ہے۔ کوئی codified law of tod کی شکل میں نہیں ہے۔ اگر ایک پراسیکیوٹر پیسے لے کر کسی کا مقدمہ خراب کرتا ہے وہ damages کسی codified law کے تحت نہیں ہوگا۔ جب ہم اس قانون میں یہ provide کریں گے کہ جناب! اس کے خلاف کوئی reason to believe، کوئی انفارمیشن، کسی کو ارٹر سے، کسی aggrieved پارٹی سے ہوگا تو اس کے خلاف مقدمہ بھی درج ہو سکے گا، اس کے خلاف ڈسپلنری ایکشن بھی ہو سکے گا۔ اس کو پچاس ہزار روپے تک جرمانہ بھی ہو سکے گا۔ وہ پراسیکیوٹر جو آج کل عدالتوں میں ہو رہا ہے، جو ماتحت عدالتوں کے جو PP حضرات کر رہے ہیں وہ شاید نہ ہو۔ اس چیز کو روکنے کے لئے یہ ترمیم اس لئے ڈالی گئی کہ جب ہم نے کہا کہ نیب آرڈیننس میں بھی یہ provide ہے کہ جو لاء آفیسر اگر اپنی ڈیوٹیز میں neglect کرے گا یا کوئی ہیرا پھیری کرے گا تو اس کے خلاف کارروائی نہیں ہوگی اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ کوئی آدمی بھی قانون سے بالاتر نہیں ہے۔ جس طرح ملک صاحب نے کہا کہ پہلے دن ہی اس کو پتا ہونا چاہئے مجھ پر کوئی چیک اینڈ بیلنس ہے، میں نے جو کام کرنا ہے اس کی جوابدہی دینی ہے، اسمبلی میں مجھے جواب دہ ہونا ہے اس لئے مجھے پورا یقین ہے کہ راجہ بشارت صاحب اس چیز کو oppose نہیں کریں گے کیونکہ یہ ان کی طرف سے بہتری کی بات جائے گی۔ پراسیکیوٹر حضرات مزید فعال ہوں گے۔ بہت مہربانی

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کی توجہ 10(2) کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ جس میں ہم نے یہ already provision رکھی ہوئی ہے کہ

> The Prosecutor General or the District Public Prosecutor, may refer to the authority, competent to initiate disciplinary proceedings under any law for the time being in force, to take disciplinary action against any public servant working in connection with investigation or prosecution, for any act committed by him and is prejudicial to the prosecution.

اسی طرح 16 میں ہم نے کہا ہے کہ:

> Subject to the provisions of this Act and the rules, members of the Service including the staff shall be

appointed and governed under the Punjab Civil Servants Act, 1974..

اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے alreadyاس کا خیال رکھا ہوا ہے۔ شکریہ

CLAUSE 13

MR. ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

That after clause 13 of the Bill, as recommended by the Special Committee, after Clause 13, the following be added as new Clause 13-A:-

13-A. **Remedy in case of neglect etc., by the prosecutor.** Where the Government, on the basis of any comlaint or information from any aggrieved person, has reason to believe that any prosecutor or officer of the servicew has committed anyact of neglect, omission or commission, failure or excess, the Government shall take remedial steps including initiating disciplinary proceedings under any law for the time being in force, registration of case and imposition of fine which may extend to fifty thousand rupees."

CLAUSE 14

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

"That clause 14 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR. ACTING SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is-

"That clause 15 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 16 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

"That clause 17 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is-

"That clause 18 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR. ACTING SPEAKER: Now clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 19 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 20

MR. ACTING SPEAKER: Now clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 20 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 21

MR. ACTING SPEAKER: Now Clause 21 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Rana Sanaullah Khan.

RANA SANAULLAH KHAN: Sir, I move:

That in clause 21 of the Bill, as recommended by the Special Committee, the words and comma "appointments made," appearing in line 1, be deleted.

MR. ACTING SPEAKER: The motion moved is -

That in clause 21 of the Bill, as recommended by the Special Committee, the words and comma "appointments made" appearing in line 1, be deleted.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: I oppose it, sir.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ معاملہ اس سے پہلے شیخ اعجاز صاحب نے point of order پر کیا تھا تو اس میں discuss ہوا تھا۔ یہ وہی ہے کہ اس میں ان appointments کو اور action taken کو تحفظ دیا گیا ہے جو تحفظ آج اس بل کے پاس ہونے سے پہلے دیا گیا۔ ہمارا اس میں وہی concern تھا کہ جو appointments پہلے ہوئی ہیں اور جس appointment کا ہم نے بطور خاص ذکر بھی کیا ہے اور لاء منسٹر صاحب نے اس بات کی یقین دہانی کرائی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کے الفاظ جو ہیں وہ ان پر عملدرآمد کرواتے ہوئے اگر کوئی معاملہ ایسا ہے جیسا کہ ہمارے version کے مطابق ہے تو اس کا وہ ازالہ کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت آج تک میراتھن ریسز کرواتی رہی، آج انہوں نے میراتھن لیجسلیشن کرائی ہے، وزیر قانون سمیت سارے دوست کافی تھکے ہوئے ہیں اور پریس گیلری والے دوست بھی تھکے ہوئے ہیں۔ بہر حال میں نے اس بارے میں یہی کہنا تھا۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس سلسلہ میں، میں پہلے یقین دہانی کرا چکا ہوں۔ شکریہ

MR. ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> That in clause 21 of the Bill, as recommended by the Special Committee, the words and comma "appointments made" appearing in line 1, be deleted.

(The motion was lost.)

MR. ACTING SPEAKER: The question is -

"That clause 21 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR. ACTING SPEAKER: Now, clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

"That clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR. ACTING SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR. ACTING SPEAKER: Now, Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

"That Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR. ACTING SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move-

> "That the Punjab Criminal Prosecution Service (Constitution, Functions and Powers) Bill 2005 be passed."

MR. ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Criminal Prosecution Service (Constitution, Functions and Powers) Bill 2005 be passed."

The motion moved and the question is -

> "That the Punjab Criminal Prosecution Service (Constitution, Functions and Powers) Bill 2005 be passed."

(The Bill was passed.)

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(107)/2006/798.Dated 20th March 2006. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

> In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Lt. Gen. (Retd) Khalid Moqbool** Governor of the Punjab hereby prorogue the Assembly w.e.f March 20th, 2006 on the conculusion of sitting on that day.

Dated Lahore, the
19th March 2009

LT. GEN. (TETD) KHALID MAQBOOL
GOVERNOR OF THE PUNJAB"